

برکاتِ ابرار

سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی
 کے خیالات کے دین
 جسکو مجدد زمان و نسخ دوران مرزا غلام احمد
 صاحب نے تالیف کر کے بغرض فائدہ عام
 مطبع ریاض ہند تادیان میں باہتمام شیخ
 نور احمد صاحب طبع کر اکرمیہ رمضان المبارک
 ۱۳۱۰ ش ۱۳۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

غفرہ و نصلی علی سولہ الکریم

سید محمد خان صاحب کے - سی - اسیں - آئی - کے

رسالہ الدعا والاستجابۃ اور رسالہ

تحریر فی اصول التفسیر پر ایک نظر

اے اسیر عقل خود برحق خود کو کہناز کین سپہر بوالعجاب چوتو بیا راورد

غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوئی حق ہر کہ آید ز آسمان او مائتہاں یار آورد

خود و ہمیشہ ہر سوال گنج باطل ہر کہ کہ از خود آورد ز شمس و مرد آراورد

سید صاحب اپنے رسالہ مندرجہ عنوان میں دعا کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے

ہیں کہ استجاب دعا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ دعا میں مانگو گیا ہے وہ دیا جائے

بلکہ اگر استجاب دعا کے یہی معنی ہوں کہ وہ سوال بہر حال پورا کر دیا جائے تو وہ

محکمین پیش آتی ہیں اول یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطرار

الہ میں مگر سوال پورا نہیں ہوتا جس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں

لہ خدا نے استجاب دعا کا وعدہ کیا ہے - دوسری یہ کہ ہوا مودہ ہونے

وہ مقدر ہیں اور جو نہیں ہونے والے وہ بھی مقدر ہیں - ان مقدر

افراد ہرگز نہیں ہو سکتا پس اگر استجاب دعا کے معنی یہ ہے

تو خدا کا یہ وعدہ کہ اذعونی استجب لکم ان سوال

استجابت دعا کا باطل ٹھہر گیا کیونکہ سوالوں کا وہی حصہ پورا کیا جاتا ہے جو
 کیا جانا مقدر ہے۔ لیکن استجابت دعا کا وعدہ عام ہے جس میں کوئی بھی
 شخص پھر جس حالت میں بعض آیتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جن چیزوں کا دیا جانا
 نہیں وہ ہرگز دی نہیں جاتیں اور بعض آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی
 رو نہیں ہوئی اور سب کی سب قبول کی جاتی ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ یہ بھی ثابت
 ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنا وعدہ کر لیا ہے۔ جیسا کہ آیت ادعو
 استجب نکر سے ظاہر ہے پھر اس مناقض اور تعارض آیات سے بچنے کے کیوں کہ
 غلطی حاصل ہو کہ استجابت دعا سے عبادت کا قبول کرنا مراد لیا جائے یعنی یہ
 کہے جائیں کہ دعا ایک عبادت ہے اور جب وہ دل سے اور خیر سے ہے کجا
 تو اس کے قبول کرنا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے پس استجابت دعا کی حقیقت بجز اسکے اور
 کچھ نہیں کہ وہ دعا ایک عبادت تصور ہو کر اس پر ثواب مشرب ہوتا ہے اس امر مقدّر میں
 ایک چہرہ کا منہ ہے اور اتفاقاً اسکے لئے دعا ہی کی گئی تو وہ چیز مل جاتی ہے مگر نہ دعا سے
 اس کا منہ تھا وہ دعا میں ہر اثرہ یہ ہے کہ جب دعا کرنے کے وقت خدا کی غفلت
 اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل میں جمایا جاتا ہے تو وہ خیال حرکت میں آکر
 خیالات پر جن سے اضطراب پیدا ہوا ہے غالب ہو جاتا ہے اور انسان کو صبر
 پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہو جانا لازماً عبادت ہے اور
 نام ہے۔ پھر یہ صاحب اپنے رسالہ کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ
 رات اور جو حکمت سمجھیں اس سے بے خبر ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ
 ہر شخص کو یہ سمجھنا چاہیے کہ دعا کا فائدہ

بہر حال مل رہیگا خواہ دعا کرو یا نہ کرو اور جبکہ ملنا مقدر نہیں اُسکے لئے ہزاروں
دُعائیں کئے جاؤ کچھ فائدہ نہیں تو پھر دعا کرنا ایک امر عبث ہے اسکے جواب میں سید
صاحب فرماتے ہیں کہ اظہار کے وقت استمداد کی خواہش رکھنا انسان کی فطرت کا
خاصہ ہے سو انسان اپنے فطرتی خاصہ سے دعا کرتا ہے بلا خیال اسکے کہ وہ ہوگا یا نہیں اور
بمقتضائے اُسکی فطرت کے اُسکو کہا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔

اس تمام تحریر سے جبکہ سمجھنے بطور خلاصہ اوپر لکھ دیا ہے ثابت ہوا کہ سید صاحب کا
یہ مذہب ہے کہ دعا ذریعہ حصول مقصود نہیں ہو سکتی اور نہ تحصیل مقاصد کے لئے اُسکا
کچھ اثر ہے اور اگر دعا کرنے سے کسی داعی کا فقط یہی مقصد ہو کہ بذریعہ دعا کوئی سوا
پورا ہو جائے تو یہ خیال عبث ہے کیونکہ جس امر کا ہونا مقدر ہے اُسکے لئے دعا کی
حاجت نہیں اور جبکہ ہونا مقدر نہیں ہے اُسکے لئے تضرع و ابتهال بیفائدہ ہے۔ فرض
اس تقریر سے جتنا مستصر صفائی پہل گیا کہ سید صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دعا صرف
عبادت کے لئے موضوع ہو اور اُسکو کسی نئی نئی مطلب کے حصول کا ذریعہ قرار دینا طبع خارج ہو
اب واضح ہو کہ سید صاحب کو قرآنی آیات کے سمجھنے میں سخت دہوکا لگا ہوا ہے مگر
ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس دہوکے کی کیفیت کو اس مضمون کے اخیر میں بیان کرینگے اس وقت
ہم ہمایت افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر سید صاحب قرآن کریم کے سمجھنے میں فہم سہا
نہیں رکھتے تھے تو کیا وہ قانون قدرت بھی جسکی پیروی کا وہ دم مارتے ہیں اور جسکو
خدا تعالیٰ کی فعلی ہدایت و قرآن کریم کے اسرار و مفسد کا مفسر قرار دیتے ہیں اس مضمون
کے لکھنے کے وقت انکی نظر سے غائب تھا۔ کیا سید صاحب کو معلوم نہیں کہ اگرچہ دنیا
کی کوئی غیر مشرقتہ سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اُسکے حصول کے لئے ایسے اسباب

مقرر کر کے ہیں جنکے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقلمند کو کلام نہیں شلّا، مگر چہ مقدمہ پر لحاظ
کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا اور حقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دوا یا ترک دوا مگر کیا یہ صاحب
یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ شلّا ظلم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ
بھی اثر نہیں رکھا۔ پہا اگر سید صاحب باوجود ایمان بالاعتدال کی اس بات کے بھی قائل
ہیں کہ دوائیں بھی اثر سے خالی نہیں تو پہر کیوں خدا تعالیٰ کے یکساں اور مشابہ قانون میں
فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں کیا سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ اس بات پر توفیق
تھا کہ تہر باد اور ستونیا اور شا اور حب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھے کہ انکی پوری خوراک
کہانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا شلّا سم الفارادہ جی اور دوسری دواؤں پر
میں وہ غضب کی تاثیر ڈال دی کہ انکا کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہان
سے رخصت کر دی لیکن اپنے برگزیدوں کی توجہ اور عقیدت اور تضرع کی بہری ہوئی
دعاؤں کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جن میں ایک ذرہ بھی اثر نہ ہو۔ کیا یہ ممکن ہے
کہ نظام الہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالیٰ نے دواؤں میں اپنے بندوں
کی بہلائی کے لئے کیا تھا وہ دعاؤں میں برائی نہ ہو نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ خود
سید صاحب دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بیخبر ہیں اور انکی اعلیٰ تاثیروں پر ذاتی
تجربہ نہیں رکھتے اور انکی ایسی شلّا ہے جیسے کوئی ایک دھتک ایک پورانی
اور سالخورہ اور مسلوب القوی دوا کو استعمال کرے اور پھر اسکو بے اثر پا کر اس
دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس میں کچھ بھی تاثیر نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ سید
صاحب باوجودیکہ پیرائے سالانہ پختہ گئی مگر اب تک ان پر یہ سلسلہ نظام اللہ
مخفی رہا کہ کیونکر قضا و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور کس قدر یہ سلسلہ

اسباب اور سبب کا اہم کہہ رہے اور لازمی تعلقات رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دہوکے میں پھنس گئے کہ انہوں نے خیال کر لیا کہ گویا بغیر ان اسباب کے جو قدرت نے روحانی اور جسمانی طور پر مقرر کر رکھے ہیں کوئی چیز ظہور پذیر ہو سکتی ہے یوں تو دنیا میں کوئی چیز بھی مقدر سے خالی نہیں مثلاً جو انسان آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی اور اناج جو نباتات اور حیوانات و جمادات وغیرہ سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ سب مقدر رات ہی ہیں لیکن اگر کوئی نادان ایسا خیال کرے کہ بغیر ان تمام اسباب کے جو خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں اور بغیر ان راہوں کے جو قدرت نے معین کر دی ہیں ایک چیز بغیر توسط جسمانی یا روحانی وسائل کے حاصل ہو سکتی ہے تو ایسا شخص گویا خدا تعالیٰ کی حکمت کو بالکل کرنا چاہتا ہے۔ میں نہیں دیکھتا کہ سید صاحب کی تقریر کا بجز اسکے کچھ اور یہی حاصل ہے کہ وہ دُعا کو بخلہ ان اسباب موثرہ کے نہیں سمجھتے جنکو انہوں نے بڑی مضبوطی سے تسلیم کیا تھا بلکہ اس راہ میں حد سے زیادہ آگے قدم رکھ دیا ہے مثلاً اگر سید صاحب کے پاس آگ کی تاثیر کا ذکر کیا جائے تو وہ ہرگز اس سے منکر نہیں ہونگے اور ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اگر کسی کا جلنا مقدر ہے تو بغیر آگ کے بھی جل رہیگا تو پھر میں حیراں ہوں کہ وہ باوجود مسلمان ہونے کے دُعا کی تاثیروں سے جو آگ کی طرح کبھی اندھیرے کو روشن کر دیتی ہیں اور کبھی گسٹخ دست انداز کا ہاتھ جلادیتی ہیں کیوں منکر ہیں کیا انکو دُعاؤں کے وقت تقدیر یا آجاتی ہے اور جب آگ وغیرہ کا ذکر کریں تو پھر تقدیر بھول جاتی ہے کیا ان دونوں چیزوں پر ایک ہی تقدیر حاوی نہیں ہے پھر جس حالت میں باوجود تقدیر ماننے کے وہ اس بات پر شرمہ کو اس شدت سے مانتے ہیں کہ ان کے فلو میں وہ بدنام بھی ہو گئے ہیں تو پھر اسکا کیا موجب ہے کہ وہ نظام قدرت کو

تسلیم کر چکے ہیں دُعائیں اُن کو یاد نہیں رہا یہاں تک کہ کہی میں کچھ تاثر ہے مگر دُعا میں اتنی بھی غصے نہیں۔ پس اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کچھ سی پیغمبر ہیں اور نہ ذاتی تجربہ اور نہ تجربہ والوں کی اُنکو صحت ہے۔

اب ہم فائدہ عام کے لئے کچھ استنباط دُعا کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں سو واضح ہو کہ استنباط دُعا کا مسئلہ درحقیقت دُعا کی مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اُسکو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور وہ کہتے ہیں پس یہی سبب سید کی غلط فہمی کا ہے۔ اور دُعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق مجاز ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دُعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل اُمید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور خاصیت درجہ کا پیدا ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اُس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اُسکی روح اُس آستانہ پر سرور کہہ دیتی ہے اور توفیق جذب جو اُس کے اندر کہی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہو تب اللہ جل شانہ اُس کام کے پورہ کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس دُعا کا اثر اُن تمام سببوں کی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اُس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دُعا ہے۔ تو بعد استنباط دُعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش

کے لئے ضروری ہوتے ہیں اُس دُعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے لئے بد دُعا سے تو قحط مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ کامل کی دُعا میں ایک ثبوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دُعا عالم سفلی اور علوی میں تعریف کرتی ہے۔ اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف سوئید مطلوب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اسکی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل شجاعت دُعا ہی ہے۔ اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں۔ یا جو کچھ کہ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب کرامات دکھاتے رہے اُسکا اصل اور منبع یہی دُعا ہے۔ اور اکثر دُعاؤں کی اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں وہ جو عجب کے بیابانی ملک میں ایک حبیب ماجرا لند کہ لاکھوں مُردے ٹھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے گڑے ہونے الہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بنیا ہو گئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الہی سواست جاری ہو گئے۔ اور دُنیا میں یکدم ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پچھلے اُس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیر سی راتوں کی دُعا میں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھائیں کہ جو اُمی بکس سے محالہ کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللہم صل وسلمو بانک علیہ والہ بعد حمد و ثناء و عزہ لہذا الامتہ و انزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔

اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی غلطی کا اثر نہیں جیسی کہ دُعا ہے۔

اور اگر یہ سبب ہو کہ بعض دُعاؤں غلط جاتی ہیں۔ اور ان کا کچھ اثر معلوم نہیں تو تو میں کہتا ہوں کہ یہی حال دُعاؤں کا بھی ہے۔ کیا دُعاؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا ان کا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس باعث کے کوئی انکی تاثیر سے بچ سکتا ہے؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک سامرہ تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے غلام کو نفع اور پھر مصلحت نہیں کیا۔ اور اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھایا۔ بلکہ اگر غلام کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو۔ تو اسباب علاج پورے طور پر پیش آجائے ہیں۔ اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ اُن سے نفع اٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ تب وہ ان شان کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دُعا کا بھی ہے۔ یعنی دُعا کے لئے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادہ الہی اُسکے قبول کر بیٹھا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے نظام جہانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلہ موثرات اور مشاثرات میں باندھ رکھا ہے۔ پس سید صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ نظام جہانی کا تو اقرار کرتے ہیں۔ مگر نظام روحانی سے منکر ہو بیٹھے ہیں۔

بالآخر میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سید صاحب اپنے اس غلط خیال سے توبہ نہ کریں اور یہ کہیں کہ دُعاؤں کے اثر کا ثبوت کیا ہے۔ تو میں ایسی

غلطیوں کے نکلانے کے لئے مامور رہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دوں گا۔ اور وہ صرف اطلاع بلکہ چہرہ اودھنگا۔ مگر سید صاحب ساتھ ہی یہ بھی اقرار کریں کہ وہ بعد ثابت ہو جانے میرے دعویٰ کے اپنے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے۔

سید صاحب کا یہ قول ہے کہ گویا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنیکا وعدہ فرمایا ہے حالانکہ تمام دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ انکی سخت غلط فہمی ہے۔ اور یہ آیت اُدعونی استجب لکم انکے دعا کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ یہ دعا جو آیت اُدعونی استجب لکم میں بطور امر کے بجالانے کے لئے فرمائی گئی ہے۔ اس سے مراد معمولی دعائیں نہیں ہیں۔ بلکہ وہ عبادت سے جو انسان پر فرض کی گئی ہے کیونکہ امر کا صیغہ یہاں فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کُل دعائیں فرض میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ بعض جگہ اللہ جل شانہ نے صابرين کی تعریف کی ہے جو اَنَّا لِلّٰہِ پر ہی کفایت کرتے ہیں۔ اور اس دعا کی فرضیت پر بڑا قرینہ یہ ہے کہ صرف امر پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ اسکو عبادت کے لفظ سے یاد کر کے بحالت نافرمانی عذاب جہنم کی وعید اسکے ساتھ لگا دی گئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دوسری دعاؤں میں یہ وعید نہیں۔ بلکہ بعض اوقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دعا مانگنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہے چنانچہ اَلِیٰ اَعْظٰکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْبٰہِلِیْنَ اس پر شاہد ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہر دعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو کاتسللن کا تازیانہ کیوں لگایا جاتا اور بعض اوقات اولیا اور انبیاء دعا کر نیکیو سوء ادب سمجھتے رہے ہیں۔ اور صلوات نے ایسی دعاؤں میں استفتاء قلب پر عمل کیا

یعنی اگر مصیبت کے وقت دل نے دعا کر نیکا فتویٰ دیا تو دعا کی طرف متوجہ ہوئے
اور اگر صبر کے لئے فتویٰ دیا تو صبر کیا۔ اور دعا سے سوجھ بچھیر لیا۔ اس کے
اللہ تعالیٰ نے دوسری دعاؤں میں قبول کر نیکا وعدہ نہیں کیا۔ بلکہ صاف فرمایا
ہے کہ چاہوں تو قبول کروں اور چاہوں تو رد کروں۔ جیسا کہ یہ آیت قرآن
کی صاف بتا رہی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ بل ایما قد حوث فی کشف ما فی
البدن ان شاء۔ سورہ الانعام الجزء نمبر ۷۔ اور اگر ہم تنزل مان بھی لیں کہ اس
مقام میں لفظ ادعو سے عام طور پر دعا ہی مراد ہے تو ہم اس بات کے ماننے سے خارج نہیں
دیکھتے کہ یہاں دعا سے وہ دعا مراد ہے جن کی شرائط ہو۔ اور تمام شرائط کو جمع کر لینا
انسان کے اختیار میں نہیں جب تک توفیق ازلی یا ورنہ ہو۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ
دعا کرنے میں صرف تصریح کافی نہیں ہے۔ بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی
اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے
یا جس کے لئے دعا کی گئی ہے اُسکی دنیا اور آخرت کے لئے اُس بات کا حاصل ہونا غلط
مصلحت الہی بھی نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات دعائیں اور شرائط تو سب جمع ہو جاتے ہیں
مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عند اللہ سائل کے لئے خلاف مصلحت الہی ہوتی ہے۔ اور
اُسکے پرے کرنے میں خیر نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی ماں کا پیارا بچہ بہت الحاح اور رنج
سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اُسکے ہاتھ میں پکڑا دے۔ یا ایک چہر
جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اُسکو کھلا دے تو یہ سوال اُس بچہ کا ہرگز اُسکی
ماں پر نہیں کریگی۔ اور اگر پر کر دیوے اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن
کوئی عضو اُسکا ہیکار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد وہ بچہ اپنی اُس احمق والدہ کا سخت

شاکي ہوگا۔ اور سچا اسکے اور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہو
 اُس وقت تک دعا کو دعا نہیں کہہ سکتے۔ اور جب تک کسی دُعائیں پوری روحانیت
 داخل نہ ہو۔ اور جس کے لئے دعا کی گئی ہے اور جو دعا کرتے اُن میں استعداد و تہیہ
 پیدا نہ ہو تب تک توقع اندر دعا ابد موہوم ہے۔ اور جب تک ارادہ الہی تسلیم
 دعا کے متعلق نہیں ہوتا تب تک تمام شرائط جمع نہیں ہوتیں۔ اور ہمیشہ پوری توجہ
 سے قاصر رہتی ہیں۔ سید صاحب اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ دار آخرت کی نعمتیں
 اور نعمتیں اور لذتیں اور راحتیں جنکی نجات سے تعبیر کی گئی ہے ایمان اور ایمانی
 دعاؤں کا نتیجہ ہیں پھر جبکہ یہ حال ہے تو سید صاحب کو ماننا پڑتا کہ بلاشبہ ایک نیک
 کی دعا میں اپنے اندر اثر رکھتی ہیں اور آفات کے دور ہونے اور مراد است کے حاصل
 ہونے کا موجب ہو جاتی ہیں کیونکہ اگر موجب نہیں ہو سکتیں تو پھر کیا وجہ کریمیت
 میں موجب ہو جائیگی۔ سوچ اور خوب سوچو کہ اگر درحقیقت دعا ایک بے تاخیر چیز ہے
 اور دنیا میں کسی آفت کے دور ہونے کا موجب نہیں ہو سکتی تو کیا وجہ کہ قیامت کے
 موجب ہو جائیگی یہ بات تو نہایت صاف ہے کہ اگر ہماری دعاؤں میں آفات سے
 بچنے کے لئے درحقیقت کوئی تاخیر ہے تو وہ تاخیر اس دنیا میں بھی ظاہر ہونی چاہئے
 تاہم ارا یقین پڑے اور امید پڑے اور تا آخرت کی خواست کے لئے ہم زیادہ سرگرم
 و عاقل کریں۔ اور اگر درحقیقت دعا کچھ چیز نہیں صرف پیشانی کا نوشتہ پیش کیا ہے
 تو ہمایا دنیا کی آفات کے لئے قبول سید صاحب دُعائے غلط سے اسی طرح آخرت کے
 لئے بھی غلط ہوگی اور اُس پر امید رکھنا طبع خام۔ اب میں اس بارے میں اس سے
 زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ ناظرین بالانصاف میرے اس بیان کو غور سے پڑھ کر

سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے سید صاحب کی غلط فہمی کا ثبوت کافی دیدیا ہے۔ ماسوا اسکے
 اگر سید صاحب اب بھی اپنی ہٹ دہرمی سے باز نہ آویں تو ایک دوسرا طریق بھی ان پر
 حجت پورا کر نیکی لئے لکھا گیا ہے۔ اگر وہ طالب حق ہونگے تو اعراض نہیں کریں گے۔
 اور سید صاحب کی دوسری کتاب جسکا نام تحریر فی اصول التفسیر ہے۔ انکی اس
 کتاب سے بالکل منقض اور مغایر پری ہوئی ہے۔ گویا سید صاحب نے کسی دہوشی کی
 حالت میں یہ دونوں رسالے لکھے ہیں۔ کیونکہ سید صاحب استجاب دعا کے رسالہ
 میں تو تقدیر کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور اسباب عادیہ کو گویا بیخ خیال کرتے ہیں اور اسی
 بنا پر استجاب دعا سے انکار کرتے ہیں کیونکہ دعا بمنجلا سباب عادیہ کے ہے۔ جہر ایک
 لاکھ سے زیادہ نبی اور کئی کروڑ ولی گواہی دیتا چلا آیا ہے اور نبیوں کے ہاتھ میں ہر
 دعا کے اور کیا تھا۔ اور دوسرے رسالہ میں گویا سید صاحب تقدیر کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے

ۛ حاشیہ قطب ربانی و غوث سبحانی ستین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جو قدر اپنی
 کتاب فتوح الغیب میں کامل کی توجہ اور دعا کا اثر اپنے تجارب کے رد سے لکھا ہے۔ ہم عام خاؤں
 کے لئے وہ عبارتیں موترجہ ذیل میں لکھتے ہیں۔ اس تحریر سے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک
 فن میں اسی شخص کی شہادت سبتر بھی جاتی ہے جو اس فن کا محقق ہوتا ہے۔ پس اس بنا
 پر استجاب دعا کی فلاسفی اس شخص کو پچے طر پر معلوم ہو سکتی ہے۔ جبکہ خداوند تعالیٰ سے
 سچے تعلقات صدق اور محبت کے حاصل ہوں۔ پس سید احمد خاں صاحب سے اس پاک
 فلاسفی کا دریافت کرنا ایسا ہے جیسے ایک بیمار سے کسی انسان کی مرض کا علاج پوچھنا سید
 صاحب اگر کسی دنیوی گورنٹ کے تعلقات انکی رعایا کے ساتھ بیانی کریں تو بلاشبہ
 وہ اس بات کے لائق ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتیں خدائی لوگ جانتے ہیں۔ اور وہ بتا رہے ہیں
 فاجعل انت جملتك واجزاءك اصناما مع سائر الخلق ولا تطع
 شیئاً من ذلک ولا تمتدح بجلد فتکون لکوبیتا احمر فلا تکاد تری فی حین تکون

کیونکہ تمام شیاؤں کو انہوں نے ایک مستقل جوہر قرار دیدیا ہے کہ گویا وہ تمام چیزیں خدا تعالیٰ کے
 ہاتھ سے نکل گئی ہیں۔ اب اسکو انکی تبدیل اور تغیر پر کچھ بھی اختیار نہیں۔ اور گویا اسکی
 خدائی فقط ایک تنگ دائرہ میں محدود ہی اور اسکے قادرانہ تصرفات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئیں اور
 اسکی پر حالت وارو سے وہ اسکی تقدیر نہیں۔ بلکہ اب وہ مخلوقات کی ایک ذاتی حالت
 سے جو قابل تغیر و تبدیل نہیں کیونکہ تقدیر کے مفہوم کو اختیار و مقدر
 لازم پڑا ہوا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ جن خواص پر خدا تعالیٰ کا کچھ بھی اختیار باقی نہیں رہا۔
 تو پھر ان خواص کو اسکی تقدیر کیونکر کہنا چاہئے اور اگر اختیار سے تو سچا امکان تبدیل باقی
 ہے۔ فرض سید صاحب نے اس دوسرے رسالہ میں مقدمہ حقیقی کی حکومت تمام چیزوں
 کے سر پر سے ایسی بٹا دی ہے کہ وہ اپنے خواص میں بقول سید صاحب تابع مرضی
 مالک نہیں رہیں۔ بلکہ ایک مزارع ان کی ہاں چھوٹے دفعہ کے مور و ٹہیل کے لئے جو حقوق

بقیہ حاجیہ وارث کل نبی و رسول و ہک تختم الولا یتدو تنکشف الکروب و ہک
 تسق الخبیث و ہک تنبت الاروع و ہک تدفع البلیا و الخ من الخصاص
 والعام و اهل الثغر و قلبک ید القدرۃ و ید ہوک لسان الازل
 و تافل منازل من سلف من اولی العلم و ید علیک التکوین و خراف
 و تو من علو الاسئل و العلو من القیمۃ و غرا شجھا۔

نو چھ۔ یعنی اگر تو خدا تعالیٰ کا مقبول بنا چاہتا ہے تو اس کا حکم بے یقین کر لے اور ایسا
 سمجھ لے۔ کہ تیرے ہاتھ تیرے پاؤ تیری زبان تیری آنکھ اور تیرا لحاظ و جود اور اسکے تمام
 اجزاء تیری ماہ میں جھپ ہی ہیں۔ اور مخلوق میں سے دوسری تمام چیزیں بھی تیری ماہ میں
 جھپ ہیں۔ یہودے بچے تیری بیوی اور ہر کینہ و نیا کی مراد جو تو چاہتا ہے اور دنیا کا مال اور
 دنیا کی عزت اور دنیا کا تنگ و ناموس اور دنیا کا رجا اور خوف اور مذہب و کبر پر تو کوئی غلہ
 و ولید کی مراد سالی کا خوف یا سبب تیری ماہ میں جھپ ہیں۔ سو تو انی بتوں میں سے کسی کا

انگریزوں نے قایم کئے ہیں۔ یعنی یہ کہ مالک کو کسی قسم کے تعارف کا ان پر اختیار نہیں ہوگا۔ اسی قسم کی موروثی سید صاحب نے بھی تمام چیزوں آگ وغیرہ کو ہٹا دیا ہے۔ بلکہ سید صاحب کے قانون میں انگریزوں کے قانون سے زیادہ تشدد ہے کیونکہ انگریزوں نے پانچویں دفعہ کے موروثی کے اخراج کے لئے ایک صورت قایم بھی کر دی ہے اور ڈیوٹی یہ کہ جب موروثی ایک سال تک لگان واجب کا ایک حصہ خواہ ۲۴ مہینے ہوں ادا نہ کرے تو خارج ہو سکتا ہے۔ مگر سید صاحب نے تو ہر حال میں حقوق مالک کو تلف کر دیا۔ اور یہ ظلم عظیم ہے۔

اور سید صاحب نے جو اپنے دوست حریف سے تفسیر قرآن کریم کا معیار مانگا ہے۔ سو میں نے مناسب سمجھا کہ اس جگہ ہی سید صاحب کی کسیدہ میں ہی مذمت کر دوں کیونکہ بھولے کو راہ بتانا سب سے پہلے میرا فرض ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ سب سے

بقیہ حاشیہ فرماں بردار مت ہو۔ اور سارا اسی کی پیروی میں غرق نہ ہو جا۔ یعنی صرف بقدر حقوق مشرعینہ اور سنن صالحین اسکی رعایت رکھو۔ پس اگر تو نے ایسا کر لیا۔ تو توڑ پھوٹ ہو جائیگا۔ اور تیرا مقام نہایت رنج ہوگا۔ یہاں تک کہ تو نظر نہیں آئیگا۔ اور خدا تعالیٰ تجھے اپنے نبیوں اور رسولوں کا وارث بنا دیگا یعنی انکے علوم و معارف اور برکات جو مطلقاً ان ناپید ہو گئے تھے۔ وہ از سر نو مجہد کو عطا کئے جائینگے اور ولایت تیرے پر قائم ہوگی یعنی تیرے بعد کوئی نہیں آئیگا۔ جو تجھ سے بڑا ہو۔ اور تیری دعاؤں اور تیری عقد بہت اور تیری برکت سے لوگوں کے سخت غم دور کئے جائینگے۔ اور قحط و دروں کے لئے بارشیں ہونگی۔ اور کھیتیاں آگیاں گی۔ اور بلائیں اور منیں ہر ایک خاصہ عام کی یہاں تک کہ بادشاہوں کی معیتیں تیری توجہ اور دُعا سے دور ہونگی۔ اور یہ قدرت تیرے ساتھ ہوگا۔ اور جس طرف وہ پہرے اُسی طرف تو پھرے گا۔ اور لسان الازل تجھے اپنی طرف بلائیگی۔ یعنی جو کچھ تیری زبانی پر جاری ہو جائیگا

اول معیمل تفسیر صریح کا شواہد قرآنی ہیں۔ یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن کریم اور معمولی کتابوں کی طرح انھیں جو اپنی صداقتوں کے ثبوت یا انکشاف کے لئے دوسرے کا محتاج ہو۔ وہ ایک ایسی متناسب عمارت کی طرح ہے جسکی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ اسکی کوئی صداقت ایسی انھیں ہے جو کم سے کم دس یا بیس شواہد اسکے خود اسی میں موجود نہ ہوں۔ سو اگر ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنی کریں تو ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ان معنوں کی تصدیق کسے لئے دوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتے ہیں یا نہیں۔ اگر دوسرے شواہد دستغیب نہ ہوں۔ بلکہ ان معنی کی دوسری آیتوں سے صریح معارض پاسے جاویں تو ہمیں سمجھنا چاہیے کہ وہ معنی بالکل باطل ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم میں اختلاف ہو۔ اور سچے معنوں کی یہی نشانی ہے کہ قرآن کریم میں سے ایک لشکر شواہد بنیہ کا اسکا مقصد ق ہو۔

دوسرا معیمل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا غور قبول

بقیہ حاشیہ وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اور اس میں برکت رکھی جائے گی اور تو ان تمام راستبازوں کا قایم مقام کیا جائیگا۔ جنکو تجھ سے پہلے علم دیا گیا۔ اور انکو یہ تیرے پروردگار کیلئے تیری دعا اور تیری توجہ عالم میں نظر کر گئی۔ اور پھر اگر تو معدوم کو موجود کرنا یا موجود کو معدوم کرنا چاہیگا تو وہی ہوجائیگا اور امور خارق عادت تجھ سے ظاہر ہونگے۔ اور تجھ کو ہر اور علوم لدنیہ اور معارف غریبہ عطا ہونگے۔ جسکے لئے تو امین اور متقی سمجھا جائیگا۔ ہند

کرے نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔

تیسرے معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اہل حضرت کے فوروں کو حاصل کر نیوالے اور علم نبوت کے پھلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الہی انکی قوت مدد کے ساتھ تھی۔ کیونکہ انکا نہ صرف قل بلکہ حال تھا۔

چوتھا معیار خود اپنا نفس مطہر لیکر قرآن کریم میں غور کرنا ہے۔ کیونکہ نفس مطہرہ سے قرآن کریم کو مناسبت ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ یعنی قرآن کریم کے حقائق صرف ان پر کھلتے ہیں جو پاک دل ہوں۔ کیونکہ مطہر انقلاب انسان پر قرآن کریم کپاک معارف بوجہ مناسبت کھل جاتے ہیں اور وہ انکو کھلتا کر لیتا ہے اور سونگھ لیتا ہے۔ اور اسکا دل بول اٹھتا ہے۔ کہ ہاں یہی راہ سچی ہے۔ اور اسکا فہم قلب سچائی کی پرکھ کے لئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے۔ پس جب تک انسان صاحب حال نہ ہو۔ اور اس تنگ راہ سے گزرنے والا نہ ہو جس سے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ تب تک مناسب کہ گستاخی اور تکبر کی جہت سے مفسر القرآن نہ بن بیٹھے ورنہ وہ تفسیر بالراے ہوگی جس سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ من فسر القرآن براہ فاصاب فقد اخطا یعنی جس نے صرف اپنی راے سے قرآن کی تفسیر کی۔ اور اپنے خیال میں اچھی کی۔ تب یہی اُسنے بُری تفسیر کی۔

پانچواں معیار لغت عرب بھی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اپنے سائل آپ اس قدر قائم کر دیئے ہیں۔ کہ چنداں لغات عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں ہاں موجب زیادت بعیرت بیشک ہے بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرار مخفیہ کی طرف

حاشیه متعلقه صفحه ۱۰۰ معیار هفتم

اب جبکہ یہ بات پختہ طور پر فیصلہ پاگئی کہ حکماء اور عرفاء اور شعراء کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی انعام ہوتا ہے اور وہ بھی ایہام متعلق ہی ہوتا ہے اور ان میں سے کچھ استیلاؤں کو ایسی کا اور بدون کو یہی کا ایک ملکہ عطا کیا جاتا ہے اور یہنا سب حائل اس ملکہ کے وقتا فوقتا ان کو ایہام ہوتا رہتا ہے جو شکر

نفت کمودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔
چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے سلسلہ جہانی ہے کیونکہ خداوند
 تعالیٰ کے دونوں سلسلوں میں یکساں تعلق ہے۔

ساتواں معیار۔ وحی ولایت اور مکیا شفا محمد ثین ہیں۔

اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہو کیونکہ صاحب وحی محمد ثین اپنے نبی متبع کا پورا
 ہرگز ہوتا ہے۔ اور بغیر نبوت اور تجزیہ احکام کے وہ سب باتیں
 اُسکو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں اور اس پر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کی جاتی ہے
 اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس پر وہ سب امور بطور انعام کرام کے وارد ہو جاتے
 ہیں جو نبی متبع پر وارد ہوتے ہیں سو اس کا بیان محض انکلیں نہیں ہوتیں بلکہ
 وہ دیکھ کر کہتا ہے۔ اور شکر بولتا ہے اور یہ راہ اس اُمت کے لئے کھلی ہے ایسا
 ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ارث حقیقی کوئی نہ رہے اور ایک شخص جو دنیا کا کثیر اور دنیا کے جہاد و جلال
 اور تنگ و ناموس میں مبتلا ہے وہی ارث علم نبوت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ **مَنْ جَزَّ طَلَبَ**
 کے علم نبوت کسی کو نہیں دیا جائیگا بلکہ یہ تو اس پاک علم سے بازی کرنا ہے کہ ہر ایک
 شخص باوجود اپنی آلودہ حالت کے وارث النبی ہونے کا دعویٰ کرے اور یہ بھی ایک
 سخت چہالت ہے کہ ان وارثوں کے وجود سے انکار کیا جائے اور یہ اعتقاد رکھا
 جائے کہ اسماء نبوت کے اب صرف بطور ایک گزشتہ قصہ کے تسلیم کرنا چاہئے۔

جبکہ وجود ہماری نظر کے سامنے نہیں ہے اور نہ ہونا ممکن ہے اور نہ اُنکا کوئی نمونہ
 موجود ہے۔ بات یوں نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اسلام نہ ندرہ مذہب
 نہ کہلا سکتا بلکہ اور مذہبوں کی طرح یہ بھی مُردہ مذہب ہوتا اور اس صورت میں

اعتقاد مسئلہ نبوت بھی صرف ایک قصہ ہوتا جس کا گذشتہ قرون کی طرف حوالہ دیا جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اسلام کے نفاذ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین و مکی کر سکتا کر سکے اُسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ و مکی ہر جگہ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے۔ سو اس نے ایسا ہی کیا۔ محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکہ الہی سے مشرف ہوتے ہیں اور انکا جو ہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشرف مشاہد رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہیں تا یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہو کر صرف بطور قصہ کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب انکی نسبت چہرے اسے ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت انکے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز سے خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کی کھل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے سو یہی ہوتا ہے قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں۔ لطائف اور دقائق کلام ربانی کُل رہے ہیں نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور اسلام کے حسُنوں اور نوروں اور کبریا

کا خدا تعالیٰ نے سر سے جلوہ دکھارہا ہے جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور محسوس
 سچا جویش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرہ حب الہی اور رسول کریم
 کی ہے وہ اٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل
 ہووے جسکی بنیادی اینٹ اسنے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور یہ کہنا کہ آپ
 وحی دلائل کی راہ مسدود ہے اور نشان ظاہر نہیں ہو سکتے اور دعائیں قبول نہیں
 ہو تیئیں طاقت کی راہ ہے۔ نہ سلامتی کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کو رد کرتا ہوں
 آزمائے اور پھر کھو پھر اگر یہ پاؤں کہ معمولی سمجھا اور معمولی عقل اور معمولی باتوں کا انسان
 سے تو قبول نہ کرو۔ لیکن اگر کرشمہ قدرت دیکھو اور اسی ہاتھ کی چمک پاؤ
 جو میدان حق اور مسلمان الہی میں ظاہر ہوتا رہے تو قبول کرو اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ
 کا اپنے بندوں پر بڑا احسان یہی ہے کہ وہ اسلام کو مردہ مذہب رکھنا نہیں چاہتا
 بلکہ ہمیشہ یقین اور معرفت اور الزام خصم کے طریقوں کو کھلا رکھنا چاہتا ہے۔ پہلا
 تم آپ ہی سوچو کہ اگر کوئی وحی نبوت کا منکر ہو اور یہ کہے کہ ایسا خیال تمہارا سراسر
 وہم ہے تو اسکے مونہ بند کر موالی بجز اسکے منہ نہ دکھلانے کے اور کوئی دلیل ہو سکتی
 ہے۔ کیا یہ خوشخبری ہے یا بدخبری۔ کہ آسانی برکتیں صرف چند سال اسلام میں
 رہیں۔ اور پھر وہ خشک اور مردہ مذہب ہو گیا۔ اور کیا ایک سچے مذہب کے لئے
 یہی علامتیں ہونی چاہئیں !!!

غرض صحیح تفسیر کے لئے یہ معیار ہیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ سید
 صاحب کی تفسیر ان ساتوں معیاروں سے اپنے اکثر مقامات میں محروم و بے نصیب ہے
 اور اس وقت اسے تعرض کرنا ہمارا مقصود نہیں سید صاحب کو قانون قدرت پر

بڑا ہی ناز تھا۔ مگر اپنی تفسیر میں وہ قانون قدرت کا لحاظ بھی چھوڑ گئے۔ مثلاً امریکا
 یہ اعتقاد کہ وحی نبوت بجز اپنے ہی فطرت کے ملک کے اور کچھ چیز نہیں اور اسمیل
 خدا تعالیٰ میں ملائکہ کا واسطہ نہیں۔ کس قدر خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے مخالف
 ہے۔ ہم مریخ دیکھتے ہیں کہ ہم اپنے جہانی قوی کی مکمل کے لئے آسمانی توسط کے
 محتاج ہیں۔ ہمارے اس بدنی سلسلہ کے قیام اور اغراض مطلوبہ تک پہنچانے کے
 لئے خدا تعالیٰ نے آفتاب اور مانتاب اور ستاروں اور عناصر کو ہمارے لئے مسخر کیا
 ہے۔ اور کئی وسائل طے کے پیرایہ میں ہو کر اس علت العلل کا فیض ہم تک پہنچا کر
 اور بے واسطہ ہرگز نہیں پہنچتا۔ مثلاً اگرچہ ہماری آنکھوں کو تو نور خداوند تعالیٰ ہی سے
 ملتا ہے کیونکہ وہی تو علت العلل ہے۔ مگر وہ آفتاب کے واسطے ہماری آنکھوں تک
 پہنچاتا ہے ہم ایک چیز بھی نظام ظاہری میں ایسی نہیں دیکھتے جسکو خدا تعالیٰ بلا واسطہ
 آپ ہی اپنا مبارک ہاتھ لبا کر کے نہیں دیدے۔ بلکہ ہر ایک چیز واسطہ کے ذریعہ سے
 ہی ملتی ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہمارے ظاہری قوی کی خلقت تام نہیں ہے
 یعنی ایسا نہیں ہے کہ مثلاً مستقل طور پر روشن ہوں اور آپ کے مجوزہ ملک وحی کی طرح
 ایسا ان میں ملک موجود ہو جو آفتاب کے واسطہ سے ہکو مستغنی کر دے۔ پھر اس
 نظام کے برخلاف بے اصل باتیں آپ کی کیونکہ صحیح ٹھہر سکیں۔ ماسوا اسکے ذاتی تجاربہ
 کی شہادت جو سب شہادتوں سے بڑھ کر ہے آپ کی اس رائے کی سخت تکذیب کرتی ہے
 کیونکہ یہ عاجز قریباً گیارہ برس سے شرف محالہ الہیہ سے مشرف ہے اور اس بات
 کو بخوبی جانتا ہے۔ کہ وحی درحقیقت آسمان سے ہی نازل ہوتی ہے۔ وحی کی
 مثال اگر دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کے ساتھ دیکھ لے۔ تو شاید کسی قدر بہتر

سے مشابہ ہے جو اپنے ہر ایک تغیر کی آپ خبر دیتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ ایک خارجی اور شدید لافظ تعریف کا احساس ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ یہ تعریف ایسا قوی ہوتا ہے کہ مجھ کو اپنے احوال میں ایسا دبا لیتا ہے۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اسکی طرف ایسا کھنچا گیا ہوں کہ میری کوئی قوت اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس تعریف میں گھلا اور روشن کلام سُنتا ہوں۔ بعض وقت ملائکہ کو دیکھتا ہوں*۔ اور سچائی میں جو اثر اور ہیبت ہوتی ہے مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور وہ کلام با اوقات غیب کی باتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ایسا تعریف اور اخذ خارجی ہوتا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ اب اس گناہکار کرنا ایک کھلی کھلی صداقت کا خون کرنا ہے۔

مناسب ہے کہ سپہ صاحب موت سے پھلے اس صداقت کو آج مان لیں۔ اور آسمانی وحی کی توبہ نہ کریں۔

تعجب ہے کہ وہ نظام ظاہری کو تو بچتے ہیں اور پھر نظام باطنی کا اسپر قیاس نہیں کرتے۔ نہیں سمجھتے کہ وہ خدا جس نے ہمارے نظام جہانی کو اس طرح بنایا۔ کہ آسمان کے ظاہری روشنی ہمارے لئے اُترتی ہے اور حقیقی موثر آسمانی وساطت کے ذریعہ سے ہمارے جہانی قومی پر اپنا فیض نازل کرتا ہے۔ اور بغیر واسطہ عل کے کوئی فیض نازل کرنا اسکی عادت ہی نہیں۔ تو پھر کیونکہ وہ خدا ہمارے روحانی نظام میں اس سلسلہ وساطت سے بالکل بیکو شقطع کر دیوے۔ کیا جہانی طور سے ہم اس سلسلہ کو شقطع ہیں۔ یا حقیقت ایک سلسلہ وساطت میں بند ہے ہوئے ہیں جو علت العلل سے مشہور ہو کر ہم تک پہنچتا ہے۔ اس بحث پر غور کر نیکے لئے ہمارے کتاب

نوٹ صرف اتنا ہی مضمین کہ ملائکہ بعض وقت نظر آتے ہیں بلکہ با اوقات ملائکہ کلام میں اپنا واسطہ ہونا ظاہر کر دیتے ہیں۔ منہ

وہم ہر نام اور آئینہ کمالات اسلام دیکھنے چاہئے۔ خاصکر فرشتوں
 کو ضرور۔ تاہم جس قدر مبسوط برکت آئینہ کمالات اسلام میں ہے، اُنکی نظیر کسی دوسری
 کتاب میں نہیں پائے گئے۔ اور سید صاحب کی خدا شناسی کا اندازہ معلوم کرنے کے
 لئے یہ اُنکے اقوال کافی ہیں۔ کہ وہ مخلوقات کو مقدر حقیقی کے تصرفوں اور حکومتوں
 سے بے نیاز کر بیٹھے ہیں۔ انھیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی خدائی اُسکی قدرت کاملہ سے وابستہ
 ہے۔ اور قدرت اسی کا نام ہے کہ اُسکے تصرفات اُسکی مخلوقات پر ہر آن غیر محدود ہوتا
 ہے۔ بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر اس مخلوقات کو اسنے پیدا کیا ہے تو اپنی
 غیر محدود ذات کی طرح غیر محدود تصرفات کی گنجائش بھی
 رکھ لی ہوگی۔ تاہم کسی اور وجہ پر اُسکی خدائی کا تعطل لازم نہ آوے۔ اور اگر

حاشیہ: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس بات کے ماننے سے کہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی حکمت متعالیہ
 غیر متناہیہ پر قادر ہے۔ حقائق اسلام سے امان اٹھ جاتا ہے۔ مثلاً اگر خدا تعالیٰ اس بات پر
 قادر سمجھا جائے کہ پانی کی صورت نوعیہ کو سلب کر کے ہوا کی صورت نوعیہ اس جگہ رکھ دے
 یا ہوا کی صورت نوعیہ کو سلب کر کے آگ کی صورت نوعیہ اُسکی قائم مقام کر دے یا آگ کی صورت
 نوعیہ کو سلب کر کے اُن جنفی اسباب سے جو اُسکے علم میں ہیں پانی کی صورت نوعیہ میں لے آوے
 یا مٹی کو کسی زمین کی تہ میں تصرفات لطیفہ سے سوتا بناوے یا سونے کو مٹی بناوے تو
 اس سے امان اٹھ جائیگا اور علوم و فنون ضایع ہو جائیں گے۔

تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال سراسر ناسد ہے کیونکہ ہم دیکھنے میں خدا تعالیٰ
 اپنی مطلق حکمتوں کے تصرف سے عناصر وغیرہ کو مدد ناموں کے استقامت میں طوالت رہتا ہے ایک
 زمین کو ہی دیکھو کہ وہ انواع انعام کے استقامت سے کیا کچھ بنتی رہتی ہے۔ اُسی موسم انعام
 نخل آتا ہے اور اُسی سے فاذ دہر اور اُسی سے سونا اور اُسی سے جاذب اور اُسی سے سوج
 طرح کے جو ہر اسے اور ایسا ہی بخارات کا صعود ہو کر کیا کیا چیزیں بنتی ہیں۔

نہو ذبا لند آریہ ہند ڈوں کا قول صحیح ہے کہ پر مشور ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کر نیوالا نہیں تو اس صورت میں بلاشبہ ایسا کمزور پر مشور کسی حد تک کچھ ضعیف سی حکومت کر کے پھر ٹھہر جائیگا۔ اور ایک رسوا شی کے ساتھ اسکی پردہ دہی ہوگی۔ مگر ہارا خاوند قادر مطلق ایسا نہیں ہے۔ وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا کر نیوالا ہے۔ اسکی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کیا جائے تو بجز ان خاص باتوں کے جو اسکی صفات کاملہ اور موا عید صاوقہ کے منافی ہوں۔ باقی سب امور پر وہ قادر ہے اور یہ بات کہ گو وہ قادر ہو مگر کرنا نہیں چاہتا یہ عجیب بیہودہ الزیم جبکہ اسکی صفات میں کل بومرہو نشان بھی داخل ہے۔ اور ایسے تصرفات کہ پانی سے برودت دور کرے۔ یا آگ سے خاصیت احراق زائل کر دیوے اسکی صفات کاملہ اور موا عید صاوقہ کی منافی

ہتیر حاشیہ میں پیدا ہو جاتی ہیں انہیں بخارات میں سے برف گرتی ہے اور انہیں سے اولے بنتے ہیں اور انہیں میں سے برق اور انہیں میں سے مائع اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ کبھی آسمان سے بارش بھی گرتی ہے تو کیا ان حالات سے علم باطل ہوگا ہیں یا امان اُٹھ جاتا ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ ان چیزوں میں تر خدا تعالیٰ نے پہلے ہی سے انکی قدرت میں ان تمام استقامت کا مادہ رکھا ہے تو ہمارا یہ جواب ہوگا کہ ہم نے کب اور کس وقت کہا کہ کہ اشیاء متنازعہ فیہا میں ایسا مادہ فشا کہ انہیں رکھا گیا بلکہ جمیع اور سماں مذہب تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اپنی ذات میں واحد ہے تمام اشیاء کو شے واحد کی طرح پیدا کیا ہے تا وہ موجود واحد کی وحدانیت پر دلالت کریں سو خدا تعالیٰ نے اسی وحدانیت کے لحاظ سے اور نیز اپنی قدرت غیر محدودہ کے لحاظ سے استقامت کا مادہ ان میں رکھا ہے اور بجز ان روحوں کے جو اپنی سعادۃ اور شقاوت میں خال ہیں فیہا

نہیں ہیں تو پھر کیوں تحکم کی راہ سے کہا جائے کہ ہمیشہ کے لئے سپر لازم ہو گیا، کہ ان چیزوں کی خاصیت میں کبھی تعریف نہ کرے ۱۱۔ اس لزوم پر دلیل کیا ہے۔ اور وجہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کو اس بیوجہ التزام کی جو اسکی خدائی کو بھی داغ لگتا ہے ضرورت کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ میں سید صاحب بھی اس کمزور خیال کے پوچھنے کو سمجھ گئے ہیں اس لئے اپنے رکیک قول کے قائم رکھنے کے لئے انہوں نے ایک اور رکیک مقررہ پیش کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کسی جگہ آگ کے گرم ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور کسی جگہ پانی کے سرد ہونے کی طرف ایما فرمایا ہے۔ اور کبھی کہا ہے کہ سورج مشرق سے مغرب کی طرف جاتا ہے۔ تو یہ بیانات جو حالات موجودہ کے اظہار کے لئے ہیں سید صاحب کی نظر میں بطور وعدہ کے

بقیہ مشیہ! ابد کے مصداق ہر اسے گئے ہیں اور وعدہ الہی نے ہمیشہ کے لئے ایک غیر متبدل خلقت ان کے لئے منظور کر دی ہے باقی کوئی چیز مخلوقات میں سے احتمالاً سے کبھی ہوئی معلوم نہیں ہونی بلکہ اگر خود کر کے دیکھو تو ہر وقت ہر یک جسم میں احتمال اپنا کام کر رہا ہے یہاں تک کہ علم طبی کی تحقیقاتوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تین برس تک انسان کا جسم بدل جاتا ہے اور پہلا جسم ذرات ہو کر ہلکا ہوتا ہے مثلاً اگر یانی ہے یا آگ ہے تو وہ بھی احتمال سے خالی نہیں اور دو طرح کے احتمالے ان پر حکومت کر رہے ہیں ایک یہ کہ بعض اجزاء تحلیل جلتے ہیں اور بعض اجزاء جدیدہ آتے ہیں دو صورت یہ کہ جو اجزاء تحلیل جلتے ہیں وہ اپنی ابتدا کے موافق دوسرا جنم لے لیتے ہیں فرض اس 'نی دنیا کو استقامت کے چرخ پر چڑھ کر رکھنا خدا تعالیٰ کی ایک سنت ہے۔ اور ایک بار ایک محاکمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہوجہ وحدت مبدعہ فیض اپنی اصل باہیت میں ایک ہی ہیں گواہ چیزوں کا کمال کیا اگر انسان نہیں بن سکتا اور کیونکر بننے حکیم مطلق نے اپنے اسماء علیہ فیہ تثنائے پر کسی دوسرے کو محیط نہیں کیا۔ اور اگر یہ کہو کہ اجرام علوی میں استقامت کہاں ہیں تو میں

ہیں جن میں تغیر تبدیل ممکن نہیں اگر استخراج دلائل کا یہی طریق ہے تو سید صاحب پڑھیں شکل
 پڑھیں گی اور انکو ماننا پڑیگا کہ تمام بیانات قرآن کریم کے مواہد میں داخل ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے
 جو حضرت ذکر کیا کو بشارت دیکر فرمایا انا نبشترک بسلام حلیم تو ہو جب قاعدہ سید صاحب کے چاہئے
 تھا کہ حضرت یحییٰ ہمیشہ غلام یعنی لڑکے ہی رہتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو غلام کر کے پکڑا
 اور یہ وعدہ ہو گیا۔ ایسی ہی اور بیسیوں مثالیں ہیں سب کو بیان کرنا صرف وقت ضائع کرنا ہے اگر سید
 صاحب کی نظر میں واقعات موجودہ کے بیان کرنے سے آمیدہ کے لئے اور ہمیشہ کے لئے کوئی وعدہ
 لازم آتا ہے تو ان سے ٹورنا چاہئے کہ ایسا ہی وہ بات بات میں انسانوں پر لازم لگائینگے۔ اور ایک
 موجودہ واقعہ کہ بیان کرنا کہ وہ ایک دایمی وعدہ سمجھ لیں گے۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ سید صاحب

بقیہ شیعہ کہتے ہوں کہ مفیک ان میں بھی استصحاب اور عقیدت کا مادہ ہے مگر ہمیں وہ نہ ہو نہ ہی تو ایک دن ان پر
 ہو جائینگے ماسوا کے ہزار ہا چیزوں کے استصحاب کے بغیر نظر ڈالکر ثابت ہوتا ہے کہ کوئی چیز استصحاب سے خالی نہیں
 ہوتی پچھلے زمین کے استصحاب سے انکار کر کو ہر آسمان کی بات کرنا۔ تو کار زمین را کو مساحتی کر ما
 آسمان نیز روختی۔ عرض جب انرا فساد کے استصحاب ہر روز مشاہدہ میں آتے ہیں اور وحدت ذاتی
 الہی کا یہ تقاضا بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام چیزوں کا منہج اور سیدہ ایک ہو اور خدا تعالیٰ کی الوہیت اسکی
 جتنی تدریس رہ سکتی ہے کہ جب نورہ ذرہ پر اسکا تعریف تمام ہو تو پر یہ استصحاب اور یہ اعتراض کہ ان استصحاب
 سے امان و ثبوت جائیگا اور معلوم ضائع ہو گئے اگر عقل غلطی نہیں تو اور کیا ہے اور ہم جو کہتے ہیں کہ اسکا
 قیاس ہے کہ پانی سے آگ کا کام لہو سے آگ سے پانی کا کام تو اس سے یہ مطلب تو نہیں کہ آبی حکمت
 غیر متناہی کو اسیں دخل نہ دے بلکہ نہ ہی حکم سے کام لے لے کہ یہ کہ خدا تعالیٰ کا کوئی فعل غیر من حکمت
 سے خالی نہیں اور نہ ہونا چاہئے بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ جو حکمت وہ پانی سے آگ کا کام یا آگ سے پانی کا
 کام لینا چاہئے تو اسوقت اپنی اس حکمت کو کام میں لائیگا جو اس عالم کے مفہ ذرہ پر حکومت کرتی
 ہے مگر ہم اس سے مطلع ہوں یا نہ ہوں اور ظاہر ہے کہ جو حکمت کے طور پر کام ہو وہ علوم کو ضائع نہیں
 کرتا بلکہ علوم کی اس سے قوت ہوتی ہے کہ ہر معنوی علم ہر پانی کی جہ بنائی جاتی ہے یا برتنی روشنی

اپنے آخری دن کو یاد کر کے چند ماہ اس عاجز کی صحبت میں رہیں۔ اور چونکہ میں
 مامور ہوں اور مشہر ہوں اس لئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ سید صاحب
 کے اطمینان کے لئے توجہ کروں گا۔ اور امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسا طریق
 دکھلائے کہ سید صاحب کے مجوزہ قانون قدرت کو ایک دم میں خاک میں ملا دوں
 اور اس قسم کے کام اہلک بہت ظہور میں آئے ہیں کہ جو سید صاحب کی نظر پر
 قانون قدرت کے مخالف ہیں۔ مگر ان کا بیان کرنا بیفائدہ ہے کہ سید صاحب
 اس کو ایک قصہ سمجھیں گے۔ سید صاحب وحی ولایت کی ایسی پیشگوئیوں سے ہی
 تو سنکر ہیں جو بذریعہ الہام اولیاء اللہ کو معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کی نظر میں وہ
 ایسی ہی خلاف قانون قدرت ہیں جیسا کہ آگ کا اپنی خاصیت احراق کو چھوڑ دینا۔

جیسا شبیہ پیدا کیا جاتا ہے تو کیا اس سے امان اٹھ جاتا ہے یا علم ضائع ہو جاتا ہے۔

اس جگہ بک اور ستر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ وہ ہے کہ اولیاء سے جو خوارق کبھی اس قسم کے
 ظہور میں آتے ہیں کہ پانی انکو ڈبو نہیں سکتا اور آگ انکو نقصان نہیں پہنچا سکتی اس میں بھی وہ
 بھی مجید ہے کہ حکیم مطلق جسکی بے انتہا سرور پر انسان حاوی نہیں ہو سکتا اپنے دوستوں اور
 مقربوں کی وجہ کے وقت کبھی یہ کرتہ قدرت دکھاتا ہے کہ وہ توجہ عالم میں معرفت کرتی ہے اور جن ایسے
 مخفی بابائے جمع ہونے سے مثلاً آگ کی حرارت اپنے اثر سے رک سکتی ہے غرض وہ اسباب جوام
 کی تاثیر ہوں یا خود مثلاً آگ کی کوئی مخفی خاصیت یا اپنے بدن کی ہی کوئی مخفی خاصیت یا
 نام خاصیتوں کا مجموعہ ہو یا اس توجہ اور اس دعا سے حرکت میں آتی معجب ایک اہلکار
 عادت ظاہر ہوتا ہے مگر اس سے حقائق ہمساکا اعتبار نہیں اٹھاتا اور نہ علوم ضائع ہوتے ہیں بلکہ
 یہ علوم الہیہ میں سے خود ایک علم ہے اور یہ اپنے مقام پر ہے اور مثلاً آگ کا محرق یا خاصیت
 ہونا اپنے مقام بلکہ ہوں سمجھ لیجئے کہ یہ روحانی مواد میں جو آگ پر غالب آکر اپنا اثر دکھاتے ہیں اپنے
 وقت اور محل سے خاص ہیں اس وقت کہ دنیا کی عقل میں سمجھ سکتی کہ انسان کامل خدا تعالیٰ کے

ایسا ہی دعا کی ذاتی تاثیرات بھی جن کے فیہ سے وہ مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔
 جسکے لئے دعا کی گئی سید صاحب کی نظر میں خلافت قانون قدرت ہیں۔ سو اگر
 سید صاحب میرے پاس آنھیں سکتے تو ان دونوں باتوں میں ہی وعدہ قبول
 حق کر کے مجھ کو اجازت دیں کہ انکی نسبت جناب الہی میں توجہ کر کے جو کچھ ظاہر ہو
 وہ شایع کروں اس سے عام لوگوں کو فائدہ ہو جائیگا۔ اگر سید صاحب کی رائے حقیقت
 درست ہے تو میں اپنے مطلب میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ورنہ عقلمند لوگ سید
 صاحب کے خراب عقیدوں سے بھاگ پھا کر اپنے عظیم الشان خدا تعالیٰ کو پہچان
 لیں گے۔ اور محبت سے اسکی طرف رجوع کریں گے۔ اور دعا کے وقت اس کی

پہچان کریں۔ روح کا جلوہ گاہ ہوتا ہے اور جب کبھی کامل انسان پر ایک ایسا وقت آ جاتا ہے کہ وہ اس جلوہ کا
 عین وقت ہوتا ہے تو اس وقت ہر یک چیز اس سے ایسی برقی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ سے اس وقت
 اسکو زندہ کے آگے والد و آگ میں والد و وہ اس سے کیجیہ ہی نقصان نہیں آٹھائیگا کیونکہ اس
 وقت خدا تعالیٰ کی روح آپس ہوتی ہے اور ہر یک چیز کا عہد ہے کہ اس سے فیہ یہ معرفت کا ایک
 انگری مجید ہے جو بزم محبت کا ملین سمجھ میں نہیں آ سکتا چونکہ یہ نہایت دقیق اور نہایت درخشاں اور
 ہے اسلئے ہر ایک ہم اس فلاسفی سے آگاہ نہیں کر سکتا۔ کہ ہر یک چیز خدا تعالیٰ کی آواز سنتی ہے
 ہر یک چیز پر خدا تعالیٰ کا تصرف ہوتا ہے ہر یک چیز کی تمام ڈوریاں خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اسکی
 حکمت ایک بے انتہا حکمت ہے جو ہر یک ذرہ کی بڑے تک پہنچی ہوئی ہے اور ہر یک چیز میں انہی ہی
 غامضین میں یعنی اسکی قدرتیں ہیں جو شخص اس بات پر ایمان نہیں لاتا وہ اس گردہ میں
 داخل ہے جو ما قدر و اللہ حق قد حق کے مصداق ہیں۔ اور چونکہ انسان کامل حضور
 تمام عالم کا ہوتا ہے اسلئے تمام عالم اسکی طرف وقتاً فوقتاً کھینچا جاتا ہے وہ روحانی عالم کا ایک
 ملکوت ہوتا ہے اور تمام عالم اسکی تار میں ہوتی ہیں اور خود ہی کا ہی مستر ہے۔

برکار و بار ہستی اثری سست عارفان ماحول جہاں چہ وہ آنگس کہ تخیل میں جہاں را با
 مہنجا

رحمتوں سے ناامید نہ ہونا۔ یہ سب بے نیکی۔ اور اتنے اہل نیکی کے وقت، لذت، اطمینان، اور
 خدا تعالیٰ کے وجود کا فائدہ بھی تو یہی ہے۔ کہ ہماری دُعاؤں سنئے۔ اور آپ اپنے
 وجود سے ہمیں نہروے۔ نہ کہ ہم ہزار ہزار تکلیف سے ایک بت کی طرح ایک فرضی خدا
 دل میں قائم کر لیں۔ جس کی ہم آواز نہیں سن سکتے۔ اور اسکی نمایاں قدرت کا کوئی جلوہ
 نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً سمجھو کہ وہ قادرِ خدا موجود ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ سا
 خلت ایدید بل ایدیدۃ مہسوطتان نیفق کیف یشاء و لیعمل ما یرید۔
 وہ وحلی کل شئی قدیر۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

می درخشد درخروئی تابدار اندر ماتہاب
 عاشقی بائد کہ ہر دارند از بہرش نقاب
 صبح را ہی نیست غیر از بخورد و اضطراب
 جاں سلامت با پایہ از خود روئی متغیاب
 ہر کہ از خود گم شود او یابداں راہ صواب
 ذوق آں می داند آن مستی کہ نوشاں شہزاد
 در حق ماہر چہ گوئی نیستی جا سے قتلاب
 تا گمزدیں رہی بہ گرد آں زخمی خواب
 چون علاج می زنی وقتِ خمار و التہاب
 سوئی من قتلاب نہایم ترا چون آفتاب
 قصہ کو کہ کن بہ جہن از مادہ سے استہاب
 دیکھو صفحہ ۲-۳-۴ سرور علی

روئی دلبر از طلبکاراں نمی دارد حجاب
 لیکن آں روئی حسین از غافلان ماند حجاب
 دامن پاکش ز سخوت ہانمی آید بدست
 بس خطرناک است راہ کو چہ یارِ قدیم
 تا کلامش فہم و عقل نا سنایاں کم رسد
 مشکل تراں نہ از آباء دنیا حل شود
 ایکہ آگاہی نہادند ز انوار دروں
 از سر و غطا و نصیحتاں سخن ہا گنتہ ایم
 از دواکن چارہ آزار استکار و عسا
 ایکہ گوئی گرد عافاں اثر بودی کجا سست
 ہاں کن استکار دین اسر بردیت ہاں حق

اسکو غور سے پڑھو۔ اس میں آپ لوگوں کے لئے خوشخبری ہے

نجد مت امراء و رؤساء و مشائخ و علماء و اولیاء

ارباب حکومت و منزلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نجدہ و نصل علی سیدنا محمد و آلہ

اے بزرگان اسلام خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں تمام فرقوں سے بڑھ کر
نیک سارا دے پیدا کرے اور اس نازک وقت میں آپ لوگوں کو اپنے پیار سے دین کا
سچا خادم بناوے میں اس وقت محض اللہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں
کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے
دین حق اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میرا اس پر آشوب زمانہ میں قرآن
کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام
دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان فوروں اور ہکات اور خوارق اور علوم لدنیہ
کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں سو یہ کام ہر آدمی کے لئے
ہو چکا لیکن چونکہ وہ تمام ضرورتیں جو ہر شاعت اسلام کے لئے درمیش ہیں بہت سی
مالی امدادات کے محتاج ہیں اس لئے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ بطور تبلیغ آپ
صاحبوں کو اطلاع دوں سو سنو ای حال یہاں بزرگوں ہمارے لئے اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی راہ میں یہ مشکلات درپیش ہیں کہ ایسی تالیفات کے لئے جو لاکھوں آدمیوں میں
پھیلائی چاہئے بہت سے سرمایہ کی حاجت ہے اور اب صورت یہ ہے کہ اول تو

ان بڑے بڑے مقاصد کے لئے کچھ بھی سرمایہ کا بندوبست نہیں اور اگر بعض پرچوش مردان دین کی بہت اور اعانت سے کوئی کتاب تالیف ہو کر شایع ہو تو بیاعت کلمہ جو اور غفلت زمانہ کے وہ کتاب بجز چند نسخوں کے زیادہ فروخت نہیں ہوتے اور اکثر نسخے اسکے یا تو سال یا سال صدوقوں میں بند رہتے ہیں، یا لالہ "بفت تقسیم" کہلاتے ہیں اور اس طرح اشاعت ضروریات دین میں بہت سارح ہو رہے اور گو خدا تعالیٰ اس جماعت کو دن بدن زیادہ کرتا جاتا ہو مگر یہی تک ایسے و متمنہ زمین ہمارے کوئی بھی نہیں کہ کوئی حصہ معتد بہ اس خدمت اسلام کا ہے۔ لیسے اور چرکے۔ ماجر خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر تجدید دین کے لئے آیا ہے اور یہاں سے جل شانہ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امرا اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کر گیا اور مجھے اسلئے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا جہاں کہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے۔ سو اسی بنا پر آج مجھے خیال آیا کہ میں اب باب دست اور مقدرت کو اپنے کام کی نصرت کے لئے تحریر کروں۔

اور چونکہ یہ دینی مدد کا کام ایک عظیم شان کا کام ہے اور انسان اپنے شکل و شبہات اور وساوس سے خالی نہیں ہوتا اور بغیر شناخت وہ صدق بھی پیدا نہیں ہوتا جس سے ایسی بڑی مددوں کا حوصلہ ہو سکے۔ ایسے میں تمام امر کی خدمت میں بطور عام اعلان کے کہتا ہوں کہ اگر انکو بغیر آرائش الہی مدد میں تامل ہو تو وہ اپنے بعض مقاصد اور بہت اور مشکلات کو اس غرض سے میری ذمہ لکھتے ہیں کہ مائیں ان مقاصد کے پورے ہونے کے لئے دعا کروں۔ مگر اس بات کو تصریح سے کہہ بھیجیں کہ وہ مطلب کے پورا ہونے کے وقت کھان تک ہمیں اسلام کی راہ میں مالی مدد دینگے اور کیا انھوں نے اپنے دلوں

میں بختہ بوز شقی وعدہ کر لیا ہے کہ ضرور ۱۲۰ سقدہ درود نیکی لکھ کر اگر ایسا خط کسی صاحب کی طرف سے مجھ کو بھیجا تو میں اُس کے لئے دُعا کر دوں گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بشرطیکہ تقدیر مبرم نہ ہو ضرور خدا تعالیٰ میری دعا سنیگا اور مجھ کو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیگا۔ اس پر سے نوید ملت ہو کہ ہمارے مقاصد بہت پیچیدہ ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے بشرطیکہ ارادہ اذلی اُس کے مخالف نہ ہو۔ اور اگر ایسے صاحب کو بھی بہت سی درخواستیں پڑیں تو صرف انکو اطلاع دینا ایسی جتنی کثرت و کار کی نسبت ادباً حضرت عزوجل غوغا بنی لیگی۔ اور یہ امور منکرین کے لئے نشان بھی ہونگے اور شاید یہ نشان اس قدر چھوٹے ہیں کہ دنیا کی طرح سمجھنے لگیں۔ بالآخر میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً لکھتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگزم سلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اسکی مدد کرو کہ اب یہ غریب اور میں اسی لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے ملزم اُن نبیوں سے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے پہرے پہلو میں اور حقائق مجھے عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ اُن سے نصرت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں کہ ضرور وہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جسکی کھلی آفات میں ایک مجدد کھلے کھلے دعویٰ کے ساتھ آنا سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اُس وقت کے علماء کی ناسمجھی اسکی سدا رہ ہوئی آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تبلیغِ درختِ غیر میں پھل نہیں لا سکتا اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دیتا ہے۔ اے لوگو! سلامِ نہایت ضعیف ہو گیا ہے اور اعداء دین کا چاروں طرف سے محاصرہ ہے اور تین ہزار سے زیادہ مجبورہا قتل و غارت کا ہو گیا ہے ایسے وقت میں ہر دلی

کہ چاہئے کہ خدا نہایت حقاً جسے نہ مسجد و چٹری سر پر آئے اور اُس راز کو قبول نہ وقتِ فاش دیکھا جاوے اور اس جگہ پہلے ہی امانت کے ساتھ وہ راز لکھی رکھا جائیگا اور اگر ہمارے خدا کوئی منکر بنی ہوگا آؤ تو پہلے اُن پہلے زیادہ مؤثر ہوگا۔ منہ

ایضاح کلمات اسلام شائقین کے لئے

اطلاع

اس وقت ایک کتاب
آج کے کلمات اسلام نام
جنے تالیف کی جس میں اردو
تحقیق و ترقی سے اسلام
اور قرآن کریم کی تفسیروں اور
کلمات کا بیان ہوا اور علامہ
اکبر الہی نقیب صاحب کے
مقالات کا مجموعہ ہے اور
فردیہ کے کلمات اسلام
کا یہی ہی طرح ایضاح کیا
گیا ہے ایضاح اس کی
ساتھ ہے جو سو صفحہ ہے اور
پچھتے دور کے ہر محقق
علامہ ہے اور اس کے
مفسرین کے کتاب میں ہر روز
پڑھیں۔

فتح اسلام - ترویج اسلام
ادارہ اذانہ معلوم علامہ
ہے اور فتح اسلام - اور
ترویج اسلام کی قیمت ایک آنہ
آج کے ہر محقق کا ہر روز

مرزا غلام احمد
کامران علی
محمد دہسپہ
پنجاب

سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردان خدا میں جگہ پاؤ و السلام علی من اتبع الهدی
بکیسی شد دین احمد بن حنبل یا نیست ہر کسی در کار خود بادین احمد کار نیست
ہر طرف سیل فضائل صد ہزاران تن بلا حیف برچشمے اگر کنون نیز ہم ہشیا نیست
ابن خداوندان نیست این چنین غفلت چرا بخود از خواہید یا خود بخت بین بیدار نیست
اے مسلمانان خدا را ایک نظر بر حال بین آنچه می بینم بلا حاجت اظہار نیست
آتش افتاد است در غنچ بنیر ای دل آتش از دور کار مردم و بیدار نیست
ہر زمان از ہر دین در غنچ لیل من می تپد محرم این دردناک عالم اسرار نیست
آنچه بر ما می رود از غم کہ داند جز خدا زہری نوشیم لیکن زہرہ گندار نیست
ہر کسی غمخواری اہل وقارب می کند ای دلہن این بکی ما بیچ کس غمخوار نیست
خون دین بنیم روان چون کشتگان کہ بلا اے غیب این مردمان را ہر آن دلدار نیست
حیرت آید جو بنیم نعل شان در کار نفس کاین ہمہ خود و سخاوت در دودار نیست
اے کہ داری مقدس ہم غمخوار نیستین نطف کن ما نظر بر اندک و بسیار نیست
بین کہ چون در خاک می غلطد زہر نگار آنگہ شل و بزمیر گنبد و دار نیست
اندین وقت معصیت چارہ ما بیکل جزو عابد و دگر یہ اسرار نیست
اے خدا ہرگز کن شادان دل تاریک آنکہ اورا فکر دین احمد مختار نیست

برآمدہ پنج روزہ ایام عشرت بود
کجا عیش و محبت و گلشن و گلزار نیست

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

Being inspired and commanded by God, I have undertaken the compilation of a Book named "Burahia-i-Ahmadia," with the object of informing and reviving the religion, and have offered a reward of Rs. 10,000 to any one who would prove the arguments brought forward therein to be false. My object in this Book is to show that the only true and the only revealed religion by means of which one might know God to be true from His messiah, and obtain a strong conviction as to the perfection of His attributes is the religion of Islam in which the blessings of truth shine forth like the sun, and the impress of veracity is as vividly bright as the day-light. All other religions are so palpably and manifestly false that neither their principles can stand the test of reasoning nor their followers experience the least spiritual elevation. On the contrary the religions so obscure the mind and divert it of discernment that signs of future misery among the followers become apparent even in this world.

That the Muhammadan religion is the only true religion, has been shown in this book in two ways: (1st), By means of 300 very strong and sound arguments based on mental reasoning; (2nd), (their cogency and sublimity being inferred from the fact that a reward of Rs. 10,000 has been offered by me to any one refuting them, and from my further readiness to have this offer registered for the satisfaction of any one who might ask for it); (2), From those Divine signs which are essential for the complete and satisfactory proof of a true religion. With a view to establish that Muhammadan religion is the only true religion in the world, I have adduced under this latter head 3 kinds of evidences: (1), The miracles performed by the Prophet during his lifetime, either by deeds or words which were witnessed by people of other persuasions and are inserted in this book in a chronological order (based on the best kind of evidences); (2), The marks which are inseparably adherent in the Alquran itself, and are perpetual and everlasting, the nature of which has been fully expounded for facility of comprehension; (3), The signs which by way of inheritances devolve on any believer in the Book of God and the follower of the true Prophet. As an illustration of this, I, the humble creature of God, by His help have clearly evinced myself to be possessed of such virtues by the achieving of many unusual and supernatural deeds, by foretelling future events and secrets, and by obtaining from God the objects of my prayers, to all of which many persons of different persuasions like the Aryas, &c., have been eye-witnesses (A full description of these will be found in the said book).

I am also inspired that I am the Reformer of my time, and that as regards spiritual excellence, my virtues bear a very close similarity and strict analogy to those of Jesus Christ, and in the same way as the distinguished chief of prophets were assigned a higher rank than that of other prophets, I also by virtue of being a follower of the August Person (the benefactor of mankind, the best of the messengers of God) am favored with a higher rank than that assigned to many of the Saints and Holy Personages preceding me. To follow my footsteps will be a blessing and the means of salvation, whereas any antagonism to me will result in estrangement and disappointment. All these evidences will be found by perusal of the book which will consist of nearly 1800 pages of which about 592 pages have been published. I am always ready to satisfy and convince any seeker of truth. "All this is a Grace of God, He gives it to whomsoever He likes, and there is no bragging in this." "Peace be to all the followers of righteousness."

If after the publication of this notice any one does not take the trouble of becoming an earnest enquirer after the truth and does not come forward with an unbiassed mind to seek it, then my challenging (discussion) with him ends here, and he shall be answerable to God.

Now I conclude this notice with the following prayer: *Oh Gracious God guide the pliable hearts of all the nations, so that they may have faith on thy chosen Prophet (Muhammad) and on thy holy Alquran, and that they may follow the commandments contained therein, so that they may thus be benefited by the peace and the true happiness which are specially enjoyed by the true Muslims in both the worlds, and may obtain absolution and eternal life which is not only procurable in the next world, but is also enjoyed by the truthful and honest people even in this world. Especially the English nation who have not as yet availed themselves of the sunshine of truth, and whose civilized, prudent and merciful empire has, by obliging us by numerous acts of kindness and friendly treatments, exceedingly encouraged us to try our utmost for their welfare, so that their fair faces may shine with heavenly effulgence in the next world. We beseech God for their well being in this world and the next. Oh God guide them and bless them with thy grace, and instil in their minds the love for thy religion, and attract them with thy power, so that they may have faith on thy Book and Prophet, and embrace thy religion in groups, Amen! Amen!*

"Praise be to God the supporter of creation!"

(Sd.) MIRZA GULAM AHMAD,

Chief of Kadian, District Gurdaspur, Panjab, India.

اگر پیشگوئی فی الواقع ایک عظیم نشانِ نبیّت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سلسلے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیایں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف خراجِ اصلِ الراسے ایک انفعال کے ساتھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں۔ ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو قانونِ قدرت کے تحت ہیں مگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اس قدر ہے کہ میں صرف یا وہ کوئی کے طور پر چند احتمالی بیاریوں کو ذہن میں رکھ کر اور انھیں اس سے کام لیکر یہ پیشگوئی شایع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انھیں انھوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چہ برس کے جو میں نے اسکے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھ دے لیکن ہر کام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوانِ نوجوان ہیکلِ عمدہ صحت کا آداب ہے اور اس عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے پھر باوجود اسکے مقابلہ میں خود معلوم ہوا بیگناہ کوئی بات انسان کی طرف سے ہے اور کوئی بات خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ اور مقررہ کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئی کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ مونہہ سے بول دیا کرتے ہیں میری نسبت میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کر نیکے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شاید اسکی نظیر پہلے زمانوں میں کوئی بھی مل نہ سکے۔ ناں اس زمانہ سے کوئی فریب اور کمر خفی نہیں رہ سکتا مگر یہ تو رہا متنازعوں کے لئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سر میں فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور خوشی اور دودھ کر سچائی کو قبول کر لیتا ہے اور سچائی میں کچھ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کر لیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ خدا

الحمد لله المنة

کر رسالہ شافیہ کافیہ جو فی القرون پر حجت الہدایہ و افتخار و موجب تائید ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ
نشان آسمانی

جنگاد و سرانام
شہادۃ الماہدین

این ست نشان آسمانی بہ مثل شرف و جلال آفرینی

یا صوفی خوش فہم را بر دل آرد یا تو بہ کین ز بد گمانی

از ایضات امام مہدی و سید محمد باقر و حضرت میرزا غلام احمد رضا قادیانی
بر ماہ جنوری ۱۲۹۶ بمطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالانوار میں چھپا
قیمت فی جلد ۱۲ روپے
بار دوم تعداد ۴۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قدرت کردگار سے بینم
از نجوم این سخن نے گویم
در خراسان و مصر و شام و عراق
ہمہ را حال سے شود دیگر
قصہ بس غریب سے شنوم
غارت و قتل لشکر ببار
بس فرومایگان بے حاصل
مذہب دین ضعیف می یابم
دوستان عزیز ہر قوسے
منصب و منزل و بچی عمال
ترک و تاجیک را بہم دیگر
نکر و تذویر و حیلہ در ہر جا
بقعہ میفر سخت گشت خراب
اندکے امن گر بود امروز
گرچہ سے بینم این ہمہ غم نیست
بعدا سال و چند سال دیگر
بادشاہ مشام داناسے
حکم امثال صورتہ دگرست
غین و در و سال چون گذشت اہل
گر دوائینہ ضمیر چہ سان

حالت روزگار سے بینم
بلکہ از کردگار سے بینم
فتنہ و کارزار سے بینم
گریکے در ہزار سے بینم
غصہ در دیار سے بینم
از زمین و دیار سے بینم
عالم و خوند کار سے بینم
مبدع افتخار سے بینم
گشتہ غمخوار و غوار سے بینم
ہر یکے را دو بار سے بینم
خصمی و گیر دار سے بینم
از صغار و کبار سے بینم
جائے جمع شرار سے بینم
در حد کوہ سار سے بینم
شادنی و غم سار سے بینم
علیٰ چون نگار سے بینم
سرور بادقار سے بینم
نہ چو بیدار و اسے بینم
بوالعجب کار و بار سے بینم
گرد و زنگ و غبار سے بینم

ظلمتِ ظلم غلامانِ دیار
 جنگِ آشوبِ فتنہ و بیدار
 بندہ را خواجہ و شہسہ یابم
 ہر کہ ادبار پار بود اسال
 سکے نوزند بر رخ زر
 ہر یک از حاکمان ہفت اقلیم
 ماہ رار و سیاہ مے نگرم
 تاجراز دور دست بے ہمراہ
 حال ہند و خراب مے یابم
 بعض اشجار بوستانِ جہان
 ہمدلی و قناعت و کنجے
 غم مخور زانکہ من درین تشویش
 چون زمستان بی ہمن بگذشت
 دور او چون شود تمام یکام
 بندگان جناب حضرت او
 بادشاہ تمام ہفت تسلیم
 صورت و سیرتش چون پیہر
 پادریضا کہ با او تابندہ
 گلشن شرع را سہمے بویم
 تا چہل سال اسی براد من
 عاصیان از امام معصوم
 غازی دستار دشمن کش
 زمینت شرع و رطلی اسلام

بے حد و بے شمار مے نیم
 در میان و کنار مے نیم
 خواجہ را بندہ وار مے نیم
 خاطرش زیر بار مے نیم
 در ہش کم عیار مے نیم
 دیگرے راد و چار مے نیم
 مہر رادل نگار مے نیم
 ماندہ در رگزار مے نیم
 جو ترک تبار مے نیم
 بے بہار و شمار مے نیم
 عالی اختیار مے نیم
 تخرمی وصل یار مے نیم
 شمس خوش بہار مے نیم
 پسرش یادگار مے نیم
 سربسرتا جدار مے نیم
 شاہ عالی تبار مے نیم
 علم و علمش شعار مے نیم
 باز باز و لغتار مے نیم
 گل دین را بہار مے نیم
 دور آن شہسوار مے نیم
 نجل و شرمسار مے نیم
 ہمد و یار غار مے نیم
 محکم و استوار مے نیم

2

گنج کسری و نقدا اسکندر
بعد از ان خود امام خواهد بود
احمد و دال سے خوانم
دین و دنیا از و شود معمور
مہدی وقت و عیسیٰ دوران
این جهان را چو مصرے نگرم
ہفت باشد وزیر سلطانم
بر کف دست ساتی وعدت
تیغ آہن دلان ز ننگ زده
مگر گز با بیش شیر با آہو
ترک عیار ست سے نگرم

ہمسہ برو کے کارسٹ بینم
بس بہان را مارے بینم
نام آن نام دارسٹ بینم
خلق زو بختیارے بینم
ہر دورا شہ ہوارے بینم
عدل اور احصارے بینم
ہمسہ را کامگارے بینم
بادۂ خوشگوارے بینم
کنڈو بے اعتبارے بینم
در چہرہ باقرارے بینم
خضم اور غمارے بینم

نعمت اللہ نشست پر کھجے
از ہمہ برکنار سے پیغم

اچانک شری محمد جعفر صاحب اس بات پر زور دیتے ہیں کہ شیخ مومنی ترک عیاد لگایا اس عاجز کی تکذیب کی نسبت پیشگوئی ہو لیکن ایک عقلمند جو انصاف اور دیر سے کچھ سمجھ رکھتا ہو وہ سمجھ سکتا ہو کہ یہ شعر اس قصیدہ کے مضامین کا ایک آخری مضمون ہے اور قصیدہ کی ترتیب سے بدست معلوم ہوتا ہو کہ اول میں موعود کا ظہور ہوا ہے اور اس کے بعد کئی ایسا واقعہ پیش آدی جو ترک عیاد سے غلط فہمی اور اس کا دشمنی ہی خدایہن دکھاتا ہے اور اس کے بعد اس کے زمانہ میں جو اس عاجز کے کیسے شیخ موعود کو پیدا ہوئی نہیں کیا اس کو دعویٰ کیا گیا ہے ناقص الفہم اس عاجز کو ترک قرار دیں اس شخص کے صحیح معنی یہ ہیں کہ اس شخص کا ظہور کے بعد ترکی سلطنت کچھ مست ہو جائیگا اور سلطنت کا مخالف بھی یعنی بدوس فتح پائی کا کچھ لپٹا پہنچیں وہ کچھ گواہ اور کچھ قاضی کا سر ہو جائیگا اور خدا رب جیسا کہ اندر نیزہ شعر یعنی مہدی وقت و عیسیٰ مدللان صاف دولت کرتا ہو کہ وہی مہدی موعود شیخ موعود ہی ہو گا علامہ سید احمد صاحب نے فرمایا یہ دعویٰ انہیں کیا کہین شیخ موعود ہی ہوں اور عیاد ترک کی رو سے یہی ثابت ہوتا ہو کہ مہدی کے ظہور کے وقت ترکی سلطنت کچھ ضعیف ہو جائیگی اور ترک

[illegible]

تصديق ہوسکتے ہیں اور یہی یاد رکھو کہ جس طرح عیار کا عمل ذمہ دین نہیں ہو بلکہ بلطافہ ساز ہونا متاع
بین گل معین آتا ہے۔ حافظ فرماتے ہیں۔ خیال زلف و توچختن دکارخان مست۔ کہ زیر سلسلہ رفیق
طریق عیاری مست۔ منہ۔

سکے بعض اصول پر بنی اس سلطنت کہہ کر گوئیہ کہ ان کے سر پر کچھ اور نہ تھا اس کی اس سلطنت ان کے پاس سے بڑی وسیع طاقت تھی اور وہ وسیع طاقت کی وجہ سے یہ سلطان برسرِ پتہ - محمد بن قاسم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَوْسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الذِّیْنَ اَصْطَفٰہِ

ابا بعد واضح ہو کہ ان چند اوراق میں ان بعض ولیا اور مجازیب کی شہادتیں درج ہیں جنہوں نے ایک زمانہ دراز اس عاجز سے پہلا اس عاجز کی نسبت خبر دی ہے منجملہ ان کے ایک مجذوب گلاب شاہ نام کی پیشگوئی ہے جو ہمارے اس زمانہ سے تین یا اکتیس برس پہلے اس عالم گدازان سے گزر چکا ہے اور اگرچہ یہ پیشگوئی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰ میں مجمل طور پر شائع ہو چکی ہو لیکن ابھی دفعہ صاحب بیان کتندہ نے تمام جزئیات کو خوب یاد کر کے تفصیل تمام اس پیشگوئی کو بیان کیا ہے اور چاہا ہے کہ الگ طور پر وہ پیشگوئی ایک اشتہار میں شائع کر دیجائے۔

بیان کتندہ یعنی میان کریم بخش جیسے اس پیشگوئی کو نہایت یقین اور ایمانی جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے اسکو اگر کوئی طالب حق متوجہ ہو کر سنے تو ممکن نہیں کہ اسکا ایک کامل اور عجیب اثر اس کے دل پر پیدا نہ ہو۔ میں نے میان کریم بخش کو اب ماہ مئی ۱۹۱۲ء میں دوبارہ لدھیانہ میں بلا کر اس پیشگوئی اس سے کر رہا تفتیش کی اور کئی مجلسوں میں اسکو قسم دیکر پوچھا گیا کہ اسبار میں جو یقینی طور پر راست راست بات ہو اور خوب یاد ہو وہی بات بیان کرے ایک ذرہ مشتبہ بات بیان نہ کرے اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سر مو کوئی خلاف واقعہ بات یا کوئی مشتبہ امر بیان کرے گا جو ٹھیک ٹھیک یاد نہیں رہا تو خدا تعالیٰ کے سامنے اسکا جواب دینا پڑے گا۔ بلکہ سچائی کے امتحان کی فرض سے نہایت سختی سے اس پر مرد کو کہا گیا کہ آپ اب اس بات کو خوب سوچ لیں اور سوچ لیں کہ اگر آپ کے بیان میں ایک لفظ بھی خلاف واقعہ ہوگا

تو اسکا جو بھائی گردن پر ہوگا اور حشر کے دین میں وہ طوق لعنت گردن میں پڑیگا جو مغفرتوں کی
 گردن میں پڑا کرتا ہے۔ پھر بار بار کہہ لیا کہ میں کریم بخش آپ پر مراد می ہیں اور جیسا کہ
 سنا جاتا ہے تقویٰ اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی سے آپ کا زمانہ گزرا ہے اب اس ہاتھ کو
 یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئی بیان گلاب شاہ کی جو اس عاجز کی نسبت آپ بیان کرتے ہیں
 ایک مشتبہ امر ہے یا خلاف واقعہ ہے تو اس کے بیان کرنا تمام اعمال خیر سابقہ و تہاد
 ضائع اور برباد ہو جائینگے اور انراض نہ ہو نا یقیناً سمجھو کہ اس افترا کی سزا میں تم جہنم میں ڈالے
 جاؤ گے۔ اگر یقینی طور پر یہ امر واقعی نہیں تو میرے لڑ اپنے ایمان کو ضائع مت کرو میں
 نہ اس جہان میں تمہارے کام آسکتا ہوں نہ اس جہان میں۔ جو مجرم بنکر خدا تعالیٰ کے
 سامنے جائیگا اسکے لڑ وہ جہنم ہے جہنم وہ نہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا۔ بد بخت ہے
 وہ انسان جو افترا کر کے اپنے ملک کو ناراض کرے اور سخت بد نصیب ہے وہ شخص کہ
 ایک مجرم نہ کام کر کے ساری عمر کی نیکیاں برباد کر دیوے اور یاد رکھو کہ اگر کوئی میرے
 لڑ کسی قسم کا خدا تعالیٰ پر افترا کر لیا اسکوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میری خوش کر نیکی
 لڑ مشہور کر دیا تو میں اسکو کتوں سے بہتر اور سوروں سے ناپاک تر سمجھتا ہوں اور دونوں جہانوں
 میں اس سے بیزار ہوں کیونکہ اسنے ایک ذلیل خلق کیلئے اپنی عزیز مولیٰ کو جھوٹھ لو لکھنا راض
 کر دیا۔ اگر ہم میک اہل کذاب ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈین تو ہر لڑ
 درجے ہم سے کئی اور سوراچھے ہیں۔ سو اگر گناہ کیا ہو تو توبہ کرو تاہم پاک نہ ہو جاؤ اور یقیناً
 سمجھو کہ خدا تعالیٰ مغفرتی کو بے سزا نہیں چھوڑیگا اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی مشقت
 پر موقوف نہیں۔ جسے بھی بھیجا ہے وہ میرے ساتھ ہی اور میں اسکے ساتھ ہوں میرے
 لڑ وہی پناہ کافی ہے یقیناً وہ اپنے بندہ کو ضائع نہیں کر لیا۔ اور اپنے فرستادہ کو برباد
 نہیں کر دیا۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جو کئی دفعہ کئی مجلسوں میں کہی گئیں۔ لیکن اسنے ان
 سب باتوں کو سنکر ایک درد سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ایسا جواب دیا جس سے
 رونا ہوتا تھا اور اسکے الفاظ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدا کے خوف سے بھر کر نہایت
 سچائی سے بیان کر رہا ہے اور اسکے بیان کے زمین جو چشم پر آب ہو کر ایک رفت سے

ساتھ تھا ایک ایسی تاثیر تھی جسکے اثر سے بدن پر لرزہ آتا تھا پس اُس روز یقیناً قطعی ہو
 سمجھا گیا کہ یہ پیشگوئی اس شخص کے رگ ریشہ میں اثر کر گئی ہے اور اسکے ایمان کو
 اس سے اعلیٰ درجہ کا فائدہ پہونچا ہو چنانچہ ہم ذیل میں اسکا وہ اشتہار جو اس ذوالسبیل
 کی قسم کھا کر ایک پردہ دیان میں لکھا ہوا ہے درج کرینگے اسکے پڑھنے سے ناظرین جو با انصاف
 اور حقیقت شناس ہیں سمجھ لینگے کہ کیسی اعلیٰ شائعی وہ شہادت ہو۔

ماسوا اسکے ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مرد با خدا نعمت السنام نے جو ہندوستان
 میں اپنی ولایت اہل کشف ہونیکا شہرہ رکھتا ہے اپنے ایک قصیدہ میں لکھی ہے اور
 یہ بزرگ سات مواسچاس بریں پہلو ہمارے زمانہ سے گذر چکے ہیں اور اسقدر مدت انکی
 اس قصیدہ کی تالیف میں بھی گذر گئی ہے جس میں یہ پیشگوئی درج ہے۔ مولوی محمد جمیل صاحب
 شہید دہلوی جن زمانہ میں اس کوشش میں تھے کہ کسب طریقت کے مرشد سید احمد صاحب دہلی
 وقت قرار دیتی بائیں اُس زمانہ میں انھوں نے اس قصیدہ کو حاصل کر کے بہت کچھ سعی
 کی کہ یہ پیشگوئی انکے حقین شجر بائی بہانہ شک کہ انھوں نے اپنی کتاب کے ساتھ بھی لکھ
 شائع کر دیا لیکن اس پیشگوئی میں وہ پتے اور نشان دیو گئے تھے کہ کسب طریقت سید احمد صاحب
 ان علامات کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس پیشگوئی کے
 مصداق کا نام اشتر لکھا ہے یعنی اُس آئینہ کے کا نام احمد ہوگا اور نیز یہ بھی شاہ پایا جاتا ہو
 کہ وہ ملک ہند میں ہوگا اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تیرھویں صدی میں ظہور کرے گا۔ پس نظر
 سرسری خیال گذر سکتا ہے کہ سید احمد صاحب میں یہ تینوں علامتیں تھیں لیکن وہ خود
 کو نیسے معلوم ہوگا کہ اس پیشگوئی کو سید احمد صاحب موصوف سے کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ
 اول تو ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہو کہ وہ مجدد موعود تیرھویں صدی کے ادائل میں نہیں ہوگا
 بلکہ تیرھویں صدی کے اخیر کرکئی واقعات اور حادثات اور فتن کے ظہور کے بعد ظہور
 کرے گا یعنی چودھویں صدی کے سر پر ہوگا مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے تیرھویں صدی
 کے نصف تک بھی زمانہ نہیں پایا پھر چودھویں صدی کا مجدد انکو کیونکر ٹھہرایا جائے۔
 ماسوا اسکے سید موصوف نے یہ دعویٰ جو انکی نسبت بیان کیا جاتا ہو اپنی زبان سے کہیں

نہیں کیا اس کوئی بیان انکا ایسا پیش نہیں ہو سکتا جہاں یہ دعویٰ موجود ہو اور ان سب باتوں پر
برعکس یہ امر ہے کہ شیخ نعمت الدینی نے اُن اشعار میں اس آیتوا کے کی نسبت یہ بھی
لکھا ہے کہ وہ مہدی اور عیسیٰ بھی کہلائیگا حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے
کبھی عیسیٰ اور نیکا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر انھیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اس کے
بعد کے رنگ پر انیوالا اسکا بیٹا ہوگا کہ اسکا یادگار ہوگا اب صاف ظاہر ہے کہ سید احمد
صاحب نے ایسے کمال بیٹے کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں کی اور نہ کوئی انکا ایسا بیٹا ہو کہ
وہ عیسوی رنگ سے رنگین ہو۔ پھر انھیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ وہ مبعوث
ہونیکے وقت سے چالیس برس تک عمر پائیگا۔ مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے
ظہور کے وقت سے صرف چند سال زندہ رہ کر اس دنیا فانی سے انتقال کر گئے لیکن
براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز تجدد دین کے لئے اپنی عمر کے
سن چالیس میں مبعوث ہوا جسکو گیارہ برس کے قریب گزر گیا اور باصبار اس پیشگوئی
کے جو الزام ہاں میں درج ہے یعنی یہ کہ ثمانین حوالاً اذ قریباً من ذالک ایام بعثت چالیس
برس ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور سید صاحب کے پھر دوبارہ انکی امید رکھنا اسی قسم کی امید ہے جو حضرت ایلیا اور
یسح کے آنے پر رکھی جاتی ہے اور نہایت سادہ اور خیر آدمی اپنے وقت و مکان اس امید
پر ضائع کر رہے ہیں۔ اسکی صرف اس قدر اصلیت معلوم ہوتی ہے کہ قدیم سے خدا تعالیٰ
کی یہ سنت جاری ہے کہ بعض اوقات وہ ایک کمال فوت شدہ کے دنیا میں دوبارہ
آئیں نسبت کمال کشف کے ذریعہ سے خبر دیدیتا ہے اور اُس سے مراد صرف
یہ بات ہوتی ہے کہ اُس شخص کی طبع اور سیرت پر کوئی شخص پیدا ہوگا چنانچہ بنی اسرائیل
کے نبیوں میں سے ہلاکی بنی نے بھی یہ خبر دی تھی کہ ایلیا بنی جو آسمان پر اٹھا گیا ہو
پھر دنیا میں آئیگا اور جب تک ایلیا دوبارہ دنیا میں نہ آوے تب تک یسح نہیں آسکتا۔
اس خبر کے ظاہر الفاظ پر یہود ظاہر پرست اس قدر جم گئے کہ انھوں نے حضرت یسح
کو انکے ظہور کے وقت قبول کیا اور ہر چند حضرت یسح نے انھیں کہا کہ ایلیا سے

مرا دلو خدا ذکر کیا بیٹا ہے جو بھی بھی کہلاتا ہے لیکن انہی نظر تو آسمان پر تھی کہ وہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اس ظاہر پرستی کی وجہ سے انھوں نے دوسرے کا انکار کر دیا یعنی عیسیٰ اور یحییٰ کا اور کہا کہ یہ سچے نبی نہیں ہیں اگر یہ سچے ہوتے تو انے پہلو جیسا خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتابوں میں خبر دی تھی ایلیا بنی آسمان سے نازل ہوتا۔ سو یہودی لوگ اب تک آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب ایلیا بنی آسمان سے اترتا ہے اعلان بد نصیبوں کو خبر نہیں کہ ایلیا بنی تو آسمان سے اتر چکا اور مسیح بھی اچکا افسوس کہ خشک ظاہر پرستی نے کس قدر دنیا کو نقصان پہنچائے ہیں پھر بھی دنیا نہیں سمجھتی۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اے مسلمانوں تم آخری زمانہ میں کبھی یہودیوں کو قدم پہ قدم ہر ایک بات میں چلو گے یہاں تک کہ اگر کسی یہودی نے اپنی مان سے نٹا کیا ہوگا تو تم بھی کرو گے یہ حدیث اور ایلیا بنی کا قصہ مسیح موعود کے قصہ کو ساتھ جس پر آج طوفان برپا ہو رہا ہے ملا کر پڑھو اور غور کرو اور وہ عقل سے کام لیکر سوچو کہ ایلیا بنی کے دوبارہ آئیکان خیال جو یہودیوں کے اہل سنت والجماعت میں بالاتفاق قائم ہو چکا تھا آخر وہ حضرت عیسیٰ کی عدالت سے کیونکر فیصلہ ہو کر پاش پاش ہو گیا۔ کہاں گیا انکا اجماع سوچ کر دیکھو کہ آیا مسیح ایلیا بنی آسمان سے اتر آیا یا ایلیا سے یحییٰ بن ذکر یا مراد لیا گیا۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے کہ تم اے مسلمانوں ان ٹھوکروں سے بچو جو یہودی لوگ کھا چکے ہیں ادا ان خیالات سے پرہیز کرو جن پر جینے سے یہودی لوگ کتے اور بونہاؤ گئے۔ حنادہ ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑے اور جس جگہ دوسرے کا پیر پھیل چکا ہے اس جگہ قدم رکھنے سے ڈرے افسوس کہ آپ لوگ اپنے لئو اور اپنی قوم کیلئے وہی غار میں کھود رہے ہیں جو یہودیوں نے کھودی تھیں۔ ذرہ تکلیف اٹھائیں اور یہود کے علماء کے پاس جائیں اصلوچ ہیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کو قبول کیوں نہ کیا تو یہی جواب پائیں گے کہ سچے مسیح کے آئینے آسمانی کتابوں اور بنی اسرائیل کی احادیث میں ہی نشانی لکھی ہے کہ اُس سے پہلے ایلیا آسمان سے اتر گیا اور نیز مسیح بادشاہ اور صاحب لشکر ہوگا سو چونکہ ایلیا بنی آسمان سے نہیں اترتا اور نہ ابن مریم کو ظاہری بادشاہی

لی اس لئے مریم کا بیٹا مسیح نہیں ہے۔

اب آپ لوگ سوچیں اور خوب سوچیں کہ یہ قصہ ایلیا کا مسیح موعود کے قصہ سے کقدر ہم شکل ہے اور اسباب کو سمجھ لیں کہ گو مسیح کے پہاڑ کٹی نہ ہوئے مگر کہنے یہ ظاہر نکجا کہ ایلیا سے مراد کوئی دوسرا شخص ہے مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقہوں اور مولویوں کا اسی پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی پھر دنیا میں آئیگا۔ اور تعجب یہ کہ انکے مہم جو بھی یہ الہام نہ ہوا کہ یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اور آسمانی کتاب کے ظاہر لفظ بھی یہی بتلاتے رہے کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ لیکن آخر کار حضرت مسیح پر خدا تعالیٰ نے یہ راز سربستہ کھول دیا کہ ایلیا نبی دوبارہ نہیں آئیگا بلکہ اسکے آئیسے مراد اسکے ہم مہمت کا آنا ہی جو یحییٰ نبی ہے صلیبات یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں بہت سی اسرار ہوتے ہیں کہ جو اپنے وقت پر بھلتے ہیں اور بغیر پختہ وقت کی بڑی بڑی عارف بھی انکی اصل حقیقت سے بخیر رہتے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ ہر سخن وقتے دہر نکتہ مقامے دارد۔ و کہ من علیٰ ثلث الاولون لاخرون۔ اس طرح یہ بات قرین قیاس ہے کہ سید احمد صاحب یا انکے کسی صالح مرید کو یہ الہام ہوا ہو کہ احمد پیر دنیا میں آئیگا اور انھوں نے اسکے یہ معنی سمجھ ہوں کہ یہی سید احمد صاحب کچھ مدت دنیا سے محبوب رہ کر پھر دنیا میں آجائینگے اس قسم کے دھوکوں کے نمونے دو مہری طوروں میں بھی پائے جاتے ہیں لوگ عادت اسد کی طرف خیال نہیں کرتے اور وہ معنی جو مسنون الہام اور قرین قیاس میں ترک کر کے ایک یہودہ اور بے اصل معنی قبول کر لیتے ہیں سو سید احمد صاحب کا دوبارہ آنا جو ہماری اکثر موعود بھائی بڑے ذوق و شوق سے انتظار کر رہے ہیں درحقیقت اسی قسم کے خیالات میں سے ہی۔ اسی حضرات احمدیہ والا آئیگا۔ اب تم بھی سمجھ لو کہ سید احمد آئیگا کیونکہ مومن کفیس واحد ہوتے ہیں۔ و لہذا العائل۔

انبیاء اور اولیا جملہ دہند ہر زمان آئندہ در رنگے دگر
ہائے افسوس لوگ اسباتے کیسے بخیر ہیں کہ ہر ایک فرد بشر کو موت ملے گی بھٹی ہے اور دوبارہ آنا کسی فوت شدہ کا۔ یعنی حقیقی طور پر خدا تعالیٰ ہرگز تجویز نہیں کرتا اور کوئی صالح آدمی دو موتوں اور دو جان کنڈوں سے ہرگز معذب نہیں ہو سکتا۔ اس یہودہ خیال سے کہ

مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر بیٹھا ہے بڑے بڑے فتنے دنیا میں پڑ گئے ہیں دراصل عیسائیوں کے پاس مسیح کو خدا سمجھنا انکی یہی بنیاد ہے اور اسکو زندہ ماننے سے رفتہ رفتہ انکا یہ خیال ہو گیا کہ اب باپ کچھ نہیں کرتا سب کچھ اُسواپنے بیٹے کو بوزندہ موجود ہے سپرد کر رکھا ہے غرض یہی اول دلیل مسیح کے خدا ہونے کی عیسائیوں کی پاس ہے۔ جسکی ہمارے علما تائید کر رہے ہیں مگر حق بات یہی ہے کہ وہ فوت ہو گئے قرآن کریم انکی فوت پر انھیں لفظ نبی شہد ہو جو دوسرے موتی کیلئے استعمال کئے گئے ہیں۔ بخاری میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی موتی تصدیق کرتے ہیں۔ ابن عباس جیسے طلیل اشان صحابی اس آیت قوی عیسیٰ کے بھی موت ہی معنی بیان کرتے ہیں اور طبرانی اور مسلم حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ ایک سو بیس برس تک زندہ رہا اسی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عیسیٰ سے میری عمر آدمی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے تو غالباً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک زندہ ہی ہونگے۔

ایک اور نکتہ یہی جو کلام الہی پر غور کر نیسے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے جذبات سے ہایت پاکردن بدن حق اور حقانیت کی طرف ترقی کرتا ہے اور نفس اور نفسانی مامور کو چھوڑتا جاتا ہے تو آخر اتنا ہی نقطہ اُسکے تصفیہ نفس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ بجلی ظلمت نفس اور جذبات نفسانیہ سے باہر آکر اگر درجہ کم جو تخت گاہ نفس ہے ادھر نہ جمانے سے دھوکہ ایک مصفا قطرہ کی طرح ہو جاتا ہے اس وقت وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں فقط ایک روح مجرد ہوتا ہے جو گمازش نفس کے بعد باقی رہ جاتا ہے اور اطاعت کامل مولیٰ میں ملائیک سے ایک مشابہت پیدا کر لیتا ہے تب اس مقام پر پہنچ کر عند اللہ اسکا حق ہوتا ہے جو اسکو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جاتا ہے یعنی ایک طور سے اس حدیث سے بھی نکلتے ہیں جو ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں لائے ہیں کہ لا مہدی الا عیسیٰ یعنی ہمدنی کے کامل مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے جو اول عیسیٰ بنجائے۔ یعنی جب انسان مثل زالی الدین ایسا کمال حاصل کرے جو فقط روح رہ جائے تب وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک روح اللہ ہو جاتا ہے اور آسمان میں اسکا نام عیسیٰ رکھا جاتا ہے اور خدا

تعالیٰ کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اسکو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا سایہ اسکو وہ پیدائش عنایت کرتا ہے۔ پس درحقیقت تزکیہ اور فناء فی اللہ کا کمال یہی ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے اس قدر بچرود حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہ جائے یہی مرتبہ عیسویت ہے جو کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کمال طور پر عطا کرتا ہے۔ اور مرتبہ کاملہ دجالییت یہ ہے کہ حسب ضمرن اخلاقی الارض نفسانی نشیب و گلی طرف زیادہ سے زیادہ جھکتا جائے۔ یہاں تک کہ گہری تاریکیوں کے غاروں میں پڑ کر تاریکی مجسم ہو جائے اور باطن ظلمت کا دوست اور روشنی کا دشمن ہو جائے عیسوی حقیقت کو مقابلہ پر دجالییت کی حقیقت کا ہونا ایک امر لازمی ہے کیونکہ ضد ضد سے شناخت کیجاتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہی یہ دونوں حقیقتیں شروع ہیں۔ ابن صیاد کا اپنے دجال نام رکھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہا کہ تجھے عیسیٰ کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ عیسوی اور دجال کا تہم اسی وقت سے شروع ہوا اور مرد زمانہ کے ساتھ جیسی جیسی ظلمت فتنہ کی دجالییت کو رنگ میں کچھ زیادہ آتی گئی دلی و دیو عیسویت کے حقیقت والے بھی اسکے مقابل پر پیدا ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ آخری زمانہ میں بیاعت پھیل جانے فسق اور فجور اور کفر اور ضلالت اور بوجہ پیدا ہو جانے ان تمام بدیوں کے جو گہری پہلے اس زمانہ کثرت سے پیدا نہیں ہوئی تھیں بلکہ نبی کریم نے آخری زمانہ میں ہی انکا پھیلنا بطور پیشگوئی بیان فرمایا تھا دجالییت کا مظاہر ہو گئی پس اسکے مقابل پر ضرور تھا کہ عیسویت کا مظہر بھی ظاہر ہوتی یا درہے کہ نبی کریم نے جن بد باتوں کے پھیلنے کی آخری زمانہ میں خبر دی ہے اسی مجموعہ کا نام دجالییت ہے جسکی تاریخیں یوں کہو کہ جبکی شاخیں صد ہا قسم کی آنحضرت نے بیان فرمائی ہیں چنانچہ انہیں سے وہ مولوی بھی دجالییت کو درخت کی شاخیں ہیں جنہوں نے لکیر کا اختیار کیا اور قرآن کو چھٹہ دیا۔ قرآن کریم کو پڑھتے تو ہیں مگر انکے حلقو بھی کچھ نہیں اترتا۔ غرض دجالییت اس زمانہ میں منکبو کی طرح بہت سی تاریخیں پھیلا رہی ہے۔ کافر اپنے گھر سے اور منافق اپنے نفاق سے اور میخوار میخوار سے اور مولوی اپنی شیوہ گفتن و کردن اور

سید دلی سے وجاہت کی تائید بن رہے ہیں ان تار و نجواب کوئی کاٹ نہیں سکتا بجز اس
 حربہ کے جو آسمان سے اترے اور کوئی اس حربہ کو چلا نہیں سکتا بجز اس عیسیٰ کے جو اُسی آسمان
 سے نازل ہو سو عیسیٰ نازل ہو گیا۔ دکان وعدہ اللہ مفعولا۔

اب ہم ذیل میں ان پیگوئیوں کو لکھتے ہیں جن کے لکھنے کا وعدہ تھا لیکن ہم بوجہ تقدیر ان
 مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے نعمت اللہ دلی کی پیشگوئی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو
 لکھی جائے۔ پھر بعد اسکے میان گلاب شاہ کی پیشگوئی جیسا کہ میان کریم بخش نے کہا اُنی ہے
 درج کیجائے و بالذات التوفیق۔ واضح ہو کہ نعمت اللہ دلی رہنے والو دہلی کے فلاح کے اور
 ہندوستان کے اولیاء کا ملین بن سے مشہور ہیں۔ اُنکا زمانہ پانسو ساٹھ ہجری اُنکے پڑوان
 کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے اور جس کتاب میں اُنکی یہ پیشگوئی لکھی ہے اسکے طبع کا سن
 بھی ۲۵ محرم الحرام ۸۶۸ھ ہے اس حساب سے اکتالیس برس ان آیات کے چھپنے
 پر بھی گزرتے اور یہ آیات رسالہ اربعین بنی احوال امہدیہ میں کے ساتھ شامل
 ہیں جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھا اُنے ہیں ان بیوہ کو رسالہ اربعین سے
 شامل کرنا اسی عرض سے ہو کہ تا کہ سید احمد صاحب کا مجملہ مہدیوں کے ایک نہیں
 ہونا ثابت کیا جائے اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے
 نام سے کسی آئینوالے کی نسبت پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اس کے
 سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام
 طبع پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک مہدی کے لفظ سے مراد محمد بن عبد اللہ ہے
 جسکی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن نظر غور سے معلوم ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو مہدیوں کی خبر دیتے ہیں مجملہ اُنکے وہ مہدی بھی ہے جسکا نام حدیث میں سلطان
 مشرق رکھا گیا ہے جسکا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل میں
 فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اُسی کی تعریف میں یہ حدیث ہو کہ اگر ایمان نہ پائے
 مصلحت پائے رہتا تب ہی وہ مرد دہن سے اسکو لے لیتا اور اسکی یہ نشانی بھی لکھی ہے
 کہ وہ نہیتی کر نیوالا ہو گا۔ فرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ مصلح

ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا مالک مشرقیہ سے
 ظہور کچھ ہے مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے
 لیکن برہمنی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
 مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودہویں صدی کا اسکو
 مجدد قرار دیا ہے جیسا کہ ہم آئندہ انشا اللہ بیان کریں گے بہر حال اگرچہ یہ ضرور ثابت
 ہوتا ہے کہ چودہویں صدی کے سر پر ملک ہند میں ایک عظیم الشان مجدد
 پیدا ہونا ہے۔ لیکن یہ سراسر حکم ہے کہ سید احمد صاحب کو اس کا مصداق ٹھہرایا جائے کیونکہ
 جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں سید صاحب نے چودہویں صدی کا زمانہ نہیں پایا۔ اب چند
 اشعار نعمت الدولی کے جو مہدی ہند کے متعلق ہیں موشع ذیل میں لکھ جائے ہیں۔

ایات

قدرت کردگار مے پیغم	حالت روزگار مے پیغم
از نجوم این سخن نئے گویم	بلکہ از کردگار مے پیغم

یعنی جو کہدین ان ایات میں لکھو نگاہ پنجانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر جو کھود اتالی کیطریق معلوم ہوا ہے

غیر فی رمی سال چو گشت از نیال	یو العجب کار و بار مے پیغم
-------------------------------	----------------------------

یعنی بارہ سو سال کے گذرتے ہی عجیب عجیب کام بھکو نظر آتے ہیں مطلب یہ کہ تیرہویں صدی
 کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا میں ایسا لگاؤ تعجب انگیز بائیں ظہور میں آئے گی اور ہجرت
 کے بالان سو سال گزرنیکے ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں کہ بوجہ کلام ظاہر ہونے شروع ہو جائینگے

گرد آئینہ ضمیر جہان	گرد و زنگ غبار می پیغم
---------------------	------------------------

یعنی تیرہویں صدی میں دنیا سوسلح و تقویٰ اٹھ جائیگی فتونگی گرد آئے گی گناہوں کا زنگ ترقی
 کریگا اور کینوں کے فبار ہر طرف پھیلین گے یعنی عام عداوتیں پھیل جائیگی۔ تفرقہ اور عناد

بڑھ جائیگا اور محبت اور ہمدردی اٹھ جائیگی مگر ان باتوں کو دیکھ کر غم نہیں کرنا چاہیے۔

ظلمت ظلم ظالمان دیار | بیحد و بے شمار مے پیغم

یعنی ملکوں میں ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہنچ جائے گا حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور شریک شریک پر ظلم کریگا اور ایسے لوگ کم ہونگے جو عدل پر قائم رہیں۔

جنگ آستوبہ فتنہ و بیداد | درمیان و کنار مے پیغم

یعنی ہندوستان کو درمیان میں ادا کے کنارے میں بڑی بڑی فتنے اٹھیں گے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا

بندہ را خواجہ و شہی یایم | خواجہ را بندہ وار می پیغم

یعنی اس انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائیں گے یعنی امیر و فقیر اور فقیر و امیر بن جائیں گے

سکہ تو زنتد بر رخ زر | در ہمیش کم عیار مے پیغم

یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی باقی رہیگی اور نیا سکہ چلیگا جو کم عیار ہوگا اور یہ سب کچھ تیرہویں صدی میں سلسلہ وار ظہور میں آجائے گا۔

بعض اشجار بوستان جہان | بے بہار و شمار می پیغم

یعنی قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے۔

غم مخور زانکہ من درین تشویش | خرمی وصل یار مے پیغم

یعنی اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں جو تیرہویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصل یا کسی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ ادا نہیں کر دیاں سہے مطلب یہ کہ جب تیرہویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصل یار

کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی یعنی خدا تعالیٰ رحمت کے ساتھ توجہ کریگا۔

چون زمستان بچم بگذشت | **شمس رخش بہارے میغم**

یعنی جبکہ زمستان بے چمن مراد یہ ہے کہ جب تیرہویں صدی کا موسم خزان گزر جائیگا تو چودہویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلیگا یعنی مجدد وقت ظہور کریگا۔

دوراو چون شود تمام بکام | **پسرش یادگارے میغم**

یعنی جیب اسکا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائیگا تو اسکے نمونہ پر اسکا لڑکا یادگار رہ جائیگا۔
یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو ایک لڑکا پارسیادیگا جو اسکے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائیگا اور وہ اسکے بعد اسکا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیگم کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے باری میں کی گئی ہے۔

بندگان جناب حضرت او | **سر بستر تلج دارے میغم**

یعنی یہ بھی مقدس ہے کہ بالآخر امرا اور ملوک اسکے معتقد خاص ہو جائیں گے اور اسکی نسبت ارادت پیدا کرنا بعضوں کے لہو دنیوی اقبال اور تاجدار سی کا موجب ہوگا۔ یہ اس پیگم کی کے مطابق ہے جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تجھ پر اس قدر فضل کر دینگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور ایک فرما کہ تیرے دوستوں اور مجبور پر بھی احسان کیا جائیگا۔

گلشن شرع راہمی بویم | **گل دین را بارے میغم**

یعنی اس سے شریعت تازہ ہو جائیگی اور دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے۔ یہ اس اہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۹۸ میں درج ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک دین پر بند بعد اس عاجز کے دین اسلام غالب کیا جائیگا اور پھر صفحہ ۲۹۱ براہین میں اہام

ہے کہ خدا تجھ کو ترک نہیں کریگا جب تک کہ خبیث اور پاک میں فرق کر کے دکھلائے۔

تا چہل سال اسی برادر من | دوران شہسوار می بینم

یعنی اس بعد سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کریگا چالیس برس تک زندگی کریگا اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جنہیں سو دس برس کا لگن بھی گئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸-۲۳۹ واللہ علی کل شیء قلیہ۔ اگرچہ اب تک حضرت نوح کی طرح دعوت حق کے آثار نمایان نہیں لیکن اپنی وقت پر تمام بائین پوری ہونگی۔

عاصیان از امام معصوم | نجل و شرمسار می بینم

اس بیت میں اسبات کی طرف اشارہ ہو کہ اس مام کو جو دھوین صدی کے سپر ایگیا مخالف اور نافرمان ہی ہونگے جنکے لئے آخر خجالت اور شرمساری مقدس ہے ایسی طرف اس الہام میں اشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں قتل ہوں تجھے فتح دوں گا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور سجدہ گاہو غین گرین گے یعنی مخالف لوگ یہ کہتے ہو کہ خدا یا ہمیں بخش کہ ہم خطا دار تھے۔

یدریضا کہ با اوقات بندہ | باز با ذوالفقار می بینم

یعنی اُس کا وہ مدشن ہاتھ جو اتمام کی محنت کی رد سے توار کی طرح چمکتا ہی پھر میں اس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گزرا گیا کہ جب ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھی۔ مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اس مام کو دیدیگا اس طرح پر کہ اسکا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کریگا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی یہ سودہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہی جو پھر ظاہر ہو گئی ہے۔ یہ اسبات کی طرف

اشارہ ہو کہ وہ امام سلطان القلم ہوگا اور اسکی قلم ذوالفقار کا کام دیگی۔ یہ پیشگوئی
بعینہ اس عاجز کے اس الہام کا ترجمہ ہو جو اسوقت سے دس برس پہلے
براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کتاب الولی ذوالفقار علی۔ یعنی کتاب
اس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہو۔ اسی بناء پر
بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ
کے بعض دیگر مقامات میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

غازی دوست دار دشمن کش | ہمد و یار غار مے بینم

وہ خدایتعالیٰ کی طرف سے ایک غازی ہو دوستوں کو بچا نیوالا اور دشمنوں کو مار نیوالا۔

صورت و سیرتش چون پیمبر | علم و حاش شعار مے بینم

یعنی ظاہر و باطن انسانی کی مانند رکھتا ہے اور شان نبوت اس میں نمایاں ہو اور علم اور
حلم اسکا شعار ہو مراد یہ ہے کہ بیعت انبیا و اتباع نبی کریم کے گویا وہی صورت اور وہی
سیرت اسکو حاصل ہو گئی ہے یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کو براہین
براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہو جو فی حلال دنیا یعنی فرستادہ خدا و ملائکہ انبیا۔

زینت شرع و رونق اسلام | محکم و استوار مے بینم

یعنی اسکے آئینے شرع آرایش پر مجاہدگی اور اسلام رونق پر آجائیگا اور دین میں محمدی
محکم اور استوار ہو جائیگا۔ یہ اس الہام کے مطابق ہو جو اس عاجز کی نسبت اسوقت
سے دس برس پہلے براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہو۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک
رسید و پاسے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ اور نیز یہ الہام ہو الذی
۱۲ اسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
دیکھو صفحہ ۲۳۹ براہین احمدیہ حاشیہ۔

آخِرم و دآل مے خوانم	نام آن نامدار مے ینم
----------------------	----------------------

یعنی کشتی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اس امام کا احمد ہوگا۔

دین و دنیا از و شود مہمور	خلق زو بختیار مے ینم
---------------------------	----------------------

یعنی اسکے آئیسے اسلام کے دن پھر بیگے اور دین کو ترقی ہوگی اور دنیا کو بھی یہ سہات کی طرف اشارہ ہو کہ جو لوگ اسکے ساتھ بدل و جان ہو جائیں گے خدا تعالیٰ انکے گناہ بخش دیگا اور دین میں استقامت عطا کریگا اور وہی اسلام کی دنیوی ترقی کا بھی پودہ پھیر بیگے کہ خدا انکو نشوونما دیگا اور انہیں اولیٰ بھی ذریت میں برکت رکھے گا یہاں تک کہ دنیا میں بھی وہ ایک با اقبال قوم ہو جائیگی ایسکے مطابق ہر پیر احمدیہ میں یہ الہام درج ہے وجاعل الذین یاتبعون حق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور یہ جو اشارہ کیا کہ اسکے آئیسے اسلام کی دینی و دنیوی حالت صلاحیت پر آجائیگی اسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہو وہ اسلام کے لئے رحمت ہو کر آتا ہے اور ایسے کو ساتھ جلد یادیر رحمت الہی نازل ہوتی ہے مگر اوائل میں قحط اور وبا وغیرہ کی تنبیہیں بھی اتر کر تھیں اور اہل کشف انجام کا حال بیان کرتے ہیں نہ ابتدائی واقعات کا۔

بادشاہ تمام ہفت اقلیم	شاہ عالی تبار مے ینم
-----------------------	----------------------

یعنی مجھ کو کشتی نظر میں وہ ایک شاہ عالی خاندان ہفت اقلیم کا بادشاہ نظر آتا ہے یہ مطابق اس پیشگوئی کے ہے جو ازالہ الہام میں درج ہو چکی ہے اور وہ یہ ہو حکم اللہ الرحمن الخلیفۃ اللہ السلطان سینوئی لہ املاک العظیم الخ یہ اس عاجز کی نسبت الہام ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ خلیفۃ السبادشاہ جسکو ایک ملک عظیم دیا جائیگا اور جس پر زمین کے خزانے کھولے جائیں گے۔ اس بادشاہی سے

میرا اس دنیا کی ظاہری بادشاہی نہیں بلکہ روحانی بادشاہی ہے۔

مہدی وقت عیسیٰؑ ان ہر دورا شہسوارے پیغم

یعنی وہ مہدی ہی ہوگا اور عیسیٰ بھی دونوں صفات کا حامل ہوگا اور دونوں صفات اپنے تئیں ظاہر کرے گی یہ آخری میت عجیب تصریح پر مشتمل ہے جسے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم پاکر عیسیٰ ہو چکا ہے دعویٰ کریگا اور ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ تیرہ سو برس سے آجتک کسی نے بجز اس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں۔

یہ چند اشعار ہیں جو ہم نے نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے جو طویل طویل پر برعایت اختصار لکھے ہیں۔ ہر ایک کو چاہیے جو اپنی تسلی کیلئے اصل ابیات خود دیکھ لے۔

ہمارے مقتیدوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی

جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت کی اصلاح کیلئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد بشت کرے گا تاہم ہر ایک کے دین کو نیا کرے گا۔ لیکن چودہویں صدی کیلئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودہویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اس قدر اشارات بنویسے جاتے ہیں جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہو سکتا یا ان کے ساتھ یہ ہی لکھا ہے کہ جب ظہور کرے گا تو علماء کے کھڑے کا فتویٰ دیئے اور نزدیک ہو کہ اس کو قتل کر دیں۔ چنانچہ مولوی صدیق حسن صاحب بھی بیچ الکرامہ کے صفحہ ۳۶۲ اور صفحہ ۳۸۲ میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ علماء وقت کہ جو جو گرفتار فقہاء و مشائخ ہیں اس مہدی کی تعلیم کو منکروں کہیں گے کہ یہ تو دین اسلام کی بچکانی کر رہا ہے اور اس کی مخالفت کے لئے انھیں گے اور اپنی قدیمی عادت کے موافق اس کی تکفیر اور تضلیل کرینگے یعنی کافر اور ضال اور جہال

حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی اسی کتابوں میں یہ پیش گوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور اسکے ساتھ لشکر ہوگا مگر آخر میں غرہوں اور سیدوں کے لباس میں ظاہر ہوا اور یہودی بوجہ نہ پائی جانے ظاہری نشانوں کے منکر ہو گئے۔

اور گمراہ اسکا نام رکھیں گے مگر تلوار کی ہیبت سے ڈریں گے اور مولویوں سے زیادہ ترشوں اسکا کوئی نہیں ہوگا کیونکہ اسکے ظہور سے انکی وجاہتوں اور ریاستوں میں فرق آجائیگا اور اگر تلوار نہ ہوتی تو اسکے حقین قتل کا فتویٰ دیتے اور اگر اسکو قبول بھی کر سگے تو دلیں اسکا کینہہ رکھیں گے۔ اسکی پیروی جسقدر عام لوگ کریں گے خاص نہیں کریں گے۔ عارف لوگ جو اہل شہود و کشف ہیں اسکے سلسلہ بعیت میں داخل ہو جائیں گے۔

اس بیان میں صدیق حسن صاحب نے تلوار کے معنی لائے سمجھے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ کی تلوار سے خوف نہ ہوتا تو اسکو قتل کر ڈالتے تلوار کو مہدی کی طرف منسوب کرنا حدیث کے اصل منشا میں تحریف ہوا اور اگر اس مہدی کے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو یہ کہو بخیر بہ بزدل علما جیفہ خوار دنیا کے اسکو ملعون اور کافرا در دجال کہہ سکتے کافر و نجی تو سو سو خوشامد کر کے اپنا دین برباد کر لیں تو یہ یہ نامزد گروہ تلوار کی چمک دیکھ کر ایک مومن کو کیوں بھوکا فراد دجال کہہ سکیں اور نیز اسجگہ صدیق حسن صاحب اپنی طرف سے یہ زیادت لگا گئی ہیں کہ اس امام موعود کے منکر اور مکفر حقیقی وغیرہ تقلیدیں ہونگے ہم لوگ نہیں ہونگے حالانکہ یہی محدث اول الکفرین ہیں اور تقلیدیں انکے اتباع سے ہیں اور صدیق حسن صاحب کی یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ اس امام موعود سے محمد بن عبداللہ مہدی مراد ہیں کیونکہ وہ تو بقول انکو خونی مہدی صاحب سیف و سنان ہیں اور اسکا اسکے انکے لڑے بقول ان علما کے آسمانے آواز آئیگی اور بڑے بڑے خواص اُس سے ظہور میں آئیں گے اور حضرت مسیح آسمانے اتر کر اسکے پیروؤں اور مہالیین میں داخل ہونگے اور کفرین کی سزا کیلئے انکے پاس تلوار ہوگی۔ پھر مولویوں کی خواہ وہ موجد ہوں یا مقلد کیا مجال ہے کہ انکو ضال اور بے ایمان اور کافرا در دجال کہہ سکیں یہ پیشگوئی تو اس غریب مہدی کے لڑے جسکی بادشاہی اس دنیا کی بادشاہی نہیں اور جسکو تلوار و شمشیر کچھ غرض نہیں۔ خونی مہدی جبکہ ادنیٰ ادنیٰ بدعتوں پر بقول صدیق حسن صاحب کے لوگوں کو قتل کر دیگا تو یہ مولوی اسکو کافرا در دجال اور بے ایمان کہہ کر ادا اسکے کفر کی نسبت فتویٰ لکھ کر کیوں بھوکے ہاتھ سے بچیں گے اور کیا ان مولویوں کا حوصلہ ہے کہ ایک زبردست بادشاہ

کو جسکی تلوار سے خون چمکے کا فرد اور دجال کہہ سکیں اور اسکی نسبت فتویٰ لکھہ سکیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ احادیث میں کئی قسم کے مہدیوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور مولویوں نے تمام احادیث کو ایک ہی جگہ غلط طوط کر کے گڑبڑ ڈال دیا ہے اور اختلاط روایات کی وجہ سے اور نیز قلت تدبر کے باعث سے انہیں امر مشتبہ ہو گیا ہے ورنہ جو دہویں صدی کا مہدی جسکا نام **سلطان المشرق** ہی ہے خصوصیت کے ساتھ احادیث میں بیان کیا گیا ہے جسکے جہاد روحانی جہاد ہیں اور جو دجالیت نامہ کو پھیلنے کی وجہ سے عیسیٰ کی صفت پر نازل ہوا ہی حج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۷ میں لکھا گیا ہے کہ حافظ ابن القیم سنارین فرماتے ہیں کہ مہدی کے باریں چار قول ہیں انہیں سے ایک یہ قول ہے کہ مہدی مسیح ابن مریم سے ہیں کہتا ہوں کہ جبکہ طلال کا طر سے ثابت ہو گیا کہ اصل مسیح عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور مسیح موعود اسکا نقل ہے اور اسکا نمونہ ہے جو بوجہ پھیلنے دجالیت کے اس نام پر مبعوث ہوا تو پھر ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا مہدی ہی ہے اور عیسیٰ ابھی۔ کیونکہ جب ہر ایک صالح ہدایت یافتہ کو مہدی کہہ سکتے ہیں تو کیا وہ شخص جسے تزکیہ کاملہ کی برکت سے روح فقط کا مرتبہ پا کر عیسیٰ اور روح السکا نام حاصل کیا ہے وہ مہدی کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتا اور مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علما عیسیٰ کے لفظ سے کیوں چڑھتے ہیں اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزیں لکھا نام ہی عیسیٰ رکھا گیا ہے جو سخت مکروہ ہیں۔ چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسیٰ دہقان کنایہ شراب انگوری سے ہے اور عیسیٰ نوماہ اس خوشہ انگور کا نام ہے جس سے شراب بنایا جائے اور شراب انگوری کو ہی عیسیٰ نوماہ کہتے ہیں۔

اب غضب کی بات ہے کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھیں اور تالیفات میں بے جہاں اسکا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ اسمی مشارکت جائز قرار دیں اور جس شخص کو اسجل شانہ اپنی قدست اور فضل خاص سے دجالیت موعودہ کے مقابل عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے وہ انکی نظر میں کافر ہو۔

(میان مگلائیہ مجذوب کی پیشگوئی جیسا کہ میان کریم بخش
نے قسم کھا کر بیان کی ہے یہاں لکھی جاتی ہے)

کریم بخش جمالیہ کی طرف سے لکھی ہمدردی کی غرض سے مسلمانوں کی آگاہی کیلئے ایک سچی گواہی کا اظہار

تمام مسلمان بھائیوں پر واضح ہو کہ اس وقت میں محض اپنے بھائیوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کے لئے اس اپنی سچی شہادت کو جس کا ذکر میں نے اذلالہ ادا دھاکے صفحہ ۷۰ میں پہلے اس سے لکھ لیا تھا تفصیل تام میرزا غلام احمد صاحب تادیانی کی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کو بخوبی میری طرف سے فاضل طور پر اطلاع ہو جائے اور ان کی شہادت کے فرض سے جھکے ہوئے سب کو مدعو ماحصل ہو اور قبل اسکے کہ میں اس شہادت کو بیان کروں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری شہادت بالکل صحیح اور ہر ایک شک اور شبہ سے بالکل منزہ ہے اگر اس شہادت کی بیان کر زمین بخود میں بیان کر دے گا کچھ میری طرف سے اقربا ہے یا کچھ کم و بیش میں نے اس میں کر دیا ہے تو خدا تعالیٰ اسی جہان میں میرے پر غضاب نازل کرے۔ میں خوب سمجھتا ہوں کہ اگر میں خلاف واقعہ بیان کر دوں گا اور خدا تعالیٰ پر افترا باندھ دوں گا تو جہنم کے سرگرد ہوں میں داخل کیا جاؤں گا اور خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت دنیا اور آخرت میں میرے پر وارد ہوگی۔ میں نے اس گواہی کو جو ابھی بیان کر دیا ہے بہت ضبط سے یاد رکھا ہے اور نہ میں نے بلکہ خدا تعالیٰ نے یاد رکھنے میں مجھ کو مدد دی ہے تاکہ اس گواہی جو میرے پاس تھی اپنے وقت پر ادا ہو جائے ہر چند کہ میں ابتدا سے خوب جانتا ہوں کہ اس گواہی کے ادا کرنے میں اپنی عزیز قوم کو سخت ناراض کر دوں گا اور

وہ کفر جو علما کے دعوت خانہ سے تقسیم ہو رہا ہے اسکا ایک وافر حصہ مجھ کو بھی ملے گا
 اور اپنے بھائیوں کی میل ملاقات سے ترک کیا جاوے گا اور سب دشتم اور لعن و طعن کا
 نشانہ بنوے گا لیکن ساتھ اسکے مجھے اس بات پر بھی یقین مل گیا ہے کہ اگر اس ذہنی گواہی کو
 اس پر فتنہ وقت میں پوشیدہ رکھ دوں گا تو اپنے رب کریم کو ناراض کر دوں گا اور کبیرہ
 گناہ کا مرتکب ہو جاؤں گا اور اس جلدی ہوئی آگ میں ڈالا جاؤں گا جس کا کچھ انتہا نہیں۔ سو
 میں نے دونوں طور کے نقصانوں کو جانچا آخر یہ نقصان مجھ کو خفیف اور بچ معلوم ہوا کہ میری
 سچی گواہی کی وجہ سے میری برادری کے معزز لوگ مجھ کو چھوڑ دیں گے یا میں مولویوں کے
 فتوؤں میں کافر کافر کر کے لکھا جاؤں گا۔ اب میں بٹھا ہوں اور قریب موت کمال بد نصیبی ہوگی
 کہ اس عزت پر پہنچ کر پھر میں غیر اللہ سے ڈروں مجھ کو اس کفر اور عصیت سے خوف آتا ہے
 جو خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے اور میں جہنم کی آگ کی کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر میں
 کیوں چاروں کی زندگی کے لئے مولویوں یا برادری کی خاطر روزِ حشر میں اپنا مونہ سیاہ کر لوں
 خدا تعالیٰ مجھ ایمان پر موت دے میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا اگر وہ راضی ہو تو پھر دنیا کی
 ہر ایک رسوائی درحقیقت ایک عزت ہے اور ہر ایک درد ایک لذت۔ بہاؤ کو بھی جلدی
 سے بھی اپنے الہی راہ میں مجھے اندیشہ نہیں میری اب آخری عمر۔ بہت سے
 عزیز کو موت نے مجھ سے جدا کر دیا اور میں بھی جلد اس مسافر خانہ سے سفر کر کے باقی ماند
 عزیز دے جدا ہوں والا ہوں پھر اگر خدا تعالیٰ کے لئے ادا کی راہ میں ادا کی راضی کر دے
 کے لئے جدائی ہو تو رہے قسمت کر ایسا ثواب مجھ کو حاصل ہو۔ بھائیو! یقیناً
 سمجھو کہ اگر یہ گواہی میرے پاس نہ ہوتی اور اس وقت سے تیس یا اکتیس برس پہلے
 اگر ایک ربانی مجذوب میرے پریدانہ کھوٹا کہ آینوالا عیسیٰ موعود کون ہے تو آج
 میں بھی اپنے بھائیوں کی طرح میرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اشد مخالف ہوتا اگرچہ میں
 قتل بھی کیا جاتا تاہم بالکل غیر ممکن اور محال تھا کہ میں میرزا صاحب کو مسیح موعود قبول
 کر کے اپنے اس محکم عقیدہ کو چھوڑ دیتا جس کو میں اپنے خیال میں اہلسنت والجماعت
 کا مذہب اور سلف صلحہ کا اعتقاد اور اپنے علما کا عقیدہ مسلمہ سمجھتا تھا۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کی

سر سے حق بن ایک رحمت تھی جو اسنے اس واقعہ سے تیس برس پہلے ایک با خدا مرد اور
 بیابان کے پھرنے والے ایک مذدوب کی زبان سے وہ باتیں سر سے کاٹن تک
 پہنچا دیں جو اب میرے لڑ ایک عظیم الشان نسان ہو گئیں امدان پیگوتون نے میرے
 دلو کو مرزا صاحب کی سچائی پر ایسا قائم کر دیا کہ اگر اب کوئی ٹکڑہ ٹکڑہ بھی کرے تو مجھ اس
 راہ میں اپنی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں جیسے روز روشن جب نکلتا ہو کسی کو اس میں کچھ
 شک نہیں رہتا ایسا ہی تجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح
 موعود ہیں جنکے آنیکا وعدہ تھا جکا کتابوں میں عیسیٰ نام رکھا گیا ہے اور سیراول اس یقین
 پہاڑا ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام مر گیا اور پہر نہیں آئیگا۔ جسکے آنیکی رسول کریمؐ کی نبوت
 دی تھی وہ ہی امام ہے جو اسی امت سے پیدا ہوا۔ سو بنے چاہا کہ اس سچائی کو امدون
 پر بھی ظاہر کر دن اور نوا واقف لوگو کو حق پر قائم کر نیکے لڑ مدد دن اور خدا میرے دلو
 دیکھ رہا ہے کہ میں سچا ہوں امد اگر میں سچا نہیں تو خدا میرے پر تباہی ڈالے۔ پس آئے
 بہا یو ثور واد ناحق کی بدظنی سے اپنے بھائی کی کو اہی ر دست کر دے وہ دن ہم ب
 کے لڑ قریب ہو جس سے ہم کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ وہ لڑا ہی جو میرے
 پاس ہے یہ کہ میرے گاؤں جمال پور میں جو ضلع لودھیانہ میں واقع ہے ایک بزرگ
 مجذوب با خدا دی تھے جسکا نام گلا شیا نہا بن انکی صحبت میں اکثر رہتا اور انے
 فیض حاصل کرتا تھا اور اگرچہ میں مسلمانوں کے کہ میں پیدا ہوا تھا اور مسلمان کہلاتا تھا لیکن
 میں اس امر کے اظہار سے وہ نہیں سکنا کہ در حقیقت انہوں نے ہی مجھ کو طریق اسلام
 سکھایا اور توحید کی صاف ادب پاک راہ پر میرا قدم جمایا۔ اس بزرگ درویش نے ایک
 دفعہ میرے پاس بیان کیا کہ عیسیٰؑ جوان ہو گیا اور لودھیانہ میں آئیگا اور قرآن کی
 غلطیاں نکالیگا اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کریگا اور پہر فرمایا کہ فیصلہ قرآن پر کر گ
 اور مولوی انکار کریں گے اور پہر فرمایا کہ مولوی لوگ سخت انکار کریں گے میں نے ان سے
 پوچھا کہ قرآن تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے کیا اس میں ہی غلطیاں ہیں انہوں نے جواب
 دیا کہ تفسیروں پر تفسیر بن گئیں اور شاعری زبان پھیل گئی اسلئے غلطیاں پر گئیں

(یعنی بالغہ پر بالغہ کر کے حقیقت کو چھپایا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہیں) عیسیٰ جب آئیگا تو ان سب غلطیوں کو نکال لیا اور فیصلہ قرآن سے کر لیا کہ فیصلہ قرآن پر کر لیا اس پر مینے کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہیں وہ کہوں انکار کرینگے تب انہوں نے جواب دیا کہ مولوی سخت انکار کرینگے پھر مینے بات کو دہرا کر کہا کہ مولوی کہوں انکار کرینگے وہ تو وارث قرآن ہیں اس پر وہ بہت طبع میں آکر اور ناراض ہو کر بولے کہ تو دیکھے گا کہ اس وقت مولو بولکا کجا حال ہوگا وہ سخت انکار کرینگے۔ پھر مینے ان سے پوچھا کہ عیسیٰ اچھا تو ہو گیا مگر وہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ بیچ قادیان کے (یعنی قادیان میں) تب سے کہا کہ قادیان تو لدھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے اُس جگہ عیسیٰ کہاں ہیں اس وقت انہوں نے اسکا کچھ جواب نہ دیا مگر دوسرے وقت میں انہوں نے اس بات کا جواب دیدیا جسکو میا عٹ استاد امت کے میں پہلے لکھا نہ سکا اب یاد آیا کہ آخرین کئی دفعہ انہوں نے فرمایا کہ وہ قادیان بنالہ کے پاس ہے اُس جگہ عیسیٰ ہے اور جب انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ عیسیٰ قادیان میں ہے اور اب جوان ہو گیا تو مینے انکار کی راہ سے اُنکو کہا کہ عیسیٰ مریم کا بیٹا تو آسمان پر زندہ موجود ہے اور خانہ کعبہ پر اتر گیا یہ کون عیسیٰ ہے جو قادیان میں ہے اور جوان ہو گیا اس کے جواب میں وہ بڑی نرمی اور سلوک کے ساتھ بولے اور فرمایا کہ وہ عیسیٰ بیٹا مریم کا جو نبی تھا مر گیا ہے وہ پھر نہیں آئیگا اور مینے اچھی طرح تحقیق کیا ہے کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا مر گیا ہے وہ پھر نہیں آئیگا۔ اللہ نے مجھے بادشاہ کہا ہے میں سچ کہتا ہوں جھوٹہ نہیں کہتا۔ پھر انہوں نے تین مرتبہ خود بخود کہا کہ وہ عیسیٰ جو آئیوا لا ہے اسکا نام غلام احمد ہے اور مینے اگرچہ بہت سی پیشگوئیاں گلاب شاہ کی پوری ہوتی ہوئیں ہیں لیکن اس پیشگوئی کے باب میں کہ آئیوا لا عیسیٰ قادیان میں ہے اور اسکا نام غلام احمد ہے ہمیشہ میں گلاب شاہ کا مخالف رہی رہا جس تک کہ اسکو پورے ہونے دیکھ لیا اور اگرچہ میں انکو بزرگ اور باخدا جانتا تھا مگر میں اس پیشگوئی کو بوجھ اس کے کہ وہ جیسا کہ میں خیال کرتا تھا اہل سنت

واجتماعت کے عقیدہ کے مخالف تھی کسی طرح سے قبول نہیں کر سکتا تھا اسلئے پہلے دن جب میں نے انکے منہ سے یہ بات سنی تو بڑے جوش و خروش سے میں نے انکا جواب دیا لیکن بہرے بلحاظ ادب ظاہری تکرار پہنچو دیا اور دل میں مخالف رہا کیونکہ ادب ہائے مکی طرح بڑی مضبوطی سے میرا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ آسمان سے آریگا اور زندہ آسمان پر بیٹھا ہے مگر انہیں ہوا اور انہوں نے مجھ پر یہ بھی کہا تھا کہ جب عیسیٰ لدہانہ میں آئیگا تو ایک سخت کال پر ٹیگا جیسا کہ میں نے چشم خود دیکھ لیا کہ جب اس دعویٰ کے بعد مرزا صاحب لدہانہ میں آئے تو حقیقت میں سخت کال لدہانہ میں پڑا۔ غرض اس بزرگ نے قریبائیں یا اکتیس برس پہلے جھکودہ خیرین دین جوتاج ظہور میں آئے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ سب باتیں پوری ہو گئیں جو گلاب شاہ نے آج سے تیس یا اکتیس برس پہلے جھکوکھی تھیں۔

میں اس بات کا کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے بارہا اور تکرار اس بات کا مشاہدہ ہو چکا ہے کہ یہ بزرگ صاحب خوارق و کرامات تھا میں نے چشم خود دیکھا کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں موضع رامپور کے قریب انہوں نے نشان کیا کہ اس جگہ دیا چلیگا اصد دیا چلنے کی کوئی جگہ نہ تھی اسلئے میں نے انکار کیا۔ مگر ایک مدت کے بعد اسی جگہ نہر چلی جہاں نشان لگایا تھا۔ ایک جگہ معمار ایک کنواں بنا رہے تھے اور طیار ہو چکا تھا کچھ تھوڑا باقی تھا۔ گلاب شاہ کی اسپر نظر پڑی کہنا ماتی اس کنوین کو بناتے ہو یہ تو تمام نہیں ہوگا اور بظاہر یہ اسکی بات خلاف عقل تھی کیونکہ کنواں تو بن چکا تھا کچھ تھوڑا سا باقی تھا مگر انکا کہنا سچ ہو گیا اور اسی اثنا میں وہ کنواں نیچے بیٹھ گیا اور اسکا نشان نہ رہا۔ ایک دفعہ انہوں نے علی بخش نام ایک شخص کو بلا لیا کہ کوٹھ پر سے جہاں وہ بیٹھا تھا دوسری طرف چلا آ۔ اور علی بخش اس کوٹھ پر سے الگ ہو نیسے سستی کرتا تھا آخر انہوں نے جھڑک کر اسکو کوٹھ پر سے اٹھایا لیس سیدم جو علی بخش کوٹھ پر سے الگ ہوا کوٹھ بیک دفعہ گر پڑا ایک دفعہ مجھے پوچھنے لگے کہ کیا تیرے باپکا ایک دانت بھی ٹوٹا ہوا تھا میں نے کہا کہ ہاں تب انہوں نے

فرمایا کہ وہ بہشت میں داخل ہو گیا۔ میرا باپ مدت سے فوت ہو چکا تھا اور انھو کے دانت کی
 کچھ بچی بخر نہیں تھی کہونکہ وہ اس زمانہ کے بعد ہمارے گاؤں میں آئے تھے سو دانت ٹوٹنے
 کی خبر انہوں نے الہام کے رو سے دی اور عالم کشف سے اسکے بہشتی ہونے کی بچو
 بشارت دی۔ یہ ہی بیان کے لائن ہے کہ گلاب ساہ ایک مرد با خدا ایک مذہب
 موصد تھا اور مجذوب ہونے کی حالت میں توحید کا چشمہ انکی زبان پر جاری تھا۔ ایشہ دین
 اسلام کی راہ اور توحید کا طریقہ انہیں سے سیکھا اور انہیں کی تعلیم کے موافق ذکر
 الہی کرتا رہا یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں میرا قلب جاری ہو گیا اور عبادت کی لذت
 آنے لگی اور ایسا ہو گیا کہ جیسا ایک مرہوا زندہ ہو جاتا ہے اور سچی خواہشیں آنے لگیں
 جو خواب دیکھتا رہے اور سی ہو جاتی اور الہامات صحیحہ ٹھیکہ ہونے لگے یہ سب کچھ انکی
 توجہ کی برکت تھی وہ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک برکت اللہ اور رسول کی پیروی
 میں ہے اور چار مذہب اور چار سلسلے جو لوگوں نے مقرر کر رکھے ہیں انکو دور
 اصل کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیے اور ہمیشہ اور ہر حال میں اپنا معایہ رکھنا چاہیے کہ واقعی ملکہ
 پر اللہ اور رسول کی پیروی ہو جائے جو بات اللہ اور رسول سے ثابت نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے
 گواہ کا کوئی قائل ہو اور فرمایا کرتے تھے کہ جیسے ایک شاگرد کہے کہ میں اپنے ہی استاد
 کا کہا مانو لنگانہ کسی امر کا یہی چار مذہب کے ان عقائد کی مثال ہے جو تبلیغ نبوی سے
 اپنے ائمہ کی متابعت مقام سمجھتے ہیں حق خالص سرورہ لوگ ہیں جو قرآن اور حدیث
 پر غور کرتے ہیں اور کلام اللہ سے سچائی کو ڈھونڈتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں
 چار مذہب کا خواہ مخواہ فرمودہ خدا کا مخالف بن کر ہی پیرو بنیایا چار سلسلوں میں
 ہی خدا یتعالیٰ کے فیض کو محدود سمجھنا دینداروں کا کام نہیں یہ دین نہیں ہے بلکہ نفسانی
 باتیں ہیں۔ دین وہی ہے جو قرآن لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا میں نے ایک
 دفعہ کہا کہ آپکا مرید بننا چاہتا ہوں اجازت دین تا سہائی لاؤں فرمایا کہ کیا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مٹھائی منگوایا کرتے تھے۔ ہر ایک نعمت عظیم
 سے حاصل ہوتی ہے۔ بارہا مجذوبانہ حالتیں کہتے کہ معین الدین چشتی اور قطب الدین

بجھتا رکھا کی دردیش تھے اور میں بادشاہ ہوں۔ اور اعلیٰ سے سخت نفرت رکھتا ہوں اور غریبوں سے محبت اور پیار سے پیش آتے اور بسنے کیلئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا آزاد طبیعت تھی جہاں چاہتے رہتے اور بیماروں کا علاج کرتے اور کسی سے ہرگز سوال نہ کرتے اور محبت الہی سے بہرہ برہم ہوتی تھی۔

انکی تاثیر محبت سے جو بھکوکو نعمتیں ملیں انہیں سے ایک بڑی نعمت میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت میں جو بڑے بڑے علما ٹھوکر کھا کر نہ کھل کر پڑے بھکوکو خدا تعالیٰ نے مراد صاحب کی نسبت ٹھوکر کھانے سے بچا لیا یہ استقامت میری قوت سے ظہور میں نہیں آئی یہ اُس کی کوئی کاثر ہے جو ایک عمر پہلے اس زمانہ سے سن چکا ہوں انھوں نے بھکوکو فرمایا تھا کہ تو دیکھے گا کہ جب عیسیٰ ایسا اس وقت مولویوں کا کیا حال ہوگا۔ اس کلمہ میں انہوں نے میری طول عمر کی طرف بھی اشارہ کیا تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ تیس برس تک تیری زندگی و فاکرگی میں اس وقت تک زندہ نہیں رہو گا مگر فوراً ہیگا اور انکی فیض محبت و جسد بھکوکو دیا صاحبہ آئیں انکو جگہ میں مفصل لکھہ نہیں سکتا میں اکثر مولویوں سے تعلقات محبت و اخلاص رکھتا اور انکی ہمدی کرتا۔ ایک دفعہ فرمایا لگے کہ ان مولویوں کا حال ہی دیکھا کچھ عرصہ کے بعد خواب میں بھکوکو بعض مولوی نظر آئے جو کچھ پڑے نہایت چرکین اور بدن نہایت دیوتھے اور حالت ذلیل اور خوار تھی اور وہ اسی شہر لدیانہ کو تھے جنکو میں جانتا ہوں جو اب تک زندہ ہیں اور جن علما کی محبت سے وہ بھکوکو منع نہیں کرتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ انکی محبت میں رہنا سچی اچھی حالت ہے یہ خواب میں کہتا ہوں۔ چنانچہ مولوی محمد شاہ صاحب والد بزرگوار مولوی محمد حسن صاحب لدیانہ کی خدمت میں میرا آجانا بہت تہادہ ایک دفعہ بھکوکو خواب میں نظر آئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک جماعت میں بیٹھے ہیں اور لباس انکا نہایت سفید و ادب بہت عمدہ اور خوبصورت ہے اور جسد بھکوکو کی محفل ہے تمام محفل کے لوگ سفید پوش ہیں اس وقت میرے دل میں ڈالا گیا کہ مولوی محمد شاہ صاحب دین اور شریعت پر استقامت رکھتے ہیں اسلئے یہ لباس نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ بھکوکو یہ خواب آیا کہ کوئی شخص بھکوکو کہتا ہے کہ تجھ کو ستر ایمان بخشے گئے ہیں۔ یہ خواب میں مولوی محمد شاہ صاحب موصوف کی پاس بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایمان تو ایک ہی ہوتا ہے مگر یہ کمال ایمان کی طرف اشارہ ہے اور ستر کے عدد سے قوت ایمان اور قاتمہ بالآخر کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ سو اچھا رہا کہ اس طوفان کو وقت بخینے

حق کو پہچان لیا۔ اور خدا تعالیٰ نے بچا لیا۔

میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تمام برکات گلاب شاہ صاحب کی صحبت کو ہیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری صحبت میں رہو سی کیسے کچھ بہی فائدہ نہ ہو تو یہ فائدہ تو ضرور ہو گا کہ اسکی عبادت میں عبادت و قبولیت پیدا ہوگی یعنی خط و سلب ایسا ہے سچ جائیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے اس فتنہ کے زمانہ میں بھی بھڑکھڑکے سے محفوظ رکھا۔ اور مرزا صاحب کی سچائی پر میری دکانوں کا بالآخر یہ ہی واضح رہو کہ اگرچہ میں نے المدجل شاہ کی قسم کھا کر یہ اشتہار شائع کیا ہو لیکن جیسا کہ میں ازالہ ادہام میں لکھ چکا ہوں میرے چال چلن کے واقف اس نواح میں بہت لوگ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ میری زندگی کیسی صلاح اور تقویٰ سے گزری ہے اور ہمیشہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو ناپاک طریقوں سے جوڑا اور افراسے محفوظ رکھا ہے اور شہر لودیانہ کے سرگرمہ موصین حضرت مولوی محمد حسن صاحب جنکی دادا صاحب کے وقت ہی میں اس خاندان کے ساتھ تعلق محبت و ملازمت رکھتا ہوں اور ہم قومی کا شرف ہی مجھ کو حاصل ہے وہ میرے واسطے خوب واقف ہیں وہ باوجود اختلاف رائے کے پہر ہی میرے لئے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھاتے ہیں کہ کریم بخش یعنی یہ عاجز ہمیشہ تنکنا می اور دیندار کے ساتھ عمر بسر کرتا رہا ہے اور دروغ و افتراء جو بد معاشوں اور بادشاہوں کا کام ہے کبھی اس سے ظہور میں نہیں آیا اور اگر میرے مخدوم مولوی محمد شاہ صاحب آج زندہ ہوتے تو وہ ہی میرے صلاح اور تقویٰ کی گواہی دیتے۔ علاوہ اسکے ایک دانا سچ سچا سگتا ہے کہ مجھ مرزا صاحب کو معاملہ میں ناحق جھوٹ بولنا اور افتراء کرنے سے بچنے کی لعنت خلق و خالق اور کیا حاصل تھا۔ ایک عظیم الشان خاندان اسلام سے میرا قدیمی تعلق دوستی و برادری ہے یعنی خاندان مولوی محمد حسن منار شہ لودیانہ۔ پس جیسا کہ التین مولوی صاحب مرزا صاحب سے کناں کرگو اور ایک جہان انکو کافر کافر کہنے لگا تو مجھ کو کیا حاصل تھا کہ میں مرزا صاحب کی طرف رجوع کر کے اپنا دین ہی برباد کرتا اور اپنی دنیا ہی اور اپنی معزز بھائیوں کو چھوڑتا اور اپنی قوم سے ہی علیحدہ ہوتا سو جس چیز نے مجھ مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا اور خلعت کے لعن و طعن کو سینے

اپنے پرگولہ لکھ لیا اور اپنے قدیم مخدوم کو ناراض کیا وہ مرزا صاحب کی سچائی ہے جو گلاب شاہ کی پیش گوئی سے بچ کر کھل گئی اور پھرین کہتا ہوں کہ میرے چالچلن کی حضرت مولوی محمد حسن صاحب سے قسم دیکر تعینش کرنی چاہی میرے خیال میں وہ متیقن کی اولاد اور نجیب و شریف اور اہل علم اور باکمال مرد کی ذریت ہیں وہ میرے حال سے واقف اور میں انکی حاندانی شرافت اور نجابت سے واقف ہوں اور انکو والد بزرگوار کے وقت سے میری ان ملاقات ہی یہ سب دینے محض مدد لکھا ہی کیونکہ گمراہی کی ایک آگ بہر کس بھی ہے۔ اگر ایک شخص ہی میری اس گواہی سے ملے راست پر آجائی تو انشاء اللہ بچو اسکا اجر ملے گا۔ میں بڑھا ہو گیا اور اب موت کے دن بہت قریب ہیں۔ کیا تعجب کہ رب کریم نکتہ نواز اس نیک مرد کی طرح جبکا اسنے ذکر خیر اپنی پاک کلام میں لکھا ہے۔ و شہد شاہد من بنی امیال میرے پورے عقد عمل صالح سے نقل کر دیوی اور وہ غفور و رحیم ہے۔ اب میں جو کہتا تھا کہ چکا اور اس شہار کو حرم کرتا ہوں۔ گرنیاید بگوش غبت کس بر طولان بلع باشد پس

بٹالوی صاحب کا ہماری رسالہ آسمانی فیصلہ صرح اور اسکا جواب اور نیز آسمانی نشان کی پیش کرنی سے اتمام حجت

شیخ بٹالوی نے جو رسالہ جواب فیصلہ آسمانی میں لکھا ہے اسکے صفحہ ۲۷ ۵۰ ۵۱ ۵۲ و غیرہ بہت کچھ ہاتھ پیرار سے ہیں تاکسی طرح لوگوں کی نظریں ہماری اس درخواست مقابلہ کو جو حقیقی ایمان کی آزمائش کے لئے میان نیر حسین دہلوی اور انکی ہم خیال لوگوں کی خدمت میں پیش کی گئی تھی خلا انصاف ثابت کر کے دکھلا دیں مگر ہر ایک باخبر اور منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ انہوں نے بجائے اس بات کے کہ ہماری حجت کو اپنا دہاؤ شیخ دہلوی کے سر پر سے دور کر سکتے اور

ہی زیادہ اپنی تحریر سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ انکو سچائی کی طرف قدم لانا اور اپنی شیطانی
 ادھام سے نجات پانا کسی طرح منطوق ہی نہیں۔ تمام لوگ جانتے ہیں اور شیخ ہی کے
 کفر نامہ کو پڑھ کر ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ ان حضرت اور نذیر حسین نے بڑے اصرار
 اور قطع اور یقین سے اس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتویٰ لکھا ہے اور دجال
 اور ضال اور کافر نام رکھا ہے۔ ان الزامات کی نسبت اگر چہ میں بار بار بیان کیا اور اپنی
 کتابوں کا مطلب سنایا کہ کوئی کلمہ کفر نہیں ہے نہ ہجو دعویٰ نبوت و خروج از امت
 اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہو چکا فاضل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات
 پر محکم ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنحضرت کے بعد اس سے
 کسے کو کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا ہو اور قرآن کریم کا ایک شمشہ یا نقطہ نہ سوچ نہیں
 ہوگا ان محدث آئیگے جو اللہ جل شانہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تلہ
 کے بعض صفات ظلی طور پر اپنی اندر کہتی ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے
 رنگ سے رنگین کہو جاتے ہیں اور انہیں سے میں ایک ہوں لیکن ان بزرگوں نے
 میرے ان بیانات کو نہ سمجھا خاص کر نذیر حسین پھر بہت افسوس ہے جس نے پرانہ مالی
 میں اپنے تمام معلومات کو خاک میں ملا دیا۔ فرض میں جب دیکھا کہ یہ لوگ قرآن
 اور حدیث کو چھوڑتے ہیں اور کلام الہی کے الٹو معنی کرتے ہیں تب میں نے اُن سے
 بجلی نا امید ہو کر خدا تعالیٰ سے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے
 میرے پر لقا کیا وہ صورت فیصلہ کی تو میں نے پیش کر دی اگر ان لوگوں کے دل میں انصاف
 اور حق طلبی ہوتی تو اسکے قبول کر نہیں توقف نہ کرتے یہ درخواست کس قدر فغول ہے
 کہ ایک سال کے عرصہ کو جو ایک الہامی امر ہے خود بخود بدلا دیا جائے اور ایک یاد و ہجو
 بجائے اسکے مقرر رکھ جائیں۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ میعاد منجانب اللہ ہے اور انسان
 تو اپنے اختیار سے کبھی جرأت ہی نہیں کر سکتا کہ خوارق کے دکھلائے لے
 کوئی میعاد مقرر کر سکے انبیاء نے ہی ایسا نہیں کیا اور اگر کوئی میعاد اپنی طرف سے مقرر

کی تو عتاب ہوا تو پھر کیونکر ایک سال ایک ہفتہ سے بدل سکتا ہے۔ میں سچ میں ہوں کہ ان لوگوں کے دعادی علم اور معرفت کہاں گئی۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ میعادوں کا مقرر کرنا انسان کا کام نہیں اگر انہیں سے کسی ملہم کو دو ہفتہ میں کرامت دکھلایا گیا الہام ہو گیا ہے تو بہت اچھا وہی اپنی کرامت ظاہر کرے میں اس کو قبول کروں گا۔ اور اگر میں اس کے مقابلہ سے عاجز رہا تو وہ مجھے ہیرینگے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام درد و غم کوئی اور فضول کوئی ہر اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو دلونکو سخت کر دیا اور انکی آنکھوں پر پردے ڈال دی ہیں اس لئے وہ نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ مفسدو! سوچو کہ جو شخص ملہم ہوتا ہے کیا وہ اپنی طرف سے کچھ کہہ سکتا ہے پھر کیونکر میں اس سے عباد کو بدل سکتا ہوں جب پھر خدا تعالیٰ نے مجھ کو انکو مقابلہ پر اطلاع دی۔ ہاں اگر وہ خود بدل دے تو اس کا اختیار ہے انسان کا اختیار نہیں اور نہ اس پر کسی کا حکم ہے۔ **طایب گار یا بد صبور و جمول**۔ اگر انہیں سچی طلب ہے اور جہنم کا خوف ہے تو ایک سال کیا دود ہے اور نیز اس جگہ ایک سال سے مراد یہ نہیں کہ سال کے تمام دن پورے ہو جائیں بلکہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس عباد کے اندر ہی فیصلہ کر دیگا اور قادر ہے کہ ابھی دو ہفتہ ہی نہ گزریں اور نشان ظاہر ہو۔ میں نے مقابلہ کیلئے اسلئے لکھا تھا کہ یہ لوگ نذیر حسین اور بٹالوی دھیرہ اس عاجز کو کہل کھل طور پر کافر اور مردود اور طعون اور دھمال اور ضال لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ انکو نزدیک میرے پر اعتقاد رکھنے والا ہی کافر ہو جاتا ہے تو پھر اس صورت میں ضرور تھا کہ ایمانی نشانوں کی آدائش ہو اس میں شک نہیں کہ مومن کو خدا تعالیٰ خاص نشانوں سے متنازع کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ ان آسمانی نشانوں کی رو سے اپنی غیر سے خواہ وہ کافر ہو یا منافق یا فاسق امتیاز کلی پیدا کر لیتے ہیں سو اس کی طرف لوگوں کو بلا یا گیا تھا تا معلوم ہو جاوے کہ عند اللہ کون مومن اور کون مورد تحفظ و غضب الہی ہے اگر ان حضرات کو اپنے ایسا پھر کچھ بھروسہ ہوتا تو مقابلہ سے فرار نہ کرتے لیکن آج تک کسی نے میدان میں آکر مقابل کا نام ہی نہیں لیا اور اخیر عند یہ پیش کیا کہ آپ دکھلا دیں ہم قبول کریں گے اور اسکے ساتھ ہی یہ شرطیں لگا دیں کہ تب قبول کریں گے کہ جب آسمان سے دسویں نازل ہو یا کوئی مجذوم اچھا ہو جائے یا ایک کانٹے کو دوسری آنکھ مل جائے یا کوئی ٹی کا

سانپ بنجائی یا جلتی آگ میں کود پڑیں اور سچ جائیں دیکھو صفحہ ۵۰ جواب فیصلہ آسانی۔

ان تمام داهیات بالونیکا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان سب باتوں پر قادر ہے اور اس کے علاوہ بیشمار اور نشانوں پر بھی قادر ہے۔ مگر اپنی مصلحت اور مرضی کے موافق کام کرتا ہے پہلے کفار نے ہی سوال کیا تھا غلیبا بتا دیتے کہ اس کا اصل اکاؤن یعنی اگر یہ نبی سچا ہے تو وہ دغیرہ انبیاء بنی اسرائیل کے نشانوں کے مانند نشان دکھا دے اور مشرکین نے یہ بھی کہا کہ ہمارا مرد ہمارے گونہ کر دیکو یا آسمان پر ماری رو بر و چڑھ جاوے اور کتاب لاوے جس کو ہم ہاتھ میں لیکر دیکھ لیں دغیرہ وغیرہ مگر خدا تعالیٰ نے محکوم کی طرح انکی پروسی نہیں کی اور وہی نشان دکھلائے جو اسکی مرضی تھی یہاں تک کہ بعض دفعہ نشان طلب کرنیوالوں کو یہ بھی کہا گیا کہ کیا تمہاری ٹی قرآن کا نشان کافی نہیں۔ اور یہ جواب نہایت پر حکمت تھا کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھتا ہے کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ انہیں اور سحر و دھوکہ و دست بازی وغیرہ میں تفرقہ و تمیز کرنا نہایت مشکل الحال ہوتا ہے اور دوسرے وہ نشان ہیں جو ان معشوش کلمتوں کی تمیز رکھتے ہیں اور کوئی شائبہ یا شبہ سحر یا کرم یا درست بازی اور حیلہ گری کا انہیں نہیں ملتا سوائے دوسری قسم میں سے قرآن کریم کا معجزہ جو جو بکلی روشن اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک طور سے لعل تابان کی طرح چمک رہا ہے۔ لکڑی کا سانپ بنانا کوئی معجزہ نہیں ہے حضرت موسیٰ نے ہی سانپ بنایا اور ساحرون نے ہی اور اب بھی بناؤ جاتی ہیں مگر ایک معلوم نہیں ہوا کہ سحر کے سانپ اور معجزہ کے سانپ میں ماہم الامتیاز کیا ہے۔ اب اس طرح سلب امراض میں عمل الترب میں مشق کرنیوالے خواہ وہ عیسائی ہیں یا ہندو یا یہودی یا مسلمان یا دہریہ اکثر کمال رکھتے ہیں اور البتہ بعض اوقات جذام وغیرہ امراض مزمنہ کو مہیبت الہی اسی عمل کی تاثیر سے دور کر دیتے ہیں سو صرف شفا امراض پر حصر رکھنا ایک دھوکہ ہے جیتک اس کے ساتھ پیشگوئی شامل نہ ہو اسی طرح آج کل بعض تماشا گریوں کے آگ میں ہی کودتے ہیں اور اسکے اثر سے بچ جاتے ہیں سو کیا اس قسم کے تماشوں سے کوئی حقیقت ثابت ہو سکتی ہے۔ من سلوی کا تماشا شاید آپ نے بھی دیکھا انہیں ایک ایک پیسہ لیکر کشمش دغیرہ برسا دیتے ہیں اگر آپ آج کل کے یورپ کا تماشا لیتے تو

دیکھیں جو ایک مخفی فریب کی راہ سے سرکا گویا پیوند کر دیتے ہیں تو شاید آپ انکے
 دست بیع ہو جائیں۔ سچے یاد رکھو کہ مال اندہر کے مقام میں ایک شعبہ باز تھا جو بلی
 نام نے جو آخر توبہ کر کے اس عاجز کے سلسلہ معیت میں داخل ہو گیا میری کانپ
 ایک مجلس میں شعبہ دکھلایا۔ تب آپ جیسے ایک بزرگ بول اٹھے کہ یہ تو میری کرا
 ہی۔ حضرت ایسے کاموں نے ہرگز حقیقت نہیں کھلنی بلکہ اس زمانہ میں تو اور ہی شک
 پڑتا ہے۔ بہتیرے ایسے تماشا کر نیوالے اور طلسم دکھلانیوالے پھرتے ہیں کہ اگر آپ
 انکو دیکھیں تو کراماتی نام رکھیں لیکن کوئی عقلمند جبکی آجکل کے مشجد و نہر نظر محیط ہو
 ایسے کاموں کا نام نشان بن نہیں رکھ سکتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایک کاغذ کے پرچہ
 کو اپنی بغل میں پوشیدہ کر کے پہر سجاو کاغذ کے اسمین سے کبوتر کا لکڑا دکھلا دے
 تو پھر آپ جیسا کوئی آدمی اگر اسکو صاحب کرامات کہو تو کہو مگر ایک عقلمند جو ایسے لوگوں کو
 فریبوں سے بخوبی واقف ہو ہرگز اسکا نام کرامت نہیں رکھیں گا بلکہ اسکو فریب اور دست
 بازی قرار دیگا اسبوجہ سے قرآن کریم اور تودیت میں سچے نبی کی سناخت کو لئے
 یہ علامتیں قرار نہیں دیں کہ وہ آگ سے بازی کرے یا ککڑی کے سانپ بنا دو
 یا اسی قسم کے اور کرتب دکھلا دو بلکہ یہ علامت قرار دی کر اسکی پیشگوئیاں وقوع
 میں آجائیں یا اسکی تصدیق کیلئے پیشگوئی ہوگی کہ استعجابت دعا کو ساتھ اگر حسب
 مراد کوئی امر غیب خدا تعالیٰ کسی یر ظاہر کرے اور وہ یوراہو جائی تو بلاشبہ اسکی قبولیت
 پر ایک دلیل ہوگی اور یہ کہنا کہ نبوی یا مال اسمین شریک ہیں یہ سراسر خیانت اور مخالف
 تعلیم قرآن ہو کیونکہ اسد جل شانہ فرماتا ہے۔ **وَمَا يَظْهَرُ عَلَىٰ نَبِيٍّ إِلَّا مَا مِنْ**
أَدْنَىٰ مِنْ رَسُولٍ چنانچہ جبکہ خدا تعالیٰ فرامور غیبیہ کو اپنی مرسلین کی ایک علامت
 خاصہ قرار دی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ بھی فرمایا ہے **وَأَن يَكُ صَادِقًا يُصِيبُكُمْ بَعْضُ**
الَّذِي لَيْسَ لَكُم بِهِ حَقٌّ تو پھر پیشگوئیاں استخفاف کی نظر سے دیکھنا اور لکڑی کا سانپ
 خدا تعالیٰ پر ان لوگوں کو جو وہ ہدایت خلق کیلئے بھیجتا ہو کسی دوسرے کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا۔
 اگر یہ رطل سچا ہو تو اسکی بعض پیشگوئیاں جو تمہاری حق میں ہیں وہی ہوگی یعنی پیشگوئیاں اور ہوا سچائی نشان

بنائے گئے اور درخواست کرنا انہیں مولوی کا کام ہو جنہوں نے قرآن کریم میں غرض کرنا چھوڑ دیا اور نیز زمانہ کی ہوا سے بے خبر ہیں۔

بہر حال چونکہ میری طرف سے آسمانی فیصلہ میں ایمانی مقابلہ کو لئی درخواست ہو تو یہ مقابلہ ہی دشمن ہو کر خاص مجھ پر نشانہ لگے لئی استدعا کرنا اس صورت میں میان تدریسین اور بٹالوی صاحب کا حق پہنچتا ہو کہ جب حسب تحریر میری اول اسباتکا اقرار شائع کریں کہ ہم لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں اور دراصل ایمانی التور و علامات ہم میں موجود نہیں کیونکہ ایک طرفہ نشانہ لگے دکھلائیے لئی بغض کبر شکنی انکی کو مینے ہی شرط آسمانی فیصلہ میں قرار دی ہے اور نیز ظاہر ہی ہے کہ ان لوگوں کو بچاؤ خود مومن کال اور شیخ اکل اور ہم ہونیکا دعویٰ ہو اور ہم کو ایمان سے خالی اور بے نصیب سمجھتے ہیں تو یہ سچے مقابلہ کے اور کوئی صورت فیصلہ کی ہو ان اگر اپنے ایمانی کمالات کو دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں تو یہ ایک طرفہ ثبوت ہماری ذمہ ہو۔ اسباتکا جواب میان تدریسین اور بٹالوی صاحب کو ذمہ ہو کہ وہ باوجود دعویٰ مومن کال بلکہ شیخ اکل ہونیکو کیوں ایسی شخص کے مقابلہ ہو بہا گویا ہیں جو انکی نظر میں کافر بلکہ سب کافروں سے بدتر ہے اور کس بناء پر یکطرفہ نشانہ لگتے ہیں۔ اگر فیصلہ آسمانی کے جواب میں یہ درخواست ہو تو حسب نشانہ اس رسالہ کو درخواست ہونی چاہی یعنی اگر اپنی یا ماں داری کا کچھ دعویٰ ہو تو مقابلہ کرنا چاہی جیسا کہ آسمانی فیصلہ میں ہی شرط صریح ہو ورنہ صاف اسباتکا اقرار کر کے کہ ہم حقیقی ایمان سے خالی ہیں یکطرفہ نشانہ لگے درخواست کریں۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں میان گلاب شاہ اور نعمت الدلی کی اس عاجز کے حقیقہ میں متاثر قرآن کریم کے نشان صریح ہیں جن میں کسی دست بازی اور تکرار و فریب کی گنجائش نہیں۔ اب اگر کوئی صوفی پردہ نشین جو پردہ شکنانہیں چاہتا بقول بٹالوی صاحب اور میر عباس علی صاحب لودھیان لوسی کے بالتقابل نشانہ دکھلائے کہ ظاہر ہو تو وہ ہی ایسی ہی وہ پیشگوئیاں ان ہی ثبوت کو ساتھ اپنی حقیقہ کسی گذشتہ دلی کی طرف سے پیش کرے۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم یاد کر کے وعدہ کرتے ہیں

کہ اگر یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ ہی ایسے ہی نشان اور اسی درجہ ثبوت پر اور ایسی عظمت و کثافت
 باعتبار اپنے بعد زمانہ کے پائے گئے ہیں تو ہم سزا سے موت اٹھانیکے لئے ہی طیار ہیں۔ اور
 اس عاجز کی اپنی گذشتہ پیشگوئیاں تین ہزار کے قریب ہیں جو اکثر استجابت و دعا کو
 بعد ظہور میں آئی ہیں انہیں سے **ولیب سنگہ** کے رد کے جائیگی پیشگوئی
 ہے یعنی یہ کہ وہ اپنے قصد ارادہ پنجاب سے ناکام رہیگا۔ یہ پیشگوئی اجمالی طور پر اٹھنا
 میں چھپ چکی ہے اور صد ہا آدمیوں کو زبانی سنائی گئی۔ اس طرح ہڈت و پائندگی کے
 ثبوت ہو چکی نسبت پیشگوئی اور شیخ مہر علی صاحب رئیس کے ابتلا اور پھر رہائی کی
 نسبت پیشگوئی۔ **بٹالوی** صاحب کی مخالف ہو جائیگی نسبت پیشگوئی وغیرہ پیش
 گوئیاں چنگا افضل ذکر موجب طول ہے۔ اگر فریق مخالف کی مولویوں میں کچھ ایمان ہو
 تو ان پیشگوئیکے باری میں ہی ایک جلسہ مقرر کر کے اہل ہمسے ثبوت لین اور پھر اسکے
 موافق اپنی طرف سے پیشگوئیوں کا ثبوت دین اور اگر بیعت اپنی تھی دستی کے ان دونوں
 طور دن مقابلہ سے عاجز تھائیں تو یہ ہی اختیار ہو کہ ایک سال کی مہلت پر آئندہ کو لے
 آدائش کر لیں کسی بڑے جہگڑائی کی ضرورت نہیں سہرا ایک پیشگوئی جو کسی دعا کی
 قبولیت ہو ظاہر ہو کسی اخبار میں بقید اسکے وقت ظہور کے چھپوادیں اور اس طرف
 سے ہی یہ کارروائی ہو سال گذرنے کے بعد خود معلوم ہو جائیگا کہ کون موید من اللہ
 اور کون مخذول اور مردود ہے۔ اگر یہ ہی ذکرین تو سب لوگ یاد رکھیں کہ ان
 ملاؤنگا ارادہ صرف حق پوشی اور بخل اور تعصب ہو۔ حق جوئی سے کچھ غرض نہیں
 اگر انکو سمجھ ہو تو ایک بڑا نشان یہ ہی ہے کہ یہ لوگ دن رات اس انداز ہی کو بچھاؤ
 کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور ہر قسم کے کرٹل میں لارہی ہیں اور لوگوں کو بھکاری ہیں
 اور ناخنوں تک حق کے مٹانیکے لئے زور لگا رہی ہیں کفر کے فتویٰ کہہ رہے ہیں
 اور آزار دہی کے تمام منصوبے گہڑ رہے ہیں یہاں تک کہ بٹالوی صاحب نے
 لوگوں کو برا لکھتے کیا ہے کہ گورنمنٹ کی سامنے جا کر **سیا** یا کرین غرض کوئی دقیقہ
 مکر اور فریب اور سعی اور کوشش کا اٹھا نہیں رکھا اور ایک جہاں اپنی ساتھ کر لیا ہے

اور صبا کہ بنے سالوسی صاحب کو ان تمام واقعات سے پہلے اس الہام کی خبر دی تھی کہ میں اکابر ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے۔ اب وہی صورت پیدا ہو رہی ہے لوگوں نے یہاں تک دشمنی کی ہے کہ رشتہ ناطہ کو چھوڑ دیا ہے۔ باوجود ان تمام کارسازوں کو جو کمال کو پہنچ گئی ہیں مالاخر ہم فتح پاجائیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا نشان ہوگا۔

اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو اس عاجز پر جو کچھ عنایات اللہ جل شانہ کی دارد ہو رہی ہیں وہ سب نشان ہی ہیں۔ دیکھ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پرافتر کار اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مغتری کو پکڑتا ہوں اور اسکو مہلت نہیں دیتا۔ لیکن اس عاجز کے دعویٰ محمد و ادرعیل مسیح ہونے اور دعویٰ ہکلام الہی ہونے پر اب بعض تہائی گیارہواں برس جاتا ہے کیا یہ نشان نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیوں محض عشرہ کامل تک جو ایک حصہ محض کا ہی ٹھہر سکتا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا یہ نشان نہیں ہے کہ الہامی پیشگوئیوں کے بالمقابل آزمائش کے لیے کوئی اس عاجز کے سامنے نہیں آسکتا اور اگر آوے تو خدا تعالیٰ اسکو سخت ذلیل کرے ایسا ہی صدماتائیدات الہیہ شامل حال ہو رہی ہیں۔ میں حضرت قدس کا بلغ ہوں جو ہم کو کاٹنے کا ارادہ کرے گا وہ خود کاٹا جائے مخالف رو سیاہ ہوگا اور منکر شر ساریہ سب نشان ہیں گواہ کے لیے جو دیکھ سکتے ہیں۔

اے سخت اسیر بدگمانی وے بستہ کر بہ بزدبانی
سوزم کہ چپان شوخی سلمان واین طرفہ کہ کافر مہ بخوانی

تبلیغ روحانی

لَهُمُ الْبَشَرِي فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اگر خدا آدمی کا ہل نباشد تو تلاش حق خدا خود راہ بنایہ طلب گار حقیقت را یہ بات قرآن کریم اور احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن رویا صالحہ مبشرہ دیکھتا ہے اور اسکے لیے دکھائی ہی جاتی ہیں۔ بالخصوص جبکہ مومن لوگوں کی نظریں میں مطرود اور مخدول اور محزون اور مردود اور کافراں و رجال بلکہ کفر اور شر الہیہ ہو۔ اس کو فت اور شکست خاطر کے وقت

میں جو کچھ مکالمات پر از لطف و احسان خدا تعالیٰ کی طرف سے مومن کے ساتھ واقع ہوئے ہیں اُس کو کون جانتا ہے۔

رست خالق کہ سمرزاد لیا است ہست پتہان زیر لعنت ہائے خلق
یہ عاجز خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ
ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آرہی ہیں کہ **لست مومننا**
الذین تاتاہم کی طرف سے بہ ندامت۔ **قل فی امرت وانا اول المومنین**

ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بچائی کرو
اور ایک طرف الہام ہوتا ہے **یترا بصون علیک لدواو علیہم دائرۃ**
السوء اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور سوا
کیرین اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے **انی محین من اراد اہانتک**
اللہ اجرک۔ اللہ یعطیک جلالک اور ایک طرف مولوی لوگ
فتویٰ پر فتویٰ لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کا فر ہو جاتا ہے
اور ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے اس الہام پر ہوا تر زور دے رہا ہے **قل نکتہ**
تخبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ غرض یہ تمام مولوی
صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھو کہ فتح کسکی ہوتی ہے۔

بالآخر واضح ہو کہ اس وقت میرا دماغ اس تحریر سے یہ ہے کہ بعض صاحبوں نے پنجاب
اور ہندوستان سے اکثر خواہن متعلق زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر الہامات
بھی اس عاجز کے باریہن لکھ کر بھیجی ہیں جبکہ مضمون قریباً ادا گئی ہے ہوتا ہے کہ ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور یا بند لعل الہام کے خدا تعالیٰ کی طرف سے
معلوم ہوا ہے کہ بہ شخص یعنی یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوا اس کو قبول کرو۔ چنانچہ بعض
نے ایسی غماہیں ہی بیان کیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غضب کی حالت میں نظر آئے
اور معلوم ہوا کہ گویا آنحضرت روضہ مقدسہ سے باہر الشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں
کہ تمام ایسے لوگ جو اس شخص یعنی اس عاجز کو خدا ستا رہے ہیں قریب ہے جو اپنے غضب الہی

نازل ہو۔ اول اول اس عاجز نے ان خوابوں کی طرف التفات نہیں کی مگر اب میں دیکھتا
 ہوں کہ کثرت سے دنیا میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا یہاں تک کہ بعض لوگ خوابوں کے
 ہی ذریعہ سے عذابِ ابدی کو ترک کر کے کامل مخلصین میں داخل ہو گئے اور اسی بنا پر اپنی
 مالوسے امداد کرنے لگے سو مجھ اس وقت یاد آیا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴ میں یہ الہام
 درج ہے جسکو دس برس کا عرصہ گزر گیا اسدہ یہ ہے۔ **یَنْصُرُ رِجَالٌ**
دُحٰی الیہُمْ مِنَ السَّمَاءِ۔ یعنی ایسے لوگ تیری مدد کریں گے جنہیں ہم
 آسمان سے دُحٰی نازل کر دیں گے سو وہ وقت آگیا۔ اسلئے میرے نزدیک قربِ مصلحت
 ہو کہ جب ایک معقول اندازہ ان خوابوں اور الہاموں کا ہو جائے تو انکو ایک رسالہ
 مستقلہ کی صورت میں طبع کر کے شائع کیا جائے۔ کیونکہ یہ بھی ایک شہادتِ آسمانی
 اور نعمتِ الہی ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ**
 لیکن پہلے اس سے ضروری طور پر یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ آئندہ ہر ایک صاحب جو
 کوئی خواب یا الہام اس عاجز کی نسبت دیکھے کہ بذریعہ خط اُس سے مطلع کرتا
 چاہے تو انہر واجب ہو کہ خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر اپنے خط کے ذریعے اسے اس کا حکو ظاہر
 کریں کہ جسے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی ہے اور اگر جسے کچھ اس میں بلایا ہو
 تو ہم پر اسی دنیا اور آخرت میں لعنت اور عذابِ الہی نازل ہو اور جو صاحب پہلے
 قسم کہا کر اپنی خوابیں بیان کر چکے ہیں انکو دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں مگر وہ تمام
 صاحبِ جہنم سے خوابیں یا الہامات تو لکھ کر بھیجے تو لیکن وہ بیانات انکو
 موکد بقسم نہیں تھے اپنا واجب ہو کہ پہر دوبارہ ان خوابوں یا الہامات کو قسم کے
 ساتھ موکد کر کے ارسال فرما دیں اور یاد رہے کہ بغیر قسم کے کوئی خواب یا الہام
 یا کشف کسی کا نہیں لکھا جاوے گا۔ اور قسم ہی اس طرز کی چاہیے جو ہم نے اپنی بیان کی ہو۔
 اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے کہتا ہوں کہ حق کے طالب جو مواخذہ الہی
 سے ڈرتے ہیں وہ بلا تحقیق اس زمانہ کو مولود نہ کہیں جو چلیں اور آنری زمانہ کو مولودوں
 سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں

اور اسکے متوکل کو دیکھ کر حیران نہ ہو جاوے کیونکہ یہ فتویٰ کوئی نئی بات نہیں اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اسکی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو تو میں ابک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالب صادق الشہادۃ مطمئن ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جبکی پہلی رکعت میں سورۃ البقرہ اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص ہو اور پھر بعد اسکے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جاننا ہے اور ہم نہیں جانتے اور مقبول اور مردود اور مقتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو صلح ہو خود اور مہدی اور مجدد الوقت ہو بیجا دعویٰ کرتا ہے کیا حال ہے۔ کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنی فضل سے یہ حال رو یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرماتا اگر مردود ہے تو اسکو قبول کرے ہم گمراہ نہ ہوں اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اسکی اٹھارہ اسکی اہانت سے ہم ٹلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنے سے بچا کہ ہر ایک قوت بھگوان ہی ہے۔ آمین۔ یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بہرہ ور ہے اور بظنی سپر غالب لگتی ہے اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جسکو وہ بہت ہی برا جانتا ہے تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اسکو دلیں ہے اور پُر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اسکو دل میں ڈال دیتا ہے۔ پس اسکا پچھلا حال پہلے سے ہی بدتر ہوتا ہے۔ سو اگر تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بجلی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے سینے بجلی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہر ایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنی وعدہ کی موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا جس پر نفسانی ادہام کا کوئی دھان نہیں ہوگا۔ سو

اسحق کے طالبوان مولوی لکھی باتوں سے فتنہ میں مبتلا ہوئے اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قومی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق سے مدد چاہی اور دیکھو کہ اب بیٹے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہو آئندہ تمہیں انصاریہ و السلام علی راج الہد۔ المصلح غلام احمد غفری عنہ

شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیت

اس فتویٰ کو پینے اول سے آخر تک دیکھا۔ جن الزامات کی بنا پر یہ فتویٰ لکھا ہے انشاء اللہ بہت جلد ان الزامات کے غلط اور خلاف واقعہ ہونے کی باری بین ایک رسالہ اس عاجز کی طرف سے شائع ہو گا لاہور کا نام **دافع الوسوس** ہے۔ بایں ہمہ چھکوان لوگوں کے لعن و طعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ بلکہ میں خوش ہوں کہ میان نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور ان کے اتباع نے چھکوں کا فرار در مردود اور ملعون اور دجال اور ضال اور بے ایمان اور چہنپی اور کفر کہہ کر انہیں دیکھو وہ بخارات نکال لئے جو دیانت اور امانت اور تقویٰ کے التزام سے ہرگز نہیں بچ سکتے تھے اور جب قدر میری اتنا محبت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم بر زخم پہونچا۔ اس حد درجہ عظیم کا غم غلط کرئیے لہٰذا کوئی اور طریق ہی تو نہیں تھا بجز اس کے کہ لعنتوں پر آجاتے مجھو اس کو سوچو کچھ بھی خوشی ہے کہ جو کچھ یہودیوں کو فقیہوں اور مولویوں نے آخر کا حضرت مسیح علیہ السلام کو تحفہ دیا تھا وہی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی جیسا کہ اہل کتاب کی تاریخ اور ہر چہ انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے مشیل مسیح ہونے کی حالتیں ان لعنتوں کی آوازیں سن کر بہت ہی خوش ہونا چاہیے کیونکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے چھکو حقیقت دجالیہ کے ہلاک اور فانی کر دینے کی حقیقت عیسویہ ہی متصف کیا ایسا ہی اس نے اس حقیقت کے متعلق جو جو لوازل و اوقات تھے ان ہی خالی نہ کر کہا لیکن اگر کچھ افسوس ہے تو صرف یہ کہ بٹالوی صاحب کو اس فتویٰ کے طیار کریمین یہودیوں کو فقیہوں ہی زیادہ خیانت کرنی پڑی اور وہ خیانت تین قسم کی

ہے اول یہ کہ بعض لوگ جو مولویت اور فتویٰ دینے کا منصب نہیں رکھتے
 وہ صرف کفرین کی تعداد بڑھانے کے لیے مفتی قرار دیو گئے دوسری یہ کہ بعض ایسے
 لوگ جو علم سے خالی اور علانیہ فسق و فجور بلکہ نہایت بدکاریوں میں مبتلا تھے وہ
 بڑے عالم متشرع تصور ہو کر انکی مہرین لگائی گئیں تیسرے ایسے لوگ جو علم اور
 دیانت رکھتے تھے مگر واقعی طمع پر اس فتویٰ پر انہوں نے مہر نہیں لگائی بلکہ بٹالوی
 صاحب نے سراسر چالاکی اور افتراء سے خود بخود انکا نام اس میں جڑ دیا۔ ان تینوں قسم
 کے لوگوں کو باہرین ہماری پاس تحریری ثبوت ہیں۔ اگر بٹالوی صاحب یا کسی اور
 صاحب کو اس میں شک ہو تو وہ لاہور میں ایک جلسہ منعقد کر کے ہم سب کو ثبوت
 مانگیں۔ تاسیہ روسی شود ہر کہ دروغش باشد۔ یوں تو تکفیر کوئی نئی بات نہیں
 ان مولویوں کا آبائی طریق ہی چلا آتا ہے کہ یہ لوگ ایک بار ایک بات سن کر فی الفور
 اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں اور چونکہ خدایتالی نے یہ فعل انکو دی ہی
 نہیں کہ باتی تہ تک پہنچیں اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکیں
 اسلئے اپنی نا فہمی کی حالت میں تکفیر کی طرف دوڑتے ہیں اور اولیاء کرام میں سے
 ایک ہی ایسا نہیں کہ انکی تکفیر سے باہر رہا ہو یہاں تک کہ اپنے مونہ سے کہتے
 ہیں کہ جب جہدی موعود آئیگا تو اسکی ہی مولوی لوگ تکفیر کریں گے اور ایسا
 ہی حضرت عیسیٰ جب اترینگے تو انکی ہی تکفیر ہوگی۔ ان باتوں کا جواب یہی ہے
 کہ اسی حضرات آپ لوگوں سے خدا کی پناہ اور سچا نہ خود اپنے برگزیدہ بندوں کو
 آپ لوگوں کی شر سے بچاتا آیا ہو ورنہ آپ لوگوں نے تو ڈائن کی طرح است
 محمدیہ کے تمام اولیاء کرام کو کہا جانا ہوتا اور اپنی بد زبانی سے نہ پہلوں کو چھوڑا
 نہ پہلوں کو۔ اور اپنے ہاتھ سے ان نشانوں کو لوری کر رہے ہیں جو آپ ہی
 بتلا رہے ہیں۔ تعجب کہ یہ لوگ آپس میں ہی تو نیگن طعن نہیں رکھتے۔ تھوڑا
 عرصہ گزرا ہے کہ موحیدین کی بیدینی پر علماء الحق میں شاید تین سو کو قریب مہر
 لگی تھی پہر جبکہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پہر انکی تکفیر و نئے کوئی گنہگار نہ رہے مگر

افسوس تو یہ ہو کہ میان نذیر حسین اور شیخ ٹالوی نے اس تحفہ میں مجلس سازی سے بہت کام لیا ہو اور طرح طرح کے افترا کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے اس مختصر رسالہ میں ہم مفصل ان خیانتوں کا ذکر نہیں کر سکتے جو شیخ ٹالوی نے حب منشاء شیخ دہلوی اپنے کفر نامہ میں کام میں لا کر اپنا نامہ اعمال درست کیا ہے۔ مرنے بطور نمونہ ایک مولوی صاحب کا خط معہ ان کے چند اشعار کے ذیل میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

حضور فیض گنجو حضرت مجدد وقت سیح الزمان مہدی دوران حضرت

مرزا غلام احمد صاحب بلام برکاتہ

پس از سلام سنت الاسلام حال اینکہ - غریب لوز پشالیہ سے حضور کے تشریف لیجانے کے بعد سکنا سے بلدہ نے مجھ کو نہایت تنگ کیا یہاں تک کہ مساجد میں نماز ادا کر نیسے بند کیا گیا مینے اپنے بعض دوستوں کو ناحق کا الزام دور کر نیسے لہٰذا یہ لکھ دیا کہ میرا عقیدہ اہلسنت والجماعت کی موافق ہے اور انکار ختم نبوت اور وجود ملائکہ و معجزات انبیاء و لیلۃ القدر وغیرہ موجب کفر و الحاد سمجھتا ہوں۔ وہی تحریر میری مولوی محمد حسین ہتھم اشاعۃ السنہ نے لیکر اپنے کفر نامہ میں جو آپ کے لٹو تیار کیا تھا درج کر دی سینے خبر لاکر مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ جو میری طرف سے فتویٰ تحفہ عبارت لکھی گئی ہے وہ کاث دینی چاہیے کیونکہ میں حضرت مرزا صاحب کے مکر کو خود کافروں سے سمجھتا ہوں سکا کوئی جواب نہ

مکھن میں کے زمرہ میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ سو میرے فتویٰ یہ نالائق حضور سے بیعت ہو چکا ہے لہٰذا اس عاجز کو اپنی جات

کی:

توبہ کرتا ہوں اور حضور سے معافی مانگتا ہوں اور چند ایات محبت کے جو شش سے مینے حضور کے باریہین تالیف کٹی ہیں وہ بھی ذیل میں تحریر

کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ میری یہ تمام تحریر معاشعار کے طبع کر اگر شایع کر دی جائے۔

اشعار یہ ہیں

<p>داین موہیر وقتاوسے بہن راہ ارم این تمننایم برآرد کار ساز قادم من قداسے ردی قوای رہبر دین پر دم چون ازین القاس اعراضی کنم ای مہترم خادم تازندہ ہستم دازل دجان چاکرم راہ زدندی گرنودی لطف یزدان رہبرم چون بنی ناصری تغیرین شنیدی لاجرم حق نگہدار درازین زمرہ نامحترم گر خطا دیدی ازان بگذر کہ من مستغفرم لطف فراگزند تل بر در تو حاضر م آمدی در چارہ اسے بد تمام دانورم السلام ای رحمت ذات جلیل و اکبرم میکنی تجدید دین از فضل رب ذوالکرم گر نباشم جان نثار آستان کا فرم</p>	<p>موجب کفرست تکفیر تو ای کان کرم آرزو دارم کہ جان و مال قربانت کنم چون بتایم روز تو حاشا و کلا این کجا دین مردہ را بقالب جان دامنار دمت من کجا و این طود بد عہدی ویراہی کجا حمله ہا کردن دین غولان راہ حق یہ من این یہودی میرتان قدر ترا نشناختند ہر کہ تکفیرت کند کا فر همان ساعت شود بر من اعمی بنجش ای حضرت مہر منیر تار و انہم ہست در تن ازل و جانم فلام نور ماہ دین احمد برو جودت شد کام حسب تبشیر نبی بروقت خود کردی ظہور مشکلات دین حق بردست تو آسان شوند از رہ منت دروغم را سلمان کردہ</p>
--	--

راقم خاکسار مولوی حافظ عظیم بخش پٹیا لوی۔ ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء

اشتہار

جو قوتی بحق امانت بخود نہا میجناب میرج الدین امیر غلام احمد صاحب قادیانی۔ محمد حسین پٹیا
 اڈیٹر اشتہار السنہ نے اپنور سالانہ امتحان سنہ میں شایع کیا ہے۔ اسکی علامہ پٹیا لکی فہرست
 میں میرے بعض اہواج نے میرے ہمنام مولوی عبداللہ پٹیا لوی کے نام کو میرا نام خیال کیا ہے

اور بعض نے دریافت کیلئے میرے نام عنایت نامہ بجات ہی ارسال فرماؤ ہیں۔ ایڈیٹر شرافت
السنہ نے ناظرین کو اور یہی شبہ میں ڈالا کہ اس نام پر یہ نوٹ ایذا کیا کہ ”یہ مولوی صاحب ہی ہیں“
صاحب کو پہلے متعقد تھے۔ لہذا میں جمیع اجاب کو اطلاع دیتا ہوں کہ مولوی عبداللہ پٹیلوی اور شخص
ہیں اور وہ کبھی پہلے ہی مرزا صاحب کے متعقد نہ تھے اور نہ ہیں۔ باقی رہا نیاز مند سو میں اسی
طرح اس فدائی قوم کو دکھاتے اسلام کا معتقد و نیاز مند ہوں۔ المشتہر خاکسار
محمد عبداللہ خان دوم درس عربی ہندو کالج پٹیلہ۔ ہمدرد عقیدت مند

ضروری گذارش

ان باہمت و دستور کی خدمت میں جو کسی قدر امداد اور دین کی مقصد تھی کہتی ہیں
ایمردان بکوشید و براحق بکوشید
اگرچہ پہلی ہی سے میرے مخلص اجاب الہی خدمت میں اس قدر مصروف ہیں کہ میں شکر
ادا نہیں کر سکتا اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم انکوان تمام خدمات کا دونوں جہاتوں میں زیادہ
سے زیادہ اجر بخشے۔ لیکن اس وقت خاص طور پر توجہ دلائیکے لٹویہ امر پیش آیا ہے کہ اگر تو ہمارے
صرف بیرونی مخالف ہو اور فقط بیرونی مخالفت کی ہیں نہ کہ بیرونی اور اب وہ لوگ بھی جو مسلمان
ہو بیگانہ دعویٰ کرتے ہیں بلکہ مولوی اور فقیہ کہلاتے ہیں سخت مخالف ہو گئے ہیں یہاں تک
کہ وہ عوام کو ہماری کتابوں کو خریدنے سے بلکہ پڑھنے سے منع کرتے اور روکتے ہیں۔ اس لئے الہی
دقتیں پیش آ گئی ہیں جو بظاہر ہیبت ناک معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ہماری جماعت رست
نہ ہو جائے تو عنقریب یہ سب دقتیں دور ہو جائیں گی اس وقت ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ بیرونی اور
اندرونی دونوں قسم کی خرابیوں کی اصلاح کر کے لٹو بل جہان کو شش کرین اور اپنی زندگی کو اسی
راہ میں فدا کر دیں اور وہ صدق قدم دکھلا دیں جس سے خدا تعالیٰ جو پورے شیدہ بہید کو
جانشین والا اور بیوقوف چھپی ہوئی باتوں پر مطلع ہو راضی ہو جائے۔ اسی بنا پر میں نے قصد کیا ہے
کہ اب قلم اٹھا کر ہر اس کو اس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی
اور بیرونی مخالفوں پر کمال طور پر رحمت پوری کر کے حقیقت میسویہ کی حربہ سے حقیقت و جالبہ

کو پاش پاش بکھرے۔ لیکن کوئی قصہ بجز تو بق و فضل و امداد و رحمت الہی انجام پذیر نہیں ہو سکتا
 اور خدا تعالیٰ کی لبثات پر نظر کر کے جو بارش کی طرح برس رہی ہیں اس عاجز کو بھی
 امید ہے کہ وہ اپنے اس بندہ کو متیاع نہیں کریگا اور اپنے دین کو اس خطرناک پرگندگی
 میں نہیں چھوڑے گا جواب اسکے لاحق حال ہے مگر برعایت ظاہری جو طریق مسنون ہے
 من الضادی الی اللہ بھی کہنا پڑتا ہے۔ سو بہائو جیسا میں ابھی بیان کر چکا ہوں سلسلہ
 تالیفات کو بلا فضل جاری رکھنے کے لئے میرا پختہ ارادہ ہے اور یہ خواہش ہے کہ اس
 رسالہ کے چھپنے کے بعد جب کا نام نشان آسمانی ہے رسالہ دافع الوسوس طبع
 کر اگر شایع کیا جاوے اور بعد اسکے بلا توقف رسالہ حیات النبی و موات المسیح جو
 یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بھی بھیجا جائے گا شایع ہوا اور بعد اسکے بلا توقف حصہ پنجم
 براہین احمدیہ جب کا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے ایک مستقل کتاب کے
 طور پر چھپنا شروع ہو لیکن میں اس سلسلہ کے قایم رکھنے کے لئے یہ احسن انتظام خیال کرتا ہوں
 کہ ہر ایک رسالہ جو میری طرف سے شایع ہو میرے ذی قدرت دوست اسکی خریداری
 سے مجھ کو بدل جان دے دیں اس طرح کہ حسب قدرت اپنی ایک نسخہ یا سہ نسخہ اسکے
 خریدین جن رسائل کی قیمت تین آنہ یا چار آنہ یا اسکے قریب ہوا تو ذی قدرت احباب
 اپنی مقدور کے موافق ایک مناسب تعداد تک لے سکتے ہیں اور پھر وہی قیمت دوسرے
 رسالہ کے طبع میں کام آسکتی ہے۔ اگر بری جماعت میں ایسے احباب ہوں جو اپنے دو دو ایک
 داموال و زیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہو تو انکو سمجھنا چاہیے کہ اس وقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم
 اور بیکس کوئی بھی نہیں اس زکوٰۃ نہ دینے میں جعدہ تہد بدشرع وارد ہو وہ بھی ظاہر ہے اور غریب ہو جو
 منکر زکوٰۃ کا فرہم جائے پس فرض میں ہو جو اسی میں اعانت اسلام میں زکوٰۃ دینا چاہیے زکوٰۃ میں کتابیں
 خریدی جائیں اور منت نفیم کی جائیں اور میری تالیفات بجز ان مسائل کے اور بھی ہیں جو نہایت حینہ میں جیسو رسالہ
 الحکم القرآن۔ اور لعین فی علامات المقرین۔ اور سب سے بڑا تذکرہ خیر۔ لیکن جو کہ کتاب چاہیں امید ہے کہ کام لائیں گی
 ہو اس کو بشرق و غربت کو شش کی بھیگی کید مسائل ہی درمیان میں طبع ہو کر شائع ہو جائیں تو نہ ہر ایک کے لئے اختیار میں ہے
 بفعل مایشاء وھو علی شئ قلیہا۔ خاکسار غلام محمد رزقاریاں فیصلہ گدھ پورہ سری لنکا

ضرر اشتہار

اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعت دین اسلام کے لئے ایسا حسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہندین ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگان خدا کو دعوت حق کرین تا حجت اسلام رونویزین پر پوری ہو لیکن اس صنعت اور قلت جماعت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ بالفعل یہ تجویز کیا ہے کہ حضرت مولوی محمد احسن صاحب امر وہی جو ایک فاضل جلیل ادا میں اور متقی اور محبت اسلام میں بدل و جان فدا شدہ ہیں قبول کرین تو کسی قدر جہانگیر لیکن ہو یہ خدمت انکو سپرد کی جائے۔ مولوی صاحب موصوف جو نئی تعلیم اور درس قرآن و حدیث اور وعظ و نصیحت اور مباحثہ اور مناظرہ میں یرطوبی رکھتے ہیں نہایت خوشی کی بات ہو اگر وہ اس کام میں لگ جائیں لیکن چونکہ انسا کو حالت عیال داری میں وجہ معیشت سے چارہ نہیں اسلئے یہ فکر سب سے مقدم ہے کہ مولوی صاحب کے کافی گزارہ کے لئے کوئی احسن تجویز ہو جائے یعنی یہ کہ ہر ایک ذی قدرت صاحب ہماری جماعت میں سے دائمی طور پر جب تک خدا استعانی چاہے انکے گزارہ کے لئے حسب استطاعت اپنے کوئی چندہ مقرر کرین اور ہر جو کچھ مقرر ہو یا توقع انکی خدمتیں پہنچ دیا کرین۔ دنیا چند روزہ مسافر خانہ ہو۔ آخرت کے لئے نیک کاروں کے ساتھ تیار رہی کرنی چاہیے بلکہ وہ شخص جو ذمہ آخرت کے اکٹھا کرے جو کچھ لئے دنرات۔ لگا ہوا ہو۔ اس اشتہار کے پڑھنے پر جو صاحب چندہ کیئے تیار ہوں وہ اس عاجز کو اظہار دین و سلام علی من اتبع الهدی۔ الشرع غلام احمد رافعا دیان ۶ مئی ۱۹۰۲ء

رسالہ نشان آسمانی کی امداد طبع کیلئے جو خالص دوستوں کی طرف خط لکھے گئے تھے ان کا خلاصہ جواب

خلاصہ خط مولوی سید فضل حسین صاحب تحصیلدار علیگڑہ ضلع فرخ آباد اہلہ تعالیٰ

”دو والا نام سے بندگان عالی شرف و درو لائے باعث عزت ہوئے جو کہ بہت شرم ہے کہ عرصہ سے سینے کوئی عریضہ حضور بن نہیں پہنچا مگر یہ وقت یاد بندگان والا میں رہا کرتا ہوں حضور کا نام نامی میرا وظیفہ ہے اور اگر حضور کی کتب دیکھا کرتا ہوں اور انکو ذریعہ بہتری دارین سمجھتا ہوں۔ پچاس جلد رسالہ نشان آسمانی یا جس قدر حضور خود چاہیں میرے پاس پہنچا دیں میں انکو خرید لوں گا اور اپنے دوستوں میں تقسیم کر دوں گا مجھے حضور کی کتابوں کی اشاعت سے دلی خوشی پہنچتی ہے اور میرے سب اہل و عیال خوش اور اچھے ہیں اور حضور کو یاد کیا کرتے ہیں۔ عریضہ نیاز کترین تفضل حسین از علی گندہ ضلع فتح آباد اسامی مولوی صاحب موصوف چندہ امدادی دیتے ہیں اور امداد کی طور پر اپنی تنخواہ میں ہر رقم کثیر دیکھتے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم **نواب محمد علی خان** صاحب ریس یالیکر کوٹلہ سلمہ اللہ تعالیٰ جناب کا عنایت تلمیذ پہنچا بندہ رسالہ نشان آسمانی کی دوسو بھٹی الحال خرید کر لگا۔ راقم محمد علی خان نواب صاحب موصوف ابھی تہوڑا عرصہ ہوا کہ پانچ سو روپیہ کی کتا بین اس عاجز کی خرید کر کے محض رد تقسیم کر چکے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم حکیم فضل دین صاحب بہری سلمہ اللہ تعالیٰ سات سو جلد رسالہ نشان آسمانی نابکار کے خرچ سے چھپوایا گیا ہے اور فروخت کیا جا رہا ہے اسکی قیمت حضور اپنی مرضی سے جہاں چاہیں خرچ فرما دیں میں تل روپیہ معہ بقیہ چندہ دور روپیہ محمد صاحب عرب ابھی ارسال خدمت ہیں اور مابعد میں عنقریب ایک سو روپیہ یا اسے دس بیس روپیہ زائد بھیجتا ہوں یا جلد تر خود لیکر بار یا ب خدمت ہو گا ورنہ منی اگر ڈر بھیج دوں گا۔ (ایک سو روپیہ پہنچ گیا)

حکیم صاحب موصوف پہلے ہی تخمیناً سات سو روپیہ امداد کی طور پر دی چکے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم حضرت مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معالج ریاست جموں سندھ و نعلی علی رسولہ الکریم مع التسلیم۔ اہلکد ایک خاکسار بالکل نابکار و افسوس کا کہ ساتھ نہایت ہی شرمسار بخند حضرت مسیح الزمان عرض پرداز۔ اس باخدا اور دلی مرید کا جو کچھ ہے تمامہ آپ ہی کا ہے زن و فرزند روپیہ آبرو جان۔

میری یہی سعادت ہو کہ تمام خراج میرا ہو۔ پر جب قدر حضور پسند فرما دیں۔ برادر م نصیح ہی
 اس وقت موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر میرے مطہر پنجاب پر بس سیالکوٹ میں
 حضور رسالہ کو طبع فرما دیں تو چارم حصہ قیمت کا منافع رہیگا۔ مولوی حکیم نور دین
 صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور لد شجاعت اور سخاوت
 اور ہمدی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر
 قلیل خدایتعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے
 رہ کر اپنا عزیز مال رخصتا مولائین اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا
 یہ صفت کامل طہر پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا نہیں جنکے دلون
 پر انکی صحبت کا اثر ہے مولوی صاحب موصوف اب تک تین ہزار روپیہ کے قریب
 لداس عاجز کو دیکھے ہیں اور جب قدر انکے مال سے جھکو مد پونجی ہے اسکی نظیر
 اب تک کوئی میر سے پاس نہیں۔ اگرچہ یہ طریق دنیا اور معاشرت کی اصولوں کے
 مخالف ہے مگر جو شخص خدایتعالیٰ کی ہستی پر ایمان لا کر اور دین اسلام کو ایک تپاؤ پنجاب
 الدین سمجھ کر اور بایں ہمہ اپنے زمانہ کے امام کو ہی شناخت کر کے الدین بشانہ
 اور رسول الدصلی الدعلیم وسلم اور قرآن کریم کی محبت اور عشق میں غانی ہو کر محفل اعلیٰ
 کلمہ اسلام کے لئے اپنے مال حلال اور طیب کو اس راہ میں فدا کرتا ہے اسکا جو قدر
 قدر ہو وہ ظاہر ہے البتہ شانہ نرنا ہی ملن تناول البرحتی تقفونما لتحبون۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نشانہ
 اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
 اسے دے چکے مال و جان باریاد ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
 لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے وہی پاک جاتی ہیں اس خاک سے
 خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کو آدمی اس است میں زیادہ ہو زیادہ کریا میں شمع آیین۔

چہ خوش بودی اگر ہر یک نامت نور دین بودے
 ہمیں بودی اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

طرب دنیا

یہ کتاب حضرت حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی تالیفات میں سے ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے اس کتاب میں اُس علم مخفی سلب امراض اور توجہ کو بسوط طور پر بیان کیا ہے جسکو حال کے مشائخ اور پیرزادے اور سجادہ نشین پوشیدہ طور پر اپنے خاص خاص خلیفوں کو سکھلایا کرتے تھے اور ایک عظیم الشان کرامت خیال کی جاتی تھی اور جس کی طلب میں اب بھی بعض مولوی صاحبان دور دور کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ اس لکھنؤ محض مدعایہ و خاص کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کو منگو اگر ضرور ہی مطلع کریں کہ یہ بھی منجملہ اُن علوم کے ہے جو انبیاء پر فائز ہوئے تھے بلکہ حضرت مسیح کے معجزات تو اسی علم کے سرچشمہ میں سے تھے۔

کتاب کی قیمت ایک روپیہ ہے صاحبزادہ افتخار احمد صاحب جو لودھیانہ محلہ جدیدین رہتے ہیں۔ اُن کی خدمت میں خط و کتابت کرنے سے قیمتاں سکتی ہے۔

کتب موجودہ حضرت اقدس مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

حصہ چہارم براہین احمدیہ للبرہ + سمرچشم آئینہ ۱۲ + شجندہ حق ۶ + فتح اسلام ۴ + توضیح مرام ۴ + ازالہ اوام سے ۴ + الحق مباحثہ لودیانہ ۱۳ + الحق مباحثہ دہلی علیہ فیصلہ ۱۲ + نشان آسمانی ۳۰ - آئینہ کلمات اسلام موعود تبلیغ عربی مع ترجمہ فارسی ۶ - برکات الدعا ۲

شہادت القرآن ۶ - تحفہ بغداد عربی ۲ - حجت الاسلام ار - سچائی کا اظہار ار - جنگ مقدس ار
 سماتہ البشری عربی ۵ - نور الحق عربی تحفہ اول ۱۲ - نور الحق عربی حصہ دوم مع ترجمہ اردو ۶
 اتام الحجہ ۱۲ - کرامات الصادقین ۵ - سر الخلافہ عربی ۸ - مستنجم و آریہ دہرم دیبک جلد دوم
 نور القرآن حصہ اول ۴ - نور القرآن حصہ دوم ۸ - المشہر محمد سراج الحق باز قادیان ضلع کھڑک پور

یہ ان علما و فضلاء و صوفیہ ہندوستان و پنجاب وغیرہ کا اسماء گرامی ہیں جنہوں
 نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دام فیضہ کو مسیح و مہدی موعود اور مجدد
 جوہیوں مہدی تسلیم کیا ہے اور بیعت کی ہے اور حضرت مسیح ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام کو متوفی جابگو
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء الباقی مانا ہے - سچ الحق انقادیان
 حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بہارہ - حضرت مولوی قاضی سید ابیر حسین صاحب بہارہ
 حضرت مولوی حکیم فضل الدین صاحب بہارہ - حضرت مولوی عبدالحکیم صاحب لکھنؤ حضرت مولوی ابوالیوسف
 محمد باک علی صاحبہ - حضرت مولوی سربان الدین صاحب بہارہ - حضرت مولوی محمد قادی صاحبہ - حضرت
 مولوی فضل حق صاحبہ - مولوی خان ملک صاحبہ الہ آباد - مولوی عبدالحق صاحبہ - مولوی شیعہ
 صاحبہ خوشاب - مولوی فضل الدین صاحبہ اہلیان ضلع گجرات - مولوی محمد افضل صاحبہ مغلہ - مولوی
 محمد اکرم صاحبہ - مولوی محمد شریف صاحبہ - مولوی ضیاء الدین صاحبہ قاضی کوٹ - مولوی حافظ احمد الدین
 صاحبہ موضع چک باسرا - مولوی صاحب دین صاحبہ طحال - مولوی بشیر محمد صاحبہ - مولوی
 مولوی قطب الدین صاحبہ دلی - مولوی غلام حسین صاحبہ پشاور - مولوی محمد حسین صاحبہ کپورت تھلہ - مولوی
 نور محمد صاحبہ بانگلٹ - حضرت مولوی غلام حسین صاحبہ مولوی امر نادر صاحبہ اتالیق
 نائب محمد علی خان صاحبہ کولہ - مولوی محمد یوسف صاحبہ سندھ - حضرت مولوی حافظہ عظیم بخش
 پشاور - مولوی محمد صادق صاحبہ جون - مولوی خلیفہ نور الدین صاحبہ - مولوی محمد زکریا صاحبہ
 دہلی گیسپ - مولوی نور احمد صاحبہ لودی گل - حضرت مولوی سید محمد حسن صاحبہ امر دہلی - مولوی انوار حسین
 خاں صاحبہ سریشا آباد - حضرت مولوی سید فضل حسین صاحبہ مولوی سید محمد سکرری صاحبہ - حضرت مولوی سید
 مرزا علی صاحبہ آباد اٹھام - مولوی سید محمد صاحبہ - مولوی سید محمد صاحبہ - مولوی سید محمد صاحبہ - مولوی سید محمد صاحبہ - مولوی سید محمد صاحبہ

مولوی سید محمد صاحبہ - مولوی سید محمد صاحبہ - مولوی سید محمد صاحبہ - مولوی سید محمد صاحبہ - مولوی سید محمد صاحبہ

الحمد لله والمنة

کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان

مرزا غلام احمد صبار شمس قادیان موسوم بہ

الہامی

الہامی

فتح اسلام

کہ جس نے خدا نے بتا دیا ہے عارف طریقت پانچویں درجہ کی مخلص
کہ جس نے بتا دیا ہے عارف طریقت پانچویں درجہ کی مخلص

اور

خدا تعالیٰ کے تجلّی خاص کی بشارت اور اس کی پوری
کی راہوں اور اس کی تائید کے طریقہ کی طرف دعوت

ہر دو مہینہ جولائی ۱۳۱۰ھ

باہتمام شیخ نور احمد ملک مطبع ریاض مہند پور

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا

قیمت بلا محصول لداک ۰۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ

فتح اسلام اور خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت اُس کی پیروی کی اہوں اور اُسکی تائید کے طریقوں کی طرف دعوت

رَبِّ انْفِمْ رُوحَ بَرَکَتِهِ فِی کَلَامِیْ هَذَا وَاجْعَلْ اَقْدَمَ مِنَ النَّاسِ تَحْقِیْقَ الْبَیِّنَاتِ
اِسے ناظرین عاقلانہ اللہ فی الدنیا والدین۔ آج یہ عاجز ایک مدت مدید کے بعد اُس الہی کارخانہ
کے بارہ بین محمد تعالیٰ نے دین اسلام کی حمایت کیلئے میرے سپرد کیا ہے ایک ضروری مضمون
کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہے۔ اور میں اُس مضمون میں جہاں تک خدا تعالیٰ نے اپنی طرف
سے مجھے تقریر کرنے کا مادہ بخشا ہے اس سلسلہ کی عظمت اور اس کا ذخائر کی نصرت کی ضرورت
آپ صاحبوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں تا وہ حق کی تبلیغ جو مجھ پر واجب ہے اُس میں سبکدوش
ہو جاؤں۔ پس اس مضمون کے بیان کرنا میں مجھ سے کچھ عرض نہیں کہ اس تحریر کا دلون پر اثر کیا
پڑے گا۔ صرف عرض ہے کہ جو بات مجھ پر فرض ہے اور جو پیغام پہنچانا میرے پر فرضہ لازمہ کی طرح
ہے وہ جیسا کہ چاہیے مجھ سے ادا ہو جائے خواہ لوگ اُسکو بسع و رضا سنیں اور خواہ کراہت
اور قبض کی نظر سے دیکھیں۔ اور خواہ میری نسبت نیک لگن رکھیں اور یا بظنی کو اپنی دلون میں
جگہ دیں۔ وَالْقَوْصُ اَمْرٌ اِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعَالَمِ۔

اب میں ذیل میں وہ مضمون جس کا اوپر وعدہ دیا ہے کہتا ہوں۔
 اوس حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبوب! آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی
 بسر کر رہے ہیں یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا راہ چائی اور کیا عقلی جہد و امور میں سب میں سخت
 تضاد واقع ہو گیا ہے اور ایک تیز آنندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے وہ چیر چوک
 ایمان کہتے ہیں اس کی جگہ چند نفقوں کی لیلی ہے جن کا محض زبان ہی اقرار کیا جاتا ہے۔ اور
 وہ امور جو کما نام اعمال صالحہ ہیں۔ ان کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھ
 گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اس سے انکی بے خبری ہے۔ اس زمانہ کا فلسفہ اوطیسی بھی روحانی
 صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے اس کے جذبات اسکی جاننے والوں پر نہایت بد اثر کر نیوالے
 اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ دھرمیہ مواد کو حرکت دیتے اور سوئے ہوئے
 شیطان کو جگا دیتے ہیں۔ ان علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بد عقیدگی پیدا
 کر لیتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم و صلوة وغیرہ عبادت کے طریقوں
 کو تحقیر اور استہزاء کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی کچھ وقعت
 اور عظمت نہیں بلکہ اکثر ان میں ایسا جاد کے رنگ ہو گیا اور دہریت کے رنگ ریشہ سی پڑا اور مسلمانوں
 کی احادید کہلا کر پھر دشمن دین ہیں۔ جو لوگ کاجون میں پڑھتے ہیں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہنوز وہ
 اپنے علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوتے کہ دین اور دین کی ہمد دگی پہلے ہی فارغ
 اور استغنی ہو چکی ہیں۔ یہہینے صرف ایک شاخ کا ذکر کیا ہے جو حال کے زمانہ میں
 ضلالت کے پہلوں سے لہی ہوئی ہے۔ مگر اس کے سوا صدائے اور شاخیں بھی ہیں جو اس
 کم نہیں! عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے امانت اور دیانت ایسی اٹھ گئی ہے کہ گویا بکلی
 مفقود ہو گئی ہے۔ دنیا کا نیکے لئے مکر اور فریب حد زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جو شخص سب سے زیادہ
 شیر برمودہ ہی سب سے زیادہ لالچ سمجھا جاتا ہے۔ طرح طرح کی آسانی بد دیانتی۔ حرام کاری۔ وغالباً
 دروغ گوئی۔ اور نہایت درجہ کی رعبہ بازی اور لالچ سے بھرے ہوئے منصوبے اور بدفانی
 سے بھری ہوئی خصلتیں پہلے جاتی ہیں۔ اور نہایت میرمی سے ملے ہوئے کہنے اور چکر سے
 ترقی پر ہیں۔ اور جذبات ہیبت اور بیعت کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے اور جہد و لوگ ان علوم اور
 قوانین مروجہ میں چست و چالاک ہوتے جاتے ہیں اس قدر نیک گوہری اور نیک کرداری کی

طبعی خصالتیں اور جیسا شرم اور خجندہ اترا سی اور دیانت کی فطری خاصیتیں اس میں کم ہوتی جاتی ہیں۔ عیسائیوں کی تعلیم بھی سچائی اور ایمان داری کے اٹھانے کے لئے کئی قسم کی سرنگین طیارہ کھینچ کر اور عیسائی لوگ اسلام کے منشا دینے کیلئے جھوٹ اور بتاؤٹ کی تمام باریک باتوں کو نہایت درجہ کی جان گاہی سے پیدا کر کے ہر ایک ہنر کی توقع اور عمل پر کام میں لا رہے ہیں۔ اور یہ کھانے کے لئے نئے نئے اور گراہ کرنے کے جدید جدید صورتیں تراشی جاتی ہیں۔ اور اس انسان کا اصل کی ہمت توہین کر رہے ہیں جو تمام مقدسوں کا خزانہ اور تمام مقربوں کا ستر تاج اور تمام بزرگ رسولوں کا سردار تھا۔ یہاں تک کہ ان کے تاشاؤن میں نہایت شیطنت کے ساتھ اسلام اور ہادی پاک (امسلاہر) کے بڑے بڑے پیروں میں تصویریں دکھلائی جاتی ہیں اور سونا لگا لیا جاتا ہے۔ اور ایسی افتراؤں تھمتیں تھمتیں کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی ہیں جن میں اسلام اور نبی پاک کی عزت کو خاک میں ملا دینے کیلئے پوری حرم زندگی خراج کی گئی ہے۔

اب اے مسلمانو سنو! اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پیکر حیلے کام میں لائے گئے اور ان کے پھیلائیے جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شریفانہ ذریعہ بھی جبکی نصیرج سے اس مضمون کو منتشر رکھنا بہتر ہے اسی راہ میں ختم کئے گئے یہ کہ سچے قوموں اور تنگیٹ کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک اُن کے اس منہج کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُر نور فاتحہ نہ دکھلاوے جو مجزہ کی قدرت اپنا اندر رکھتا ہوا اور اس مجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش کر دے۔ تب تک اس جادو فرنگ سے مادہ لوح دلوں کو فلعی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کیلئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ مجزہ دیا کہ اپنی اس بندہ کو اپنے الہام۔ اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر پہنچا۔ اور بہت سے آسمانی مستحایف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق مساتھ دینے تا اس اسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ صورت کا ثبت توڑ دیا جائے جو فرنگ نے طیار کیا ہے سولے مسلمانوں! اس عاجز کا غور و سحرانہ تاثیر کے اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مجزہ ہے کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے

مقابل پر معجز بھی دنیا میں آتا۔ کیا ستہاری نظرون میں۔ بات عجیب اور آن
ہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سر کی حقیقت تک پہنچ کر ہیں ایک
ایسی حقیقی چکار دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔

اے دانشمند و اہم اس قہر مت کرو کہ خدا تعالیٰ اس خیریت کی دو تین اور سگم نہایت بیکرد و نہیں ایک
آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغض اعلیٰ کلام
و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید سلمانوں کے لئے اور نیز انکی اندوہنی حالت کے صاف
کرنیکے ارادہ سے دنیا میں پہنچا تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام پر جیسے
وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا۔ اور اُسے سرور اور بے رونق اور بے نور نہیں
ہونے دوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندوہنی اور بیرونی مسادوں پر نظر ڈال کر چپ ہوتا
اور اپنے اس وعدہ کو یاد کرتا جبکہ اپنی پاک کلام میں سو کہ طور پر بیان کر چکا تھا پھر میں کہتا ہوں
کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اُس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی مظاہرانی نہیں
فرمایا گیا تھا۔ کہ ہر ایک صدی کے سپر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرنا ہوگا کہ جو اُس کے دین کی تجدید
کرے گا۔ سو تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑا نیک وقت ہر
کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدے کو پورا کیا اور اپنی رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ

✽ صرف سی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اردو
یا فارسی میں ترجمہ کر کے مروج دینا یا بدعات و بدعتیں ہونے سے خشک طریقے جیسے زمانہ حال کے
اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھانا یا اصولی و نہیں ہیں جنگ و کال اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جا
بلکہ موصوفہ طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہو اور دین کا رہن قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو
دنیا میں پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہو مگر سی طور پر اور تکلف اور فکر اور غم سے یہ کام کرنا اور اپنا
فلسفہ واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مروجہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک با علم آدمی
کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں انکو محدثیت و کیمہ علاقہ نہیں یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط
اتزان زدوشی ہے اس پر جو حکم نہیں اللہ جل شانہ فرماتا ہے لَمْ تَقُولُوا مَا لَافَعُولُونَ
لَكُمْ مَقَاتِلُ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَافَعُولُونَ۔ اور فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
حَالِكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ هَلَكَ إِذَا هَلَكَ يَتَمُ الَّذِينَ هَلَكَ يَتَمُ الَّذِينَ هَلَكَ يَتَمُ الَّذِينَ هَلَكَ يَتَمُ

کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کیلئے بھی ہزاروں پیشگوئوں اور خوارق کادروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہاری بزرگ آباؤرگئے اور پیشمار روحین اسکو شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تمہی پالیا اب اسکی قدر کرنا یا نکرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے میں اسکو بار بار بیان کرونگا اور اس کے اظہار سے میں رگ نہیں سکنا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلوت کے لئے بھیجا گیا تادین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سو وہ شخص بعد کلیم اللہ و خدا کے بھیجا گیا تھا جسکی روح ہیڑوس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھا سکی گئی سو جب دوسرا کلیم اللہ وجود حقیقت میں سب پہلا اور تینا الانبیاء دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کیلئے آیا جسکے حقیقین ہیں انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہدا علیکم کما ارسلنا لے فرعون رسولاً تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اول کا مشیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا ایک مشیل المسیح قوت اول طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پا کر اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے

دوسروں کے بدحواس کو کیا صاف کریگا۔ تجدید دین وہ پاک کیفیت ہو کہ اول عاشقانہ جوش کے ساتھ اس پاک ل پر نازل ہوتی ہو کہ جو کالمہ الہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اسکی سرایت ہوتی ہو جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے اتحوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر انجذاب کے خلیفہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دیکھائی ہیں امدان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال ہی بولتے ہیں نہ مجر و قفل سے اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تلی انکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک شکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور انکی گفتار اور کردار میں دینا پرستی کی طوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ بجلی صفا کئے گئے اور تمام و محال کہنے گئے ہیں و منہ۔

شیخ ابن مریم کے زمانہ تک محض یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترنا اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا تصور کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کیلئے نازل ہوتا ہے اور سب سے پہلے نبی مانیہ کی ہمت شکل زمانہ میں اترنا۔ شیخ ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو گا پس ہر ایک کو چاہیے کہ اس سے انکار کر نہیں جلدی کرے تا خدا تعالیٰ اسے لڑنے والا نہ ٹھہرے دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور پتھر پور اسے تصور پر جسے ہوتے ہیں وہ اسکو قبول نہیں کریں گے مگر غریب زمانہ آئینہ والا ہے جو اسکی فسطحی آئینہ ظاہر کر دے گا۔ دو دنیا میں ایک بنیاد پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور اور جھلون سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور حجت لیل کا کلام ہے۔

یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک نئے ایسا ہے کہ ظاہر پرستی اور روح اور حقیقت دوری اور دنیا اور ماضیت و محرمی اور سچائی اور اخلاقی پاکیزگی کی دوری اور لالچ اور جھل اور جبنے نیلے سے موعود اس زمانہ میں عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہے کہ جیسے حضرت شیخ ابن مریم کے ظہور کی وقت یہودیوں میں پہلی ہوئی تھی پس جیسے یہودی لوگ اس زمانہ میں بھی حقیقی نبی کی سب سے جڑ ہوئے تھے صرف رسوم اور عادات کو نبی سمجھتے تھے اور علاوہ اس کے دیانت اور امانت اور بلند فنی صفائی اور عدالت انہیں سے بالکل اٹھ گئی تھی سچی تھی تھی اور سچے رحم کا نام و نشان نہیں رہا تھا اور الزام اقسام کی مخلوق پرستی نے مسعود حقیقی کی جگہ بیل تھی ایسا ہی اس زمانہ میں یہ تمام بلائیں ظہور میں آگئی ہیں حلال چیزوں کو سٹرا اور شکورانہ فروتنی کے ساتھ استعمال نہیں کیا جاتا حرام کے ارتکاب سے کوئی گراہت اور نفرت باقی نہیں ہی خدا تعالیٰ کو بزرگ حکم نادلیوں کے ساتھ ٹال دیا جاتے ہیں۔ ہمارے اکثر علماء بھی اس وقت کے فقہاء اور فقیہوں سے کم نہیں پھر چاہئے اور اونٹ کو نگل جاتے ہیں آسمان کی بادشاہت لوگوں کے آگے بند کرتے ہیں تو آپ آسمان جاتے ہیں اور نہ جانو الکو جا۔ نے دیتے ہیں۔ لمبی چوڑی نمازیں پڑھتے ہیں مگر دین اس موعود حقیقی کی محبت اور عظمت نہیں بہر حال پھر بھی بڑی رقت آئینہ وعظ کرتے ہیں مگر انکے اندرونی علم اور ہی ہیں۔ عجیب ہیں انکی آنکھیں کہ باوجود انکی دلوں کی سرکشی اور مضمانہ ارادوں کے رو بہکا بہت ملکہ رکھتی ہیں۔ اور عجیب ہیں انکی زبانیں کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلوں کے آشنائی کا دم بہرتی ہیں۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اُن حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ طعنے و تبسے نہیں ہونگے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد پڑے گی اور یہودیوں کی سخت لڑائی ہوگی وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم قدم رکھا ہے اُن بکرا آسمانی سیفِ اللہ کو ٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی خصلت سدا دی جاوے گی اور ہر ایک حق پوش و جلال دنیا پرست یا چشم جو دین کی آنکھ نہیں دیکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کر دیا جائیگا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تانگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ انقلاب اپنی پورے کمال کیساتھ پھر پڑے گا۔

کی خصلتیں ہر طرف پھیل ہوئی نظر آتی ہیں تقویٰ اور خداترسی میں بظاہر فرق آگیا ہے ایمانی کمزوری نے ابھی محبت کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ دنیا کی محبت میں لوگ دے رہے جاتے ہیں اور ضرورتاً کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ حضرت عالی سیدنا رسولانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ اُس دستہ ایک نے اُنہیں آلا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کر لیگی اور وہ سارے کام کر دکھائیگی جو یہودی کر چکے ہیں یہاں تک کہ اگر یہودی چاہے کہ سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو وہ بھی داخل ہوگی تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دیں

والا پیدا ہوگا اگر ایمان شریا میں خلق ہوتا تو وہ اُسے اُس جگہ سے بھی پالیتا یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جسکی حقیقت الہام ابھی نے اس طرز پر کھول دی اور تفسیر سے اُسکی کیفیت ظاہر کر دی اور مجاہد پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ کھول دیا کہ حضرت مسیح بن مریم بھی حقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے جو وہ سو برس بعد پیدا ہوا اُس زمانہ میں کہ جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہو چکی تھی اور وجہ کمزوری ایمان کہ اُن تمام فرامیوں میں بچپن سے گئے تھے جو حقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں پس جبکہ اُس اُمت کو بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد پرچہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات انہیں بھی بکثرت پیدا ہو گئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں تا وہ پیشگوئی پوری ہو جان کے حق میں کی گئی تھی پس خدا تعالیٰ نے ان کیلئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینی والا مثل مسیح اپنی قدرت کا طرز بھی عجد یا مسیح جو انیوالا تھا یہی ہے چاہے قبول کرو جس کسی کے کان سن کر کے ہوں سنئے یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظر میں عجیب اور اگر کوئی اس

جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا ضرور نہیں کہ آسمان اُست چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو بائیں اور پیٹ مار آرا مومن کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کہو دین اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنے کی موت جو حیرت انگیز اسلام کی زندگی سے لگا کر زندہ خدا کی نئی توفیق ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہی اسی اسلام کا زندہ ارا خدا تھا اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس ہم عظیم کے رد براہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان امر کا گنبد کرے تو پہلے راستہ راہِ دینی بھی گنبد ہو چکی ہو۔ یوحنا یعنی یحییٰ کو جو ذکریا کا بیٹا تھا یہودیوں نے ہرگز قبرا نہیں کیا۔ حالانکہ مسیح نے اُس کے ماریہین شہادت دی کہ یہ وہی ہے جو آسمان پر اٹھا یا گیا تھا جس کے پھر آسمان سے اُترنے کا پاک نوشتون میں وعدہ تھا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ استغادوں کا کام لیتا ہے اور طبع خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کام دوسرے پر اور کر دیتا ہے جو ابراہیم کے دل کے موافق دل سکھاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے اور جو عمر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے کیا تم یہہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر ابس امت میں بھی محدث ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمر ہے۔ اب کیا حدیث کے معنی ہیں کہ محدث حضرت عمرؓ ختم ہو گئی۔ ہرگز نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمر کی روحانی حالت کی موافق ہو گئی وہی ضرورت کے وقت حدیث ہو گا۔ چنانچہ اس عاجز کو ابھی ایک مرتبہ اس باریہ میں الہام ہوا تھا فیث مادہ فاروقیتہ سواس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جسکی تفصیل بڑا ہیمن احمدیہ الدین بہرہ مستم

مندرج ہیں حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔ امدادی فطرتی مشابہت کی وجہ سے نبی کے نام پر یہ عاجز بھی گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جاسو میں صلیب کے توڑنے اور خنزروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا جون۔ میں آسمان سے اتر ہوں ان پاک نوشتون کے ساتھ جو میرے دامن بائیں تھے جو کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کیلئے ہر ایک مستعد دل میں داخل آریگا۔ بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چاہتا ہوں

کارخانہ جو ہر ایک سپر سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرنا ہے۔ سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح
 خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر ابر
 تائید حق اور شاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔ چنانچہ منجملہ اُن شاخوں کے ایک شاخ مالیف اور تصنیف
 کا سلسلہ جو جب کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ محارف و وقایع کھلائے گئے جو انسان
 کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتی ہیں اور انسانی تکلف سے نہیں
 بلکہ روح القدس کی تعلیم و مشکلاط حل کر دیئے گئے۔
 دوسری شاخ اس کارخانے کی استشارات جاری کرنے کا سلسلہ جو جبکہ الہی اتمام حجت کے

اور میری قلم کھینے سے رکھی بھی رہی تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند
 نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گزینہ ہیں۔ جو صلیب توڑے اور مخلوق پرستی
 کی ہیکل کچنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ شاید کوئی بے خبر اس حیرت میں پڑے کہ فرشتوں کا
 اترنا کیا معنی رکھتا ہے سو واضح ہو کہ عادت اللہ اس طرح جاری ہے کہ جب کوئی محل
 پائنی یا محدث اصلاح خلق اللہ کے لئے آسمان سے اترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے
 ہمراہ ایسے فرشتے اتر کر قہر میں کہ مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت
 دلاتے ہیں اور برابر اترتے رہتے ہیں جب تک اس اور فضائل کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستی
 کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّوْءُ فِيهَا بِأَذِنِ
 رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ آتٍ مُسَلِّمٍ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ سو ملائکہ اور روح القدس کا منزل
 لینے آسمان سے اترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہن کر اور کلام الہی
 سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس
 کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں تب دنیا میں جہان جہان
 جو ہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل
 جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دونوں میں نیکی خیال پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور وہ
 پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سچے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک سوچ چمک
 دیکھائی ہے اور مرکز و دن کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو
 اُس مصلح کے دعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے ایک پوشیدہ ہاتھ کی سرکشت سے خود بخود لوگ صلاحیت کی فضا

عرض ہو جاری ہو ادبِ تک میں ہزار سے کچھ زیادہ اشتقاقیات اسلامی جھوٹوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لئے شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔ قیسی شائع اس کارخانہ کی داروین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اعراض متفرقہ سے آئیوں لے ہیں جو اس آسمانی کاغذ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں یہ شائع بھی برابر نژاد مان میں ہو۔ اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس سلسلہ شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جب قدر انہیں ہی مستعد لوگوں کو تقریری ذریعہ سے

کھینکتے چلے آتے ہیں اور قریباً ایک ہفتہ تک رہتے ہیں۔ تب تا سبھی لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کہا یا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ کام ان خوشن کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے آتے ہیں اور حق کے قبول کرنے والے ہیں۔ ان کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشے ہیں۔ دسویں ہونے کو ان کو جگا دیتے ہیں۔ اور ستون کو ہتھیار کرتے ہیں۔ اور یہ دونوں کے گمان کھولتے ہیں۔ اور مردوں میں زندگی کی روح بھر دیتے ہیں۔ اور ان کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں۔ تب لوگ یکدم آکھیں کھولنے لگتے ہیں اور اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے حق تعالیٰ نے عظیم طاقتیں عطا کیں۔ اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اسی کے چہرہ کا نورانی ہونے کی وجہ سے ان کا رعبہ ہوتے ہیں جو اپنی قوت مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھتا ہے۔ اور ان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو۔ اور خواہ آتش ہو یا بجلی بیگانہ اور ناممکن۔ ہر چیز میں اس مناسبت میں جو کچھ بجلی کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ اور راستی کے قبول کرنے کیلئے جوش پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ جوش ایٹمی یا لوگوں میں پیدا ہوں یا روپ کے باشندوں میں یا اھر دیکھ کے۔ پس خداوند میں درحقیقت انہیں خوشنوں کی تحریک سے جو اس خلیفۃ اللہ کے ساتھ آتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہ آجہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں پائے گئے۔ اور بہت فساد اور صیرلہ افہام ہے اور تباہی و تباہی ہے اگر تم اس پر غور کرو۔ چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لئے تم صداقت کو نشان ہر ایک طرف سے پائو گے۔ وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم خوشنوں کی فوجیں آسمان سے اتریں اور ایشیا اور یورپ اور افریقہ کے دھن پر نازل ہوں دیجھو گے۔ یہ تم قرآن

روحانی فائدہ پہنچایا اور ان کے مشکلات حل کر دیئے گئے اور ان کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم نہ اتالی کو ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سامعین کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقع کے مناسب کچھ بیان کیا جانا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور موثر اور جلد تر و دلن میں بیچنے والا ثابت ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور جو خدا تعالیٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہو کر شائع کیا گیا باقی بقدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پیسیتے ہو ہیں عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس پھر اس کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مباحث

شریف و معلوم کر چکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزل کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تا دلوں کو حق کی طرف پھیریں سو ہم اس نشان کے منتظر رہو اگر فرشتوں کا نزل نہ ہوا اور ان کے اترنے کی نایا تاثیریں نہ ہو غلامین و خجین اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمول کو زیادہ نہ پایا تو تم نے یہ جہناک کامان سے کئی نازل نہیں ہوا۔ لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں تو تم انکار سے باز آؤ۔ تاہم خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک سرکش قوم نہ تھی۔

دوسرا نشان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو ان نوروں خاص کیا ہے جو برگزیدہ ہونے کو تین بن کا دوسرے لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم کو شک ہو تو معاہدہ کے لڑو اور یقیناً سبہو کہ تم برگزیدہ مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ تمہارے پاس زبانی میں مگر دل نہیں۔ جسم ہے مگر جان نہیں۔ انکوں کی تکی پر گرا اسمین نور نہیں۔ خدا تعالیٰ تمہیں نور بخیر تا تم دیکھ لو۔

تیسرا نشان یہ ہے کہ وہ برگزیدہ نبی جس پر تم ایمان لائے کا دعویٰ کرتے ہو اس پاک نبی علیہ السلام نے اس عاجز کے بارے میں کہا ہے جو تمہاری صلاح میں موجود ہے جس پر تم تک تم نے کبھی خون نہیں کی سو تم دراصل شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانی دشمن ہو کہ انکی تقدیر کے لئے نہیں بلکہ تکذیب کیلئے فکر کر رہے ہو۔ اب بتیہ سے تم میں کو کفر کا فتویٰ نکالیں گے اور اگر ممکن ہو تا تو قتل کر دیتے لیکن یہ حکومت اس قوم کی حکومت نہیں جو تعالیٰ میں بہت زیادہ اور سمجھنے میں بہت تالایق اور اخلاقی برامی سے بہت پیچھے رہی ہوا اور یہ بہت کی روح کو زندہ کر کے دکھلا رہی ہو۔ یہ حکومت اگرچہ ایمانی فضیلتوں اور برکتوں کو انچھوڑنا نہیں رکھتی تاہم ہیر و دیس کے جہد حکومت سے جسکے ساتھ حضرت مسیح بن مریم

اور محافل میں اُنکے حال کے مطابق روح سے قوت پاکر تقریریں کرتے تھے مگر اس زمانہ کے
 مستکون کی طرح کہ جنکو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھانا منظور ہوتا ہے۔ یا یہ غرض ہوتی
 ہے کہ اپنی جو بڑی منطق اور سوسنطاسی جھوٹوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لادیں اور پھر اپنی
 سے زیادہ جہنم کے لائق کریں۔ بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اہلنا

کا معاملہ پڑا تھا بدجہا بہتر اور حال کی اسلامی ریاستوں سے بلحاظ اسن اور عام رفاہیت
 کے پہلے لائے اور آزادی بحثی اور حفاظت اور تربیت رعایا اور انتظام قانون و عدالت
 اور سیکولر جیون کے برابر تلب فضل ہے۔ خدا تعالیٰ کی عمیق حکمت نے جیسا کہ مسیح کو یودیون
 کے پیام حکومت میں اور اُنکی گورنمنٹ کے ماتحت مبعوث نہیں فرمایا تھا ایسا ہی اس مابین کی
 نسبت بھی یہی مصلحت تھی کہ یہی گئی تا سبھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ مگر زمانہ حال کے منکر میر
 ہاشم پیش آدین قوافس کو مقام نہیں کیونکہ ان سے پہلے جو گزریں انہوں نے ان کو بدتر از وقت کے
 شیون کو ساتھ سلوک کیا مسیح بھی یہی بہت مرتبہ ہنسی ٹھٹھا ہوا۔ ایک دفعہ ہائیون نے ہی جو ایک ہی
 مان کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے چاہا کہ اسکو دیونہ قرار دیکر قید خانہ میں مقید کر دیں۔ اور بیگانوں نے
 تو کئی دفعہ اسکو جان و مادی کا ارادہ کیا اور اس پر تہرہ چلائے اور نہایت تحقیق نظر سے اسکو موزنیہ
 مٹوا۔ بلکہ ایک دفعہ اسکو اپنے غم میں صلیب پر لٹا کر قتل کر دیا۔ مگر چونکہ وہی نہیں توڑی تھی اس کو وہ
 ایک طرح سے اعتقاد اور نیک فہمی کی حمایت سے بچ گیا اور بقیا یا از زندگی بسر کر کے آسمان کی طرف اٹھایا
 گیا مسیح کے اس وقت دن اور دن رات کو دوستوں اور رفیقوں نے بھی انش کھائی لیا کئے
 تھے روپے رشوت لیکر اسکو کپڑا دیا اور ایک کپڑے اسکو سامنے اسکی طرف اشارہ کر کے اُسپر لعنت
 کی اور باقی حوالی جو پڑی دوستی کا دم اہر تھے تھے جاک گئے اور اپنے دیون میں مسیح کی نسبت کئی
 طرح کے شک انہوں نے پیدا کئے۔ لیکن چونکہ وہ راستہ تھا اسلئے خدا نے پیرس کے کافران کو بھٹکے
 بعد زندہ کیا مسیح کی دوبارہ زندگی جو جہان کے خیال میں ہی ہوئی ہے وہ حقیقت یہ۔ اس کو نہ ہر کسی
 زندگی کی طرف اشارہ ہو جو بھٹکے بعد زندہ کیا گیا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے چھ بھی بشارت دی کہ موت کے بعد
 میں پھر توحیات بخشن گاہ اور فرمایا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں وہ میرے بن پھر زندہ ہر جا لگاتے ہیں
 اور فرمایا کہ میں اپنی چو کا رد کھلاؤنگا اور اپنی قدس ثنائی سے مجھے اُٹھاؤں گا پس میری اس بشارت
 زندگی ہو مابھی جیسے کہ قاصد کی زندگی ہو مگر کم میں وہ لوگ جو ان بھیدوں کو سمجھتے ہیں۔ فقط منہ

تھادہ دوسرے دولہا نہیں ڈالتے تھے انکی کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور
مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سنا۔ تے تھے۔ بلکہ اُن کو تیار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفات و محال
میں مبتلا پا کر علاج کے طور پر انکو نصیحتیں کرتے تھے۔ یا حج قاطعہ سو اُن کے ادا نام کو رفع فرماتے تھے
اور انکی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہہ عاجز ملحوظ رکھتا ہوں اور
وادیوں اور صادیوں کی استعداد و کمیا وفاق اور انکی ضرورتوں کے لحاظ سے اور اُن کے امراض و لاحقہ کی
بالیہ سے ہمیشہ باب اُتر باہا۔ بہتا ہے کیونکہ برائی کو نشانہ کے طور پر دیکھ کر اُس کے روکنے کیلئے
نصیحت ضروری کی تہ انداز ہی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسی عضو کی طرح پاکر جو اپنے محل سے ہٹ گیا ہو

اس چیز پر بے غرضانہ کہنے کے لائق ہے کہ ایک دفعہ مجھے علیگڑھ میں جانے کا اتفاق ہوا اور وہیں
ایک کیدیہ سے جبرک قادیان میں بھی کچھ مدت پہلے دورہ ہو چکا تھا میں اس لائق نہیں تھا کہ زیادہ گفتگو
یا اور کوئی دماغی محنت کا کام کر سکتا اور ابھی میری ہی حالت ہو کہ میں زیادہ بات کرنی یا حد سے زیادہ فکر اور
غرض کی طاقت نہیں رکھتا اس حالت میں علیگڑھ کے ایک مولوی صاحب محمد اسماعیل نام مجھ سے ملے اور
انہوں نے نہایت انکساری سے وعظ کیلئے درخواست کی اور کہا کہ لوگ مدت سے آپکے شایع
ہیں بہتہ بہتہ کہ سب لوگ اب تک مکان میں جمع ہوں اور آپ کچھ وعظ فرما دیں۔ چونکہ مجھے ہمیشہ سے
یہی عشق اور بھی دلی خواہش ہے کہ حق باتوں کو لوگوں پر ظاہر کروں اس لئے میں نے اس درخواست
کو لبشوقی دل قبول کیا اور چاہا کہ لوگوں کے عام جمع میں اسلام کی حقیقت بیان کروں کہ اسلام
کیا چیز ہے اور اب لوگ اُسکو کیا سمجھ رہے ہیں اور مولوی صاحب کو کہا بھی گیا کہ انشاء اللہ اسلام کی
حقیقت بیان کیا جائیگی۔ لیکن بعد اس کے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روکا گیا مجھے یقین ہے کہ چونکہ
میری صحت کی حالت ابھی نہیں تھی اسلئے خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ زیادہ منہ زواری کر کے کسی جماعت میں
پڑوں اسلئے اُس نے وعظ کرنے سے مجھے روک دیا ایک دفعہ اس سے پہلے ہی ایسا ہی اتفاق ہوا تھا کہ
میری صحت کی حالت میں ایک نبی گزشتہ نبیوں میں سے کئی طور پر مجھ کو ملے اور مجھے بطور ہمدردی اور
نصیحت کے کہا کہ اس قدر دماغی محنت کیوں کرتے ہو اس سے تو تم بیمار ہو جاؤ گے میرا حال خدا تعالیٰ کی
طاعت ہے۔ یہ ایک روک تھامی جس کا مولوی صاحب کی خدمت میں مذکر کر دیا گیا اور یہ مقررہ واقعی
تجارتا جن لوگوں نے میری اس بیماری کے سخت سخت دور سے دیکھ میں اور کثرت گفتگو یا غرض و فکر
کے بعد بہت جلد اس بیماری کا برا گزشتہ ہوا پھر خود شاہدہ کہا ہے وہ اگرچہ باعث ناواقفیت میرے

اپنی حقیقی صورت اور بل پرانا۔ جیسے یہ علاج بیمار کے روبرو ہوئی حالت میں تصور ہے اور کسی حالت میں کما حقہ ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چندین ہزار بنی اور رسول بھیجے اور انہی شرف محبت میں شرف ہوئے کا حکم دیا ہر ایک زمانہ کے لوگ شہم دیدنوں کو پا کر انسان کے وجود کو مجسم کلام الہی مشاہدہ کر کے اعلیٰ اقتدا کے لئے کوشش کریں اگر صحبت صادقین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تھا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی رسالت کی امر کو محدود رکھتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور نبی کا منقطع کر دیتا لیکن خدا تعالیٰ کی عین حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور ضرورت

الہیات پر یقین نہ رکھتے ہوں لیکن انکو اس بات پر لکلی یقین ہو گا کہ مجھے فی الواقع یہی مرض لاحق حال ہے ڈاکٹر محمد حسین خان صاحب جو لاہور کے انجیری مجسٹریٹ بھی ہیں اور انکے میرا علاج کرنے میں ان کی طرف سے ہمیشہ یہی تاکید ہے کہ دماغی محنتوں سے تاقیام مرض بچنا چاہیئے اور ڈاکٹر صاحب موصوف میری اس حالت کے مشاہدات میں اور میرے اکثر دوست جیسے انیم مولوی حکیم فی الدین صاحب طبیب ریاست جہون جو ہمیشہ میری احمدی میں بدل جان و مال مشغول ہیں اور منشی عبداللہ صاحب کوٹلیٹ جو خاص کاھو میں سکونت اور تعلق ملازمت رکھتے ہیں۔

جنہوں نے میری اس بیماری کے وزن میں خدمت گاہ میں ادا کیا جب کہ بیان میری لطافت سے باہر ہے پس میرے مخلص میری اس حالت کے گواہ ہیں مگر انوس کہ باوجودیکہ ہر ایک مومن حسن ظن کے لئے مامور ہے مولوی صاحب نے میرے اس عذر کو بناے ظنی سے طے میں جبکہ نہیں دی بلکہ غایت دھج کی بگھائی کر کے دروغ گوئی پر عمل کیا چنانچہ انکی ساری وہ تقریریں کو ایک ڈاکٹر جمال الدین نام انکے دوست نے انکی اجازت سے تحریر کر کے لوگوں میں پھیلا یا ذیل میں اسکی جواب کے لکھتا ہوں۔

قولہ میں نے ان سے [یعنی اس عاجز سے بمقام علیگڑھ کہا کہ کل جمعہ ہے وعظ فرمائیے اس کا آہوں نے وعدہ بھی کیا۔ مگر صبح کو رخصتہ آیا کہ میں بندہ الہام وعظ کہنے سے منع کیا گیا میرا خیال یہ کہ یہ سب عجز بیانی و خوف امتحانی انکار کر دیا۔

اقول مولوی صاحب گاہ خیال بجز بگمانی کے جو بحث منوعات شرعیہ میں سے ہے اور نیک سرشت آدمیوں کا کام نہیں اور کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں رکھتا اگر میں صرف علیگڑھ میں اگر خاص اسی موقع پر الہام کا دعویٰ نہ کرتا تو بیشک بدظنی کر سکتے تھے ایک مہر جو سکتی تھی اور بیشک

کے وقتوں میں بیٹے جب کسی محبت آہی اور خدا پرستی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجہہ میں فرق
 اتنا سے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پا کر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں۔ اور یہ
 دونوں فیضی باہم لازم ملزوم ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلائق کی طرف توجہ
 ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے ہوں کہ جنکو خدا تعالیٰ نے
 اپنی خاص توجہ سے بنائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو بلاشبہہ ریبات
 یقینی اور اسور مسکنہ میں سے ہے کہ یہ ہم عظیم اصلاحی خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دور
 سے رو بہا نہیں ہو سکتی اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قیام سے خدا تعالیٰ
 کے پاک بنی مارتے رہے ہیں۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس موثر طریق کو ایسی مضبوطی اور

ثبات کیا جاسکتا تھا کہ میں مولوی صاحب کے علمی۔ تہذیبی۔ عدل و ان کے کلمات کی عظمت
 اور رعیت سے متاثر ہو کر گھبرا گیا اور غلط پیش کرنے اور ایک صلے رشمن سے اپنا چہرہ بڑایا لیکر
 میں تو اس دعوے الہام کو قلیگدہ کے سفر سے چند سات سال پہلے تمام ملک میں شائع کر چکا ہوں
 اور برائین احمدیہ کے اکثر مقامات اُس سے پڑھیں۔ اگر میں تقریر کرنے سے عاجز ہوتا تو وہ کتابیں میری
 طرف سے تقریری طور پر میں جلس میں اور ہزار کا موافقین اور مخالفین کے جلسہ میں قلمبند
 ہو کر شائع ہوئی ہیں۔ جیسے چشم آبیہ وہ کینڈر میری ایضیہ۔ قوت مطلقہ سے نکل سکتی
 تھیں۔ اور کینڈر میرا عایشان سلسلہ زبانی تقریروں کا حسین ہزاروں مختار۔ طبع اور استعداد
 آدمیوں کے ساتھ ہمیشہ مزہ خوری کرنی پڑتی ہے آج تک چل سکتا۔ افسوس ہزار افسوس اس زمانہ
 کے اکثر مدبروں پر کہ آتش خداوندی اندھا کھو گیا ہے لوگوں کو تو یہانی حضائک اور برادارانہ ہوا
 اور باہم نیک فانی کا ہمیشہ سبق نصیحت میں اور منبروں پر چڑھ کر اس باریہ میں کلام الہی کی آیات سناتے
 ہیں مگر آپ ان حکموں کو چھوڑتے بھی نہیں۔ اسی حضرت خدا تعالیٰ آپ کی آنکھ کھولے۔ کیا یہ ممکن نہیں
 کہ خدا تعالیٰ اپنے کسی مہم بندہ کو کسی مصلحت کی وجہ سے ایک کام کرنے سے روک دے اور شایع
 اس روک گا دوسرا سبب یہ بھی ہو گا کہ آپ کی اندونی خاصیتوں کا امتحان ہو جائے۔ اور جو
 لوگ آپ کے ہر نگ اور آپ کے ہر طرف میں ان کے مواد وغیرہ بھی اس تقریب سے باہر نکل
 آویں۔ رہی یہ بات کہ آپ کی علانیہ عظمت اور رعیت سے میں ڈر گیا تو میں کے جواب میں آپ
 یقیناً سمجھیں کہ جو لوگ تاریکی اور نفسانی ظلمتوں میں مبتلا ہیں اگر وہ دنیا کے تمام فلسفہ اور طبی کے

استحکام سے علاج دیا ہے کہ اسکی نظیر دوسرے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس حجت کثیر کا دوسری جگہ وجود کو پہلا کہتا ہے جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ جڑہ کئی تھی اور کمال اعتقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محبت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے پکھن کے لئے آسان نبوی پردن رات پڑی رہتی تھی۔ بیشک حضرت موسیٰ کو بھی ایک جہانت ملی تھی۔ مگر وہ کیسی اور کقدر سرکش اور مترو اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دلوں پر بھور رہنے والی تھی اس بات کو بائبل کو پٹہ بننے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جہانت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتھا دا اور ایسی قربانی دینا نکت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ و حق عضو واحد کی طرح نہ گئی تھی۔ اور انکے رسولؐ

جامع بھی ہوں شہ بھی میری نگاہ میں ایک مرتے ہوئے کیڑے سے انکی زیادہ وقعت نہیں۔ مگر آپ اس مرتبہ علم کے آدمی ہی نہیں۔ حرف پورانے خیالات کی ایک خشک قلاب اور وہی کینگی جو تاریک خیال قلابوں میں ہوا کرتی ہے آپ کے اندر موجود ہے اور آپ کی یاد ہے کہ اکثر میرے پاس ایسے محقق اور جامع فنون اور معلومات وسیع رکھنے والے آتے اور اسرار معارف کو فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں کہ اگر میں انکو مقابل پر آپ کو طفل مکتب ہی کہوں تو اسقدر کامیاب سے بھی آپ کو وہ عزت دون کا جیسے آپ مستحق نہیں۔

اب بھی اگر آپ کی قوت واہمہ فرم ہونے میں نہ آوے اور بخفی کے جذبات کم نہ ہوں تو پھر میں خدا تعالیٰ کی مدد اور رحمت سے آپ کے مقابل پر تقریر کر نیکی بھی حاضر ہوں میں باعث بیاری آنکھوں کی سفور و ردائز تو نہیں کر سکتا لیکن اگر آپ راضی ہوں تو اپنے کرایہ سے لاہور بیسیہ پنہا کے صدر مقام میں آپ کو اس کام اور اس امتحان کیلئے تکلیف دیکھتا ہوں۔ اور یہ عہد عزم پختہ سے کرتا ہوں ۹ اور آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

قول یہ شخص محض تالاب ہے طبعی لیاقت نہیں رکھتا۔ **قول** اے حضرت پھر دنیا کی کجی امتداد نامی کا دعویٰ نہیں۔ اس جہان کی دانیوں اور اعلیٰ اکین کو میں کیا کہوں۔ کہ وہ سچ کو نہ نہیں کر سکتیں۔ انہی غلط فہم کو وہ دہ نہیں کر سکتیں۔ عجز اور شکا ساری کو پیدا نہیں کر سکتیں۔ بلکہ رنگ پر رنگ چٹائی اور کفر پر کفر بڑھاتی ہیں۔ میرے لئے اس پر کج ہایت الہی نے میری دستگیری کی اور وہ علم غمناک کے مدرس سے نہیں بلکہ آسمانی معلم سے ملتا ہے۔ اگر مجھے اسی کہا جاتا

برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انثار نبوت ایسے چمکے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی تصویر میں تھے۔ سو یہ ہم بہاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے فحش بُت پرستی کرنے والے کا دل خدا پرستی تک پہنچائے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اسکی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا یہ وہ اصل ایک صادق لو کا دل کی صحبت میں غلامانہ قدم سے عمر بسر کر نیکانیت پر تھا۔ سو اسی بنا پر یہ ہم عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے امور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ سے بڑھ دیا جائے اور ایسی لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑا فی کے لئے شوق رکھتی ہوں اور ان پر وہ انثار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ فوق

تراس میں میری کیا کسر شان ہے۔ بلکہ جائے فخر کیونکہ میرا اور تمام خلق اللہ کا مقتدا جو عارفانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا وہ بھی اتنی ہی تھا۔ میں اس کھوپڑی کو ہرگز قدر کے لائق نہیں سمجھتا۔ لیکن علم کا گم نہ ہے مگر اس کا ظاہر باطن تاریکی سے بہرا ہوا ہے۔ قرآن شریف کو کھول کر گدے کی مثال پر غور کرو کیا یہ کافی نہیں؟

قولہ میں نے الہام کے باریسین اس سے چند سوال کئے کسی قدیمینی جواب دیکر سکوت اختیار کیا۔ **اقول** مجھے یاد ہے کہ بہت پر معنی جواب دیا گیا تھا اور ایسی شخص کے لئے کہ جو کسی قدر عقل اور انصاف رکھتا ہو کافی تھا۔ مگر آپ نے سمجھا حسین کی پردہ دہی ہے آپ کی یا کسی اور کی۔ وہی حال کسی انبار میں شائع کیجئے اور دوبارہ اپنی خوش فہمی کی آواز نالیش کرائیے۔

قولہ ہرگز یقین نہیں ہو سکتا کہ ایسی عمدہ تصانیف کے ہی حضرت مصنف ہیں۔ **اقول** آپ کیا یقین کریں گے یہ یقین قرآن کفار کو بھی میسر آتا یا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ نزدیک تھا اور باعثِ محنت ہو چکے کمالات نبویؐ اور یہ مکمل ہو کر اور یہی کہتے رہے کہ یہ بلیغ کلمات جو اس کے مونہ سے نکلتے ہیں اور یہ قرآن جو خلق اللہ کو نیا یا جاگامی و تمام جہات میں و تحقیقت بعض اور لوگوں کی تالیف ہیں جو پوشیدہ طور پر صبح اور شام اسکو کہلاتے تھے۔ میں اور ایک طرح سے ان کفار نے بھی سچ کہا اور مولانا علیؒ کے مونہ سے یہی سچ نکلا۔ کیونکہ جو کچھ ہم قرآن شریف کا کلامِ اعانت اور حکمت میں آنحضرتؐ کی طاقتِ ذہنی سے بہت بلند بلکہ تمام مخلوقات کی طاقت سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ اور جو تعلیم مطلق اور قادرِ کامل کے اندر کسی سے وہ کلام میں نہیں سکتا۔

اٹھو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا سیدھا داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اسی کی بشارت دیکر خداوند نے مجھے بھیجا اور کہا کہ بخرام کے وقت تو نزدیک رسید و پائی محمدیان بر منار بلند تر محکم اُفتاد۔

چو کھی شاخ اس کا رخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں نوٹھے ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہو گئے۔

ایسا ہی وہ کتابیں ہیں جو اس علم نے تالیف کر کے شائع کی ہیں درحقیقت یہ وہ تمام غیبی مدد کا نتیجہ ہے اور اس عاجز کی استعداد دریافت سے برتر اور شکر کا مقام ہے کہ مولوی صاحب کی اس تحسین سے ایک ٹپکوری ہی جو بہترین میں درج ہے پوری ہوئی کہ بعض لوگ اس تالیف کو پڑھ کر کہیں گے کہ یہ کتاب اس شخص کی تالیف نہیں بلکہ افاضہ علیہ قوۃ لخرن - لویکھو پڑا دھین آختریکہ (صفحہ ۲۳۹)

قولہ سید محمد عرب بنی ثقفی ہمارا ہوں وہ میری ملاطفت بیان کرتے تھے کہ میں دواۃ ناسخے پاس مستحقین خاص کے ذمہ میں رہا اور وقتاً فوقتاً بنظر تجسس و استخوان ہر ایک وقت خاص پر حاضر رہ کر جانچا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت ان کے پاس آلات نجوم موجود ہیں وہ ان سے کام لیتے ہیں۔

۱ قول تعالو اندع ابناؤنا و ابناؤکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبخل فنجعل لعنتنا لکم علی الکاذبین۔ میری طرف سے درحقیقت یہی جواب ہے جو سینے آیات ربانی کے ذریعہ سے لکھ دیا اور مجھے ہرگز یاد نہیں کہ وہ سید صاحب کون بزرگ تھو کہ جو دواۃ تک میرے پاس رہی اس بات کا بارشورت مولوی صاحب کے ذمہ ہے کہ انکو میرے روبرو پیش کریں تا پوچھا جائے کہ انہوں نے کن آلات کو مشاہد کیا تھا اور جبکہ میں ابھی تک زندہ موجود ہوں اس حالت میں مولوی صاحب دواۃ تک آپ ہی بکرو گئے ہیں کسی دوسرے عربی یا عجمی کے توسط کی کیا ضرورت ہے۔

۲ قولہ مجھے فقرات الہام پر غور کرنے سے ہرگز یقین نہیں آتا کہ وہ الہام ہیں۔ **۱ قول** ان لوگوں ہی یقین نہیں آیا تھا جن کے حقیق اللہ تعالیٰ نے دنیا پر کثرت بولایا تھا لکن اب۔

جن کا جواب لکھا گیا بجز بعض خطوط کے جو فضول یا غیر ضروری سمجھ گئے اور یہ سلسلہ ہی بہتر جاری ہوا اور ہر ایک مہینہ میں غالباً تین سو تیسے ساڑھے سو یا ہزار تک خطوط کی آمد و رفت کی نسبت پہنچتی ہے۔

پانچویں شاخ اس کا رخ ان کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قایم کی مریدوں اور رعیت کرنے والوں کا سلسلہ ہے چنانچہ اُس نے اس سلسلہ کے قایم کرنا ایک وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہو تو اس طوفان کے وقت میں کشتی طیار کر کے جو شخص

زمنوں کو یقین نہ آیا۔ یہودیوں کے یقینوں کو یقین نہ آیا۔ انجیل آتھم کو یقین نہ آیا مگر ان کو آیا جو دل کے غریب اور نفس کے پاک تھے یہ امن سعادت بندوباز و نیست تازہ بخش خدا سے بخشند۔

قول میں ہونا کلمات کے خلاف ہو اور یہ کہنا کہ جس کو لکھا ہو وہ اگرچہ کچھ بہیم و عادی باطلہ ہیں۔ **اقول** یہ باتیں انسان کی طرف سے نہیں بلکہ اُس کی طرف سے ہیں جسکو ہر ایک مولیٰ پہنچتا ہے چوں کہ حق پرست ان کو باطل کہہ سکتا ہے۔ ان یہ سچ ہے کہ افعال کسی فوق القدرت بات کا کوئی بنی بھی نہیں کر سکتا۔ مگر کیا ایسا ادعا تیرے کسی نبی یا رسول یا محدث کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی جائز نہیں؟

قول میں طاقت کرنے سے بالکل بے عقیدہ ہو گیا ہوں میری رائیں جو موجد ان سے طاقت کر لیا ان کا معتقد نہ رہا۔ نماز ان کی آخر وقت ہوتی ہے۔ جماعت کے پابند نہیں۔

اقول مولوی صاحب کی بے عقیدگی کی تو مجھے پروا نہیں۔ مگر ان کے جھوٹ اور افتراء اور غایت دجہ کی جھلیوں پر سخت تعجب ہے۔ اور خداوند کریم اس اُمت پر رحم کر جس کے رہنما اور راہی اور سرپرست ایسے ایسے مولوی سمجھے گئے ہیں۔ اب ناظرین اس اعتراض پر بھی غور کریں جو قبل اور بعد کے جوش سے مولوی صاحب کے مہنسے لکھا ظاہر ہے کہ یہ عاجز صرف چند روز تک مسافرانہ طور پر علیگڑھ میں ٹھہرا تھا اور جو کچھ مسافروں کے لئے شریعت اسلام نے رخصتین عطا کی ہیں اور ان سے داخلی طور پر انحراف کرنا ایک الحاد کا طریق قرار دیا ہے ان سب امور کی رعایت میں لئے ایک ضروری امر تھا سو میں نے وہی کیا جو کرنا چاہیے تھا اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ میں نے اُس چند روزہ اقامت کی حالت میں بعض دفعہ مسنون طور پر دو نمازوں کو جمع کر لیا ہے اور کبھی ظہر کے آخر وقت پر ظہر اور عصر و دو نمازوں کو اکٹھے کر کے پڑھا ہے مگر حضرات متین

اس کشتی میں سوار ہو گا وہ غرق ہوئیے نجات پا جائیگا۔ اور جو انکار میں رہیگا اس کیلئے موت پیش ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیرگا اس نے تیرے ماتو میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اور اس خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا مگر تیرے پتے متبعین اور محبت قیامت کے دن تک رہیں گے اور ہمیشہ ملکیں پر انہیں غلبہ رہیگا۔

یہ پہلے ہی طور کا سلسلہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ اگرچہ ایک سرسری نگاہ تو کبھی کبھی گہر میں ہی غاندن کو جمع کر کے پڑھ لیتے ہیں اور بلا مغزو مطر پر مثل در آمد رہتا ہے میں اس سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ میں نے ان چند دلوں میں مسجدوں میں جانے ہونے کا بلکی التزم نہیں کیا مگر باوجود اپنی علالت طبع اور عمر کی حالت کے بلکی ترک ہی نہیں کیا۔ چنانچہ مولوی عیسا کو معلوم ہو گا کہ اُنکے چچے ہی جمعہ کی نماز پڑھی تھی جسکے ادا ہو جانے میں اب مجھ کو شک پڑ گیا۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے سفر کے دنوں میں مسجدوں میں حاضر ہونے سے کراہت ہی کرتا ہوں۔ مگر حافظ اللہ اسکی وجہ کسل یا اتھاف احکام الہی نہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہمارے ملک کی اکثر مساجد کا حال نہایت ابترا و قابل افسوس ہو رہا ہے اگر ان مسجدوں میں جا کر آپ امامت کا ارادہ کیا جائے تو وہ جو امامت کا منصب کھتی ہیں انہیں ناراض اور نیلے پیلے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر انکا اقتدا کیا جائے تو نماز کے ادا ہو جانے میں مجھے شبہ ہو کہ چونکہ علانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امامت کا ایک شیعہ اختیار کر رکھا ہے اور وہ پانچ وقتے جا کر نماز نہیں پڑھتے بلکہ ایک دوکان ہے کہ ان وقتوں میں جا کر کھولتے ہیں۔ اور نماز کا اور ان کے خیال کا گذارہ ہے چنانچہ اس پیشہ کے عزل اور نصب کی حالت میں مقتدمات تک نسبت پہنچتی ہے اور مولوی صاحبان امامت کی ڈگری کرانے کیلئے اپیل دراپل کرتے رہتے ہیں۔ پس یہ امامت نہیں یہ تو حرام خوری کا ایک مکروہ طریقہ ہے کیا آپ بھی ایسے نفسانی پتے میں پھنسے ہوئے نہیں پہر کر کوئی شخص دیکھ بہا کر اپنا ایمان ضائع کرے مساجد میں شیعہین کا جمع ہونا جو احادیث نبویہ میں آخری زمانہ کے حالات میں بیان کیا گیا ہے وہ مشکوکی نہیں ملا صاحبوں کے متعلق ہے جو حرام میں کھڑے ہو کر زبان سے قرآن شریف پڑھتے اور دلوں میں رونا گنتے ہیں۔ اور میں نہیں جانتا کہ کھڑا و فقیر یا مقرب اور غنا کو سفر کی حالت میں جمع کرنا کب سے منع

والا آدمی صرف تالیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا۔ اور دوسری شاخوں کو غیر ضروری اور فطوری خیال کرے گا مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں۔ اور جس اصلاح کے لئے انہی ارادہ فرمایا ہے۔ وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ یہ تمام کاروبار خدا تعالیٰ کی خاص امداد اور خاص فضل پر چھوڑا گیا ہے اور اس کے انجام پہنچانے کے لئے وہی کافی اور اسی کے مبشرانہ وعدے اطمینان بخش ہیں لیکن اسی کے حکم اور تحریک سے مسلمانوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جیسا خدا تعالیٰ کے نام نبی جو گزر چکے ہیں مشکلات پیش آمدہ کی وقت پر توجہ دلا رہے ہیں سو اسی توجہ وہی کی غرض سے کہتا ہوں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان پہنچانے والی شاخوں کے حسن طریق اور وسیع طور پر جاری رہنے کے لئے کس قدر مسلمانوں کی جمہوری امداد کا یہی مشاغل ایک تالیف کے ہی سلسلہ کو غور کر کے دیکھو کہ اگر ہم پوری پوری اشاعت کی غرض سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں تو اس کی تکمیل کے لئے کیا کچھ مالی وسائل کی ہمیں ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ اگر وہ حقیقت تکمیل اشاعت ہی ہماری غرض ہے تو ہمارا مدعا یہ ہونا چاہیے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے نرے اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی ہی اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بڑی تعلیموں سے متاثر ہو کر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں اور ہر وقت یہہ امر ہماری مد نظر رہنا چاہیے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک تلاش حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس مدعا کا بوجھ اہل و اتم اس طور سے حاصل ہونا ہرگز ممکن نہیں کہ ہم ہمیشہ ہی امر پیش نہاد غاطر کہیں کہ ہماری کتابیں فروخت کے ذریعہ سے شائع ہوتی رہیں اور محض فروخت کی طور پر کتابوں کو شائع کرنا اور نفسانی ملونی کی وجہ سے دنیا کو دین میں گھسیٹ دینا نہایت نکمہ اور قابل اعتراض طریق ہے جسکی شامت کی وجہ سے نہ ہم جلدی سے اپنی کتابیں دنیا میں پھیلا سکتے ہیں اور نہ کثرت سے وہ کتابیں لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ بلاشبہ بہت سی اصلاحیں ہوں گی کہ جس طرح ہم مثلاً ہو گیا اور کس تاخیر کی صورت کا فتویٰ دیا عجیب بات ہو کہ آپ نے نزدیک اس پر باری مردہ کا گوشت کھانا تو کھایا ہے مگر سفر کی حالت میں تمہارا دھرم کو ایک جگہ پڑھنا قطعاً حرام اقول اللہ ایہا المؤمنین فان الموت قریب واللہ یعلم ما تکتھمون۔

ایک لاکھ کتاب کو مفت تقسیم کرنے کی حالت میں صرف بیس روز میں وہ سب کتابیں فوراً
 مکمل ہونے میں پہنچا سکتے ہیں اور عام طور پر ہر ایک فرقہ میں اور ہر ایک جگہ پہنچا سکتے اور ہر ایک
 حق کے طالب اور راستی کے متلاشی کو دیکھ سکتے ہیں ایسی اور اس طرح کی اعلیٰ درجہ کی کارروائی
 قیمت پر دینے کی حالت میں شاید میں برس کی مدت تک بھی ہم نہیں کر سکیں گے۔ فروخت
 کیا جانتی کتابوں کو صندوقوں میں بند کر کے ہکو فریڈارون کی راہ دیکھنا چاہیے کہ کب کوئی آتا ہو
 یا خط بھیجتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس انتظار و راز کے زمانہ میں ہم آپ ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں
 اور کتابیں صندوقوں میں بند کی بند ہی رہیں، سو چونکہ فروخت کا دائرہ نہایت تنگ اور اصل عام
 کا سخت علاج اور چند سال کے کام کو صد ہا برسوں پر ڈالتا ہے اور مسلمانوں میں سے ایسا کوئی فرخ
 حوصلہ اور عالی ہمت امیر بھی اب تک اس طرف متوجہ نہیں ہوا کہ ہماری تالیفات جدیدہ کے بہت
 سے نسخے خرید کر کے محض بڑے تقسیم کیا کرتا اور اسلام میں عیسائی مشن کی طرح کوئی ایسی سوسائٹی بھی
 نہیں جو اس کام کے لئے مدد دے۔ اور عوامی اعتبار نہیں تاہم لمبی عمر کی امید پر کسی دور و دراز
 وقت کے منتظر رہیں لہذا میں نے اپنی تمام تالیفات میں ابتداء سے التزامی طور پر یہی مقرر کر رکھا ہے
 کہ جہاں تک بس چل سکتا ہے بہت سادہ کتابوں کا مفت تقسیم کر دیا جائے تا جلدی سے اور
 عام طور پر یہ کتابیں جو سچائی کے نذر سے پھری ہوئی ہیں دنیا میں پھیل جائیں مگر چونکہ میری ذاتی
 قدرت ایسی نہیں تھی کہ میں اس بار عظیم کون تھا اٹھا سکتا اور دوسری شاخوں کے مصداق
 خلیفہ بھی اس شلخ کے ساتھ لاحق تھے اس لئے یہ کام طبع تالیفات کا ایک حد تک چلکر آگے
 نکل گیا جو آج تک رکا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی تمام شاخوں کو ایک ہی نظر سے دیکھا
 ہے اور بنظر مسافات ان سب کی تکمیل اور ان سب کا قیام چاہتا ہے لیکن ان بچکانہ شاخوں کو مصداق
 اس قدر میں کہ جنکے لئے مخلصین کی خاص توجہ اور ہمدی کی ضرورت ہے۔ اگر میں ان دینی مصداق

بیان کیا جاتا ہے کہ برٹش اور فرانک بائبل سوسائٹی نے ابتدا قیام سے لیو گڈ شہ ۱۸ سال کے عرصہ
 میں عیسائی مذہب کی تائید میں مائٹ کروڑوں سے کچھ زیادہ اپنی مہر کی بن تقسیم کر کے دنیا میں پھیلائی
 بین اس وقت کے ذی قدرت مگر کابل مسلمانوں کو مخلصین جو اکثر پورا اور غیر مسلم کے عبارات
 میں چپ کر شائع ہوا ہے بنظر غور و شرم پڑھنا چاہیے کیا یہ کتابیں مجھے دالو کو ہاتھ شائع ہوئی ہیں
 یا ایک قسم کی مگر م سوسائٹی نے اپنے دین کی ادا میں مفت بانٹی ہیں۔ منہ

کی مفصل حقیقت لکھوں تو بہت طویل ہو جائیگا۔ مگر اُسے بہاؤ تو منہ کے طور پر صرف وار دین اور
 صا دین کے ہی سلسلہ پر نظر ڈال کر دیکھو کہ اب تک ساٹ سال کے عرصہ میں ساٹھ ہزار کے قریب یا
 اُس سے کچھ زیادہ جہاں آیا ہے۔ اب تم اندازہ کر سکتے ہو کہ ان عزیز جہانوں کی خدمت اور دعوت
 اور ضیافت میں کیا کچھ خرچ ہوا ہوگا اور ان کے سرا اور گرام کے آرام کے لئے ضروری طور پر کیا
 کچھ بنانا پڑا ہوگا بیشک ایک دور اندیش آدمی تعجب میں پڑیگا کہ اس قدر گروہ کثیر کی جہانداری کے
 تمام لوازم اور مراتب و تقاضا کیونکر انجام پذیر ہو سے ہوں گے۔ اور آئندہ کس بناء پر ایسا بڑا کام جاسکا
 ہے۔ ایسا ہی وہ بیٹل ہزارا شتھار جو انگریزی اور اردو میں چھاپے گئے اور پھر بارہ ہزار سے کچھ زیادہ
 مخالفین کے سرگروہ ہون کے نام رجسٹری کر کر سیکھے گئے اور ملک ہند میں ایک بھی ایسا پارسی نہ
 چھوڑا جس کے نام وہ رجسٹری شدہ اشعار نہ بھیجے گئے ہوں بلکہ یورپ اور امریکہ کے مالک میں بھی
 یہ اشعارات بذریعہ رجسٹری بھیج کر محبت کو تمام کر دیا گیا۔ کیا ان اخراجات پر غور کر نیسے یہ تعجب کا
 مقام نہیں کہ اس بضاعہت مزجاة کے ساتھ کیونکر محل ان مصارف کا ہو رہا ہے۔ اور یہ تو بڑے
 بڑے اخراجات ہیں اگر ان اخراجات کو ہی جانچا جائے کہ جو ہر مہینہ میں خطوط کے بھیجنے میں اٹھائے
 پڑتے ہیں تو وہ بھی ایسی رقم کثیر نکلے گی جس کے مسلسل جاری رہنے کیلئے ابھی تک کوئی امداد وسیل
 نہیں۔ اور جو لوگ سلسلہ سیت میں داخل ہو کر حق کی طلب کی غرض سے اصحاب الفضلہ کی طرح میرے
 پاس ہٹنا چاہتے ہیں ان کے گزارہ کے لئے بھی مجھے آسان کی طرف نظر ہے۔ اور میں جانتا ہوں
 کہ ان بچکانہ شاخوں کے قایم رکھنے کی سبیل آپ وہ قادر مطلق نکال دیا جس کے ارادہ خاص سے اس
 کارخانہ کی بنا ہے۔ مگر نظر تبلیغ ضروری ہے کہ قوم کو اس سے مطلع کر دیں۔ سینے شناسے کہ بعض
 ناواقف یہ الزام میری نسبت شایع کرتے ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ کی قیمت اور کسی قدر چندہ بھی
 قریب تین ہزار روپیہ کے لوگوں سے وصول ہوا مگر اب تک کتاب تمام و کمال طبع نہیں ہوئی۔ میں
 اس کے جواب میں اپنے واضح کرتا ہوں کہ ردِ پیہ جو لوگوں سے وصول ہوا وہ صرف تین ہزار نہیں
 بلکہ علاوہ اسکے اور روپیہ بھی شاید قریب دس ہزار کے آیا ہوگا کہ جو ذی کتاب کے لئے چندہ تھا اور ذی کتاب
 کی قیمت میں دیا گیا بلکہ بعض دعا کے خواستگاروں نے محض قدر کے طور پر دیا یا بعض دوستوں نے
 محض محبت کی راہ سے خدمت کی سہوہ سب اس کارخانہ کے لابدی اور پیش آمدہ کاموں میں
 وقتاً فوقتاً خرچ ہوتا رہا اور چونکہ حکمت الہی نے سلسلہ تالیف کتاب کو تاخیر میں ڈالا ہوا تھا اس واسطے

لئے دوسری اہم شاخوں سے جو باہر اپنی قائم تحقیر کچھ بچت نکل نہ سکی اور تاثر طبع کتاب میں حکمت
یہی تھی کہ اس فقرت کی تمت میں بعض دقیق و حقائق مولف پر کامل طور سے کھل جائیں۔ اور نیز
مخالفین کا سا باخجا باہر نکل آوے۔ اب جو ارادہ الہی پھر اس طرف متعلق ہوا کہ بقیہ تالیفات کی تکمیل
تو اس نے اس مضمون دعوت کے لکھنے کی طرف مجبور و توجہ دی سو اس وقت جبکہ تکمیل تالیفات کی سخت
ضرورت ہے۔ ہر اہلین کا بہت ماحضہ ہنوز طبع کے لائق ہے اگر رہ طیار ہو جائے تو خریداروں
کو اور ان سب کو پہنچایا جائے۔ بلکہ محض لکھنے سے دے دئے گئے ہیں اور آئندہ دینے کا وعدہ ہے
ایسا ہی دوسرے رسائل جیسے اشعۃ القرآن۔ مسوارج مبینہ۔ بتجدید دین اور کعبین
فی علماۃ المفسرین۔ اور قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھنے کا یہی ارادہ ہے اور یہی دل میں
جوش ہے کہ عیسائی و غیرہ مذاہب باطلہ کے رویوں اور ان کے اخبارات کے مقابل پر باہواری
ایک رسالہ لکھا کرے اور ان سب کاموں کے مسلسل اجرا کے لئے بجز انتظام سرمایہ و مالی امداد
کے اور کوئی روک درمیان نہیں۔ اگر ہو کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ ایک مطبع بہار ہو اور ایک کاپی نویس
کے لئے ہمارے پاس رہے اور تمام ضروری مصارف کی وجہ ہمیں حاصل ہوں یعنی جو کچھ کاغذ
اور چھپوائی اور کاپی نویسوں کی تنخواہ میں خرچ ہوتا ہے وہ سارے اخراجات وقتاً فوقتاً ہم سنبھالنے
توان چ شاخوں میں سے اس ایک شاخ کی پوری طور پر نشوونما پانچا کافی انتظام ہو جائے گا۔
اسے ملکہ ہند کیا تجھ میں کوئی ایسا باہمت امیر نہیں کہ اگر اور نہیں تو
فقط اسی شاخ کے اخراجات کا تحمل ہو سکے اگر پانچ مومن ذی مقدت اس وقت کو
پہچان لیں تو ان پانچ شاخوں کا اہتمام اپنے لئے ذمہ لے سکتے ہیں۔ اسے خداوند خدا تو آپ ان لوگوں کا
اسلام پر یہی ایسی غلطی طاری نہیں ہوئی تگمہل ہے۔ ایسی تگمہستی نہیں اور وہ لوگ جو کامل استطاعت
نہیں رکھتے وہ بھی اس طور پر اس کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں جو اپنی اپنی طاقت مالی کے موافق ماہور
امداد کے طور پر ہر محنت کے ساتھ کچھ کچھ رقوم نذر اس کارخانہ کی کیا کریں۔ کسل اور سرو مہری اور
بڑنی سے کہی دین کو فائدہ نہیں پہنچتا سہل دیل کو نہ والی گہر وکی اور تفرقہ میں ڈالنے والی
دلون کی ہے۔ دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا۔ انہوں نے دین کی اشاعت کے لئے
کیسی کیسی جانفشانیان کیں جیسے ایک سالہ مارنے دین کی راہ میں اپنا پیارا مال حاضر کیا ایسا
ہی ایک مختصر روزہ گزرنے اپنی مغلوب ملکوں سے بہری ہوئی زنجیل پیش کر دی اور ایسا

کئے گئے جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آگیا مسلمان بننا آسان نہیں۔ موموں کی لقب پناہ مل نہیں۔ سو اسے لوگوں اگر تم میں وہ رسائی کی روح ہو جو مومنون کو دیکھاتی ہے۔ تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنی فکر کرو کہ خدا تعالیٰ بہتر آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سنکر کیا جواب دیتے ہو۔

اے مسلمانو! جو اولوالزعم مومنون کے آثار باقیہ ہوا ورنیک لوگوں کی ذریت ہو انکا اور بطنی کی طرف جلدی کرو اور اُس خوفناک دبا سے ڈرو جو تمہارے ارد گرد پھیل رہی ہے اور بیشمار لوگ اُس کے دامِ فریب میں آگئے ہیں تم دیکھتے ہو کہ کس قدر زور سے دین اسلام کے مٹانے کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ کیا تم پر یہ حق نہیں کہ تم ہی کوشش کرو اسلام انسانہی طرف سے نہیں کہ انسان کی کوششوں سے برباد ہو سکے۔ مگر افسوس! آپس ہے کہ جو اسکی بیخ کنی کے لئے درپے ہیں اور پھر دوسرا افسوس! آپس ہے جو اپنی عورتوں اور اپنے بچوں اور اپنے نفس کی عیاشیوں کے لئے تو ان کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام کے حصہ کا انکی حبیب میں نہیں۔ کاہوت پر افسوس! کہ آپ تو تم اعلیٰ کلمہ اسلام اور دینی انوار کے دکھلائیں کچھ قوت نہیں مگر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو بھی جو اسلام کی چمکار ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے شکر کے ساتھ قبول نہیں کر سکتے۔ اسلحہ اسلام اُس چرلغ کی طرح ہے جو ایک صندوق میں بند کر دیا جائے۔ یا اس چشہ شیرین کی طرح ہے جو خشخاش کی چھپا دیا جائے۔ اسی وجہ سے اسلام تنزل کیمالات میں پڑا ہوا ہے اُس کا خوبصورت چہرہ دکھائی نہیں دیتا اُس کا دلکش اندام نظر نہیں آتا مسلمانوں کا فرض تھا۔ کہ اسکی مہربانہ شکل دکھلانے کے لئے جان توڑ کر کوشش کرتے اور مال کیا بلکہ خون کو بھی پانی کی طرح بہاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اپنے غایت درجہ کی نادانی سے اس غلطی میں پھنسے ہوئے ہیں کہ کیا پہلی تالیفات کافی نہیں۔ نہیں جانتے کہ جدید فسادوں کے دور کرنے کے لئے جو جدید در جدید پیرائوں میں ظاہر ہو جاتے ہیں مدافعت بھی جدید طوس کی ہی ضروری ہے اور نیز ہر ایک نئی تاریکی پھیلنے کی وقت میں جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے کیا اس وقت پہلی کتابیں نہیں تھیں۔ سو یہاں یہ تو ضروری ہے کہ تاریکی پھیلنے کی وقت میں روشنی آسمان سے اترے۔ میں اسی مضمون میں بیان کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ مدورق القدس میں بیان فرماتا ہے بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اُس کا کلام اور اسکی نبی علیہ السلام میں آسمان سے اتارا گیا ہے۔

اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اُس فلکمانی زمانہ کا نام ہے جسکی عظمت کا ہر کی حد تک پہنچ جاتی ہے! اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس عظمت کو دور کرے اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو جو غفلت رات کا ہرگز نہ ہو۔ نبی کی وفات یا اُس کے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار ہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی عواص کے انحلال کی خبر دینے والا ہی گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جانے لگتی ہے تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے جو نئی صدی کے سرخشاہر ہو چکے لئے اندر ہی اندر طیار ہو رہتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ حَيُّوْهُمْ اَلْفَ شَهِيدٍ یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت و شرف حاصل کر لیا۔ اُس اتنی ہیں کے بڑے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا۔ اور اگر ایک ساعت بھی اس وقت کو پایا ہے تو یہ ایک اُس ہزار جہینے سے بہتر ہے جو پہلے گزر چکے کیون بہتر ہے؟ اس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اُس مصلح کے ساتھ ربّ جلیل کے اذن سے آسمان سے اترتے ہیں۔ نہ محبت طور پر بلکہ اس لئے کہ ہر مستعد و لوہ پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہ میں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ غفلت دور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے۔

اب لے لے مسلمانو غور سے ان آیات کو پڑھو کہ قدرت خدا تعالیٰ اُس زمانہ کی تعریف بیان فرماتا ہے جہیں ضرورت کے وقت پر کوئی مصلح دنیا میں بھیجا ہے۔ کیا تم ایسے زمانہ کا قدر نہیں کرو گے کیا تم خدا تعالیٰ کے فرمودوں کو نظر استہزا دیکھو گے؟

سو اسے اسلام کے ذی وقدرت لوگو! دیکھو! میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا رہا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنی سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اظہار سے مدد کرنی چاہیے۔ اور اُس کے سارے پہلوؤں کو بقدر عزت و تکریم بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہیے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہر اور ہی دینا چاہتا ہے وہ اس

کو حق واجب اور دین لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصتہً لیلۃ
نذر مقرر کر کے اُس کے ادا میں مختلف یا سہل انکاری کو روانہ نہ کیجے۔ اگر جو شخص یکمشت امداد کے طور پر
دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح امداد کرے لیکن یاد رہے کہ اصل مدد جیسے اس سلسلہ کے بلا انقطاع
چلنے کی امید ہے وہی انتظام ہے۔ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ
سے ایسی سہل رتقین ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتی وعدہ ٹھہرا لیں جنکو بشرطہ
پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے باسانی ادا کر سکیں۔ ہاں جس کو اللہ جل شانہ توفیق اور انشاء صمد
بخشنے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت ہمت اور اعزازہ مقدرت کے موافق یکمشت
کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے۔ ادا تم اسے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت
وجود کی سرسبز شاخا جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو
اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اگر چہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ
کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے۔ اور چہاں کہیں شہری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے
لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تاکہ
تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟
اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھے یقین
دیتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے
ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جنکی
فطرت کو اُس عالم کا جھنڈا دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کرینگے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے
وہ اُس کو چھوڑتا ہے جسے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جسکی
طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور
وہ اُس روشنی سے حصہ لیگا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال
دیا جائیگا۔ اس زمانہ کا حصہ حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چورون اور قزاقوں
اور زندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف
سے اُس کو موت دپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہیگی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا
ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور نبی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم ہدایتا ہے اور

شیطان کی غلامی سے آزاد ہونا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جانا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور میں اُس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفسِ مژگی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس میں کبھی لگ نہیں تھی تب دوزخ ترقی پزیر کرتی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے۔ اور ایک تجلی خاص کے ساتھ رب العالمین کا استوا اُس کے دل پر ہوتا ہے تب پورا فی الانسایت اُس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اُس کو عطا کی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے اور ہستی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اُس کو مل جاتا ہے۔

اس جگہ میں اس بات کے اظہار اور اس شکر کے ادا کرنے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑ لیا اور اُس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ماتھے سے قائم کیا ہے محبت اور اغلاص کے رنگ کے ایک عجیب طرز پر رنگیں ہیں۔ نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے پہری ہوئی روح میں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنی ایک روحانی بہائی کے ذکر کر چکے ہیں دل میں جوش پاتا ہوں۔ جن کا نام اُنکے نور اغلاص کی طرح نورِ دین ہے میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال کے خرچ سے اعلیٰ کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ ان کے دل میں جو تائیدِ دین کے لئے جوش پہاڑ ہے اُس کے تصور سے قدرتِ الہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنا تمام مال اور تمام زور اور تمام استقامت قدرت کے ساتھ جو ان کو میرے ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف سن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔ اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کو بعض خطوط کی چند سطرین بطور نمونہ ناظرین کو دکھاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ میرے پیار کی بہائی

مولوی حکیم نور الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کی مجلس ریاست جنوں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اور وہ سطرین یہ ہیں۔ مولانا مرشدنا امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عالیجناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کیواسطے وہ مجد و کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دیدوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس سلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں اپنی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپکا ہے حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار برائے کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ اسکی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔ حضرت پیر و مرشدنا بکار شمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشا ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے کہ ہر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کر نیکی لئے طیار ہوں۔ دعا فرما دین کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور بہت ادا انکی خزانہ ادا جان شاری جیسے آنکھ سے ظاہر ہے اُس سے بڑھ کر اُن کے حال سے اتنی خلاصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کامل سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دیں انکی روح محبت کے بوش اور مستی سے اُن کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دیر ہی ہے۔ اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کے ملومات رکھتی ہیں فلسفہ اور طبی تعلیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں ہر ایک فن کی کٹا بن بلاؤ مقرر

یہ نہایت درجہ کی سیرجی ہے کہ ایسے جان نثار وہ ساسے فوق الطافت بوجہ ڈال دیئے جائیں
 جنگو اٹھانا ایک گروہ کا کام ہے۔ بیشک مولوی جیسا اس خدمت کو سیم پہنچانیکے لئے تمام جائداد
 سے دست بردار ہو جانا اور ایوب بنی کی طرح یہ کہنا کہ "میں اکیلا آیا اور اکیلا جاؤں گا" قبول کر لیں گے
 لیکن یہ فریضہ تمام قوم میں مشترک ہے اور سب پر لازم ہے کہ اس پر خطرات پر فتنہ زمانہ میں کہ جو ایمان کے
 ایک نازک رشتہ کو جو خدا اور اُس کے بندے میں ہونا چاہیئے بڑے زور شور کے ساتھ چھٹکے دیکر بلا
 رہا ہے اپنے اپنے من خاتمہ کی فکر کریں اور وہ اعمال صالحہ جن پر نجات کا انحصار ہے اپنے پیارے
 مالوں کے ہذا کرنے اور پیارے وقتوں کو خدمت میں لگانے سے حاصل کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے
 اُس غیر متبدل اور مستحکم قانون سے ڈریں جو وہ اپنی کلام عزیز میں فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا
 مِمَّا تُحِبُّونَ یعنی تم حقیقی نیکی کو جو نجات لے سکتی ہے ہرگز پا نہیں سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ
 میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔

اس جگہ میں اپنے چند اور دینی دوستوں کا بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو اس اچھی سلسلہ میں
 داخل اور میرے ساتھ سرگرمی سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ انہیں علامہ انور محمد حسین مراد آبادی
 ہیں۔ جو اس وقت مراد آباد سے قادیان میں اگر اس مضمون کی کاپی محض لہذا لکھ رہے ہیں۔ شیخ صاحب ممدود
 کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ وہ مجھے محض لہذا غایت درجہ کا خلوص و محبت رکھتے ہیں
 ان کا دل حُب لہذا سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہیں۔ میں انہیں مراد آباد کے لئے ایک
 شیخ منور سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو ان میں ہے وہ کسی دن دوسروں
 میں بھی سرايت کریگی۔ شیخ صاحب اگرچہ قلیل البع، محنت میں مگول کے سخی اور منشرح الصدور ہیں ہر طرح سے
 اس عاجز کی خدمت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور محبت سے پہرا ہوا اعتقاد ان کے گل و ریشہ میں رچا
 ہوا ہے۔

انہیں علامہ انور حکیم فضل الدین دہلوی ہیں۔ حکیم صاحب ممدود مسند بھیر سے محبت اور اخلاص
 و قرب و شام و یورپ سے ملگا کر ایک نادر کتب خاں طیار کیا ہے اور جیسے اور علوم میں مثال جلیل
 ہیں مناظرات و تفسیر میں ہی نہایت درجہ تفصیل رکھتے ہیں بہت سی عمدہ کتابوں کے مولف ہیں۔
 سال میں کتب تصدیق برائیں امدیہ بھی حضرت ممدود نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محقق طبیعت
 کے آدمی کی نگاہ میں برہات سے ہی زیادہ بیش قیمت ہے۔

اور جن ارادت اور اندر بنی تعلق رکھتے ہیں میں اس کے بیان کر رہی ہوں وہ میرے پچھونچا اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں۔ بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے اس شہکار کے کہنے کیلئے مجھے توجہ دی اور اپنی الہامات خاصہ سے امیدیں دلائیں بیٹھے کئی لوگوں سے اس شہکار کے کہنے کا تذکرہ کیا کوئی مجھ سے متفق نہ آیا۔ یہ نہیں ہوا۔ لیکن میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ میں ان کے ذکر کرتا خود مجھے اس شہکار کے لکھنے کے لئے متحرک ہوئے اور اس کے اخراجات کیواسطے اپنی طرف سے سونپ دیے۔ دیا میں انکی فراست ایمانی سے متعجب ہوں کہ ان کے ارادہ کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے توڑ دیا ہو گیا۔ وہ ہمیشہ درپردہ خدمت کرتے رہتے ہیں۔ اور کئی موروں پر و شہیدہ طور پر بعض اوقات لکھنا لکھنا اللہ اس راہ میں دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزا عظیم بخشے۔

اگرچہ مجھ سے نہایت پیار سے بھائی اپنی جدائی سے ہمارے دل پر دغ ڈالنے والے میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم و مغفور رئیس ساآند علاقہ پشاور کے ہیں جو دوسری بیچ انسانی مشاعرہ میں اس جہان فانی سے انتقال کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اَلْعِیْنُ قَدْرٌ وَاَلْقَلْبُ یَحْزَنُ وَاِنَّا لَفِرَاقِہٖ لَمَحْزُونُونَ۔ میرزا صاحب مرحوم بمقدور مجھ سے بعض لفظ محبت رکھتے اور بمقدور مجھ میں فنا ہو رہے تھے میں کہان سے ایسے الفاظ لاؤں تا اس عشقی مرتبہ کو بیان کر سکوں اور بمقدور ان کی بیوقت مفارقت سے مجھے غم اور اندوہ پہنچا ہے میں اپنے گزشتہ زمانہ میں اسکی نظیر بہت ہی کم دیکھتا ہوں وہ ہمارے وفا اور ہمارے میر منزل میں جو ہمارے دیکھتے دیکھتے ہم سے رخصت ہو گئے۔ جب تک ہم زندہ رہینگے انکی مفارقت کا غم ہمیں کبھی نہیں بھولے گا۔ درویشت و دولت کہ گراں پیش آپ چشم پر دارم استین بر دو تا بدامتم۔ انکی مفارقت کی بارے طبعیت میں ادا اسی اور سینہ میں قلق کے قلب پر کچھ غلش اور دل میں غم اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ سان کا تمام وجود محبت سے بہر گیا تھا۔ میرزا صاحب مرحوم بجا نہ جوشوں کے ظاہر کرنے کیلئے بڑے بہادر تھے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی اسی راہ میں وقف کر رکھی تھی مجھے امید نہیں کہ انہیں کوئی اور خواب بھی آتی ہو مگر میرزا صاحب بہت قلیل البضاعت آدمی تھے سگڑائی لگا ہوا میں میری خدمتوں کے محل پر جو ہمیشہ کرتے رہتے خاک سے زیادہ مال بے قدر تھا۔ اسرار معرفت کے سمجھنے کے لئے نہایت درجہ کا فہم سلیم رکھتے تھے محبت سے پہلا ہوا یقین جو اس عاجز کی نسبت وہ رکھتے تھے خدا تعالیٰ کے تعریف تام کا ایک معجزہ تھا ان کے دیکھنے کی طبعیت یہی خوش

ہو جاتی تھی جیسے ایک پھولوں اور پہلوں سے بہرے ہوئے باغ کو دیکھ کر طبیعت خوش ہوتی ہے۔ وہ منظر ظاہر اپنے پس ماندوں اور اپنے خور و مال بچہ کو نہایت ضعف اور ناداری اور بے سامانی کی حالت میں چھوڑ گئے۔ اسے خداوند قادر مطلق توانا کا متکفل اور متولی ہوا اور میر مجتہدین کے دلوں میں الہام ڈال کہ اپنے اس بچہ رنگ بھائی کے پس ماندوں کے لئے جو بیکس اور بے سامان رہ گئے کچھ ہمدردی کا حق بھی لاویں۔

اسے خدا سے چارہ سا بڑھ دل اندوہ گین۔	اسے پناہ عاجزاں آرزو کار مذنبین
از کرم آن بندہ خود را بخشش نواز	و این جدا افتادگان را از ترحم آب بین

میں نے بطور عمدہ، جگہ چند دوستوں کا ذکر کیا ہے اور اسی رنگ اور شان کی میری اور دوست ہی میں جکا مفصل ذکر انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ میں کروں گا۔ اب مضمون طول ہوا جاتا ہے اسی پر بس کرتا ہوں۔

اور میں اب جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میری سلسلہ سیت میں داخل ہیں وہ سب کے سب ہی اس بات کے لائق نہیں کہ میں انکی نسبت کوئی عمدہ سا ظاہر کروں۔ بلکہ بعض خشک ٹھنوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ جنکو میرا خداوند جویر امتوتی ہے جہہ سے کاٹ کر چلنے والی لکڑیوں میں پھینک دیگا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اقل انہیں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا۔ مگر اب ان پر سخت قبض وار د ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مردانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی بلکہ صرف کلمہ کی طرح مکاران باقی رہ گئی ہیں اور پوسیدہ دانت کی طرح آب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ مونہہ سے اگہا کر بیرون کے نیچے ڈال دے جائیں وہ تھک گئے اور در ماندہ ہو گئے۔ اور نابکار دنیا نے اپنا دام تیرہ کے نیچے انہیں دیا لیا سو میں ہر طرح کہتا ہوں کہ وہ حقیر ترین مجھ سے کاٹ دیو جائیں گے بجز اس شخص کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل تو میرے اس کا تھک پڑے لیسو۔ لیسو ہی بہت ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے چھو دیا اور وہ میری درخت مجھ کی سرسبز شاخیں ہیں اور میں انشاء اللہ کسی دوست

اس جگہ میں بعض نیک لوگوں کا دوسرے بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو فی مقدمت لوگ ہیں اور اپنی تین بڑا باض اور دیکھی راہ میں فدا شدہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن انی مالوں کو محل پر پہنچ کر شیعہ کلی محف میں اور کہتی ہیں کہ اگر ہم کسی صادق و مؤمن اللہ کا ناپا تے جو دین کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہو تو ہم اسکی نصرت کی راہ میں ایسے جہاد کے قربان ہی ہوسکتا مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکارا بانڈ گرم پر گزرو گئے تو ہر دامن ہر کین کی تائید کیلئے ایک شخص ہی آیا لیکن تو انشا نہیں کہ

تمہارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے۔ پر تمہاری آنکھوں پر بہاری پردے ہیں ساگر
تمہارے دل سچائی سے طہنگار جیون تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے
آزما نہایت سہل ہے۔ اسکی خدمت میں آؤ اس کی صحبت میں دو تین گھنٹے رہو تا اگر خدا تعالیٰ چاہے
تو ان برکات کی بارشیں جو اسپر ہو رہی ہیں اور وہ حقانی وحی کے انوار جو اس پر اتڑ رہے ہیں انہیں
سے تم مجسم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈنا ہے وہی پاتا ہے جو کھٹکنا ہے اسی کے لئے کھولا جاتا ہے۔
اگر تم انہیں بند کر کے اور اندھیری کو ٹھری میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمہاری
عبت شکایت ہے۔ اے نادان اپنی کوٹھری کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اٹھا تا کہ تم اپنے
نہ صرف نظرا سے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے متوجہ کرے۔

بعض کہتے ہیں کہ انہیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا بھی ناممکن دین کے لئے کافی ہے۔
مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں۔ اور کیا
اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں۔ سو انہیں جاننا چاہئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی
خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک
پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کا مل کی راہیں انسانی بنا و نون اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں۔ اور
انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں
کے ذریعہ سے ظلمت کے وقتیں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اترا وہی آسمان کی طرف لجا جاتا ہے
سو اسے دے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کی گنجہ میں پھنسے ہوئے نفسانی حیوان
کے غلام ہو صرف اسی اور ربی اسلام پر تازمت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی ہیرودی اور اپنی
آخری کامیابی اور انہیں تدبیروں میں نہ جھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ
کیجاتی ہیں۔ یہہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا ذریعہ مقصور ہو سکتے ہیں۔
مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ شاید ان تدبیروں سے داعی چالاکیان پیدا ہوں یا طبیعت میں
پر فتنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا غلبہ
حاصل کر لیا جائے۔ اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ مدد بھی ہو سکیں۔ مگر
ناتریاتی ازعران آوردہ شود اگر زیدہ مژدہ شود سو جگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکرا کہاؤ مبادا سفر تریست
ایسی صورت میں پیش آوے جو حقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی

امیدوں کا تمام دار و انحصار ان رسمی علوم کی تفصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہی جو شکوک و شبہات کی الایشین کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی نگ کو بھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنی کانشش سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تلی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اس کا عشر عشر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تہدار خیال نہیں سمجھتا ہر زندگی اکثر ایسے کاموں کے لئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقمندی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حماس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا بٹھرتی ہے تو تم ہرگز آسمان کو جو جب تک وہ اصل مطلب تمہیں حاصل نہ ہو جائے۔ اسے لوگوں کو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنی واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس جب تک یہ امر جو تمہاری خلقت کی علت غائی ہے تم میں طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ کچھ اے خدا پرستی کے ہر دم دینا پرستی کا ایک قوی ہیکل بت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سکندھ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہاری تمام اوقات عزیز دنیا کی حق بنی بک بک میں ایسی مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں کہیں تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے۔ کہاں ہے تم میں انصاف۔ اکہاں ہے تم میں امانت، اکہاں ہے تم میں وہ راستہ بازی اور خدا ترسی اور دیانت داری اور فروتنی جسکی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے۔ تمہیں کہیں ہولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے کہیں تمہارے دل میں نہیں گزرتا کہ اس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی عرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ہرگز ایسا نہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمہیں جملاتا ہے کہ امانداروں کی نشانیاں تمہیں نہیں۔ اگرچہ تم اپنی ذہنی حکمت اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور ثنات رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ ترسی تمہاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ

سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ ہی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے ہے۔
 روحین پیدا کی گئی ہیں ہم دنیا کی زندگی پر پسو مطہرین مٹی جیسی کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رینوالی پر مطہر ہوتا ہے مگر
 وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں جو اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ سارے عین ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا کیا تمہیں ہے
 کہ ایک بڑے امراہم سے کم قطعاً غافل اور آکھین بند کئے بیٹھے ہو۔ اور جو کڑی شنی کڑا شنی امور
 ہیں انہی میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت
 تم پر آئیگا اسے کہ جو ایک دم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا سگرمی
 شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو۔ اور
 دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹے اور دغا سے لیکر
 کے خون تک تمہیں حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرائم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے
 ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں۔ بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھتے
 ہو اور تمہیں خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے ذکر کرنے
 میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بہرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعوت اور ناک
 چڑائی کی حالت میں سچو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ
 منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دیکھا ہوں کہ اس درجہ کو اُس کے پہلوں سے اور
 اس نیر کو اُس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔ میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے
 اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کر دیا نہ کرو۔ اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوجی محافظہ سے بچاؤ۔
 جیسے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیار و یاد آئیں گے تمہیں میرے سچے بعد

خاتمہ مشق بزمرۃ تفرقہ حالات اسلام

بر پریشان حالی اسلام و قحط اسلین
 سخت شورش و قتل و اندر جہان از کفر کین
 مے تراشد عیب در ذات خیر المرسلین
 ہست در شان امام پاکبادان نمک معین
 آسمان رامی مسز و رنگ بار و بر زمین۔

مے مسز و خون ببار و دیدہ ہر اصل دین
 دین حق را گردش آمد صعبناک و ہلکین
 آنکہ نفس اوسمت از ہر غیر و خوبی بے نصیب
 آنکہ در زندان ناپاکی مست مجوس اسیر
 تیر پر محصور مے بار و خیشہ بد گھر

پیش چشمان شام و اسلام خاک اوقتا د
 ہر طرف کھڑست جو شان ہجو اذواج ینید
 مردم ذی قدرت مشغول عشرت خوش
 عالمان سار و شوبہ ہم فنا از خوش
 ہر کسے از ہر نفس درین خود طرے گرفت
 اے سلمانان چہ آثار مسلمانی بہین ست
 کلخ دنیا را چہ استحکام در چشم شما ست
 قویر موت آمد قریب ای غافلان گلکش کفید
 نفس خود را بستہ دنیا دار ای ہوشمند
 دل مدہ الابد لدارے کہ شمس دایم ست
 آن خردمند کہ او دیوانہ را ہش بود
 ہست جام عشق او آب حیات لازوال
 ای برادر دل منہ در دولت دنیا و دوس
 اتوانی جید کن از ہر دین با جان و مال
 از محل ثابت کن آن نورے کہ در ایمان نشست
 یاد آیا سیکہ این دین مرجع ہر کیش بود
 بر زمین گستر و ظل تربیت از نور صلہ
 این زمانے آہنچنان آند کہ ہر ابن الجہول
 صد ہزاران اہلہان از دین برون بر وقت
 بر سلمانان ہمہ ادبار زین راہ اوستاد
 گر بگرد عالمے از راہ دین مصطفیٰ
 فکر ایشان خرق ہر دم در راہ دنیا و دین
 ہر کجا در مجلسی فسق ست ایشان صدرشان
 با نزاہت آشنا بیگانہ از کوٹے مہربانی

چصیت عذر کہ پیش حق ای جمع التظمین
 دین حق بیمار و بیکس پیوزین العابدین
 محرم دشمنان نشستہ با بتان نازنین
 ز اہلان غافل سراسر از ضرورت ہای دین
 طرف دین غالی شد ہر دشمنے حسبت بیکین
 دین چین ابر شما در جیغہ دنیا رہین
 یا مگر از دل برون گروید موت اولین
 آذویرے تاکے بخوبان لطیف و مہربان
 در تعلق مابین دقت انقاس پسین
 تا سرور دایمی یابی ز خیر الحسنین
 ہو شیدا آنگہ مست روے آن یار حسین
 ہر کہ نوشیدست او ہرگز نمیر و بعد زین
 دہر خون ریز ست در ہر قطرہ این نگین
 تا زرب المرحش یابی خلعت صد آفرین
 دل چو ہادی یوسفے ساراہ کنعان ساگرین
 عالمے را دارانید از رہ دیو لعین
 پاسے خود سے ز دروز و جاہ ہر چرخ برین
 از سخاوت میکنند تگزیب این دین مبتین
 صد ہزاران جاہلان گشتند صید المسکرین
 کوپے دین بہت شان نیست با فیت قرین
 از رہ غیرت نے جہنم ہم مثل حسین
 مال ایشان غارت اندر راہ لشوان و بنین
 ہر کجا ہست از دعا صی حلقہ ایشان نگین
 نفرت از ارباب دین نامے پرستان ہفتین

<p>چون ندید اندر دل این قوم صدق الفلصین شوسے اعمال شان آورد ایامی پسین و باز چون آید بیا بدیم ازین ره بالیقین باز کے منیم آن فرخنده ایام و سنین و کثرت اعدا کثرت قلت انصار دین و یا مبرا بر دل یارب زین مقام آتشین و گر آن سما چشم کن روشن ز آیاتی مبین نیست امیدم کہ ناکام بمیرانی درین صلواتان را دست حق باشد نہایتین</p>	<p>رو بگردانید دلدار سے کہ صداغلاضرت آن زمان دولت اقبال البشان در گزشت از رہ دین پرور سے آمد عروج اندر غنیمت یا الہی باز کے آید ز تو وقت مدد ابن دو فکر دین اچھی منزع جان گد اومت اسے خدا نرواد و بر آب لغت با مبار اسے خدا نور بدنی از مشرق رحمت ہمار چون مرا بخشیدہ صدق اندرین سوز و گداز کار و بار صا و قان ہرگز نہ تمام</p>
---	---

اشتہار عام معترضین کی اطلاع کیلئے

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ موجودہ زمانہ میں جبکہ مختلف فرقے اور مختلف رائے کے کوئی اسلام پر یا تعلیم قرآنی پر ہمارے سید و مولیٰ جناب عالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں یا جو کچھ ہمارے ذاتی امور کے متعلق مکتہ چینیان کر رہے ہیں یا جو کچھ ہمارے الہامات اور ہماری الہامی دعاوی کی نسبت انکی دلوں میں شبہات اور دساوس ہیں ان سب اعتراضات کو ایک رسالہ کی صورت پر نمبر وار مرتب کر کے چھاپ دیں اور پھر انہیں نمبروں کی ترتیب کے لحاظ سے ہر ایک اعتراض اور سوال کا جواب دینا شروع کریں۔ لہذا عام طور پر تمام مسیحائیوں اور ہندوؤں اور آریوں اور یودیوں اور مجوسیوں اور دہریوں اور برہمنیوں اور طبیعوں اور فلسفیوں اور مخالف الرائے مسلمانوں وغیرہ کو فنی طب کر کے اشتہار دیا جاتا ہے کہ ہر ایک شخص جو اسلام کی نسبت یا قرآن شریف اور ہمارے سید اور مقتدا و خیر الرسل کی نسبت یا خود ہماری نسبت ہمارے منصب خدا داد کی نسبت ہمارے الہامات کی نسبت کچھ اعتراضات رکھتا ہے۔ تو اگر وہ طالب حق ہے۔ تو اس پر لازم و واجب ہے کہ وہ اعتراضات و شخفا قلم کی ترتیب کے ہر پاس بجیڑے تا وہ تمام اعتراضات ایک جگہ اکٹھے کر کے ایک رسالہ میں نمبر وار ترتیب دیکر چھاپا دیے جائیں اور پھر ہر ایک ایک کے مفصل جواب دیا جائے۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔

المستأهل خا کسما من اعلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۸۵ ہجری

اعلان

اس رسالہ کے ساتھ دو اور رسالے تالیف کئے گئے ہیں جو درحقیقت اسی رسالہ کے جزو ہیں۔ چنانچہ اس رسالہ کا نام فقہ اسلام اور دوسرے کا نام توضیح مرام اور تیسرے کا ازالہ اوہام ہے۔

اَللّٰہُ

میرزا غلام احمد قادیان

فہرست کامل کتب موجودہ

۱۴	الذوالاسلام	۱۴	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
۱۸	سیرۃ الخلفاء	۱۵	مختصر قیصریہ
۱۹	آئینہ کمالات اسلام	۱۸	حجۃ اللہ
۲۳	اتمام الحج	۲۲	سراج منیر
۲۶	مختصر بغداد	۲۴	رسائل اربعہ یعنی انجام آئینہ و غیرہ وغیرہ
۲۶	شعنہ حق	۲۵	ست کچن آریہ جہرم
۲۷	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۳۴	نورالقرآن حصہ اول
۲۷	اذالہ اوہام	۳۸	" " حصہ دوم
۳۲	فتح اسلام	۴۶	غنیاء الحق
۳۴	توضیح مرام	۴۳	لزامی حصہ اول
۳۶	درشین	۴۶	" " " " دوم
۳۶	نشان آسمانی	۴۶	برکات الدعا
۴۰	سرچشمہ آریہ	۴۶	حماۃ البشری
۴۰	تقدیق براہین احمدیہ	۴۶	کرامات العادقین

اَلَّذِي يَتَّبِعُ مَا يَلِيَّ وَلَمْ يَحْطُوا بِعِلْمِ
الْجَوْنَةِ اسورة النمل

ضياء الحق

در مطبع ضياء الاسلام قاديان به تكميم فضل بن حبيب
بهيري مالک مطبع مطبوع هوا

۱۸۹۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہ و نصلی

اشیاء الغایب احسن

یہ اکابر نہایت عجیب، عریب کتاب ہے جسکی طرف قرآن شریف کے بعض چکوتے آیتیں ہیں تو یہ
ولائی سفر قرآن عظیم نے یہی دنیا پر ایک بہاری احسان کیا ہے جو اختلافات کا مہل فلسفہ بیان کر دیا اور بین
اس حقیقی حکمت پر غلط فہم راہکار انسانی کو لیان کس منبع اور معدن سے نکلے ہیں اور کیسے وہ لوگ دیکھو میں
رہے جنہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا جو انسانی بولی کی جڑ خدا تعالیٰ کی تعلیم ہے اور واضح ہو
اس کتاب میں حقیق الاسنہ کی رو سے نہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہاں صرف قرآن شریف الہی کتاب ہے
جو اس زبان میں نازل ہوا ہے جو اقم الاسنہ اور الہامی اور نام بولوں کا منبع اور حتمہ ہے نہ بات
ظاہر ہے کہ الہی کتاب کی تاثر نہایت اور غنیمت اسی میں ہے جو با زبان میں ہو جو خدایہ کے شہدے
اور اپنی خوبوں میں نام نہادوں سے بڑی ہوئی اور اپنی نظام میں کامل ہوا اور جب ہم کسی زبان میں وہ کمال پاویں
تیسے بہادر کیسے انسانی طاقتیں اور بشری جائزین سب جنہوں اور وہ خوبان دیکھیں جو دوسری زبان
انہی سے قاصر اور محسوس ہوں اور وہ خود متاثر کریں جو خدا تعالیٰ کے قدیم اور صحیح علم کے کسی مخلوق کا وہ
مردہ نہ ہو سکے تو یہی ماننا ہے کہ وہ زبان خدا خالی کس طرف سے ہو گا مل اور عین تحقیق کے بعد معلوم ہوا
کہ وہ زبان عربی ہے اگرچہ بہت سے لوگوں نے ان زبانوں کی تحقیقات میں اپنی عمریں گزاریں ہیں اور
بہت کوشش کی ہے جو اس بات کا پتہ لگا دیں حوام الاسنہ کون سی زبان ہے مگر چونکہ انکی کوششیں
خط مستقیم پر نہیں تھیں اور نیز خدا تعالیٰ سے فوض یافتہ نہ تھے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور یہی وجہ تھی
کہ عربی زبان کی طرف انکی پوری توجہ نہیں تھی بلکہ ایک غفلت و غماض و غنیمت شناسی سے محروم ہو گئے تھے
خدا تعالیٰ کی تہہ سراسر اور پاک کلام قرآن شیر نوبت ہے اس بات کی بامعنی توجہ کہ الہامی زبان اور نام الاسنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد و شکر آن جناب آ کردگار
 این جهان آینه دار روی او
 کرد در آینه ارض و سما
 برگیا ہے عارف بنگاہ آہ
 نور مہر و منہ ز فیض نور اوست
 ہر سرے برترے ز خلوت گاہ او
 مطلب ہر دل جمال روی اوست
 مہر و ماہ و انجم و خاک آفرید
 این جمہ غنچہ شکر کتاب کار اوست
 این کتاب ہے پیش چشم ما نہاد
 تا شناسی آن جناب پاک را
 تا شود معیار ہر روحی دوست

کز وجودش ہر وجود آشکار
 ذرہ ذرہ رہ نماید سوے او
 آن مرغ بيشل خود جلوه نما
 دست ہر شاخ نماید راہ او
 ہر پلہو سے تابع منشور اوست
 ہر قدم جوید در باجہ او
 گمراہی گر هست ہر کوی اوست
 صد ہزار ان کہ وضعت ما پدید
 بی نہایت اندرین اسرار اوست
 تا از راہ ہمدی وایم یاد
 کو نما ند خاکیان خاک را
 تا شناسی از ہزاران انجہ زیست

تا خیانت را نماند هیچ راه
 بس جهان شد آنچه آن دادارخواست
 مشرکان و آنچه پوزش میکنند
 گر بگوئی غیر را رحمان حشا
 در تراشی بهر آن یکسایه
 باز باین سال گویند این جهان
 نه پدر دارد نه فرزند و نه زن
 یکدمی گر شرح فیضش کم شود
 یک نظر قانون قدرت را به بین
 کاخ دنیا را چه دید استی بنا
 عابد آن باشد که پیش فانی است
 ترک کن ناراستی هم عذر خام
 راه بدرانیک اندیشیده
 روئے خود - خودم نمایان بگان
 آن رنخ کان فعل حق بنموده است
 و آنچه خود کردی بته تاری براه
 اے دد چشمه بته از انوار او
 این چنین در افترا تا چون پری
 دل چای بندی درین دنیا بدون
 از پئے دنیا بریدن از حشا
 چون شود بختنایش حق بر که

تا حجب اگر در سفیدی از سیاه
 کار و شمش شاه گفتر حق است
 این گواهان تیر و دژ میکنند
 تفت زنده بر روی تو اضر سما
 بر تو بار و لعنت زیر و زبر
 کان حشا فردست مقیوم بگان
 نه مبدل شد زایام گهن
 این همه خلق و جهان برهم شود
 تا شناسی شان رب العالمین
 کز پئے آن میگذاری صدق را
 عارف آن کو گوید شش لاثانی است
 میل سوئے راستی چون شد حرام
 اے صداک الله چه بفهمیده
 تو کشی تصویر او چوں کو دوکان
 و حقیقت روئے حق آن بوده است
 بت پرستی هکنی شام و بگاه
 چون نبینی روئے او در کار او
 یا مگر از ذات بیچون منکری
 ناگهان خواهی شدن زین جابرو
 بس همین باشد نشان اشقیا
 دل نمى ماند بدنایش بے

ایک ترک نفس کے آساں بود
 آن خدا خود را نمود از کار خویش
 ہرچہ اور ابو الحسن مزید
 تو کشی از پیش خود تصویر او
 آنکہ خود از کار خود جلوه نما
 اسے شکر این ہمہ مولای ماست
 ہرچہ قرآن گفت میگوید سما
 بس ہمین مختصرے بود اسلام
 گوید شش انسان کہ از صفتش عیا
 غیر مسلم خود تراشد پیکر شش
 خود ترا کشیدہ نمیکرد و خدا
 زمین ترا کشیدن چہا شد تباہ
 چون تو کدے نیستی چشمے کشا
 ہر طرف بشنو صدای القدیر
 بیچ مخلوقے خداے خود گیر
 پیش او لرزد زمین و آسمان
 گر خدہ کوئی ضعیفے را بزور
 دل سنے داند خدا مجز آن خدا
 از رہ کین و تعصب دور شو
 کین ریاض عقل را ویران کن
 کے بشر گرد و خدے لایزال

مردن و از خود شدن یکسان بود
 کرد قائم شاہد گفتا خوش
 حلیہ آن پیش چشم کشید
 خالق او میشوی سے تیرہ غو
 آن خدا نے آنکہ خود از دست ماست
 آنکہ قرآن مارج او جا بجا است
 چشم بکشا تا بینی این ضیا
 کو نماید آن خدا می تمام را
 نے ترا شد از خودش چون دگر آن
 خود ترا کشد قامت پا و سرش
 ہرچہ طفلان بازی است و اقرا
 کم کسی سوسے خدا بروست راہ
 بین چہ ظاہر میکند ارض و سما
 ذوالجلال و ذوالعلیٰ نور سے منیر
 کے شود یک کر کے چوں آن تصویر
 پس تو مشیت خاک را شلش ما
 جان تو گوید کہ کذا بی و کور
 این چنین افتاد فطرت را ابتدا
 یک نظر از صدق کن پر نور شو
 عاقلان را اگر خدا دان کن
 داوری تا کم کن اسے صید ضلال

آب بشو اندر گفت بہت عزیز
 تو ہلاکی گر نجوی آن خستہ
 ہم بقرآن بین جلال آن قدیر
 مروتہ اند حسرت این مدعا
 ہست قرآن دروہ دین رہ نما
 آن گروہ حق کہ از خود منافی اند
 فایغ افستادہ ز نام و عتر و جاہ
 دورتر از خود بسیار آمیختہ
 از برون چون اجنبی دل پر زیار
 دیدن شان میدہد یاد از خدا
 آن ہمہ بودند سرقان رہ برے
 آن ہمہ زان دل بسببے جان یافتند
 چشم شان شد پاک از شرک مناد
 سید شان آنکہ نامشش مصطفیٰ است
 مے و خمر و روئے حق در روئے او
 ہر کمال رہبری بردے تمام
 اسی خدا سے چارہ آزار ما
 ہر کہ ہر شش مدد دل و جان شد
 کے زمانہ کی برآید آن غراب
 آنکہ اورا خط لے گئے و براہ
 تا بعش سحر معانی میشود

ناز ما کم کُن اگر داری تمیز
 آنکہ بنام ترا ارض و سما
 قول و فعل حق زلال یک غدیر
 چون نئے خواہند خلق این چشمہ را
 در ہمہ حاجات طین حاجت روا
 آب نوش از چشمہ فرقانی اند
 دل ز کف و از فرق افتادہ کلاہ
 آبرو از بہر رودے ریختہ
 کس نداند راز شان جز کر و کار
 صدق و رزاق جناب کسبہ
 ہر یکے زان قد شدہ ہجوں درے
 جان چہ باشد روی جانان یافتند
 شد دل شان منزل رب العباد
 رہبر ہر زمرہ صدق و صفات
 بوی حق آید ز بام دکوئے او
 پاک روی و پاک رویان را امام
 سکن شفاعت ما او در کار ما
 ناگہان جانے در ایمانش رفت
 کو رہ زمین مشرق صدق و محبوب
 نیستش چون روئے احمد ہر ماہ
 از زمینی آسمانی مے شود

ہر کہ در راہ محبت زد قدم
 تو عجب داری ز فوز این مقام
 اسے کہ فخر و تازہ عیسیٰ تر است
 شد فراموشست خداوندی و دود
 من ندانم این چه عقل است و کما
 فانیان را نسبت با او کجا
 چارہ ساز بندگان قادر خدا
 حافظ و ستار و جواد و کریم
 تو چه دانی آن خدا سے پاک را
 ہن دے ہر دم ز کفارہ زنی
 نسخہ سہل ست گر یاد سزا
 لیکن زین نسخہ نئے یابی نشان
 تا خدا بنیاد این عالم نہاد
 چون ندارد و فاسقے آن را پسند
 مانگہ کاریم نالان نیند ہم
 زہر و تریاک است در مستتر
 زہر را دیدی نہ دیدی چارہ اش
 چون دو چشمت دادہ اند ای بخبر
 یک نظر بین سوی این دنیا و دین
 آنچہ داری از مستعار و منزلت
 بایدت تا مدتی جہد سے و راز

انبیاء را شد مثل آن محترم
 پای بند گشتن صبح و شام
 بندہ عاجز بچشم تو خداست
 پیش عیسیٰ او خدا دی در سجود
 بندہ را ساختن رب العالمین
 از صفات او کمال است و بقا
 انکہ ناید تا ابد بدو سے فنا
 بیکسان را یار و رحمان کریم
 آن جلال تو وادی خاک را
 پس نہ مردستی کہ کمتر از زنی
 زید و گروہ بکر زان فعل شریک
 در ورق ہا سے زمین و آسمان
 طلسم ہم ننگ دارد زین شاو
 چون پسند حضرت پاک بلند
 او غیور سے ہست رحمان کریم
 آن کشد این سے وحد جان و گھر
 انکہ بودہ از ازل گفتارہ اش
 پس چرا پوشی یکے وقت نظر
 چون بگروی از پیے آن سرنگون
 بے مشقت ہانگش و صلت
 تا خدای از کثرت خود مانے فرزند

چون ہمیں قانونِ قدرت اوقاد
خوب گفت آن قادر رب الوداد
ہم دینِ معنی ست گرتو بشنوی
گندم از گندم برود جو ز جو
انکہ برکتِ ارہ باخس نہاد
دین و دنیا جہد خواہم تلاش

بس ہمیں یاد آدر کشتِ معاد
لیس لائن ان الہاست
یادگار مولوی در مشنوی
از مکافاتِ عمل غافل مشو
عقل و دین از دست نحدیکش
رو بر اش جہد کن ناواں باش

اما بعد

واضح ہو کہ اس رسالہ کی تحریر کا یہ باعث ہے کہ ہم نے پہلے اس سے چار قطعہ اشتہارِ اتم صاحب کے بارے میں شائع کئے تھے جنہیں پادری صاحبان کو بخوبی سمجھا یا گیا تھا کہ درحقیقت وہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے جو ہم نے مسٹر عبداللہ آتم کے بارے میں کی تھی لیکن افسوس کہ پادری صاحبوں نے ہمارے ان اشتہارات کو توجہ سے نہیں پڑھا۔ اور اب تک بدگوی اور بے ہمتی اور بے شرم سے باز نہیں آتے۔ اور اس بیوقوفہ بات پر بار بار زور دیتے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن ہم نے جو ہمارے ذمہ فرض تھا ادا کر دیا یعنی یہ کہ اگر آتم صاحب نے رجوعِ حق نہیں کیا جو پیشگوئی کی ضروری اور قطعی شرط تھی تو وہ جلسہ عام میں قسم کھا کر چار ہزار روپیہ بطورِ تاوان کے ہم سے لیں۔ مگر آتم صاحب نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ اور ہم چار ہزار کے اشتہار میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ خدا کا قسم ہے کہ قسم ان کے مذہب میں منع ہے سراسر دروغ بے فروغ ہے۔ اور ان کے بزرگ ہمیشہ قسم کھاتے رہے ہیں۔ مگر آتم صاحب نے ان نبوتوں کا کچھ جواب نہ دیا۔ ان کا کٹر مارٹن کلارک نے امرتسر سے ایک گندہ اشتہار جو انکی بدبو دار فطرت کا ایک نمونہ تھا جاری کیا۔ جس کا خلاصہ طلب ہی تھا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ایسا منع ہے جیسا

کہ مسلمانوں میں سور کا گوشت کھانا۔ مگر افسوس کہ انکو یہ خیال نہ آیا کہ اگر قسم کا کھانا سور کے گوشت کی برابر ہے تو یہ سور قسم کھانے کا پولوس صاحب اپنی تمام زندگی میں کھاتے رہے پطرس نے بھی کھایا تو پھر آنقہ صاحب پر کیوں حرام ہو گیا۔ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ قسم کھانا عیسائیوں میں صرف جائز ہی نہیں بلکہ بعض متوہن میں واجبات سے ہے۔ انگریزی عدالتیں جو کسی شخص کو خلاف مذہب مجبور نہیں کرتیں انہوں نے بھی عیسائی مذہب کو قسم کھانے سے باہر نہیں رکھا اور خود آتھم صاحب کا عدالتوں میں قسم کھانا ثابت ہے اسیلئے چاہیے تھا کہ حضرات پاؤی صاحبان یا تو آتھم صاحب کو قسم کھانے پر مجبور کرتے یا ان سے نالش کرواتے تا اسی کی ضمن میں انکو قسم کھانی پڑتی اور یا عام اشتہار دیتے کہ حقیقت آتھم صاحب ہی دروغ گو ہیں۔ لیکن انہوں نے بجائے اسکے سراسر سٹ دھرمی سے گالیاں دینی شروع کر دیں اور یہ نابکار غدر پیش کیا کہ آتھم کھلے کھلے کب اسلام لایا۔ مگر ایک سلیم طبع انسان سمجھتا ہے کہ شرط پیشگوئی میں وجہ ہے اس شرط کے یہ لفظ نہیں ہیں۔ اگر آتھم کھلے کھلے طور پر اسلام لے اوسے کا تو وہ موت سے بچکا مد نہ نہیں بلکہ شکیلی میں صرف رجوع کی شرط ہے اور رجوع کا لفظ پوشیدہ طور پر حق کے قبول کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے پس اس صورت میں کھلے کھلے اسلام کا مطالبہ سراسر حماقت ہے۔

سو چنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کا اپنے الہام میں ان الفاظ کا ترک کرنا کہ آتھم کھلے کھلے طور پر اسلام لے آگیا اور اسکے مقابل پر رجوع کا لفظ استعمال کرنا جو ایک ادنیٰ اثبات اتفاقی الی الحق پر بھی صادق آسکتا ہے۔ صاف یہ پیرایہ بیان دلالت کرتا تھا کہ کھلا کھلا اسلام لانا ضروری منشاء پیشگوئی کا نہیں۔ اگر یہی ضروری ہوتا تو اصل الفاظ جن سے یہ مطلب بوضاحت ادا ہوتا ہے کیوں چھوڑ دیئے جاتے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو ہر ایک منصف کے لئے غور کرنے کی جگہ ہے۔ اور تین یقین نہیں کرتا کہ

نوٹ: خدا و ملیم حکیم کا پیشگوئی کی شرط میں کھلے کھلے اسلام کا ذکر نہ خود اس بات کی طرف اشارہ ہے

کوئی پاک دل آدمی ایک خط بھی اُس پر غور کر کے پھر شلوک و شبہات کی مشکلات میں پڑے۔
 مخالفوں کا سارا سیاق و اس بات پر ہے کہ اِتھم نے اپنی زبان سے عام لوگوں
 میں اقوال اسلام کیوں نہ کیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ایسے کھلے کھلے اسلام لانے کی
 پیشگوئی میں شرط تھی کیا اُس تحریر میں جس پر فریقین کے دستخط بروز مباحثہ ہو گئے تھے
 یہ مرج تھا کہ مذاہب نہ وارد ہونے کی یہ شرط ہے کہ اِتھم کھلے کھلے طور سے شرف
 اسلام ہو جائے۔ بلکہ کھلے کھلے تو کیا اُس تحریر میں تو اسلام کا بھی کچھ ذکر نہیں تھا صرف
 رجوع الی الحق کی شرط ہے اور ظاہر ہے کہ رجوع کا لفظ جیسا کہ کبھی کھلے کھلے اسلام
 لانے پر بولا جاسکتا ہے ایسا ہی کبھی دل میں تسلیم کرنے پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ اِس
 سے تو یہی ثابت ہوا کہ اِتھم کے کھلے کھلے اسلام لانے پر کوئی قطعی شرط نہ تھی عین کلام
 یہ کہ دو احتمالوں میں سے یہ بھی ایک احتمال تھا بھرا سی پر زور دینا کیا ایمانداری کا کام
 تھا۔ جبکہ ایک احتمال کی رو سے خود اِتھم نے اپنی کنارہ کشی اور خوف زدہ حالت
 دکھلا کر مشکوئی کی صداقت ظاہر کر دی تو کیا یہ ایک بد ذاتی نہیں جو اُس نتیجہ کو چھپایا
 جائے جو اس کی خود اپنی کنارہ کشی سے اور خوف حالت سے پیش گوئی کی نسبت قائم
 ہو گیا۔ سمجھئے کب اور کس وقت اِتھم کے کھلے کھلے اسلام لانے کی شرط دج کی تھی۔ پھر جنہوں
 نے کھلا کھلا اسلام لانا ضروری سمجھا کیا انہوں نے سراسر بددیانتی سے حق پوشی نہیں
 کی۔ کیا انہوں نے ہمارے الفاظ کو نظر انداز کر کے جو مانہ خیانت کا ارتکاب نہیں کیا
 کیا یہ سچ نہیں ہے کہ یہ کہنا کہ بشرطیکہ کھلا کھلا لوگوں کے روبرو اسلام لے آوے
 اور یہ کہنا کہ حق کی طرف رجوع کرے یہ دونوں فقرے ایک ہی ذہن کی کیفیت نہیں رکھتے
 اور یہ کہنا کہ زید جو ایک نصرانی ہے اُسے رجوع بھی کیا ہے ہرگز اپنی دلالت میں اس
 دوسرے قول کے مساوی نہیں کہ زید کھلے کھلے طور پر شرف اسلام ہو گیا۔ بلکہ رجوع حق
 ہونے کی خبر میں اس بات کا احتمال باقی ہے کہ بعض قرآن قویہ سے اسلام لایا نہ جو کمال لایا

اور ہنوز کھلے کھلے طور پر یہ مشرف باسلام نہوا ہو اسی وجہ سے ایسی خبر کا سننے والا بار بار سائل بھی کرتا ہے کہ کیا وہ کھلے کھلے طور پر مشرف باسلام ہوا یا سنوہ مخفی ہے اور بار بار یہ جواب پاتا ہے کہ نہیں کھلے طور پر نہیں بلکہ بعض قراین سے اُس کا رجوع معلوم ہوا ہے۔ پس اِس سے ثابت ہوا کہ رجوع کا لفظ کھلے کھلے اسلام لانے پر قطعی الدلالت نہیں۔ بلکہ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں دو وزن احتمالوں پر مشتمل ہے۔ اور ایک شق میں اسکو محصور کرنا ایسی بے ایمانی ہے جسکو جو ایک غیث النفس کے اور کوئی شریع الطبع استعمال نہیں کر سکتا۔ ان ایسے موقعہ پر مخالف یہ بھی دیکھتا ہے کہ قراین تفسیر کا مطالبہ کرے جن کی وجہ سے کہہ سکتے ہوں کہ فرد در پر وہ رجوع بھی کیا تو زبان سے اُس کا قایل نہیں۔ پس اس جگہ یہ سوال ضرور پیش ہو سکتا ہے کہ آتھم نے اپنے رجوع بحق ہونیکے کون سے قراین ظاہر کئے جن سے پیشگوی کا پورا ہونا ثابت ہو تو اس کا یہ جواب ہے کہ آتھم کا باوجود سخت اصرار عیائیل کے نالش کرنا جسکی ضمن میں اسکو ہمارے مطالبہ سے قسم کھانا بھی پڑتا۔ اول قرینہ اُس کے رجوع بحق ہونے کا ہے۔ اور پھر بعد اسکے اُس کا ڈرتے رہنے کا اپنی زبان سے رد و کر اقرار کرنا یہ دوسرا قرینہ ہے۔ اور پھر ایک خوفناک حالت بنا کر اور سر اسید ہو کر شہر شہر اُس کا بھاگتے پھرنایا یہ تیسرا قرینہ ہے۔ اور پھر یہ کہنا کہ خونی فرشتوں نے تین مقام پر تین جگہ میرے پر کیئے یہ چوتھا قرینہ ہے۔ اور پھر باوجود چار ہزار روپیہ پیش کر نیکے قسم نہ کھانا یہ پانچواں قرینہ ہے۔ اور تفصیل انکی حسب ذیل ہے۔

(۱) اول یہ کہ آتھم نے اپنا اُس خوف زدہ ہو نیکی حالت سے جسکا اسکو خود اقرار بھی ہے۔ جو نور افشان میں شائع ہو چکا ہے بڑی صفائی سے یہ ثبوت دیدیا ہے کہ وہ ضرور اُن ایام میں پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا یعنی اُس نے اپنی مضطربانہ حرکات اور افعال سے ثابت کر دیا کہ ایک سخت غم نے اسکو گھیر لیا ہے اور ایک جانکاہ اندیشہ ہر وقت اور ہر دم اُسکے دھچکیر ہے جسکی ڈر آنے والے تشکلات نے آخر اسکو آخرت سے نکال دیا۔

واضح ہو کہ یہ انسان کی ایک فطری خاصیت ہے کہ جب کوئی سخت خوف اور گھبراہٹ اُسکے دل پر غلبہ کر جائے اور غایت درجہ کی ہتھوڑی اور بیتابی تاک نوبت پہنچ جائے تو اُس خوف کے ہولناک نظارے طرح طرح کے تشکلات میں ادھر وارہ ہوئے شروع ہو جاتا

ہیں اور آخر وہ ڈرائسٹ واسے نظارے مضطربانہ حرکات اور بھاگنے کی طرف مجبور کرتے ہیں ایک طرف تو یہ استثنائیں بھی اشارہ ہے کہ قوم اسرائیلی کو کہا گیا کہ جب تو نافرمانی کرے گا اور خدا تعالیٰ کے قوانین اور حدود کو چھوڑ دے گا تو تیری زندگی تیری نظر میں بے ٹھکانہ ہو جائے گی اور خدا تجھ کو ایک ڈھیر کا اور چکی نمنا کی دیگا اور تیرے پانوں کے تلوے کو قرار ہو گا۔ اور جا بجا بھٹکتا پھریگا۔ چنانچہ بار بار ڈرانے والے مثلثات بنی اسرائیل کی نظر کے سامنے پیدا ہوئے۔ اور خوابوں میں دکھائی دیئے۔ جن کے ڈر سے وہ اپنے جینے سے ناامید ہو گئے۔ اور مجنونانہ طور پر شہر بشہر بھاگتے پھرے۔

غرض یہ ہمیشہ سے سنت اللہ ہے کہ شدت خوف کی وقت کچھ کچھ ڈرانے والی چیزیں نظر آجایا کرتی ہیں۔ اور جیسے جیسے بے آرامی اور خوف بڑھتا جاتا ہے وہ مثلثات شدت اور خوف کے ساتھ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ آئندہ کو انداز ہی پیشگوئی سننے کے بعد یہی حالت پیش آئی۔

جلوس مباحثہ کے با فراست حاضرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ پیشگوئی کے سننے کے ساتھ ہی آتھم کے چہرہ پر ایک خوفناک اثر پیدا ہو گیا تھا۔ اور اُس کے حواس کی پریشانی اسی وقت سے دکھائی دینے لگی تھی کہ جب وہ پیشگوئی اُس کو سنائی گئی۔ پھر وہ روز بروز بڑھتی گئی۔ اور آتھم کے دل و دماغ پر اثر کرتی گئی۔ اور جب کھل کو پہنچ گئی۔ جیسا کہ مذاقشان میں آتھم نے خود شائع کرا دیا تو ڈرائیو والی مثلثات کا نظارہ شروع ہو گیا۔ اور ابتدا اِس سے ہوئی کہ آتھم کو خونی سانپ نظر آنے لگے پھر تو غیر ممکن تھا کہ سانپوں والی زمین میں وہ بود و باش رکھتا۔ کیونکہ سانپ کی ہیبت بھی شیر کی ہیبت سے کچھ کم نہیں ہوتی۔ پس اُس نے ناچار ہو کر اُس زمین سے جہاں سانپ دکھائی دیا تھا جو اُس کی نگاہ میں خاص اُسی کے ڈسنے کے لئے آیا تھا کسی دود دراز شہر کی طرف کوچ کرنا قرین مصلحت سمجھا۔ یا یوں کہو کہ سانپ کی رویت کے بعد پیشگوئی کی تصویر ایک ایسی جگہ کے ساتھ اُس کو نظر آئی کہ اُس جگہ کے مقابل پر وہ ٹھہر نہ سکا۔ اور اندوئی ٹھہرنا نے بھانسنے پر مجبور کیا اور آتھم صاحب کا یہ قول کہ وہ سانپ تعلیم یافتہ تھا اور اُن کے ڈسنے کو ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے چھوڑا تھا اُس کی بحث ہم مجدایان کر چکے۔ بفضل

یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بموجب اقرار آتھم صاحب کے آتھم چھوڑ دینا باعث وہ نہاںچہ
 ہی تھا جسے آتھم صاحب کو خوفناک صورت دکھا کر عین گرمی کے موسم میں اٹھو سفر کر نیکی
 تکلیف دی اور بڑی گھبراہٹ کے ساتھ بیوی بچوں سے اہنیں علیحدہ کر کے لڑھکیا نہ میں
 پہنچایا۔ مگر افسوس کہ وہ سانپ نہ مارا گیا۔ اور نہ اُسکا کوئی چھوڑنے والا بچا گیا۔ کیونکہ وہ صرف
 نظر ہی آتا تھا اور کوئی جسمانی وجود تھا۔ غرض کہ سانپ کی ہمرتی جلی اور اُسکو دیکھ کر
 صاحب کا آتھم کو چھوڑنا ایک ایسا امر ہے کہ ایک نصف حق جو کے سب عقدی اسی
 حل ہو جاتے ہیں۔ دنیا سب اندھی نہیں ہر ایک بات میں سمجھ سکتا ہے کہ یہ الزام کہ گویا ہنسنے
 آتھم صاحب کو ڈسنے کے لئے ایک تعلیم یافتہ سانپ اٹکی کوٹھی میں چھوڑ دیا تھا عند العقل حل
 حقیقت کیا رکھتا ہے۔ غرض یہ پہلا الزام ہے۔ یوں کہو کہ یہ وہ پہلا غیبی حملہ ہے جسکو
 معنی ہم میں اور عیسائوں میں متنازع فیہ میں جیسے ہمارے مخالف مولوی اور ان کے اوباش چیلے
 بھی عیسائیوں کے ساتھ ہیں۔

مگر آتھم صاحب نے اس تعلیم یافتہ سانپ کا اوزیر اس بات کا کہ وہ ہماری طرف
 چھوڑا گیا تھا اب تک کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اور ہم ابھی معقولی طور پر بیان کر چکے ہیں کہ یہ سانپ
 ہرگز باہر سے نہیں آیا۔ بلکہ آتھم صاحب کو ہی دلی و دماغ سے نکلا تھا۔

چونکہ آتھم صاحب کے دل پر پیشگوئی کا نہایت قوی اثر ہو چکا تھا اور ہر وقت ایک شدید
 خوف اُسکی نظر کے سامنے رہتا تھا اسلئے ضرور تھا کہ کوئی خوفناک نظارہ بھی اُنکی آنکھوں کے
 سامنے پھر جائے۔ لہذا اُنکی دہشت زدہ تخیل کو خونی سانپ نظر آ گیا جسکو عربی میں حئی کہتے ہیں۔
 کیونکہ سانپ انسان کی نسل کا پہلا اور ابتدائی دشمن ہے اور زبان حال کہتا ہے
 کہ حئی علی اللوگت یعنی موت کی طرف آ جا لیئے اس کا نام حئی کہ ہوا۔

پس چونکہ سانپ موت کا اوتار ہے اسلئے آتھم صاحب کو پہلے ہی دکھائی دیا جس کا
 آتھم صاحب نے نوافشان میں رد و کر اقرار کیا ہے کہ فرد میں موت سے ڈرتا رہا۔ پس ایسے
 ڈرنوالے کو اگر سانپ نظر آ گیا تو کوئی حقیقت شناس اس سے تعجب نہیں کریگا۔ اور ایسا نظارہ
 آتھم صاحب پر ہی کچھ حصر نہیں کھتا بلکہ یہ تو عام قانون قدرت ہے کہ شدت خوف کی وقت

ایسے عجوبے ضرور دکھائی دیا کرتے ہیں پہلا یہ تو سانپ ہے بعض لوگ کمال خوف کی وقت جب وہ اندھیری رات میں اکیلے چلتے ہیں بھوت کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہوتی ہے کہ جب اندھیری رات اور نہانی اور قبرستان کے بیابان میں لبرخوت غالب ہوا اور پرورش تخیلات زبان آتش کی طرح اڑنے لگے تو پہر کیا خانی القہر اکھوں کے سامنے ایک سیلابی شکل کے ساتھ حاضر ہو گیا۔ اور شکل یہ دکھائی دی کہ گویا ایک کالا بھوت دور سے دوڑا چلا آتا ہے جسکی شکل نہایت ہولناک اک پہاڑ کا پہاڑ کو تہ گردن سیاہ رنگ چوٹی اسان پر پیر زمین پر موٹے موٹے ہونٹ زرد زرد دانت اور پھر بہت لمبے اور باہر نکلے ہوئے چوٹی ناک دبا ہوا تھا سرخ سرخ آنکھیں باہر نکلی ہوئی سر پر لمبے دو سینک موہت سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ پس جبکہ ایسی حالتوں میں بھوت بھی نظر آیا کرتے ہیں۔ پھر اگر آتھم صاحب نے سانپ دیکھ لیا تو کیا غضب ہوا۔ ایسا سانپ دیکھنے سے کون انکار کر گا کلام تو اس میں ہے کہ کوی تعظیم یافتہ سانپ کسی انسان نے چھوڑا تھا۔ جو آتھم صاحب کی شکل نسبت سے خوب دانت تھا افسوس کہ آتھم صاحب نے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ کاش وہ قسم ہی کھالتے تا وہ اسطرح اپنے من اس الزام سے بری کرتے جو ان بناوٹ کی باتوں سے انپر عائد ہو گیا ہے۔ مگر خیر ہم اب بھی ان کے کجی کذب نہیں۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ ضرور ان کو سانپ نظر آیا تھا۔ مگر یہ سانپ انہیں کے تخیلات کا متوجہ تھا۔ اور اس بات پر قطعی دلیل تھا کہ پیشگوئی کی پوری عظمت ان کے دل پر طاری ہو گئی تھی۔

یاد رہے کہ میں کہ جس طرح یونکنس کی قوم کو ملائک عذاب کے مشلات میں دکھائی دیئے تھے۔ اسطرح انکو بھی سانپ وغیرہ مشلات دکھائی دیئے مگر ساتھ ہی ضروری طور پر اس بات کو اذنا پڑتا ہے کہ جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیشگوئی سے اس حد تک پہنچ جاسکے اسکو سانپ وغیرہ ہولناک چیزیں نظر آویں یہ بات نک کہ وہ ہراسان اور ترساں اور پریشان اور بیتا اور دیوانہ سا ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرے۔ اور سڑ سڑوں اور خوف زدہ کی طرح جا بجا بھٹکتا پھرے۔ ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا قطعی طور پر اس مذہب کا مصدق ہو گیا ہے جسکی تائید میں وہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور یہی معنی رجوع الی ہمتی کے ہیں۔ اور یہی وہ حالت ہے جسکو بالفرد رجوع کے مراتب میں سے

کسی مرتبہ پر معمول کرنا چاہیے اور میں جانتا ہوں کہ آتھم صاحب کا اس پیشگوئی سے جو دین اسلام کی سچائی کے لیے کی گئی تھی جس کے ساتھ وجودِ نبوت کی شرط بھی تھی اس قدر ڈنڈا کہ سانپ نظر آتا اور تیروں اور تلواریں واسے دکھائی دینا یہاں سے واقعات ہیں جو ہر ایک دانشمند جو ان کو نظر کیجائی سے دیکھے گا وہ بلا تامل اس نتیجہ تک پہنچ جائیگا کہ بلاشبہ یہ سب باتیں پیشگوئی کے پُرزور نظارے ہیں۔ اور جب تک کسی کے دل پر ایسا خوفِ متولی نہ ہو جو کمال درجہ تک پہنچ جائے تب تک ایسے نظاروں کی ہرگز نسبت نہیں آتی جو شخص گدب اسلام ہو۔ اور حضرت عیسیٰ کے دور تک ہی الہام پر مہر لگا چکا ہو کیا وہ اسلامی پیشگوئی سے اس قدر ڈر سکتا ہے بجز اس صورت کے کہ اپنے مذہب کی نسبت شک میں پڑ گیا ہو۔ اور عظمتِ اسلامی کی طرف جھٹک گیا ہو۔

اگر باوجود ان قرائن کے پھر بھی آتھم صاحب کو انکی حق پوشی پر نہ پکڑا جائے اور بہت ہی نرمی کیجائے تاہم یہ مطالبہ اضافاً ان کے ذمہ باقی رہتا ہے۔ کہ جبکہ وہ اپنے خوف کے وجوہات کو یعنی تین حملوں کو اس پہلو پر ثابت نہیں کر سکے جس سے وہ تمام حملے انسانی حملے سمجھے جاتے تو اب اس سوال سے بچنے کے لیے کہ کیوں یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ بعید از قیاس مشابہات اُن کے جنہیں سے سب سے پہلے سانپ کے حملہ کا مشاہدہ ہے انہیں کے پُر خوف تخمیلات کا نتیجہ اور انہیں کے خوفِ زہد و داغ سے متحمل ہو گئے ہیں کم سے کم یہ ضروری تھا۔ کہ وہ اس قریب العقل الزام سے اپنی بریت ظاہر کر نیکے لئے قسم کھا جاتے۔

یعنی جلسہ عام میں قسما یہ بیان کر دیتے کہ وہ الہام کو منجانب اللہ الہام سمجھ کر نہیں ڈرے اور نہ حقیقتِ اسلام کی اُن کے دلیلیں سمائی بلکہ واقعی طور پر تعلیم یافتہ سانپ سے لیکر اخیر تک تین متواتر حملے ہماری جماعت کی طرف سے اُن پر ہوئے۔ جس سے وہ ڈرتے رہے۔ کیونکہ اس مقدمہ کی صورت ایسی ہے کہ صرف ہمارا ہی الہام لگو لازم نہیں کرتا بلکہ ساتھ اُس کے اُنکو انہیں کا قول و فعل بھی لازم کر رہا ہے۔

اور یہ یاد رہے کہ یہ وہی آتھم صاحب ہیں جنہوں نے بحث سے پہلے ایک اپنی

دستخلی نوشت ہوویدی تھی۔ کہ کوئی نشان دیکھنے پر ضرور میں اپنے مذہب کی اصلاح کر لوں گا جس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ کسی قدر اصلاح کی اپنے اندر جڑت بھی رکھتے تھے سو خوفناک نظارے جان کے لئے نشان کے حکم میں تھے اس پوشیدہ رجوع کے محرک ہو گئے۔

(۱۲) پھر دوسرا قریب یہ ہے کہ جب آتھم صاحب امرت سر سے تعلیم کا سانپ کے حلیہ سے ڈکر بھاگے اور لدھیانہ میں اپنے داماد کے پاس پناہ گزین ہوئے تو اس جگہ بھی شدید خوف کے دورہ کی وقت وہی تمثلی نظارہ آتھم صاحب کی آنکھوں کے آگے پھر گیا جو غلبہ خوف کے وقت پھر کرتا ہے۔ مگر ابکی دفعہ انکو سانپ دکھائی نہیں دیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک خوفناک حالت پیدا ہوئی یعنی یہ کہ بعض مسلح آدمی نیزوں کے ساتھ انکو دکھائی دیتے کہ گویا وہ ان کے احاطہ کوٹھی کے اندر گریں قریب ہی آ پہنچے ہیں اور قتل کرنے کے لئے مستعد ہیں۔ ہمیں متعدد ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس حملہ کے بعد آتھم صاحب اپنی کوٹھی میں بہت روتے رہے اور کبھی یہ بیان نہیں کیا کہ کسی انسان نے حملہ کیا۔ بلکہ ہر وقت ایک پوشیدہ ہاتھ کا خوف ان کے چہرہ پر نمایاں تھا اور وہ خوف اور بے آرامی بڑھتی گئی اور دل کی غمناکی۔ اور وہ ہر کار زیادہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ قہرزدہ یہودیوں کی طرح پانوں کے تلوہ نے پھر بیکراری ظاہر کی۔ اور وہ کوٹھی بھی کچھ ڈراونی معلوم ہوئی۔ اور سچ بھی تھا کہ جس کوٹھی کے احاطہ میں ایسے مسلح پیادے یا سوار گھس آئے کہ باوجود سخت انتظام اور انتہام پولیس کے لوگوں کے جو حفاظت کے لئے دن رات وہیں جے رہتے تھے کچھ نہ ہو گئے اور نہ ان کا حلیہ دریافت ہو سکا۔ اور نہ پتہ لگا کہ کس ماہ سے آئے اور کس ماہ سے چلے گئے اس خوفناک کوٹھی میں آتھم صاحب کیونکر رہ سکتے تھے۔

انسان فطرتاً ہی عادت رکھتا ہے کہ جب جگہ سے ایک مرتبہ انکو خوف آوے تو پھر اسی جگہ رات رہنا پسند نہیں کرتا غرض انہیں وجہ سے آتھم صاحب کو لدھیانہ بھی چھوڑنا پڑا لیکن اب بحث یہ ہے کہ کیا حقیقت میں کوئی جماعت نیزوں یا تلواروں والی بمقام لدھیانہ آتھم صاحب کی کوٹھی میں گھس آئی تھی؟

اس بحث کو ہم صرف ان دو کلموں سے طے کر سکتے ہیں کہ اگر بمقام امرت سر

آتم صاحب پر فی الحقیقت کسی تعلیم یافتہ سانپ نے حملہ کیا تھا تو پھر اس جگہ بھی نيزوں تلواروں کے
آتم صاحب پر ضرور آپڑے ہوں گے۔ اور اگر آتم صاحب اس پہلے حملے کے بیان
کرنے میں صادق ہیں تو اس دوسرے حملے میں بھی صادق ہوں گے۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جیسے آتم صاحب بمقام آتم سر سانپ پکڑنے سے ناکام
رہے اور اسکو مار بھی نہ سکے یہی ناکامی آتم صاحب کو اس جگہ بھی نصیب ہوئی۔ باوجودیکہ
پولیس کا انتظام اور داماد کی احتیاطیں آتم سر سے زیادہ تھیں۔

اور یہ افسوس اور بھی زیادہ ہوتا ہے جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ آتم صاحب
جیسا ایک تجربہ کار سرکاری ملازم پشتر جوڈت دلاز تک اکثر کشتی کا کام کرتا رہا کیا وہ
اس فوجداری قانون سے ناواقف تھا۔ کہ جب اس اقدام قتل تک نوبت پہنچی تھی تو وہ
بذریعہ عدالت یا ضابطہ ہمارا چمکا کر دلاز سے لے لیا رہتا۔

یہ بات کچھ تھوڑی نہیں تھی کہ بقول انکو جو بعد میں بنائی گئی ہے کہ اقدام قتل کے
لئے اس پر حملہ ہوا۔ مگر ان سے تو انہی نہ ہو سکا۔ کہ اس ظالمانہ واقعہ کو چند اخباروں میں ہی
درج کروا دیتے۔ بلکہ بقول شخصے کہ ”مشتے کے بعد از جنگ یا واید بر کلہ خود باید زد“ ان باتوں
کو اس وقت ظاہر کیا کہ وہ وقت ہی گزر گیا۔ اور پندرہ مہینے کی سیاحت و سفیر ہو گئی۔ پھر بھی بارہ
دوستوں نے بہت زور مارا کہ آتم صاحب اب بھی نالاش کرویں۔ مگر چونکہ وہ اپنے دل
میں جانتے تھے کہ یہ سب آسانی امور ہیں اور سمجھتے تھے کہ نالاش کرنا تو آپ اپنے ہاتھ
سے ہلاکت کا سامان جمع کرنا ہے۔ اور خود اس قدر شوخی بھی خطرناک ہے کہ اپنے خوف
اور رجوع کو اور پہلو میں لا کر چھپا دیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کو یاد نہ رکھا !!! اس لئے
انہوں نے باوجود ڈاکٹر کلاڑک کے بہت سے سچے سچے نالاش کی۔ اور یہ بھی
انہیں معلوم تھا کہ نالاش کی تقریب پر قسم بھی دیا جائیگی۔ پس اسی غرض سے جو انکی جان پر ڈال
لاتا تھا کنارہ کیا۔

مگر تاہم یہ کنارہ کشتی بے سود ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ ناواں
پادریوں کی تمام یادہ گوئی آتم کی گردن پر ہے۔

اگرچہ اٹھم نے ناش اور قسم سے پہلو تھی کر کے اپنے اس طریق سے صاف بتلا دیا کہ ضرور رجوع بخج کیا۔ اور تین حلوں کی طرز وقوع سے بھی بتلا دیا کہ وہ حلے انسانی حلے نہیں تھے مگر پھر بھی اٹھم اس جرم سے بری نہیں ہے کہ اُس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا !!! صرف اُس کے افعال پر غور کر نیسے عقل مندوں پر حقیقت ظاہر ہو گئی۔

(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ جب اٹھم صاحب تو دیانہ میں بھی آسمانی سلاح پوشو کا مشاہدہ کر چکے تو اُن کا دل دمان رہنے سے بھی ٹوٹ گیا۔ اور حق کے عبثے نگہ دیوانہ سا بنا دیا۔ تب وہ اپنے دوسرے داماد کی طرف دوڑے جو فیروز پور میں تھا۔ شاید اس سے یہ غرض ہو گئی کہ وہ اپنے ان عزیزوں کی آخری ملاقاتیں سمجھتے ہوئے کہ شاید پوشیدہ رجوع مقبرہ جو اول میں ٹھان لیا ہو گا کہ اگر میں باوجود اندونی توبہ اور رجوع کے پھر بھی بچ سکوں تو بارے اپنی لڑکیوں اور عزیزوں کو تو مل لوں۔ بہر حال وہ افغان خیزاں فیروز پور پہنچے اور پیشگوئی کی عظمت نے اُن کی وہ حالت بنا رکھی تھی جس سے ہراس اور ترس اور پریشانی ہر وقت متشرع ہو رہی تھی۔ اور حق سے خائف ہو نیکی حالت میں جو جو ہشتین اور قلع اُس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شاید عذاب الہی نازل ہو جاوے یہ سب علامتیں انہیں باقی جاتی تھیں

چنانچہ جب خوف آجگاہ بھی اپنی نہایت کو پہنچا تو دُوری مرض کی طرح وہی نفاذ پھر نظر آجا جو تہہ ہیانہ میں نظر آتا تھا۔ مگر ابکی دفعہ وہ کثمتہ قدست نہایت ہی جلالی تھا جس نے اٹھم صاحب کے دل پر بہت ہی کام کیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ پھر مینے فیروز پور میں دیکھا کہ بعض آدمی تلواروں یا نیزوں کے ساتھ آہڑے۔

غرض مقبرہ وسائل سے معلوم ہوا ہے کہ ابکی دفعہ آیت خطرناک خوف طاری ہوا اور خواب میں بھی ڈر تے رہے۔ اور اس عرصہ میں ایک حرف بھی اسلام کے برخلاف منہ بہ سے نہیں نکالا۔ اور نہ کسی کے پاس یہ شکایت پیش کی کہ میرے پر یہ تیسری مرتبہ حملہ ہوا۔

ان تمام حلوں پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک پہلو سے آتھم صاحب قابل الزام ٹھہر گئے ہیں۔ کیونکہ باوجودیکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین سٹے ہوئے جنہیں سے پہلا حملہ تعلیم پر ہوتا ہے سانسپ کا حملہ ہے۔ مگر آتھم صاحب نے نہ تو حملہ کرنے والا نہ کو پکڑا۔ اور نہ حسب ضابطہ کسی تہاڑ میں رپوٹ لکھوائی اور نہ کسی عدالت میں نالش کی اور نہ اسن حاصل کر نیکی کی عدالت کے ذریعہ سے ہمارا چلک لکھوایا۔ اور نہ مجرموں کے پکڑ نیکی کی اندھی پولیس نے کچھ مدد دی اور نہ مجلسوں میں اس بات کا ذکر کیا۔ اور نہ اخباروں میں ان متواتر تین واقعہ کو قبل گزرنے سے چھپوایا۔ اور نہ مجرموں کا کوئی حلیہ بیان کیا اور نہ ان کے بھاگنے کی وقت کوئی کثرت وغیرہ ان کا چھین لیا۔

یہ تمام وہ امور ہیں جو آتھم صاحب کو جاکٹر اسٹنٹی وغیرہ کرتے بٹھے ہوئے کامل طور پر لازم کر رہے ہیں۔ ان کو چاہیے تھا کہ ان الزاموں سے بریت ثابت کرانیکے لئے اگر پہلے نہیں ہو سکتا تو بعد میں ہی نالش کر دیتے اور تین حلوں کا عدالت میں ثبوت دیکر ایک تو جھوٹی پیشگوئی کی سزا دلواتے۔ اور دوسرے اقدام قتل کی سزا سے بھی خالی نہ چھوڑتے لیکن وہ ایسے چپ ہوئے کہ ان کی طرف سے آواز نہ اٹھی۔

بعض اخبار والوں نے بھی بہت سیاپا کیا مگر انہوں نے کسی کی نہ سنی۔ ڈاکٹر کلارک مارٹن سر کھپا کھپا کر رہ گیا مگر انہوں نے اُسکے جواب میں بھی دونوں اٹھ کا توں پر رکھے حالانکہ عقلاً و انصافاً قانوناً ان کا دامن اُسی حالت میں پاک ہو سکتا تھا جبکہ وہ اپنے ان دعوؤں کو جنہر خوف کی بنیاد رکھی گئی تھی بذریعہ نالش باج طرح چاہتے ثابت کر دکھاتے۔

اور ان کی یہ تین حالتیں کہ ایک طرف تو انہوں نے اپنے اقرار اور اپنے افعال

و حرکات سے اُتنا در پیگوئی میں اپنا سخت درجہ پر ڈرتے رہنا ظاہر کیا۔ اور دوسرے یہ کہ اُس ڈر کی وجہ تین سٹے بتلائے جو بغیر ثبوت کے کسی عقلمند کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہیں بلکہ قیاس اور عقل سے بھی دور ہیں اور تیسرے یہ کہ ان تین حلوں اور بیجا الزاموں کا کچھ بھی ثبوت نہیں دیا نہ عدالت کے ذریعہ سے نہ دوسرے کسی طریق سے یہ تینوں حالتیں ان کو اس بات کی طرف مجبور کرتی تھیں کہ اگر ان کے پاس ان بیجا الزامات

کئی بھی ثبوت نہیں تو وہ قسم ہی کھالتے۔
پس ان کے دروغ گو اور ناخن ہونے پر گچ تھا قرینہ ہی ہے۔ کہ وہ قسم سے
بھی گریز کر گئے۔ اور پاد بزرگ وہیہ ان کے لئے نقد پیش کیا گیا۔ مگر اسے خوف کے انہول
نے دم نہ مارا۔

ہمارا قسم لینے سے کیا مدعا تھا یہی تو تھا کہ بس ڈر کے وہ اقراری ہر گھر خلافت
واقعہ اور خلافت قیاس یہہ صدر پیش کرتے ہیں کہ وہ ڈر میں متواتر طولوں کو جس سے تھا یہہ غیر
مستقل صدر انہوں نے ثابت نہیں کیا۔ اور نہ یہہ ثابت کیسے کہ یہہ عاجز کوئی مشہور ڈاکو
اور خونی ہتے جو ان سے پہلے بھی کئی خون کر چکا ہے۔ لہذا انصافاً ان پر لازم تھا کہ ایسی جیا
ہمتوں کے بعد جو قانوناً بھی ایک سخت جرم کی صورت رکھتے ہیں۔ قسم کھانے سے ہرگز دریغ
نکرتے۔ اگر واقعی طور پر ان کے مذہب میں قسم کھانے کی عادت ہوتی تو ہم سمجھتے کہ مذہب نے
انکو قسم سے جو بریت کا مدعا محرم رکھا لیکن پھر تو اپنی اشتہار چاہم میں ان کی بابت ان کے ساتھ کھول کر
رکھ دی اور ثابت کر دیا۔ کہ ان کے عام بزرگ قسم کھاتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ
ان کا پولوس رسول بھی جسکے اجتہاد اور طریق سے مونہہ پھیرنا ایک عیسائی کے لئے
کفر اور بے ایمانی میں داخل ہے وہ بھی قسم کھانی سے نہیں بچ سکا۔ [دیکھو قنتیان ۱۵ باب ۳۱ آیت]

ان قسموں کے تفصیل کے لئے ہمارا اشتہار چہارم مورخہ ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء میں پڑھنا
چاہیئے تا معلوم ہو کہ جو قسم میں ہم نے کس قدر ثبوت دیا ہے۔ اور نہ صرف انجیل بلکہ
تمام بائبل کے حوالے دیئے ہیں۔ مگر آتھم صاحب نے اپنی انجیل کی ذرہ بھی پروا نہیں کی
وجہ یہ کہ وہی آسمانی عرب ان کے دل پر غالب ہوا جنہے میں حملوں کا نظارہ دکھایا تھا۔
تب پادریوں کو فکر پڑی کہ آتھم نے ہمارے مونہہ پر سیاہی کا دعبہ لگایا۔ اسلئے ڈاکٹر
کلارک نے سراسر بے ایمانی کا طریق اختیار کر کے ایک گندہ اشتہار نکالا جسکا حاصل مطلب
یہہ تھا کہ مذہب عیسائی میں قسم کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں میں خنزیر کا گوشت
کھانا۔ مگر اس جیسا کہ دشمن کو ذرہ بھی انجیل اور پطرس اور پولوس کی عزت کا خیال نہ آیا۔ اور

نہ یہ سوچا کہ اگر یہی مثال سچ ہے تو پھر پولس رسول کو ایماندار کہنا بیجا ہے جسے سب پہلے اس ناپاک چیز کا استعمال کیا۔

جن حالت میں ایک مسلمان خنزیر کو حلال سمجھنے والا تمام فرقوں کے اتفاق سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور اسکو کھانے والا پرے درجہ کا فاسق بدکار کہلاتا ہے۔ تو پھر ہمیں ڈاکٹر کلارک جیسا اس بات کا ضرور جواب دیں کہ وہ اپنے حضرت پولس کی نسبت ان دونوں خطابوں میں سے کس خطاب کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

سچی بات کو چھپانا بے ایمانوں اور لعنتیوں کا کام ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟ کہ پولس نے قسم کھائی پھر اس نے قسم کھائی۔ اور زبور میں لکھا ہے کہ جو جھوٹا ہے وہی قسم نہیں کھاتا [دیکھو زبور ۶۳ آیت ۱۱]

کیا! ہم تسلیم کریں کہ نقطہ آتھم صاحب ہی قسم کھانے سے بچے۔ اور دوسرے تمام بزرگ عیسائی قسم کا خنزیر کھاتے رہے۔ اور اب بھی بجز اس قسم کے خنزیر کھانیکے کوئی اعلیٰ درجہ کی ملازمت جو متعدد عہدہ داروں کو ملتی ہے کسی عیسائی کو نہیں مل سکتی ہے۔

اور طرفہ تریہ کہ آتھم صاحب کا دو مرتبہ عدالت میں قسم کھانا ثابت ہو چکا ہے اگر وہ انکار کریں تو ہم نفل لیکر دکھلا دیں۔

سچ تو یہ ہے کہ ان عیسائیوں میں سے شاید شاید ناد کوئی ایسا ہو جسکو قسم کھانے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ بلکہ انگریزی قانون نے قسم کھانا عیسائیوں کے لئے خاص حق رکھا ہے اور دوسروں کے لئے اقوار صلیح۔

اب ہم مصنفین سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں نے قسم سے گریز کر نیکیکے لئے عداوت اپنے سوانح کو چھپایا اور وہ جانتے تھے کہ پہلے اس سے ہم کئی دفعہ قسمیں کھا چکے ہیں مگر اداؤاٹن قسموں کو پوشیدہ رکھا اور ایک نہایت مکروہ جھوٹ بولا اور کہا کہ قسم ہمارے مذہب میں ایسا ہی بدکاری کا کام ہے کہ جیسے مسلمانوں میں خنزیر۔ اور اپنے بزرگوں کو اپنی زبان سے فاسق فاجر قرار دیا۔ کیا ان کے اس طریق سے اب تک ثابت نہ ہوا کہ اگر وہ اپنے تئیں حق

جانتے تو اس دلت اور رسوائی کو ہرگز ہرگز اختیار نہ کرتے۔

پس یہ پانچواں قریب ہے کہ ان لوگوں نے ایک سچائی کے چھپانیکے لئے اپنے پولیس رسوں کی کیسی آدمی سے تشبیہ دی کہ جو مسلمان کہلا کر پھر سوڑ کھاوے اسی بات سے ایک متکلمہ سمجھ سکتا ہے کہ درودہ اٹھم اور اسکے دوستوں کو کس بات کا رعب کھا گیا کہ انہوں نے یہودہ جیلہ بازیوں اور رسوائی والے طریق کو اختیار کیا۔ مگر اٹھم قسم کھانے سے ایسا ڈر کہ گویا وہ کھا جانے والا جھڑپا ہے۔

دانشمندوں کو چاہیے کہ بار بار ان باتوں کو ذہن میں لاویں کہ کیونکر اولیٰ اٹھم صبا نے رو رو کر یہم اقرار کیا کہ یمن ضرور پیشگوئی کی میعاد میں ڈر رہا۔ اور پھر سوچیں کہ جس پیشگوئی کو یہودہ سمجھا گیا تھا اس سے اس قدر ڈر ناکیا معنی رکھتا تھا۔ بہتری یہودہ باتیں انسان سنا ہے مگر ان کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا۔ پھر اگر فرض بھی کر لیں کہ اتر سر میں کسی تعلیم یافتہ سانپ نے اسپر حاکم کیا تھا تو اس قدر بھوسا اور سرایگی دکھانا اور شہر شہر بھرنے کا کیا ضروری تھا۔ کوئی قانونی تدبیر کی ہوتی جس سے امن کے ساتھ اتر سر میں بٹھے رہتے۔ کیا اتر سر کی پولیس ناکافی تھی۔ یا تمام قانونی علاج مسدود تھے جو اس قدر خراج اخراج کر کے شدت و صوب کے دنوں میں پیرائے سالی میں اپنے آنا مگاہ کو چھوڑا اور لطف یہم کہ وہ چھوڑنا بھی بے سود رہا اتر سر میں سانپ نظر آیا۔ لودھیانہ میں نیروں والے دکھائی دیئے۔ غیر روز پور میں تلوار کے ساتھ حملہ ہوا یہ بیانات بہت ہی غور کے لائق ہیں۔

ناظرین ان تین حلوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں اور خوب سوچیں کیا فی الحقیقت سچ ہے کہ پہلا نظر آنے والا فی الحقیقت ایک تعلیم یافتہ سانپ تھا جس پر کسی کا سونا چل نہ سکا۔ اور دو پچھلی مرتبوں میں جو نظارے وہ جنگ آرمودہ ہماری جماعت کے سپاہی تھے۔ جنگو کسی موقع پر اٹھم صاحب بکڑ نہ سکے۔ اور نہ ان کے دامادوں کا انیراتھہ وراز ہو سکا نہ پولیس کے نالائق کا نیشنل ان کے مقابلہ کی جرأت کر سکے۔ پھر عجیب عجیب ہیں کہ یہ لوگ ناجائز ہتھیاروں کے ساتھ کئی مرتبہ ریل پر ہوا ہوئے۔ بازاروں میں ہونے لگے اٹھم صاحب کو احاطہ میں اور ہوا ہوا پھرتے رہے۔ مگر پھر اٹھم صاحب کوئی بھی انکو دیکھ نہ سکا۔ کیا ان تمام قریبنوں سے ثابت

نہیں ہوتا کہ حقیقت یہ تمام روحانی نظارہ تھا جسے آتھم صاحب کے دل کو حق کی طرف رجوع دلایا اور ان کا دل خوف سے بھر گیا۔ اور مونہ پر مہر لگ گئی۔ ان کا فرض تھا کہ پہلے حلقہ میں ہی تھا۔ میں رپورٹ کرتے گوڈنٹ کو اطلاع دیتے۔ اور علیہ لکھواتے۔ اور صورت شکل اور ردی اور تمام قرآن سے محکام کو مطلع کرتے۔ ناگوڈنٹ اشنہار دیکر ایسے بد معاشوں کو مافوق کرتی۔ اور ایسے پلید مجرموں کو وہی سزا کا مزہ چکھاتی۔ اور کم سے کم یہ تو چاہیے تھا کہ وکیلوں کے مشورہ سے ایک عرضی دیکر مجرموں کو سزا دلانے۔ یا احتیاطی طور پر اس عاجز سے اس مضمون کا چمک لکھواتے کہ اگر آتھم پیشگوئی کی بیاد میں مارا گیا تو یہ مجرم قتل عمد شمار سے ذمہ لگایا جائے گا۔ کیونکہ جو شخص پہلے ان کی موت کی جھوٹی پیشگوئی کر چکا اور پھر اسکی جماعت کی طرف سے قتل کر نیکیے لگو تین حلقے بھی ہوئے کیا ایسے شخص کا چمک لینے سے گوڈنٹ کو کچھ تامل ہو سکتا ہے۔

کیا یہ سب کی بات نہیں کہ آتھم صاحب ہزارہ تک ایک جلتے ہوئے تنہ میں پڑے رہے اور بار بار خوفناک حملوں سے کھلے گئے۔ مگر انہوں نے کسی مقام میں باضابطہ تحقیقات کرائی۔ تیسرے سے سانپ کے حلقہ پر چمکے ہی نکل آئے۔ پھر وہ حیوان نہ بچے۔ اور ساتھ ہی حملے والے بھی بچ گئے اور مارنے میں کچھ بھی کسر نہ رکھی۔ تب بھی آتھم صاحب نے گوڈنٹ میں جا کر سیپا پانچیا کہ یہ دشمن میرے قتل کے درپے ہیں۔ میری کوٹھی پر مسلح ہو کر آئے۔ سر کا بان کا مچلے لے اور مجھ کو ان کے شر سے بچالے۔ بلکہ ان کو چاہیے تھا کہ تعلیم یافتہ سانپ کے حملہ پر ہی دانی دیتے کہ گوڈنٹ کو پیشگوئی کی حقیقت معلوم ہوئی۔

اب اے ہمارے ناظرین! اسے اخباروں کے ایڈیٹرو۔ اسے رسالوں کے شائع کرنے والو۔ آپ لوگوں نے آتھم صاحب کی بہردی تو بہت کی۔ بلکہ بعض نے لکھا کہ آتھم صاحب خلق اللہ پر بہت ہی احسان کریں گے۔ اگر ایسے کذاب پر بالمش کر کے اسکو سزا دلائیں گے۔ مگر اب انکھیں کھول کر دیکھو کہ قرآن فوریہ کسکو کذاب ثابت کرتے ہیں۔

ہم تم سے اسلام کی بہردی نہیں چاہتے ہم تمکو یہ الزام نہیں دیتے کہ مسلمانوں کی اولاد کو ہلا کر پہر پادریوں کے ناحق کی حمایت کیوں کی۔ کیونکہ یہ بات کہنے والا اور پوچھنے والا ایک ہی ہے۔ جو مطالبہ کے دن میں ظالم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔

ہم تمہاری گالیوں اور لعنتوں سے بھی ناراض نہیں۔ کیونکہ نسبت پہلے راستہ انوں کے یہ بہت ہی تھوڑا دکھ ہے جو ہکو تم سے پہنچا ہے۔ لیکن اگر میں افسوس بہت تو صرف یہی کہ تم نے دین کی سچی حمایت کو بھی چھوڑا اور پادریوں کی ماں کے ساتھ ماں ملائی۔ مگر آخری نتیجہ تمہارے لئے اُس ندامت کا حصہ ہوا جس کو دوسرے لفظوں میں **حَسْرَةُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** کہتے ہیں اس بات کا ہکو بھی افسوس ہے کہ باوجود کہ دین کو تم نے اس طرح پھینک دیا کہ جس طرح ایک ناکارہ نینکا پھینک دیا جاتا ہے مگر پھر بھی تم کسی ایسی تعریف کے لائق نہ ٹھہرے جو کسی عقلمند عقیق الرائے کو بارہ میں ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ حققت اور خجالت اٹھائی جو ہمیشہ جلد باز اور شتاب کار اٹھایا کرتے ہیں وہ حقیقت جو شخص نسانی جوش میں گر گیا جلد بازی کی وجہ سے اللہ اور رسول کی کچھ بھی بردا نہیں رکھتا اُسکو ایسے دن دیکھنے پڑتے ہیں۔

کیا کبھی تم نے سنا کہ کسی ایسے مباحثہ میں کہ جس کی حمایت میں عیسائی مذہب کو کوئی زور پہنچتی ہو یا کسی فرد کی نظر میں اُس مذہب کی چٹکنی ہوتی ہو کوئی پادری تمہارے ساتھ ہو گیا ہو بلکہ وہ تو باوجود تعدد اندرونی اختلافات کے اپنی ہوا ٹھکنے نہیں دیتے۔ پھر تم پرافسوس کہ تم نے چند خود غرض مولویوں کے پیچھے لگ کر ایک دیسی معاملہ میں پادریوں کی حمایت کی اور اہل حق کو وہ گالیاں دیں جن کی نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی سو اب بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ توبہ کرو۔ اور پاک دل اور بے لوث نظر کے ساتھ اس پیشگوئی کو دیکھو اور تمام امور کو یکجائی نظر سے تصویب لاکر وہ سچی رائے ظاہر کرو جو تمہاری پہلی جلد بازیوں کا کفارہ ہو جائے۔ یقیناً سمجھو کہ دین اسلام ہی حق ہے اور ہر ایک انسان کو اپنے ان تمام خیالات کا حساب دینا پڑیگا جنکو وہ ردی اور ناپاک پاکر پھر بھی اپنے سینہ سے باہر نہیں پھینکتا۔ اور بخل اور تعصب سے اپنی طبیعت کو الگ نہیں کرتا۔

سو اٹھو اور جاگو اور پھر دوبارہ ایک حق طلب اور سوچنے والا دل لیکر آتمہ والی پیشگوئی پر نظر ڈالو پیشگوئی میں کوئی بھی تاریکی نہیں تھی تمہاری اپنی ہی تاریکی اور موٹی عقل اور جلد بازی نے ایک تاریکی پیدا کر لی۔ اور وہ صریح شرط تمہاری آنکھوں سے نظر انداز کی گئی۔ جو حکیم ازلی نے تمہاری آرائش کے لئے پہلے ہی الہامی عبارت میں داخل کی تھی یہ عقل بھی اُسی حکیم مطلق کا ہے تا وہ تمہیں جانچ کر اور آزاد سے اور تم پر ظاہر کرے کہ کس قدر تم مذہب اور تقویٰ اور اخوت اسلامی سے

دور جا پڑے - بھائی موجد توبہ کرو تاہم پاک نہ ہو جاؤ - کیونکہ کوئی عمل بد نہیں حسد پر مواخذہ ہوگا - اور کوئی بد دیانتی نہیں جس کی وجہ سے انسان کڑا سچا ہے - جس نے کسی غل کی وجہ سے اپنا دین خراب کر لیا - اور کسی تعصب کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیا وہ کٹر ہے نہ انسان اور زندہ ہے نہ آدمی - لیکن نیک آدمی ایک پاک خیال کے ساتھ سوچتا ہے - اور اُس کا حکمت اور حق کے ساتھ کلام ہوتا ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی کے رنگ میں اور وہ صداقت اور انصاف کے پاک جذب سے بولتا ہے نہ غضب اور غصہ کی کشش سے ایسے خدا اُسکی مدد کرتا اور روح القدس اُسکے دل پر روشنی ڈالتا ہے - لیکن ناپاک دل اور گندی طبیعت والا سچائی کے استخراج کے لیے کچھ بھی کوشش نہیں کرتا - اور ایک دھوکہ جو پہلے دن سے ہی اُسکا لگ جاتا ہے اسی کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے - اور پھر تعصب اور کج سمجھی کی وجہ سے خدا تعالیٰ اُسکے دل کا نور چھین لیتا ہے - اور اُسکا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے -

گر نیک سرشت آدمی اپنے رائے کے بدلنے سے ہرگز نہیں ڈرتا - جب دیکھتا ہے کہ ایک صداقت کی تکذیب میں مجھے غلطی ہوئی تو اُس کا بدن کانپ جاتا ہے - اور آنکھوں میں آنسو بھرتے ہیں اور سچائی کے خون سے اُس مجرم سے زیادہ ڈرتا ہے جس نے ایک بیگناہ اور معصوم بچہ کو ناحق قتل کر دیا ہو - سو خدا جو کریم و رحیم ہے کسے قبول کر لیتا ہے - اور اُسکی عظمت دلوں میں ڈال دیتا ہے -

یہی وجہ ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ مجالس میں ایک شخص بہادری کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے بولا کہ صاحبو میں غلام امر میں غلطی پر تھا - اور جو کچھ میں نے ایک مدت تک نہیں کیا جو کچھ میں نے مخالفت ظاہر کی وہ سب نادست امر تھا - اب میں اُس سے محض اللہ رجوع کرتا ہوں ایسے شخص کی ایک ہیبت دلوں میں طاری ہو جاتی ہے - اور ولایت کا نور اُس کے چہرہ پر دیکھائی دیتا ہے - اور دل بول اٹھتا ہے کہ یہ شخص متقی اور قابلِ تعظیم ہے -

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُن سے پیار کرتا ہوں کہ جو گناہ اور خطا کا طریق چھوڑ کر حق کی طرف قدم اٹھاتے ہیں - پس جس سے خدا پیار کرے ضرور اُس سے تمام نیک بندے پیار کریں گے کیونکہ نیک روح کو پیار خدا کے پیار کے تابع ہے - سو مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی مرضی کی ہیں

دھونڈے - اور زید و بکر کی بک بک کی کچھ پر داند رکھے -

آب میرے دوستو ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو اور اپنی کائناتیں اور زم قلوب سے فتویٰ لو اور
ذرا نظر اور فکر کو ہشیاری اور بربادی کے ساتھ دوڑا کر دیکھو کہ کیا آتھم کا طریق اور روش
اُسکی سچائی پر دلالت کر رہا ہے - کیا تمہارے دل ان باتوں کو قبول کرتے ہیں کہ ضرور
آتھم پر بقیام اور تسکری تعلیم یافتہ سانب نے حملہ کیا تھا - اور ضرور ہماری جماعت کے بعض
لوگ تلواروں اور نیزوں کے ساتھ کدھیانہ اور فیروز پور میں اُسکی کوٹھی میں قتل کر نیکے لئے
جا گئے تھے -

کیا آپ لوگوں کی رو میں اس بات کو مانتی ہیں کہ باوجود اس مذہبی مقدمہ کے جسکی بنیاد
پر یہ مباضہ شروع ہوا تھا - یعنی ایک شخص اسماعیل نام کا عیسائی ہونیسے رک جانا - اور اس
اشتعال سے عیسائیوں کا مباضہ کرنا اور پھر بیگونی کی صداقت مٹانیکے لئے یہ جھوٹی تاویل
کرنا کہ ڈاکٹر کی قطعی رائے ہے کچھ پہینے کے اند آتھم مر جائگا - ایسے لوگ جنہوں نے مذہبی حاجت
کو خیال سے پہلی ہی جھوٹی تاویلیں شروع کر دیں اور فتح کے حلیں رہے وہ واقعی طہرین طے
ہماری جماعت کی طرف سے دیکھیں اور حلقے بھی وہ جو ایسے شخص کے قتل کر نیکے ارادہ سے
ہوں جو عیسائی پارٹی کا سر جو اور پھر یہ حضرات عیسایان خاموش رہیں - نہ گورنمنٹ میں اور
حکومت کی حمایت لیجائیں اور نہ تھانہ میں رپورٹ دیں اور نہ حاکم ضلع کے پاس نالش کریں - اور
نہ ہمارا محکمہ عدالت میں داخل کرائیں - اور نہ میاں دے اند اخباروں میں اس واقعہ کا اشتہار دیں
اور نہ باوجود ہمارے چار ہزار روپیہ نقد پیش کرنے کے قسم کھادیں اور چار ہزار روپیہ لیکر ہمیں ہزاروں
صاحبو آپ اللہ سوچو کہ آخر مر جانا اور اس ناجار دنیا کو چھوڑ جانا ہے اور ذرہ غور کرو کہ جس شخص
پر یہ ظلم ہو کہ موت کی خبر نہ کرنا حتیٰ اُس کا دل بتایا جاسے - اور پھر اسی دلازاری پر کفایت نہ
بلکہ برابر سب سے تین ملے بھی ہوں - اور معاملہ مذہبی ہو جس میں بالطبع تعصب بڑھ جاتے ہیں کیا ایسی
صورت میں آپ قبول کر لینگے کہ یہ سب کچھ واقعہ ہوا مگر آتھم اور اُس کے دوستوں نے نہجا
کہ بدی کے مقابل پر بدی کریں - پھر صاحبو یہ بھی سوچو کہ دنیا میں کوئی دعویٰ بغیر ثبوت
کے قابل پذیرائی نہیں ہوتا - پس ایسا دعویٰ جو جو خلاف قیاس اور غیر معقول اور جسکے اثرات نیکو

عیسائیوں کو ضرورتیں پیش آئی ہیں وہ کیوں بغیر ثبوت پیش کر نیسکے قبول کیا جاتا ہے۔
 آتھم صاحب نالاش نہیں کرتے کہ یہ نیکاب بخجی کا تقاضا نہیں قسم نہیں کھاتے کہ مذہب میں
 ہمارے قسم ایسی ہے جیسے مسلمانوں میں خنزیر کھانا۔ کوئی اور ثبوت نہیں دیتے کہ ہم اب
 لڑنا اور جھگڑنا نہیں چاہتے۔ پس کیا اب یہ تمام بے ثبوت باتیں آتھم صاحب کی قبول کر لے گئے
 اور کیا آپ کی یہ باتیں ہمارے ہیں کہ ہماری سب باتیں جھوٹی اور آتھم صاحب کی یہ ساری کہانیاں
 سچی ہیں۔ اگر یہی باتیں تو ہم آپ لوگوں سے عرض کرتے ہیں جب تک کہ وہ دن آوے کہ
 رب العرش کے سامنے ہم سب لوگ کھڑے ہوں گے۔

صاحبو! سچ سچ کہتا ہوں اگر یہ جھگڑا دنیوی جھگڑوں کی طرح چیف کورٹ یا انی کورٹ
 کے جلاس میں پیش ہوتا تو آخر بنور دیکھے جائیں گے بعد ہمارے ہی حق میں فیصلہ ہوتا۔
 عزیزو! آپ لوگوں پر لازم تھا کہ اس نوریان سے کام لیکر جو حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک سچے ایماندار کو خدا تعالیٰ کی طرف عطا کیا ہے۔ آتھم کے اس منصوبہ
 پر جو گویا آسپرین تین محلے ہوئے نظر غور کرتے اور اسکو ملزم کرتے کہ جب تک وہ تعلیم یافتہ سب
 اور مسلح قاتلوں کا پتہ نہ لگا دے۔ یا عدالت میں نالاش نہ کرے یا قسم نہ کھا دے تب تک وہ قاتلوں
 انصاف کی رو سے دروغ گو اور جانی پوش ہے۔

اور ہماری جماعت کے لیے تو تین حلوں کا اہم موجب زیادت ایمان اور یقین اور آتھم کے
 جھوٹے ہونے کا یہ بھی ثبوت ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص ہماری جماعت میں سے یقین دل
 سے جانتا ہے کہ ایسے حلوں کی مجھے تعلیم نہیں ہوئی۔ اور نہ ایسا پلید مشورہ کبھی اس جماعت
 میں ہوا۔ ہم اپنی تمام جماعت کو فرد فرد کر کے اس وقت مخاطب کرتے ہیں کہ کیا انکو ایسی صلاح دی گئی
 کہ تم کوئی نہ پڑھا اور کالا سانپ لیکر اور اسکو خوب تعلیم دیکر آتھم کو ڈسنے کے لیے اسکی کوٹھی میں
 چھوڑ دو۔ اور اگر وہاں موقع نہ پاؤ تو پھر توہیانا نہ میں جا کر اور اگر وہاں ہی موقع ملے تو پھر فیروز پڑھیں
 جا کر کام تمام کر دو۔

ہم بچہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی کو ہینے کبھی ایسا مشورہ چاہے تو سخت بے ایمانی ہوگی کہ وہ اسکو
 ظاہر نہ کرے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مرشد پر مریدوں کا اسی وقت تک بچا تھا قدرہ سکتا ہے

کہ جب تک اسکو است باز اور صادق اور حق یقین کریں اور دروغ کو اور منفی اور مضروب باز نہ ہوا اسکا
ثبات نہوا جبکہ یہ بات ہے تو ہمارے مردوں میں سے ہر ایک شخص اپنے دل میں سوچے
کہ کیا کوئی زمین سے ہمارے کہنے سے یا خوبخواہی اتھم پر حملہ کر نیکی لے اتر سر اور لو دھیانہ
اور فیروزہ پور گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ کیا ہی جواب ہوگا کہ میں نہیں گیا اور نہ ایسی گندی تعلیم
جھکو ہوئی۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اگر اس خجونی سی جاہلیت میں کوئی ایسا پلید مشورہ ہوتا تو رعنا
کے نکل یا اکثر افراد کو ضرور اسکی خبر ہوتی خاصکر جبکہ اس جماعت کے بہت فاضل احباب اس جملہ
جمعہ جتے ہیں۔ اور بعض وقت تنو کے قریب یا زیادہ ہوتے ہیں وہ تو ضرور اس پر وہ کی بات
کو پا جاتے۔ اور تو یہ پر تو یہ کرتے کہ ہم نے اس سکار آدمی کے ہاتھ میں اتھ دیکر اپنے ایمان کو ضیاع
کیا۔ بیشک کوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بتلائی اور اب کہتا ہے کہ کوئی تم میں سے اتھم کو قتل کر دو
تاسی طرح پیشگوی پوری ہو۔ اسوقت ہم اپنے فاضل دوست مولوی محمد عظیم نور دین
صاحب کو جنہوں نے اپنے وطن سے ہجرت کر کے کئی برس سے مع اہل و عیال کوئی
رائش پورے پاس اور سرے مکان کے ایک حصہ میں اختیار کی ہے۔ اور احباب کے
ہر ایک نیک اور پاک مشورہ میں صد نشین ہیں اور صرف نیکان کی وجہ سے اپنی جان
مال سے حاضر میں مخاطب کر کے پوچھتے ہیں کہ کیا کبھی ایسے پلید مشورہ کا آپ سے ذکر آیا۔
ایسا ہی ہم اپنے تمام دوستوں کو مخاطب کر کے پوچھتے ہیں کیا کسی ایسے نالائق مشورہ میں
آپ لوگ بھی شریک ہوئے یا کوئی صاحب آپ لوگوں میں سے اتھم صاحب کے قتل کر نیکی لے
ہیجا گیا یقیناً آپ لوگوں کے دل بدل آٹھینگے کہ ہماری طرف ان باتوں کا منسوب کرنا سراسر افسوس
اور یقیناً اس بے اصل مضروب کی تصور سے آپ لوگوں کا ایمان زیادہ ہوگا لیکن غیروں کو باعث حجت
یہ حق یقین نصیب نہیں

گرا فوس تو یہ ہے کہ وہ ان قزاقوں سے بھی کناہ کشی کرتے ہیں جو میرے اتھم کو مژم
ٹھہرانے ہیں وہ نہیں سوچے کہ جس حالت میں اتھم نے اپنے خوف کی تین حملوں پر بنا رکھی
اور اس بات سے انجا کر کیا کہ وہ خوف اور گریہ ذاری اسلام کے عرب سے تھا تو ان میں حملہ
کچھ ثبوت بھی تو پیش کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ خوف کو بیشک کوئی کی طرف منسوب کر نیکی لے وقت تو

قرائن موجود ہیں۔ وجہ یہ کہ پیشگوئی نہایت زور سے لگتی رہتی تھی۔ اور نہ صرف آتھم بلکہ اُسی وقت اس مجلس کے تمام عیسائیوں پر اُس کا اثر ہو گیا تھا۔ اور پیش بندی کے طور پر اُسی آدم کنن شریع کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے بھی خبر دے رکھی ہے۔ کہ چھ ماہ تک ہر جاگہ ظاہر ہے یہ تمام باتیں پیشگوئی کا عجب قبول کرنے سے مونہہ سے نکلی تھیں۔ اور آتھم صاحب کے دل پر ایک بہاری موثر کام کر رہا تھا۔ اور یہ تمام قرائن چاہتے تھے کہ آتھم صاحب کو حرکتیں صادر ہوں جو شدت خوف کی وقت صادر ہو کر تی ہیں۔ اور وہ نظارے انکو نظر آویں جو شدت خوف کی وقت نظر آیا کرتے ہیں مگر انہوں نے انسانی حلوں کا کیا نبوت دیا جو اب انکی خوف کی بنیاد قرار دیے گئے ہیں۔ بہرحال میں کچھ بھی نبوت نہیں دیا تو کیا یہ بیجا مطالبہ تھا کہ وہ اپنی تربت ظاہر کر نیکی لئے قسم کھا لیتے۔ سو اب وہ دنیا پرست مولوی جو عیسائیوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں میں جواب دیں کہ انہوں نے کیوں ہماری عداوت کے لئے اپنا مونہہ کالا کیا۔ کیا یہی مونہہ کل بھول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے جنہی دین کی کذیب کے لئے ناحیہ بیوجب وہ شریک ہوئے کیا وہ قسم کھا سکتی ہیں کہ اُن کے نزدیک آتھم ہی سچا ایسے معرکہ کے مطالبہ میں آتھم کا قسم نہ کھانا ایک قسم کی موت تھی جو اُس پر وارد ہو گئی۔ اور وہ بیتہ کے ساتھ بیشک ہلاک ہو گیا۔ اور جو بابت نبوت اُس کے ذمہ تھا وہ اُس سے سبکدوش نہ ہو سکا۔ اور جہانی موت بھی شوخی کے بعد ٹل نہیں سکتی **لَا مَهْدِلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ** افسوس کہ ہمارے بعض مولویوں اور اُن کے مالاتی چیلوں نے جو نام کے مسلمان تھے اس جگہ بائبل فطرتی بد فطرتی سے بار بار حق کی کذیب کی اور اسلام کی مخالفت میں یہ سیشنل اور غیر مولوی عیسائیوں سے کچھ کم نہ ہے۔ اور بہت ہی زور لگایا کہ کسی طرح اسلام کو سبکی پہنچے۔ اور جہاں مسلمان جو چاہا پائیوں کی طرح تھے اُن کے دلوں میں مجاہد یا کہ اس شخص یعنی اس عاجز نے اسلام کو بدمقام کیا اور شکست دلائی۔

ناظرین اب یہ تمام مقدمات اور واقعات آپ لوگوں کی نظر کے سامنے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ صرف مذہبی حمایت اور بیجا تعصب ہے جس سے تپا ٹھہرا دو۔ اور عیسائیوں اور اُن کے ہم مادہ نیم عیسائی مولویوں کو جھوٹا قرار دو بلکہ مقدمات موجودہ پر ایک گہری اور عینی نظر ڈالو پھر اُن سے

وہ نتیجہ نکالو جو عقل اور انصاف کو پورے احتمال کے بعد نکلنا چاہیے۔ ہم اس بات کو قبول کرتے اور مانتے ہیں کہ اگر اتھم صاحب اس پیشگوئی کے بعد اپنی جگہ پر ہتھامست کے ساتھ بیٹھے رہتے۔ اور اپنی جابجا کی مجبوزانہ گردش سے اپنی سرانگیزی اور خوف زدہ تھا کہ طائر نہ کرتے۔ اور یہ باتیں میعاد کے بعد مونہہ پر نہ لاتے کہ اس جماعت کے بعض لوگ تین دفعہ تین مختلف شہروں میں یزیدوں اور تلواروں اور سانپوں کے ساتھ میرے احاطہ کوٹھی میں گھس آئے۔ اور اپنے مونہہ سے رو رو کر یہ اقرار کرتے کہ حقیقت میں میعاد کے اندر میں ڈر مارا۔ اور پھر قسم پر بلا نیکیے لئے بلا توقف حاضر ہو جاتے تو بیشک ہم ہر ایک مخالف اور موافق کی نظر میں جھوٹے ٹھہرتے۔ اور ہمارا آخری الہام کہ شرط رجوع کی پوری ہونے کی وجہ سے عذاب الہی نل گیا ایک یہاں نہ سایا باطل تاویل سب کو دکھائی دیتا۔

پیارے ناظرین آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں تصریح یہ شرط موجود تھی کہ اس حالت میں عذاب نازل ہوگا کہ حق کی طرف رجوع کرے۔ اور میں سمضمون میں کہہ چکا ہوں کہ لفظ رجوع کھلے کھلے اسلام لانے کا ہم ذہن اور ہم پایہ نہیں۔ بلکہ ادنیٰ استعداد کا آدمی بھی جانتا ہے کہ کبھی یہ لفظ کھلے کھلے اسلام پر بولا جاسکتا ہے۔ اور کبھی جب انسان پوشیدہ طور پر کیقدر اپنی اصلاح کرے تب بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے رجوع ہی کیا۔ اور پیشگوئیوں میں یہی قاعدہ قدیم سے ہے۔ کہ اگر کوئی لفظ دو معنوں کا محفل ہو تو پیشگوئی کے انجام کے بعد جو معنی واقعات موجودہ سے ظاہر ہوں وہی لئے جائینگے۔

سو واقعات ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ اتھم صاحب نے پوشیدہ طور پر اسلام کا خوف اپنی دل پر غالب کیا۔ اور اپنے جیسائی تعصب کی اندھی اندھی اصلاح کی۔ اور اند ہی اند رجوع ہی کیا۔ ایسے وہ شرط پوری ہو گئی جو عذاب کے عدم نزول کے لئے بطور روک کے تھی۔ کیا ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی شرطوں کا لحاظ رکھتا۔

چونکہ ہمارے اس الہام میں میریج اور صاف شرط تھی کہ حق کی طرف رجوع کر نیسے عذاب نل جائیگا۔ اور اتھم کی حرکات مذکورہ بالا نے رجوع کی مفہوم کو پورا کر دیا اس لئے وہ پیشگوئی حقا و صدقاً پوری ہو گئی۔

آتھم کا یہ بیان تھا کہ میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر شکیونی کی سہائی سے نہیں بلکہ مجھے بار بار خونی
 فرشتے نیروں اور تلواروں کے ساتھ نظر آتے رہے۔ پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ
 ڈر کا صاف آثار آتھم کے مونہ سے نکل گیا۔ لیکن آتھم نے اس بات کا کچھ بھی ثبوت نہیں
 کہ ہماری جماعت نے فی الحقیقت نیروں اور تلواروں اور سانپوں کے ساتھ تین مرتبہ اس پر حملہ
 کیا۔ اور خوف کر لیا دوسرا پلو اسی بات پر مبنی تھا کہ آتھم معبر شہداء و قتل سے اس بات کا ثبوت
 دیتا۔ کہ ہماری جماعت کا فلان فلان آدمی نیروں اور تلواروں کے ساتھ تین شہروں میں اسکی
 کوٹھی پر پہنچا تھا۔ یا گورنمنٹ کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کرتا۔ اور ہر اس بار سے میں مالش
 کرتا۔ مگر آتھم اس ثبوت کے دیشیے عاجز رہا۔ بلکہ ہنسنے لگا کہ بعض اُسکے دوستوں نے بھی
 کہا کہ غلبہ خوف کی وجہ سے کچھ اپنے ہی خیالات نظر آئے ہونگے جو سانپ یا سواروں یا پیادوں
 کی شکل پر دکھائی دیئے۔ ورنہ تین مرتبہ تین مختلف مقاموں میں نظر آنا اور پکڑنا۔ بلکہ کچھ بھی
 پتہ نہ لگنا۔ اور پھر ہر دفعہ صرف آتھم کا ہی مشاہدہ ہونا۔ ایک ایسا امر ہے جسکو عقل سلیم
 تجویز نہیں کر سکتی یہ تو وہ باتیں ہیں جو ان کے بعض ہم مذہب اور گھر کے بھیدی ہی اپنی مجالس
 میں ذکر کرتے اور آتھم صاحب کے خوف کو ہنسی سمجھتے ہیں اور اُٹاتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر
 اور بعض خبریں فیروز پور کی ایک میم کی روایت سے مشہور ہوئیں۔ اور لاہور میں پھیل گئیں۔
 لیکن اسوقت ہم ناظرین کے سامنے صرف یہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آتھم نے اپنا خوف
 ہذا بیان کر کے بلکہ اپنے افعال اور حرکات سے اپنی سرسریگی دکھا کر پھر یہ ثابت کیا۔ کہ وہ
 تین حملے جنکی رو سے وہ اپنا ڈرنا بیان کرتے ہیں کبھی ہا ہی طرف سے ان پر ہوئے بھی تھے؟
 اور جب وہ ثابت نہ کر سکے۔ بلکہ یہ بھی ثابت نہ کر سکے کہ ایسی بدچلتی کی پلید عادات کبھی پہلے
 اس سے بھی ہم۔ سے ظہور میں آئے تھے۔ تو وہ ڈرنا پیشگوئی کے اثر کی طرف منسوب ہوگا۔
 کیونکہ پیشگوئی میں قوت اور شدت کے ساتھ لگینی تھی جیسا ئی ایمان جو ایک مخلوق کو خدا بتانا
 ہے ہرگز اُسکے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے خوب جانتا ہے کہ وہ پیشگوئی کی عظمت
 سے سی ڈرا۔ اور ہا ہی جماعت میں سے کوئی نیزہ باز اور تیغ کش اسکی کوٹھی پر سرگز نہیں بچا۔
 پس چونکہ وہ ناخود اس کے اقوال اور قول اور فعل سے ثابت اور ایسی شدید العرب پیشگوئی تھے

کسی مشرک مخلوق پرست کا دُعا قرین قیاس کھل کر تو یہ عذر کہ ہماری جماعت کے تین حلقے نیرول
تلواروں سانپوں کے ساتھ آپس پر سے سراسر دروغ بے فروغ ہو چکے ہیں ایک ذرہ
بھی ثابت نہیں کر سکا۔ اور جب ہم نے آتھم کے ہی فائدہ کے لیے یہ ثبوت حلف کے ذریعہ سے
اُس سے لینا چاہا تو ایک دوسرا عجیب و غریب جوہار سے مذہب میں قسم کھانا ہرگز جائز نہیں
گزینہ عقیدہ کی - عرض اُس نے نا لاش کے ذریعہ سے جس کا اُس کو اُس کے بیان کے موافق حق پہنچتا تھا
خوف کی بنا یعنی تین حلوں کو ثابت کیا اور نہ چند گواہوں کے ذریعہ سے اس بنا کو بے ثبوت
ثبوت پہنچایا۔ اور نہ ہماری درخواست قسم سے جو سراسر اُس کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے تھی
باوجود چار ہزار روپیہ پیش کر کے کچھ بھی توجہ کی۔

تو اب اے ایماندارو - اے منصفو - اے خدا ترس ہندو -
اے عقل سلیم والو ذرہ سوچو کہ کیا وہ اُس بار ثبوت سے سبکدوش ہو سکا۔ جس کے نیچے
وہ اب تک جا ہوا ہے کیا اُس خوف کا اقرار کر کے جو ہماری شرط کا موید تھا وہ اس بات کو
عہدہ برا ہو سکا کہ وہ خوف اُن حلوں کی وجہ سے تھا جو آپس پر ہونے شروع ہو گئے تھے
پھر غرور کیا اب تک وہ شرط پوری ہوئی جس میں نرم الفاظ میں رجوع بھی کی شرط تھی
کھلے کھلے اسلام کا تو ذکر تھا۔ اے صداقت کے دوستو کیا ان باتوں سے کچھ بھی نتیجہ نکلا
کہ آتھم نے اپنے قول و فعل سے خوف زدہ ہونا ظاہر کیا۔ اور خوف کی بنا قائم کی تھی یعنی ہماری
جماعت کے تین حلقے اُن کو وہ ثابت نہ کر سکا نہ نا لاش کے ذریعہ سے نہ شہادت سے نہ قسم
کہا نیسے۔ بہتر تھا کہ شیخ بتالوی یا اسکے دوست ہندو زادہ لودھیانوی کو جو یہ دلی سے
عیسائیت کے قریب قریب جا پہنچے ہیں اپنے مکان پر بٹھا رکھا۔ اور جب سانپ تعلیم یافتہ
اُس کے ڈسنے کو یا نیزوں اور تلواروں داغے اُس کے قتل کرنے کو اُس پر حملہ آور ہوتے تو ان دونوں کو
دکھلا دیتا تاکہ اس کج گفت فرقہ کا ایمان عیسائون کی حمایت میں مفت ضیاع نہ جاتا۔ اور فخر کے ساتھ
ایسے مخوس مکانوں میں بھیکر فسم کے ساتھ کہہ سکتے کہ حقیقت اس شخص کا کہنا یعنی ہر عاجز
نے اسلام کو سبکی اور شکست دلائی۔ اور ہم ہمیشہ خود دیکھ آئے ہیں۔ کہ ایک تعلیم یافتہ مسلمان
جو انکی جماعت نے چھوڑا تھا آتھم کو کاٹنے کے لیے بیشک اُسکی کوٹھی میں گھس گیا تھا

اگر ہم نہ ہوتے تو ضرور وہ اُسکو بگلل ہی تو جانا ہنسنے نیم عیسا تیت کے لحاظ سے برابر اور
 آتھم کو بچا لیا تاکہ کچھ تو برادری کا حق ادا ہو۔ پھر ہنسنے یہ بھی دیکھا کہ مولوی حکیم نور الدین اور
 مولوی سید محمد احسن امر وہی۔ اور حکیم فضل الدین اور شیخ رحمت اللہ سوداگر اور ششی غلام قادر صاحب
 اور مولوی عبدالکریم صاحب یالگوٹی۔ اور حاجی سیٹھ عبدالرحمان جتتا باجر مدراس۔ اور مولوی حسن علی صاحب
 بھاگلپوری۔ اور میرزا علی صاحب تیرہ آبادی اور ایسے ہی اور بہت سے سردار کارزار اس
 جماعت کے نیز سے ہاتھوں میں لیے ہوئے اور تلواریں حامل کیئے ہوئے آتھم کی کوٹھی
 پر موجود تھے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ ان مسلح سواروں کا آتھم پر حملہ در ہوا۔ آتھم بچارہ ان حملوں
 سے ڈرنا اور بھاگنا۔ اور خوف کے مارے آتھم ہو گیا جو کسی جگہ آتھم نہ سکا۔

اگر مولوی ایسا کرتے تو بیشک انکی گواہی کے بعد آتھم کا کام کچھ بن جاتا۔ مگر افسوس کہ اب
 ان بخت دین فروشوں کا مفت ہنسا میں بھی گیا۔ اور آتھم بھی وہی خسرو الدنیا والا شخص رہا۔
 غضب کی بات ہو کہ یہ لوگ اس طرح صداقت کا خون کر رہے ہیں۔ یہ خوب جانتے ہیں کہ
 آتھم اس اقرار کے بعد کہ وہ پیٹنگوٹی کی عظمت سے نہیں ڈرا۔ بلکہ ہماری جماعت کے حملوں سے
 ڈرا قانونی اور شرعی طور پر اس مواخذہ کے قابل ٹھہر گیا تھا کہ اپنے اس دعویٰ کو یا تو ناشر کے
 ذریعہ سے ثابت کرنا یا شہادتوں سے۔ اور یا بالآخر قسم کھا کر اپنی صفائی ظاہر کرنا۔ پھر جبکہ اسے
 خوف کا اقرار کئی دفعہ در و کیا۔ مگر تین حملوں کا ثبوت کچھ بھی دے نہ سکا تو کیا اب تک انکی نظر
 میں آتھم بری الذمہ اور پاک امن رہا۔ کیا ان کے دل قبول کرتے ہیں کہ ہماری جماعت ہتھیار باندھ کر
 تین دفعہ آتھم کے قتل کرنے کے لیے گئی تھی۔ کیا ان کا کاشنسر اسلحہ کو صحیح سمجھتا ہے کہ ہتھیروں
 آتھم پر ایک تعلیم یافتہ سانپ چھڑا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ ہرگز انکا دل یقین نہیں کرتا ہوگا۔ گو یہ تو یہ
 نہیں کہ مرنہ کی بابک مرے دم تک بھی چھوڑیں مگر ان کا دل ضرور ان باتوں کو چھوٹا سمجھتا
 سمجھے گا۔ کیونکہ استعدنا پاک جھوٹ خبیث سے خبیث انسان قبول نہیں کر سکتا۔ تو اب جب
 خوف کا اقرار موجود اور وجوہات پیش کردہ آتھم کے باطل ٹھہرے تو ایسے وقت میں تو ہمارے
 مخالف مولویوں کی ایملداری کو بھی فائدہ ترازو میں رکھ کر وزن کر لو کہ ایک عیسائی کے بدیہی جھوٹ کو
 سچے کر کے ظاہر کرنا۔ اور پادریوں کی ٹان کے ساتھ ٹان ملانا اور اسلام کا دعویٰ کر کے نصریت

سکا حامی ہونا کیا یہ نیک بخت کا کام ہے یا ان کا جو آخری زمانہ کے دین فروش ہیں۔
اسے شرمیلو لویو اور ان کے چیلو اور غنی کے ناپاک سکھو تمہاری حالت پر سوتل
اگر تم اس سے پہلے مر جاؤ تو کیا اچھا ہوتا مسلمانوں کو تمہنے کا فر بنایا! عیسائیوں کو تمہنے
سچا ٹھہرایا اور پادریوں کی ٹان کے ساتھ ٹان ملائی۔ اور آخر ہر ایک بات میں جھوٹے اور روپیہ
نکلے۔ کیا ایسا کرنا عقل یا شرافت یا ایمان کا کام تھا۔

ہم اپنے پہلے اثباتوں میں ان انبیاء کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ فتنہ اور مکر جو
عیسائیوں کا ہوا۔ یہ مہدی موعود کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور ضرور تھا
کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف اشارہ کرتے ہیں کہ مہدی کے وقت میں
مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ کچھ مناظرہ واقعہ ہوگا۔ اور پہلے تھوڑا ہوگا اور پھر اسکو طویل ہو کر
ایک فتنہ عظیم ہو جائیگا۔ اسوقت آسمان سے یہ آواز آئے گی کہ حق آل مہدی میں ہے اور
شیطان سے یہ آواز کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے۔ یعنی عیسائی سچے ہیں۔ یہ حدیث صاف
بتلا رہی ہے کہ اس فتنہ کے وقت جسقدر لوگ عیسائیوں کا ساتھ دینگے وہ شیطان کی خدمت
میں اور انکی آواز شیطان کی آواز ہے۔ اور اس حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انہیں
دنوں میں خسوف کسوف بھی رمضان میں ہوگا۔ چنانچہ ایک خسوف کسوف تو مبارک کے بعد ہوا
اور ایک خسوف کسوف رمضان میں اس فتنہ کے بعد آب امریکہ میں ہو گیا۔ یہ دوبارہ خسوف کسوف
ایک قطعی علامت ظہور مہدی کی تھی جو کبھی کسی مدعی کے ساتھ جب سے کہ دنیا کی بنیاد ڈالی گئی تھی
نہیں ہوا اور یہ آسمانی آواز تھی جو مصدق مہدی موعود تھی۔

آب بٹالوی اور گدھیانوی ہندو زادہ کچھ حیا اور شرم کو کام میں لا کر کہیں کہ انکی آواز میں
جو عیسائیوں کی حماست میں ہوئیں جنکا باطل ہونا بتنے غلط کر دیا ہے یہ سب شیطانی آوازیں ہیں
یا نہیں۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ان آوازوں میں انہوں نے سچائی کو ترک کر دیا۔ اور حرف حرف
میں ظلم اور خیانت سے کام لیا اور عیسائیوں کی ٹان میں ٹان ملائی تو بلاشبہ وہ اس حدیث کا
مصدق ظہر گئے۔ غرض اس واقعہ کی محنت کی یہ حدیث بھی ایک گواہ ہے جو گیارہ سو برس
کتابوں میں درج ہو چکی ہے۔

اور اسی واقعہ پر ایک اور گواہ ہے یعنی ہمارے ہمارے بڑا بہن میں مرجع جکتو قریباً
 شولہ بتاتے ہیں۔ اور اسکی عبارت یہ ہے وَلَنْ رَضِيَ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا
 النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ لَا تَكُونُ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ وَيَتَكَبَّرُونَ وَيَعْلَمُ الْغُيُوبَ وَاللَّهُ خَيْرٌ الْمُنْظِرِينَ
 أَلْفَنَّةً هَهُنَا فَاصْبِرْ مَا صَبَرْتَ أُولُوا الْعَرْشِ - تَبَيَّنَ يَدَا ابْنِي كَهْبٍ وَتَبَيَّنَ
 سَائِمَانُ لَمْ أَنْ يَدْخُلْ فِيهَا إِلَّا خَائِفًا وَمَا أَصَابَكَ فَسَمِعَ اللَّهُ يَعْنِي يَهُودِ
 [ان سے مراد اجماع یہودی صفت علماء میں] اور نصاریٰ جنہر ایک فتنہ آخری زمانہ کا ختم
 ہوا ہرگز تجھے راضی نہیں گے جب تک تو انہیں کے خیالات کا تابع نہ ہو۔ ان کو کہہ دے
 کہ زبانی ہے اسکی ذات اور صفات کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں نہ اس طرح پر جو
 عیسائی کہتے ہیں اور نہ اُس طرح پر کہ جو یہودی صفت مسلمان مسیح میں غلو کر کے کہتے ہیں نہ وہ
 کسیکا بیٹا نہ کسی اُس کا بیٹا نہ اُس کا کوئی ہم کفو اور یہ مسلمان یہودی صفت اور نیز سبائی آیندہ تجھ سے
 ایک کر گئے اور خدا بھی اُن سے ایک کر کر گیا۔ اور خدا کا مکرم بننے یعنی جل جانے والا ہے۔
 اُس وقت ان یہودی صفت مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرف سے بالاتفاق ایک فتنہ ہوگا سوتو
 اُسوقت صبر کر ہمیشہ کہ اول العزم رسول صبر کرتے رہے۔ ابولہب کے ہاتھ ہلاک ہو گئے
 اور وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ اُسکو نہیں اچاہیے تھا کہ اس فتنہ کے دو میان آتا۔ گرد آؤ تا ابولہب
 سے مراد وہ شخص ہے جسنے فتنہ کی آگ کو مسلمانوں میں بھڑکایا۔ اور اہل اسلام کو کافر قرار دیا اور
 یہ سابیوں کی تائید کی۔ پس چونکہ اُس کا کام آگ کا بھڑکانا اور مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا تھا اسلئے
 اُسکا نام ابولہب ہوا کیونکہ لہب زبانی آتش کو کہتے ہیں اور سان عرب میں ایک چیز
 کے موجب کو اُس کا باپ قرار دیتے ہیں۔ پس چونکہ فتنہ کی آتش کا زبانی اُس شخص سے یہ جو
 جنس کا پیشگوئی میں ذکر ہے اسلئے وہ اُس زبانی آتش کا باپ ہوا اور اَبُو لَهَب کہلایا اور جہان
 میں سمجھا ہوں اجماع اَبُو لَهَب سے مراد فتنہ محمد حسین مٹالوی ہے اللہ اعلم۔
 کیونکہ اُس نے کوشش کی کہ فتنہ کو بھڑکا دے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر دخل دیتا تو چاہیے تھا کہ اُس
 ڈرے دخل دیتا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی بات کسی مجاہد۔ قف کی کسی کو

سمجھ نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ڈرتے ڈرتے نیک بیتی اور پاک دل کے ساتھ امن سا
میں بٹھ کرے۔ مگر عداوت اور بدزبانی تک اُس معاملہ کو نہ پہنچا دے۔ کہ انجام اس کا سبب
ایمان اور اَبُو کھَب کا خطاب ہے۔ یا اور پھر فرمایا کہ اُس فتنہ میں جو تجھے ایذا پہنچے گی
وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اُسکی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ ترقی و ترقی کا سبب
ہی سے ہوتی ہے۔ ضرور ہے کہ مومن آزمایا جائے اور اُسکو دکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں
اُسکے حق میں کہیں اور اُس سے ہنسی اور ٹھٹھہ ہو۔ جب تک کہ تقدیر اپنے وقت مقدّر تک
پہنچ جائے۔

اب حضرات مفسرین اس پیشگوئی پر بھی انصافاً نظر دالیں کہ یہ قریباً سولہ برس سے کتاب
براہِ مہین آئندہ کے میں چھپ کر تمام پنجاب ہندوستان اور عرب تک شائع ہو چکی ہے کیا یہ ضابطہ
اور صحیح لفظوں میں اُس واقعہ کی خبر نہیں دیتی جس میں عیسائیوں کے ساتھ یہودی صفت علماء نے
اپنی مکر کا بیونہ کیا۔ کیا یہ پیشگوئی اس واقعہ عظیمہ کی خبر نہیں دیتی جسکی طرف حدیث نے اشارہ
کیا تھا۔

پس ایک عقلمند کے لئے آنا۔ نبوت اور یہ الہام حق الیقین تک پہنچانے والا ہے
اور جو شرط آتھم کے مقابلہ پر الہام میں درج کی گئی وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس غرض سے
تھی۔ کہ وہ دلوں کو پرکھے اور آزما دے۔ اور انسانی عقول کا غرور توڑ دے۔ اور تا وہ پیشگوئی
پوری ہو جائے سو برس پہلے اس زمانہ سے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمائی تھی۔ اور تا وہ الہام بھی پورا ہو جو اس وقت سے سولہ برس پہلے براہِ مہین اسجد
میں درج اور شائع ہو چکا تھا۔

پس دانشمندان کے لئے یہ خوشی کا موقع تھا کہ آتھم کے مقابلہ پر جو پیشگوئی کی گئی
اُسکی تقریباً چار سو برس پہلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔

منصفو اب پھر نظر اٹھاؤ اور سوچ لو کہ جبکہ پیشگوئی میں رجوع الی الحق کی صریح شرط موجود
تھی۔ اور آتھم سے وہ جو اسی وہ سرسنگی وہ مگردانی اور خوف زدہ حالت ظہور میں آئی تھی کہ وہ
اس مواخذہ کے نیچے آگیا تھا کیوں اس قدر قلق اور کرب اُس نے ظاہر کیا۔ اور اس قدر اُسکے

ہراساں ہونے کی بجائے شہرت پہ لگ گئی تھی کہ آخر میعاد گزرنے کے بعد خود اُسکو فکر پڑ گئی کہ میں
 اس خوف اور گریہ و زاری اور زبردستی کو کسی طرح چھپا نہیں سکتا، مجھ سے میعاد کے اندر ظاہر
 ہوتا رہا۔ اسی لئے خوشی اور ازاں و تابلہ مجھ پر ہوا کہ اس کو خود انفراد کرنا پڑا اور اس حد تک
 تو اسنے سچ بولا کہ مجھ کو تین دنہ رسہ نظر آئے۔ مگر آگے چل کر دم کی رعایت سے جھوٹ بول گیا
 کہ وہ انسانی حملے تھے۔ اگر وہ اس جھوٹے منصوبہ کو ثابت کر سکتا۔

بس اگر ہمارے مولویوں اور اخبار نویسوں میں کچھ بھی دیانت اور حمایت دینی کا جوش ہوتا
 تو وہ ایسی بے ثبوت تہمت پر اُسکو پکڑ لیتے اور سمجھ جاتے کہ اس نیکار دنیا پرست نے یہ جھوٹ
 محض اس لئے باندھا ہے کہ اس خوف کو جس کو وہ چھپا۔ سکتا تھا ان تاویلوں سے پوشیدہ
 کر لے لیکن یہ اندھے مولوی اور جاہل اخبار نویس تو دیوانوں کی طرح اپنے ہی گہرے سے سہل
 کرنیکے لئے اٹھ کھڑے رہے۔ اگر ذرہ ہوش سنبھال لیا ہام کی شرط کو دیکھتے اور ایک باقرات
 دل لیکر اٹھم کے ان حالات پر نظر ڈالتے جو اسنے یہاں تک اندر ظاہر کئے تو ان پر کھل جاتا کہ ضرور
 پیشگوئی پوری ہوگئی۔ لیکن بدبخت انسان ہمیشہ شباب کاری سے اپنی عاقبت خواب کرتے
 رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے نہ سوچا کہ کیا عیسائی قوم ایسی رستبار قوم ہے جسکی ہر ایک
 بات خدا خواہ تسلیم ہی کر لینی چاہیئے۔

جب بقول اٹھم امرتسر میں اسپر حملہ ہوا یعنی ایک تعلیم یافتہ سانپ نے اُسکو ڈس کر ہلاک
 کرنا پڑا اسپر اٹھم کا یہ جواب ہوا کہ چونکہ عیسائی نہایت ہی نیک طبیعت اور رست باز ہیں
 ۔ اسلئے اس حملہ کی باسی میں گورنمنٹ میں شکایت نہیں کی گئی۔ اور نہ عدالت میں کوئی تالش
 ہوئی۔ بلکہ دیدہ و دانستہ مجرموں کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ عیسائی بردباری ایسی ہی مروت اور درگزر کو
 چاہتی تھی۔

پھر بقول اُسکے دوسری دفعہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے بمقام تو دیانہ نیروں
 کے ساتھ اسپر حملہ کیا۔ مگر بقول اُسکے اب بھی اُسکی صاف دلی جو پولیس رسول سے بطور وراثت
 چلی آتی ہے انتقام لینے اور مجرموں کے بکڑ نیسے مانع ہوئی اسلئے اس مرتبہ بھی اُسنے
 اپنے خونی شمنوں کو حملہ اچھوڑ دیا، کہ اگر یہ لوگ ان سے تو ہوا مگر ہم سے نہ ہو۔ لیکن بد ذات

دشمنوں نے پھر بھی بھیجا نہ چھوڑا اور اس بڑے نیک بخت محسن کی اتنی برسی بھی کا فائدہ بھی نہ
 نکلیا بلکہ جب یہ فیروز چھاؤنی میں گیا تو وہاں بھی سایہ کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلے گئے
 اور جانتانی کے سیتے تنواروں کے ساتھ احاطہ کوٹھی میں جا موچے ہوئے۔ یہ کہہ کر چلا وہ بولا
 نہایت ہی پکڑ لکڑا اور پوری تصویر پولیس سول کی اسٹینڈر رکھتا تھا اسلئے اس نے اپنی دفعہ
 بھی نہ پکڑا! اور نہ پولیس کے لوگوں کو پکڑنے دیا۔ اور کہا کہ میں مسلمانوں کی طرح نہیں بدی
 کے عوض میں ہرگز بدی نہ کروں گا۔ اور وہ ادباًش بھی کیسے خوش قسمت کہ اس مجرمانہ حالت میں
 کسی بازاری آدمی اور رگدز نے بھی انکو کتے جاتے ہتھیاروں کے ساتھ نہ دیکھا۔ اور اتنے صبر
 و دعا کی حوصلہ کہ یہ تو برکاتِ کورنٹ میں ان خونی دشمنوں کی اطلاع دینے یا عدالت فوجداری میں
 باضابطہ نالاش کر کے اس عاجز کا چمک لکھواتے انہوں نے تو میعادِ پیشگی میں اخباروں
 میں بھی یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ شاید یہ بھی گناہ میں داخل ہو۔

اے حضرات مولویو اور اخبار نویسو کیا آپ کا یہ گمان ہے کہ یہ نزدیک ترین متصرفین کا فرقہ
 ایسا ہی نیک بخت ہو اور ایسے ہی دیانت دار ہیں کہ کبھی جھوٹ موٹہ نہیں نکلتا۔ اور نہیں جانتے
 کہ کراؤ منصوبہ بازی کیا شے ہے۔ اور چھل۔ فریب اور جیل کسکو کہتے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں
 کہ تمام دیانتیں شعبہ ایمان میں جن لوگوں نے پیسہ پیسہ کے لیے یا عورتوں کی خواہش سے
 اپنا دین بیچ ڈالا اور اسلام سے باہر نکل کر استبازی کے چشمہ کی توہین کی ہے انکو نیک
 سمجھنا نہایت پلیدیہ انسان کا کام ہے

اے پیارے دوستو! آپ لوگ اس قوم کو اس قوم کی جلسائیوں کو خوب جانتے
 ہو کہ کہاں تک ان لوگوں کو جھوٹ کی بندشوں میں کمال ہے یہ تو صاحب اپنی کتاب
 موتیہ الاسلام میں پادریوں کی مکاریاں نمونہ کے طور پر لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ پادری نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح میں ایک کتاب لکھی اور اُس میں ایک موقع پر بیان کیا کہ گویا
 نبوذا اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کبوتر بلایا ہوا تھا کہ وہ انتخاب کے کانوں پر اگر
 اپنا مونہ رکھ دیتا تھا اور یہ حرکت اسلئے سکھائی گئی تالوگ سمجھیں کہ یہ روح القدس ہے
 کہ وحی پہنچاتا اور خدا تعالیٰ کا پیغام لاتا ہے۔ مگر جب اس پادری کو لوگوں نے سخت پکڑا کہ یہ

تو نے کہا ان سے نقل کیا ہے تو نے صاف اقرار کر دیا کہ میں نے عمر آجھوٹ بنایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شریر پادری کو اس کبوتر کی نسبت شک ہو گا جو انجیل میں بیان کیا گیا ہے جو تمام عریں صرف ایک دفعہ حضرت مسیح پر نازل ہوا تھا۔ اور پھر کبھی مونہ نہ دکھلایا۔ اور کہتے ہیں کہ وہ کبوتر نہیں تھا بلکہ روح القدس تھا۔ خیر اس جھگڑے سے تو ہمیں کچھ علاؤ نہیں صرف یہ دکھلانا منظور ہے کہ اس بد طینت پادری نے یہ افتراء اسی انجیلی قصہ کے تصور سے تراش لیا تھا اگر ایسا خیال حضرت عیسیٰ کی نسبت اسکو پیدا ہوتا تو کچھ بیجا تھا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی نسبت ایسا یہودہ قصہ انجیلوں میں موجود ہے۔ جس کا کوئی ثبوت اب تک کسی عیسائی نے نہیں دیا۔ اور نہ وہ کبوتر محفوظ رکھا۔ اور پادری صاحبوں کی جلسائیاں صرف اسی پر بس نہیں۔ بلکہ وہی حضرات ہیں جنہوں نے کئی جعلی انجیلیں بنادالیں۔ اور خدا تعالیٰ پر بھی افتراء کرنے سے ہڈ کر ابھی حال میں ایک نئی انجیل اسی بزرگ عیسائی نے تبت کے ملک سے برآمد کی ہے جسکی بہت جوش سے خریداری ہو رہی ہے۔ اور ان میں سے ایک بڑے مقدس کا یہ قول ہے کہ دین کی ترقی اور حمایت کے لیے جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ذریعہ نجات ہے۔ اس قوم کا جھوٹ سے پیار کرنا اپریل فول کی رسم سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ اگر اپریل کی تحریروں اور اخباروں میں خلاف واقعہ باتیں اور خلاف قیاس امور شائع کئے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ غالباً بہت ساحۂ انجیل کا اپریل میں ہی لکھا گیا ہے۔ اور یقیناً تثلیث کے مسئلہ کی جڑ بھی یہی مہینہ ہے جس میں بدعمرک جھوٹ بولا جاتا اور خلاف قیاس باتیں شائع کی جاتی ہیں۔ غرض ان لوگوں کے نزدیک کسی ضرورت کیوقت جھوٹ کا استعمال کرنا کچھ کراہت کی بات نہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ کوئی پرہیزگار نے تو فی الفوجھوٹ سے کام لیتے ہیں۔

عَبْدُ الْمَسِيحِ اور عَبْدُ اللَّهِ ہاشمی کا کیا جھوٹا قصہ بنالیا۔ کیا ہارون اور ہامون کے وقت میں پائینٹ کا نام و نشان بھی تھا جسکی تائید میں دو فرضی شخص بنائے عربی زبان میں مباحثہ لکھا گیا۔ پس جو لوگ کلامی پیرا کی طرح آئے دن نئے نئے جھوٹ بھی ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ وہ کسی بیچ میں چنسن کر کیوں جھوٹ نہیں بولینگے۔ یہ ایک ثابت شدہ

۱۸۹۵
 امر ہے کہ ناحی جھوٹ بول دینا انہیں لوگوں کا خاصہ ہے۔ دیکھو نور افشان ۲۵ جنوری کے پرچم میں بیچارہ آکٹر مسیخ کو عناد مذہبی کی وجہ سے زندہ دگر کر دیا چنانچہ زندہ کھیر چھپ گیا کہ اکبر مسیح تثلیث کا دشمن ریل کے صدمہ سے جاں بحق ہوا۔ اور مرتے وقت وہ ایک پادری صاحب کی ہایت سے تائب ہوا اور حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہو کر ۱۔ اور اپنی مخالفانہ کتابیں جلا دیں اور توبہ کر کے بہت رویا۔ اور قائل ہوا کہ اب میں سمجھا کہ حقیقت حضرت مسیح خدا ہی ہیں۔ !! حالانکہ اسکو کوئی یل کا صدمہ پہنچا اور نہ وہ مرانہ توبہ کی نہ کتابیں جلائیں نہ حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہوا بلکہ زندہ موجود اور اب تک تثلیث کا دشمن ہے۔ ناحی ایک بد ذات عیسائی نے اُس بیچارہ کے عیال اور دوستوں کو مصیبت میں ڈالا۔ افسوس کہ ہمارے خیال طبع مولویوں کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ یہ اتھم ہی اسی دروغ باف قوم میں سے ہے اور یہ وہی ناپاک طبع سب سے پہلے اس سے ہمارے سیدہ مولوی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفوذ باللہ اپنی کتاب میں دجال کے نام سے موسوم کیا۔ لَعَنَتُ اللّٰهَ عَلٰی قَائِلِہِ اِلٰی یَوْمِہِ الدِّیْنِ اَمَہ۔ پھر اُسکے بے ثبوت بزیان کو باور کر نیوالا بھی دجال سے کم نہیں۔ کیا عقلاً اور انصافاً اُس پر یہ الزام قائم نہیں ہوا۔ کہ وہ میعاد مشکوئی میں اپنے ڈرنے کا اقرار کر کے پھر ان بیوہ جعلازیوں کا ثبوت نہیں دے سکا کہ وہ مشکوئی کی غلطی سے نہیں بلکہ سانپ وغیرہ حملوں کی وجہ سے ڈرنا۔ وہ ان باتوں کو بذریعہ ناش نہایت نکر سکا۔ جو ڈر کی بنیاد انہوں نے قائم کی تھی یعنی تین حملے۔ اور آسنے یہ بھی نہ چاہا کہ قسم کھا کر اپنی صفائی کرے۔ اور جب اس بات پر زور دیا گیا کہ ایسے خدات کے پیش ہونے پر کیوں نہ یہ سمجھا جاے۔ کہ یہ تین حملوں کا منصوبہ محض اس غرض سے گھڑا گیا ہے کہ تا اس خوف اور جرع فزع کی کچھ پردہ پوشی کیجیے جس سے اتھم خواب سے بھی جنیں مار کر اٹھا کر اور امر تشر کے مقام میں بھی بیاری کی شدت میں آسنے ایک چیخ ماری اور کہا کہ ہمارے من کڑ گیا۔ تو ان باتوں کا کوئی جواب۔ آسنے صفائی سے نہیں دیا۔ آخر اسی وجہ سے قسم کی ضرورت پیش آئی۔ مگر آسنے ایک جھوٹے عذر سے قسم کو بھی ٹال دیا۔ ہمارے مولویوں کو اخبار نویسوں میں اگر حق کی تائید کا کچھ مادہ ہوتا تو وہ اسی وقت دین کی تائید میں نتیجہ نکال دیتے

بسکہ اقامت نے اپنے دہشتے بہنے کی یہ وجہ بیان کی تھی کہ میرے پر تین حملے ہوئے اور اگر اس پر کلمہ نہ لکھ سکتے تو اٹھم کو قسم پر مجبور کرتے۔ کیونکہ جب اٹھم اپنے قول و فعل سے خوف شدہ کا قائل ہو چکا تھا تو یہ مطالبہ قانوناً و شرعاً اُس سے واجب تھا۔ کہ کیوں یہ یقین نہ کیا جائے کہ وہ تمام خوف پیشگوئی کی وجہ سے تھا خاص کر جبکہ وہ وجوہ خوف جو بیان کئے گئے بالکل چہچہائے اور نہ بودار اور بناوٹی ثابت ہوئے۔ اور یہ اُسکی نہایت ہی رعایت کی گئی تھی کہ باوجودیکہ اُسکی دروغ گوئی پر قرآن قویہ قائم ہو چکے تھے اور نامعقول عدل سے جرم پایہ ثبوت پہنچ گیا تھا پھر بھی اپنے اُس سے قسم کا مطالبہ کر کے وعدہ کیا کہ ہم اُسکو قسم کے بذلتاً نہ پیدا ہونے پر راست باز سمجھ لینگے اور نہ صرف یہی بلکہ ہر ہزار روپیہ نقد دینگے مگر وہ پھر بھی بھاگ گیا اور قسم نہ کھائی مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ اُسکے ایسے کھٹے پھنگے گریز پر فتح کا نقارہ بجاتے نہ کہ میسائیوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملائے۔ لیکن جب تک انسان سچل سے خالی نہ ہو تب تک حقیقت میں اندھا ہوتا ہے۔

اور میسائیوں کی حالت پر نہایت تعجب ہو کہ اس پیشگوئی پر جو ایسی صفائی سے اپنی شرط کے پہلو پر پوری ہو گئی انہوں نے محض شرارت سے وہ شہود اور شہر کیا۔ اور وہ تویر اور گندی گالیاں دیں اور کوچوں بازاروں میں شیطانی بہرہ وپ دکھلائے جو اپنی ساری فطرت کے پردے کھول دیئے۔ حالانکہ پیشگوئی میں ایک صاف شرط موجود تھی۔ اور قرآن قویہ کی رو سے وہ شرط پوری ہو چکی تھی۔ اور ہر ایک بات میں قابل الزام اٹھم تھا اور اُسکی گفتار سے اُسکا تمکار اور جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تھا۔ افسوس کہ انہوں نے اس روشن پیشگوئی سے تو انکار کیا۔ مگر ان کو حضرت مسیح کی وہ پیشگوئیاں یاد نہ رہیں جو اپنے ظاہر میں ان میں بُدی نہ ہوئیں۔ بلکہ ان کا خلاف واقعہ ہونا ایسے طور سے گہلا کہ کوئی تاویل بھی وہاں پیش نہیں جاسکتی۔ بہو حضرت مسیح کا کس زور سے دعویٰ تھا کہ اس زمانہ کے بعض لوگ ابھی زندہ ہوں گے لیکن پھر آ جاؤ گے۔ لیکن وہ سب مر گئے اور اُسپر شمار ہو کر بس اور بھی گزر گئے اور وہ حیدر کہ عیسائیوں کا خیال ہے اب تک نہ اس کے !!! پھر اس سے عجیب تر یہ کہ پہلی کتابوں میں حضرت مسیح کی نسبت یہ پیشگوئی صحت تھی کہ ضرور ہے کہ پہلے اُس سے آلیا آوے

یعنی وہ نبی ایلیا نام جو اس جہاں سے مدت پہلے گزر چکا تھا۔ لیکن ایلیا نہ آیا۔ اور یہودیوں نے حضرت مسیح کو الہام دیا کہ ایلیا تو ابھی آسمان سے اتر ہی نہیں آپ کیونکر نبی ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب حضرت مسیح کچھ بھی نہیں دے سکے بجز اسکے کہ یحییٰ ذکر کیا کا بنایا ہی ایلیا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ جواب تو ایک تاویل ہے جو پیشگوئی کے ظاہر الفاظ سے بالکل مخالف پڑی ہے۔ اگر ایسی ہی تاویل سے کوئی پیشگوئی پوری ہو سکتی تھی تو ہر ایک شخص ایسی تاویل کر سکتا تھا۔ اور تعجب تو یہ کہ حضرت یحییٰ کو ایلیا ہونے سے انکار ہے۔ اب اس انکار سے تاویل بھی بہرہ ور ہو گئی۔ اور جبکہ تمام مہاجر حضرت مسیح کے پناہی ہونے کا اسی پیشگوئی سے یہور ہو چکا تھا اور یہ پوری نہ ہوئی تو حضرت پادری صاحبان تو حضرت مسیح کی خدائی کو روکنے میں اور یہاں نبوت بھی اٹھ سے گئی۔ بلکہ کاذب اور مضری ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ایلیا کو آنے سے جو شخص پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ اسکا صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ یہودی اب تک یہی بحث پیش کرتے ہیں اور ظاہر نص کتاب اللہ یہودیوں کے ساتھ ہیں انکی یہ حجت ہے کہ اگر ایلیا سے کوئی آدمی شخص مراد ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے بند کو وعدہ کہہ دیتا بلکہ صاف لفظوں سے کہہ دیتا کہ ایلیا تو آسمان سے دوبارہ نہیں اترے گا۔ بلکہ آئیں گے جگہ یحییٰ ذکر کیا کا بنایا ہو گا۔ اسیکو ایلیا سمجھ لیا۔ یہ پیشگوئی عیسائی مذہب کو نہایت منظر اب میں ڈالتی ہے۔ اگر قرآن حضرت مسیح کی نبوت کا مصدق ہو کر حضرات ابن حریجہ کو نبیوں میں داخل نہ کرتا تو کیا کوئی عقل مند قبول کر سکتا تھا کہ عیسیٰ بھی حقیقت نبی ہے! کیونکہ کھلی کھلی نص کتاب اللہ کی یہودیوں کے ہاتھ میں ہے جس سے حضرت مسیح کسی طرح سچے نہیں ٹھہر سکتے۔ بعض مسلمان جہالت سے کہتے ہیں کہ شاید وہ پیشگوئی محض ہو گئی ہوگی۔ مگر ایسا خیال کرنے والے سخت احمق ہیں۔ تحریف تو بیشک بعض مقامات بائبل میں ہوئی مگر جس مقام کو خود حضرت مسیح نے غیر محض ٹھہرایا ہے وہ مقام بلاشبہ حضرت مسیح اور یہود کے اتفاق سے تحریف کے الزام سے پاک ہے۔ اور قرآن کریم اور حدیث میں اس قصہ کا کچھ ذکر ہی نہیں۔ تاہم یہ کہہ سکیں کہ یہ قصہ احادیث اور قرآن کریم کے مخالف پڑا ہے۔ پس ہم ہر حال اس قصہ کی تائید کے مجاز نہیں ہیں۔ اتنا کہنا ہمیں ضروری ہے۔ کہ گو نص کتاب اللہ

کے ظاہر الفاظ یہودیوں کے غدر کے موید ہیں۔ اور اگر ظاہر پر فیصلہ کریں تو بیشک حضرت مسیح کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کذب اور اصرار ثابت۔ تو یہ ہر۔ اور کذب بھی ایسا کذب کہ جسکو ایلیا قرار دیا گیا۔ وہ خود ایلیا ہونا منظور نہیں کرتا۔ اور مدعی مسیحیت اور گواہ مسیحیت کا معاملہ نظر آتا ہے۔ مگر چونکہ قرآن کریم نے حدیث مسیح علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کر دی ہے اسلئے ہم بھر حال حضرت مسیح کو مستحیابی کہتے اور مانیتے ہیں اور انکی نبوت سے انکار کرنا کفر صریح قرار دیتے ہیں۔

اور ایلیا کے قصہ میں یہودیوں کی یہ حجت کہ اگر یہی شخص حقیقت مسیح موعود تھا تو ایلیا کے دوبارہ آنیکلی پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کبوں دبوکہ دیا۔ اس طرح پیشگوئی کے الفاظ کیوں نہ لکھے کہ ضرور ہے کہ مسیح سے پہلے یحییٰ بن زکریا آوے۔ اور جیلہ نفس الہیہ کے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا ضروری ہے تو ایسے موقع پر تاویل پس کرنا کفر ہے۔ یہ وہ حجت ہے جو اب تک یہودی لوگ انکا نبوت مسیح میں پیش کرتے ہیں۔

لیکن اُنہم قرآنی معارف سے قوت پا کر کہہ سکتے ہیں کہ جبکہ مسیح کی نبوت قرآن کے نزول سے بیاید صداقت پہنچ گئی ہے تو گو ظاہر الفاظ پیشگوئی کے ایسے ہی ان کے مخالف پڑے ہوں تب بھی ہمیں انکی تاویل کر لینی چاہئے۔ چونکہ پیشگوئیوں میں اکثر تنبیہات بھی ہوتے ہیں جنسے خلق اللہ کا ابتلا منظور ہوتا ہے تو کیوں ایلیا کی پیشگوئی کو بھی تنبیہات کی قبیل سے نہ سمجھا جاسے۔ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کی ان سنتوں سے اچھی طرح واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ کہ کبھی آتشی پیشگوئیوں میں اسطورہ کے استعارات بھی واقع ہو جاتے ہیں کہ نام کسی کا لیا جاتا ہے اور قرآین کی رو سے مراد کوئی اور ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس امت پر احسان کیا کہ یہ تمام حجاز اور سنن اللہ سمجھا دیئے۔ بلکہ ان طریقوں کو کئی مواضع میں آپ اختیار کر کے بخوبی تفہیم کر دی۔ دیکھو کہ چونکہ اپنے زمانہ کے یہودیوں کو ملزم کیا کہ ٹھنڈے موٹے کی نافرمانی کی۔ ہاروٹن کا متنا بلکیا۔ حالانکہ اس جرم کو مجرم وہ تو نہیں تھے۔ بلکہ ان کے باپ دادا سے تھے۔ اور بخوبی بار بار سمجھا دیا کہ کئی شخص دوبارہ دنیا میں نہیں آیا کرتا۔ مگر یہ سمجھ یہودیوں کو نہیں دیکھی تھی۔ اور توریت کے طرز و طریق نے انکو قیامت کی نسبت بھی شک شبہ میں رکھا تھا۔ اور قرآن شریف کی طرح نصوح صریح تو یہاں

سے آپ نہیں کھلاتھا کہ کوئی شخص اس جہان سے گزر کر پھر اس دنیا میں آباد ہو سکے لیکن آپ نہیں آسکتے۔ اسی لئے وہ اس گرواب میں پڑے اور ان کا اس بات پر نہ دینا سراسر حماقت تھا کہ مسیح مجھ حضرت ایلیا علیہ السلام دوبارہ آسمان پر سے مسیح موعود سے پہلے تشریف لے آئے۔ اور ان کے پاس اس طرح دوبارہ آجانکی۔ کوئی نظیر بھی نہیں تھی۔ ان کھجور کے ظاہر ہی نیم ملاؤں طرح صرف الفاظ پر زور تھا۔ اور ایک نادان کی نظر میں بظاہر یہودیوں کی حجت ایلیا کو دوبارہ آئینی مشکوک میں تو یہ معلوم ہوتی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کی تاویل کچھ رک گیا اور بودی کا بانی جاتی تھی کیونکہ بظاہر نص یہودیوں کا متوہ تھا۔ لیکن اسرہنت، اللہ پر لڑوانے کے بعد قرآن کریم سے منقول معلوم ہوتا ہے یہ سلسلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں کسی۔ کہ دوبارہ آئے اور دنیا میں دوبارہ آباد ہونے کے بارے میں یہ کتاب کریم صاف فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہوتا اللہ کے خلاف ہے۔

پس جبکہ دوبارہ آنا دنیا میں متنع ہوا تو پھر حضرت ایلیا علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور یہودیوں کے دلوں کو مسیح موعود سے پہلے اگر درست کرنا بدیہی البطلان ہوا۔ ان میں مسئلہ تنیر قرآن کریم پر ایمان لانیسے سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر تو بیت پر ہی حصر کیا جاوے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسیح برگزینی صادق نہیں تھا !!! ایک عیبت تو مسیح کے بارے میں یہی پیش آتی تھی۔ دوسرے ظالم عیسائیوں نے اپنے ہاتھوں سے مسیح کو تو بیت آتشاں کا مصداق ٹھہرا کر پتے نیوں کے طریق اور شان سے بجلی بے نصیب اور محروم کر دیا۔

اور یاد رہے کہ نظریہ مسیح کے بعد حضرت مسیح کی تاویل یہودیوں کے شک باطل ہے۔ غالب ہے۔ گویا ایک جلد باز اور دھوکہ کھانے والا حضرت مسیح کی تاویل پر ٹھٹھا اور منہسی کر گیا کہ اپنی نبوت کے ثابت کرنیکے لئے تاویلات رکبکہ سے کام لیا ہو۔ لیکن جو شخص قرآن کا علم رکھتا ہے۔ اور سنت اللہ کے سلسلہ پر اسکو نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جتنی وعدہ خدا تعالیٰ کا یہی ہے کہ اس جہان سے گزرنے والے پھر آسمان سے نہیں اتر کر تے وہ نہ صرف حضرت مسیح کی تاویل کو قبول کر گیا بلکہ اس تاویل سے لذت بھی اٹھا سکا۔ کیونکہ وہ تاویل عہد قدیم کے مطابق ہے۔ اگرچہ بجا بجا یہودی اب تک یہی روتے ہیں کہ مسیح نے اپنی جھوٹی

انصاف قرآن اور حدیث دونوں میں موجود ہیں اور توفیق کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے بزرگ
 مارویٹھ کے اور ثابت نہیں ہو سکتے۔ بس یہ سہل مسئلہ کی حقیقت یہ ٹھیک تو نزول اسکی طرح ہے اسکی
 وہی معنی کرنے چاہئیں جو اس کے طالبین ہوں۔ اگر تمام دنیا کے مولوی شیعہ کو آیت یا عیسیٰ اونی
 متوفیات۔ اور آیت قبلہ اتھینتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے بجز ا دینے
 کے کو کچھ اور سے ثابت کرنے چاہیں تو ان کے لئے ہرگز ممکن نہیں اگرچہ اس ہم میں مرجائیں اسی چہ

سے امام ابن حزم اور امام
 مالک اور امام بخاری اور دیگر
 بڑے بڑے اکابر کا یہی
 مذہب ہے کہ حقیقت
 حضرت عیسیٰ فوت ہو چکا
 ہیں۔ افسوس کہ جالیلو
 نے ناحق شور مچایا۔ اور آخر
 حضرت عیسیٰ کی مرثیہ ہی جو
 جسکے ثبوت سے وہ ایسے
 ناوم ہوئے کہ یس مر گئے
 وحی اللہ پر کم توجہ رکھنے
 سے یہ تمام معتقین انہر
 بڑیں۔ دیویوں پر بھی سوچا کہ
 خدا تعالیٰ کے تاج سے لٹو لبریں
 اہم مذہب برابین احمدیہ میں اس طرح کا
 نام عیسے لکھا ہو کہ انسان تھا لہذا
 منصوبہ کر سکے کہ جو اقرآن لکھ کر
 بعد کر اٹھا اسکی عہد انی مدت ہے

مگر فہمہ جالے کج دل رداست
 لیکن آن فہمہ کہ پشت رفتدی
 نسبتے باید کہ تا فہمہ کسے
 کار بے نسبت نئے آید بہت
 نسبتے میداشت باخیر الام
 جان اوشتا سخت ہو پاک
 آنچه بازوں دیدان قادر و نیر
 کے ماند با نیزیدے مازیہ
 ظلتے در ہر دم گیرد براہ
 دیگرے را بر کردہ کور و کر
 ایں زکوری اور انکار و ابا
 ہمچنین صدیق و چشمان گبر
 مان مروچوں تو سنے آشتہ باش
 خانہ ات ویراں تو در فکر و گر
 روچہ نالی بہر کفر دیگران
 نکتہ چیں را چشم می باید سخت
 او نہ بر با خویش را سو آکنہ
 لعنت آن باشد کہ از جہاں بود

وحی خونی راز اشارات حدیث
 چشمہ فصیحت وحی ایزدی
 وحی قرآن راز نام دارو سے
 واجد ما نسبت اندر تخت
 آن سعید کے کش ابو بکر نام
 نیز نشد محنت ج تفتیش راز
 بہت فرقتے در نظر نامی سعید
 بود بازوں پاک اس کرے پلید
 گز نباشد نسبتے در جاسے گاہ
 آن یکے راہ عیاں پیش نظر
 آن شستہ با نگاہ و لڑ با
 رہنے آید نظر در وقت ابر
 اسے براہ از تامل کن تلاش
 اسے بے تکفیر البتہ تکمر
 صد ہزاراں کفر در جات نہان
 خیر و اقل خلیشتن را کن دست
 لعنتی گر لعنتے بر آکنہ
 لعنت اہل جفا اسان بود

ترجمہ خاک مرزا غلام محمد قادیانی علیہ السلام

جہادی اور خدا کے مجھ سے ایسی ہمت دیدی جسکی دنیا میں جیسے دنیا شروع ہوئی کرئی نہیں ہائی جاتی والسلام علی من اتبع الهدی

چکے لٹے پارسیوں نے اپنی مگہ اور عبرانی والوں نے اپنی مگہ اور آریہ قوم نے اپنی مگہ دعوتے کو کہ اجیس کی وہ زبان ہے وہ عربی مبیین ہے اور دوسرے تمام دعویٰ غلطی پر اور خطا پر ہیں اگرچہ پہلے اس کو مصری طور پر ظاہر نہیں کیا گیا اپنی مگہ پر پوری تحقیقات کی ہے اور ہزار الفاظ سنسکرت وغیرہ کا مقابلہ کر کے ادھر ایک لغت کے ناموں کی کتابوں کو سن کر ادھر خوب عین نظر لگا کر اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ زبان عربی کے سامنے سنسکرت وغیرہ زبانوں میں کچھ بھی خوبی نہیں پائی جاتی بلکہ عربی کے الفاظ کے مقابلہ میں ان زبانوں کے الفاظ لگاتار تو ان آدمیوں بہروں مبروں معبودوں کے مشابہ ہیں جو فطری نظام کو کبھی کہہ بیٹھے ہیں اور کافی ذخیرہ مفردات کا جو کمال زبان کے سامنے شرط ضروری ہے اپنے سامنے نہیں لیکن اگر کسی گمبہ صاحب یا کسی پادری صاحب کی رائے میں غلطی پر ہیں اور ہماری یہ تحقیقات ان کی رائے میں سوجھ بوجھ نہیں ہے کہ ہم ان زبانوں سے واقف ہیں تو اول ہر طرف سے یہ جواب ہے کہ جس طرح سے ہمیں اس بحث کا فیصلہ کیا ہے اسیں کچھ ضروری نہ تھا کہ سنسکرت وغیرہ زبانوں کے امداد انشاء سے بخوبی واقف ہو جائیں ہمیں صوب سنسکرت وغیرہ کے مفردات کی ضرورت تھی سو پہلے کافی ذخیرہ مفردات کا جمع کر لیا اور پھر ان زبانوں کے ناموں کی لکائی گئی تھی ان مفردات کے ان معنوں کے ہی ہر نام تک لکھ کر تہا نتیجہ کر لی۔ لہذا انگریز محققوں کی کتابوں کو بھی بخوبی غور سے سن لیا اور ان زبانوں کو سہاشت میں لگا کر بخوبی صاف کر لیا اور پھر سنسکرت وغیرہ کی زبانوں کو لکھ کر شہادت ملی جس سے یقین ہو گیا کہ حقیقت یہ یک سنسکرت وغیرہ زبانیں ان خوبوں سے جاری ہے بہرہ ہیں جو عربی زبان میں ثابت ہوئیں ۔

پہر دوں جواب یہ کہ اگر کسی صاحب یا کسی اور مخالف کو یہ تحقیقات ہماری منظوری ہیں تو ان کو ہم بدریہ اس کتاب کے مطالعہ دیتے ہیں کہ ہم نے زبان عربی کی فصیلت اور کمال اور فوق الاسانہ جو نیچے دلائل اپنی اس کتاب میں بطور طور پر کہہ دیے ہیں جو تفصیل فرمیں۔

۱۔ عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے۔ ۲۔ عربی اعلیٰ درجہ کی علمی و تحقیقی شہادتیں جو حقیقی امداد ہیں۔

۳۔ عربی کا سلسلہ اطوار و مواد اتم و مکمل ہے۔ ۴۔ عربی کی تراکیب الفاظ کم از کم کافی زیادہ ہیں۔

۵۔ عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کیلئے بڑی بڑی طاقت اپنے پاس رکھتی ہے۔

اب ہر ایک کو امتیاز ہے کہ ہماری کتاب کے پچھنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کتاب اس سنسکرت یا کسی اور زبان میں لکھی

یاس شہزادہ کے پہنچنے کے بعد میں اپنے منشا سے اطلاع دے کہ وہ کیونکر اور کس طرز سے اپنی قسلی کرنا چاہتا ہے یا
 اگر اسکا فیصلہ میں پہنچاؤں گا تو یہ کسی بھی کوئی ذاتی غویان بتلانا چاہتا تھا تو شک مت کر جو منہ خور کی باتوں سے گھر کا کھڑا
 ذلی اس قسم کی ہر ایک قوم میں پائے جاتے ہیں کہ یہ غرض کہ دل میں باقی رہ جاتا ہے کہ شاید شکرت و فیض میں کوئی ایسی چہرہ
 ہر دے کھلات ہوں جو نہیں لوگوں کو معلوم ہوں جو ان زبان کی کتابوں کو پڑھتے پڑھتے ہیں اسلئے مہر و کتاب
 کے ساتھ اپنے زار و سپہ کا اعلیٰ شہزادہ شائع کر دیا ہو اور یہ پانچ ہزار روپیہ صرف کے ہوئی بات نہیں بلکہ کسی اور صاحب کے کھلاؤ
 صاحب کے درخواست کے آنے پر پہنچ ہی اسی جگہ جمع کر دیا جائیگا جس میں وہ آ رہا تھا وہ صاحب بخوبی مطمئن ہوں
 اور یہ کہ نئی نئی کی حالت میں بنیہ مرجع کے وہ روپیہ کو وصول ہو گیا مگر یاد رہے کہ روپیہ جمع کرانے کی دیکھتے آفت
 آتی چلتے تھے بلکہ تحقیق اس کی کتاب پہنچ کر شائع ہو جاوے اور میں کہانی لے کر اس امر کے ہائیکین ایک تحریری اترواؤں گا
 کہ اگر وہ پانچ ہزار روپیہ جمع کرانے کے بعد مقابلہ سے گزیر کر جائی یا اپنی لان و گرانف کی انعام تک پہنچ سکے تو وہ تمام حرم و ہمارا
 جو ایک تجارتی روپیہ کو کسی تہمت میں نہ کی حالت میں نہ ہو کر وقوع ہے۔ و السلام علی من اتبع الهدی

عبدالحق غزوی کو مبارکباد

عبدالحق غزوی نے اپنے بیہودہ شہزادہ میں مبارکباد میں فتحیاب ہرنیکا بہت سچ فکرو کے بعد یہ جیلہ بخانا لاہور کا کہاں کے شہر ہے
 اسکی بیوی میرے قریب میں آگئے اور یہی اشارہ کیا تھا کہ آئندہ لڑکا پیدا ہوئیگی آئندہ ایکے جواب میں میں نے پوچھا کہ
 انامال اسلام میں کہہ دیا تھا کہ یہاں کام نا اولو اسکی ضعیفہ بیوہ کو نخل میں لا کر کوئی مراد یا بی کی بات نہیں بلکہ اسکا ذکر کرنا
 ہی جائز ہے وہ ضعیفہ جوانی جوانی کا اکثر حصہ کہاں کی تو اسکو نخل میں لکر تو نخل سے عبدالحق نے مدنی کا حج اپنے گلے الیا
 اسلام ہوا اسکا لایسے بیوہ نخل سے کہہ کر خرید یا نوئی ہوئی یا تو رٹا لڑکا پیدا ہونا اسکا عبدالحق نے اسکا کوئی شہزادہ میں
 و یا شاید وہ پہلے اندر ہی اندر گم ہو گیا یا بموجب آیت زفانی لڑکی پیدا ہوئی اور وہ نہ کالا ہو گیا لیکن میں خدا کی قسم عبدالحق
 کا یہ گری کے جواب میں بشادہ ہی کہی کہ تجھے ایک لڑکا دیا جائیگا جیسا کہ ہم ہی سالہ اولو اسلام میں اس شہزادے کے
 شائع ہر ایک کے جن الحمد للہ اللہ کے اس الہام کی ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ میں ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء میں میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا

بہتانہ شریف احمد علیہ السلام علی من اتبعہ السلام

ماقمہ کا غلام احمد غنی

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to "The coming Mehdi" and especially the nature of his appearance among the Muslims according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new life, like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart, - the Muslims of this party considering his appearance as nearly spiritual. while other Muslims, such as Maulvi Muhammad Hussain of Batala, editor of *Isha-at-Usunnah* and leader and advocate of *Ahl-i-Hadis* or *Wahabis* of his class, believe that "The coming Mehdi" will be Ghari, general slaughterer and uprooter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire, and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "The coming Mehdi."

It will be better that our benign Government will get this pamphlet translated into English, & hence make itself acquainted with these differences concerning "The coming Mehdi."

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Al-mehdi

ترجمہ از مولانا محمد رفیع الدین صاحب دارالعلوم دیوبند

۱ مہدی کے تعلق عقیدے

بہم ضروری ہے کہ ان گزشتہ عالیہ اہل تشیع پر ظاہر کردہ کہ مہدی معبود کے بار میں فرقہ دہا یہ کا جو اپنے تئیں اہل حیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں جن کا سرگروہ مولوی ابو سعید محمد حسین جالوی اپنے تئیں خیال کرتا ہے کیا عقیدہ ہے۔ اور اس بار میں ہر اور میری جماعت کا کیا عقیدہ ہے کیونکہ اس تمام اختلاف اور باہمی عداوت کی جڑ یہی ہے کہ میں ایسے مہدی کو نہیں مانتا اس لئے میں ان رگوسی تقریریں کافرہوں اور میری تقریریں یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ سو میں ذیل میں بمقابل اپنے عقیدہ کے ان لوگوں کا عقیدہ لکھتا ہوں جو مہدی کے بار میں دیکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ عقیدہ جو مہدی کی نسبت اہل حدیث کے ہے جن کا اصلی نام دہا ہے ان کے صدا ہا سالوں ایسے کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ناب صدیق حسن خان کی کتابوں میں سے اس عقیدہ کا کچھ حال بیان کر دوں کیونکہ مولوی محمد حسین جو ان خاص سرگروہ ہے صدیق حسن خان کو اس صدی کا مجدد مان چکا ہے (ریحہ اشاعت السنہ) اور اسکی کتابوں کو ایک مجدد کی ہدایات کی حیثیت سے ہر لکھ اہل حدیث کے لئے واجب العمل سمجھتا ہے

ہمارے مخالفانہ مولویوں کا عقیدہ
مہدی کی نسبت

مہدی اندیسع موعود کے نام سے جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کا نام دیشیں جو مہدی کے ایک بچے باسے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ سیرے برویکہ "برتن" نام کا جو ہوتا ہے ایوں کہ وہ کہتے ہیں قسم سے ہا ہر نہیں (۱) اول وہ حدیثیں کہ موضوع اور فیہ صحیح اور غلط ہیں اور انکے راوی خانت اور کتب سے منہم ہیں اور کوئی دینار مسلمان انہیں نہ مانیں کہ انہ (۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو صحیفہ اور مجروح ہیں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ سے ہا یہ اعتبار سے سلفا ہیں اور حدیث کے نامی ناموں نے مانتا تھا قطعاً دیکھی نہیں کیا اور یا صحیح اور ہے اعتباری کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا اور تو تین روایت نہیں کی بیخبر راویوں کو حق

ناب صدیق حسن خان اپنی کتاب حج آیہ کے صوم ۲۰۰ میں ۱۱۱ میں اس کا مشاعرہ فراموش خان اپنی کتاب "آفتاب السعد" کے صفحہ ۱۱۱ میں مہدی کی نسبت اہل حدیث کے عقیدہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مہدی ظاہر ہونے سے ہی اس عقیدہ میں یوں کو قتل کرے گا کہ جو ان میں سے باقی بچائیں گے، حکومت اور بادشاہت کا حوصلہ ہیں بیگیا اور ریاست کی پورٹھ دنگے وغیرہ سے بچ جائے گی اور ذلیل ہو کر ہاگ حاش کے پھر اسی حج الکرامہ کے صفحہ ۱۱۱ میں ۱۱۱ میں لکھتا ہے کہ اس نوع کے بعد مہدی ہندوستان پر جماعتی کرے گا اور ہندوستان کو فتح کرے گا اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈالے گا انکے سامنے حاضر کیا جائیگا اور تمام خزانے اور بنگ گزشتہ کے لوٹ لیکھے۔ اور میرا یہی زیادہ تر سچ کہتا ہے اور صاحب السعد کے صفحہ ۱۱۱ میں اس طرح ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ

وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو دید استی کہ ہستم بگہر
شاد کن این زمرہ اغیار را
ہر مرادش آن فضل خود برآر
دشمنم باش و تبہ کن کار من
قبلہ من آسمانت یافستی
کز جہاں آن را زاپوشیدہ
اندکے افشاہ آں اسرار کن
واقعی از سوز ہر سو زندہ
زاں محبت ہا کہ در دل کا شتم
اے تو کہت و لمجا و ماوا اٹھ من
وز دم آں غیر خود را سوختی
وین شبہ تارم مبدل کن بروز

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے کہ میداری تو بردہا نظر
گر توے بینی مرا پر فسق و شر
پارہ پارہ کن من بدکار را
بر دل شاں ابر رحمت ہا بار
آتش افشاں برد و دیوار من
ور مرا از بند گانت یافستی
ور دل من آں محبت دیدہ
با من از روئے محبت کار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندہ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
خود بروں آ از پئے انبراد من
آتشے کاندہ دلم افروختی
ہم ازاں آتش رخ من بروز

چشم بکشا ایں جہان کور را ز آسماں نور نشان خود نما ایں جہان بینم پر از فسق و فساد از حقائق مائل و بیگانه اند سر دشد دلہا ز مہر یونے دوست	اے شدید البطش بنما زور را یک گلے از بوستان خود نما خافلاں را نیست وقت موت یاد ہمچو طفلان مائل افسانہ اند روے دلہا تافہ از کوئے دوست
---	---

سپیل در جوش است و شب تاریک تار
از کرہا آفتابے را بر آر

چونکہ قدیم سے ہی زمانہ کی عادت ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی ایسا فرقہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس قوم کی نظریں اُس فرقہ کے اصول اور عقائد اُنکے اپنے اصول اور عقیدہ کے برخلاف ہوتے ہیں تو اُس قوم کے سرگروہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اُس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں اور ہمیشہ یہی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قوم کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے اُنکو بدنام کریں۔ سو یہی معاملہ اس ملک کے بعض مولویوں نے جہ سے کیا ہے۔ جن میں سے پکا دشمن اور مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی اینیٹر اشاعت السنہ ہے۔ اس پچاسے نے میری بدخواہی کے لئے اپنا آرام حرام کر دیا۔ بنالہ سے بنارس تک اپنا قابل شرم متفاد لیکر میرے کفر کی نسبت مہر میں لٹکوا کر اچھرا اور چرچیلے اسی کارروائی پر اس کی طبیعت خوش نہ ہوئی تو گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ باتیں میری نسبت پہنچا کر کہ یہ شخص درپردہ باغی ہے اور مہدی سودانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ حالانکہ آپ ہی اپنے اشاعت السنہ میں جیکر بار میں یہ معنوں شایع کر چکا تھا کہ اس شخص کی نسبت بنات کا خیال دل میں لانا کمال درجہ کی بے ایمانی ہے اور بار بار لکھ چکا تھا کہ میں اپنی ذاتی واقفیت سے گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص اور اس کا والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب گورنمنٹ انگریزوں کے خیر خواہ جان نشان میں۔ غرض جب اس دانا گورنمنٹ نے اس حاسد کی باتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی تو پھر اپنی قوم

کو اسکا شروع کیا اور میری نسبت یہ فتویٰ شائع کیا کہ اس شخص کا قتل کرنا موجب ثواب ہے چنانچہ اس فتویٰ کو دیکھ کر اور کئی مولویوں نے بھی قتل کا فتویٰ دیدیا۔ پس بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا نہ کرتا کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ مجھے پناہ دیتا تو معلوم نہیں کہ ایسے فازی مجاہد اب تک کیا کچھ نہ دکھاتے۔ یہ شخص بار بار مجھے امیر کابل کی دعوت دیتا رہا ہے کہ وہاں چلو تو پھر زندہ نہ آؤ گے۔ یہ تو ہمیں معلوم تھا کہ یہ شخص امیر کابل کے پاس ضرور گیا تھا۔ مگر یہ بعید اب تک نہیں کھلا کہ امیر نے اس شخص کو میرے قتل کی نسبت کیوں اور کس وجہ سے وعدہ دیا۔ مگر یاد رہے کہ میرے منافقانہ اصول نہیں ہیں۔ اگر اس شخص نے امیر کو میری نسبت یہ کہہ کر برگشتہ کیا ہے کہ یہ شخص اس جہدی اور مسیح کے آنے سے منکر ہے جس کا انتظار جہانی خیالات کے لوگ کر رہے ہیں تو مجھے حق بات کے بیان کرنے میں امیر کابل کا کیا خوف ہو میں برملا کہتا ہوں کہ اس فازی جہدی اور فازی مسیح کے آنے کا میں منکر ہوں گو یہ کلمات کسی بے ادبی پر حمل کئے جائیں۔ مگر جو کچھ خدا نے میرے پر ظاہر کیا میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ میں اس بات کا قائل ہوں کہ روحانی طور پر اسلام کو ترقی ہوگی اور امن اور صلح کاری سے سہائی پھیلے گی۔ مگر اس شخص کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ کئی رنگ بدلاتا ہے۔ مولویوں کو درپردہ کچھ کہتے ہیں اور گورنمنٹ انگریزی کو کچھ اور۔ پھر امیر کابل کے پاس اُس کے خوش کوٹنے کے لئے اسکی مرضی کے موافق عقائد ظاہر کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس شخص نے کابل میں جا کر اپنے وجہ کو عقیدہ کے رو سے امیر کے اغراض کے موافق ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ اگر امیر کابل ایسا ہی شخص ہے جو اپنے مخالف عقیدہ کو پارکی انور قتل کر دیتا ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے امیر سے یہ کیونکر بچ کر آگیا۔ کیا یہ شخص اقرار کر سکتا ہے کہ یہ امیر کابل کا ہم عقیدہ ہے۔ رہے میرے عقائد سو جیسا کہ وہ واقعی سچے ہیں ایسا ہی وہ ہر ایک فتنہ سے پاک اور مبارک ہیں۔ ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ ہمارے یہ عقائد کہ کوئی جہدی یا مسیح ایسا آنے والا نہیں ہے جو زمین کو خون سے سرخ کر دے گا اور برائیاں اس کا یہ ہوگا کہ جبر سے

لوگوں کو مسلمان کرے۔ یہ کیسے عمدہ اور نیک عقائد ہیں جو سراسر امن اور علم کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ جبکی وجہ سے نہ کسی مخالفت کو یہ موقع ملتا ہے کہ اسلام پر کسی قسم کے جبر کا الزام قائم کرے اور نہ بنی نوع سے خواہ تنخواہ کی درندگی کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور نہ اخلاقی حالت پر کوئی دھبہ لگتا ہے اور نہ ایسے پاک عقیدہ کے لوگ کسی مخالفت المذہب گورنمنٹ کے نیچے منافقانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ عقیدے جو ہمارے عقائد کے مخالف ہیں جن کے لئے یہ لوگ امیدیں کئے بیٹھے ہیں انہی تصریح کی ضرورت نہیں۔ ہماری دانا گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے متفرق فرقوں میں سے خطرناک وہ گروہ ہے جنکے عقائد خطرناک ہیں محمد حسین بنالوی کا مجھے مہدی سوڈانی سے مشابہت دینا کس قدر گورنمنٹ کو دھوکہ دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو مانتے والا اور نہ ایسے کسی مسیح کے آنے کا انتظار رکھتا ہوں جس کا کام جہاد اور خونریزی ہو تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور مجھے اُس سے کیا مناسبت۔ جہاننگ میرا خیال ہے میں جانتا ہوں کہ مہدی سوڈانی کو عقیدہ سے ان لوگوں کے عقیدے بہت مشابہ ہیں۔ اگر محمد حسین اور اسکے دس بیس دوست مولویوں کے ایک دوسرے کے روبرو حلقاً اظہار لئے جائیں تو فی الفور پتہ لگ جائے گا کہ مہدی سوڈانی کے عقائد سے میرے عقائد ملتے ہیں یا ان لوگوں کے۔

بچے کچھ ضرور نہ تھا کہ میں ان باتوں کا ذکر کروں۔ گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بار بار میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا مہدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس لئے ضرور تھا کہ اس افترا کا میں جواب دیتا۔ خدایتعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اُس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ محمد حسین کی طرح گورنمنٹ انگریزی کی کچھ بتلاؤں اور اپنے ہم جنس مولویوں پر کوئی اور عقائد ظاہر کروں۔ یہ کس قدر قابلِ مہم اور کینہہ نصلت ہو کہ محمد حسین بنالوی نے دوسرے مولویوں سے اُنکے مہدی کے تعلق

عقائد سے اتفاق رائے ظاہر کیا اور اسی طرح اسیر کابل کو بھی خوش کیا اور اُس سے بہت سارے پیہ انعام پایا۔ اور گورنمنٹ کے پاس یہ بیان کیا کہ گویا وہ ایسے عقائد سے بیزار اور ایسی حدیثوں کو سراسر قلعہ اور موضوعِ بحث ہے۔ کیا یہ قابلِ تعریفِ خصلت ہو؟ ہرگز نہیں۔ منافقوں سے نہ خدا تعالیٰ راضی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی دانا گورنمنٹ راضی ہو سکتی ہے۔ ظاہر و باطن ایک ہونا نہایت عمدہ خصلت ہے۔ گورنمنٹ سوچ سکتی ہے کہ یہ لوگ مجھ سے کیوں ناراض ہیں اور اصل جزا مار گئی کی کیا ہے۔ گورنمنٹ کے لئے سرسید احمد خاں کے سی ایس آئی کی شہادت کافی ہے جسکو وہ آخری وقت میں میری نسبت شایع کر گئے بلکہ تمام مسلمانوں کو نصیحت دی کہ اس شخص کے اُس طریقِ عمل پر چلنا چاہیے جو گورنمنٹ انگریزی کی نسبت اس کے خیالات ہیں۔ کون نیک دل انسان ہے جو اس بات پر اطلاع پا کر افسوس نہیں کرے گا کہ محمد حسین نے نہایت کینہ پن سے مسلمانوں کو میرے دکھ دینے کے لئے آمادہ کر دیا۔ میں اپنے طور پر روحانی امور کی دعوت کرتا تھا اور کبھی میں نے محمد حسین کو مخاطب نہیں کیا تھا کہ یک دفعہ اُس نے خود بخود میرے لئے استفادہ اختیار کیا اور یہ کوشش کرتا تھا کہ لوگ مجھے کافر اور دجال قرار دیں۔ پہلے وہ فتویٰ اپنی استاذ تذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ تذیر حسین مذکور اُسی کا ہم مشرب اور ہم دادہ ہے اور حواس بھی پیرانہ سالی کے ہیں اور فطرتاً کو تہ اندیش ملاؤں کی طرح بعض اوقات بھل بھی بہت ہے اس لئے فی الواقع بلا توقف میرے کفر پر گواہی دی۔ پھر کیا تھا تمام اس کے فضلہ خوار شاگردوں نے تکفیر کا فتویٰ دیدیا۔ خیر یہ تو وہ امر ہے کہ مرنے کے بعد ہر ایک شخص معلوم کر لے گا کہ کون کافر اور کون مومن ہے لیکن اسبجگہ صرف یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ محمد حسین نے خواہ مخواہ سراسر فرنا دکی وجہ سے فتویٰ طیار کیا۔ اور ہندوستان میں جا جاسیر کر کے صدا ہا میریں اُسپر لگوائیں کہ یہ شخص کافر اور دجال ہے اور پھر اُس وقت سے آج تک تو وہیں اور تحقیر اور مگالیاں دینے سے باز نہ آیا اور گندی گالیوں کے مضمون اپنے ہاتھ سے لکھے اور محمد بخش صاحبِ رُٹلی لاہوری اور ابوالحسن تہتی کے نام پر چھپوا دیئے اور پھر اکثر مضمونوں کو نقل کے طور پر اپنے رسالوں میں لکھتا رہا۔ یہ تمام ثابت شدہ امور ہیں صرف غلطی باتیں نہیں ہیں۔ اور پھر اس پر بھی اکتفا نہ کی اور میرے قتل کا فتویٰ دیا۔ بارہا مبالغہ کی درخواست کی اور پھر اعراض کیا

اور مجھے یہ نام کیا کہ مباہلہ تھا۔ کرتے یہی موحیات تھے یعنی وجہ سے میں سے اشتہار مباہلہ
۲۱ نومبر ۱۹۷۸ء کو شائع کیا۔ میں یہ دعویٰ نہیں کرنے لگا کہ میں نے ایک چھری خریدی جس سے مجھے اس
طرز سے یہ نام کرنا ملا۔ یہاں نہ گواہیں، نہ نقل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جس شخص نے پہلے اس کے
میرے قتل کا دعویٰ دیا اس کا پوری شہرہ: اس بات پر دلالت کرتا ہے سوچنا چاہیے کہ میں نے
اپنی پیشگوئی کے معنی صاف طور پر اشتہار میں درج کئے تھے کہ اس سے مراد کسی کی موت وغیرہ
نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص جھوٹا ہے وہ علماء اور اہل انصاف کی نظر میں ذلیل ہوگا اور اذلت
کو قانون سے کچھ تعلق نہ تھا مگر تاہم بعض اہل غرض نے بچہ قانون کا نشانہ بنانا مدعا رکھ کر حکام تک
بات کو بدنام کیا۔ اگر دو چار عربی جاننے والوں سے اس البام کے حلقے سے پوچھے جاتے اور سب سے
پہلے چند عربی دان لوگوں کا یہ سہ رو برآں ظہار لیا جاتا تو یہ مقدمہ ایک قدم بھی نہ چل سکتا۔ کیونکہ
ایسی ذلت کو جو علماء کے فتوے پر معروف ہو قانون سے کچھ بھی تعلق نہ تھا مگر ایسا نہ ہوا اور اسی
وجہ سے بڑا تاج پیش آیا۔ حالانکہ اس اشتہار ۱۲ نومبر اور ۳ نومبر ۱۹۷۸ء میں اسکی تشریح بھی موجود
تھی۔ محمد حسین نے اپنی پورانی عادت کے موافق اہتمام اور لیکچرہم کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس سے اس طور سے
فائدہ اٹھانا چاہا کہ گویا وہ تمام مشور اور خونریزی میرے مشورہ اور ایسا سے ہوئی تھی اور اسی پیشگوئیاں
میرا قدیم شیوہ ہے۔ مگر افسوس کہ ان کی کوئی تکلیف یہہ خیال نہیں آیا کہ وہ دونوں پیشگوئیاں ان دونوں
شخصوں کے سخت اصرار کے بعد ہوئی تھیں اور انھوں نے خود اپنی رضا مندی سے ان پیشگوئیوں
کو میرے شائع کرنے سے پہلے شائع کیا تھا جس کے ثبوت کافی طور پر موجود ہیں تو پھر میرے پر کو انسا
الزام تھا۔ ان پیشگوئیوں کے مضمون کے موافق ان دونوں نے وفات پا کر پیشگوئیوں کو سچا
کر دیا ایک اپنی موت سے مراد دوسرا کسی کے مارنے سے۔ عبد القدر اہتمام جو اپنی موت سے مراد تھا
اس نے زمانہ پیشگوئی میں کبھی ظاہر نہ کیا کہ اس کے مارنے کے لئے کبھی کوئی حملہ ہوا چونکہ پیشگوئی
شرطی تھی اس لئے اس نے اسلام اور ملت کا خوف دلیوں پیدا کیے اس قدر فائدہ اٹھالیا کہ جب تک وہ
خاموش رہا زندہ رہا اور جب اس نے عیسائیوں کی تعلیم سے یہ کہنا شروع کیا کہ میں نے اسلامی

عظمت سے کچھ خوف نہیں کیا تو اس جھوٹ بولنے کی وجہ سے خدا نے اس کو جلد تر اٹھالیا تا پیشگوئی کا پورا ہونا لوگوں پر ظاہر کرے جیسا کہ میرے الہام میں پہلے سے ہی درج تھا۔ سہ عبداللہ اہتم کی نسبت دو طور سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ اول الہامی شرط کے موافق اسلامی عظمت سے خوف کرنے اور پندرہ مہینے تک تحقیر اسلام سے زبان بند رکھنے کی وجہ سے خدا نے رحیم نے اسکو مہلت دی جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں سنت التبر ہے اور پھر پندرہ مہینے یعنی مبعاد پیشگوئی گزرنے کے بعد اس کے دل میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ اس نے اس خوف کی وجہ سے فائدہ مہلت اور تاقیر کا نہیں اٹھایا بلکہ اتفاقاً ایسا ہی ہو گیا۔ سو اس خیال پر جب اس نے اصرار کیا اور چند افراتفری کئے اور سبھا کہ اب میں بچ گیا تو خدا یہ متعالے نے اس سے اپنی امان کو واپس لے لیا اور میرے آخری اشتہار سے چھ مہینے کے اندر وہ فوت ہو گیا نا لوگوں کو معلوم ہو کہ صرف شرط سے اس نے فائدہ اٹھایا تھا شرط کو توڑا اور فوراً پکڑا گیا۔ پس اہتم میں دو پیشگوئیاں پوری ہوئیں (۱) شرط سے فائدہ اٹھانے کی۔ (۲) اور شرط توڑنے کے بعد فوراً پکڑے جانے کی۔ اور لیکھرام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اس لئے وہ ابک ہی پہلو پر پوری ہوئی۔ کیسے نادان اور ظالم اور خائن وہ شخص ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ اہتم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ہم ان کو یحییٰ اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

یہہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بعض بخیل طبع دل کے اندھے ایک دو اور پیشگوئیوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مگر یہہ سرسرا ان کا اقرار ہے اور سچ اور واقعی یہ بات ہے کہ میری کوئی ایسی پیشگوئی نہیں کہ جو پوری نہیں ہو گئی۔ اگر کسی کے دل میں شک ہو تو وہ سیدھی نیت سے ہمارے پاس آجائے اور بالوجہ کوئی اعتراض کر کے اگر شافی کافی جواب نہ سنے تو ہم ہر ایک نادان کے سزاوار ٹھہر سکتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ایسے لوگ بخل سے اعتراض کرتے ہیں نہ انصاف سے۔ اگر یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کو قتل میں ہوستے تو انہیں بھی ایسے ہی اعتراض کرتے جو سمجھ کرتے ہیں جو شخص انکھیں دکھتا ہے اس کو ہم راہ دکھلا سکتے

ہیں۔ مگر جو بھل اور خود غرضی اور تکبر سے اندھا ہو گیا ہوا اسکو کیا دکھا سکتے ہیں۔ تین ہزار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے الہامات کی مبارک پیشگوئیاں جو امن عامہ کے مخالفت نہیں پوری ہو چکی ہیں۔ صدائیک دل انسان گواہ ہیں۔ بہت سی تحریریں پیش از وقت شائع ہو چکی ہیں پھر بھی اگر کوئی بھل کی راہ سے خواہ مخواہ شکوک اور اعتراضات پیش کرتا ہے اور سیدھے طور پر صحبت میں رہ کر تجربہ نہیں کرتا اور نہ اہل تجربہ سے دریافت کرتا ہے اور دجل اور خیانت کی راہ سے دھوکہ دینے والے اعتراضات مشہور کرتا ہے اور خیانت اور دجل و غلوئی سے باز نہیں آتا وہ ان منکرین کا وارث ہے جو اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کے مقابل پر گذر چکے ہیں۔ خدا اپنے بندوں کو ایسے منصوبہ باز لوگوں کے ہتھانوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اس بات کا کیا سبب ہے کہ یہ لوگ چوروں کی طرح دور دور سے اعتراض کرتے ہیں اور صاف باطن لوگوں کی طرح بالمقابل اگر اعتراض نہیں کرتے اور نہ جواب سنا چاہتے ہیں اس کا یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اپنے دجل اور بددیانتی سے واقف ہیں اور ان کا دل انکو ہر وقت جھٹاتا ہے کہ اگر تم نے ایسے یہودہ اور جہالت اور خیانت سے بھرے ہوئے اعتراض رو بروئے پیش کئے تو اس صورت میں تمہاری سخت پردہ دہی ہوگی اور تمہاری دھوکہ دینے والی باتیں یکذبحہ کا لحدم ہو جائیں گی تب اسوقت نزامت اور نجات اور رسوائی رہ جائیگی ادا اعتراض کا تمام نشانہ نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جسکی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے بایک علوم اور معارف سوبہ بہرہ ہیں اس لئے قبل اسکے جو عاداتہ و اسد سے واقف ہوں نخل کو خوش سے اعتراض کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ **يَتَرَتَّبُونَ عَلِيمُ الدُّوَانِ** میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم **دَانُورَةُ السَّوْعَةِ** کے مضمون سے بے خبر۔ انہیں سے ایک نے علم جفر کا دعویٰ کر کے میری نسبت لکھا ہے کہ ”بند یہ جفر میں معلوم ہوا ہے کہ شخص

کاذب ہو۔ مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جزدہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے مذہب سے شیعہ یہ باتیں نکالا کرنے ہیں کہ ابو بکر اور عمر رضو با قدر ظالم اور دائرہ ایمان سے خارج ہیں۔ پس ایسے جھوٹے طریق کا وہی لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام بیوں کے مذاہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے۔ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ کشف اور خراب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جسکو قرآن شریف میں انہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر انکو بہت شرمندہ کر دیتا ہے۔ انہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھ کر اور گرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اسکو نظر آسکتی ہے۔ لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیز دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے بچاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ انکی نظر کو اونچے مکان تک پہنچاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور نشیب کا آدمی انجام کی خبر نہیں دے سکتا۔ اسی لئے بقرہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہچانتے میں دعوہ کیا اور اسکو اٹھا وہ عالی مرتبہ برگزیدگی کا معلوم نہ ہو سکا جس سے ذکر وہ ادب اختیار کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی یہودیوں میں کئی ملہم اور خراب بین تھے۔ مگر چونکہ وہ نشیب میں تھے اور انہار علی الغیب کا ان کو مرتبہ نہیں دیا گیا تھا اس لئے وہ حضرت عیسیٰ کو شناخت نہ کر سکے اور اپنے جیسا بلکہ اپنے سے بھی کمتر ایک انسان سمجھ لیا اور خراب بینوں اور الہام یابوں کے لئے یہ ایک ایسا ابتلا ہے کہ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو اکثر اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور نیم تلامذہ ایمان کی مثل انہر صادق آجانی ہے۔ اس لئے قیام نشیب اور انہار علی الغیب کا فرق یاد رکھنے کے لائق ہے۔ بہت سربے آئینا ملہم چکے پیر گڑھے میں سے نہیں نکلے ہماری نسبت ایسی پیٹھوئیاں کرتے ہیں کہ گویا اب

ہمارے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ وہ اگر توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے، انکو باد رکھنا چاہیے کہ زندگی کے درمیانی حصوں میں انبیاء علیہم السلام جی بلاؤں سے تھک جائیں، مگر انجام بخیر ہوا۔ اسی طرح اگر ہمیں بھی اس درمیانی مرحلے میں کوئی غم چھوٹے یا کوئی مصیبت پیش آوے تو اسکو خدا تعالیٰ کا اجر ہی حکم سمجھنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمارے سلسلے میں برکت ڈالے گا اور اپنے اس بندہ کو بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ اس بندہ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے وہ ہر ایک ابتلا اور پیش آمدہ ابتلا کا بھی انجام بخیر کرے گا اور دشمنوں کے ہر ایک بہتان سے انجام کار بریت ظاہر کر دے گا۔ اس بارہ میں اس کے پاک الہام اسقدر ہونے ہیں کہ اگر سب لکھے جائیں تو یہ اشتہار ایک رسالہ ہو جائے گا۔ لہذا چند الہام اور ایک خواب بطور نمونہ ذیل میں لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

بچے ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ کی رات میں جس میں انتشار روحانیت محمد مجوس ہوتا تھا۔ اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام اور آسٹگی سے منہ برس رہا تھا ایک رویا ہوا۔ یہ رویا اُنکے لئے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اگر تیرا خدا قادر خدا ہے تو تو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بجائے تب میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جسکو کہیں میں پتھر اور کہیں لکڑی خیال کرتا ہوں۔ تب میں نے یہ معلوم کر لیا کہ اُس پتھر کو زمین پر بھینک دیا چاہے اس کے میں نے جناب الہی میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے اور میں اس دعا میں محمد ہو گیا۔ جب بعد اُسکے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بن گیا۔ سب سے پہلے میری نظر اُسکی آنکھوں پر پڑی۔ اُسکی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں۔ تب میں یہ دیکھا کہ خدا نے پتھر کو جسکی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوبصورت بھینس بنا دیا جسکی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں اور وہ خداوند جانتا ہے خدا کی قدرت کو یاد کر کے وہ میں آگیا اور بلا توقف مجھ میں گرا اور میں

سمجھ میں بلند آواز سے خدا تعالیٰ کی نذر کی کا ان الفاظ سے اتر کر آنا تھا کہ ربی الاعلیٰ۔ ربی الاعلیٰ۔ اور اسقدر ادب کی آواز غنی کہ جس خیال کراہوں کہ وہ آواز دور دور جانی تھی۔ تب میں نے ایک عورت کے جو سر سے پاس گھڑی تھی جس کا نام بھانؤ تھا اور غالباً اس دعا کی اُس نے درخواست کی تھی یہ کہا کہ دیکھو ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے جس نے تیر کو جس بن کر آنکھیں عطا کیں اور جس پر اُسکو کبر ہا تھا کہ پھر مکہ فتح خدا تعالیٰ کی قدرت کے تصور سے میرے دل نے جو سرا اور سرادل اُس کی تعریف و پھروادہ بھر گیا اور میری پہلی طرح وجد میں آکر سمجھ میں گر پڑا اور ہر دفت بہ تصور میرے دل کو خدا تعالیٰ کے آستانہ بریہ پہنچے ہوئے گرا تھا کہ یا الہی تیری کیسی حمد منان ہے سرے کیسے عجب کام ہیں کہ تو نے ایک چھان پتھر کو عین بنا دیا اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ اس کے دودھ کی بھی امید ہے قدرت کی بانس ہیں کہ کتنا ہوا دیا ہو گا۔ میں سمجھ میں ہی تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ تر با اس وقت رات کے چار بج چکے تھے۔ فالحمہ لند علی ذالک۔ میں نے اسکی یہ تعبیر کی ہے کہ وہ ظالم طبع مخالف حمیر سے ہر حلاف واقعہ اور اسر ہوشہ امین ناکر گورنٹ تک پہنچ جاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہونگے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خواب میں ایک پتھر کو عین بنا دیا اور اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں اسی طرح انجام کار وہ میری نسبت حکام کو بعیرت اور منائی عطا کرے گا اور وہ اصل ہمینت تک پہنچ جائیں گے۔ یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔

شکر کی بات ہو کہ جس حکام کے ہم مامخت کئے گئے ہیں وہ تھائی کے بعد کے

اور پیارے ہیں۔ اگر وہ غلطی کریں تو باکسایتی سے غلطی کرتے ہیں اور اصل بات کی کھوج میں لگے رہتے ہیں۔ اس سہ احد جو یہ ہے الہام ہونے والا اسی روایا کے موید ہیں وہ بھی ذیل میں لکھا ہوں تاکہ اُس آخری و سب میں شبہ نہ رہے اور یہی ہوں لوگوں کے ایمان قوی ہوں۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ یہ کمپ پورا ہو گا اور کس کے ہاتھ پر پورا ہو گا اور اس کا وقت کونسا گ میں یقیناً

ہاں شاہوں کی یہ دھوکہ دہ شہ کو نہٹ کر، اجاتا ہے مرقرا۔ یہیں رہے گا اور آخر کار یہ پہونگا کہ نظام انصاف بن خدا اور دست اور نصبت اور روشن ضمیر سے میرے اصلاحات پر مطلع ہو جائیں گے تب اُسی کے موافق جو میں سے دیکھا، جو بغیر وسیلہ انسانی ہاتھوں کے اس کی مدد سے ایک پیچہ کو ایک خوبصورت عقیدہ رنگ بھینس بنا دیا اور اسکو نہایت روشن آنکھیں عطا فرمائیں میری اصل حقیقت حکام پر کھل جائے گی۔ وہ گھڑی اور وہ دن نہ اسکو معلوم ہے مگر جلد ہو یا دیر سے ہو گوینٹ عالیہ میری صفائی اور نیک چلنی اور گوینٹ کی نسبت کمال وفاداری۔ ایک شخص پر کھل جائے گی۔ اور وہ خیالات جو میری نسبت مشہور کئے جانے میں غلط ثابت ہونگے۔ اور الہامات جو اس خواجہ کے موتی ہیں یہ ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ يُحْسِنُوْنَ - اَنْتَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا - وَاَنْتَ مَعِيَ يَا اِبْرَاهِيْمَ - يَا تَيْلُتْ بَصُوْرِيْ اِنِّىْ اَنَا الرَّحْمٰنُ - يَا اِدْرُضْ اِبْلُغِ مَاءً ثَ - مَبْعُضُ الْمَاءِ وَفَصِي الْاَمْرِ - سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبِّ رَحِيْمٍ - وَاَمْتَا زَا الْيَوْمِ اِيْهَا الْمُحْرَمُوْنَ - اَنَا تَحَالِدُنَا فَاَنْفِطْعِ الْعَدُوْا وَاَسْبَابُهُ - وَاِلَهِمَّ اِنِّىْ يُوْفِكُوْنَ - يَعْضُ الظَّالِمُ عَلٰى يَدِيْهِ وَيُوْثِقُ - وَاَنْتَ اَللّٰهُ مَعَ الْاَبْوَارِ - وَاَنْتَ عَلٰى نَصْرِهِمُ الْغَدْبَرِ شَاهِدَتِ الْوَجُوْهَ - اِنَّهٗ مِنْ آيَةِ اللّٰهِ وَاَنْتَ فَضُّ عَظِيْمٍ - اَنْتَ اَسْمٰى الْاَعْلٰى وَاَنْتَ مَنِّىْ بِمَنْزِلَةِ مُحِبُوْبِيْنَ - اَخْتَرْتُكَ لِنَفْسِيْ - قُلْ اِنِّىْ اُمِرْتُ وَاَمَّا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ - يَعْنِيْ خُذَا بِرَبِّزِ گَارُوں کے ساتھ ہے اور نو پر ہیز گاروں کے ساتھ ہے اور تو میرے ساتھ ہے اسے ابراہیم - میری مدد دیجئے پہونچے گی میں رحمان ہوں - اسے زمین اپنے پانی کو بیٹے خلاف واقعہ اور فتنہ انگیز شکایتوں کو جو زمین پر چھیلائی گئیں ہیں نکل جا - پانی مشک ہو گیا اور بات کا مصلہ ہوا تجھے سلامتی ہے یہ رب رحیم نے فرمایا اور اسے ظالمو! آج تم الگ ہو جاؤ - ہم نے دشمن کو مغلوب کیا اور اُس کے تمام اسباب کاٹ دیئے اُسردا دیا ہے کیسے اقرار کرتے ہیں - ظالم اپنی ہاتھ

کانے گا۔ اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اور خدا یحیوں کے ساتھ ہوگا۔ وہ انجی مدد پر قادر ہے۔ منہم
بجڑیں مے خدا کا یہ نشان ہے اور یہ فتح عظیم ہے۔ تو میرا وہ اسم ہے جو سب سے بڑا ہے اور تو مجبوتین
کے مقام پر ہے۔ میں سے تجھے اپنے لئے چنا۔ کہہ میں مامور ہوں اور تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔

گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ کے پہچانے کے لئے ایک کھلا کھلا طریق آزمائش

(گورنٹ عالیہ کو ایب الہکائن کہ اس مضمون کو خود سے دیکھا جائے اور جب متاؤدعت ہر روز اس کا احسان لیا جائے)

چونکہ مولوی ابوسعید محمد حسین شاہ لوی ایڈیٹر اشاعت السنہ ہمیشہ پوشیدہ طور پر کوشش کرتا رہا ہے کہ گورنٹ
عالیہ انگریزی کو میرے پر بدظن کرے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی سال سے اُس کا یہی شیعہ ہے اسلئے
میں نے مناسب دیکھا ہے کہ محمد حسین اور میری نسبت ایک ایسا طریق آزمائش قائم ہو جس سے
گورنٹ عالیہ کو سچا خیر خواہ اور چھپا ہوا بدخواہ معلوم ہو جائے۔ اور آئندہ ہماری داگورنٹ اسی بیانا
کے رو سے دونوں میں سے مخلص اور منافق میں امتیاز کر سکے۔ سو وہ طریق میری دانست میں یہ ہے
کہ چند ایسے عقائد جو غلط فہمی سے اسلامی عقائد کے گہرے اندر سے نکلیں اور جو شخص اپنا عقیدہ بناوے وہ گورنٹ
کے لئے خطرناک ہوں عقائد کو اس طرح پر آئے شائنت مخلص و منافق بنایا جائے کہ عرب سینہ کہہ اور
مدینہ وغیرہ عربی بلاد اور کابل اور ایران وغیرہ میں شایع کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں وہ عقائد ہم
دونوں فریق لکھکر اور چھاپ کر سرکار انگریزی کے حوالہ کریں تاکہ وہ اپنے اطمینان کے موافق شایع
کر دے۔ اس طریق سے جو شخص منافقانہ طور پر برتاؤ رکھتا ہے اُس کی حقیقت کھل جائے گی۔ کیونکہ
وہ ہرگز ان عقائد کو صفائی سے نہیں لکھے گا اور اُن کا اظہار کرنا اُس کو موت معلوم ہوگی۔
اور اُن عقائد کا شایع کرنا اُس کے لئے محال ہوگا۔ اور مکہ اور مدینہ میں ایسے اشتہار بھیجا تو اُس کو
موت سے بدتر ہوگا۔ سو اگرچہ میں عرض نہیں برس سے ایسی کتابیں عربی اور فارسی میں تالیف
کر کے ممالک عرب اور فارس میں شایع کر رہا ہوں لیکن اس امتحان کی غرض سے اب بھی
اس اشتہار کے ذیل میں یکتہ عربی اور فارسی میں اپنے پُر امن عقائد کی نسبت اور ہمدی اور
سیح کی غلط روایات کی نسبت اور گورنٹ برطانیہ کی نسبت شایع کرتا ہوں۔ میرے نزدیک

یہ ضروری ہے کہ اگر محمد حسین جو اہل حدیث کا سرگروہ کہلاتا ہے میرے عقائد کی طرح امن و صلح کاری کے عقائد کا پابند ہے تو وہ اپنا اشتہار عربی اور فارسی میں چھاپ کر دوسو کا پیانگی میری طرف روانہ کرے تاہیں اپنے ذریعہ سے مکہ اور مدینہ اور بلاد شام اور روم اور کابل وغیرہ میں شایع کروں۔ ایسا ہی مجھ سے دوسو کا پیانگی میرے اشتہار عربی اور فارسی کی لئے تا بطور خود انکو شایع کرے۔

ہماری دانا گورنمنٹ کو بخوبی یاد ہے کہ یہ ہنی گورنمنٹ کو خوشش کرنے کے لئے صرف مجھ تک کوئی رسالہ دو معین لکھنا اور پھر اچھی طرح اُسکو شایع ہونا یہ طریق اخلاص نہیں ہے یہ اور بات۔ ہے اور سچے۔ اسے اور پورے جوش سے کسی ایسے رسالہ کو جو عام خیالات مسلمانوں کے برخلاف ہو درحقیقت غیر مالک تک بخوبی شایع کر دینا یہ اور بات ہے اور اُسکو ہلا کا کام ہے جس کا دل اور زبان ایک ہیں اور جس کو خدا نے درحقیقت یہی تسلیم دی ہے۔ بھلا اگر یہ شخص نیک نیت ہے تو بلا توقت اُسکو یہ کارروائی کرنی چاہیے۔ ورنہ گورنمنٹ یاد رکھے اور خوب یاد رکھے کہ اگر اُس شخص پر ایسا رسالہ عربی اور فارسی میں شایع نہ کیا تو پھر اس کا نفاق ثابت ہو جائے گا۔ یہ کام صرف چند گھنٹہ کا ہے اور بجز بدینتی کے اس کا کوئی مانع نہیں۔ ہماری عالی گورنمنٹ یاد رکھے کہ یہ شخص سخت درجہ کے نفاق کا برتاؤ رکھتا ہے اور جن کا یہ سرگروہ کہلاتا ہے وہ بھی اسی عقیدے اور خیال کے لوگ ہیں۔

اب میں اپنے وعدہ کے موافق اشتہار عربی اور فارسی ذیل میں لکھتا ہوں اور سچائی کے اختیار کرنے میں بجز خدا تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور میں نے من ترتیب اور دونوں اشتہاروں کی موافقت نامہ کے لحاظ سے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ عربی میں اصل اشتہار لکھوں اور فارسی میں اُسی کا ترجمہ کر دوں تا دونوں اشتہار اپنے آپ پر لکھے جائیں اور نیز عربی اشتہار جبکہ ہر ایک غیر زبان کا آدمی آسانی پڑھ نہیں سکتا اُس کا ترجمہ بھی ہو جائے چنانچہ وہ دونوں اشتہار لکھ کر اس لکھے ساتھ شامل کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

۲۱ فروری ۱۹۹۹ء

الراحم خاک امیر اخلام احمد از قادیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ يَا خَلِّيقَ الْكَرِيمِ

السلام علیکم اجمعین ورحمة الله وبرکاته۔ انا بعد فاسمعوا منی یا عباد الله

و السلام اے عباد اللہ میں دعا کرتا ہوں کہ تم سب پر رحمت اور برکت آوے اور

الصلحین۔ و یا اخواننا من بلاد الروم والشام والارض المقدسة مکه و مدینة

و اے برادران ماز دیار روم و شام و خاک پاک مکہ و شہر سیدنا خاتم النبیین

القرنی دلو جنت سیدنا و نبینا خاتم النبیین۔ و فارس و مصر و کابل و غیرہا من الارضین۔ حکم

و فارس و مصر و کابل و دیگر زمین ا خدا تعالیٰ بر شما

الله وایتدکم وکان معکم فی الدنیا و یوم الدین۔ وهدانا وهداکم الی حق مبین۔

رحم کند و در دنیا و روز آخرت با شما باشد و ما را و شما را سوسے راہ راست ہدایت

انی اذعوکم الی امر احسنی الله الرحیم۔ و اذعو الی وصایا نبی الله الکریم۔ علیہ

فرماید۔ من شمارا سوسے رضا مندی ہائے او تعالیٰ می خوانم و سوسے وصیت ہائے نبی کریم صلی اللہ

المن علی صلوات من الله الکریم العظیم۔ و ابشروکم بما طهر فی هذه الدیار۔

علیہ وسلم دعوت می کنم و شمارا اذال واقعہ بشارت می دهم کہ دریں

بفضل الله الودود الغفار۔ و ابشروکم باایام الله و تنفس صبح الصادقین۔ و

لک بفضل این دو مہربان ظہور گرفته است۔ و شمارا بروز ہائے خداوند عز و علا صبح صادقان

و ابشروکم بر رحمة تولدت من دینا و هو ارحم الراحمین۔ یا عباد الله انه عزوجل

و رحمت نازلہ فرمودہ می رسانم اے بندگان خدا او تعالیٰ سوسے

نظر الی الارض خرابی من الفتن و ما کثرت و الدیانت قلت و القلوب قت۔ و الصدوقنا و ما من یوم یخصی

زمین نگردد و دید کہ فتنہ آرد و بیاد شدہ اند و دیانت کم گردید و دلباخت گشتہ و سیر انگشتہ و بیج روزے نمی گزرد

و لا شہر ینقصی۔ الا تزید الفتن۔ و تشتت المحن۔ و ملئت الارض با انواع

و بیج اے پری نمی شود مگر آن فتنہ آروز افزوں ہستند و محنت ہاخت شدہ اند و زمین باقسام بدعات

المہدات - و تَرَكْتُ السُّنَّةَ وَالْقُرْآنَ وَظَهَرَ الْفَسَادُ فِي النِّيَّاتِ - وَغَلِبَتْ عَلَى الْقُلُوبِ
 پُر شدہ و مردم سنت و قرآن را ترک کردہ و از بنیہا فساد ظاہر شدہ و بر دلہا محبت شہادت
 حب الشہوات - وَزَالَتْ مِنَ الْحَيَاةِ أَفْوَالُ الْحَسَنَاتِ - بَلْ عَلَى الْبُحُورِ مِنْ فُسَادِ الْقُلُوبِ
 استیلا یافتہ و از پستیانی با نور ہائے نیکی دور شدہ بلکہ بر رویا از فساد دلہا سیلابی و
 سواد و قحول - وَضُمِرَ وَذُبُولٌ - وَجِبِنَ وَتَجَامٌ - دُوسَاوَسٌ وَادْهَامٌ - وَجَلُّوا كَلِمًا
 زشتی است و لاغری و ذوبان و نامردی و پست شدن و دوساوس و ادھام پیدا اند و آنچه سیدنا
 اَوْ قَامَ مِنَ النَّبِيِّ الْمَصِطَفَى - وَنَسُوا وَصَايَا الْقُرْآنِ وَمَا قَالَ خَيْرُ الْوَرَى - وَبَقِيَ قَائِدُهُمْ
 و مولانا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت با دادہ بودیمہ را یک نیت فراموش کردہ اند و وصیت ہائے
 قشرو اصاحوالب ایمان - وَاقْبَلُوا عَلَى الدُّنْيَا وَشَهَوَاتِهَا وَاتْرُكُوا سَبِيلَ الشَّيْطَانِ -
 قرآن را اندا دادہ و در دست شاں پوستے مانده است و متز ایمان را بر باد دادہ و بر دنیا و شہوات آن
 و ما تجددون اکثرهم الآفاسقين - محترنین غیر خائفین - و ترون اکثر العلماء
 - و ر. اللہہ - راہ ہائے شیطان را اختیار کردہ و اکثر ایشان را فاسق و بیباک و ناترندہ خواہید یافت -
 يَقُولُونَ وَكَأَيُّفَعْلُونَ - وَالزُّهْدُ أَغْبَرَاؤُنْ وَكَأَيُّفَعْلُونَ - وَلا يَتَّقُونَ إِلَى اللَّهِ وَلَا
 و اکثر علماء را غراہید دید کہ بگویند و نمی کنند و زاهدان را غراہیدید کہ راہی کنند اخلاص نمی و در نزد سؤخہ منتقل نمی
 يَتَّقُونَ - وَتَرُونَ عَامَّةَ النَّاسِ تَمَّالُوا عَلَى الدُّنْيَا وَ إِلَى الْآخِرَةِ لَا يَلْتَفِتُونَ - وَتِيَعَانُونَ
 شہد و تقوی نمی و در ند - و عامہ مردم را مشاہدہ خواہید کرد کہ بر دنیا بنگارن سار شدہ اند و بسوئے آخرت التفاتی
 وَلا يَجِدُونَ - وَنِيَمُونَ مَسْتَرْجِعِينَ وَكَأَيُّفَعْلُونَ - وَلا يَلْتَفِتُونَ إِلَى الْآخِرَةِ - يَبْذُلُونَ
 نمی کنند و انہا حتم خود را گور می کنند و نمی بینند - و در خواب غرق ہستند و بیدار نمی شودند و قوی ہائے دیگر را ہائے
 اموالهم و جسدہم لا شاعۃ اذ ملالات - وَكَذَلِكَ فَسَدَتْ الْأَرْضُ مِنْ سُوءِ
 خود را و کوشش خود را برائے اشاعت ناماشتی خرج می کنند و ہم چنین زمین از بد اعتقاد و بیبا فاسد گردید
 الرَّحْمَتِ أَذَاتِ - وَاتَّخَرَجَتْ أَفْعَالُهَا مِنْ أَفْوَاعِ الْمَكَايِدِ وَالْخُرُجِ عِيْلَاتِ - فَاقْتَضَتْ
 و انواع اقسام باطل مشرشد پس عنایت
 الْعَنَايَةُ الْإِلَهِيَّةُ - إِنَّ يَبْعَثُ عَبْدًا آمِنَ عِبَادَةٍ لَتَنْزِيرِ الْقُلُوبِ الْمُظْلِمَةِ - وَبِصَالِحِ
 الہیہ تعاضد فرمود تمامندہ را از بندگان خود برائے روشن کردن دلہا سہ تاریک جہوت کند و بر دستہا

علی یدیه مواد المفاسد الموجدۃ - فاخارنی فضل و رحمة من عنده لهذا الخطة

اصلاح مواد فساد ہائے موجودہ فرمایید پس از فضل محض و رحمت خاص مرا برائے این کار بزرگ
العظيمة - و اعطانی حظاً کثیراً من المعارف الروحانية - و نفعاً یا العلوم النبویة -

برگزید و مرا از معارف روحانیه و علوم پرشبدہ نبوت و باریکی ہائے کلام اللہ بہرہ و افادہ جمید
و الدقایق الفرقانیة - و ستمانی مسیحا موعود الاحی القلوب المائتة - بقدرة الکمال

و نام من مسیح موعود نہاد تا من دلہائے مردود ابقدرت کاملہ او زندہ
واجدد امر التوحید و اشیئہ مبانی الملة - و انی انا آية الله التي جلّ لها وقتها رحماً

گردانم و کار و بار توحید را تا زگی بچشم و بنیاد ہائے ملت را بلند و محکم گردانم - و من نشان خدا تھا ای ہستم کہ بر وقت
على الخليفة - فقل انتم تقبلونني او ترحون من انا کم من الحضرة - وقد بلغت ما

خود از رحمت و فصل ظاہر کردہ شد پس آیات مرا قبول می کنید یا آن کسی را رد خواہید کرد کہ از حضرت عزت پیش
امرت فکونوا من الشاهدين - و الذين کن بونی فما کان تکذیبهم الا من العیة -

شما آمدہ است - و من ہر جہ مرا محم بود بشمار سائیدم پس گواہ باشید - و انکم تکذیب من کردہ اند پس تکذیبشان
خانهم ما تذبذبوا دقایق اخبار خیر البریة - علیہ الصلوٰۃ والسلام من حفظ العرق

بجز این بیہ نہ داشت کہ ایشان را چشم کشادہ نبود چرا کہ او شان در باریکی ہائے احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ
و کافوا بادی الراي مستعجلین - فاخذهم بخل و عناد نشاء من اھوانهم - و اسنو

و مسلم بیچ شکرت و غورے بخودہ اند و ایشان مردم علمی خیال بودند و نیز شباب کار پس ایشان را بخل و عناد
علیهم سئل شعبانهم فما کانوا مهتدين - و قالوا ان المسیح ینزل من السماء - و ان

کہ از ہوائے نفس شان پیدا شد فر گرفت و سیلاب کینہ بر ایشان غالب گردید پس راہ راست ماندید و گفتند کہ مسیح
المهدی ینخرج من بنی الزهراء - و انھما یتقلدان الاسلحة - و یجاردان الکفرة -

انکسان خواہ آمد و مہدی از بنی فاطمہ خروج خواہ کرد - و ایشان اسلحہ خواہند پوشید و با کافران جنگ خواہند کرد
و یسفکان الدعاء و لا یجأت الرجال و النساء - و لا یتکلن و لا یدخلن السفین فی ابحانها حتی یكون الدخان

و غوریزی خواہند نمود و نہ بر مردان و نہ بر زنان رحم خواہند کرد و نہ خواہند گذشت و نہ تیش را با مقام خود نہ کنند کہ بیکدیگر در حق
مسلمین - و قالوا ان المهدی یفهم الکفر بالتعزیرات السياسية - لا بالایات السماویة

مسلمانان نہ اند و گفتند کہ مہدی با سزا ہائے سیاسیہ دامن مردم بند خواہد کرد نہ با نشان ہا -

ولا يترك في الأرض بيت كافر - ويضرب عتق كل مقيم ومساقر - الا ان يكونوا

دبر و سئے زمین سج خانہ کافر سے غمراہ گذشت و گردن ہر تہیم و مسافر خواہ بزرگ و گراں نیک ایمان آنند

مومنین - و یجادب النصاری و کل من قبل الملة النصرانية - و یؤثم ملاؤا الهند و غیرہ

و بانصاری جنگ با خواہد کرد
تصدیق و سال ہی ہندوستان پر

وینال الفتوح العظيمة - و یقتل وینیب و یغیم و یسبی الرجال والنساء - و للسیح

نور و مفتوحات عظیمہ اور احاطہ خواہند شدہ قتل و قمارت گری و بربودہ ساختن و کفار را در حلقہ قلاان

ینزل من السماء لیعاقبه کل غمہ ماء - ولا یقبل الجزية ولا الفدية و یحب ان

آوردن کار او خواہد بود - و مسح از آسمان نازل خواہند شد تا ہر خادمان مدد مہدی کند و جزئیہ و فدیہ را قبول

یقتل من فی الارض من الکفار اجمعین - و کذا لک یطأ افریجہما ارض الله

خواہد کرد و دست خواہد داشت کہ تمام کفار را کہ بر سر زمین باشند بکشد و ہم چنین فوجہائے ایشان بر زمین

سفالین - غیر را حین - و قالوا هذه العقائد اتفق علیها ائم من العلماء - و نقلها

خون کنندگان سر را بہ کہ در هیچ کس رحم نخواہند فرمود - وی گویند کہ این آں عقائد ہستند کہ بر آئین اولین و آخرین

خلفہا من سلفہا و حاضرہا من خابرها و کثیر من الکبراء - و اما نحن یا عباد

اتفاق کرده اند و خلفت و سلف بر آن متفق اند
مگر ما سے بندگان خدا

الله الرحیم - فما وجدنا هذه العقائد صحيحة صادقة بل وجدناها سقاطا

این عقائد را صحیح نیا قسیم
بلکہ ردی و خلاف واقعہ

ردی الامن الرسول اکرم - و علمتی ربی ات خطاء و ما اتا رسولنا شیئا من مثل

یا تقسیم نہ از رسول کریم - و مرا رب من پیاموخت کہ آن خطاست و رسول کریم

هذا التعلیم - و انهم من الخاطئين -

این تعلیم نداده است - و ایشان خطا کرده اند -

فالمذهب الذی اقامنا الله علیہ هو مذهب حلم و رفق و قوۃ - لا فتی و

پس مذهب ہے کہ خدا تعالیٰ ما را بر آن قائم کردہ است آں مذهب حلم و رفق و تابستگی است نہ قتل و

سبی و اخذ غنیمت - و هذا هو الحق الواجب فی زماننا و انا من المعیین - فان امرنا

ظلام گرفتن و مال و ثمنان - و ہمیں حق و واجب روزمانہ است و ما بر صواب ہستیم چرا کہ حکم جہاد

کان فی بدو ایام الاسلام - وكان حقاً نفوس المسلمين موقوفة على قتل القاتلين و
 در زمانه ابتدائی اسلام بود و بجهانی جان مسلمانان موقوف بریں بود که کشته گمان را بخشد و ظالمان را سزاوار
 الانتقام - بما كانوا قاتليهم وكان الكفار غالبين كثيرين سفاكين - وما امر المؤمنين
 کردار دهند همچو که مسلمانان در آنوقت جماعتی اندک بودند - و کفار بوج غلبه و کثرت خود غریزیهایی کردند و
 للحرب والقتال - الا بعد ما البشوا عن اعدائهم من مذبذبين وذبحوا كالمعز والجمال - و
 مسلمانان را حکم جنگ و قتال صرف در آنوقت شد که چون آنها را در آنجا کشتند و سختی پاشیدند - و هم چو
 طال عليهم الجور والجفاء - و قولى الظلم والايذاء - حتى اذا اشتد الاحتداد - و سمع
 گوشتان و شترین کشته شدند و برایشان جور و جفا از حد و اندازه بیرون شد رستم و این امر آنرا که دیدیم پس چون
 عويل المستضعفين والبكاء - فاذن للذين قتل الكافرين منهم واليهين - و قيل قد
 آن تجاوز از حد است و نهایت نمائند و فریاد کردند و آن و گریه شان بدرگاه خداوند عزوجل رسید پس خدا عادل است
 القتالين والمعاونين - ولا تعدوا فان الله لا يحب المعتدين - هذا لك جماعة امر الجهاد -
 اجازت مقاتله و محاربه و ادراج که عزیزان و برادران و پسران شان از دست ظالمان کشته شده بودند و گفته شد که
 وما كان اكوا في الدين ولا جبر على العباد - وما يثبت نبي سفاك ابل جاوركا العباد - وما
 قاتلون و مددگاران ایشان را بجبر و از حد تجاوز بخند که خدا تعالی از کشتگان را دوست نمی دارد - پس در آنوقت
 قاتلوا الا بعد الاذى الكثير والقتل والنهب والسبي من ايدي العدا و غلوه من في
 امر جاد و جنگ آمده بود و هرگز این امر اده نبود که با گناه و جبر مردم را در دین اسلام داخل کنند - و هیچ نبی به حق
 الفساد - فرضعت هذه السنة برفع اسبابها في هذه الايام - و امرنا ان نعد الكافرين
 کشته و در دنیا راه است - بلکه هر انبیا چون بدان رحمت آمده اند و هرگز جنگ نکردند و اگر در آن صورت که مدتی مدانی
 كما يهدون لنا ولا ترفع الحسام قبل ان تقتل بالحسام - وترون ان النصارى لا يقتلوننا
 اینها کشیدند و قتل و قمارت و قتل گرفتن از دشمنان دیدند و صفای و جوش او شان را مشاهده کردند - پس برین طریق
 في امر الدين - ولا تقوم استغرون من البعید والقرب - فهدى السيرة عاد للاسلام - ان
 صایر زمانه این وجه متروک شد که سبب آن مقدم شدند و احکم شد که بقبایل کافران همان طرز اختیار کنیم که او شان
 نترك الرفق لنقوم دفعوا فامعنوا يا معشر الكرام - وقد جاء في صحيح البخاري ان المسيح
 اختیار کرده باشند و بقبایل آنان که ما به پیشتر نمی کشیدیم و پیشتر دشمنی می داشتیم که همی سائلان و مدبرین ما نمی کشیدند و قوی

الموعود یضع الحرب - یعنی لایستعمل الطعن ولا الضرب - فما كان لی ان اختلف
 و یجوز ان یکنان و دوران مانے نہ سبب جنگ ہی کہتے - پس ایں ہیئت برائے اسلام جائے عار است کہ با نرہی کنندگان
 امر النبی الکریم - علیہ سلام اللہ الرؤف الرحیم - وقد جرت علیہ سنتہ نبیثا
 نرہی کردہ آید - و در صبح سحاری آمدہ اس کہ مسیح و موعود جنگ خواہد کرد - و شمشیر و نیزہ را سخا بہ گرفت - پس مرا کہ مسیح
 خاتم النبیین - فاتحی امر افضل منہ یا معشر العاقلین - و یکنفی لکم ما قال سیدنا خاتم
 موعود منی سز کہ مکر نمی صلی اللہ علیہ وسلم انگذارم و وصیت اور کہ سلام خدا بر و باد ترک کنم چرا کہ با نرہی کنندگان
 النبیین - علیہ صلوات اللہ و الملائکۃ و الصالحین من الناس اجمعین - ثم معذ اللہ
 نرہی کردن امرے است کہ بر آن سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است - پس از ہی برد گز کہ امام امر خواہد بود کہ
 قد ثبت ان الاحادیث التي جاءت فی المهدی الغازی للحارث من نسل الفاطمہ
 پیر روی آن کنم - و شمارا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائی پیر روی کافی است برود و خدا و فرشتگان و قسم بخاک و باران
 الزهراء - کلها ضعیفة مجردة بل اکثرها موضوعة و من قسم الاقتراء - و ما وثق
 بان ایں ہمیں امر نیزہ پایہ ثبوت رسیدہ است کہ ہمہ آن حدیثہا کہ دوبارہ جہدی غازی آمدہ اند کہ بر علم علما از اولاد فاطمہ رضی اللہ
 روا تھا - و اشکل علی المحدثین اثباتها - و لاجل ذلک ترکھا الامام الجعازی و المسلم و
 منها خبر اید و ضعیف و مجرد ہند بلکہ اکثر آن حدیثہا موضوع و از قسم اقتراء است شدہ اند و ایاں آن حدیثہا را نظر محدثان
 الامام الہمام صاحب الموطاء و جرحہ ہنساکثیر من المحدثین - فمن زعم ان المہدی
 متبرع ہند - و بر علماء من حدیث اثبات صحت آن حدیث بسیار شکل گردیدہ و از ہر سبب امام بخاری و امام مسلم و امام مالک
 للمعروف و المسیح الموعود و جلال بن یحجر جان کالجہادین - و یسلان السیف علی المصالح
 صلی اللہ علیہم آس صلوات را در کتب مرود ذکر نظر مودہ اند و بسیار سے از محدثان بر آن حدیث اجماع کردہ - پس انہما کہ اس افتقاد
 و المشرکین - فقد افتری علی اللہ و رسولہ خاتم النبیین - وقال قولا اصل لہ فی
 می دارند کہ جہدی و مسیح و دکان ہستند کہ ہر جا و کشتہاں ترویج نمایند کرد و بر عیسائیان و مشرکان شمشیر ابد کشیدہ ایشان
 القرآن و کافی الحدیث و لای فی اقوال المحققین - بل الحق الثابت ان ملامہدی الاخیس
 بر خدا و رسول ادا فرما کردہ اند و حقے گفتہ اند کہ اہل آں از قرآن و احادیث صحیحہ و بیان محققین پایہ ثبوت نمی رسد - بل جرح
 و لا حوب و لا یؤخذ السیغ و لا القنا - ہذا ما ثبت من نبیثا المصطفی - و ما کان حقیثا
 ثبت ہمس امر است کہ موعود و مسیح ہستی نہایت داد و یح شمشیر و نیزہ را سخا بہ گرفت - پس نقل است کہ نہایت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کردہ

ھنری۔ و شہد علیہ الصبیحان فی الفرون الاولی۔ ما ترکا تلك الاحادیث وان فی هذا

وایں حدیث میں ہے کہ اگر اکر دینو و صحیح صحیحی و صحیح مسلم میں اس میں طور گواہی دادہ کہ اس احادیث سے ماور کر کے کہ وہ دین

ثبوت لاوی النبی۔ و تلك شهادة عظمتی۔ فانظر ان كنت من اهل التقی۔ و اعلم ان

عقلمان را مروی ماسوئے واضح اس۔ پس اگر تقی ہستی دین نازل کر و بدل کر

عیسیٰ المسیح نبی اللہ فدمات ولحق برسلا خلا و ترکوا هذه الدنيا۔ و قد شهد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات بائتہ اند و امیاء وفات با مکان پیوستہ و خدا نے ا

علیہ رتبائی کتابہ الاجلی۔ وان شئت فاقرو فلما و فیتنی ولا تتبع قول الذين ترکوا

در قرآن برکن گواہی دادہ و اگر بخوای دیں آیت بخوان بینے فلما و فیتنی و پوری قول آنکس

الفران بالھوی۔ و ما اتوا علیہ ببرھان اقوی۔ و قالوا وجدنا علیہ آباءنا ولو کان

کہ قرآن را ہوا سے نفس خود ترک کردہ اند و براں دلیلے نیاوردہ اند۔ و می گویند کہ ما پدران خود را بریں یافتہ ایم اگرچہ پدران

آباء ہم بعدہ و امن الھدی۔ و انا نریکم آیات اللہ فکیف تکفرون۔ هذا ما قال

اشارہ اربعہ اور افتادہ استند و ما آیتلے قرآن شتائے غایم میں چھوٹے انکار آیتا ہے کہینہ

اللہ فبای حدیث بعد کلام اللہ و منوی۔ ان ترکون القرآن باقوال لا تعرفون۔

و بعد کلام الہی کہ امام حسن را باور خواہید کرد۔ آ باقرآن را باقوال لا تعرفون ترک خواہید نمود

اتجعلون و زعم انکم تکذبون۔ و تو ثرون الشاک علی الیقین۔ و لا قول لقول رب

آیا خیر و شاک ہیں است کہ تکذیب کلام الہی کنید و شک را بر یقین بجزینید و بیج قوسیم چون قول خداوند

العلیین۔ و انا اثبتنا علی علیہ السلام ہاجر من وطنہ بعد واقعة الصلیب۔ و

عالمیایں یحییست و ایت کردہ ایم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از واقعتہ صلیب از وطن خود ہجرت کردہ بود

الھدی من سنن المرسلین باذن اللہ المجیب القریب۔ ثم سافر الی هذه الدیار۔

و ہجرت منسوبہ اثبات علیہم السلام است از سرے میں ملک کہ ملک ہندوستان

دیار الھند کما جاء فی الآثار۔ و کل اللہ علیہ الی مائتہ و عشرين کما جاء فی الحدیث

است ستر کرد چنانچہ در آثار آمدہ است و خدا تعالیٰ ہوا تا یکصد و بیست سال عمر عیادت فرمود چنانکہ در حدیث جناب

من النبی المختار۔ ثم مات و دفن فی ارضی قریبہ من هذه القطار۔ و قبر و صحیح

نبی علیہ السلام آمدہ است و از ملک اند قریبہ تر ہیں دفن شدہ و مراد ہر

فی سری نکر الکشمیر الی هذا الزمان - ومشہول بین العوام والخواص والاحیاء - و

سری نگر کشمیر تا ایں زمان موجود است و در خاص و عام مشہور است و مردم زیارت آن قبر

یزار و یتبرک بہ فاسئل اہلہا العارفین - انکنت من المرتابین - وانظر کیف مزلت

مے کند پس اگر شک باشد از اہل کشمیر پدیدرسید و غور باد کرد کہ چگونہ آن

تلك الخیالات - ولم یبق لها اثر و بطلت تلك الرایات - فانكشف ان المراد من المسيح

خیالات پارہ پارہ شدند و از انہا اثر سے نشانہ دروایت باطل شدند پس متفق شد کہ مراد ازین لفظ کہ مسیح

النازل رجل أعطي لمخلوق المسيح - وهو الذي يكلمكم يا اولى النہی والقہم الصالح -

نازل خواہد شد ظہر مردے است کہ بر خلق مسیح باشد و او ہاں مروست کہ با کلام می کند از باب ہم صحیح

واصلوا ان وقت الجہاد السیفی قد مضی - ولم یبق الا جہاد القلم والدعا وآیات عظمی و

بہ انید کہ وقت جہاد سینی در گذشت - و بیز جہاد قلم و دعا و نشانہا کے عقلی پنج چیزے باقی ماند و

الذین یعتقدون ان الجہاد السیفی سیمجب عند ظہور الامام - فقد خطاوا - وانا لله

آنکہ ایں اعتقاد می دارند کہ جہاد سینی منقریب بر وقت ظہور امام جہدی واجب خواہد شد پس ایشان خطا کرده اند

على زلة الاقدام - وما هذا الاخطاء فشاء من قلة التدبیر فی احادیث خیر الانام - ومن

در لغزش قدم شان جائے آئید گفتن است و ایں خطا بر وجہ قلت تدبیر در احادیث آنحضرت علیہ السلام و سلم بقہد

عدم التفريق بین الموضوعات والصالح واتباع الاحكام - والاست كل الاست على

آمدہ است و نیز ایں بہت کہ در موضوعات و احادیث سمیع فرستہ بخبرند و انفس بر آن مردم است کہ بر اینند

رجال یعلمون ان احادیث المہدی النازی بحر حة خیر صمیمہ - ثم یعتقدون

کہ احادیث آمدن مہدی غلطی نیست و بموجب آن

بجیدہ من غیر بصیرتہ - ولا یقولون قولا علی وجه البصیرتہ - ولا یتقون قولا من انصوح

ادبی دارند و بیخ متعبر بر وجہ بصیرت نمی گویند و از انصوح تقلید و دلائل عقلیہ

العقلیہ و الدلائل العقلیہ - و كانوا عاہدوا ان یؤمنوا بخطط الاسلام - ولا یتبعون قولہ فی الخات

نہ سے نمی خواہند و پیش ازین عہد کردہ بودند کہ بخوابی جہالت اسلام خواهند کرد و بوجہ قولے را

قول سید ناخیر الانام - فلا تلت ان روحہ لک من احدی مصائب النبی صلیت

کہ من لالت قول آنحضرت علیہ السلام باشد بیروی نخواہند کرد پس پنج شکستہ کہ وجود ایں مردم یکے از ان مصیبتہا

علی الدین المتین - فانهم لا یتبعون فورا بل یمشون کالعمین - وما کان علمهم مطهرا
 کبر اسلام ازل شده اند - زیرا که او شان پیروی فوری نکند بلکه پیروان ایشان می روند و علم شان از شک و ریب پاک
 من الشک والریب - وما دشخت علی قلوبهم فیروض من الغیب بل تمام یقین و مالس
 نیست و بر دل های شان فیض های غیب نازل نمی شوند بلکه بستان چیزی را پیروی میکنند
 لهم به من علم ولا بصیرة - و یتبع بعضهم بعضا من غیر درایت و معرفة - و کذا المثل
 کبر حقیقت آن مطلع نیست و هیچ بصیرتی ندارند و بعضی را پیروانند غیر اینکه علم و معرفت داشته باشند و همچنین
 جعلوا دین الله یحکمهم عرضة المعترضین المتعصبین - و لعة الاحبیین الغافلین
 از نادانی های خود دین الهی را شانه معرفتشان متعصب کرده اند و از بی گاه بازی کنند گمان قنلت شما
 قوم جعلوا معرفة الامور الدینیة والدقائق الشرعیة و صا در ائمة قوم جاهلین -
 نموده اند - ایشان قومی هستند که معارف دینی و دقائق شرعی را فراموش کرده اند و چند نادانان را پیرو خود ساخت -
 یفتون ولا یعلمون - ویؤمنون ولا یتفقهون - ویقولون ولا ینفعلون - لا یحسبون شیئا
 فیزی ای دهند و حساب هیچ را نمی دانند و پیروی می شوند و دین تفقه نمی دارند و نمی گویند و نمی کنند - از معارف قرآن
 من معارف الفرقان - ولا یتبعون رجال هذا المیدان - و یعظون و لا یفهمون
 چیزی را نمی شنوند و مردان این میدان را پیروی کردند و مردم را دعوی می کنند و نمی دانند
 ما یخرج من افواههم و ما کافوا مبصرین و لا مفکرین - و کأخی الله مقبلین و ان
 که چیزی را از زبان شان بیرون نمی آید و چشم بیننده نمی دارند و نه فکر می کنند و نه از خدا اجابت می خواهند و غافان
 بضاعتهم منجاة ناقصة - و ان قلوبهم علی الدنیا مائلة ساقطة - فکیف یفهمون
 علم شان بسیار کم و ناقص افتاده و دل شان بر دنیا مایل و گریه پس چگونه
 معضلات الدین - و کیف یطلعون علی معارف شرع المتین - فان معارف الله
 شکلات دین را بینند و چگونه بر معارف شرع متین اطلاع داده شوند چرا که معارف الهیه
 لا تکشف الا علی قلوب صافیة و ابواب الدین لا تفتح الا علی هم علی الله مقبلین -
 فقط بر آن دلها شکست می شوند که صافی باشند و درای دین تقابل است ای کشاید که بخنداد دارند
 ولا یقبل الحقائق الا علی افکار الی الرحمان حافظه - ثم معذک و جب علی رجال
 و حقائق بر آن فکر را بر تو می اندازند که سوئی رحمان و رحمة باشد از این همه بر مراد که میدانهای متعلق

یتصدون لمواطن المباحثات و یقتنون سیول المباحثات ان ینوواستوعابوا .

راستی می آیند و در سیلابهاست برایشان داخل می شود و واجب است که از علوم به دست آورده اند نام داشته باشند .

العلوم العربیة - و مرونون من العیون الادیة - و مطلعین علی فنون الکلام و الاست

و از چشمه های ادب سرابی انصیب شان باشد - و بر فنون کلام و طرز انصیب غریبه آن

الغریبة المعجبة - و قادرین علی محاسن الکنایات - و مقتدرین علی طرق التفهیمات

مطلع باشند و بر محاسن کنایات و طریقه های تفهیم قدرتی حاصل دارند

و عارفین لمحاولات اللسان - و ضابطین لقوانین العاصمة من الخطا فی الفهم

و به محاورات زبان عرب معرفت حاصل کرده باشد - و آن قواعد و ضوابط شان بوده باشد که بدان ها از خطا در فهم و

و الغلط فی البیان - و لای المکمل هذه الکالات - فلیس فی ایدیم الالمخرافات -

غلطی کردن و بیان محفوظ و معصوم باشد - و این مردم را این کمالات که حاصل اند و در دست شان بجز خرافات چیزی

فلیس علیهم من کان من البالین - اینتظرون المهدی الغازی لیسفک الدماء

نیست - پس هرگز گریستن نمی خواهد برایشان محرم - آیا انتظار آن مهدی جنگ کننده می کنند که خونها بریزد

و یقتل الاعداء - و یقطع الهام - و بالسیف یضیع الاسلام - مع انه لبس ثیاب

و دشمنان را قتل کند و سزا ببرد و به زور شمشیر شاعت اسلام کند و خود را بیک لباس از

من الاحادیث الصحیحة - و لا النص من الفرقانیة - بل ثبت علی خلقة عند

احادیث صحیح و ثابت است و نه از نص و فرقانیة ثابت است بلکه نزدیک تحقیق بر خطرات آن ثابت

للمحققین - ثم معدة الک هذه الامور لک العقل السلیم - و یابی الفهم المستقیم - فاسئل

شده است بار ما و جدان امر که همچو این خور و زهرها از قرآن و حدیث ثابت است پس این طرز خود رو عقل سلیم قائل

المستدرین - و انت تعلم ان زماننا هذا زمان لا یسطو احد علینا المذهب

پذیرا می نیست و از قبول آن فهم مستقیم بخاری کند پس از دیگر که گمان میرسد - و توبیه ای که اس - را به چنین زمانیست

بالسبب و السنان - و لا یجبر احد للتبع دینه و نترك دین الله خیر الادیان -

کیچ کس برائے مذهب به تنه و بر اجبار نمی کند و شکسته بر می خیزد تا اگر او را دین او داخل شود پس اسلام را که

فلا یتحتاج فی هذه الایام لی الحرب و الانتقام - دلائلی تثقیف العولی و تشهیر

خیر الادیان است ترک کنم پس ما می رود از پستی و انتقام علاج میستیم و در میان این امر غنا نمیکنیم که بیزه ادا تیرد

الحسام۔ بل صارت هذه الامور كشرعية فسخت۔ وطرق بدلت۔ فلما ما بقي
 راست بحکم و شنبہ را از نیام ہر دو آدیم یکدیں امر مشابہ شریعتہ شدہ اند کہ منسوخ شدہ باشد و مشابہ راہ انحراف
 حاجۃ الی الغرۃ والمخاربۃ۔ اقیم مقام هذا اتمام الحق بالذلائل الواضحة
 تہذیل یافتہ باشد۔ پس ہر گاہ ہر حاجت سوئے جنگ و محاربہ تائید قائم مقام آن دلائل واضحہ قطعیدہ شدند۔

القطعية۔ وثبات الدعاوی بالبراهین الصادقة الصحيحة۔ وكذا ان مضى
 و براہین صادقہ صحیحہ برائے اثبات دعوی کافی شمرہ شدند و ہمین جملے جنگہا

موضعها الايات للتيقن۔ والخوارق للكبيرة۔ فان الحاجة قد اشتدت في وقتنا
 نشان او خوارق اقرار یافتند چرا کہ در زمانہ برائے تقویت ایمان ضرورتی

هذا الى تقوية الايمان۔ وتزول الايات الجلية من الزمان۔ ولا يفيد هم سفك
 شدہ یہ است و خلق اندر سوئے این محتاج است کہ نشانہائے روشن ماہ بیتد و ایشان را خون بخیزند

الدماء وضرب الهماق۔ بل يزيد هذا انواع الشكوك والشقاق۔ فاللهدي
 و گردن زدن پنج فائدہ نمی بخشد یکدیں طریق از دست کشک و مخالفت مای افرائد پس مہدی
 الصدوق الذي اشتدت ضرورته لهذا الزمان۔ ليس رجل يتقلا السلاح ويعلم
 راست باز کہ ضرورت او درین زمان است چنان مردے نیست کہ سلاح بہ بندد و

فنون الحرب واستعمال السيف والسمان۔ بل الحق ان هذه العادات۔ يضرب الدين
 فنون حرب را باند و تیغ و نیزہ را استعمال کنند بلکہ ہرچہ این عادات درین زمانہ دین را ضرر می رسانند

في هذه الاوقات۔ ويختلج في صدور الناس۔ من انواع الشكوك والوسواس۔
 و انواع اقسام و سادس در دلہائے مردم می گذرند

ويزعجون ان المسلمين قوم ليس عندهم الا السيف والقويف باللسان۔ ولا يعلمون
 و گمان می کنند کہ مسلمانان قوسے ہستند کہ نزد شال نیزہ شمشیر ترسانین و نیزہ و چنیزہ و بجزئیات و بجز

الامتل الايمان۔ فالامام الذي تطلبه في هذا الزمان قلوب الطالبين۔ و
 کشتن مردم چنیزہ دیگر نمی دانند۔ پس آن امام کہ درین زمانہ دلہائے طالبان اور امی جو بند و

تستقر في النفوس كالجائعين۔ رجل صالح مهذب بالاخلاق الفاضلة۔ ومتصف
 چاہنا ہرچہ گرسنہ تلاش او می کنند آن مردے کھوار است کہ باخلاق فاضلہ آراستہ و بصفات

رزقوا البراهين والادلة القاطنة - وفاق الكل في العلوم الالهية - وسبقوا الامم

في تأنيق النواميس وعضلات الشعمية - وكان يقدر على كلام يوثق في قلب

الجلال - ويتفق على تسليمها الخواص وعامة الناس - وكان مقصده إعلانه

مُخْلِ لِقَى مُنْعَدَّةً - وَبِحُلَا بِسَابِ تَضَاعَى قَطْرًا مَذَلَّةً - مَا رَأَى عَلَى حَسَنِ الْوَجَابِ

وفصل الخطاب. مستمكننا من قول هو اقرب بالاذهان - وادخل في الجنان -

مُبَيَّنَاتُ الْمَخَالِفِ فِي كُلِّ مَرْدُودٍ ۛ - وَسُكُوتُ الْمُنْكَرِينَ فِي كُلِّ كَلَامٍ ۛ - فَلَا

سيدنا في هذا الزمان الأسيف قوة البيان - ولا جد في هذا العصر تأثير القات -

الآله البراهمين والآلات - فامام هذا العصر امرء كان فارس بهضام

العرفان - والموقين من الله بأيّ وغيرها من طرق التملّحقة وأنواع اليرهان -

دكان اعرف من غيري بكتاب الله القرآن - يهرب به اعداء الله وشقي

صدور الطالبين - وكان قادرا على اصلاح نفسه التي هي اعدت اعداءه -

ولہائے طالبان راشفا سمجھو در اصلاح نفس خود کہ بدترین دشمنان است قاید اشتر کہ نفس اور

لتذوب بالكلية ولا تنازع الله في كبريائه - وكان متوكلا متواضعا مبتلا لآله

بکلی بگذازد و در عزت و کبرائی حضرت جلالت و هم تارکت ترند و نیز متوکلی و متواضع و برائے اعلا و کمال

الشریعة الغراء صابك منه ما طوى بما د الله و مجتهدا لهم بعقد الهمة والاحلاح فالذوال

اسلام تفرغ کنند و باشد و بکنند و بدگان خدا استعفت و ازنده و بعقد همت و در ذوال و ادن بر دعالی کامیابی شان مجاهدت

ولا ينسى احدا من المخلصين ولو كانوا في ابعد اقاليم - ويحيي الله في اشقياء

و جهالت کسی را از فراموشی نماند اگر چه در دورترین ولایت باشد و دهر ابراهیم از بهر بهشتان جانت

جماعته كابر ااهيم - وكان وجهي في حضرة رب العالمين - فان مثل الحمام

خود به خدا شایسته نماز کند و در حضرت رب العالمین وجهی باشد چرا که مثل امام مثل آن

مثل رجل قوي تعلق باهدابه ضعيف او شيخ كبير يتخاذلان رجلاه - و

شخصی است که قوی باشد و بدان او چنان کند که پا بر سر ساطورده چرخ زده باشد که هر دو پایی او مستند

ضعفت عيناه - فياخذ هذا الفتى الضعيف - والشيخ القاني المزعززع الضيف

پس چنان افتد و در چشمان او کزاده افتد پس این جوان آن ضعیف و شیخ فانی سلب الهاس را می گیرد

و يعصمه من ان يظلم نفسه ويضعف - وكذا لك ياخذ كل من خيف عليه العثار

و در نیکو بر جان خود ظلم کند نمی داند و هم چنین آن جهان آن بر سر نامی بگردد و ضعف

لضعف من المبرج - ويعطي غضا طريا كل من احتاج الى امتراء الميرج - ويبلغ

قوت خود و طریق لغزش دارد و هر کجی را که محتاج قوت لایبوت است بر دایره ترند و نامی دهد و کز و مان و

المستضعفين اللاحقين الى ديارهم كفتيان ناصرين - فالذي ما اوتي قلبه

درماندگان را بجهت جلال مردان تا وطن شان می رساند پس شخصی که دل او را صفت

صفة الشفقة والمواسات - وماله قوت وشجاعة كالبطل والكماة - ولا يقبل

شفقت و غمخیزی نماند و نه در دهر و دلیران و بهاداران قوت شجاعت است و نه از غنا

على الله لخلقته بالبقاء والمضمرات - ولا يوجد فيه رجم اكثر من رجم الوالدات

به تضرع بهتری مخلوق آدمی نخواهد و در درستی زیاده تر از رجم مادران یافت نمی شود

فلا يوتي له هذا المنصب ولا يوجد فيه شيء من هذه الايات - وليس هو وارث

پس چنین کسی را این منصب می دهند و از این نشان چیزی ندیافته نمی شود - واد وادش اخفت

امام الکونین و سید الکائنات - و اما الذی اُعطی له هذا التحنن والتسقت و

صلی اللہ علیہ وسلم بیت مگر اُن کے کہ اور ایں عمر و فقمت دادہ شدہ اور اُن کے

مِلّاء قلبہ بهذه الصفات - مع انسلاخه من احواء النفس والشهوات - واستهلا

صفت پر کردہ شد و پائیں ہمہ از ہوائے نفس و شہوائے آل بہ رول آمردہ دور نیست

فی حب اللہ و محویتہ فی ابتغاء وجه اللہ والرضاۃ - فهو کبریت احمر و بد رقام

ابی تناسکتہ او کبریت احمر و بد رقام است

و دوحۃ مبارکۃ للکائنات - لیتفضی الی الناس ظلالہ - و یاترقی لجلب البرکات -

و برائے مردم و رفیعۃ مبارک است مردم زیر سایہ او بپایند و برای حصول برکات پیش اورا تر

و هو دار امن لیجوس المضطرون خلا لہا - و لیاخذ فی کفہا عند الاوقات - و هو مبارک

شوندہ - و او خانہ امن و سلامتی است تا بہ قراان ورود داخل شوند و بر وقت آفات اورا

و یورک من حولہ و بشری لمن لا قاء و رآہ - او سمع منہ بعض الکلمات انہ رجل یوالی

پناہ خود بگیرد - و او مبارک است و پوز آن کے مبارک است کہ گرد او سے گرد و

اللہ من والائہ - و یعادى من عادائہ - و یاتى السعداء من کل فج عقیق و دیار بعیدۃ - و هو

و بشارت باد کے را کہ او ملاقات کرد و اورا دید و بعض کلمات او شنیدہ - و مردی

کہف للملۃ و اسان من اللہ کل مسلم و مسلمۃ - و من علامات صدقہ انہ یوذی فی قول لہوۃ

است کہ خدا دوست دارد کسان اورا دوست می دارد و دشمن دارد دشمن

و یسلک علیہ الاستراذ و یسطو الخیار - و ساقطین مکذبین - و یقولون فیہ اشیاء ویسبون

سے دارد - و نیک مردان از ہمہ را سے دور و دراز پیش او سے آیند و او

مجتربین - و هو یدج علی الارض و یج الخیار - و یمشی علی الخیار - و لا یجزی السینۃ بالسینۃ

پناہ مانت و امن خدا برائے ہر مسلم و مسلمہ می گردد و از علامات صدقہ او این

و یدفع بالحق ہی احسن و انشعب لجماد الحضرۃ حق اذا تم ایام الابتلاء - و ما قد علیہ من

است کہ او را در اول امر خود ایذا دادہ می شود و در حق او چیز ہا سے گویند و

بجور السفہاء - فینفق فی روعہ ان یقبل علی اللہ کل الاقبال - و یسئل نصرتہ بالتضرع و الاتجہال

چوں جور و جفا بحال سے رسد پس در دل او می دمد کہ سوئے خدا عز و جل تو بہ شد

فتتحرک فی باطنہ۔ ہذا الارادات۔ فیخر ساجد اللہ فتستجیب الدعوات۔ رتکون لہ
و بدو او نخواہد پس دعا سے او قبول کردہ می شود و انجام کار فتح اور امی باشد و خدا را ہمیں عمارت
المنہیق والفتح فی آخر الامر فی المآل۔ و یخلق اللہ لہ اسبابا من السماء بالطف و
باولیائے خود است کہ او شان با دل حال مغلوب و مقهور و نشانه ایذا و دشمنان می باشد و انجام
الغزای۔ و یفعل لہ افعالا یخیر الخلق من تلك الافعال۔ و یقلب الامر کل التقلب
کما رتق و نظر نصیب ایشان می گردد۔ و این چنین مردم بعد از مرور سالہائے دراز ببعوث می شود و چون
و یومنه من الخوف والاحتیال۔ و کذا الک جرت عادته باولیائہ فات یجعل
فساد و زمین ظاہر شود و موبہا زند و مردم حدود خدا و تدعز و جل را فراموش کنند۔ و علماء را برائے
اعدائهم خالبین فی اول الامر تم یجعل الخواتیم لهم و قد کتب ان العاقبة للمتقین۔
اصلاح مردم قوت و قدرت نماند بکہ خود ست و قاطل و مغلوب تہمائے خود شوند پس
ولا یبعث کثل هذه الرجال الا بعد مرود من القرون باذن اللہ الفعال۔ و بعد
دریں هنگام از نزد او نقلے مرے صلح پیدا می شود و اورا علم و معرفت می بخشند و عنایت
فما فی الارض و صول الحمد و وسیل الضلال۔ فاذا اظهر الفساد فی الارض و زاد
الہیہ تقاضاے فرماید کہ نبی یا محدث را ببعوث کند و خدمت دین سپرد فرماید و او بوقتے
العدوان۔ و کثر الفسق والعصیان۔ و قل المعرفة و صا الناس کالجمین۔ و جعلوا
مے آید کہ دلہائے سلیم در آنوقت ضرورت این امر محسوس می کنند و ہر نفس بیدار می دہاید
حدوح اللہ رب العالمین۔ و تطرق الفساد الی الاحمال والافعال والاقوال۔ و صا
کہ دریں وقت حاجت تا ئید الہی است و قوت شامہ ارواح شاہ خوشیوے اورا محسوس
امر الدین متشبتا و مشرفا علی الزوال و الاحد امد و ایدیم الی بیضۃ السلام و انتقی
می کند۔ پس مے آید و وسیل فتنہ اشتک می شود و بر منکراں حجت تمام می گردد و محدث یا نبی بجز وقت
شعاع الدین الی الانقدام۔ و ما بقی فی وسع العلماء۔ ان یردوا الناس الی الصلاح والانتقاء۔
ضرورت نمی آید و شمشیر نمی کشد مگر بر آناں کہ شمشیر کشیدہ باشند۔ بد آنکہ اکثر مردم
بل العلماء و ہنوا و ہنوا خدمۃ الدین۔ و قما یلوا علی النبی الدینۃ و ما بقی لهم حظ من ایمان
در امر مہدی مہود و خطا کردہ اند و اورا بجز نیریزی و قتل نصاری و یہود تسدب

والیقین۔ وبلغ امر الفساد والفسق والضلالة۔ الى منتهی النقص کما كانت فی الدرجة الثالثة۔
 کرده اند بکلمه علماء اس دیا رمی گویند که در وقت مهدی شاہان ہندوستان را کہ پرستین
 وما بقی رجاء ان بدء الناس بمحو القال والقیل۔ فعند ذلک یرسل مصلح ویعطى لمن
 باشند ما خود کرده و طوق در گردن انداخته پیش مهدی حاضر خواهند ساخت۔ لیکن باید
 لدن ربہ علم و معرفت و صدق و طرق اقامۃ الدلیل۔ و طہارت و استقامت و علیہ جرت عادات
 دانست کہ این سخنها محض افترا است و بدست شاہان یسوع مدعی صحیح نیست و ایشان نور
 الرب الجلیل۔ فالحاصل ان العناية الالهیة تنفق بالفضل والاحسان۔ ان یمیت نبیا و محمدنا
 ثبوت را نمی جویند کہ موجب اطمینان نفس گردد و حقیقت منکشف شود و بموجب محققان نظرا
 فی ذلک الزمان۔ ویفوض الیہ هذه الحطة و یجتبى لاصلاح نوع الانسان۔ فیجئ فی وقت تشہد
 نمی دو اند۔ ہجو خانہ ہائے خالی اند یا ہجو در خانہ ہے بر۔ و ترش شاہان اگر چہ نہ است ہمیں ریشہا
 فیہ القلوب السلیمة لضرورت اداع من حضرت الکبریاء۔ و تخص کل نفس متیقظة حاجتہ الی تأیید رب السماء
 ہستہ کہ دراز گزاشته اند و بینی ہا کہ بہ بچکر بلند کرده و رو ہا کہ ترش اندوز بانہا کہ بہ برگونی و سازانہ
 و یعدون و یحی۔ و نفخانہ۔ تفرع شلمتہ ارواحہم فعند ذلک یتھرماسو ل اللہ و ینفیس سبل الفتن و یتق الحق
 و رہا کہ کج اند و ایشانرا آرزو ہا ہستہ کہ ترک آنہا نمی کنند و خواہش ہا ہستہ کہ پوشیدہ نمی دارند و در چشمہائی
 علی الکافرین۔ و کالیاتی الاتھنہ الصرورات۔ و لایسل السیعت الایملی الذین سلوا من الظالمین و العصاة۔
 یقین وارد نمی شوند و ماہ ہائے باریک بینی را نمی جویند و کوشش ہا خود را بر اثر دیدن حق خرج نمی کنند
 ثم اعلم لہما السعید ان اکثر الناس قد اخطوا و غلطوا فی امر المہدی المعہود۔ و نسبوا الیہ سفک
 و بیع سخی بجائے آرند تا مردم را بہ یقین برسانند۔ و آخر کلام دریں باب
 الدماء و قتل کثیر من النصارى و الیہود۔ و قالوا ان ملوک النصارى الذین ہم ملوک المہد من اهل
 این است کہ من سیح موعود و مهدی ام و براب جنگہا
 للخریب اعنی الیوروفین۔ یوخذون و یطوقون ثم یجھزون فی حفرة المہدی صاغرین۔ و ما لہم بہ علم
 نیا مدیم بکہ بر قدم حضرت عیسی علیہ السلام آمدہ ام
 ان یقولوا الا خلفترین۔ و ما عندہم الا حدیث ضعیفہ و وضع من الواضین۔ و لا یجحد فی ایدہم حدیثا
 تا کہ مردم را سوئے مکارم اخلاق و سوئے رب رحیم و کریم بخوانم۔ و من ایتح

محبیب من خاتم النبیین۔ ما فخر الله ولا تعدد واکسل هذه العقائد۔ ولا تستروا شریعة الله تحت الزوائد۔ تمہدین۔

حاجت سے کشیدن شمشیر نہ می بینم بلکہ میں کار برائے آن مذہب طارست
والذین کایترکون هذه الاقدام۔ ولا یستقرون البرهان والدلیل۔ ولا یطلبون نورانیة النفس۔ و
کہ در ذات خود روشنی می دارد۔ آری حاجت ما سوئے قلم با ست تا مردم
ینقی اللبس۔ ویکشف عن حقیقة الحق۔ ویرفع المعنی۔ ولا یحزن النظر للمحققین۔ بل ینبع جضمهم خضاً
را از گمراہی را و طوفان آن گمراہی را نجات دیم۔ و من چوں سویہ را
کالہین۔ ولا یسرحون الطرف کالمشتتین۔ فاولئک قوم یشاہون جہلاً وخبلاً۔ ویناضون متصفاً
این دیار آدم بر کفر من قوی دادند و کذب من کردند و گفتند کہ دجال
قلبا۔ و ہم کبروت عروق۔ و کما یجاء غیر مفرق۔ لیس عہدم من غیر علی طولت۔ و آلت نخت۔ و وحوہ بست
است و خدایتعالی ایشان را نشانہ نمود و پیشگوئیها بظہور آمدند و برگشتہ
المن سلطت۔ و قلوب ذاعت۔ و لم امانی لا یترکونہا۔ و اھواء یغفونہا۔ فلا یبدون مآل الحقیق۔ و
ظاہر شدند واد و مہر در رمضان شکست شدند لیکن ایچ دے نرم
یستقرن جہال التدبیر۔ و کما یبدون جہدم لربہ الحق اللب۔ و کما یجاءون اتصال الناس الی ذور البیقین۔
نشہ و از گمراہی باز نیامدند و برائے ایشان گناہ بے ضخیم تالیف
و آخر الکلام فی هذا الباب۔ انی انا السیاح المہدی من رب الارباب۔ و اجئت للحجارات۔ و انا منی بقی
کردم پس قبول نکردند بلکہ ایچو سفہا و شتام دادند و در گمراہی
للفزاة۔ انی جئت علی قدم ابن مریم لادعوا الناس الی مکام الاخلاق والی رب الوم وادعم۔ و لای حاجۃ
و افراط در ظلم قدم پیش نہادند و اوستا را بصدق علامات واضح
الی مل السیون من بجعتہا بل ہی عارللة بعالت البلاد بلعائہا۔ نعم حاجۃ الی بری الاقدام لجلالہا البقی
شد کہ من از طرف خدا تعالی ہستم مگر بجز محض گفتن و ایذا دادن

الناس من الضلال لوطی لہا۔ و اذ اجئت ہذا الدیار فکفر فی و کذبونی بالاصوار۔ و اعرضوا عن الحق بالانکبار۔
ایچ کار ایشان نبود و از خداوند من نشانہا دیدند مگر قبول نکردند و
وقالوا دجال افتری۔ فامرہم اللہ الایۃ الکبریٰ۔ و ظہرت نباء الغیب و کانت علی۔ و خف القوم الشک فی مضام
باز نیامدند و من در غیر وقت نزد شاں نیامدم بلکہ در وقت غریب
فما قلب قلب الی الحق والحق۔ و عرضت علیہم سبل الحدا یتم فامتنع من العماۃ و التواشی و قالت لہم جلد الخفیۃ۔ و کتبنا
اسلام ظاہر شدیم و در نظام فساد سے ظہور کردیم کہ سوئے آن

مطلوبہ مبسوطہ۔ فاقبلوا الحق بل سبوا السفهاء۔ وزادوا فی النبی والاعتداء۔ وقد وضع لهم بصیرۃ العلمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارت کردہ بود و بر سر صدی آمدہ ام و این
انتم من اللہ رب السموات۔ فما کان امرهم الا الفسق والایذاء۔ والشتیم والازدراء۔ وقد رؤی امن ربی آیات۔

مردم این صدی را انتظار مے کردند و این را مبارک می دانستند و چون
د انواع تأییدات۔ فاقبلوا ظلماد علوا و ما کانوا منتھین۔ و اجتمعتم فی غیر وقت بل جئت عند غریۃ الاسلام۔ و

نزوشاں آدم ہمہ علوم خود را پس پشت انداختند و اول دشمنان شدند
فی زمان فساد اشار الیہ سیدنا خیر الامم۔ و علی راس المائے۔ و کانوا من قبل ینتظرون وقت هذا المائے۔ و

و اگر خوف شمشیر دولت برطانیہ نبودے مرا قتل کردندے پس خدا را و این دولت
یحسبونها مبارکۃ للمائے۔ فلما اجتمعوا نبذوا علومهم و راء ظهورهم و صاروا اول المعادين۔ و کان خوف سیف الدولۃ

برطانیہ را شکر مے کنیم کہ موجب نجات ما گردید و ما لها کئے ما جانہا کئے ما و آب و ہوائی ما
البرطانیۃ۔ لفتلونی بالسیوف والاسنة۔ و لکن اللہ منہم بتوسط هذه الدولۃ الحسنة۔ فنشکروا اللہ و شکروا

از نعم نظامان محفوظ ماندند وزیر سایہ این دولت با من بر سر می پریم و از انواع عذابا برستم و نزول
هذه الدولۃ التي جعلها اللہ سببا لفتحنا من ایدی الظالمین۔ انما حققت اعراضنا و فغننا و اموالنا من الناهبین۔

ببیناں پر آسمان فی عزت و برکت گردید و ہمہ امید ہائی و نبوی را یافتیم۔ پس برا واجب گردید کہ اطاعت او کنیم و
و انہ لا تشکروا و انانعیس تحت هذه السلطنة بالامن و فراغ البال۔ و نجینا من انواع النکال۔ و صار نزولها

و ما و سلامت و اقبال او بصدق نیت کردہ باشیم۔ این دولت بدستمانے شوکت خود
لنا اتزل العز والبرکۃ۔ و فلنا غاية رجاء تام۔ امن الدنیا والعاثیۃ۔ فوجب اطاعتها و دعا و اقبالها و سلامتها بصدق

ما را اسیر نم کردہ است بلکہ بہ ایادی منت۔ و احسان خود و دلہای ما را اسیر گردانیدہ است پس
النیۃ۔ انما ما استرنا بایدی السطوة۔ بل جعل قلوبنا ساری بایادی المنۃ والنعمة۔ فوجب شکرها و شکر بہر تھا۔ و

واجب است کہ شکر او و شکر احسان او کنیم و طاعت او و طاعت حکام او سجا آیم
وجب طاعتها و طاعت خد تھا۔ اللهم جزنا هذه الملكۃ للعظۃ و احفظها بدولتها و عزها یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

ای خدا این ملک معظما را از اجزائے خیر بردہ۔ آمین۔

الراحم المرحوم اعلام احمد القادیانی ۲۱ فروری ۱۹۹۹ء

جسکو دیکھ کر پچھلے صفوں پر سے تیر حویں سطر سے اختصار میں سطر
 تک یہ عبارت ہے۔ ”ہندوستان کے ادا سہاں کو نردن
 میں طوق ڈاکو لٹکے بے مہدی کے سلنے لائیں گے انکے
 حزان بن بیت القدس کا زیور کئے جا دیں گے (پھر اسکے بعد
 اپنی رائے بیان کرنا ہے اور اس رائے کی تائید میں اسکے پڑ
 مونہ کے لفظ یہ ہیں ”ہیں کہا ہوں ہند میں استو کوئی بادشاہ
 ہی نہیں سے ہی ہندو نہیں ہندو مسلمان ہیں سودا کہ
 حاکم مستقل ہیں۔ ہیں پکڑ رائے نام ہیں۔ اس ولایت کے
 بادشاہ یوہا میں ناما اسوقت تک بیٹے مہدی کی زندگی
 تک ہی قائم ہوں گے ان ہی کو انکے روبرو بیٹے
 مہدی کے روبرو کر مارا کر لے لو انہیں گئے۔ اور اگر میری تین
 لکھ چکا ہے اگر دن میں طوق ڈاکو مہدی کے روبرو کر لے
 اور چمکا کر۔ میں کہ اسے کہ وہ تارہ تر۔ یہ قول الباقی و غیر
 صدی ہجری میں یہ سب کچھ ہوا چکا ۱۰۱۰ھ و ۱۰۲۵ھ و ۱۰۲۵ھ
 میں لکھا ہے کہ مہدی جیسا کہ میری طبیعت کو کہہ دے ان سے
 مذہب کا نام نہ سنا میں فرستے گا اور میری انکار کے واسطے
 میں لکھا ہے کہ میری آہ ان سے اگر مہدی کا دیر نہ ہو۔ یہ ان
 بادشاہ مہدی ہو گا۔ پھر آئندہ کے صفوں ۳۰ میں خود بخود
 ہے کہ یہ مہدی کا کارنامہ ہو گا۔ یہ مہدی ۳۰۰۰ھ میں ہو گا۔
 کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا جو اس انکو جس نام کہ مہدی اس سان
 امرینے خانی انجام ہو چکی ہو دیر آئے گا وہ فرقہ قطعی یہ ہو کر ہو

اور اس پر تہاب ہنس دی ۱۰۲۰ھ مسری وہ حدیثیں ہیں جو حقیقت
 صحیح ہیں اور طریق متعدد سے انکی صحت کا پتا لہا ہے لکن یا تو وہ کسی
 پہلے راز میں مہدی ہو چکی ہیں اور مدت ہوئی کہ ان لڑائیوں کا حامی ہو چکا
 ہے اور اس کوئی حالت منظور ماتی نہیں اور یا نہ مان ہے کہ اس میں
 مہدی خلافت اور مہدی لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں صرف ایک
 مہدی بیٹے ہر اس یا نفع انسان کے تسے کی طرف مہدی دجی ہے اور
 اس بات میں کہ صاب لفظوں میں ہی بیان کیا گیا ہے کہ اسکی ظاہری
 بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خود پڑے گا
 کرے گا ۱۰۱۰ھ اسکی کوئی فرع ہوگی اور دعائیت اور دلی توجہ کے
 رور سے دوسری روانہ اسان قائم کر دے گا جسکا حدیث لکھی
 کہ جسکی حوا میں مادہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور
 سنم رکاب مشدک میں اس میں مالک سے روایت کی گئی ہے
 اور یہ روایت محمد بن خالد صدی سے انان بن صالح سے اور انان بن
 صالح نے اس بصری سے اور حسن بصری سے اس میں مالک سے اسان
 میں مالک نے حباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے اور اس حدیث
 کے تسے نہ ہیں کہ محض اس شخص کے جو میری کی خواہد طبیعت پر آئے گا
 اور کوئی ہی مہدی نہیں آئے گا سننے وہی سچ موعود ہو گا اور
 ہی مہدی ہو گا جو حضرت مسی علیہ السلام کی خواہد طبیعت اور طریق
 تعلیم پر آئے گا یہی مہدی کا لقب بلکہ خود ہے اور نہ لڑے گا اور نہ پکڑے گا
 اور آسمانی لٹاؤں سے ہدایت کو چھیلے گا اور اسی حدیث
 کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں

اس نشان کے ساتھ چھٹی کا طابہ پڑا صحاح مسند کے پیچھے حدیث کی چھ منبر کتابوں سے ماسب ہو رہے۔ پھر صفحہ ۵۹ پر لکھا کہ میں وہ اب صدیق حس حاکم لکھتا ہے کہ مارہ طور ہمدی کا اب بہت قریب ہے تمام عیالیں طابہ پہنچی ہیں اور اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر حج الکرامہ کے صفحہ ۲۴۲ میں لکھتا ہے کہ میری سہیلی کی طرح ملو اسکے ساتھ اسلام پھیلائے گا وہ ہی امین ہو بنی ماقبل اور یا اسلام - اور کتاب احوال الافراد کے صفحہ ۳۱ میں یہی لکھا ہے کہ عیسائی ایمان نہیں لائیں گے وہ سب مل کر دینے جاویں گے۔

فرض یہ تھا محمد حسین اور اسکے اس گردہ کے ہیں حکومت اہل حدیث کے نام سے پچاسے ہیں۔ وہ امام سلمان انکو واپس کھتر ہیں اور محمد حسین انکا سرگردہ اور ایڈووکیٹ ایسے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اور ان عقیدوں کا ماخذ یہ لوگ اپنی عقلیت سے وہ جتنی سمجھتے ہیں جو احادیث کی ایک نسخہ کتاب میں جس کا نام مشکوٰۃ ہے باب اللامع میں ذکر کیا گیا ہے۔ عربی میں علامہ بڑی لڑائیوں کو کھتریوں نے ادیب رنگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہ لڑائیاں ہیں جو ہمدی عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ کریگا یہ باب کتاب مظہر حق کو کتاب مشکوٰۃ کی شروع ہے اسکے جلد چارم صفحہ ۳۳۱ سے شروع ہوتا ہے مگر اسوس کو ان سورتوں تک پہنچے ہیں ان لوگوں کی ٹری عقلی کھالی جز عرض محمد حسین انکر اہل حدیث گردہ اتبولے ہمدی کی نسبت یہی غصہ رکھتے ہیں اور جب کہ یہ لوگ عزراک اور مقص ابن کاہن کو والدادہ ابو احمد دیکھیں اسکو لکھنا کہ خرد مت نہس اور انکو قتال برزد سر کام میں بھیغہ ہیں اور نیز میری جماعت کے فقط

لکھی۔ ہر جگہ لکھتے ہیں کہ یضیع الحرب چنے وہ ہمدی ہر یکا
 و صلا م مسیح مودو ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً قوت کو دیکھا
 اور اس کی ہدایہ سوری کہ دین کے لئے لڑائی مت
 کرو مگر دین کو مدد سچائی کے فروعی اور اخلاقی مہمات
 اور صلا کے قرب کے مشاوں کے پھیلاؤ۔ سو میں سچ سچ
 کہتا ہوں کہ درخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرنا
 ہے یا کسی لڑے والے کی تائید کر تسہ یا ظاہر یا پوشیدہ
 طور پر اباسر وہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا
 ہے وہ خداوند سرل کا، غرض ہے انکی وصیتوں اور
 حدود اور مرائع سے باہر چلا گیا ہے۔
 اور میں اس وقت اپنی محسن گروٹ کو اطلاع دیتا
 ہوں کہ وہ صبح ۶ عود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح
 علیہ السلام کے اخلاق پر چلے والا میں ہی ہوں۔ ہر ایک
 کہ چاہے کہ ان اخلاق پر بھی آزمادی۔ اور غرض انچو دل سے
 دیکھ کر میری بیس برس کی تعلیم جو براہین احمدیہ سے
 شروع ہو کر راز حقیقت، تک پہنچ چکی اگر غور سے دیکھا جائے تو اس
 شکر گیری یا مٹنی صفائی اور کوئی گواہ نہیں۔ میں اپنی اس ثبوت کہہ سکتا
 کہ میں ان کتاب کو پڑھا اور تمام اس کا لہ فیروہ مالک میں پھیلا
 ہے اور اس لہری صفحہ فکر ہوں کہ آسمان سے لڑائیوں کو مسیح نے بدل دیا
 اور کوئی شخص ہمدی تمام حقیقی عالمی ہو گا بلاشک وقت ہو گا اور دنیا
 فکر و خیال تر ہو کر دیکھے خدا سے بر ملا ہو کر کہ باہر مگر مسیح نے
 موت ہونی کہ حق، مسیح علیہ السلام نہلت چاک کر شیر علیہ السلام کیسے چکا
 مراد جو دوسرے وہ باہر مسیح کا آسمان سے باطل ثابت ہوا ایسا ہی کی ہو
 غرض کہ آٹا باطل ہے۔ ہر جو شخص چاہے ہو گا وہ اس کو تہل کے نقطہ

الحمد لله

وسلام على محمد وآل محمد

درمان



مطبع فیهامرالا لایق و یقین و الا لایمان مین باہتمام

حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع چھپی

قیمت ۳۰۰ تعداد جلد ۷۰۰

اطلاع

واضح ہو کہ اس کتاب میں حضرت اقدس مجددِ اوقات ہمدی و مسیح موعود و جناب میرزا غلام احمد
 رئیسِ قادیان علیہ وسلم نبی الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف کردہ کتب نامہ روزہ میں سے کل
 اشعار فارسی وارد و چھانٹ کر جمع کئے گئے ہیں۔ قبل اس کے جو درمیں چھپی تھی اُس میں
 بہت سے اشعار گئے تھے جو کہ اب اس میں داخل کئے گئے۔ یہ کتاب چند باتوں کو
 مد نظر رکھ کر بہت شوق کے ساتھ طبع کرائی گئی ہے۔ کئی دفعہ کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ
 جب ان اشعار کو مجلس میں پڑھا جاتا ہے تو ایک خاص اور عجیب اثر سامعین کے دلوں پر
 پڑتا ہے۔ بہت سے مخالف رجوع کر گئے۔ ان اشعار میں یکمال ہے کہ اگر کوئی انکا ورد
 رکھے اور اکثر پڑھا کرے تو ممکن نہیں کہ سچا محب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اور اسلام کا نہ بن جائے۔ کیونکہ یہ اشعار۔ محبت الہیہ۔ تصوف۔ توحید اور بہت سے
 حقائق و معارف قرآنیہ کے مضامین سے بھرے ہوئے ہیں۔ شاء اللہ طرز کو ہی اعلیٰ طور
 پر ادا کیا گیا ہے۔ یہ اشعار شوق و محبت اور جوش کے بڑھانے اور تزکیہ نفس کیلئے
 ایک نہایت نیک اور عمدہ ذریعہ ہیں۔ ان اشعار کے پڑھنے سے حضرت اقدس کے
 بہت سے مضامین اور بہت سے دعووں کے دلائل سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ بعض
 لوگ دیوانوں کے پڑھنے کا بہت شوق رکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ اس کتاب کو
 پڑھیں۔ دل ہی بہلا دیں اور ثواب بھی حاصل کریں۔ قیمت علاوہ محصول سر۔ صاحبزادہ
 منظور محمد صاحب قائم مقام ہتم کتب خانہ حضرت اقدس بمقام قادیان ضلع گورداسپور ملکتی ہے۔
نشان آسمانی۔ اب بار دوم چھپی ہے۔ نعمت اللہ ولی کا تمام قصیدہ
 صحت کیا گیا ہے۔ ایک شخص کے اعتراض کا جواب بھی حضرت نے دیا ہے وہ یہی
 اسیں درج کیا گیا ہے۔ یہ تہوڑا سا مضمون نیا ہے قابلِ دید ہے۔ قیمت وہی ۳۲۰
 نقد ۲۲ ربیع الثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باری تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت اور مناجات میں اور اس امر کے اثبات میں کہ تمام ذرات کائنات پر ہر آن میں اسکا تصرف و اختیار حکمران ہے فرماتے ہیں۔

براہین احمدیہ مخفیہ

کہ یکیش بانی و بناساز است
نہ بکارش و غیسل ہزار است
و از بہان برترست و ممتاز است
لم یزل لایزال سرود و بصیر
خالق و رازق و کریم و رحیم
ہادی و ملہم معلوم یقین
بر تر از احتیاج آل و عیال
رہ نیابد بدو فنا و زوال
نہ ز چیز نیست او نہ چون چیزے
نہ توان گفتن این کہ دورا زاست
نہ توان گفتن زیر دست و گرد
ذات او برترست از ان و سواس
و ز حد و قیود آزا دست
نہ کہے در صفات او انباز
کثرت شان گواہ وحدت او

نہ مردم از کارخ عالم آواز است
نہ کس اور اثر کیے انباز است
این جہان را عمارت انداز است
وحدہ لا شریک حتی و قدیر
کار ساز جہان و پاک و تدبیر
نہ نہاد و مسلم رہ رہ دین
متصف با ہمہ صفات کمال
بریکے حال ہست در ہمہ حال
نیست از محکم او بدون چیزے
توان گفت لا مں ایشاست
ذات او گرچہ ہست بالا تر
ہر چہ آید بنہم و عقل و قیاس
ذات چون و چندان افتادست
نہ وجود سے بذات او انباز
ہمہ پیدا ز دست قدرت او

گر شکر کیش بدے ز خلق دیگر
 هر چه از وصف خاکی و خاکست
 بند بر پائے هر وجود نهیاد
 آدمی بنده هست و نفسش بند
 همچنین بنده آفتاب و قمر
 ماه را نیست طاقت این کار
 نیز خورشید را نه یار اے
 آب هم بنده هست زین که مدام
 آتش نیز بنده اوست
 گر بر آری به پیش او فریاد
 پائے اشجار در زمین بندست
 این همه بستگان آن یکذات
 اے خداوند خلق و عالمیان
 چه مهیب است شأن شوکت تو
 حمدا با تو نسبت از اعجاز
 تو وحیدی و بے نظیر و تدبیر
 کس نظیر تو نیست در دو جهان
 زور تو غالب است بر همه چیز
 ترست ایمن کند ترس و خطر
 خلق جوید پناه و سایه کس
 هست یادت کلید هر کار اے
 هر که نالد بر گهت به نیاز
 لطف تو ترک طالبان نکند
 هر که با ذات تو سرے دارد

گشته این عیله خلق زیر و زبر
 ذات بیچون او از ان پاکست
 خود ز هر قید و بند هست آزاد
 در دو صد حرص و آرزو بکند
 بند در سیر گاه خویش و قمر
 که بتابد بروز چون اصرار
 که نه در بر سریر شب پائے
 بند در سردیست نه خود کام
 در چنین سوزش و فگنده او
 گر پیش کم نه گردد اے استاد
 سخت در پاسا سل انگذست
 بر وجودش دلائل و آیات
 خلق و عالم ز قدرت حیران
 چه عجیب است کار و صنعت تو
 نه در آن کس شریک نه انباز
 متنزه ز هر تسلیم و سیم
 بر دو عالم توئی خداے یگان
 همه چیز نه به جنب تو ناچیز
 هر که عارف ترست ترسان تر
 و ان پناه همه تو هستی و بس
 خاطرے بے تو خاطر آزار اے
 بخت گم کرده را بیاید باز
 کس بکار رهت زیان نکند
 پشت بر روے دیگرے دارد

<p>زینکہ چون کار بر تو بگسازد ذات پاکت بس ست یار یکے ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور ہر کہ را ہست گرفت کارش شد ہر کہ راہ توحبت یافتہ است وانکہ از ظل قربت تو رسید اسے خداوند من گناہم بخش روشنی بخش در دل و جانم دستانی و دل ربائی کن درد و عالم مرا عزیز توئی</p>	<p>رو بہ ائینہ ساز چہ رو آرد دل یکے جان یکے نگار یکے رحمت آشکار بنوازد از در و بام او بسیار د نور صد امید سے بروز گارش شد تافت آن رو کہ سرتاقہ است بر در ہر کہ رفت ذلت دید سو سے در گاہ خویش را ہم بخش پاک کن از گناہ پینہا نم بہ نگاہ گرہ کشائی کن و آنچه سے خواہم از تو نیز توئی</p>
--	--

برایں ہمہ صفہ

فرد کمال و مکمل رحمت عالم و عالمیان ہادی امام علیہ الصلوہ والسلام کی نعمت
بین زمین نہایت لطیف طور پر توحیت شریف کی بعض آیتوں کے اختصار
کو وجود باوجود پر منطبق ہونی کی طرف اشارہ کیا ہوا اور آنحضرت کو جو پاک کو
جسمانی اور روحانی دونوں ہی پر دست نشاؤ کا کمال مظہر ثابت کیا ہوا اور آخر
میں ضرورت وجود انبیاء علیہم السلام پر ہمہ دولج آیات کو تخت التزام دیا ہے

<p>دردم جو شد ثنائے سرور سے انکہ جان شش عاشق یا رازل انکہ مجذوب عنایات حق انکہ در برد کرم بحر عظیم انکہ در وجود سخا ابر بہار</p>	<p>انکہ در خوبی ندارد ہم سر سے انکہ در خوش واصل کن دلبر سے ہجو طفلے پروریدہ در بر سے انکہ در لطف اتم بیکتا ور سے انکہ در فیض و عطا یک خاوار سے</p>
--	--

آن کریم در حق را آیتے
 آن رخ فرخ که یک دیدار او
 آن دل روشن که روشن کرده است
 آن مبارک پیے که آمدات او
 احمد اختر زمان کز نور او
 از بنی آدم نزون تر در جمال
 بر لبش جاری ز حکمت چشمه
 بہر حق دامن ز غیرش بر نشاند
 آن چراغش داد حق کش تا ابد
 پہلوان حضرت رب جلیل
 تیرا تیزی بہر میدان نمود
 کرد ثابت بر جہان عجز تہان
 تا نامد بے خبر از زور حق
 عاشق صدق و سدا دو باستی
 خواجہ و مرعاجزان را بندہ
 آن تر تمہا کہ خلق از وی بید
 از شراب شوق جانان بخودے
 روشنی از دے بہر قوسے رسید
 آیت رحمن براے ہر بصیر
 نا تو اتان را بہ رحمت و ستیکر
 حسن رویش بہ زماہ و آفتاب
 آفتاب دمہ چہ مے ماند بد و
 یک نظر بہتر ز عسر جادوان
 منکر از حسنش ہے دارم خبر

آن کریم وجود حق را منظرے
 زشت روئے کند خوش منظرے
 صد درون تیرہ راجون اخترے
 رحمتے زان ذات عالم پرورے
 شد دل مردم ز خود تابان ترے
 و ز لالی پاک تر در گوہرے
 در دلش پُر از معارف کوثرے
 ثانی او نیست در بحر و برے
 نے خطر نے غم ز باد صرے
 بر میان بستہ ز شوکت فخرے
 تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے
 و نمودہ زور آن یک قادرے
 بت ستاؤ بت پرست و بت گرے
 دشمن کذب و فساد و ہر شرے
 بادشاہ و بے کسان را چاکرے
 کس ندیدہ در جہان از مادرے
 در سرش بر خاک بہادہ سرے
 نور او خد شید پر ہر کشورے
 حجت حق بہر ہر دیدہ ورے
 خستہ جانان را یہ شفقت غفورے
 خاک کویش بہ ز مشک و عنبرے
 در دلش از نور حق صد نیرے
 گرفتہ کس را بران خوش بیکرے
 جان فشانم گرد و دل دیگرے

یاد آن صورت مرا از خود برد
 سے پریدم سوئے کوئے اوعلام
 لاله وریحان چہ کار آید مرا
 خوبی او دامن دل سے کشد
 دیدہ ام کو ہست نور دیدہ ہا
 تافت آن روئے کز آن روشنی
 ہر کہ بے اوزد قدم در بگردین
 امی و در علم و حکمت بے نظیر
 آن شراب معرفت دادش خدا
 شد عیان ازوئے علی الوجہ الاتم
 ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
 اقتاب ہر زین و ہر زمان
 بجمع البحرین علم و معرفت
 چشم من بسیار گردید و ندید
 سا لکان را نیست غیر از دوسا امام
 جائے او جائے کہ طیر قدس را
 آن خداوندش بدعا آن شرع دین
 تافت اول برد بار تازیان
 بعد از ان آن نور دین و شمع پاک
 خلق را بخشید از حق کام جان
 یک طرفت حیران از و شاہان و متین
 نے بجلیش کس رسید و فی ہر دور
 او چہ سے دارد و بھج کس نیاز
 ہست او در روضہ قدس و جلال

ہر زمان ستم کند از ساغر سے
 من اگر میداشت تم بال پر سے
 من سر سے دارم آن رو و سر سے
 مو کشا تم سے برد زور او سے
 در اثر مہر شش چو مہر افود سے
 یافت آن درمان کہ بجز نیاں سے
 کرد در اول قدم گم مہر سے
 زین چہ باشد بخت روشن تر سے
 کز شعا مش خیرہ شد ہر اختر سے
 جو ہر انسان کہ بود آن مضمہ سے
 لاجرم شد ختم ہر تعمیر سے
 رہبر ہر اسود و ہر احمر سے
 جامع الاسمین ابر و خاود سے
 چشمہ چون دین او صافی تر سے
 رہروان را نیست جز دوس رہبر سے
 سوزد از انوار آن بال دپر سے
 کان نگرود تا ابد متغیر سے
 تازیانش را شود درمان گر سے
 شد محیط عالمی چون چنبر سے
 دار بایندہ ز کام اژدر سے
 یکطرف بہوت ہر والشود سے
 در شکستہ کبر ہر مشکبر سے
 روح او خود فخر ہر وحت گر سے
 از خیال ما و حان بالاتر سے

اسے خدا برو سے سلام مارسان
 ہر رسو لے آفتاب صدق بود
 ہر رسو لے بود ظلمے دین پناہ
 گرد بنیا نامد سے این خیل پاک
 ہر کہ شکر بخت شان نارد بجا
 آن ہمہ از یک صدف صد گوہرند
 امتے ہر گز نبودہ در جہان
 اول آدم آخر شان احمد ست
 انبیا روشن گہر ہستند لیک
 آن ہمہ کان معارف بودہ اند
 ہر کہ را علمے ز توحید حق ست
 آن رسیدش ازہ تعلیم ہا
 ہست قوس کی رود ناپاک را
 دیدہ شان روسے حق ہر گز ندید
 شود بختی ہائے بخت شان بہرین
 چٹم گر بود سے غنی از آفتاب
 ہر کہ کور ست و براہش مدد خاک
 قوم دیگر را چنین رائے رکیک
 کان خدا ملکہ دگر اند جہان
 ہمہ گر رو سے چور و خوب شان
 لاجرم ادا بتدائش تا ابد
 ملک دیگو گر چہ میرد در ضلال
 داد مر یک ذرہ حق سے را کتاب
 چون بروزا بتدائش تقسیم کرد

ہم برا خوالش زہر پیغمبر سے
 ہر رسو لے بود مہر انور سے
 ہر رسو لے بود باغے شمر سے
 کار دین ماند سے سراسر ابر سے
 ہست ادا سے حق را کافر سے
 متحد در ذات واصل و گوہر سے
 کاندرا آن نامد بوقتے منذر سے
 اسے خنک آنکس کہ بیند آخر سے
 ہست احمد زان ہمہ روشن تر سے
 ہر یکے از راہ مولیٰ منجر سے
 ہست اصل علمش از پیغمبر سے
 گو شود کنون ز سخت منکر سے
 آنکہ زین پاکان ہی پیچیدہ سے
 بس سیمہ کردند روی دفتر سے
 ناز بر چشم و گریزان از خود سے
 کس نبود سے تیز ترین چون شہر سے
 داسے برو سے گرنار در ہیر سے
 در نشستہ از جہالت در سر سے
 از دیار شان ندیدہ خوشتر سے
 نامدش مرغوب طبع و خاطر سے
 ماند و خواہد ماند آنجا بستر سے
 سے نگر در دزدو گے مستقر سے
 ترک کردہ صد ہزاران معشر سے
 در میان خلق از خیر و شر سے

راستی در حصہ اوشان فتاد
 قول شان این ست کاند غیر شان
 یک نامد نزد شان یک نیز ہم
 آنکه ایشان را نمودے راہ حق
 تاشدے دادار را حجت تمام
 الغرض نزد یک شان دادار پاک
 کو گذارد علے را در ضلال
 خود ہے دارد بیک قومے ملام
 انجین پر حق راے۔ این قوم را
 عاقبت این را کشت و بدخیال
 چشم پوشیدند از صد چشمہ
 سخت در زیدند کین با انبیا
 آنچه کین شان بپاکان ثابت است
 خربود اندر حماقت بے نظیر
 نے سر تحقیق دارند و ثبوت
 نے دوائے را شناسند از اثر
 نے زکس پر سنازد و کونیا
 نے بدل پر و اے این تقیث با
 بریکے مال عدو صد ہزار
 نے بدل خوف خداے کردگار
 تیرہ جاناں دیدہ باراد وخت
 دیدہ و دانستہ از حق قاصر اند
 از ہر اسے حق تراشیدہ ز جہل
 آن خداے شان محب باشد خدا

دیگران را کذب شد آب بخورے
 آمدہ صدکاذب و حیلست گرے
 آنکہ بودے از خدا دین گسترے
 در کشودے کذب ہر کذب آورے
 بر سر ہر مسلم و متنظرے
 ہست ظالم تر ز ہر ظالم ترے
 مبتلا در پنجہ ہر ہر کرے
 ہچو شیدائے کسے میل دسرے
 حق دیگر این کہ بردے فاخرے
 کرد ایشانرا محب کو رو کرے
 سرنگون گشتند بیک آخورے
 الا مان از کین ہر مشکبرے
 از شیاطین کس ندارد باورے
 یک ایشانرا بہر موصد خورے
 نے زنت از صدق پابر ہرے
 نے درختے را شناسند از برے
 نے بصرف فکر خود متفکرے
 کز ہمہ دین پاکدا میں بہترے
 فلانغ از فرق اہل و اکثرے
 نے بخاطر بیم روز محشرے
 سوختہ در کین درمی چون اژدرے
 دل نہادہ در چہان غادرے
 داسما در عنائے خود منبرے
 کو تغافل داشت از ہر کشورے

بہر الہام آمدش داسم پسند
 انجین رائے کجا باشد درست
 کے گمان بد کند بر نیکو ان
 ماہ را گفتن کہ چیزے نیست این
 کورگر گوید کجا ہست اقتاب
 درخورتا بان کن شک و گمان
 گر خدا خواہی چرا کچے روی
 چون نمے ترسی ز روز باز پرس
 افتراے شان چپان گشت یقین
 نورشان یک عالمے را در گرفت
 لعل تابان را اگر گوئی کشف
 طعنہ بر پاکان نہ بر پاکان بود
 بغض با مردان حق تا مردی ست
 دانکہ در کین و کراہت سوخت
 صدمہ رتبہ بر چشم اہل کین
 بر سر کین و تصدب خاک باد
 جز بہ پابندی حق بند دگر
 ماہمہ پیغمبران را چا کریم
 ہر رسولے کو طریق حق نمود
 اسے خداوند ہمہ نیکو انبیا
 سرفت ہمہ وہ چونچیدی دلم
 اسے خداوند ہمہ نام مصطفی
 دست من گیر از رہ لطف و کرم
 تیکہ بر زور تو وارم گرچہ من

یک زبان یک خطہ کوتہ ترے
 کے خرد گرد و لبویش رہبرے
 آنکہ باشد نیک و نیکو محضرے
 ہست دشنامے نہ زین افزون ترے
 میشود در کوری اش رسوا ترے
 تا لامت را نہ گردی در خورے
 چون نمے ترسی ز قہر قاہرے
 چون نہ ترسی از حضور داورے
 یا خدایت و انمودہ دفترے
 تو ہنوز اس کو در رشور و شرے
 زین چہ کا بد قدر و دش جوہرے
 خود کھنی ثابت کہ ہستی فاجرے
 آن بشر باشد کہ باشد بے شرے
 نفس و دن را ہست صید لاغرے
 چشم نابینا و کور و غورے
 ہم بفرق کین و دران خاکسترے
 در نہ گیر دبا خداے اکبرے
 ہچو خاکے اوقتاہ بردرے
 جان ما قربان بران حق پردرے
 کش فرستادی بفضل وافرے
 مے بدہ زان سان کہ دادی مسافرے
 کش شدے دہر مقامے ناصرے
 در ہمہ باشش یا رویا درے
 ہچو خاک ہم بلکہ زان ہم کمترے

خلق خدا کی سچی ہمدردی اور مخلصانہ خواہی میں

براہین احمدیہ صفحہ ۸۵

میں نے گروہ بیان آن دروازہ تقریر کو تاہم
کہ میں نے از دل خبر دارم نہ از جان خودا گاہم
ازین در لذت کم کرددے خیرزد دل آہم
ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسم ہمین راہم
کہ ہمدردی بردا تجاہد بجز و زور و اگر آہم
گرش صد جان بہ پاریم ہنوزش عذری خواہم
خدا بر دے فردا آرد دعا ہائے سحر گاہم

بدل در دے کہ دارم از برائے طالبان حق
دل و جانم چنان مستغرق اندر فکر و شانست
بدین شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
مراد مقصود و مطلوب تمنائے دست خلق است
نہ من از خود ہم در کوچہ پند و نصیحت پا
غم خلق خدا صرف از زبان غمخوار چہ کار لین
چو شام پر غبار و تیرہ حال عاے بینم

براہین احمدیہ صفحہ ۸۶

یاعلم اللہ کہ بجز نیست غبار سے مارا
جلوہ حسن کشد جانب یار سے مارا

خاکسایم و سخن از رہ غربت گوئیم
مانہ بہیودہ پئے این سر و کار سے برویم

طالبان حق کو انصاف کی طرف توجہ دلانے اور عدم توجہ اور بڑا انصافی
کی سبب عاقبت سے ڈرانے اور اس بات کی اظہار میں کہ حضرت کریم حکیم مسیح
موعود نے دنیا کی مذاہب مشہورہ متعارفہ میں ایک نئے دروازہ غور و فکر
گرنے اور منصفانہ تدبیر کے بعد آخر اسلام کو سچا دین اور اللہ تعالیٰ
کی رضامندی کا راہ نہا پایا

براہین احمدیہ صفحہ ۹۲

بخوان از سر غرض و مکر این کتاب
بدانی کہ تا جنت این ست راہ
کہ انصاف مفتاح دانشدایت
دل روشن و دیدہ ددربین

بیا اے طلبگار صدق و صواب
گرت بر کتابم فتدیک نگاہ
مگر شرط انصاف و حق پروریت
دو چیز ست چو جان دنیا و دین

کے کو خرمہ دارد و نیسزداد
 نہ پیر از آنچه پاکست و راست
 چو بیند رخ را زرق پوری
 الاے کہ خواہی نجات از خدا
 غرق گرد و حق را بخاطر نشان
 مشو عاشق زشت و زینہار
 زمین از زراعت تہی داشت
 اگر گرد دست دیدہ عقل باز
 طلبگار گردی بصدق دلی
 بگیری دے استراحت از ان
 اجل بر سرستہستی ات چون جباب
 بآباد اجداد پیشین شگر
 بیاد ات نماند سن انجام شان
 نمودت با اجل چیست از کمر بند
 چونانکہ نہنگ اجل در کشد
 بدنیاتے دون دل بند ایچوان
 بہ دنیا کسے ہاودانہ نمائد
 بست خود از حالت دردناک
 چو خود دفن کردیم خلقے کشیر
 ز خاطر چو پایاد شان انگنیم
 بترس اسے معاند ز قہر خدا
 ہناگردن ترس پروردگار
 ازان بے ہر اسان نشانی نمائد
 ہمہ زیر کی در ہر سیدن ست

نخواہد مگر باہ صدق و سداد
 تہا بدخ از آنچه حق و سجا ست
 دگر در سخن کم کند داور ہی
 بقصر نجات از در حق در آ
 منہ دل بہ باطل ہو کہ غلطہ ان
 و گر نبوب گم گردد از رد نگار
 بہ از تخم خار خشک کاشت
 بجوئی رہ حق ز بخت و نیاز
 بخواب اندر اندیشہ ہم نعلی
 مگر چون ز حق باز یابی نشان
 تو زین سان سر از نہادہ بنواب
 کہ ہون در گذشتند زین رہند
 فراموش کردی در اندک زمان
 چہ دیوار داری کشیدہ بلند
 چرا آدمی این چنین سر کشد
 تماشاے آن بگندہ تا گہان
 بہ یک رنگ وضع زمانہ نشاند
 سپردیم بسیار کس را بجاک
 پرا یاد تاریم روز اخیر
 نہ ما آہنیں جسم و روئیں قییم
 کہ سخت ست قہر خداوند ما
 بسا شہر و بیان شدند و دیار
 نشانے چہ یک استخوانے نمائد
 دگر نہ بلا بر بلا دیدن ست

بہ ناپاکی و خبیث ہا زلیستن
 بیا و بنہ سوے انصاف گام
 یقین دان کہ تو لم زحق پر در سیت
 بہر مذہبے نور کردم بسے
 بخواندم زہر ملتے و فترے
 ہم از کوکی سوے این تا ختم
 جوانی ہمہ اندرین با ختم
 ماندم درین غم زمان دراز
 نگہ کردم از روی صدق و سداد
 پوا سلام دینے قوی و متین
 پیمان دارو این دین صفائش پیش
 نماید از ان گو نہ راہ صفا
 ہمہ حکمت آموزد و عقل و داد
 ندارد دگر مثل خود در بلاد
 اصولش کہ ہست آن ماریجات
 اصول دگر کیش ہا ہم عیان
 اگر نامہا خبر داشتے
 محمد مہین نقش نور خداست
 ہی بود از راستی ہر دیار
 خدایش فرستاد و حق گسترید
 نہایت از بلغ قدس و کمال

بہ از این چنین زلیست ناز یقین
 زکین تو بہ کردن چرا شد لہر ہم
 خلاف گزاف ست و زور سریت
 شنیدم بدل حجت ہر کسے
 بدیدم زہر قوم دان نورے
 درین شغل خود را بیندا ختم
 دل از غیر این کار پردا ختم
 محقق ز فکر کشش شبانے دراز
 بہ ترس خدا و عبدل و بہ داد
 ندیدم کہ بر منبش آن سرین
 کہ عاسد بہ بیند در روئے خویش
 کہ گرد و لصدتش خسرو رہما
 رہاند زہر نوع جہل و فساد
 خلافتش طریقے کہ مثلش مباد
 چو خورشید تابد لصدق و ثبات
 نہ چیزے کہ پوشیدنش مے توان
 بجان جنس اسلام مجدا شتے
 کہ ہرگز چنوںے بجیتی نخواست
 بکردار آن شب کہ تاریک و تاریک
 زمین را بدان مقدم جان و مید
 ہمہ آل انجھو گل ہا سے آل

اس بات کے اظہار میں کہ مقابلہ و مخالفت سے حقیقی صداقت کو
 اور ہی قوت و مدد ملی ہو اور اضا دکا مقابلہ استمراری عادیۃ السد ہے

براین احمدیہ صفحہ ۹۸

کس چہ دانستے جمال شاہ گلفام را
کے شدے جو ہر عیان شمشیر خون آشام را
در جہالت ہاست عنزو و قمر عقل تام را
عذرا معقول ثابت ہے کند التزام را

گرنہ بودے در مقابل روی مکروہ و سیر
گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی
حجت صادق ز نقص و قبح روشن تر بود

اسیمن دکھلایا ہر کہ صادقون اور ماموران بجانب الدکو کن کن بگوین
حضرت عمر ز حکیم حل شانہ سی تائید اور نصرت پہنچتی ہر اور کسطح ان کے
دشمن ہلاک ہوتے رہے ہیں

براین احمدیہ صفحہ ۱۱۲

جب آتی ہو تو ہر عالم کو اک عالم دکھاتی ہو
وہ ہو جاتی ہو اک ادھر مخالف کو جلاتی ہو
کبھی ہو کر وہ پانی اپنے اک طوفان لاتی ہو
بھلا خالق کسے آگ خلق کی کچھ پیش جاتی ہو

خدا کے پاک لوگو کو خدا سے نصرت آتی ہو
وہ بنتی ہو اور ہر خس روہ کو اڑاتی ہو
کبھی وہ خاک ہو کر دشمن کو سر پہ پڑتی ہو
غرض کہتے نہیں ہرگز خدا کو کام بندو نہی

دنیا کی پوز و خمود کی ناپائیداری کا موثر طریق سے نقشہ کہینچ کر انسانی مآلوفات
و محبوبات کو راہ حق میں ٹھوکر کا پتہ ثابت کیا ہو اور عاشقان و شیدائیان حضرت
حق سبحانہ و تعالیٰ کو دل بھانیوں و اوصاف کو بیان کر کے مخالفان حق کو بھانچو
اور دعوت اور خلاف حق سے ڈرایا ہو اور آخر میں اسلام و قرآن کی طرف دعوت
کرتے ہوئے دین اسلام اور قرآن سے اپنی فوق العادۃ دل چسپی اور
حجت کا ثبوت دیا ہے

براین احمدیہ صفحہ ۱۳

عیش دنیا مئے دون دچھندست
 این سراخو زوال د موت و فناست
 یک دھرو بسوئے گورستان
 کہ مال حیات دنیا چھیت
 ترک کن کین دکبر و ناز و دلال
 چون ازین کار گہ بہ بندی بار
 اسے زوین بے خبر بجز غم دین
 ہاں تغافل کن ازین غم خویش
 دل ازین درد و غم بھگار بجن
 ہست کارت ہمہ بآن یکذات
 بخت گرد و چو زو بگرد سی باز
 چون تیری زاین چنن یا رے
 این جہان ست مثل مردارے
 خنک آن مرد کو ازین مردار
 چشم بندد ز غیر و داد دہد
 این ہمہ جوش حرص و آزد ہوا
 چشم دل اندکے چو گرد باز
 اسو رسن ہائے آزر کردہ دراز
 دولت عمر د بدم بزوال
 خویش و قوم و قبیلہ پر ز وفا
 این ہمہ را بخت آہنگ
 خاک بر رشتہ کہ پیوندت
 ہست آخر بآن خدا کارت

آخر شش کار با خداوندست
 ہر کہ بخت اندرین برخواست
 و ز غموشان آن پیرن نشان
 ہر کہ پیدا شد ست تا کے زیست
 تانہ کارت کشد بسوئے ضلال
 ہا زنائی درین بلا دو دیار
 کہ نجات معلق ست بدین
 کہ ترا کار مشکل ست پیش
 دل چہ جان نیز ہم نثار بجن
 چون صبوری کنی از دہیہات
 دولت آید ز آمدن بہ نیاز
 چون بدین ابلی کئی کارے
 چون گئے ہر طرف طلبگارے
 روئے آرد بسوئے آن دادار
 در سر یار سر ببا دوہد
 ہست تا ہست مرد ناہینا
 سر و گرد و بر آدمی ہمہ آزد
 زین ہو س با پرا نیبائی باز
 تو پریشان بفر د دولت و مالی
 تو بریدہ براسے شان زفا
 کہ بصلحت کشند و گاہ بجنک
 بگسلاند ز یار دل بندت
 نہ تو یار کے نہ کس یارت

قدم خود بنه بخت اتم
 تا خدات محب خود سازد
 یاده نوشی ز عشق و زان باده
 نیست این جاست که مقام مدام
 مهر آن زنده نورست افزاید
 لقمه و معده و سر و ستار
 حق باری شناس دشمن بدار
 رد از داز چه رو بگردانی
 ترس باید ز قادرے اکبر
 فاسقان در سیاه کاری اند
 اے خنک دیده که گریانش
 اے مبارک کیکه طالب است
 هر که گیر دره خدا سے یگان
 لا جرم طالب رضا سے خدا
 شیده اش سے شود خدا گشتن
 در رضا خدا شدن چون خاک
 دل نهادن در آنچه مرضی یار
 تو بحق نیز دیگر سے خواهی
 گرد همت بصیرت و مردی
 در حقیقت بس ست یار یکے
 هر که او عاشق یکے باشد
 کوئے او باشدش ز بتان به
 هر چه دلبر بد کند آن به
 پایه زنجیر پیش دلداری

تا روی از جهان بصدق قدم
 نظر لطف بر تو اندازد
 مست باشی دلب خود انتاده
 هموش کن تا نه بد شود انجام
 مهران مردگان چه کار آید
 سر بر هست بختش دادار
 پیش از ان که جهان به بندی بار
 سگ وفا سے کند توانسانی
 هر که عارف ترست ترسان تر
 عارفان درد عا و زاری اند
 اے هایون دے که بریانش
 قایم از عمر و زید یارخ دوست
 آن خدایش بس ست درد و جهان
 بگلد از همه برائے خدا
 بهر حق هم جهان جدا گشتن
 نیستی و فنا و استهلاک
 صبر زیر مجاری اقدار
 این خیال ست اصل گمراهی
 از همه خلق سوئے حق گردی
 دل یکے جان یکے نگار یکے
 ترک جان پیشش اندکے باشد
 روئے او باشدش ز ریحان به
 دیدن دلبرش ز صد جان به
 به زنجیران و سیر گلزار سے

ہر کہ دارد یکے دلارامے
 شب بہ بستر تپد ز فرقت یار
 تانہ بیند صبور ہی اشش ناید
 در دل عاشقان قسار کجاست
 حسن جانان بگوش خاطر نشان
 ہم چنین ست سیرت عشاق
 جان منور بشمع صدق و لعین
 کام یا بان دزین جہان ناکام
 از خود و نفس خود خلاص شدہ
 در خداوند خویش دل بستہ
 پاک از دخل غیر منزل دل
 دین و دنیا بکار او کردند
 ریزہ ریزہ شدہ انگینہ نشان
 نقش ہستی بشت جلوہ یار
 گر بر آرد شعلہ ہاسے درون
 نے ز سر ہو کش نے ز پا خیرے
 ہر کسے را بخود سرو کارے
 ہر کسے را بعزت خود کار
 تو سر خویش تافتہ از دین
 در عناد و فساد متادہ
 سر کشیدہ بنا زد کبر و ریا
 چون خدات نداد نور درون
 کھڑ گوی عبادت انگاری
 صد حجابت بچشم خویش فرا

جز بوصلش نیابد آرامے
 ہمہ عالم بخواب داد بیدار
 ہر دشمن سیل عشق بر باید
 توبہ کردن ز روئے یار کجاست
 گفت راز کے کہ گفتش نتوان
 صدق و رزان بایزد خلاق
 نور حق تافتہ بلوح جبین
 زیر کان دور تر پریدہ ز دام
 مہبط فیض نور خاص شدہ
 باطن از غیر یار بگستہ
 یار کردہ بجان و دل منزل
 بردر شاد افتادہ چون گروند
 بوسے دلبر دم ز سینہ نشان
 سر زد آخر بجیب دل دلار
 دو دخیس ز دز تر بت محنون
 در سر دستان بخاک سرے
 کار دل دادگان بد لدارے
 فکر ایشان ہمہ بعزت یار
 حاصل روزگار تو ہمہ از کین
 داد و دانش ز دست خود دادہ
 وز بدترین نہادہ بیرون پا
 عقل و ہوش تو گشت جگرگون
 فسق و رزی ثواب پنداری
 باز گوی کہ آفتاب کجاست

پردہ بردار تا بہ بینی پیش
 تافتی سر ز منعم و منان
 دل نہاد ن درین سراپہ دون
 ترک کوئے حق از وفادورست
 دانی دواز سر کشی از دوسے
 ہر چہ غیر خدا بنما طرست
 پیر حذر باش نین بتان نہان
 چسیت قدر کے کہ شکرش کار
 صدق مے ورز و صدق پیشہ بگر
 دیدہ تو بصدق بکشاید
 صادق آن ست کو بقلب سلیم
 دین پاک ست ملت اسلام
 دین کہ دین از برای آن باشد
 دین صفت ہست خاصہ فرقان
 براہین روشن و تابان
 من گرام و ز سیم داشتے
 اللہ چہ پاک دین ہست این
 آفتاب رہ صواب ست این
 سے پر آر دز جہل و تاریکی
 مے نماید لطا لبان رہ راست
 گر ترا ہست بیم آن داوار
 چون بو دبر تو رحمت آن پاک

جان ماسوختی بکوری خویش
 این بود شکر نعمت ای نادان
 عاقبت مے کند ز دین بیرون
 دل بغیر سے مدہ کہ غیورست
 این چہ بر خودستم کنی ہی ہر
 آن بت تست ای ایمان ست
 دامن دل زدست شان برہان
 چون زن زانیہ ہزارش یار
 جانب صدق را ہمیشہ بگر
 یار رفت بصدق بازاید
 گیر دآن دین کہ ہست پاک قدیم
 از خدا سے کہ ہست علمش تام
 کہ دباطل بحق کشان باشد
 ہر اصولش منطبق از برہان
 مے نماید رہ خدا سے یگان
 آن براہین ہند نگاشتے
 رحمت رب عالمین ست این
 سجدا بہ ز آفتاب ست این
 سوئے انوار قسرب و نزدیکی
 راستی موجب رضا و خداست
 بہ پذیر و ز خلق بیم مار
 دیگر از لعن و طعن خلق چہ پاک

لعنت خلق سہل و آسان ست
 لعنت آن ست کوزر جان ست

راستی کے مخالفوں کو سزائیں کرنے اور ضد و تعصب کو ختم کرنا اور نیکو فرائض میں

براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۸

خواہی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع ہی لاؤ گے یا نہیں
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں
کچھ ہوش کر کے غور سناؤ گے یا نہیں
پھر ہی یہ منہ بھانکو دکھاؤ گے یا نہیں

یا رو خودی سے باز ہی آؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوٹے
کیونکو کرو گے رجوع بحق ہی ایک بات
سچ سچ کہو اگر نہ بناتم سے کچھ جواب

قرآن کریم کی مدح میں اور اس امر کے اظہار میں کہ یقین اور صرف یقین ہی
سے نجات ملتی ہے اور یہ راہ قرآن ہی فیطیاری ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۱

تا برتت از گمان سوئے یقین
تا کشندت سوئے رب العالمین
تا ہندت روشنی دیدہ با
تا رسی در حضرت قدس و جلال
کان نماید قدرت تمام خدا
جان اور سوئے یقین ہرگز نذیر
باز میانی همان کول و غوسی
کاش سیت تخم حق را کاشتن
از گمان ہا کے شود کار یقین
از یقین نے از گمان ہا بودہ است
این ندانی گشت جز از دوی یار نیست
مسد خبر از کو چہ عرفان دہم
کان نہ بیند کس بصد عالم ہے

ہست فرقان آفتاب علم و دین
ہست فرقان انھد اجل الملتین
ہست فرقان روز روشن انھد
حق فرستادین کلام بے مثال
داروے شکست الہام خدا
ہر کہ روئے خود ز فرقان در کشید
جان خود را سے کنی در خود روی
کاش شہادت میل عرفان داشتے
خود نگہ کن از سر انصاف و دین
ہر کہ را سولیش دوسے بکشودہ است
قدر فرقان تروت ای فدا نیست
دوی فرقان مردگان را جان دہم
از یقین ہا سے شاید عالمے

الہام کی ضرورت میں اور اس بیان میں کہ محض عقل کی مدد سے بلا انضمام الہام
معرفت الہی حاصل نہیں ہو سکتی

براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۶

اے درانگار ماندہ از الہام از خدایو بخویش آوردی تا نہ کس سر ز خویش تن تا بد تا نہ بر فرق نفس پا بزنی ہر کہ شد تابع کلام خدا از خود و نفس خود خلاص شدہ بر تر از رنگ این جہان گشتہ ما اسیران نفس امارہ تا میان بست وحی حق بر شاد نہ شود از تو کار رتانی تو د علم تو ما د علم خدا آن یکے را لگا خویش بہر آن یکے ہنشین بمہر روئے آن یکے کام یافتہ بہ تمام عارت آید ز عالم اسرار ہمہ کار تو ناتمام افتاد	کر عقل تو عقل را بد نام این چہ آئین و کیش آوردی راز توحید را چہ سان یابد کے یہ پاک و پلید فرق کنی رست از اتبع حرص و ہوا مہبط فیض نور خاص شدہ آنچہ ناید بو ہم آن گشتہ بے خدائیم سخت ناکارہ اے بسا عقدا ئے ما کہ کشاد آسیائے تہی چہ گردانی فرق بین از کجاست تا بکجا دیگرے چشم انتظار بہر دیگرے ہرزہ گرد در کوے دیگرے موختہ بھوت کام خود ز خود دم زنی رہے پندار وہ چہ کارت بعقل خام افتاد
---	---

الہام کی ضرورت کو اثبات میں اور اس امر کے بیان میں کہ الہام کے حصول
کے کوئی ذریعہ نہیں اور یہ کہ ساری صداقتوں کا اصلی سرچشمہ اور الخدائیں
علیہم السلام کا پاک و حق وہی اور یہ کہ بلکہ ہمہ اودان فلسفی اور انکشافی فکر کا غلط
استعمال کریں اور الہام حق ہے ہر قدر دور جا پڑی ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان عجز

اور انکار اور تدبیل اور اسکے خصوین کالمیت گریانی سے حاصل ہوتی ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۳

این چنین افتاد قانون خدا
کے چنین چشمے خداوند آفرید
پس چرا بردیگران سر میزنی
چون رواداری کہ نبود رہنما
تا رہ پشت تو از بار شدید
اسے محب تو عاقل و این افتقاد
پس چرا پوشی یکے وقت نظر
قدرت گفتا چون ماندی نہان
پس چرا این وصف ماندی مستر
چارہ ساز قفلش پیغام دوست
این چہ عقل و حکمت است ای خود نما
عاشقان را چون پیغمبر سے زیاد
چون نہ بنشیدے دوا و آن الم
چون نہ کردے از سر خطاب
گر چہ پیش دیدما باشد نگار
کے توان کردن صوری از خطا
در طریق عاشقی افتاده است
بے نظر و رکے بود خوش منظرے
در طریق عشق خود بینی بدست
نیست ممکن جز بہ وحی ایزدی
آن زوحی آسمانی یافت ست
در دازا لہام شد آتش فشان

عاجت نور سے بود ہر چشم را
چشم بینا بے خورتا بان کہ دید
چون تو خود قانون قدرت بشکستی
آنکہ در ہر کار شد حاجت روا
آنکہ اسپ و گاؤں خورا آنسرید
چون ترا حیران گذارد در معاد
چون دو چشمت دادہ اندامی بخیر
آنکہ زد ہر قدر تے گشتہ عیان
آنکہ شد ہر وصف پاکش جلوہ گر
ہر کہ او فاضل بود از یاد دوست
تو محب داری ز پیغام خدا
لطف او چون خاکیان با عشق داد
عشق چون بخشید از لطف اتم
خود چو کرد از عشق خود دلہا کباب
دل نیار آمد بجز گفتار یار
پس چو خود دلبر بود اندر حجاب
لیک آن داند کہ او دل دادہ است
حسن را با عاشقان باشد سرے
عاشق آن باشد کہ او کم از خود ست
لیکن استیصال این کبر و خودی
ہر کہ ذوق یار جانی یافت ست
عشق از لہام آمد در جہان

شوق و انس و الفت و مہر و وفا
 ہر کہ حق را یافت از الہام یافت
 تو نہ اہل محبت زین سبب
 عشق سے خواہد کلام یا را
 این گوگرد گہشش دوریم ما
 دانند آن مردے کہ روشن جان بود
 دل نئے گیر و تسلی جر خدا
 دل ندارد صبر از قول نگار
 آنکہ انسان را چنین فطرت بداد
 کار حق کے از بشر گرد و داد
 ما ہمہ جہلیم داود انا مائے راز
 یا خدا ہم دعویٰ فرزا مگی
 یافتن رواد از خورتا بان کہ من
 علیے را کور کرد دست این خیال
 تاز بر فطنت کمن گر فطنتے ست
 عقل کان پاکبر سے دارند خلق
 کبر شہر عقل را دیران کنند
 آنچه افزاید غرور و مسجی
 خود روی در شرک اندازد ترا
 ہست مشرک از سعادت دور تر
 از خدا باشد خدا را یافتن
 تانیائی پیش حق چون طفل خورد
 شرط فیض حق بود عجز و نیاز
 حق نیاز سے جوید آنجا از نیست

جملہ از الہام سے دارد دنیا
 ہر رخے کو یافت از الہام یافت
 از کلام یا رے داری محجب
 رد بہ پرس از عاشق این اسرار
 ربط او با مشت خاک با کجا
 کین طلب و فطرت انسان بود
 این چنین افتاد فطرت را ابتدا
 کاشتند این تخم از آغاز کار
 چون کمال فطرتش داد سے بباد
 کے شود از کر کے کار خدا
 ما ہمہ کوریم واد را دیدہ باز
 سخت جہلست و رگ دیوانگی
 خود ہر ارم روشنی از خویشستن
 سرنگون انگند در پناہ ضلال
 در رہ تو این خرد مندی بتے ست
 ہست حقی و عقل پندارند خلق
 عاقلان را گمراہ و نادان کنند
 چون رسانند اخلاصیت ای غوی
 تو یہ کن از خود روی اسے خود نما
 و ز فیوض سرمدی ہجور تر
 نے بہ مکرو حیلہ و تدبیر و فن
 ہست حجام تو سرا سر پر زرد
 کس ندیدہ آب بر جالے فراز
 از پر خود تا در شش پر و از نیست

عاجزان را پرورد ذات اجل
 چون نیائی زیر تاب آفتاب
 آب شور اندر گفت هست ای عزیز
 آب جان بخشی ز جانان آیدت
 هست آن آب بقا بس ناپدید
 آن خیالاتی که بینی از خرد
 لیک چشم دیدنت چون باز نیست
 سرکشی از حق که من دانادلم
 لغزشش تو حاجت پیداکند
 عقل تو گوی مجھ صلا ز بردن
 منتہای عقل تعلیم خداست
 ہر کہ ملے یافت از تعلیم یافت
 با زبان حال گوید روزگار
 طبع زاد ناقصان ہم ناقصست
 حق منترہ از خطا تو پر خطا
 عقل تو مغلوب مدح من ہواست
 از کس و نا کس پیاموزی فنون
 از تکبر راہ حق بگذاشتی
 ای ستگر این ہمان مولا ہواست
 ابرو باران و مہر و مہر آفرید
 تا بفضل او غذائے خود خوریم
 آنکہ بر تن کرد این لطف اتم
 وحی فرقان ست جذب ایندی
 هست قرآن دفع شرک نہان

سرکشان محروم و مردود ازل
 کے فتنہ بر تو شعاعے در حجاب
 نازہا کم کن اگر داری تیسر
 و مطلب میکن اگر جان بایست
 کس بجز مصلح حق را ہش ندید
 پر تو آن ہم ز وحی حق رسد
 زین دل تو محروم این را نیست
 حاجت و وحیش ندارم عاقلم
 در دے عقل ترا رسوا کند
 و اندر دلش چیست چیک لاشی زبون
 ہر صداقت را ظهور از انبیاست
 تافت آن ردی کرد و وحی تانت
 اسے قصیر العمر گیر آموزگار
 گر ترا گشتے بود حیف نیست
 داویر ہا کم کن و برق بیسا
 حکیمہ بر مغلوب کا راشتیاست
 عار داری زان حکیم بچگون
 این چه کردی این چہ تھے کاشتی
 کز عطیاتش ہمہ ارض و سماست
 کرد تابستان و سرمایہ پدید
 زندہ مانیم و تن خود پروریم
 کے کند محروم جان را از کرم
 تا بر ندست از خودی در بخودی
 تا مرا در ہم از ویابی نشان

تارہی از کبر و خود بینی و ناز
 دور ستوا ز کبر تارحم آیدش
 زندگی در مردن و عجز و کجاست
 هست جام نیستی آپ بیات
 عاقل آن باشد کہ جوید یار را
 ابلی بہتر از ان مقل و خرد
 طالب حق باش و بیرون از خود
 من ندانم این چہ ایمانست دین
 تو کجا و ان قادر مطلق کجا
 یک دمے گر شرح فیضش کم شود
 بست ہستی لاف استعلا مزین
 عابد آن باشد کہ پیش فانیست
 خویشتن را نیک اندیشیدہ
 این چنین بالا و بالا چون پری
 کلخ دنیا را چہ دیدستی بنا
 دل چرا عاقل یہ بند داند رین
 از پئے دنیا بریدن از خدا
 چون شود بختایش حق بر کسے
 ہوش کن کین جا نگہ جائے فناست
 زہر قاتل گر بدست خود و خوری
 آن گروہے بین کہ از خود فانی اند
 فارغ افتادہ ز نام و مزاج
 دود تر از خود بہ یار آیمختہ
 دیدن شان مے دہیاد از خدا

تاشوی ممنون فضل کار ساز
 ہنگی کن بندگی مے بایش
 ہر کہ افتاد دست او آخر نجاست
 ہر کہ نوشید دست او دست از ممت
 و ز تذلل با بر آرد کار را
 کت بچاہ کبر و خوت افگند
 خود روی ہا ترک کن بہر خدا
 دم زدن در جنب رب العالمین
 تو بہ کن این ابلی ہا کم منا
 این ہمہ غفلت و جہان برہم شود
 دز کلیم خویش بیرون پا مزن
 عارف آن کو گویدش لا ثانی است
 اسے ہدایک اللہ چہ بد فہمیدہ
 یا مگر زان ذات یحیون منکری
 کت خوش افتاد ستلین فانی سرا
 ناگہان باید شدن بیرون ازین
 بس ہمین باشد نشان اشقیاء
 دل نمے ماند بدنیایش بے
 با خدا مے باش چون آخر خداست
 من چہ سان دانم کہ تو دانشوری
 جان فشان بر کفہ زبانی اند
 دل ز کت و ز فرق افتادہ کلاہ
 آب روا ز بہر روئے ریختہ
 صدق و رزان در جناب کمر یا

تو ز استکبار سر بر آسمان
 تا نہ گرد عجز در نفست عیان
 تا نمیرد دانہ اندر زمین
 نیست شو تا بر تو فیضانے رسد
 تا تو زار و عاجز و مضطرب نہ
 چیست ایمان و حدہ پنداشت
 چون ز آموزش خرد را یافتی
 اندرون خویش را روشن بدان
 کورست این دیدہ کش این نورست
 صالحین و صادقین و اتقیا
 آن کجا عقلے کہ از خود داندش
 عقل بے و عیش تجو داری براہ
 پیش چشمست گردش این بت مینا
 لیک از بد قسمتی چشمست نہاند
 عقل در اسرار حق بس نارساست
 گر خرد پاکیزہ رائے آورد
 تو بہ عقل خویش در کبر شدید
 در قیاسات ہنی جہانت اسیر
 نیک دل بانیکوان دارد سرے
 ہست بر اسرار اسرار دگر
 این چراغ مرده از زور ہوا
 دمی یزدانی زندہ آگہ کند
 مافتادہ بے ہنر در جسم و جان
 پیست دین خود را فنا کاشتن

پا زندہ بیرون ز راہ بندگان
 نور حقانی چسان تا بدبران
 کے زیک صد میشود تو خود بین
 جان بیفشان تا دگر جانے رسد
 لائق فیضان آن رہبر نہ
 کار حق را با خدا بگذاشتن
 پس ز تعلیمش جہرا سر تافتے
 آنچہ سے تا بد بتا بد ز آسمان
 کورست آن سینہ کر شک و در نیست
 جملہ رہ دیدن از وحی خدا
 فہم آن شخصے کہ ادقہ ہاندش
 بت پرستی ہا کئی شام و بگاہ
 از سر شک تو شدی جو روان
 بت پرستی آخرت چون بت نشاند
 آنچہ گہہ گہہ میرسد ہم انتہاست
 آن نہ از خود ہم دجائے آورد
 مافدے آنکھ او عقل آفرید
 جان ما قربان علم آن بصیر
 بر گہر تفسے زندہ گوہرے
 تا کجا آزد خرف فکر و نظر
 چون رو باریک بنماید ترا
 تا بمنزل نور را ہمہ کند
 حق باشد دم زنی یا آن بجان
 دز سر ہستی قدم برداشتن

چون بیتی باد و صد درد و نیر با خبر دل سپد بر بے خبر ہم چنین قانون قدرت اوست چون ازین قانون شود رحمان بر آنکہ او ہر بار ما برداشت ست چون ز ما غافل شود در امر دین دل منہ در خاکدان بے وفا بارہا شد بر تو ثابت کاین عقل بارہا دیدی بعقل خود فساد باز نخوت میکنی بر عقل خویش نفس خود را پاک کن از ہر فضول لیک ترک نفس کے آسان بود این چنین دل کم بود در سینہ در حقیقت مردم معنی کم اند ہوش کن ای در چہ افتادہ غیر محدود دے بہ محدودے بچو آئینہ بایست با عجز و نیاز وہ چہ خوبست این اصول ہر وی زیر کی ضد شکست ست و نیاز زانکہ طفل خورد را در نہار	کس ہے خیر کہ گردد دست گیر رحم بر کورے کند اہل بصر مرضیقان را قوی آرد بیداد رحم یزدان از ہمہ باید فزون ایسج رحمت را فرو نگذاشت ست شرمت آید از چنین انکار و کین یاد کن آخر وفا ہائے خدا مثلا ہستند در سہو و ذہول بارہا زین عقل ماندی بے مراد وز دلیری میروی نا دیدہ پیش ترک خود کن تا کند رحمت تزل مردن و از خود شدن بکسان بود کان بود پاک از غرور و کینہ گو ہمہ از بودی صورت مردم اند عقل و دین از دست خود در دادہ کار نور محض از دو دے بچو تو بچو با کبر و خود بینی و ناز یادگار مولوی در مشنوی زیر کی بگذار و با کولی بساز دست و پا باشد نہادہ در کنار
--	--

مقام کریم کی روح میں عاشقانہ ترانہ اور اس امر کے بیان میں کہ قول خداوندی
اور قول بشر میں فرق ہیں ہونا ضروری ہے اور اسلئے قرآن کریم لاریب قول
خداوندی ہے

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
 نظیر اسکی نہیں جیتی نظریں غور کر دیکھا
 بہار جادو دان پیدا ہو اسکی ہر عبارتیں
 کلام پاک یزدان کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
 خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
 ملائک جکی حضرت میں کرین اقرار لاعلمی
 بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیونکر بشیر ہرگز
 ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبر یا چکا
 خدا سے غیر کو ہوتا بنا سخت کھران ہو
 اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا
 یہ کیسے بڑ گنہ دل پر تمہارے جہل کے پردے
 ہمیں کچھ کہیں نہیں بھائی نصیحت کا غریبانہ

قمر ہے چاند اور نگاہا چاند قرآن ہے
 بہلا کیونکر نہ ہو بیکتا کلام پاک رحمان ہے
 نہ وہ خوبی چمن میں نہ اس سا کوئی بہتان
 اگر لو لو سے عمان ہو وگر لعل بدیشان ہے
 وہاں قدرت یہاں در ماندگی فرق نمایان
 سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدس انسان
 تو پہر کیونکر بنا نا نور حق کا اسپہ آسان
 زبان کو تہام لواب ہی اگر کچھ بوی ایمان
 خدا سے کچھ ڈر دیا رویہ کیسا کذب بہتان
 تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شکر پہلوان
 خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزدان ہے
 کوئی جو پاک دل ہو ورنہ جان اسپہ قرآن ہے

اسبات کے اثبات میں کہ قرآن کریم کامل کتاب الہی اور تمام متفرقہ صدقہ و کتاب
 یکجائی مجموعہ و اور خدا کی عزوجل کے وجود مقدس کا بین نشان اور ثبوت حق
 اسی کتاب نے دیا ہے اور اس کتاب مجید کے فیضان سے انکار کرنا والا کافر
 ہے اور پھر تحدیث بالہمت کی طوطی پر اپنی مبارک وجود کو فیضانِ حدی کا ہیضہ
 منزل بیان فرمایا ہے

برہان احمدیہ صفحہ ۲۰۷

کس خوشن را بہ ترک حیا
 کچھ شرم آید ز گھمان خدا
 برد ہر چہ بند سی بود ابلی
 بداند مردم کہ بد گوہری
 غبار و جہمت شود آشکار

الا اے کھربستہ بر افترا
 بخاصان حق کینہات تا کجا
 چو چیزے بود روشن اندر ہی
 چو بر نیک گوہر گمان بد بری
 چو کوئی در پاک را پر غبار

سخن مانے پر غیث و ہیغز و خام
 ندائید گفتن سخن جز دروغ
 نیاید یاد از حق بے چگون
 بہ دنیا کسے دل بہ بند و پیرا
 سرانجام این خانه رنجست و درد
 بدین گل میالاسد دل چون خسے
 زمان مکافات آید فراز
 فریبے مخور از زربسیم و مال
 نہ آورده ایم و نہ با خود بریم
 الا تاتانی سر از روی دوست
 خدائے کہ جان بر رہ او خدا
 ابو القاسم آن آفتاب بہان
 بشر کے بدلے از ملک نیکیتر
 نیاید ترا شرم از کردگار
 پس انگہ نشوی منکر آن رسول
 ز بہبود غفلت رہیدہ نہ
 نیاید ز تو کار رب العباد
 مان ناقص و ابکیش چون جماد
 تو خود ناقصی و دنی القصات
 خیالات بیہودہ کردت تباہ
 خیالت شبے ہست تاریک تار
 نہ دل را چو زمان بشب شاد کن
 اگر در ہوا ہم چو مرغان پری
 و گرزاتشانی سلامت بر کن

بود بر غیبتشان نشانی تمام
 بر حق نثار در دوش فروغ
 پسنداد دست دنیا و دنیا
 کہ ناگاہ بایشدن زمین سرا
 بہ پیش نیاسند مردان مرد
 کہ عہد بقایش نماند بے
 تو بر عیش دنیا بدین سان مناز
 کہ ہر مال را آخر آید زوال
 ہی آمیم و ہی بگذریم
 جہانے نیز زدیک خود دوست
 نیابی رہش جز پے مصطفی
 کہ روشن شد از دوی زمین زمان
 نہ بودے اگر چون محمد بشر
 کہ اہل خرد باشی و باوقار
 کہ یابد از نور چشم عقول
 ز طور بشر پاکشیدہ نہ
 مکن داد و پیرا چہل مناد
 محال خدا را میفلک زیاد
 منہ تہمت نقص بر پاکذات
 خود از پاسے خود او قنادی بچاہ
 خذوہ بر آن شب زکین صد غبار
 بترس و ز روز سزا یاد کن
 و گر بر سر آب با بگذری
 و گر خاک را ز گنی از نمون

نیارسی که حق را کنی زیر دست
 خدا هر که را کرد مهر منسیر
 دل خود بهرزه مسوزاے دنی
 بسیارست و باد صبا در چین
 ز نسیم گل بائے فصل بهار
 تو اے ابله افتاده اندر خزان
 به قران چرا بر سر کین دوی
 اگر نامدے در جهان این کلام
 جهان بود افتاده تاریک و تار
 به تو حیدر اے از شد عیان
 و گرنه به بین حال آبا ئے خویش
 بود آن فرومایه بد گوهرے
 ز اندازہ خویش بر ترمیر
 یقین دان که این کار بزدانی است
 شد این دین بفضل خدا از جنبه
 در خشد در و لوز چون آفتاب
 به ناپاکی دل مشوبد بگمان
 به شوق دل آویختن را بساز
 گزین کن ز قومت یکے انجن
 بسا هست فضل خدا و ند پاک
 بجوششست فیض احد و دم
 خدا را در لطف با هست باز
 کسے کو بتا بد سر از عدل و داد
 کلام خدا هر دم از عز و جباه

مکن ژاژ خانی چو مجنون دست
 نه کرد و ز دست تو خاک حقیر
 نه کا هد ز مکر تو افسز و دنی
 کند نازها با گل و یاسن
 نسیم صبا مے وزد عطر بار
 همسر برگ افشاندہ چون مغلان
 نه دیدی ز قران مگر شکوئی
 نه ماندے به دنیا ز تو حید نام
 از شد منور رخ بهر دیار
 ترا هم خبر بشد که هست آن یگان
 به اصاف بهر در آن بین کیش
 که از منم خود بتا بد سرے
 پز شکوئی مکن چون ندانی هنر
 نه از دخل و تدبیر انسانی هست
 نه کار فریبست و سالوس بند
 تو کوری نئے بینی اش زین حجاب
 و گر حجتی است بنما عیان
 پس انگه به بین قدرت کار ساز
 که با یک تن از ما کند یک سخن
 ز باطل پرستان ندر ایم پاک
 که تا بند هر طالعے بگسلیم
 نسیم عنایات در اهر از
 کجا دم زند پیش صدق و سواد
 کند و می ناشر مسارش سیاه

کہ طغیانِ نفس بگردن نمکند
دو جوہر بود لازم یک دگر
ماد از سواد عیون رنجستند
خودت داد نان تا نگردی ہلاک
کشود از ترحم دود دست عطا
کہ در علم غور انظیرش نہی
تغوی بر چنین عقل و ادراک رای
بکوشش نیایم گردن بلند
کہ آن خواہش درای مردان بود

چسان را سے شخصے بگرد بلند
دل پاک و جولان فکر و نظر
چو صوف صفا در دل آمیختند
خدا آفریدت ز یکشت خاک
بہر حاجت گرد حاجت روا
چہ پاداشش چو دش جنین میدہی
چہ خود را بہر ابر کنی با خدا
خدا چون کہے را بہ پستی نمکند
بکوشیم دا انجام کار آن بود

قرآن کریم کی عظمت و جلالت کو بیان کرتے اور پرہیزتِ تحدی اور
مبجزانہ و دعوی سے عیسائیوں کو دعوت الی الحق کرتے ہیں۔

براین احمدیہ صفحہ ۲۶۸

نور حق دیکھو راہ حق پاؤ
کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
یوں ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھ تو لوگوں خدا سے شراؤ
اس جہان کو بقا نہیں پیارو
کوئی اس میں رہا نہیں پیارو
ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل
ہائے سو سوائے ہی دلیں ابال
کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب
کیوں خدا یا د سے گٹا یکبار
دل کو تہرہ بنا دیا ہیات

آؤ عیسائیو ادھر آؤ
جس قدر خوبیاں ہیں قرآن میں
سر پہ خالق ہے اسکو یاد کرو
کب تلک جھوٹے کرو گویا
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
عیش دنیا سدا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل
کیوں نہیں شکوہ دین حق کا خیال
کیوں نہیں دیکھتے طریقی صواب
اس قدر کیوں ہو کین داستانِ کبار
نئے حق کو بہلا دیا ہیات

اے عزیز و سونو کہ بے قرآن
جن کو اس نذر کی خبر ہی نہیں
ہے یہ فرقان میں اک عجیب اثر
جس کا ہے نام قسا در اکبر
کوئے دلبر میں کہیں لانا ہے
دل میں ہر وقت نو بہر تا ہے
اُس کے اوصاف کیا کروں بیان
وہ تو چمکا ہے غیر اکبر
وہ ہین و لستان تلک لایا
بحر حکمت ہے وہ کلام تمام
بات جب اس کی یاد آتی ہے
سینہ میں نقش حق جماتی ہے
در و مند و ن کی ہے دوا وہی ایک
ہم نے پایا خوب ہی وہی ایک
اُس کے منکر جو بات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میری پاس آویں
مجھے اُس دستا کا حال سنیں
اُسکے پھوٹی تو خیر کان سہی

حق کو ملت انہیں کبھی انسان
اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں
کہ بناتا ہے عاشق دلبر
اُسکی ہستی سے دی ہو پختہ خبر
پہر تو کیا کیا نشان دکھاتا ہے
سینہ کو خوب صاف کرتا ہو
وہ تو دیتا ہو جان کو اور اک جان
اُس سے انکار ہو سکے کیونکر
اُس کے پانے سے یار کو پایا
عشق حق کا پلا رہا ہے جام
یا دے ساری خلق جماتی ہے
دل سے فیہ خدا اٹھاتی ہے
ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے دیکھا ہو دلبر بادہی ایک
یون ہی اک و اہیات کہتے ہیں
میرے مونہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھے وہ صورت و جمال سنیں
نہ سہی یون ہی امتحان سہی

فرقان حمید کی مدح میں عاشقانہ غزل سرائی کرتے ہیں

براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۷

بر غنچہ ہا سے دلہا پاؤ صبا وزیدہ
دین دلبری و خوبی کس دقمر ندیدہ
دین یوسف کے تن ہا از چاہ بر کشیدہ
قد طال نازک زان ناز کی خمیدہ

از نود پاک قرآن صبح صفا و میدہ
این روشنی و لعلان شمس الضحی ندارد
یوسف بقعر چاہے مجوس ماند تنہا
از مشرق معانی صفا و دقائن آورد

شہد سیت آسمانی از وحی حق چکیدہ
ہر بوم شب پرستی مکنج خود خریدہ
الا کسے کہ باشد بارویش آرمیدہ
وان بیخبر ز عالم کین عالمے ندیدہ
بد قسمت آنکو از دہ سوئی دگر دیدہ
آنرا بشر بد انعم کنہر شر سے رہیدہ
تو نور آن خدائی کین خلق آفریدہ
زیرا کہ زان نغان رس نورت بہار سیدہ

کیفیت علوش دانی چہ شان دارد
آن نیز صداقت چون رو ب عالم آورد
روئے یقین نہ بیند ہرگز کسے بدینا
آنکس کہ عالمش شد مخزن معارف
باران فضل رحمان آمد بمقدم او
میل بدی نباشد الارگے ز شیطان
احوکان دلربائی دامن کہ از کجائی
میل نہ اندبا کس محبوب من تویی بس

دیگر

پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
ناگہان غیب سے یہ چشمہ اسفل نکلا
جو ضروری تھا وہ سب اسین مہیا نکلا
سے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہر جو سوچا تو ہر اک لفظ سیحا نکلا
ایسا چمکا ہے کہ صدیر مہیا نکلا
جنکا اس نور کے ہوتے ہی ل اعمی نکلا
جنکی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

نور فرقان ہے جو سب نور و نسو اچائی نکلا
حق کی توحید کا مہر چھا ہی چلا تھا پودہ
یا الہی ترا فرقان ہے کہ اک عالم ہے
سب جہان چہاں چکر ساری دکانیں چکر
کس سے اس نور کی مکن ہو جہان میں شیبہ
پہلے سمجھے ہو کہ مونی کا عصا ہو فرقان
ہے قصور اپنا ہی اندھو نکلا ورنہ نور
زندگی ایسوی کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تھل تھل بھاگتے ہیں

وحی الہی یعنی قرآن کریم ہی سے تمام صداقتوں کا ظہور ہوا ہے

برائین صفحہ ۳۱۹

چشمیکہ ندید ان صحت پاک چہ دیدہ
وان یارب یاد کہ ز ما بود رسیدہ
حقا کہ ہمہ عمر ز کوری نہ رسیدہ
سو گند توان خورد کہ بولیش نشیدہ

از وحی خدا صبح صداقت بدیدہ
کارخ دل باشد زہان نانہ معطر
آن دیدہ کہ نور و نور نیست ز فرقان
آن دل کہ جز از و گل گذار خداست

صدخور کہ بہ پرامن اولقہ کشیدہ
سر تافتہ از سخت و پیوند بریدہ

با خورد ہم نسبت آن نور کہ بینم
بے دولت و بد بخت کس یکہ از آن نور

اس امر کے بیان میں کہ قرآن کریم نے دنیا کو کیا کیا فیوض و فوائد پہنچا دیے
میں اور اس کے عشاق میں کیسی صفات و خواص پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ پاک
جماعت اپنی کن نشاۃ ثانیہ دنیا میں پہنچاتی جاتی ہیں اور ہم صدی کے سپر
اک عارف القرآن ضرورتاً تاہر جو بدعات و ملت کو پاک صاف کرتا اور
دشمنوں کو حملو نکور کرتا ہے اور اس صدی پر عارف القرآن منبع الفیوض ذات
پاک حضرت مسیح موعود کی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس بات پر افسوس کیا
ہو کہ برہمؤن اور انکو حقیقی بھائی فلسفی مسلمانوں (نیچری) ذالہ تعالیٰ کو
اسکی صفات کاملہ غیر متفکرمی مسلوب کر کے جماد کی طرح معطل اور بیکار
قرار دیا ہے اور نظام کائنات سے استدلال کر کے نظام روحانی یعنی سلسلہ
وحی والہام و مکالمات الہیہ اور کشوفات صادقہ کا وجود ثابت کیا ہے
کہ بلا بالائی مدد کوئی سفلی کارخانہ چل نہیں سکتا۔ اور اس بیان میں کہ خودی
اور عجب کی کینچلی آواز کر جیتک فنا فی اللہ کا جدید جامہ نہ پہنا جائے
وصول الی اللہ حاصل نہیں ہو سکتا اور عقل محض مجرد بلا مدد وحی والہام
سخت رہنما اور ٹھوکر کا پتھر ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۸

پا ہنسا دہ بہ لجمہ طغیان
تو یہ ٹکن از فسوس و بازہیا
کافتا بے دروچو ذرہ نمود

اے سر خود کشیدہ از فرقان
بانگ کم کن بہ پیش نورد
این چہ چشمتے ست کو در بخت و کبود

تا نگیری کناره زین ره و خو
 با خدایت عناد و کین تا چند
 خویشتن را کمش به ترک جیسا
 مہر تابان چو بر فلک رخسید
 شب توان کرد صد فریب نہان
 نور فرقان نہ تافت ہست چنان
 آن چراغ ہدایت دنیا را
 رحمت از خداست دنیا را
 مخزن راز ہائے ربانی
 برتر از پایہ بشر بکمال
 کار ساز اتم بعلم و عمل
 ہر کہ بر عظمتش نظر بکشد
 دانگہ از کبر و کین نہ دید آن نور
 وہ چہ دارد از ان یگان اسرار
 پر ز نور جلال حضرت پاک
 وہ چہ دارد خزان اسرار
 ہست آئینہ بہر سو خدا
 بے زباتان از و فصیح شدند
 میوہ از روضہ منہا خوردند
 دست غیبے کشید و امن دل
 بود آن جذبہ کلام خدا
 سینہ شان ز غیر حق پر دخت
 چون شد آن نور پاک شان
 و در شد ہر حجاب ظلمانی

ہست دور از کنار کشتی تو
 خندہ و بازیت بدین تا چند
 بجائے گریہ مشو باستہزا
 چون توانی بجا کد خس پوشید
 لیک در روز روشن این نتوان
 کو بسا نہنہان ز دیدہ و ران
 رہبر و رہنماست دنیا را
 نعمتے از سماست دنیا را
 از خدا آلہ خدا دانی
 دستگیر قیاس استدلال
 حجتش اعظم و اثر اتم
 بے توقف خدایش آیداد
 کور ماند و ز نور حق ہمجور
 دل و جانم فدای آن اسرار
 خورتا بان ز اوج حق بر خاک
 دل و جانم فدائے آن انوار
 عالے را کشید سو خدا
 زشت رویان از و صبح شدند
 و ز خود آرزوئے خود مردند
 پا بر آرد و جذب یا رز گل
 کہ دل شان ر بود از دنیا
 و زمے عشق آن یگان پر خشت
 تافت از پردہ بدر کامل شان
 شد سر اسر وجود نورانی

خاطرشان بچذب پنهانی
 آن چنان عشق تیزمرکب راند
 نے خودی ماندنے ہوا و ہوس
 عاشقان ہلال ردئے خدا
 پر ز عشق و تہی زہر آرزے
 پاک گشتہ زلوٹ ہستی خویش
 آن چنان یار درکمند انداخت
 قدم خود زده براہ عدم
 ذکر دلبر غذائے نغز حیات
 سوختہ ہر غرض بجز دلدار
 دل و جان بر رشنے فدا کردہ
 مردہ بخوبی بشتن فنا کردہ
 از دیار خود می شدند جدا
 لاجرم یافتند نور خدا
 تن چو قرص سود و لستان آمد
 عشق دلبر بردے شان بارید
 ہست این قوم پاک لا جاہے
 دست بہر دعا چو بردارند
 کشف رازے گرا خدا خواهند
 کس بسر وقت شان ندارد
 گر نماید خدا یکے زانان
 این ہمہ عاشقان آن یکتا
 گرچہ ہستند از جہان پنهان
 ہم چو خورشید و مہ برون آیند

کرد مائل بہ عشق ربانی
 کہ از ان مشت خاک بیخ نماند
 او متادہ بخاک و خون سرکس
 طالبان زلال جوئے خدا
 کشت و زایشان نجاست آواز
 رستہ از بند خود پرستی خویش
 کہ ندانند با دیگر پرداخت
 گم بیادش ز فرق تا بقدم
 حاصل روزگار و مغز حیات
 دوختہ چشم خود ز غیر نگار
 وصل ادا صل مدعا کردہ
 عشق جو شید و کار ہا کردہ
 سیل پر زور بود بردار جدا
 چون خودی رفت شد ظہور خدا
 دل چو از دست رفت جان آمد
 ابر رحمت بکوئے شان بارید
 کہ ندارد جہان بد و راہے
 مورد فیض ہائے داد دارند
 ملہم از حضرت شہنشاہ اند
 کہ نہان اند و رقیب الد
 بر کابش دوند سلطانان
 نور یا بند از کلام خدا
 باز گہہ گہہ سہے شونذ عیان
 غیر را چہرہ نیز نہا میند

یا مخصوص آرد . ادخرا
دل به بندد
جیفه را کنند صبح و شام
عاشق زرشوند دولت و بهاء
شوکت و شان این سر ازوال
برزبانها شود مقام خدا
اندرین روزهاست چون شب تار
مے فرستد بخلق صاحب نور
تا ز شور و فغان عاشق زار
تا شتابند مردمان ره راست
این چنین کس چو رو نهد بجهان
چون بیاید بهار باز آید
وقت دیدار یار باز آید
ماهر و سے نگار باز آید
باز خند و بنا ز لاله و گل
دست غیبش به پروردگارم
نور الهام همچو باد صبا
مے شود لهم اذا مور بهان
تا نساید عیان حقیقت کار
هم چنین آن گویم و پاکش قدیر
دیدهاست کند بد و بینا
بر که آمد بد و بصدق صفا
کفایت پنجم برستود هفت
بر سر هر صدی بدون آید

باغ مهر و وفا کند ویران
لب کشاید بخت دنیا
و از خداوند وجود استغنا
سر دگر در محبت آن شاه
خوشش نماید بیده بهال
اندرون پر شود ز حرص هوا
درست گیرد عنایت دادار
تا شود تیرگی ز نورش دور
خلق گردد ز خواب خود بیدار
تا بدانند مشکران که خداست
بر جهان عظمش گفته عیان
موسم لاله زار باز آید
بیدلان را قسداً باز آید
خور به نصف انهار باز آید
باز خیزد ز بلبان غلغل
صبح صدقش بکشد ظهور اتم
نزدش آرد ز غیب خوشبخت
زان سرا بر که خاصه یزدان
تا زند سنگ بر سر انکار
مے کند روشنش چو مهر نیر
گوشتهاست کند بد و شنوا
یابد از دے شفا بحکم خدا
از خداست علیم مخفیات
آنکه این کار را سہمے شاید

تا شود پاک ملت از بدعات
 الغرض ذات ادلیا و کرام
 این گوین گزاف و لغو و خطا است
 اسے یکے ذرۂ ذلیل و خوار
 ہمہ این راست ست لائیت
 و عدہ کج بطلان نہ ہم
 من خود از بہر این نشان نادم
 این سعادت چو بود قسمت ما
 فخر با میز نسیم برابر زلال
 تا مگر تشنگان با دیدہ ہا
 لیک شرط است بجز و صدق و صفا
 جستن از غربت و تدلل دل
 گر کنون ہم کسے بتا بد سر
 نے زما پرسد نہ خود داند
 آن نہ انسان کہ کریم دوست
 سر و کار سے بحق نہ دارد
 حجت مومنان برا دست تمام
 اینہا الجاحون فی الشہوات
 رفتنی است این مقام فنا
 عمر اہل بہ بین کجارت است
 پارۂ عمر رفت در خوردی
 تازہ رفت و بہ اندیس خوردہ
 صد چو تو سبھے بخورد زمین
 بشنوا و وضع سالم گذران

تا بسا بند خلق زد و برکات
 ہست مخصوص ملت اسلام
 تو طلب کن ثبوت آن براست
 چہ شود عاجز از تو آن دادار
 امتحان کن گراعتہ نے نیست
 کا ذیم گرازد نشان نہ ہم
 دیگر از ہر منے دل آزاد م
 رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
 ہچو مادر دوان پیٹے اطفال
 گردم آیند زین فغان و صلا
 آمدن یا نیاز و خوف خدا
 دار خلوص و اطاعت کامل
 گیر د از راہ عدل راہ دگر
 نے زکین روسے خود بگر داند
 راندہ بارگاہ بیچون ست
 لاجرم لعنتش برد بارد
 کار ما پختہ عذر او ہمہ خام
 اکثر و اذکر ہا دم اللہ اذ
 دل چہ بندی درین دوروزہ سرا
 رفت و بگرز تو چہ ہارت ست
 پارۂ را برس کشی بردی
 دشمنان شاد و یار آزرده
 سر ہنوزت بر آسمان از کین
 چون گفت از زبان حال بیان

کین جهان با کسے وفا نکند
 مگر بود گوش لبش می صداه
 که چسار و بتا فتم ز خدا
 قداین ره پیرس از اموات
 بجائے آنت کر مین جاے
 هر چه اندازدت زیار جدا
 آخر اے خیره سر کشی تاپند
 روئے دل را بتاب از اغیار
 رو بدو کن که رو رخ یارست
 تو برون از خود لقاینست
 هر که غافل ز ذات بیچونست
 تا بکے رو بتابی از رخ دورست
 در دو عالم نظیر یار کجا
 چو بدل آتش ز عشق افروخت
 لبیک اینست بخشش زندان
 آن کسان با عطا شود ز خدا
 زیر حکم کلام حق بروند
 دیگرے رائے دهند این جا
 غیر را آن وفا و مهر کجا
 عاقلانے که برخسرو نازند
 همچو گورے سپید کرده برون
 مر خدا را چون سنگ داده قرار
 آن خدائے که حق و قیومست
 آن حنیف و قدیر در رب بباد

بکند صبر تا جدا نکند
 از دل مرده درون تباه
 دل نهاد و در آنچه گشت جدا
 اے بسا گور با پر از حسرات
 از تورع برون ہی پاسے
 باش زان جمله کار و بار جدا
 کس زد لدار بگسلد پیوند
 باش هر دم بحسبت جو نگار
 همه رو با فداے دلدارست
 تو در و محو شو بقاینست
 او نه دانا که سخت مجنونست
 دیگرے را نشان دہی که چوات
 عاشقان را بنیر کار کجا
 دستان ماند و غیر او همه سوخت
 تانہ بخشند یا سنن توان
 کز کمند خود می شوند رها
 وز سر این اد برون نشوند
 در دهنش ثبوت آن ہما
 ز ہد خشکست قایت عقلا
 بے خبر از حقیقت و رازند
 اندرون پر ز خبث گوناگون
 عاجز از لطف و ساکت از گفتار
 نزدشان یک وجود مہو ہست
 نزدشان اذ فادہ ہچو جہاد

خود پسندان بقل خویش اسیر
 آن که خود بین و محب افتادست
 خوئے عشاق بجز هست و نیاز
 اگر بگوئی سواد این ره راست
 اندر آنجا بگو که زور نماند
 فانیان را بهانیان نرسند
 خلق و عالم همه ببتور و شراند
 تان کار دولت بجان برسد
 تان از خود روی جدا گردی
 تان بانی ز نفس خود بیرون
 تان خاکست شود بهان غبار
 تان خونت چکد بر ای کس
 چون دهندت بگوئی جانان راه
 نیست این عقل مرکب آن راه
 اصل طاعت بود فنا ز هوا
 تو نشسته بکبر از اصرار
 این چه عقل تو این چه دانش را
 این چه استاد ناقصت آموخت
 این چه از فکر خود خطا خوردی
 چون شود عقل ناقصت چو خدا
 آنچه صد سهو و صد خطا دارد
 سهو کن را بش کنی بهیات
 آنچه لغزد بهر قدم صد بار
 این سرابست سوئی آن مشتاب

فارغ از حضرت حلیم و قدیر
 حضرت اقدسش کجایا دست
 نشنیدییم عشق و کبر انباز
 اندر آنجا بگو که گرد نجاست
 خود سنائی و کبر و شور نماند
 جهانیان را زبانیان نرسند
 عشق بازان بعالم دگر اند
 چون پیامت ز دلستان برسد
 تان قریان آشنا گردی
 تان گردی بر اے او بجنون
 تان گرد و غبار تو خون بار
 تان جانست شود قدای کس
 خود کن از راه صدق و سوز نگاه
 بهوش کن بهوش کن مشو گمراه
 تو کجا و طریق عشق کجا
 کرده ایمان فدا نئے استکبار
 که کنی هم سری بآن یکتا
 این چه تهر خدا و چه پست دخت
 اول الدن دردی آوردی
 خاک زادی چه سان پرد بیا
 علم آن پاک از کجا آرد
 آنچه سهو و خطا کنی بهیات
 چون ز دریا سازدت بکنند
 مے نماید ز دور چشمه آب

کشتی تو شکسته است خراب
 ناز کم کن برین چنین کشتی
 نه رسی تا یقین ز راه قیاس
 گرز فکرت نظر گداز شوی
 گردد و صد جان تو زن برود
 هست دار و سے دل کلام خدا
 هست بر غیر راه آن بسته
 آتش مشعل ز غیب پدید
 باید اینجا ز کبرها دوری
 این چه غفلت که خوشن می کنی
 رو طلب کن وصال یار زیار
 تانه گرد و نگون سرت به نیاز
 تانه ریز و ترا همه پرو بال
 تا توانی ست قوت اینجا
 پرده نیست بر رخ دلدار
 هر که را دولت ازل شد یار
 آن در آمد به حضرت پیچون
 حق شناسی ز خود روی ناید
 از خودی حال خود خراب کن
 تا بشود پر بود باستکبار
 چون رسد بجز کس بحد تمام
 اے که چشمت ز کبر پوشیده
 گرترا در دل است صدق طلب
 راز راه خدا بجز خدا

باز افتاده در تک گرداب
 کم خرام اے دنی بدین رشتی
 همه بر ظن و وهم هست اساس
 این نه ممکن که اهل راز شوی
 این نه ممکن که شک ظن برود
 کس شوی مست جز بجام خدا
 همه ابواب آسمان بسته
 از شب تا چهل کس نرسید
 تو بعقل و قیاس مغروری
 و ز خدا هیچکس نیندیشی
 بکس بر زور خود مکن زنیار
 پرده از نفس تو نگر و باز
 اندر اینجا پریدن ست محال
 این چنین قوتی بسیار و بیا
 تو ز خود پرده خودی بردار
 کار او شد تذلل اندر کار
 که شد از تنگنا کبر برون
 خود روی خود روی بیغزاید
 شب پری کار آفتاب مکن
 اندر و نشش تپی بود از زیار
 شورش عشق رارسد به گام
 چه کنم تا کسایدت دیده
 خود روی با مکن ز ترک ادب
 تو نه چون خدا بجا خود آ

بند گانیم بنده را باید
 منصب بنده نیست خود رانی
 ہر کہ بر وفق حکم مشغول است
 و انکہ بے حکم خود تراشد کار
 ما ضعیفیم داد فتادہ بخاک
 ما ہمہ یسج او دست کامل ذات
 ذات بیچون کہ نام ادست خدا
 آنکہ او آمدست از بریار
 آنچہ مانی الضمیر تست نہان
 پس تو مانی الضمیر آن دادار
 آن کہ چشم آفرید نور دہد
 چشم ظاہر بہ بین کہ چون زکرم
 از براے مصالح دوران
 این چنین است حال چشم درون
 ہوشش دار اے بشر کہ عقل بشر
 سرکشیدن طریق شیطانی است
 تانہ فضلش رہ تو بختاید
 در سرائر چہ جائے استنباط
 تو نہ با خبر از ان کوئے
 خبر سے زو بگردان چہ دہی
 سخن یار و سینہ افسردہ
 گر بر ہی ریگ را بزرگ بلند
 ہست ما را یکے کہ ہر فیضان
 آن خدا سے کہ آفرید جہان

کہ کند ہر چہ خواجہ فرماید
 خود نشستن بکار فرامی
 بر سر اجرت است و مقبول است
 مزد واجب نئے شود ز نہار
 خود چہ دانیم راز حضرت پاک
 علم ما چون شود چو او ہیات
 کے خیال خرد رسد آنجا
 اور ساند ز دستان اسرار
 کے چو تو داندش دگر انسان
 مثل او چون بدانی اے غدار
 آن کہ دل داد او سرور دہد
 خالقش داد نیت را عظم
 گاہ پیدا نمود گاہ نہان
 آفتابش کلام آن بیچون
 دار داند نظر ہزار خطہ
 بر خلاف سرشت انسانی است
 صد فضلی بجن چہ کار آید
 شتر سے چون خزد بستم خیاط
 تو نہ دانی جمال آن روئے
 ماہ ناویدہ را نشان چہ دہی
 جامہ زندہ است بر مرده
 جنبش باد خواہش انگند
 سے شود زان محافظ تن و جان
 ہست ہر افسریدہ را نگدان

ہر چہ باید پر اسے مخلوقات
 خود مہیا کند بمنت وجود
 چشم خود کن بکشت صحرا باز
 ہمہ از بہر ماست تا بخوریم
 آن کہ از بہر چند روزہ حیات
 چون نہ کردے برائے دار بقا
 سنگ افتد براچنین فرہنگ
 گر کنی سوئے نفس خویش خطاب
 خود ندائے بیادیت ز درون
 ناید اندر قیاس و فہم کے
 پس یہ ممکن کہ ذرہ امکان
 شان دادار پاک را بشناس
 خویشتن را شریک او سازی
 این چہ عقل ست ای بہتر ذواب
 گر کے گویدت باستحقار
 نیستی از کے بعقل فزون
 مشتعل میشود بکین خیزی
 آنچه بر خود روا نمیداری
 چون پسندی کہ کار ساز امور
 چون پسندی کہ واپس ہر نور
 چون پسندی کہ حضرت غیور
 بہر تعظیم ہست مذہب و دین
 آنکہ او خلق را ز باہنہ داد
 چون بود گنگ بیزبان ہیات

از لباس و خوراک راہ نجات
 کہ کریم ست وقار ست و ودو
 خوشہ با خوشہ ایستادہ بنار
 در درج گرسنگی نہ بریم
 اینقدر کردہ است تائیدات
 نظر سے کن بعقل و شرم و حیا
 کہ ز صدق ست دو صد فرہنگ
 کہ پسانت گذر شد و بجناب
 کہ ز تائبہ حضرت بیچون
 کہ شد دکار پیل از گے
 خود کند کار حق بزور و توان
 وز چنین کسر شان او بہر اس
 پیش او دم زنی بانہازی
 این چہ بر فہم تو فتاد حجاب
 کہ درین شہر چو تو ہست ہزار
 با تو ہم پایہ اند مردم دون
 در دل آری کہ خون ادیزی
 چون پسندی بکفرت باری
 ابکھے ہست وز سخن معذور
 بخل در زید یا شد ست قصور
 ہست عاجز جو مردگان قبور
 تفت بران دین کہ میکند توہین
 خاک رطاقت بیانہا داد
 شرمست آید ز پاک کالذات

جامع هر کمال و عز و جلال
 همه اوصاف او چو گشت عیان
 دیده آخر بر اے آن باشد
 و ده چه این چشم هست این دیده
 گر بدل باشد خیال خدا
 از دل و جان طریق او جوئی
 هر کرا دل بود بد لدا رے
 گر نباشد لقاے محبوبے
 بے دل آرام نایدش آرام
 آنکه داری بدل محبت او
 فرقت او گر اتفاق افتد
 دلت از هجرا و کباب شود
 باز چون آن جمال و آن روح
 دست در دامنش زنی بجنون
 این محبت بذره امکان
 لاؤ بالی فتاده زان یار
 مردگان را بے کشی بکنار
 کس شنیدی که قانع از یارست
 آنکه در قعر دل فرود آید
 تو دل خود به دیگران داده
 این بود حال و طور عاشق زار
 عاشقان را بود صدق آثار
 تا ز تو هستی است بدر نه رود
 پائے سعیت بلند تر نرود

چون بود ناقص است امیر ضلال
 چون بماند و تکملش پنهان
 که بد و مرد راه دان باشد
 که برو آفتاب پوشیده
 این چنین ناپید از تو استغنا
 و ز سر صدق سوے او پویی
 خبرش پرسد از خبر دارے
 جوید از نزد یار مکتوبے
 گه بر دیش نظر گه بکلام
 نایدت صبر جز به صحبت او
 در تن و جان تو فراق افتد
 چشمت از رفتنش پر آب شود
 شد نصیب دو چشم در کوئے
 که ز نا دیدنت دلم شد خون
 و ز دل افکنده خدای یگان
 فارغی زان جمال و زان گفتار
 و ز دل آرام زنده بگذار
 عشق و صبر این دو کار و ثمر است
 دیده از دیدنش نیاساید
 یکسر از یار فارغ افتاده
 این بود قدر دلبر اے مردار
 اے سیه دل ترا عشق چه کار
 تخم شرک از دل تو بر نه رود
 تا ترا دود دل بسرنه رود

یار پیدا شود دران هنگام
 تانہ سوزی ز سوز و غم نہی
 چیست آن ہرزہ جان تن کہ سوخت
 کلید جسم خود بکن بر باد
 پائے خود را جدا کن از تن خویش
 ہر چیزے چو ذات بیچون نیست
 گنج ہائے جہان فدائے نگار
 ہر چہ از دست اورسد آن بہ
 ذلت از بہر او عزت بہ
 مردن از بہر او حیات مدام
 ای کہ در کوئے دلستان گندی
 صدا و قافے کہ طالب یار اند
 گر نیابت راہ آن دلبر
 از دلا رام رنگ میدارند
 لذت خود بدر دے بنند
 تو کہ چون خر بگل فرومانی
 سہل باشد حکایت از غم و درد
 آفرین خدا بران جانے
 منزل یار خویش کرد بدل
 از توبہ سی در شد و خدا را یافت
 تو چہ یا بی کہ غافل زین راہ
 ہمہ کارت بعقل خام افتاد
 ہچو طوطی ہمین سخن یادست
 اسے کہ دیوانہ سپھے اموال

کہ تو گردی نہان ز خود تہام
 تا نیریز ز موت ہم نہی
 آتش اندر دلی زن کہ سوخت
 چون نئے گرد از خدا آباد
 چون بگر در ہی صداقت پیش
 بگرے خون شود کز خون نیست
 بہ ز صد گنج خاک پاوی نگار
 خار او از ہزارستان بہ
 قلت از بہر او ز کثرت بہ
 صد لذت فدائے ان الام
 با وفا باش منجان گذری
 جان نشانان تر بہر دلہ ارند
 از غمش جان کنت دیر و نیر
 وز رہ نام تنگ میدارند
 حسن در روی زردے بیند
 ہمت آن یلان چہ میدانی
 داند آن کس کہ رو بہ غمہا کرد
 کہ ز خود شد برای جانانے
 وز ہوا ہار مید صد منزل
 گم شد و دست رہنار یافت
 وز جلال خدا نہ آگاہ
 ہمہ سعی تو نامت مافتاد
 کہ بشر عاقل ست آزادست
 وہ کہ در کار دین چنین اہمال

رو سے دل را بجانب دین کن
 حصر تو بر قیاس در همه حال
 تانہ فرمان رسد با علانے
 تانہ حکمے شود ظہور پذیر
 تانہ گردد کسے ز حق مامور
 تانہ یاید اشارتے ز نگار
 فرق در سرکش و مطیع خدا
 شرط تمیل حکم چون حکم است
 ورنہ این دعوی غلط بگذار
 خود ترا شنیدن از خودی فرمان
 نہ بعرفست و نہ بعقل روا
 حکم ادا آن بود کہ او فرمود
 کہ ازین شد ثبوت وحی خدا
 گرد ہندت بصیرت دینی
 بنگر آخر بعقل و فکر و قیاس
 تانہ باشد رفیق او دیگرے
 تانہ بینی بدید ہا جائے
 خود نہ گوید ترا خرد و زہن ہار
 پس چہ ممکن کہ دم ز ندب عباد
 این چہ حقست اینچہ بیراہی
 چون روی از قیاس خود برہی
 چون شد از عالم دیگر خبرت
 ورنہ دیدست کس چہان دانی
 تو کہ داری ز انبیاء انکار

فکر آخر غم نخستین کن
 ہست بر حق تو یک استدلال
 چون شود کس مطیع فرمانے
 چون توانی شدن مطیع امیر
 کفر و ایمان چہاں کنند ظہور
 چہ بر آید ز دست عاشق زار
 جز بہ حکمش چہاں شود پیدا
 پس وجودش بچوخت است ایست
 کہ روم زیر حکم آن دادار
 آن نہ حکم خداست ای نادان
 کہ شود ظن تویش حکم خدا
 پس چو فرمود خود نگہ کن زود
 شد ضرورت مسلش نین جا
 در گم انہا ہلاک خود بینی
 کہ خرد را نہ محکمست اساس
 نایدش از رہ یکتین خبرے
 یا نہ یا بی خبر ز بنیانے
 کہ چنین دارد آن مکان آثار
 کہ چنین اند آن دیار و بلاد
 کہ بچہلست لاف آگاہی
 کہ ندیدی بعمر خویش کہے
 مادوت دیدہ بود یا پدرت
 کم خرام اسودنی بعمر پانی
 این ہمہ گوری است استغبار

یک نظر کن بفطرت انسان
 مختلف اوقات دہر بشر سے
 پس چو یک پیش دو گیرستی
 خود نگہ کن کنون ز صدق مہنا
 شب تارست و خوفیش انہیتر
 پس دیوار چون نئے دانی
 در شکستم کہ با چنین نقصان
 این چه عقل است اینچہ معرفت
 این جہانت چو مید خوش افتاد
 بشنوا ز وحی حق چہ گوید راز
 کان خرد ہاکہ در دل عقلاست
 آن کلام خدا نہ بر فلکست
 یا بگوئی کہ کار ہست محال
 نے بزیر زمین کلام خدا
 چون ز قعر زمین بروں آرم
 قطع عذر تو کرد او را پاک
 گر تر رحم آن یگان بکش
 الداء لدجہ رکبیت از انوار
 جہل گرد و زوید نش یکسو
 نور بار آورد تلاوت او
 چشم بد دور اینچہ ہست محال
 آہ جان رسم دلبری بہناد
 آن شعلے کز و شدت عیان
 چند بر عقل خام تاز کنی

کہ نذرند جوہر سے یکسان
 کس بیخبر سے فزود کس بشر سے
 ہم چنین در قبول فیض سے
 کہ چہ ثابت ہی شود ز نیجا
 از سر خود روی مدہ سرخویش
 چون بدانی غیب ربانی
 از چہ بر عقل سے شوی نازل
 اینچہ قہر خدا و چہست بہت
 دان وعید خدا نذر می یاد
 از جناب و حید و بے اتباز
 ہمہ یک ذرہ ز آتش ہست
 تا بگوئی کہ ہست دور از دست
 بر فلک رفتنم کد ام محال
 تا بگوئی کہ چون خزم اسخا
 خود چنین طلقتے نئے دارم
 نور عرش آمدست بر سر خاک
 دولت سوری ادعیان بکش
 ہست رشع دگر دوران گفتار
 رود ہر صد کشایشے زان رو
 عالمے زیر بار منت او
 ہست یک چشمہ ز آب زلال
 کس چو او دلبری ندارد یاد
 کس ندیدہ زمہر و مہر بہان
 چہ کنم تا تو دیدہ باز کنی

نقص خود بگر و کمال خدا
 از ره عقل راه رب مجید
 اندر آنجا که سوختن باید
 تا نشد و سی حق مدد فرما
 عقل را از ان چمن نه بود خبر
 آن صبا بختی زیار آورد
 بارها آب خود بگمار آورد
 وقت عیش است و موسم شادی
 تنز بادے بخواه از دادار
 در غور و مه شکے گیر در راه
 گم رہی تا دے کہ سر کتابی
 نیستی طالب حقیقت را از
 بر وجودش ز صنعت استدلال
 وصلش از آله مجازی نیست
 گر بر آتش دو صد جگر سوزی
 خبرے نیست رحمانانہ
 آن یقینے کہ بخت است داوار
 آن یکے از دہان دلدارے
 دان و گداز خیال خود بگمان
 اسے کہ مغرور راہ مظلونی
 آن خدا را کزوست منت ہا
 این خدا سے مجیب بدل تست
 تانہ از عاقلان مدد یافت
 کے پسند و خرد کہ آن اکبر

ذلت خویش تن جلال خدا
 کس ندید ست و کس نخواہد دید
 چون رہے از قیاس بکشاید
 تا نیاد و رو بوسیم صبا
 طائر فکر بود سوختہ پر
 تا خرد نیوزد و بکار آورد
 تا نخیل قیاس بار آورد
 تو چہ در سوگ و ماتم الفتادی
 تا خس و خوار تو پر دیک بار
 تو ز دلدار خویش دیدہ بخواه
 چون بجوئی ز صدق دل - یابی
 بس ہین مشکل ست اسوئاساز
 این مجاز ست فی چو اصل مصال
 باز کن دیدہ جائی بازی نیست
 نیستت از قیاس پیروزی
 مے زنی ہرزہ گام کورانہ
 چون قیاس خودت نہد بکنار
 بخت ہا سے شنید و اسرارے
 پس کجا باشد این بکس یکسان
 تو نہ عاقل کہ سخت مجنونی
 بشمری زیر منت عقلا
 کہ چنین ست زار و مانہ دست
 توانست سوئی خلق شرافت
 شہر تھے یافت از طفیل بشر

شب تارست و دشت و بیم دوان
 خیز و بر حال خود نگاه بکن
 خیز و از نفس خود به پرس نشان
 می تپد از براسه رخ حجاب
 افلا بقصرون گفت خدای سبحان
 تو اسیری بصد هر از خطا
 عجب این کوری است و بصری
 سخن راست است از خطا
 سر بسته و در اسے و را
 راز ذات نهان که گوید باز
 مشت خاک کے فتاده است براه
 تو نه نمی هنوز این سخنم
 اسے درینا که دل ز درد گداحت
 اسے خور و سے یار ز و و برا
 یک نگاہے بس است در دین ها
 آشکارا است کفر و ایمان هم
 ترک خوف خدا و بد عملی
 در نه روے نگار نیست نهان
 از رگ جان قریب تریاوست
 هر که بر خواست از خود سی یکبار
 حق و قیوم و قادر است نگار
 میل رفتن گریست جانب یار
 در شکی هست خیز و تخر به کن
 گر خرد پاک از خطا بود سے

چون بخوابی بغلت ای نادان
 خطر راه به بین و آه بکن
 که چه خواهد مرا تب عرفان
 یا قیاسش بس است در هر باب
 خیز و در نفس بختش با
 هر خطا سے تر ز اثر در با
 که ازین کار خام بے خبر می
 تو نه نمی سخن خطا اینجا است
 که کشاید بدون وحی خدا
 جز خدا سے که هست محرم راز
 تند باد سے بجوید از درگاه
 در دولت چون فرو شوم چکنم
 در دمارا محاسبے نشانت
 که دل آرزو از شب یلدا
 کاشش ویدے کسی خوف خدا
 گفتت آشکار و پنهان هم
 این دو چیز اند تخم تیره دلی
 هر حجابے زلفت ای بیجان
 هر زده از تو درازی کارست
 خود نشیند بکار او دادار
 تو پندار مرده ای مردار
 جانب صدق را عزیز بدار
 تا شکوکت بر آورم ازین
 هر خردمند با خدا بود سے

کس نرست از ذہول و سہو و خطا
 نظر سے کن ز رو سے استقر
 ورنہ باز از شورش و انکار
 آخرت با خدا نند سرو کار
 در خرابات و قناد دے
 رو بہ باطل نہادہ باز آ
 در مزابل فتادہ باز آ
 آخر سے لافزن ز عقل و خرد
 دم زدن در خیالہا محال
 ہر کہ رخت افگند بویرانہ
 چون چین سرنی تراہ صواب
 پاسے تو تک منزل تو دراز
 خود چنین بت فطرت انسان
 اول از زور و تاب طاقت خویش
 تا مگر کار بستہ بکشاید
 چون بہ بیند کہ کار رفت از دست
 رو نہد سوئے کوچہ یاران
 زور دست برادران جوید
 چون بہاند ز ہر طرف ناچار
 نہر ہائے زند بحضرت پاک
 در خود بند و بگریذار
 گنہ من بہ بخش و پردہ پوشش
 چون چنین فطرت بشرافتاد
 آن ہمیش ز لطف بے پایان

جز خدا و ند عالم الاشیا
 گر کسے رستہ است باز نہا
 بیفہ مکذب را محوز زہار
 خود نگہ کن بترس زان وادار
 خود بخود چون بدون شود زنگہ
 دل بہ بد رو سے دادہ باز آ
 این کجا ایستادہ باز آ
 ہوش کن پامنہ بدون از حد
 ہست شوریدہ مشرب و مضلل
 مے نہاید بتر ز دیوانہ
 چہ نہ دانی کہ آخرت حساب
 ترست چون رسی ازین تک باز
 کہ چو بیند کہ مشکل ست گران
 میکند سعی و جہد بیش از بیش
 زیر بار سپاس کس تاید
 رسن اختیار رفت از دست
 مدد سے جوید از مدد گاران
 نزد ہر کار دان بے پوید
 تالذ آخر بدر گہ وادار
 وز تضرع جبین نہد بر خاک
 کائے کشائندہ رہ و شوار
 تانہ دشمن زند بشادی جوش
 زان سہ گوئے صفت کہ کردم یاد
 حسب فطرت بداد ہم سامان

جہد خویش عقلش داد
 کار باہمین امداد
 پے قبائل و اقوام
 و سپہ حاجت فیوض خدا
 تار سدکار آدمی بکمال
 تا بحدیقین رسد تعلیم
 زان دو گونه مناسبت تلقین
 ہر طبیعت بحسب فہم و خیال
 غرض آن میل فطرتی کہ خدا
 آن ہی خواست وحی ربانی
 فطرت چون قنادہ است چنان
 مقتضای طبیعت انسان
 کہ بشر را کشد بسوے قیاس
 گاہ دیگر کشد بمنقول است
 زینکہ آرام قلب اطمینان
 نیز چون واجب است در تعلیم
 لاجرم رہ کشادہ اندوختا
 تا ذکی و غبی و اشرف و دون
 دیگر این ست نیز ہم برہان
 کہ چنین شہرت خدا یگان
 گر نہ گفتے خدا انا الموجد
 این ہمہ شور ہستی آن بار
 خود بیداشت آن خدا و چنان
 ای درین ایچہ آدمی زادند

راہ فکر و قیاس و خوض کشاد
 رحم در قلب یکدگر بہنہاد
 کرد کار نظام و ربط تمام
 کرد الہام را ز رحم عطا
 تا میسر شود ہمہ آمال
 تا دو گونه شود رہ تفہیم
 مے کشاید رہ حصول یقین
 مے براید بدان ز چاہ ضلال
 کرد در فطرت بشر پیدا
 نظر مے کن بعور تا دانی
 چون کشی سر ز فطرت احوال
 کہ نہادست ایر و منان
 تا نہد کار را بعقل اساس
 تا بیا را مد از بیان ثقات
 جز با خبر رضا و قان نتوان
 کہ بقدر خرد بود تفہیم
 تار سد ہر طبیعتی بخند
 رہ بیا بند سوے آن یچون
 بر ضرورت وحی آن رحمان
 ہرگز از جہد عقلہا نتوان
 چون قنادہ سے جہان بر شنبود
 کہ از دوا عالم ست عاشق زار
 نہ بشر کرد بر سرش احسان
 کہ خدا در خودی بیقتا دند

عقل چون شد چو فیض وحی نہ بود
 اداگر نور خود نہ بخشیدے
 بیل از فیض گل سخن آموخت
 ہمہ عالم گواہ آلائش
 مہر پاکان بجان خود بنشان
 این خرد جملہ خلق سے دارند
 چارہ مابغیر یار کجا
 نہر فرقت چشتی و ناکامی
 جان تو برب از خوردن آب
 کدہستی و کین بدیدہ دران
 داروے درد دل ز فطنت است
 نشود عین ز تصور زر
 ہست بر عقل منت الہام
 آن گمان بردوین نمود فراز
 آن فردر یخت این بخت بسپرد
 آن کہ بشکست ہر بت دل ما
 آنکہ مارار رخ نگار نمود
 آنکہ داد از یقین دل بامے
 وصل و لدار و مستی از میامش
 وصل آن یار اصل ہر کامیت
 بے عطیات ما ہمہ بے زاد

دیدہ راز اتماب ہست وجود
 چشم ما خود بخود جان دیدے
 منکر ازوے ہمان کہ چشم بدخت
 ابلہ منکر زوحی و القایش
 تا شوی جان من ہم از پاکان
 تا ز کم کن کہ چون تو بسپاراند
 ما کجا ایم و عقل زار کجا
 باز منکر زوحی و الہامی
 باز از آب زندگی روتاب
 وہ چہ داری شقاوت و خسران
 آن بدل الشفائے وحی خداست
 زر ہماست کو فتدیہ نظر
 کہ از و بخت ہر تصور خام
 آن نہان گفت و این کشود آن
 آن طمع دادوین بجا آورد
 ہست وحی خدا بے ہمتا
 ہست الہام آن خدا بے دود
 ہست گفتار آن دلا راء
 ہمہ حاصل شدہ ز الہامش
 و آنکہ زین اصل غافل آن غایت
 بے عنایات ما ہمہ برباد

الذیل شانہ کے کثرت انعامات اور بارش کی طرح فیضان الہامات کو
 محسوس کر کے بڑے ناز و نیاز سے اسکی ذات پاک کو خطاب کرتے

ہیں اور اسکے ضمن میں اپنے وجود طیب کو آیۃ السداد نشانِ راہِ حق ثابت کرتے ہیں اور دشمنانِ خدا کے اعتراض کو جو وہ تعدادِ اولیاءِ بہا کی بنوت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرتے ہیں عجیب دلائل سے رفع کرتے ہیں اور بالاتر عاشقانِ الہی کی صفات بیان کرتے ہوئے بڑی باریبِ تحدی سے اپنے تیئیں دلیلِ صداقت اور مظہر و مظہرِ خوارقِ علاماتِ الہیہ ثابت کرتے ہیں

براہینِ اسمیہ صفحہ ۵۲

اے علاجِ گریہ مانے زار ما
اے تو دلدارِ دلِ غمِ کیش ما
وز تو ہر بار و برا شجرا را
بیکسان را یا رسی از لطفِ اتم
ناگہان در مان بر آری از میان
ناگہان آری بر و صد مہر و ماہ
صحبتے بعد از لقائے تو حرام
شمعِ بزمِ ہست آنکہ او پروانہ ات
ناگہان جہانے در ایمانش فتد
یوسے تو آید زیام و کوئے او
مہر و مہر را پیش آری در سجود
روئے تو یاد او فتد از دید او
سے سنائی بہر اکرامش عیان
خود دہی رونق تو آن با دار را
کر ظہورِ شش خلقِ گیر دروشنی
از زمینی آسمانی سے مکنی

اے خدا سے چارہ آزار ما
اے تو مہم بخش جانِ ریش ما
از کرم برداشتی ہر بار ما
حافظ و ستارسی از جود و کرم
بندہ در ماندہ باشد دلِ طپان
عاجز سے را قلمتے گیرد براہ
حسن و خلقِ نو لبر ہی بر تو تمام
آن خردمند سے کہ او دیوانہ ات
بہر کہ عشقت در دلِ نہانش فتد
عشق تو گرد عیان بر روئے او
صد ہزاران نعمتش بخشی ز جود
خود نشینی از پئے تائید او
بس نمایان کار با کاندہ جہان
خود کنی و خود کھانی کار را
خاک را در یکدھیز و کنی
بر کسے چون مہربانی سے مکنی

صد شمعش میدهی چون آفتاب
 تا ز تاریکی بر آید مالمی
 زین نشانها بدرگان کور و کراند
 عشق ظلمت و شبنمی با آفتاب
 آن شه عالم که نامش مصطفی
 آنکه هر نورے طفیل خدا و ست
 آنکه بهر زندگی آب روان
 آنکه بر صدق و کمالش در جهان
 آنکه انوار خدا بر روی او
 آنکه جمله انبیاء و راستان
 آنکه مهرش میرساند تا سما
 می دهد فرعونیان را هر زمان
 آن نبی در چشم این کوران زار
 شرمش آید و سنگ تلخیز و ست
 این نشان شهوتی هست ای کشیم
 در شبی پیدا شود در ورزش کند
 منظر انوار آن بے چون بود
 اتباعش آن دهد دل را کثاد
 اتباعش دل فروزد جهان دهد
 اتباعش سینه نورانی کند
 منطق او از معارف پر بود
 از کمال حکمت و تکمیل دین
 و ز کمال صورت و حسن اتم
 تا بعش چون انبیاء گردد نور

تا نماند طالب دین در حجاب
 تا نشان یا بند از کویت بے
 صد نشان بیند و غافل بگذرند
 شب پران سرمدی جهان در حجاب
 سید عشاق حق شمس الضحی
 آنکه منظور خدا منظور او ست
 در معارف همچو بحر بے کران
 صد دلیل و حجت روشن عیان
 منظر کار خدا بے کوسه او
 خدا مانع همچو خاک آستان
 میکند چون ماه تابان در صفا
 چون ید بیضی موسی صد نشانه
 هست یک شهوت پرست فکین شمار
 بے نبی نام یلان شهوت پرست
 کز زخمش رخشان بود نور قدیم
 در خمران آید دل افروزش کند
 در خرد از هر بشر افزون بود
 کش نه بیند کس بعد سال جهاد
 جلوه انطاقت یزدان دهد
 با خبر از یار پنهانی کند
 هر بیان او سر اسرار بود
 پانصد بر او لین و آخرین
 جمله خوبان را کند ز بر قدم
 نورش افتد بر همه تر دیکه و در

شیر حق پر مہیت از رب جلیل
 این چنین نہیںے بود شہوت پرست
 چنین اسے کورک فطرت تباہ
 شہوت نشان از سر آزادی است
 خود نگہ کن آن یکے زندانی است
 گر پہ در یکجا ست ہر دور اقرار
 کار پا کان بر بدان کردن قیاس
 کاٹان کز شوق دلبر مے روند
 این کمال آمد کہ با فرزند وزن
 در جہان و باز پیرون از جہان
 چون ستور سے زیر بار افتد بہر
 این چنین اسے کجا آید بکار
 اسپ آن اسپست کو بارگران
 کاٹے گرز نبدار و صد ہزار
 پس گرفتہ در حضور و ستور
 نیست آن کامل نہ مرد زندہ جان
 کامل آن بانشد کہ با فرزند وزن
 با تجارت با ہمہ بیع و شرا
 این نشان قوت مردانہ است
 سوختہ جانے ز عشق دلبر سے
 او نظر دار و بغیر و دل بہ یار
 دل طپان در فرقت محبوب بخش
 اوفتادہ دور از رو سے
 غم شدہ از غم چاہر و سے کے

دشمنان پیشش چہر و باہ ذلیل
 ہوش کن اسے رو بہ ناچیز و پست
 طعنہ بر خوبان بدین روست سیاہ
 نے امیر آن چو تو آن قوم مست
 وان دگر داروغہ سلطانی است
 لیک فرقتے ہست در وی آشکار
 کار تا پا کان بود اسے بدحواس
 با د و صد بار سے سبکتے مے روند
 از ہمہ فرزند وزن یکسو شدن
 بس ہمیں آمد نشان کاٹان
 ورتہی رشتن سیل و تیز تر
 نابکار ست این در اسپانش مدار
 مے کشد ہم میر و دہش خوش عنان
 صد کینزک صد ہزار ان کار و پا
 نیست آن کامل از قربت ہست
 گر خرد مندی ز مردانش مخوان
 با عیال و جملہ مشغولی تن
 یک زمان غافل نگردد از خدا
 کاٹان را بس ہمیں ہیامانہ است
 کے فراموشش کھنڈا دیو کے
 دست در کار و خیال اندنگار
 سیمہ از ہجران یار سے ریش دیش
 دل دوان ہر لحظہ در کو سے کے
 ہر زمان چچان چو کیسوٹے کے

دلبرش در شد بجان و مغزو پوست
 جان شد او کے جان فراموش شود
 دیدہ چون برد لب رست او فتد
 غیر گو در بود و درست دور
 کار و بار عاشقان کار جداست
 قوم عیارست دل در دلبر سے
 جان خردشان از پئے مہ پیکر سے
 فانیان را مانے از یار نیت
 باد و صد زنجیر ہر دم پیش یار
 تو بیک خار سے برای صد فانی
 عاشقان در عظمت مولیٰ فنا
 کین و مہر شان ہمہ بہر خداست
 آنکہ در عشق احد محو و فناست
 فانی است و تیر او تیر حق است
 آنچه سے باشد خدا را از صفات
 خو سے حق گردد در ایشان آشکار
 لطف شان لطف خدا ہم قہر شان
 فانیان ہستند از خود دور تر
 گرفتہ قبض بمانے میکنند
 این ہمہ سختی و نرمی از خداست
 ہم چنین میدان مقام انبیا
 فانی اند و آلہ ربانی اند
 سخت پہنان در قباب حضرت اند
 اختران آسمان زیب و فر

راحت جاننش بیاد رو کا دست
 ہر زمان آید ہم آغوشش شود
 ہر چہ غیر اوست اردست او فتد
 یار دور افتادہ ہر دم در حضور
 برتر از فکر و قیاسات شماست
 چشم ظاہر بین بدیوار و در سے
 بر زبان صد قصہ از دیگر سے
 بچہ اوزن بر سر شان بار نیت
 خار با او گل اند و جبر خار
 عاشقان خندان سپا بجان نشان
 غرقہ در یائے توحید از وفا
 قہر شان گہرست آن قہر خداست
 ہر چہ زد آید ذوات کبریاست
 صیدا و دراصل نچیر حق است
 خود و مدد فانیان آن پاکذات
 از جمال و از جلال کردگار
 قہر حق گردد نہ همچون دیگران
 چون ملائک کارکن از دادگر
 یا کرم بر ناقہ سنانے سے کند
 او ز خواہش ہائے نفس خود جداست
 واصلان و فاصلان از ماسوا
 نور حق در جہا مہ انسانی اند
 گم ز خود در رنگ آب حضرت اند
 رفته از چشم ضلالت دور تر

کس ز قدر نورشان آگاه نیست
 کور کورانہ ز ندر اسے دنی
 ہم چنین تو اسے عدو مصطفیٰ
 بر قمر موعود کنی از سگ رگی
 مصطفیٰ ائیمہ رو سے خداست
 گر ندیستی خدا اورا بہ بین
 آنکہ آویز دبستان خدا
 دست حق تائید این مستان کند
 منزل شان بر تر از صد آسمان
 پافشردہ در دو قلمے دلبر سے
 جان خود را سوخته بہر نگار
 صاحب چشم انداختہ بے تمیز
 رو سے شان آن آفتابے کاندن
 تو خودی زن را تو بہ چون زمان
 خوب گریزد تو زشت است و تباہ
 کوریت صد پردہا بر تو نمکند
 اسے بسا محبوب آن رب جلیل
 اسے بسا کس خوردہ صد جام فنا
 گر نماند سے از وجود تو نشان
 زاغ گرزاد سے بچایت مادر ت
 زانکہ کذب فسق و کفر ت در سر ت
 تو ہلا کی اسے شقی سردی
 اسے در انکار و شکے از شاہ دین
 کس ندیدہ از بزرگات نشان

زانکہ ادنی را با علی راہ نیست
 چشم کورش بے خبر زان روشنی
 سے نہائی کوری خود را بسا
 نور مہ کمتر نہ گرد د زین سگی
 منعکس درو سے ہماں خودی خداست
 من دانی قلمای لحتی این یقین
 خصم او گرد و جناب کبریا
 چون کہے با دست حق مستان کند
 بس نہان اند نہان اند نہان
 وز سرش بر خاک افتادہ سر
 زندہ گشتہ بعد مرگ صد ہزار
 چشم کوران خود نباشد هیچ چیز
 چشم گردان خیرہ ہم چون تپہ ان
 ناقص ابن ناقص ابن ناقصان
 پس چہ خواہم نام تو ای رویاہ
 دین تعصباے تو بخت بکند
 پشت از کوری حقیرست و ذلیل
 پیش این چہشت پر از حرص و ہوا
 نیک بود زین حیات چون مکان
 نیک بود از نظرت بدگوہر ت
 وین نجاست خواریت زان بدترست
 زانکہ از جان جان سرکش شدی
 خادمان و چاکرانش را بہ بین
 نیست در دست تو بیش از دستان

یک گرخواهی بیابن گرزا
 یان بیا اے دیدہ بستہ از حد
 صاوقان را نور حق تا بد مدام
 مصطفیٰ مهر درخشان خداست
 این نشان لعنت آمد کاین خیابان
 سنے دل صافی نه عقن راه بین
 جان کنی صد کن بکین مصطفیٰ
 تانہ نور احمد آید چہارہ گر
 از طفیل اوست نور ہر بنی
 آن کتابے ہجو خور دادش خدا
 ہست فرقان طیب طاہر شجر
 صد نشان راستی در و کچہ دید
 پر ز اعجازست آن عالی کلام
 از خدائی ہا بخودہ کار را
 آفتاب ست و کند چون آفتاب
 اے مزور گریبائی سوے ما
 وز سر صدق و ثبات و مخوری
 عالمے بینی ز ربانی نشان
 گر غلاف واقعہ غفتم سخن
 را ضمیمہ گر خلق بردارم کشند
 را ضمیمہ گر باشدم این کینفرے
 را ضمیمہ گر مال و جان و تن رود
 گوہر و گنم رفتہ باشد بزبان
 یک گر تو زین سخن بچی پسرے

صد نشان صدق شان مصطفیٰ
 تا شعاعش پردہ تو بردرد
 کاذبان مردند و شد ترکی تمام
 بر عدوش لعنت ارض و سماست
 ماندہ اند ظلمتے چون شہر ان
 راندہ در گاہ رب العالمین
 رہ نہ بینی جز بدین مصطفیٰ
 کس نے گیسو ز تاریکی بدر
 نام ہر مرسل بنام او جلی
 کز رخس روشن شد این ظلمت
 از نشانہاے دہر ہر دم شمر
 نے چو دین تو بنایش پر شنید
 نوزیر زوانی در و رخشد تمام
 بر دریدہ پردہ کفار را
 گر تہ کوری بیابنک شتاب
 وز و فارخت انگشتی در کوت ما
 موز گارے در حضور ما بری
 سوے رحمان خلق و عالم را گشت
 را ضمیمہ گر تو سرم بری زکن
 از سر کین با صد آزارم کشند
 خون روان بر خاک افتادہ سرے
 و انجہ از قسم بلا بر من رود
 را ضمیمہ بر ہر ستر اے کاذبان
 بر تو ہم فخرین رب اکبرے

زین سخنہا ہر کہ روگردان بود
 اسے خدایں سخ جھٹلانے برابر
 دل نے دارند و چشم و گوش ہم
 دین شان برقصہ ہا دارد مدار
 فرق بسیارست در دید و شنید
 دید را کن جھٹلاے تا تمام
 بر سماعت چون ہمہ باشد بنا
 صد ہزاران قصہ از روکشید
 دین ہمان باشد کہ نورش باقی است
 دل مدہ الا بخوبے کز جمال
 کورنی خود ترک کن ماہے بہین
 رو بہ بین و قد بہ بین و خد بہ بین
 یکدم از خود دور شو بہر خدا
 دین حق شہر خداے امجد است
 در دے نیک خوش اسلوبی کند
 جانب اہل سعادت پے بزن
 اسے بصد انکار و کین از کو دنی
 تالہا کن کے خداوندی لگان
 تا مگر زان تالہا نے دردناک
 بے عنایات خدا کارست خام

آن نہ مرد سے رہن مردان بود
 کز جفا با حق سنے دارند کار
 باز سر چپان ازان بدو اتم
 گفتگو ہا بر زبان دل بے قرار
 خاک بر فرق کے کین را ندید
 ورنہ در کار خودی بس سرد و خام
 آن نیفزاید جو سے صدق و صفا
 نیست یکسان با جو سے کان بہت دید
 و ز شراب دید ہر دم ساقی است
 و انما یدبر تو آیات کمال
 اسے گدا بر خیزد آن شاہک بہین
 و ز محاسنہاے خوبان صد بہ بین
 تا مگر نوشی تو کاسات لقا
 داخل او در امان ایزد دست
 ہم چو خود زیبا و محبوبے کند
 تا شومی روزے سید کا جانن
 رو در حق زن چراسرے زنی
 بگسلان از پاکمن بند گران
 دست خبیثے گیردت ناگز خاک
 پختہ داند این سخن را و السلام

برایں احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۵۶

کر مک پروانہ را چون موتے آید فراز
 سے قد بر شمع سوزان اندہ شوخی و ناز

برایں احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۵۷

پناہم آن تو انامیست ہر آن
 ز بخل تا تو انانم مترسان

برایین احمدیہ صفحہ ۱۰۲

ہر کہ تفت انگند بہ مہر منیر	ہم برویشش فتد تفت تحقیر
تاقیامت تفت است بررویش	قدسیان دور تر ز بد برویش

برایین احمدیہ صفحہ ۱۶۱

ترا عقل تو ہر دم پاسے بند کبر میدارد	برو عقلے طلب کن کت ز غوینی بروں آرد
ہمان بہتر کہ ما آن علم حق از حق بیاموزیم	کہ این علمے کہ ما داریم صد سہو و خطا و
کہ گوید بہتر از قولش گرا و خاموش بنشیند	کہ گیر د دست از نادان گرا و دست تو بگذارد
برو قدرش بہ بین و رجعت بڑا صل دم و دش	کہ این حجت کہ سے آری بالا ہر سرتہ آرد

برایین احمدیہ صفحہ ۳۲۵

نا تو انان را کج تاب و توان	تا نشان یا بند خود از ان بچ نشان
عقل کوران رہنما جوید براہ	رہبری از دانش کوران مجاہد
عقل ما از ہزار ہی و بکا ست	دفع آزار چہالت از خدا ست
عقل طفل ست اینکہ گرید زار زار	شیر جز ما در نیاید زینہار

برایین احمدیہ صفحہ ۴۱

ہنہین محصور ہر گز راستہ قدرت نہائی کا	خدا کی قدر تو نگا حصر و عوسی ہو خدائی کا
---------------------------------------	--

برایین احمدیہ صفحہ ۴۵

عشق ست کہ بر خاک مذلت غلطاند	عشق ست کہ بر آتش سوزان بیثاند
کس پہر کہے سر نہد جان نقتاند	عشق ست کہ این کار بعد صفت کجاند

برایین احمدیہ صفحہ ۵۰۲

پسچ محبوبے تماند ہچو یار دلبرم	مہر و مہر رانیست قدر سے در دیار دلبرم
آن کجا روئے کہ دار دہچو رویش آب تاب	دان کجا باشے کہ میدارد بہار دلبرم

برایین احمدیہ صفحہ ۵۰۶

چشم و گوش دیدہ بندہ حق گرین	یا دکن فرمان قل للمومنین
تو گوئی دین و آن یکسر بر آرد	تا شود بر خاطر مست حق آشکار

<p>تا نساید چہرہ آن محبوب جان تو بگوری با حیات این چنین تا بگو سے دستاں رہ سہی صد جنون باید کہ تا ہوش آید</p>	<p>زیر پا کن دلبران این بہان کالان حتی اندہم زیر زمین سا لہا باید کہ خون دل خوری کے یاسانی رہے بکشاید</p>
<p>برایں احمدیہ صفحہ ۵۱۱</p>	
<p>ہمیں مرگ ست کریا دان ہو شد روکارا بیکدم مے کند وقت خزان فصل بہار را</p>	<p>برایں احمدیہ صفحہ ۵۱۲</p>
<p>نہال و نیک بود و سایہ دار و پر زخم گر خرو مندی مجنباں پید را بہر ثمر حسن آن شاہد پس از شاہدان با خود آدمی ہرگز نباشد ہست او بدتر ز خمر</p>	<p>ہست فرقان مبارک از خدا طیب شجر میوہ گر خواہی بیا زیر درخت میوہ دار ورنیا بد با ورت در وصف فرقان مجید والحکمہ اود نامد پئے تحقیق در کین مبتلاست</p>
<p>برایں احمدیہ صفحہ ۵۱۳</p>	
<p>دانی تو آن ورد مرا کن دیگران بہان کنم تا چون بخود یا ہم ترا دل خوشتر از بتان کنم ز انسان ہے گریم کنو یک عالمے گریان کنم خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آن دلمان کنم</p>	<p>اے خالق ارض و سما بر من در حمت کشا از پس لطیفی دلبر اور ہر گ و تارم در آ در سر کشی اے پاک خو جان بر کنم در بحر تو خواہی بقہرم کن جدا خواہی بطغتم رودنا</p>
<p>قطعہ تاریخ طبع برایں احمدیہ ہند</p>	
<p>اکدم بین کرے ہے دین حق سے آگاہ تاریخ ہی یا غفور دیکھی وہ واہ</p>	<p>کیا خوب ہے یہ کتاب بجان اللہ از بس کہ یہ معفرت کا بتلاتی ہے راہ</p>
<p>سرمد چشم آریہ صفحہ نائل</p>	
<p>شہد از کوہ صواب صدق ظاہر کہ عاقل از دل و جان دوست و لہ چشم نثار</p>	<p>بحمد اللہ کہ این کس ل الجواہر متلب از سرمد رو گر روشنی چشم ہے باید کسانے کہ پوشیدہ چشم و دل اند</p>

سرمد چہم آریہ صفحہ ۱

اے ، لبر و دلستان و دلدار
 لرزان ز تجلیت دل و جان
 در ذات تو جز تیرے نیست
 در غیبی و قدرت ہویدا
 دوری و قریب تر ز جان ہم
 آن کیست کہ منتہائے تو یافت
 کردی دو جهان میان ز قدرت
 دین طرفہ کہ بیچ کم نہ گردد
 حسن تو غنی کند زہر حسن
 حسن نمکینت ار نہ بودے
 شوخی ز تو یافت رو کو خان
 سیمین و قنار کہ سیب دارند
 این ہر دو ازان دیار آیند
 از بہر نشایش جہالت
 ہر برگ صحیفہ ہدایت
 ہر نفس بتور ہے نماید
 ہر ذرہ نشان از تو نورے
 ہر سوز عجائب تو شورے
 از یاد تو فردا یہ بینم
 آنکس کہ بہ بند عشقت افتاد
 اے مونس جان چہ دستانی
 از یاد تو این دے بنم غرق
 چہم و سر ما فداے رویت

وے جان جهان و نور انوار
 حیران ز رخت قلوب و البصار
 ہنگام نظر نصیب انکار
 پنہانی و کاری تو نمودار
 نوری و نہان تر از شب تار
 دان کو کہ شود محیط اسرار
 بے مادہ و بے نیاز انصار
 با آنکہ عطائے تست بسیار
 مہر تو بخود کشد زہر یار
 از حسن نہ بودے بیچ آثار
 رنگ از تو گرفت گل بہ گلزار
 آمد زہان بلند اشجار
 گیسوئے بتان و مشک تانار
 بینم ہم چیز آئینہ وار
 ہر جوہر و عرض شمع بردار
 ہر جان بدد صلاے این کار
 ہر قطرہ بر انداز تو انہار
 ہر باز غرائب تو اذکار
 در حلقہ عاشقان خون بار
 دیگر نہ شنید بند اغیار
 کہ خود بر بودیم بہ نیکیار
 وار دیگرے نہان صدف ار
 جان و دل ما بتو گرفتار

تا دم نہ زند دگر خدیار
در برج و لم مندان یار
کردیم و دست جزا تو دشوار

اشق تو یہ نقد جان خریدیم
میرا تو کہ سر زدے ز چیم
سہریت کہ ترک خویش مہیوند

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۸۹

بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
کیونکہ کچھ تہا نشان اسمین جمال یار کا
مست کرو کچھ ذکر ہے نرک پاتا تامل کا
بس طرف دیکھیں وہی راہ سترے دیدار کا
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چکار کا
اس سے ہو شود عجت عاشقان زار کا
کون پڑھ سکتا ہے سارا قرآن اسرار کا
کس سے کہل سکتا ہے حج اس عقدہ شمار کا
ہر گل و گلشن میں ہو رنگ اس تری گلزار کا
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسو سفدار کا
ورنہ تہا قیلہ ترارن کا فرو دیندار کا
سب سے کٹ جاتا ہے سب جگہ انعام انبار کا
تا مگر در مان ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا
جان گھسی جاتی ہے جیسے دل ٹپٹ بیمار کا
خون نہ ہو جاکسی دیوانہ بخون و لڑکا

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدل انوار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بکھل ہو گیا
اس بہار دن کا دل میں بہار کجوش ہو
ہو بسبب جلوہ تری قدرت کا پیار ہر طرف
چشمہ خورشید میں موجیں تری شہوین
تو نہ خود ورنہ اپنی ہاتھ سے چہر کا نک
کیا بسبب تو فی ہر اک ذرہ میں کہیں ہیں غما
یہ تری قدرت کا کوئی ہی انتہا پاتا نہیں
فیرو یوں میں ملاحست ہو تری اس حسن کی
چشم مست ہر حسین ہر دم دکھاتی ہے تجھے
آنکھ کے اندھون کو حامل ہو گئی سو سو بچا
ہیں تری پیاری نگاہیں دلبر اکتیخ تیر
بترے ملنے کے لہجہ ملگئی ہیں خاک میں
ایک دم ہی گل نہیں پڑتی مجھے تیر سوا
شور کیسا ہے ترے کو چہ میں لعل جلدی بھر

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۸۹

نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو میر تبین
ہوتے ہیں زکوالیو کہ بس مر ہی جاہین
کیا کیا نہ اتھے ہجر میں آنسو بہاؤ ہیں
آنکھیں بنیں بن کمان نہیں دل میں نہیں

دنیا کی حرص و آرزو کیا کچھ نکرتی ہیں
زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاؤ ہیں
جب اپنی دلبر و نکوۃ جلدی پاتے ہیں
پر انکو اس سخن کی طرف کچھ نظر نہیں

کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہر جہوٹ اقتقاد
کیا حال کر دیا ہر تعصب نے ہے تعصب
ترک اس عیاں و قوم کو کرنا نہیں کبھی
دنیا سے دون نماز و نماز کس مدام

انکے طریق و دھرم میں گولا کہہ ہونسا
پر تب ہی مانتے ہیں اس کو ہر سبب
دل میں مری ہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
اسے غافلان و فاختہ دین سر اکہ نام

سر مرچم آریہ صفحہ ۱۰۱

منکر از فیض بخش ہموارہ
نزد تو عاجزست و ناکارہ
شور قلوبی ز ہر سو سے
چون نباشد بدیع ما آن ذات
کے خدا ایچنین بود ہیہاست
تا تو ان باشد و ضعیف و حقیر
داورسی مکن بنا دانی
کہ خدا تا تو ان و مسکینست
مایہ عمر را دہی بر باد

اسے ز تسلیم وید آوارہ
آن قدیرے کہ نیست زوچارہ
بشنوی گرو و بحق رو سے
آنکہ با ذات ابقا و حیات
تا تو انیست طور مخلوقات
کے پسند و خرد کہ رب قدیر
نظرے کن بستان ربانی
این چہ دینست و ایچہ آئینست
گر بدین دین و کیش ہستی شاد

سر مرچم آریہ صفحہ ۱۰۲

انکا دل بتلا ہے وید و نکا
کیا نظر آگیا ہے وید و نکا
سوچ لو یہ خدا ہے وید و نکا
کیون بہر و سا کیا ہے وید و نکا
یہ سراسر خطا ہے وید و نکا
بس یہی مدعا ہے وید و نکا
کال سر پہ کہہا ہے وید و نکا
دوسرا کیونکر اسکو پہچانے
نظر دور کار گر کیسا ہو

ان کو سودا ہوا ہے وید و نکا
آریو اس قدر کرو کیون جوش
نہ کیا ہے نہ کر کے پیدا
عقل رکھتے ہو آپ ہی سوچو
بے خدا کوئی چیز کیونکر ہو
ناستک مت کروید ہین حامی
ایسے مذہب کبھی نہیں چلتے
جس نے پیدا کیا وہی جانے
غیر کو غیر کی خبر کیا ہو

سرمد چتم آریه صفحه ۲۰۶

آنجا که محبت نمک میریزد این نفس دنی که صد هزارش بسوزد چون رنگ خودی رود کس را از عشق	بهر پرده که بود از میان بر خیزد خاموش شود چو عشق شورا بگیرد یارش ز کرم برنگ خویش آیمزد
---	--

سرمد چتم آریه صفحه ۲۱۰

سینه می باید هتی از غیر یار جان می باید براه افسد سبح دانی صیت دین عاشقان از همه عالم فرو بستن نظر	دل می باید پر از یاد نگار سر می باید بیائے او تبار گویمت گر بشنوی عشاق وار لوح دل شستن ز غیر دوستدار
---	---

سرمد چتم آریه صفحه ۲۳۲

ترک خوبی می کفایت خو بهتر شیر با شیر می نماید زور تن گر غریق اندر نجاست باستن	عشق را در مان بود عشق دگر می توان آهین باهین کوفتن رو بدیائے در آر و غوطه من
---	--

سرمد چتم آریه صفحه ۲۳۹

چون گمانی کنم اینجا مدور ج قدس این مدد هست در اسلام چو خورشید عیان	که مرا در دل شان دیو نظرت آید که بر عمر سیجائے دگر می آید
---	--

سرمد چتم آریه صفحه ۲۵۰

تا بر دلم نظر شد از مهر ماه مارا لطف عییم دلبر هر دم مرا بخواند در کوسه دستاخم چون خاک کوشب روز	کر دست سیم خالص قاب سیاه مارا هر چند می زند این افیاء راه مارا دیگر نشان چه باشد اقبال و جیاه مارا
---	--

سرمد چتم آریه صفحه ۲۵۹

گر چه هر کس زره لات بیافزارد صادق آنست که از صدق نشادارد	
---	--

سرمد چتم آریه صفحه ۲۶۰

نمی ترسیم از مردن چنین غمناز دل گندیم که ما مریم زان رود که دل از غیر بکنیم	
--	--

دل و جان در ره آن دستان خود فدا کریم اگر جان از ما خواهد بصد دل آرزو مندیم

تاریخ طبع شحمه حق منہ صفحہ ۸۰

آن صید تیرہ بخت کہ بندہ پیادوست
فرعون شد و عناد کلیے بدل نشاند
چون شحمہ حق از پئے تفریر او بجاست
تاریخ رد آن ہڈیاںش ہمہ حاجت است

عید کر یک بود کہ موسی شکار کرد
۱۱۶۴ - بالحاں بندے پیادوست

فتح اسلام صفحہ نائل

کیا شک ہوتا تے میں تہین اس یح کے
حاذق طبیب پاتہین تے ہی خطاب

فتح اسلام صفحہ ۶۷

اے خدا اے چارہ ساز ہر دل اندوگین
از کرم آن بندہ خود را بہ بخشش با تراز
در دیست درد کم کہ گرازیں آب چشم

اے پناہ عا جزان آمر زگار مذنبین
دین جدا افتادگان را از رحم باہر بین
بر دارم استین برود تا بد امنم

موشیہ تفوقہ (فتح اسلام صفحہ ۷۵) حالت اسلام

مے سز و گر خون ببار و دیدہ ہر آل دین
دین حق را گردش آمد صعبناک سہل گین
آنکہ نفس اوست اندر خیر و خوبی کفیب
آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوبس و اسیر
تیر بر معصوم مے بار و خبیثہ بد گھر
پیش چشمان شما اسلام در خاک افتاد
ہر طرف کفرست جو شان بچو افواج یزید
مردم ذمی مقتدرت مشغول شتر تہا کویش
عالمان را در مذہب باہم فساد و از جوش نفس
ہر کسے از بہر نفس دون خود طرے گرفت

بر پریشان حالی اسلام و قحط المسلمین
سخت شورے اوقتا داند چہاں از کفر و کین
مے تراشد عیب با در ذات خیر المسلمین
ہست در شان امام پاکجا از ان محکم چین
آسمان را مے سز و گرسنگ بار و بزمین
چیت عذری پیش حق اسی مجمع المتعین
دین حق بیمار و بکس بچو دین العابدین
خرم و خندان نشست با تان نازنین
زابدان غافل سر اسرار زہر رہائے دین
طرف دین خالی شد و ہر شے بہت از کین

اے مسلمانان پہ آواز سامانی پہنست
 کار نیاراجہ استحکام در چشم شہادت
 رحمت آمد قریب آغا فلان محمد بن عبد
 نقص خود را بستہ دنیا دارا می پوشش
 دل مدد آلا بالہ از کجہ شہادت
 آن نور و مدد سے کہ دیوانہ باش بود
 ہر سب جام شہادت آب حیات الا زوال
 اسے ہر اور دل زہ در دولت و نیک دون
 تا توانی جہ کن از بہر دین با جان و مال
 از عمل ثابت کن آن نور کہ در ایمانست
 یاد ایامے کہ این دین مرجہ ہر کیش بود
 بر زمین گستر و ظل تربیت از نور علم
 این زمانے آچنان آمد کہ ہر زین الجہول
 صد ہزاران ابھان از دین برون برد
 بر مسلمانان ہمہ ادا بارزین رہ او فتاد
 گر گروہ عالمے از راہ دین مصطفی
 فکر ایشان غرق ہر دم درہ دنیا و دن
 ہر کجا در مجلس فسق ستایشان صدر شہادت
 باختر بات آشنا بیگانہ از کوئے بدی
 رو بگردانید و کد کہ صد اخلاص و است
 آن زمان دولت و اقبال ایشان در گشت
 از رہ دین پروری آمد غروب اندکست
 یا الہی باز کے آید ز تو وقت مدد
 این دو فکر دین احمد مغربان گذشت

بہن ہین ابرہ شہاد و سیفہ دنیا رہن
 یا مارا دل برون و دید موت اولین
 ورنے تاکے زبان طاعت و ہم جوین
 ورنے یعنی با پینی ورنے انما سہین
 تاسہ ورد اسمی یا بی نایب الحنین
 ہوشیار آنکہ تار و آن یار حسین
 ہر کہ نوشیدست او ہرگز نمیرد بعد زین
 زہر خونریزست در ہر قطرہ ہین ۶۶
 تا زرب العرش یا بی خلعت صد آفرین
 دل چو دادی یوسفے را راہ کفایت گزین
 عالمے را و ارا نید از رہ دیو لعین
 پاسے خود سے زہر و جہاد بر چرخ برین
 از سفاقت میکند گداز این دین متین
 صد ہزاران جاہلان گشتند صید الکرین
 کرے پیے دین بہر شان نیت بانیت تیز
 از رہ غیرت نمی جنبند ہم مثل جنین
 مال ایشان غارت اند راہ نسوان ہین
 ہر کجا بہرست از معاصی حلقہ ایشان گین
 نفرت از ارباب دین بامی پرستان شیر
 چون دیدند دل این قوم صدق الخلیفہ
 شومی اعمال شان آورد آیا سچین
 یا ز چون آید باید ہم ازین رہ بالیقین
 باز کے پیغم آن فرغندہ ایام و سنین
 کثرت اعدا ملت قلات انصار دین

یا مرا بردار یارب زمین مقام آتشین
گمراہان را چشم کن روشن ز آیات مبین
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی درین
صادقان را دست حق بآشد نہان درین

۱۔ سے خدا زود آو بر ما آب نہت ہا ببار
اسے خدا نور ہدیٰ از مشرقِ حُرمِ برآر
چون مرا بخشد صدق اندرین روز گدا
کار و بار صادقان ہرگز نہ اندتا تمام

نتیجہ اسلام صفحہ ۲۳

آپنخنان از خود جدا شد کہ میان با تمامیم
پیکر او شد سر اسر مورت رب رحیم
ذات حقانی صفاتش منظر ذات قدیم
چون دل احمد بخونیم دگر بے شے عظیم
صد بلا را میجویم از ذوق آن عین انیم
رشنم فرعونیا نم بہر عشق آن کھیم
گفتے گردیدے طبعے درین را سلیم
این تمت این دعا این دلہم غم مہیم

شان احمد کہ داند جز خداوند کریم
زان نمٹا شد محو دلبر کز کمال اتحاد
بوی محبوب حقیقی میدزدان رو پاک
گرچہ منسوب کند کس بکس بجا و ضلال
منت ایزد را کہ من بر رنم اہل روزگار
از عنایات خدا و فضل آید ادا پاک
آن مقام و مرتبت خاصش کہ برین میان
در رہش محمد این سر و جہانم رود

ازالہ اوہام صفحہ ۳۱

خویشتن را زود تر بر مندد الخار آور
ہرچہ پنہان خاصیت دارد جہان بار آور
تا صداقت خویشتن را خود یا ظہار آور
نور پنہان پر چین مرد انوار آور
ہر زمان رویش سرور و اصل بار آور
بدین آدیم و بدین بگذریم

آن نہ دانا بود کز ناشکیبائی نفس
صبر باید طاعتی را کہ تحم اند جہان
اندکے نور فراست باید ایجا مرد را
صادقان را صدق پنہانی نمی ماند نہان
ہر کہ از دست کسی خورد دست کاست و مال
ز عشاق فرقان و پنہانم بریم

ازالہ اوہام صفحہ ۳۷

امیان را سے دہی فہم و ذکا
در جہالت ہا مرا نشود تماست
من مجب تر از میسجے بے پد

اسے خدا جہانم بر اسرار ت فدا
در جہانت بچو من امی کجاست
کر کے بودم مرا کردی بشر

جائے کہ از مسیح و نزولش سخن رود
 کاندردلم و مید خداوند کردگار
 موعودم و بحسبیه ما نور آدم
 رنگم چو گندم است و بمو فرق بین
 این مقدم نه چاک شکوکت و التباس
 از کلمه مناره شرقی بحسب مدار
 اینک منم که حسب بشارت آدم
 آن را که حق به جنت خلدش مقام داد
 چون کافر از ستم پرستند مسیح را
 و یک نظر بجانب فرقان بغور کن
 یارب کجاست محرم راز مکاشفات
 آن قبله رود نمود بکیتی بچار دهم
 بوشید آسمان کرم منیع فیوض
 اے معترف بخوف الهی ميسور باش
 آخر سخاذه که گمان نکو کنید
 بر من چراکشی تو چنین خجسته زبان
 مامورم و مرا چه درین کار اختیار
 اے آنکه سوگمن بدویدی بصدر تبر
 حکم است از آسمان بر زمین میرسانش
 اے قوم من بگفته من تنگدل مباش
 من خود نگویم این که بلوح خدا همین است
 در تنگنا و حیرت و فکرم ز قوم خویش
 و چشم مانده است نه گوش و نه نور دل

گویم سخن اگر چه ندارند با ورم
 کان برگزیده رازره صدق مظهرم
 حیف است گر بیده نه بیند منظرم
 ز انسان که آمدست در اخبار سرورم
 سید جدا کند زمیجا سبب احمرم
 چون خود ز مشرق است تجلی نیرم
 عیسی کجاست تا به نهد پا بمنبرم
 چون بر خلاف وعده برون کند از ارم
 عینوری خدا بسرش کرد همسر م
 تا بر تو منکشف شود این راز مخفوم
 تا نور باطنش خبر آرد ز محبدم
 بعد از هزار و سه کیت افکند در حرم
 کاندند اے یار ز هر کوی و معبدم
 تا خود خدا میدان کند آن نور اخترم
 چون میروی برون ز صدوشن برادرم
 از خود نیم ز قادر ذوالجسد اکبرم
 رو این سخن بگو بخداوند آمرم
 از باغبان ترس که من شاخ شمرم
 گر بشتوم نگویشش آزا کجا برم
 ز اول چنین بچویش بین تا باخرم
 گر طاقتت بگوین آن نقش داورم
 یارب عنایتی که ازین فکر مضطرم
 جز یک زبان شان که نیز زد بیکدرم

بد گفتم زنوع عبادت شمرده اند
 ایدل تو نیز خاطر اینسان نگاها دار
 اسے منکر پیام سرورش دند احو حق
 جانم گداخت از غم ایمانت احو عزیز
 خواهی که روشنت شود احوال صدق
 گوش دلم بجانت تکفیر کس کجاست
 از طعن دشمنان بفر چون شود مرا
 من میزیم بوحی خدا که با من است
 من رخت برده ام بجمارت یار خویش
 عشقش تبار و پود دل من درون بخت
 راز محبت من و او فاش گر شد
 ابتداء روزگار ندانند راز من
 بعد از بهم هر آنچه پسندید بخت
 هر لحظه می خوریم ز جام وصال دوست
 باد بهشت بر دل پر سوز من و دزد
 بد بوی حاسدان نرساند زبان به من
 کام ز قرب یار بجای رسیده است
 پایم ز لطف یار بخت خزیده است
 بوش اجابتش که بوقت دعا بود
 هر سوی و هر طرف رخ آن یار بنگرم
 ای حسرت این گروه عزیزان مرا ندید
 گر خون شد دست دل ز غم و درویشان
 هر شب هزار غم بمن آید ز در و قوم
 یارب یاب چشم من این گل شان بشو

در چشم شان پلید تر از هر مزدم
 کاخر کنند دعوی حبس پیمبرم
 از من خطا میسن که خطا در تو بنگرم
 دین طرفه ترک من بگمان تو کافرم
 روشندی بجواه از ان ذات ذوالکرم
 من مست جامها می عنایات دلبرم
 کاخر خیال دوست بجواب خوش اندم
 پیغام او مست چون نفس روح پرورم
 دیگر خبر میرس ازین تیره کشورم
 مهرش شد دست در ره دین مهر نورم
 بسیار تن که جان بفشاندی برین درم
 من نور خود نهفته ز چشمان شپرم
 بدست آنکه در نظرش هیچ محترم
 هر دم انیس یار علی رغم منکرم
 صد تگبخت لطیف دهد و دود مجرم
 من هر زمان ز نافه یادش معطرم
 کاخ ساز فهم و دانش اغیار برترم
 در فضل آن حبیب بدست ساعرم
 زان گونه زاریم نشنیدست مادرم
 آن دیگرے کجاست که آید بخاطرم
 و تنه به بیندم که ازین خاک بگذرم
 هست آرزو که سر برودم درین سرم
 یارب نجات بخش ازین روز پر شرم
 کامر فرد تر شدست ازین در و بترم

در باب چونکه آب بهر تو رنجتیم
تا بجای غموم باخسرنه رسد
دل غم خوش شد دست از غم این قوم نداشتند
گر علم خشک کوری باطن نره زد
بدرنگ میکتد اثر این منطقه مگر
سلام آن بود که نوز است رفیق اوست
۱۰. و از قوم من نشناسد مقام من
اے قوم من اصبیه نظر سو خفیب دار
نور چون خاک پیش تو قدم بود چه پاک
افادت و فضل او که نواز دو گره من
را انگیزد دست او دلم از غیر خود کشید
ایب از خدا بعشق محمد محترم
به تارا بود من بسراید بعشق او
من در حریم قدس چرخ صد اتم
هر دم فلک شهادت صدقم همید
والد که کجاستی تو هم ذکر دگار
این آتشی که دامن آخر زمان بر خفت
من بنیتم رسول دنیا در ده ام کتاب
یا رب بزاریم نظری کن بلطف و فضل
جانم خدا شود بهره دین مصطفی

در باب چونکه جز تو نماند دست دیگر
این ترس مگر تمام شد روز نشسته
وز عالمان کج که گرفتند پیبرم
هم عالم و فقیه شد همه چو چاکرم
سبب به این کسان ز کلام من شرم
این علم تیره را به پیشین می بخیزم
روز است بگریه یاد کند وقت خوشترم
تا دست خود و بجز زبیر تو گسترم
چون خاک نه که از خس و خاشاک کمترم
کز نه آدمی صد فایده گوهرم
گوئی گه نه بود دگر در تصورم
گر که این بود بخت ساخت کافر
انند و بچی و از غم آن داستان پر
دست من محافظت زهر باد صرم
زیفم که ام غم که زمین گشت منکرم
بیدار است که دور بماند زانگرم
از بهر چاره اش بختان به کوثرم
هان ملهم استم و ز خداوند منذر
جز دست رحمت تو دگر گیت یا ورم
این ست کام دل اگر آید میسر

ازاله او هام صفحه ۵۳۶

ز موت و ز فو تش ربائی نبود
تو هم کن چنین ابن مریم توئی

در آن ابن مریم خدائی نبود
رها کرد خود را از شرک و دوی

ازاله او هام صفحه ۶۶۵

آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا
کیا ہو اگر قوم کا دل سنگ غار ہو گیا

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
شکر لے لگیا ہم کو وہ لعل بے بدل

ازالہ صفحہ ۶۳

مے تو اند شد مسیحا میتواند شد یہود
زمرہ دیگر بجائے انبیا دارد قعود

امت احمد نہان دارد دو ضد را در وجود
زمرہ زیشان ہمہ بد طینتان را بجا تنگ

ازالہ صفحہ ۶۴

دل میں اٹھتا ہوں مری سو سو ابال
داخل جنت ہوا وہ محترم
اُسکے مرجانیکی دیتا ہے خبر
ہو گیا ثابت یہ تیل آیات سے
یہ تو فرقان نے ہی بتلایا نہیں
غور کن در انفس کا یو جعوت
موت سے بچتا کوئی دیکھا پہلا
چل بے سب انبیا و راستان
یونہی باتیں ہیں بنائیں و اہیات
ہے یہ دین یا سیرت کفار ہے
سچ کر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے
سنت الہی وہ کیوں باہر رہا
غیب دان و خالق وحی و قدیر
اب ملک آئی نہیں اُسپر فنا
اس خدادانی پتیرے مرجبا
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے
جسپہ برسوں تہمین اک تاز تھا
الامان ایسے گمان و الامان

کیون نہیں لوگو تہمین حق کا خیال
ابن مریم مر گیا حق کی قسم
مارتا ہے اسکو فرقان سر بسر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
کوئی مُردون سے کبھی آیا نہیں
عہد شد از کردگار بیچگون
اے عزیز و سوچ کر دیکھو ذرا
یہ تو رہنے کا نہیں پیار و مکان
ہاں نہیں پاتا کوئی اس سے نجات
کیون تہمین انکار پر اصرار ہے
بر خلاف نص یہ کیا جوش ہے
کیون بنایا ابن مریم کو خدا
کیون بنایا اسکو یاشان کبیر
مر گئے سب پر وہ مرنیسے بجا
ہے وہی اکثر پرندون کا خدا
مولوی صاحب یہی تو حید ہے
کیا یہی تو حید حق کا راز تھا
کیا بشر میں ہی خدائی کا نشان

فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
 پرٹ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
 کچھ تو آخر چاہیے خوف خدا
 ہے یہ کیا ایماندار و نیکان شان
 دل سے ہین خدام ختم المرسلین
 خاک راہ احمد مختار ہین
 جان و دل اس راہ پر قربان ہو
 ہے یہی خواہش کہ ہو وہ ہی فدا
 کیون نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب
 رحم کن بر خلق اسے جان آفرین
 تجھ کو سب قدرت ہو اور رب الورا

بے تعجب آپ کے اس جوش پر
 کیون نظر آتا نہیں راہ صواب
 کیا یہی تسلیم فرقان ہے بھلا
 مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
 ہم تو رکبت ہین مسلمانوں کا دین
 شرک اور بدعت سی ہم بیزار ہین
 سارے حکموں پر ہین ایمان ہد
 دے چکے دل اب تن غاکی رہا
 تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
 سخت شور سے اوقات اندر زمین
 کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا

ازالہ صفحہ ۸۲۵

عزیزان بے خلوص صدق کشائیں درگارا
 مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پید

آسمانی فیصلہ معلوم

اے خداوند رہنماے جہان
 آتش افتاد جہان ز فساد
 صاوقان را ز کلاؤیان برہان
 النیاسات اسی معیشت عالمیان

آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۸

اے خدا اے مالک ارض و سما
 اے رحیم و دستگیر و رہنما
 سخت شور سے اوقات اندر زمین
 امر فیصل از جناب خود نما
 اک کر شمع اپنی قدرت کا دکھا
 حق پرستی کا مٹا جاتا ہو نام
 اے پناہ حزب خود در ہر بلا
 ایکہ در دست تو فصلت و تقنا
 رحم کن بر خلق اسے جان آفرین
 تا شود قطع نزاع و فتنہ ہا
 تجھ کو سب قدرت ہو اور رب الورا
 اک نشان دکھا کہ ہو حجت تمام

آسمانی فیصلہ ۳۶

گر خدا از بندہ خوشنود نیست گر سنگ نفس دنی را پروریم اے خدا اے طالبان را رہنما بر رضا کے خویش کن انجام ما خلق و عالم جہلہ در نور و شہ اند آن یکے را نور سے بخشی بدل چشم و گوش و دل ز تو گیر دنیا ذات تو سرچشمہ فیض مہدی	پس حیوانے چوا و مرد و دنیست از سگان کو چہ ہا ہم کتیریم اے کہ مہر تو حیات روح ما تا بر آید درد و عالم کام ما طالبانت در مقام دیگر اند وان دگر را می گذاری پایگل ذات تو سرچشمہ فیض مہدی
---	---

آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۶

ہم ان یہ کہ جان در رہ او نشانم | جہان را چہ نقصان اگر من نامم

نشان آسمانی

این ست نشان آسمانی یا صوفی خویش را برون آرد اے سخت اسیر بدگمانی سوزم کہ چنان شوی مسلمان اگر خود آدمی کامل نباشد تلاش حق رحمت خالق کہ جز اولیاست خدا سے وہی لوگ کرتی ہیں پیار اسی فکر میں رہتی ہیں روز و شب اسے دیکھ کے مال و جان بار بار لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے چہ خوش بود سے اگر ہر کیامت نوردین	مثلش بنما اگر توانی یا تو یہ بکن ز بدگمانی وے بستہ کمر بہ بد زبانی دین طرفہ کہ کافرم بخوانی خدا خود راہ بناید طلب گار حقیقت را ہست پنهان زیر لعنت اخلق جو سب کچھ ہی کرتی ہیں اسپر تار کہ راضی وہ ولداد ہوتا ہو کب ابھی خوف دل میں کہ میں نابکار وہی پاک جانتی ہیں اس خاک سے ہمیں بود سے اگر ہر دل پر از نور نقین بود
--	--

برکات الدعاء

اے اسیر عقل خود برستی خود کم نہ از غیر را ہر گز نمی باشد گذرد کو سے حق	کین سپہر بوالعجب چو تزیین آورد ہر کہ آید از آسمان اور از آن یار آورد
---	---

خود بخود فهمیدن قرآن گمان باطل است هر که از خود آورد او نجس و مردار آورد

برکات الدعا صفحہ ۲۸

روے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب
لیکن آن رسوخسین از غافلان مانند نهان
دامن پاکش ز نخوت با منی آید بدست
بس خطرناک است راه کوچہ یار قدیم
تا کلامش فہم و عقل ناسزایان کم رسد
مشکل قرآن نہ از ابناء دنیا حاصل شود
ایکہ آگاہی ندادندت ز انوار درون
از سر وعظ و نصیحت این سخن با گفته ایم
از دعا کن چارہ آزار انکار دعا
ایکہ گوئی گرد دعا ہارا اثر بود کجاست
ہاں مکن انکار دین اسرار قدرت ہا حق

می درخشند در خور و می تابدا ندر ہاتھاب
عاشقے باید کہ بردارند از بہر شلقاب
ہیچ را ہے نیست غیر از عجز و در دو اضطراب
ہاں سلامت بایست از خود روی سرتیاب
ہر کہ از خود گم شود او یابد آن را ہمواب
ذوق آن می داند آن مستی کہ نوشدن مستجاب
در حق ما ہر چہ گوئی نیستی جائی عتاب
تا گر زین مرہبے برگردد آن زخمی خراب
چون علاج می ز می وقت خمار و الہاب
سوئی من بشتاب بتایم تر چون آفتاب
قصہ کوتہ کن بہ بین از نادعا مستجاب

برکات الدعا صفحہ ۳۲

بیکے شد دین احمد ہیچ خویش دیار نیست
ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاران تن بود
این خداوندان نعمت اینچنین غفلت پست
اے مسلمانان خدا را یک نظر بر حال دین
آتش افتادہست دشتش بخیزند یار دین
ہر زمان از بہر دین در خون دل من می تپد
آنچہ بر ما می رود از غم کہ داند جز خدا
ہر کسے مخواری اہل و اقارب می کند
خون دین پیغم روان چون کشتگان کر بلا
حیرتم آید چو پیغم بذل شان در کار نفس

ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست
حیث بر چہ شے کہ اکنون نیز ہم ہشیانیت
ای خود از خواہید یا خود بخت دین بیدارت
آنچہ می بینیم بلا ہا حاجت اظہار نیست
دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست
محرم این درد ما جز عالم الہی نیست
ز ہر کسے نوشیم لیکن ز ہر کسے گفتار نیست
اے دلیر این بیکے را ہیچ کس غمخوار نیست
ای عجب این مردمان را ہر آن دلدار نیست
کاین ہمہ جو دو سخاوت درہ وادار نیست

لطفت کن مارا نظر بر اندک و بسیار نیست
آنچه مثل او بر گیر گنبد و وار نیست
جز دعامی بامداد و گریه اسحیاری نیست
آنکه اورا فکر دین احمد مختار نیست
دائما عیش و بهار گلشن و گلزار نیست

اسے کہ داری مقدت ہم مزم تا یثبات بنی
بین کہ چون در خاک می غلطد جور ناگهان
اندرین وقت مصیبت چارہ ما بیکسان
اسے خدا ہرگز مکن شاد آن دل تاریک را
اسے برادر و خج روزیام عشرت با بود

آئینہ کمالات اسلام سرورق

بہار و رونق اندر وضع ملت شود پیدا
با صاحب بنی نرذ خدا نسبت شود پیدا
کمال اتفاق و خلعت و الفت شود پیدا
ز بہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا
شمار اینز و الدت نصرت و عزت شود پیدا
ہم از بہر شہدائے گاہیک قدرت شود پیدا
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا
کہ آخر ساعت رحلت بصد رحمت شود پیدا
ز صد نومیدی یاسن الہم رحمت شود پیدا
کہ از تائید دین حشر شہدائے دوست شود پیدا
بقا سے جاودان یابی گراں بہار شود پیدا
قصای آسمانست این بہر حالت شود پیدا
کہ باز آن قوت اسلام و آن شوکت شود پیدا
بلائے او بگردان گر کھفت شود پیدا
کہ در ہر کار و بار و حال او نصرت شود پیدا
ز بہر دے دہم پندش مگر نصرت شود پیدا
مگر وقتیکہ خوف و حشت و خشت شود پیدا
نمی دانم چرا از نور حق نصرت شود پیدا

بکوشیدای جوانان تا بدین قوت شود پیدا
اگر یاران کتون بر غریت اسلام رحم کنید
نفاق و اختلاف ناشناسان از میان خیزد
بجہنید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی
اگر امر و ز فکر عزت دین در شہا ہو شد
اگر دست عطا نصرت اسلام بکشتایید
ز بذل مال و در راہش کسے مغلس نمی گردد
دو روز عمر خود در کار دین کوشیدای یاران
امید دین روا گردان امید تو روا گردد
در انصاف بنی بنگر کہ چون شد کار تادانی
بسجوا از حجان دل تا خدمتے از دست تو آید
بمغت این اجر نصرت را دستہ نامی ورنہ
بہمی پیغم کہ دار قدر و پاک مے خواہد
کر یا صد گرم کن بر کسی کو ناصر دین ست
چنان خوش دار اورا خدا حق قادر مطلق
دینخ و در دقوم من بند آگن نمی شود
مرا باور نمی آید کہ چشم خویش بکشتایند
مرا در جلال و کذاب و کبر از کافران ہنند

که از حق چپته حیوان درین خلعت شود پیدا
که خواب آلودگان را رافع غفلت شود پیدا
که نزد هر صدی یک مصلح امت شود پیدا

عجب دارید اونا آشنایان خافلان از دین
چرا انسان توجیب نکند در سکر این معنی
فراموش شد ای قوم احادیث بنی السد

برکات الدعا حاشیه صفحه ۱۱

از دست تو فتنه هر طرف خاست
دیگر نگرید بجانب راست
از ماست مصیبتی که بر ماست
زان روز هجوم این بلاهاست
وین گم شد و نور عقل با ماست
رو تا فتنه زان طرف که در ماست
کین قصه بعید از غم و دواست
گویند خلاف عقل و داناست
هشدار که پا تو نه بر جاست
رو تو به کن این نه راه تو است
گوئی که خدا خیال بجا است
در کار خدا از نوع سود است
بنشین که نه بجا ستور و غوغاست
اسرار خدا نه خوان بیخاست

ای نچر شون ایچه اید است
آن کس که ره کجاست پسندید
لیکن چو ز غم و فکر بیستم
متروک شد دست درس فرقان
نیچر نه باصل خویش بد بود
بر قطره نگویند شد یکبار
بر جنت و حشر و نثر خندند
چون ذکر فرشتگان بیاید
ای سید سرگروه این قوم
پیرانه سر این چه در سرافتاد
ترسم که بدین قیاس یک روز
ای خواجیه برو که فکر انسان
آخر قیاس با چه خیزد
ای بنده بعیرت از خدا خواه

آئینه کمال اسلام صفحه ۱۱

برو که تو که ربائی درین گرفتاریست
که آمدن به پناهی کمال هشیاریست
که خفیه داشتی عشق تو ز غم داریست
که بیان بیار سپردن حقیقت یاریست

محبت تو دوا ای هزار بیماریست
پناه روئی تو جستن نه طور مستان
متاع مهر رخ تو بهان نخواهم داشت
بر آن سرم که سر و جان فدا کنم تو بچشم

آئینه کمال اسلام صفحه ۱۱

یار آمیزد مگر با بجاک آمیختیم
وز پئے وصل بخارے حید با آمیختیم

تنگ نام و عزت دنیا ز دامن نختیم
دل بدادیم از کف و جان در گداز نختیم

در لغت و مدح حضرت سیدنا و سید الباقین محمد مصطفیٰ و محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آئینہ بحالات اسلام صفحہ ۲۲

چون ز من آید ثنا سرور عالی تبار
آن مقام قرب کو دارد و بدلدار قدیم
آن عنایت ہا کہ محبوب ازل دارد بدو
سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقان
آن مبارک چو کہ آمد ذات با آیات او
آنکہ دارد قرب خاص اند جناب پاک حق
احمد آخر زمان کو اولین را جاسے فخر
ہست در گاہ بزرگش کشتی عالم پناہ
از ہمہ چیز سے فزون تر در ہمہ نوع کمال
مظہر نور سے کہ پنهان بود از عہد ازل
صد بزم آسمان و حجتہ المدبر زمین
ہر رگ تار وجودش خانہ یار ازل
حسن رو او یہ از صد آفتاب ماہ تاب
ہست او از عقل و فکر و دہم مردم دورتر
روح او در گفتن قول بے اول کہے
جان خود داد و چون خلق خدا در نظرش
اندر ان وقتے کہ دنیا پر شرک کفر بود
ہیچکس از جنبش شرک جنسیت اگر نشد

عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دودار
کس ندانند شان آن از او اعلان کردگار
کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آن اندویار
آنکہ روحش کرد طہر ہر منزل وصل نگار
رحمتے زان ذات عالم پرور و پروردگار
آنکہ شان او نہ فہم کس از خاصان کبار
آخرین را مقتدا و ملجا و کہف و حصار
کس نگوید روز محشر جز پناہش رستگار
آسمانہا پیش اوج ہمت او ذرہ وار
مطلع شمسے کہ بود از ابتدا رستار
ذات خالق را نشانے بس بزرگ استوار
ہر دم و ہر ذرہ اش پر از جمال دوستدار
خاک کو سے او یہ از صد تاقہ مشک تار
کے مجال ٹکرتا آن بجز ناپید اکھار
آدم توحید و پیش از آدمش پروردگار
یعنی بلا کف و حیدتہ کم شہنشاہ
جان نشا و حسرتہ جاناں بید از انکسار
ہیچکس بلخون نشد دل جز دل آن شہر یار
این خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق زار

کس چه میداند که از ان تاله بایستد خبر
من نمی دانم چه در کبود و اندوه دمنی
نمی ز تار یکی تو خوشی نه ز تنهایی هر اس
کشته قوم و فدا می خلق و قربان جهان
نعره پایزد در میزد از پی خلق خدا
سخت شور بگر فلک افتاد از ان مجز و دعا
آخر از مجز و مناجات و تضرع کردش
در جهان از مصیبتها بود و طوفان عظیم
همچو وقت نوح دنیا بود پر از هراس
مرشایطین را تسلط بود بر هر روح و نفس
منت او بر همه سرخ و سیاهی ثابت است
یابنی المدد توئی خود شیده های دایه
یابنی المدد لب تو چشمه جان پر دست
آن سیکه بود حدیث پاک تو از زید و عمر
زنده آن شخصه که نوشد جرعه از چشمه است
عارفان را منتها می معرفت علم رخت
بے تو هرگز دولت عرفان نمی یابد کس
نیکه بر اعمال خود بے عشق روت اهل بیت
در دمنی حاصل شود نور و روشن روی تو
از عجاایمهای عالم هر چه میجو و خوش است
خوشتر از دوران عشق تو نباشد هیچ دور
منکه به بر دم بخوبیهای بے پایان تو
هر کس اندر نماز خود دعا می کند
یابنی المدد دعا می هر سر موئی تو ام

کان شفیقه کرد از بهر جهان در کنج قار
کاند ران غاری در آورش خزین و دلقار
سنه ز مردن غم نه خوف کرد و نمی بیم مار
نمی بچشم خویش میبیش نه نفس خویش کار
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نهار
قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار
شد نگاه لطف حق بر عالم تاریک تا
بود خلق از شرک و عصیان که در دهر بیدار
بسیج دل خالی نبود از ظلمت و گردوغبار
پس تجلی کرد بر روح محمد کردگار
آنکه بهر نوع انسان کرد جان خود شد
بے تو نار در ویرا عارف پرستگار
یابنی المدد توئی در راه حق آموزگار
وان دگر از خود دهانت بشنود و انتظار
زیرک آن مردیکه کرد استیلاعت اختیار
صادقان را منتها می صدق بهشت قرار
گر چه میرد در ریاضت با وجهه بشمار
غافل باز رویت نه بیند و نیکی زمیندار
کان نباشد سالکان را حاصل اندر دگر
شان آن هر چه برینم در وجود استگار
خوبتر از وصف و لوح تو نباشد هیچ کار
جان که از مبهی تو گردی خود متنگزار
من دعا می بر دیار تو ای بلخ بهار
وقت راه تو کنم گر جان دهنم صندلزار

اتبلع و عشق رویت اندک تحقیق نصیحت
 دل اگر خون نیست از بهر تپش پیر اندک
 دل نمی ترسد بهر تو مر از موت هم
 راغب اندر رحمت یا رحمتہ الدائم
 یا نبی الدنثار و دے محبوب تو ام
 تا بمن قدر رسول پاک را بنموده اند
 آتش عشق از دم من بچو برے می جہد
 بر سر و جیدست دل تا دید و کو او بخواب
 صد ہزاران یوسفے بینم درین چاہ قن
 تا جدار ہفت کشور آفتاب شرق و غرب
 کا مران آندل کہ زد در راہ او از صدق کلم
 یا نبی الدنجان تا یک شد شرک و کفر
 بیتم تو او خدا در روئے تو اسے دلیر
 اہل دل نہمند قدرت عارفان اند حال
 ہر کسے دار دسر کا دلیرے اند جان
 از ہمہ عالم دل اندر و کھویت بستہ ام
 زندگانی چیت جان کردن براہ تو خدا
 تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم
 یا رسول الدبر ویت عہد دارم استوار
 ہر قدم کا ند جناب حضرت یحون ز دم
 درد و عالم نسبتے دارم تو از بن بزرگ
 یا دکن و قلیکہ در کشف نمودی شکل خویش

گیمیائے ہر دلی اکیر جان ہر نگار
 ورنثار تو نگرد جان کجا آید بہ کار
 پاؤ اری ہا بین خوش میر و م تا پا دار
 ایکہ چون ما بر در تو صد ہزار امیدوار
 وقت را بہت کردہ ام این سر کہ بردو
 عشق او در دل ہی جوشد چو آب آتش
 یکطرف اسی ہمدان غم از گرد و جوا
 اسے بران رو و شش جان سر و نیم نثار
 و ان مسیح ناصر سی شد از دم او بشمار
 بادشاہ ملک و ملت طحاہر خاکسار
 نیکبخت آن سر کہ میدار دسر آن شہسوار
 وقت آن آہ کہ بنامی رخ خورشید و آ
 مست عشق رو تو بینم دل ہر ہو شیار
 از دو چشم شیران پنهان تو رخصت الہنار
 من فدا کسے رو تو اسی دستان گل عذار
 برو جو و خویشتن کردم وجودت اختیار
 رستگاری چیت دہ بند تو بودن میدوار
 تا دلم دوران خون دار دبتو دار و مدار
 عشق تو دارم ازان روز کہ بودم شیر خوار
 دیدم پنهان معین حاجی نفرت شکار
 پرورش داد می مرا خود چو طفلی در کتار
 یا دکن ہم وقت دیگر کا مدنی مشتاق وار

یا دکن آن لطف رحمتها که با من داشتی
یا دکن وقتے پو جمودی به بیداری مرا
آنچه مارا زد و شیخ شوخ آزار و رسید
حال ما و شوخی این هر دو شیخ بد زبان
نام من و جال و ضال کافر بنهادند
هیچکس را بر من مظلوم و غمگین دل نسخت
هان خداوند کریم و دلبر و محبوب من
صبر کردیم از عنایتش برین صدف پاک
ایکے تکخیر مسلمانان کنی از جمل و کسین
سهل باشد از زبان خویش تکخیر کے
کلمہ گویان را چرا کافر نبی نام اداخی
پیر گشتی خلق پیران بسنے دانی ہنور
گر کنی تکخیر قوم خود چه کار سے کردہ
پون نیم صبح محشر پرده بردار و ز کار
گر خردمندی برو کن فکر نفس و سخت
چند بر تکخیر تازی چند استہزاکتی
نے ز فردوس حکایت کن نہ از آلام تار
اند آن وقتیکہ یاد آید مہم دین مرا

وان بشارت ہا کہ میدادی مرا از کردگار
آن جملے آن رخنے آن چہور رشک بہار
یا رسول اللہ پسر از عالم ذوالاقتدار
جملہ میدانند خدا سے حال دان بر دیار
نیست اندر غم شان چون من پلید و دشت
چیز تو کا نذر خواہا رحمت نمودی بار بار
داد و ہر دم میدہد تسکین مرا چون نگار
بہرہ در چشمے نیاید تانی گرد و غبار
شر مست آید از خدا مو عادل و ذمی اختیار
مشکل افتد آن زمان چون پر از و گردگار
گر تو داری خوف حق رویخ کفر خود بر آ
ایزدت بخشد چو پیران صدق و سوز و ا
رواگر مردی بہود گرا با سلام انداز
کیست کافر کیت مومن خود برگرد و آشکار
لاف ایمان خود چه چیز بی تو ایمان آبیار
رو بایمان خود و مارا بجعفر را گذار
کز غم دین محمد میزدیم شوریدہ وار
بس قرآن مو شوم شود ہر عیش و رخ ہر دوا

صفحہ ۳۲

چون نترسی از خدا ذوالجلال
کافر مگر مومنی با این خیال

ایکہ و جالم بچشت نیز ضال
مومنی را نام کافر سم نہی

صفحہ ۵۵

بدو از چشم خود آبی درختان محبت را
 مه اسلام در باطن حقیقتها هست دارد
 من از یار آدم تا خلق را این ماه بنامیم
 اگر از چشم تو پنهانست شاتم دم مرزبان
 چو چشم حق شناس نور عرفانت نه بخشیدند
 کجا از آستان مصطفی ای ایله بگریزیم
 بچند که خود قطع تعلق کرد این قوم
 چه دوزخها که میدیدم بدیدار چنین روها
 چه میسوزی از آن قری که یاد لدا میداد
 اینخو تهانمی آید بدست آن دامن پاکش
 اگر خواهی ره مولی زلاف علم خالی شو
 منہ دل مستغنی دنیا اگر خدا خواهی
 مصفا قطره باید که تا گوهر شود پیدا
 نمی باید مرا یکدزد عزت تهاجر این دنیا
 همه خلق و جهان خواهد برافتن خود عزت
 همه درد و این عالم مانع عافیت خواهند
 مرا بر جاکه می بینم رخ جانان نظر آید
 سر لیس غربت و مجرم از آن روز که انتم
 من آن شاخ خودی خود روی اینج برکنند
 اگر از روضه جهان دل من پرده بردارند
 فروغ تو عشق او زیام و قصر روشن
 نگاه رحمت جانان عنایتها بمن کرد

مگر روزی که دهندت سیو پاکر خلاوت را
 کجا باشد خبر زان مه گرفتاران صورت را
 اگر امروز منی بینی به بینی روز حسرت را
 که بد پر بهیز بیمار نه بیند و کسحت را
 نهادی نام کافر لاجرم عاشق ملت را
 نمی یابیم در جاکه این جاه و دولت را
 خدا از رحمت و احسان میسر کرد غلوت را
 بنازم دلبر خود را که بازم داد جنت را
 اگر زور لیت در دست بگردان رزق را
 کس عزت از ویابد که سوز درخت عزت را
 که ره نهند در کولیش اسیر کبر و نخوت را
 که میخواید لنگار من تهیدستان و شربت را
 کجا بیند دل ناپاک رو پاک حضرت را
 منہ از بهر ما کرسی که ما موریم خدمت را
 خلاف من که میخوایم براه یار دولت را
 چه افتاد این سرور که میخواید مصیبت را
 درخت در خور و در ماه نیاید راحت را
 که جاده خاطرش باشد دل محروم غربت را
 که می آرد ناپاکی بر نفرین لعنت را
 به بینی اندان آن دلبر پاکیزه طلعت را
 مگر بیند کس آنرا که میداد بصیرت را
 و گرنه چون منی که یابد آن بشد و سعادت را

نظر باز ان علم ظاہر اند علم خود تازند
ہمہ فہم و نظر در پردہ ہا سے کبر پوشیدند
خدا خود قصہ شیطان بیان کردست تا داند
بلفاظی لبس کردند عمر خود بلا حاصل
گزاف و لاف شان بظاہر شرعت ہم مائل
مسیح نامری را تاقیامت زندہ می فہمند
ز بوسے نافہ عرفان چو محروم ازل بودند
ہمہ در ہائے قرآن بلچو غائب بیفکندند
ہمہ عیسایان را از مقال خود مدد دادند
درین ہنگام بر آتش بجاوش خوش حیاں خیم
شب تاریک یقیم زد و دو مہ چین فاضل
بخاک انگیزی شان بر ضیاء خود نمی ترسم
کجا غوغا گشتان بر خاطر من خوشے آرد

زدست خود فکندہ معنی بوخر و حقیقت را
چنان خواند این خمر کہ پاکان جام قربت را
کہ این بخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را
دے از بہر مہنی ہانمی یا بند فرصت را
کہ فاضل از حقائق کے نکوداند شریعت را
مگر مدفون شرب را ندادند این نصیحت را
پسندیدند در شان شہ غلغلی این مذلت را
ز علم تا تمام شان چہا گم گشت ملت را
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
زمان فریاد میداد کہ بتابید نصرت را
کجا زین غم روم یار بجا خود دست قدرت را
نہان کے مانندان نوری کہ حق بخشد فطرت را
کہ صادق بزود نبود و گریند قیامت را

صفحہ ۱۱۲

مصطفیٰ را چون فرد تر شد مقام
آنکہ دست پاک او دست خداست
آنکہ ہر کردار و قولش دین ماست
برا ما مانیسا این افترا

از مسیح نامری اے طفل خام
چون توان گفتن کہ از روح حق جداست
یکدم از جبریل بعدش چون بدست
چون نئے ترسید از قہر خدا

صفحہ ۱۱۳

ہر طرف فکر کو دورا کہہ کیا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلا
ہم نے اسلام کو خود تجویہ کر کے دیکھا

کوئی دین دین محمد سناہ پایا ہم نے
یہ مٹ باغ محمد سے ہی کہا یا ہم نے
نور کو خدا ہوا دیکھو سنا یا ہم نے

اوردیوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
 تہک گئی ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
 آزمائش کے لڑکوں نے آیا ہر چند
 یوں ہی غفلت کو لحافوں میں پرستو بن
 جل رہے ہیں یہ بھی بنفونین اور کینونین
 آو لو گو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
 آج اُن نور دنیا کا اک زور ہو اس عاجز
 جب کہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں
 مصطفیٰ پر تر ابے صد ہو سلام اور مست
 ربط ہو جان محمد سے مری جا کھو دام
 اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
 مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کسے ہم
 زعم میں انکے مسیحائی کا دعویٰ میرا
 کافر و محد و جال ہمیں کہتے ہیں
 گالیان شکے و عادیات ہوں انلوگوں کو
 تیرے موہنے کی ہی قسم میرے پیارے احمد
 تیری الفت میں ہی معمور مرا ہر ذرہ
 صفت دشمن کو کیا ہننے بہ حجت پامال
 نور دکھلا کے تر اسب کو کیا ملزم متوار
 نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہمنے
 تیرا میخانہ جواک مریض عالم دیکھا
 شان حق تیرے شامل میں نظر آتی ہر

کوئی دکھلاے اگر حق کو چھپایا ہمنے
 ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
 ہر مخالفت کو مقابل پہ بلایا ہم نے
 وہ نہیں جا گتے سو بار جگایا ہم نے
 باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
 لو تمہیں طور تلی کا بتایا ہم نے
 دل کو ان نور و نگاہ ہر رنگ دلایا ہمنے
 ذات سے حق کے وجود اپنا ملا یا ہم نے
 اُس سے یہ نور لیا بار خدا یا ہم نے
 دلو وہ جام لبالب ہی پلایا ہم نے
 لاجرم غیر و نسی دل اپنا چھوڑا یا ہمنے
 جب کس عشق اسکا تہ دل میں بٹایا ہمنے
 افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہمنے
 نام کیا کیا غم ملت میں رکھنا یا ہمنے
 رحم ہو جوش میں اور غیظ گھٹنا یا ہمنے
 تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
 اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
 سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہمنے
 سب کا دل آتش سوزان میں بھلایا ہم نے
 اپنا ہر ذرہ تری روح میں اڑایا ہمنے
 نعم کا خم موہنے سے بصد حرص کھلایا ہم نے
 تیرے پالنے ہی اُس ذل کو پایا ہمنے

چہو کے دامن ترا ہر دامن ملتی و ستی
دلبر اچھو کہ قسم ہے تر سے یکسانی کسی
بخداد لے کر مکتب غیب غیر کو نقش
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
ہم ہو خیر ائمہ تجھے ہی اخیر رسل
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے ہی تمام
قوم کے ظلم و تنگدستی پیک آج

لاجرم در پہ تر سے سر کو بکایا ہمنے
آپ کو تیری محبت میں کہلایا ہمنے
جب کدول میں تیرا نقش جمایا ہمنے
نور سے تیرے شیطا میں کو جلا یا ہمنے
تیرے پر ہنسے قدم آگے بڑھایا ہمنے
مدح میں تیری وہ گاہیں جو گایا ہمنے
شور محشر تری کو چہ میں بچایا ہمنے

صفحہ ۲۸۱

پیشگوئی کا جب انجام ہو پیدا ہوگا
جہوٹ اور سچ میں جو فرق وہ پیدا ہوگا

قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

صفحہ ۳۵۸

چون مرا لور پئے قوم سیحی دادہ اند
مے در خشم چون قمر تابم جو قوص آفتاب
بشنوید اسطالبان کز غیب بختند این
صادق و ظرف مولیٰ بان نشان ہا آدم
آسمان بار و نشان الوقت میگویند

مصلحت را بن مریم نام من بہادہ اند
کو چشم آمانکہ در انکار ہا افتادہ اند
مصلحتے باید کہ در ہر جا مفسد زادہ اند
صد در علم و ہدیٰ برو من بکشادہ اند
این دو شاہد از پی تصدیق من استادہ اند

دوستان خود را نشان حضرت جاناں کنید
آن دل خوش باش کا ندہ جہان جویدشی
از لغتیش با برون آئید ای مردان حق

در رہ آن یار جانی جان دل قربان کنید
از پشہ دین محمد کلبہ احزان کنید
خویشتن را از پئے اسلام سرگردان کنید

حضرت مقدس مقرر المودت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت و ثنائیں عجیبہ شافانہ نظم چکے
مخمن میں اپنے خادم الزبول ہو گیا شلہ کر کو حریف کو اپنے مقابلہ سے ڈرایا ہی

عجب نوریت در جان محمد
 ز ظلمت هاده ایگه شود صاف
 عجب دلم دل آن ناکسان را
 ندانم هیچ نفسی در دو عالم
 خدازان سینه بزار صد بار
 خدا خود سوزد آن کرم دنی را
 اگر خواهی نجات از مستی نفس
 اگر خواهی که حق گوید ثنایت
 اگر خواهی دلیله عاشقش باش
 سر دلم فدای خاک احمد
 بگیسو کسول الد که هستم
 درین ره گر کشندم و لبوزند
 بکار دین نترسم از بهانه
 بے سهلت از دنیا بریدن
 فدا شد در رهش هر ذره من
 و گراستاد رانای ندانم
 بدیگر دلبر کس کار ندانم
 مرا آن گوشه چشمی بیايد
 دل زارم به پہلویم بجوید
 من آن خوش مرغ از مرغانم
 تو جان مامور کردی از عشق
 دریغا اگر دهم صد جان دین راه

عجب لعلی ست در کان محمد
 که گرد دازد محبان محمد
 که روتا بند از خوان محمد
 که دار دشوکت و شان محمد
 که هست از کینه داران محمد
 که باشد از عدوان محمد
 بیا در ذیل مستان محمد
 بشو از دل ثناخوان محمد
 محمد هست برهان محمد
 دلم هر وقت قربان محمد
 نثار رو سے تابان محمد
 نتابم روز ایوان محمد
 که دارم رنگ ایمان محمد
 بیا حسن و احسان محمد
 که دیدم حسن پنهان محمد
 که خواندم در دبستان محمد
 که هستم کشته آن محمد
 نخواهم جز گلستان محمد
 که بستمش پدایان محمد
 که دار دجا به بستان محمد
 فدایت جانم از جان محمد
 نباشد نیز شایان محمد

چه بهیت با دنا این جوان را الا سے دشمن نادان پیراه ره مولی که گم کرد مردم الا سے منکر از شان محمد گرامت گر چه بی نام نشان	که ناپکس بیدان محمد بترس از تیغ بران محمد بجو در آک و اعوان محمد هم از نور نمایان محمد سیا بنگر ز عثمان محمد
---	--

اے عزیزان مدد دین متین آن کارستے
که بصدد ہد میسر نشود انسان را

خاتمہ اشعار در ذکر و حمد حضرت علی ہر دو کا کتالی شاہ و جل اسمہ تعجیب الا نوار

قریان تست جان من آکیار محسنم ہر مطلب و مراد کہ می خواستم ز غیب از جود دادہ ہمہ آن مدعا سے من ہمچہ آگہی بنود ز عشق و وفا مرا این خاک تیرہ را تو خود اکسیر کردہ این صیقل دلم نہ بنزد و تعب دست صد منت تو بہت برین منت خاک من سہل ست ترک ہر دو جهان گر رضا تو فصل بہار و موسم گل ناید م بہ کار چون طلبتے بود با دیب دگر مرا زان سان عنایت ازلی شد قریب من یلد بہ مرا بہر قدم استوار دار در کو ... تو اگر سر عشاق راز مند	با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم ہر آرزو کہ بود بخاطر معینم و ز لطف کردہ گذر خود بسکم خود را بختی متاع محبت بدامنم بود آن جمال تو کہ نمودست جنم نمود کردہ بلطف و عنایات رؤف جاتم رہن لطف عیم تو ہم تنسم آید بدست او پنہ و کہف و نامم کا ندر خیال روت تو ہر دم بگشتم من تربیت پذیر زرب ہمیدنم کا مدناست یار زہر کوی و بر زخم و ان روز خود مہیا کہ عہد تو بشکنم اول کہتے کہ اوست عشق زندنم
---	--

ست یکن

جان فدائے آنکھ او جان آفرید
 جان از و پداست زین می جویدش
 گرد وجود جان نبود که و عیان
 جسم و جان را کرد پدا آن یگان
 او نمک هار حینت اندر جان ما
 هر وجود نقش هستی زو گرفت
 هر که نزدش خود بخود بخت نمود
 گرد وجود مانده زان رحمان بدست
 آنکه جان ما بجانش هم سرست
 سر مفهوم خدائی قدرت ست
 گردانی صدق این گفتار را
 گفت هر نور که نور حق بتافت
 وید می گوید که هر جان چون خدست
 لیکن این مرد خدا اهل صفا
 گفت هر جا بخود دستش شد پدید
 محک کن در گفتن این عارفان
 بود تا نک عارف و مرد خدا
 وید زان راه معارف و ورتر
 این نصیحت گرز تا نک بشنوی
 او نه از خود گفت این گفتار را
 وید را از نور حق به جو ریافت

دل نثار آن که زد شد دل پدید
 ربنا الله ربنا الله گویدش
 که شد سے مهر جانش نقش جان
 زین دود دل سوا و چو عاشقان
 جان جان ماست آن جانان ما
 جان عاشق رنگ مستی زو گرفت
 او نه دانا سخت نادانے بود
 جان ما با جان او یکسان بدست
 چاک سنگ عارنے پر میسرست
 منکر آن لائق صلحت ست
 هم ز تا نک بشنوی این اسرار را
 هر وجود نقش خود زان دست یافت
 خود بخود نے کرده رب الود است
 آنکه کرد از کذب تو سے رارها
 قادر ست او جسم و جان را آفرید
 رو چیم نالی بهر وید آریان
 رازها سے معرفت راز هکشا
 ساده کی مہا سجانے بے ہنر
 در دو عالم از شقاوت ہا ہی
 گوش او بشنوی این اسرار را
 از خدا تر سید و راہ نور یافت

اے برادر ہم تو سمجھنے اویا دل پہ بندی دیکھان ہے وفا

بت است بر جریده عالم دوام شان
میرد کیسکہ غیت مراش مرام شان
جہل و قصورت نفہمی کلام شان

آتا نیک گشت کو پتہ جہان مقام شان
ہرگز نیمہ دانتھ دلش زندہ شد بے شق
اسے مردہ دل کو شہ پڑی جو اہل دل

یہی کاہلی مل کے گہر میں ہو آج
جو دور اس سے اس خدا دور ہو
جو انگد سے اس وقت مشہور ہو
کہ جن سے طر جادو انی حیات
خدا سے جو تہا در کا چارہ ساز
اسی سے وہ حق کی طرف آگیا
ہر اک بد گہر سے چھوڑ آیا ہے
یہ اس مرد کے تن کا توہین ہو
نصیحت کی باتیں حقیقت کی جا
کہ انسان کے ہاتھوں ہو دھال
خدا جانے کیا کیا بنا کر ہے
کہ انسان نہ ہو و خطا سے جدا
وہی ہے جو تہا میں کچھ شک نہ ہو
تذلل سے جب پیش آتی بلا
وہ ہر شخص کو یہ کہا کرتے ہو
وہ بچو کہ کو دیکھو کہ ہے رہنا
وہ دیکھے اسی بچو کہ کو اک نظر
تو ہو جاتا تھا فضل قادر خدا

یہی پاک چولا ہو سکھن کا تاج
یہی ہے کہ نور و نئے معمور ہے
یہی جنم سا کہی میں مذکور ہے
اسی پر وہ آیات ہیں تینا ت
یہ ناکب کو غلعت ملا سر قرار
اسی سے وہ سب راز حق پا گیا
اسی نے بلا سے بچا یا اُسے
فراسو جو سکھو یہ کیا چیز ہے
یہ اُس بہکت کا رنگا اک نشان
گر تھقون میں ہو شک کا اک احتمال
جو بچے سے لکھتے کہا تو رہے
کمان ہو کہ نقل و متن ہو کچھ خطا
طریہ تو محفوظ ہے بالیقین
ات سر پہ رکھتے ہو اہل صفا
جو ناکب کی روح و ثنا کرتے ہو
کہ دیکھانہ ہو چٹ وہ پار سا
جسے اکے مت کی نہ ہو و غیر
اسے چوم کر کرتے رو رو دعا

ایسکا تو تھا مجوزانہ اثر
 بچا آگ سے اور بچا آب سے
 ذرہ نہ بکھوایا نیک کی تحریر کو
 یہ چولا ہے قدرت کا جلوہ نما
 جو شایق ہو نانک کے درشن کا آج
 برس گذرے ہیں چار سو کو قریب
 یہ نانک سے کیوں رہا ایک نشان
 یہی تھی کہ اسلام کا ہو گواہ
 خدا سے یہ تھا فضل اس مرد پر
 یہ مخفی امانت سے کرتا رہی
 محبت میں صادق وہی ہو چکین
 سنو مجھ سے اسی لوگو نانک کا حال
 وہ تھا آریہ قوم سے نیک ذات
 ابھی عمر سے تھوڑی گذرے تھی سال
 اسی جستجو میں وہ رہتا مدام
 اسے وید کی رہ نہ آئی پسند
 جو دیکھا کہ یہ ہیں سہرا اور گلے
 کہا کیسے ہو یہ خدا کا کلام
 ہوا پھر تو یہ دیکھ کر سخت غم
 وہ رہتا تھا اس غم سے ہر دم اداس
 یہی فکر کہاتا اس صبح و شام
 کبھی باپ کی جبکہ پڑتی نظر

کہ نانک بچا جسے وقت نظر
 اسی کے اثر سے نہ اسباب سے
 کہ لکھتا ہے اس ساری تقریر کو
 کلام خدا اسپہ ہے بجا بجا
 وہ دیکھے اسی چوڑ کر کام کلج
 یہ ہی فوہیواک کرامت عجیب
 بہلا اس میں حکمت تھی کیا مہیاں
 بتا دے وہ پچھو نگو نانک کی راہ
 ہوا اسکے درد و بچا اک پیارہ گر
 یہ تھی اک کھیدا سکا سیرار کی
 کہ اس بچولہ کو دیکھ کر رو بہکین
 سنو قصہ قدرت ذو الجلال
 خردمند خورشید مبارک صفت
 کہ دل میں پڑا اسکو دین کا خیال
 کہ کس راہ سے چکوپاؤں تمام
 کہ دیکھا بہت اسکی باتوین گھنڈ
 لگا ہونے دل اسکا اور تے
 ضلالت کی تعلیم ناپاک کام
 مگر دل میں رکھتا وہ ریخ و الم
 زبان بند تھی دل میں سو سو برس
 نہ تھا کوئی ہمارا نے ہم کلام
 وہ کہتا کہ اے میرے پیارے پسر

مین حیران ہوں تیرا یہ کیا حال
 نہ وہ تیری صورت نہ وہ رنگ ہے
 بھڑکے تیرے کہول کر اپنا حال
 وہ رو دیتا کہہ کر کہ سب خیر ہے
 پھر آخر کو نکلا وہ دیوانہ وار
 اتار اپنے موندڑھون دنیا کا پار
 خدا کے لہو ہو گیا درد مند
 طلب میں چلا بخود و بھروسہ
 جو پوچھا کسی نے چلے ہو کدھر
 کہا رو کے حق کا طلبگار ہوں
 سفر میں وہ رو رو کر تار دعا
 مین عاجز ہوں کچھ ہی نہیں فک
 مین قربان ہوں دل سے تری راہ کا
 نشان تیرا پا کر وہیں جاؤنگا
 کرم کر کے وہ راہ اپنی بتا
 بتایا گیا اسکو الہام میں
 مگر مرد عارف فلان مرد ہے
 ملا تب خدا سے اسے ایک پیر
 وہ بیعت سوا کے ہوا فیض اب
 پھر آیا وطن کی طرف اسکو بعد
 کوئی دن تو پر وہ مین مستور تھا
 نہان دل میں تھا درد و موز و نیاز

وہ غم کیا ہے جسے تو پا مال ہے
 کہو کس سبب تیرا دل تنگ ہے
 کہ کیوں غم میں رہتا ہے امیر لال
 مگر دل میں اک خواہش میر ہے
 نہ دیکھو بیابان نہ دیکھا ہوا
 طلب میں سفر کر لیا اختیار
 تنعم کی راہ میں نہ آئین پسند
 خدا کی عنایات کی کر کے آس
 غرض کیا ہے جس سے کیا یہ سفر
 بتا رہا ہے یا کرتا رہوں
 کہ اکو میر کرتا رہا مشکل کشا
 مگر بندہ درگاہ پاک ہوں
 نشان دیکھو مرد آگاہ کا
 جو تیرا ہو وہ اپنا تیرا
 کہ جس میں ہو۔ امیر تیری رضا
 کہ پائے گا تو مجھکو اسلام میں
 وہ اسلام کے راہ میں فرو ہے
 کہ حشتی طریقہ میں تھا دستگیر
 سنا شیخ سے ذکر راہ صواب
 ملے پیر کے فیض سے بخت سعد
 زبان چپ تھی اور سینہ میں فہم تھا
 مشرہ و نچھپ چھپ کے پڑھتا تھا

پہر آخر کو مارا صداقت بخش
 ہو اپہر تو حق کے چہاں بخش
 کہا یہ تو مجھے ہوا اک گناہ
 یہ صدق و وفا سے بہت دور تھا
 تصور سے اسبا کچھ ہو کے زار
 ترے نام کا جھکو اقرار ہے
 بلا ریب تو سنی و قدوس ہے
 مجھے بخش اے خالق العالمین
 میں تیرا ہوں اک میرے گناہ پاک
 ترے در پہ جان میری قربان ہے
 وہ طاقت کہ ملتی ہے ابرار کو
 خطا وار ہوں مجھ کو وہ رہ بیتا
 اسی عجز میں تھا تذلل کے ساتھ
 ہوا غیب سے ایک چولہ بیان
 شہادت تھی اسلام کی جا بجا
 یہ لکھا تھا اس میں بخط جلی
 ہوا حکم پہن اس کو اے نیک مرد
 جو پوشیدہ رکھن کی تھی اک خطا
 یہ ممکن ہے کشتی ہو یہ ماجرا
 پہر اس طرز پر یہ بنایا گیا
 مگر یہ ہی ممکن ہے اس بختہ کار
 کہ پردہ میں قاصد کو اسرار میں

تعشق سے جا رہا اس کی ہوش
 محبت نے بڑھ بڑھ کے دکھلا رنگ
 کہ پوشیدہ رہی سچائی کی راہ
 کہ غیر و کج خوف و شہ دل چور تھا
 کہا رو کے اے میرے پروردگار
 ترا نام غفار و ستار ہے
 ترے بن ہر اک اے سالوس ہے
 تو سبوح وانی من الظالمین
 نہیں تیری راہوں میں خوف و ہلا
 محبت تیری خود میری جان ہے
 وہ دے مجھ کو دکھلا کو اسرار کو
 کہ حاصل ہو جس سے تیری رضا
 کہ بکڑا خدا کی عنایت نے ہاتھ
 خدا کا کلام اُس پہ تھا بیگان
 کہ سچا وہی دین ہے اور رہنا
 کہ الہدوی اک اور محمل تھی
 اتر جایگی اس کو ساری گرد
 یہ کفارہ اس کا ہے اے با وفا
 دکھایا گیا ہو حکم خدا
 حکم خدا پہر لکھا یا گیا
 کہ خود غیب سے ہو یہ سب کار
 کہ عقلین وہاں پہنچ و بیکار میں

تو یک قطرہ داری ز عقل و خرد
 اگر بشنوی قصہ صادقان
 تو خود را خردمند فہمدہ
 غرض اُس نے پہنا وہ فرخ لباس
 وہ پہر تا تھا کو چوین چو کہ ساتھ
 کوئی دیکھتا جیسے دور سے
 جسے دور سے وہ نظر آتا تھا
 وہ ہر لحظہ چوے کو دکھاتا تھا
 غرض یہ ہتی تا یا ر نور سبند ہو
 جو عشاق اُس ذات کو ہو تہیں
 وہ اُس یار کو صدق دکھلا تہیں
 وہ جان اسکی رہ میں فدا کر تہیں
 وہ کہوتے ہیں سب کچھ بصدق و صفا
 یہ دیوالہی عشق کا ہر نشان
 غرض جوش الفت مجذوبان
 مگر اُس سے راضی ہو وہ دلستان
 خدا کے جو ہیں وہ ہی کرتے ہیں
 وہ ہو جاتے ہیں سارے دلدار کے
 وہ جان دیکھ کر ہی نہ کہہ سکتے ہیں
 وہ دلبر کی آواز بجاتے ہیں
 وہ نادان جو کہتا ہے در بندہ
 نہیں عقل اسکو نہ کچھ غور ہے

مگر قدرتش بجز بچہ و عد
 مجنسان سر خود چو مستہزیان
 مقامات مردان کجا دیدہ
 نہ رکھتا تھا مخلوق کی کچھ ہر اس
 دکھاتا تھا لوگوں کو قدر کچھ ہاتھ
 تو ملتی خبر اسکو اُس فور سے
 اُسے چولہ خود ہیید بجاتا تھا
 اسی میں وہ ساری خوشی پاتا تھا
 خطا دور ہو بختہ پیوند ہو
 وہ ایسی ہی تھ در کجاں کہو تہیں
 اسی غم میں دیوانہ بجاتے ہیں
 وہ ہر لحظہ موسط طرح مرتے ہیں
 مگر اسکی ہو چکا حاصل رضا
 نہ سمجھ کوئی اسکو بجز عاشقان
 یہ نانا کہنے چولا بنا یا شعار
 کہ اُس بن نہیں لکوتا ہے تو ان
 وہ لعنت کو گو گو کب در ہیں
 نہیں کوئی اسکا بجز یار کے
 کہ سب کچھ وہ کہو کر ہی پاتے ہیں
 وہ اُس جان کچھ نہ بجاتے ہیں
 نہ الہام ہے اور نہ پیوند ہے
 اگر وید ہے یا کوئی اور ہے

یہ پر سح ہے کہ جو پاک ہو جانتے ہیں
 اگر اس طرف سے نہ آویں خبر
 طلبگار ہو جائیں اسکے تباہ
 مگر کوئی معشوق ایسا نہیں
 خدا پر تو پہر یہ گمان عیب ہے
 اگر وہ نہ بولے تو کیونکر کوئی
 وہ کرتا ہی خود اپنے بہگتو گویا د
 مگر وید کو اس سے انکار ہے
 کرے کوئی کیا ایسے طومار کو
 وہ ویدوں کا ایشیہ یا کبچر
 تو پہر ایسے ویدوں کا صل ہی کیا
 وہ انکار کرتے ہیں الہام سے
 یہی سالکوں کا تو تھا مدعا
 اگر یہ نہیں پہر تو وہ مر گئے
 یہ وید و نیکاد عوی ستا ہی ابھی
 وہ کہتے ہیں یہ کو پھر مسدود ہی
 وہ غافل ہیں رحمان اس دابہ
 اگر ان کو اس رہے ہوتی خبر
 تو انکار کو جانتے جہاں شرم
 نہ جانا کہ الہام ہے کیمیا
 اسی سے تو عارف ہو یا وہ نوثر
 یہی ہے کہ ناب ہو دیدار کا

خدا سے خدا کی خبر لاتے ہیں
 تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر
 وہ مرجائیں دیکھیں اگر بند راہ
 کہ عاشق سے رکھتا ہو بغض و کین
 کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے
 یقین کر کے جانے کہ ہی محتفی
 کوئی اسکی رہ میں نہیں نامراد
 اسی سے تو بے غیر دیکار ہی
 بلا کر دکھاوے نہ جو یار کو
 کہ بولے نہیں جیسے اک گنگ و کر
 ذرہ سوچو اسے یار و بہر خدا
 کہ ممکن نہیں خاص اور عام سے
 اسی سے تو کہلتی تھیں انجمن فدا
 کہ بیسود جاکو فدا کر گئے
 کہ بعد انکے ہم نہ ہو گا کبھی
 تلاش اسکی عارف کو بیسود ہی
 کہ رکھتا ہی وہ اپنے اجباب سے
 اگر صدق کا کچھ ہی رکھتے اثر
 یہ کیا کہہ دیا وید نے ہاتھ شرم
 اسی سے تو ملتا ہی گنج لقا
 اسی سے تو انجمن کہلین اور گوثر
 یہی ایک چٹمہ ہی اسرار کا

کہ ہر چہ بہت شکر نگار خود بخود
 چہاں جو یہ نہیں ہے تو از خود بخود

بہر زمان بدلتا ہے ہر سہ ماہی جو شد
 روح بگشتن دلدلاؤ گا کن کران باغم

من آن بیم کہ تمام کائنات بخود بخود
 دلم تپد کہ فدا شد عباد خود بخود

بہر دم از دل و جان و من و پا خود بخود
 اگر چہ در وہاں چو خاک و گریہ و

اسی سے تو انجی ہوئی جگ میں ہم
وہ باتوں سے ذات اپنی بھاتا
تو باتوں سے لذت اٹھاتا ہر دل
مگر تو ہر منکر تجھے اس سے کیا
تو واقف تھی اس سے بے ہنر
قسم اسکی - اسکی نہیں ہر نظر
نہ نقصان اٹھا دین نہ موین دلیل
کہ دل سے تھا قربان عالی جناب
کہ پائے گا تو مجھ کو اسلام میں
نہ کروید کا پاس اسے پر غرور
کہ وید و مین اسکا نہیں کچھ نشان
چلا کہ کو ہند سے منہ کو موڑ
مسلمان بنا پاک دل بیخلاف
ملی دو دن عالم میں عزت کی جا
تجھے ہی یہ رتبہ کرے وہ عطا
جو بیوی سے اور بچوں ہو جدا
نہ جی کو تھا چین اور نہ دل کو قرار
کہ ہر اسکی آنکھوں میں کچھ جلوہ گر
لئے پہرتی تھی اسکو دلکی پیش
رہا کہو متعلق اور کرب میں
مجاہدین ہی یہ کام کر لیتے ہیں
ادا کر دیا عشق کا کاروبار

اسی سے ملے انکو نازک علوم
خدا پر خدا سے یقین اٹھاتے
کوئی یار سے جب لگاتا ہر دل
کہ دلدار کی بات ہر اک غذا
ہنہیں تھکواں رہ کی کچھ پی خبر
وہ ہے مہربان و کریم و قدیر
جو ہون دل سے قربان بس جلیل
اسی سے تو ناک ہو کا میاں
بتایا گیا اسکو الہام میں
یقین ہے کہ ناک تھا ہم ضرور
دیا اسکو کرتار نے وہ گیاں
اکیلا وہ بہاگا ہنود و نکو چوڑ
گیا خانہ کعبہ کا کرنے طواف
لیا اسکو فضل خدا نے اٹھا
اگر تو ہی چوڑا یہ ملک ہوا
تو کہتا نہیں ایک دم ہی روا
مگر وہ تو پہرتا تھا دیوانہ وار
ہر اک کہتا تھا دیکھ کر اک نظر
محبت کی تھی سینہ میں اک غلش
کہی شرق میں اور کہی غرب میں
پرند سے ہی آرام کر لیتے ہیں
مگر وہ تو اک دم نہ کرتا قرار

۴ سید محمد کہ ایام نو ہنسار آید
بجوش ہوش نواز سن آید
رہن کہ من گواہ بین کہ دگار خود

تعلقات دارا رام خلیفہ تھامیم
نیکو تہذیب و آسشتی پھول

ہما سے اچھے سہلاست شکر و نیک
مگر نہ گریہ برنگ رخسار بکشم ہم

کسی نے یہ پوچھی تھی عاشق سی بات
کہا نہیں کی ہو دوا سوز و درد
وہ انہیں نہیں جو کہ گریان نہیں
تو انکار سے وقت کہوتا ہو کیا
مجھے پوچھو اور میرے دل سے یہ راز
جو برباد ہوتا کرے اختیار
جو اسکے لڑکھو تو ہیں پاتے ہیں
وہی وعدہ لاشربیک اور عزیز
اگر جان کروں اسکی رہ میں فدا
میں چولے کا کرتا ہوں پہر کچھ بیان
ذرا جہنم سا کہی کو پڑا سی جوان
کہ قدرت کے ہاتھ تو تھو وہ رقم
وہ کیا ہی ہے کہ اللہ ہر ایک
بغیر اسکے دل کی صفائی نہیں
یہ معیار ہو دین کے تحقیق کا
زرہ سو چو یار و گرافضات ہو
یہ ناک سے کرن لگے جب جدا
کہا دور ہو جاؤ تم ہمارے
بشر سے نہیں تا اتار سے بشر
دعا کی تھی اُس نے کہ اسے کر دکا
یہ چولہ تھا اُس کی دعا کا اثر
یہی چور کر وہ ولی مر گیا

وہ نسخہ بتا جس سے جلگے تو رست
کہاں نہیں جب غم کرے چہرہ درد
وہ خود دل نہیں جو کہ بریان نہیں
تجھے کیا خبر عشق ہوتا ہے کیا
مگر کون پوچھے بجز عشق باز
خدا کے لڑ ہے وہی بختیار
جو مرتے ہیں وہ زندہ ہو جاتے ہیں
نہیں اسکی مانند کوئی ہی چیز
تو پہر ہی نہوشکر اسکا ادا
کہ ہو یہ پیارا مجھے جیسے جان
کہ اگلے نے لکھا ہو اس میں بیان
خدا ہی نے لکھا بفضل و کرم
محمد نبی اسکا پاک اور نیک
بجز اسکے غم سے رہائی نہیں
کہلا فرق دجال و صدیق کا
یہ سب کشمکش اسگہری تھا ہو
رہے زور کر کے بے مدعا
یہ خلعت ہے ہاتھوں سے کرتار کے
خدا کا کلام اس پر ہے جلوہ گر
بتا جھک رہ اپنی خود کر کے پیار
یہ قدرت کے ہاتھ نکالتا ہر بسر
نصیحت تھی مقصد ادا کر گیا

کہ گرا ز سر میں ہر شے بیا خود بخود

مقیم ہر سر اسے شستہ ام مرم
گمرو لٹ پڑا دل پریش و ناخود بخود

مگر پتھر و دان آہستہ آہستہ بخود
ہوئے پاک لڑا ہر قوم میں خود

عزت جہر و دان خزانہ جہر

منہ بیان و دلم فدا جمال محمد ست

خاکم نثار کو بیخ مال محمد ست

دیوم بیدین قلبی شمیم کو گل ش

درہر مکان تدا جمال محمد ست م

اُسے مروہ کہنا تھا ہی خطا
وہ تن گم ہو ایہ نشان رہ گیا
کہاں ہے محبت کہاں وفا
وفادار عاشق کا ہی یہ نشان
لگاتاہے آنکھوں سے ہو کر فدا
مگر جبکے دل میں محبت نہیں
اتھو جلد تر لاؤ فوٹو گراف
کہ دنیا کو ہرگز نہیں ہے بقا
سولو عکس جلدی کہ اب ہمارے
یہ چو لاکہ قدرت کی تحریر ہے
یہ انگہ نے خود لکھ دیا قصاص
وہ لکھا ہے خود پاک کرتار نے
خدا نے جو لکھا وہ کب ہو خطا
یہی راہ ہے جو کو پہولے ہو تم
یہ نور خدا ہے خدا سے ملا
ارے لوگو تمکو نہیں کچھ خبر
زمانہ تعصب رکھتا ہے رنگ
وہی دین کے راہوں کی سنتا ہے بات
مگر دوسرے سارے ہیں پر عناد
بناتے ہیں باتیں سراسر دروغ
بہلا بعد چولے کے اپگر غرور
تو ڈرتا ہے لوگوں سے بی ہنر

کہ زندون میں وہ زندہ دل جامل
ذرا دیکھ کر اسکو آنسو بہا
پیارو بچا چولا ہو اکیون برا
کہ دلبر کا خط دیکھ کر ناگہان
یہی دین ہے دلدادگان کا سدا
اسے ایسی باتوں سے غربت نہیں
زندہ کہنچو تصویر چولے کی صفا
مناسب کا انجام ہے جز خدا
مگر اسکی تصویر بچائے پاس
یہی رہتا اور یہی پیر ہے
کہ ہے وہ کلام خدا بے گزاف
اسی حق و قیوم و غفار نے
دہی ہے خدا کا کلام صفا
اتھویار و ابست کرو راہ گم
ارے جلد آنکھوں سے اپنے لگا
جو کہتا ہوں میں اسپہ رکبتا نظر
کرین حق کی تکذیب سب بند
کہ ہو متقی مرد اور نیک ذات
پیارا ہے انکو غرور اور فساد
نہیں بات میں آج کچھ ہی فروغ
وہ کیا کسر باقی ہے جس سے تودو
خدا سے تجھے کیوں نہیں خطر

یہ تحریر چولہ کی ہے اک زبان
کہ دین خدا دین اسلام ہے
محمودہ نبیوں کا سردار ہے
تجہ چولہ سے کچھ تو آویزا
کہ جو رضا ہو مگر سفلو بات
کہ حق جو سے کرتا کرتا ہی پیار
کہو جبکہ پوچھے گا مولیٰ حساب
میں کہتا ہوں اک بات نیک نام
کہ بیشک یہ چولہ پر از نور ہے
دکھائیں گے چولہ تمہیں کہول کر
یہی پاک چولہ اک نشان
اسی پر دو شالے چڑھوا دراز
یہی ملک دولت کا تھا کستون
خدا کے لہو سپرد و اب بعض فکین
وہ صدق و محبت وہ مہر و وفا
دکھاؤ ذرا آج اُس کا اثر
گرونے تو کر کے دکھایا تمہیں
کہاں ہیں جو ناک کے ہیں خاکیا
کہاں ہیں جو اسکے لہو مر نہیں
کہاں ہیں جو ہوتے ہیں اسپر نثار
کہاں ہیں جو کہتے ہیں صدق و ثبات
کہاں ہیں کہ جب اس کچھ پائتے

سنو وہ زبانی کر دیا بیان
جو ہو منکر اُس کا بدا انجام ہے
کہ جسکا عدو مثل مردار ہے
ذره دیکھ ظالم کہ کرتا ہی کیا
وہ کہتا کہ جہین نہیں یکش پات
وہ انسان نہیں جو نہیں حق گدا
تو بھائیو بتاؤ کیا ہی جواب
ذره غور سے اسکو سنیو تمام
تمر و وفا سے بہت دور ہے
کہ دواُس کا اثر ذرا بول کر
گرو سے کہ تھا خلق پر مہربان
یہی فخر سکھو نکا ہے سر بس
عمل بد کئے ہو گئے سرنگون
ذره سو جو بات کو ہو کر امین
جو ناک سے کہتے تھے تم بر ملا
اگر صدق ہے جلد و زوداد ہر
وہ رستہ چلو جو بتایا تمہیں
جو کرتے ہیں اسکے لیجان فدا
جو ہر واک اسکا وہی کرتے ہیں
جھکاتے ہیں سراپے کو کرک پیا
گرو سے ڈی جیسے شیر و نبات
تعلیق سے قربان ہو گیا تین

دین آئین من را آید لالہ محبت منہ
این آئین من را آید لالہ محبت منہ
ایک قطره جو کونال محبت
این چشمہ رواں کہ بخون خدا دم

منہ تو انہم کہ این جہد و پیان کفر - کہان دردہ فتنی فرزند کفر + داتھم کہ سیر ہم درین رہ داسم - دسلے پر گلخان را چہ در مان کن

کہان ہیں جو الفت سے سر شاہین
کہان ہیں جو وہ بخل سے دور ہیں
کہان ہیں جو اس رہ میں پر جوش ہیں
کہان ہیں وہ ناک کے عاشق ہیں
کہان ہیں جو بہر تہ میں افشاکم
ادھر آئیں دیکھیں یہ تصویر ہر
گرو جبکے اس رہ پہ ہو بین فدا
اگر ہاتھ سے وقت بچاؤ بخل
نہ مردی ہر تیر اور تلوار سے
ستھاتی ہر ہر طرف سے صدا
کوئی دن کہان ہیں ہم سب بھی
گرو نے یہ چولا بنایا استعار
وہ کیونکر ہو ان ناسعد و شاد
اگر مان لو گے گرو کا یہ واک
وہ احق ہیں جو حق کی رہ کہو ہیں
وہ سوچیں کہ کیا لکھ گیا پیشوا
کہ اسلام ہم اپنا دین رکھتے ہیں
اٹھو سو نیوالو کہ وقت آگیا
نہ بچے تو آخر کو چھپاؤ گے

یہی ہے کہ ہر ایک کو اپنی مرضی سے چاہئے

جو مرے کو ہی دل سے تیار ہیں
محبت سے ناک کے معمور ہیں
گرو کے عشق میں مدوش ہیں
کہ آیا ہے نزدیک لبا متحان
اطاعت سے سر کو بنا کر قدم
یہ پاک چولہا نہانگیر ہے
وہ چید نہیں جو نہ دسر جہا
تو پہر ہاتھ مل کے رونا ہو کل
بنو مرد مردوں کے کردار سے
کہ باطل ہر ہر چہر حق کے سوا
نہر کیا کہ پیغام آدے ابھی
دکھایا کہ اس رہ پہ ہو بین نثار
جو کہہ رہے نہیں اس کے کچھ اعتقاد
تو راضی کر کے اسے ہو پاک
عبث ننگ ناموس کو رو تھیں
وصیت میں کیا کہ گیا بر ملا
مٹھ کی رہ پر لہقین رکھتے ہیں
تمہارا گرو تمکو سمجھ گیا
گرو کے سر لپون کا پہل پاؤ گے

کوئی افس چلے سے بدل لگاؤے کرے پاک آپ کو تب اسکو پاوے
تمت

کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد ووران مسیح الزمان

مرزا غلام محمد نصیر رئیس قادیان موسوم بہ

الہیائی

الہیامی

اَللّٰہِی اَللّٰہِی
 کہتا ہے کہ میں نے بتا دیا ہے کہ ملاقا طیب ہے پھر فرمائی خطاب
 کہ میں نے بتا دیا ہے کہ ملاقا طیب ہے پھر فرمائی خطاب
 کہ میں نے بتا دیا ہے کہ ملاقا طیب ہے پھر فرمائی خطاب

فصل

پیچ کا دو مارو پیچ نیامین آتما

بار دوم ماه خرداد می باشد

باجہ تمام شیخ نور احمد ملک مطبع ریاض مہند پریشان

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا

قیمت بلا محصول لٹاکس ... ۴۰۰



مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا

مسلمانوں اور عیسائیوں کا کئی قدر اختلاف کیساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح بن مریم اسی غرضی چوہ سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اتر جائے گا۔ میں اس خیال کا غلط ہونا اپنے اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ اور نیز یہ بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس نزول سے مراد درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول نہیں بلکہ استعارہ کی طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے جس کا مصداق حسب احلام و الہام الہی یہی عاجز ہے۔ اور مجھے یقیناً معلوم ہے کہ میری اس رائے کے شایع ہونے کے بعد جس میں بیانات الہام سے قائم کیا گیا ہوں بہت سی فلیں مخالفانہ طوے پھیل گئیں اور ایک تعجب اور انکار سے بھرا ہوا شور و غما میں پیدا ہوگا۔ اور میرا ارادہ تھا کہ بالفعل میں کلام کو بدل دینے سے محتسب رہوں اور اعتراضات کے پیش ہونے کے وقت انکے دفع دفع کے لئے مفصل جواب دلائل جیسے محققین کے خیالات کے حالات موجود ہوں پیش کروں۔ لیکن اب مجھے اس امداد میں یہ نقص معلوم ہوتا ہے کہ میری کوتاہ قلبی کی حالت میں نہ صرف عوام الناس بلکہ مسلمانوں کے خواص بھی جو انکے بعض مولوی ہیں بہت اپنے تصور فہم کے جو انکی حالت متزلزلہ کو لازم پکڑا ہوا ہے اور نیز بوجہ متاثر ہونے کے ایک پورے خیال سے خواہ مخواہ میری بات کو رد کرنے کے لئے دجیانہ کھڑے ہو گئے اور اپنے دعوے کے طرفدار بن کر بہر حال اسی دعوے کی سچائی ثابت ہو جانا چاہیں گے۔ پس مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جانا انکے لئے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی شہادت کر دہ رائے سے رجوع کرنا انکے لئے مشکل بلکہ محال ہوگا۔ کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رؤس الاشہاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ نامتی اُسکو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے جو کوئی اُسکو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہذا میں نے ترہ تزلزلہ یہ چاہا کہ قبل اسکے کہ وہ مقابل پر اکڑے اور ضد کی باجیں چن چائیں آپ ہی انکو ایسے صاف اور دلائل طور پر سمجھا دیا جا کہ

جو ایک دانا اور مُنصف اور طالب حق کی تسلی کے لئے کافی ہو۔ اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑی
ترشاید ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو خلیات درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہیں جنکو
آسمانی کتابوں کے استعارات و مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر بلکہ مس تک نہیں۔ اور
کایہستہ کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی
کتابوں کے دوسرے جن نبیوں کی اسی وجود و حضری کیساتھ آسمان پر جانا تصدیق کیا گیا ہے وہ دونوں
ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادیس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جنکو عیسیٰ اور یسوع
بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ
دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اترینگے اور تم انکو آسمان سے
آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کس قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے
ہیں۔ لیکن حضرت ادیس کی نسبت جو بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں انجیل
میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن ذکریا کے پیدا ہونے سے اٹکا آسمان سے اترنا وقوع میں آگیا ہے
چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ”یوحنا جو آئے والا تھا یہی ہے چاہو تو
قبول کرو۔“ سو ایک نبی کے حکم سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اترنے والے یعنی
یوحنا کا مقدمہ تو انفصال یا پالیا اور دوبارہ اترنے کی حقیقت اور کیفیت معلوم ہو گئی چنانچہ تمام
عیسائیوں کو متفق علیہ عقیدہ جو انجیل کے رو سے ہونا چاہیے یہی ہے کہ یوحنا جس کے آسمان سے
اُترنے کا انتظار تھا وہ حضرت مسیح کے وقیعین آسمان سے اس طرح اُتر آیا کہ ذکر کیا کے گھر میں اسی
طبع اور خاصیت کا بیٹا ہوا جس کا نام بھی تھا۔ البتہ یہودی اسکے اُترنے کے اب تک منتظر ہیں
اُن کا بیان ہے کہ وہ پچھلے آسمان سے اُترے گا۔ اول میت المقدس کے متار و نہر اس کا
نزول ہوگا۔ پھر وہ ان سے یہودی لوگ اکٹھے ہو کر اُسکو کسی نردبان وغیرہ کے ذریعہ سے
نیچے اتار لیں گے۔ اور جب یہودیوں کے سامنے وہ تاویل پیش کیجائے جو حضرت مسیح علیہ السلام
نے یوحنا کے اُترنے کے بارے میں کی ہے تو وہ فی الفور غصہ سے بھر کر حضرت مسیح اور ایسے ہی
حضرت عیسیٰ کے حق میں ناگفتنی باتیں سناتے ہیں۔ اور اُسی نبی کے فرمودہ کو ایک طمہ زنجیال
تصور کرتے ہیں۔ بہر حال آسمان سے اُترنے کا لفظ جو تاویل رکھتا ہے مسیح کے بیان سے کبھی
حقیقت ظاہر ہوئی اور اُن ہی کے بیان سے یوحنا کے آسمان سے اُترنے کا جھگڑا طے ہوا ادب یہاں

”دیکھو انجیل میں۔ باب ۱۴۔ آیت ۱۱“

کھل گئی کہ آٹھ اترے تو کس طرح اترے۔ مگر مسیح کے اترنے کے بارے میں اب تک بڑے جوش سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عمدہ اور شاہانہ پوشاک قیمتی پارتھین پہنے ہوئے چاندی فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریں گے۔ مگر ان دو قوموں کا اس پر اتفاق نہیں کہ کہاں اترینگے۔ آیا مکہ معظمہ میں یا اندلن کے کسی گرجا میں یا اسکو کے شاہی کلیسیا میں۔ اگر عیسائیوں کو پرانے خیالات کی تقلید بہتر نہ ہو تو وہ مسلمانوں کی نسبت بہت جلد بھڑکتے ہیں کہ مسیح کا اترنا اسی تشریح کیہ وافی چاہیے جو خود حضرت مسیح کے بیان سے صاف لفظوں میں معلوم ہو چکی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی صورت کے دو امر دو متناقض محضوں پر محمول ہو سکیں۔ یہ بات اہل الراے کے غور کے قابل ہے کہ اگر حضرت مسیح کی وہ تاویل جو انھوں نے یوحنا کے آسمان سے اترنے کی نسبت کی ہے فی الواقع مسیح ہے تو کیا حضرت مسیح کے نزول کے مقدمہ میں جو اسی پہلے مقدمہ کا ہم شکل ہے اسی تاویل کو کام میں نہیں لانا چاہیے جب حاکمین ایک نبی اس سلسلہ راز کی اصل حقیقت کھول چکا ہے اور قانون قدرت بھی اسی کو چاہتا اور اسی کو مانتا ہے تو پھر اس صاف اور سیدھی راہ کو چھوڑ کر ایک پیچیدہ اور قابل اعتراض راہ اپنی طرف سے کھودا کیونکہ قبول کرنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے۔ کیا ذبیحہ اور ایسا مذبح کو کٹا کر کشن جسکو مسیح کے بیان سے بھی پوری پوری مدد ملتی ہے کسی اور طرف پھانسیا کر سکتا ہے اور مسیحی لوگ تو اس وقت سے دس برس پہلے اپنی یہ پیشگوئی بھی انگریزی اخباروں کے ذریعہ سے شائع کر چکے ہیں کہ تین برس تک مسیح آسمان سے اترنوالا ہے۔ اب جو خدا تعالیٰ نے اُس اترنے والے کا نشان دیا تو مسیحیوں پر لازم ہے کہ سب پہلے وہی اُسکو قبول کریں تا اپنی پیشگوئی کے آپ ہی کذب نہ ٹھہریں۔

جیسا کہ لوگ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ حضرت مسیح اٹھائے جانے کے بعد بہشت میں داخل ہو گئے۔ لوگ کی انجیل میں خود حضرت مسیح ایک چوکو تسلی دیکر کہتے ہیں کہ ”آئی تو میرے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا“ اور عیسائیوں کی یہ عقیدہ بھی متفق علیہ ہے کہ کوئی شخص بہشت میں داخل ہو کر پھر اس سے نکالا نہیں جائیگا گو کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو چنانچہ یہی عقیدہ

حاشیہ:- یہ پانچ اترتے ہیں یا بیشم ہو گئے جیسے چوہا۔ مگبدن۔ طلس۔ کذاب۔ مذہب۔ مذہبی۔ ہوی۔ ہامولی۔ سوئی۔ کپڑے۔ جیسے جن کچھ تن زیب۔ ہنگ۔ چکن۔ گلشن۔ مل۔ جالی۔ خاصہ۔ ڈوبیا۔ چارخانہ۔ اور کس نے آسمان میں نہنے اور کس نے سیسے ہو گئے جنگ کی کھلم کھلائی اور عیسائیوں میں سے۔ کہ کچھ یہ نہیں دیکھا

مسلمانوں کا بھی ہے۔ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿وَمَا هُمْ مِنْهَا بِغَائِبِينَ﴾ یعنی جو لوگ بہشت میں داخل کئے جائیں گے پھر اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔ اور قرآن شریف میں اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت میں داخل ہونے کا بصریہ کہیں ذکر نہیں لیکن انکے وفات پا جانے کا تین جگہ ذکر ہے ﴿اور مقدس بندوں کیلئے وفات پانا اور بہشت میں داخل ہونا ایک ہی حکم میں ہے۔ کیونکہ برطبق آیت قبل ۱۲ ادخل الجنة﴾۔ داخل جنتی وہ بلا توقف بہشت میں داخل کئے جاتے ہیں۔ اب مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں گروہ پر جو اس ہے کہ اس امر کو غور سے جانچیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک مسیح جیسا مقرب بندہ بہشت میں داخل کر کے پھر اس سے نکال دیا جائے؟ کیا اس میں خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کا تخلف نہیں ہو سکتا؟ تمام پاک کتابوں میں بتواتر تصریح موجود ہے کہ بہشت میں داخل ہونے والے پھر اس سے نکالے نہیں جائیں گے؟ کیا ایسے بزرگ اور حتیٰ وعدہ کا ٹوٹ جانا خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہیں لاتا؟ پس یقیناً سمجھو کہ ایسا اعتقاد رکھنے میں نہ صرف مسیح پر ناجائز مصیبت وارور کر دے بلکہ ان لغو باتوں سے خدا تعالیٰ کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی بھی ہوگی۔ اس امر کو ایک بڑے غور اور دیدہ تہق سے دیکھنا چاہیے کہ ایک ادنیٰ اعتقاد سے جس سے نجات پانے کیلئے استعارہ کی راہ موجود ہے بری بڑی دینی صداقتیں آپکے ہاتھ سے فوت ہوتی ہیں۔ اور درحقیقت یہ ایک ایسا فاسد اعتقاد ہے جس میں ہزاروں خرابیاں سخت الجھن کیسا ہاتھ گرہ در گرہ لگی ہوئی ہیں۔ اور مخالفون کو انہنسی اور ٹھٹھے کیلئے موقع ہاتھ آتا ہے۔ مینے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے سید مولا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑھیں اور روبرو ہی اتریں اور انھیں جواب ملا تھا کہ قل سُبْحَانَ رَبِّيَ یعنی خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان اس پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے عوارق اس دارالابتلا میں دکھائے اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے۔

❖ **حاشية** - قال الله تعالى - فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليه - ويحمر سورة
 انه البرونبر وان من اهل الكتب الا اليومان به قبل موته سورة النساء البرونبر -
 اذ قال الله يا عيسى اتني متوفيك ورافعك الي سورة آل عمران البرونبر ٣ - منك

اب میں کہتا ہوں کہ جو امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو فضل الانبیاء تھے جائز نہیں اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا وہ حضرت مسیح کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ یہ کمال بے ادبی ہوگی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک کمال کو مستبعد خیال کریں اور پھر وہی کمال حضرت مسیح کی نسبت قریب قیاس مان لیں۔ کیا کسی سچے مسلمان سے ایسی گستاخی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور یہ امر بھی قابلِ اظہار ہے کہ یہ خیال مذکورہ بالا جو کچھ عرصے سے مسلمانوں میں پھیل گیا ہے صحیح طور پر بخاری کتابوں میں اس کا نام و نشان نہیں بلکہ احادیث نبویہ کی غلط فہمی کا یہ ایک غلط نتیجہ ہے جس کے ساتھ کئی بچا جاشیے لگا دیئے گئے ہیں اور بے اہل موضوعات سے انحراف و تفریق دیکھی ہے اور تمام وہ امور نظر انداز کر دیئے گئے ہیں جو مقصود اصلی کی طرف رہبر ہو سکتے ہیں۔ اس بارے میں نہایت صاف اور واضح حدیث نبوی وہ ہے جو امام محمد شکیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھی ہے اور وہ یہ ہے:-

کیف انتم اذ اتزل ابن مریم فیکم واما کم منکم یسے اسدن تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اترے گا۔ وہ کون ہے؟ وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا جو تم ہی میں سے پیدا ہوگا۔ پس اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا کہ ابن مریم سے یت خیال کرو۔ پس مسیح بن مریم ہی اترائے گا بلکہ یہ نام استعارہ کی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ درحقیقت وہ تم میں سے تمہاری ہی قوم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا جو ابن مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائے گا۔ اس جگہ پڑانے خیالات کے لوگ اس حدیث کے معنی اس طرح کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح آسمان سے اتریں گے تو وہ اپنے منصب نبوت سے مستعفی ہو کر آئیں گے انجیل سے انہیں کچھ غرض نہیں ہوگی۔ امت محمدیہ میں داخل ہو کر قرآن شریف پر عمل کرینگے پانچ وقت نماز پڑھینگے اور مسلمان کہلائیے گا۔ مگر یہ بیان نہیں کیا گیا کہ کیوں اور کس وجہ سے یہ تزل کی حالت انہیں پیش آئے گی۔ بہر حال استعارہ ہمارے بھائیوں مسلمان محمدیوں نے آ۔ پابہی مان لیا ہے کہ ابن مریم اسدن ایک مرد مسلمان ہوگا جو اپنے تین امت محمدیہ میں سے نکلا ہوگا اور اپنی نبوت کا نام بھی نہ لے گا جو پہلے اس کو عطا کی گئی تھی۔ اور درحقیقت یہی ایک بھارتی خیال ہے کہ جو استعارہ کو حقیقت پر عمل کرنے سے ہمارے بھائیوں کو ہمیشہ آگئی ہو چکی وجہ سے انہیں ایک نبی کا اپنے منصب نبوت سے محروم ہو جانا تجویز کرنا پڑا۔ اگر وہ ان صفت اور سیدھے معنوں کو مان لیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک الفاظ سے پائے جاتے ہیں جن کے

مطابق پہلے حضرت مسیح یوحنا بنی کے بارے میں بیان فرما چکے ہیں تو ان تمام برتقلف مشکلات سے مخلصی پاجائینگے نہ حضرت مسیح کی روح کو بہشت سے نکالنے کی حاجت پڑیگی اور نہ اُس مقدس نبی کی نبوت کا خلع تجریز کرنا پڑیگا۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجو ملیج کے مرتکب ہون گے اور نہ احکام قرآنی کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا جائیگا۔

شاید آخری حذر ہمارے بھائیوں کا یہ ہوگا کہ بعض الفاظ جو صحیح حدیثوں میں حضرت مسیح کے علامات میں بیان کئے گئے ہیں انکی تطبیق کیونکر کریں۔ مثلاً لکھا ہے کہ مسیح جب آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور جزیہ کو اٹھا دیگا اور خنزیر کو قتل کر دے گا۔ اور اسوقت آئے گا کہ جب یہودیت اور عیسائیت کی بدعتیں مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ میں کہتا ہوں کہ صلیب کے توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہیں بلکہ روحانی طور پر صلیب مذہب کا توڑ دینا اور اُس کا بطلان ثابت کر کے دکھا دینا مراد ہے۔ جزیہ اٹھانے کی مراد خود ظاہر ہے جس سے یہ اشارہ ہے کہ ان دونوں خود بخود دل سچائی اور حق کی طرف کھینچے جائینگے کسی لڑائی کی حاجت نہیں ہوگی۔ خود بخود ایسی ہوا چلیگی کہ جوق اور جوق اور فوج در فوج لوگ دین اسلام میں داخل ہوتے جائیں گے۔ پھر جب دین اسلام میں داخل ہونے کا مدد واد کھل جائے گا اور ایک عالم کا عالم اس دین کو قبول کر لیگا تو پھر جزیہ کس سے لیا جائے گا۔ مگر یہ سب کچھ ایک دفعہ واقع نہیں ہوگا۔ مان بھی سے اسکی بنا ڈالی جائیگی۔ اور خنزیروں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں خنزیر دینی حادثہ ہیں۔ وہ اس روز حجت اور دلیل سے مغلوب کئے جائیں گے۔ اور دلائل پینہ کی تلوار انھیں قتل کریگی نہ یہ کہ ایک پاک نبی جیٹوین خنزیروں کا شرک کھیلتا پھرے گا۔

اے میری پیاری قوم! یہ سب استعارے ہیں جنکو خدا تعالیٰ کی طرف سے فہم دیا گیا ہے وہ نہ حرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کے ذوق سے انکو سمجھ جائینگے۔ ایسے عمدہ اور بلیغ حجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل میں خاک کھینچنا ہے۔ بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔ اسبوجہ سے خدا تعالیٰ کے کلام نے بھی جو ابلیغ الکلم ہے جسقدر استعارہ و کنوا استعمال کیا ہے اور کتنی کلام میں یہ طرز لطیفہ نہیں ہے۔ اب ہر جگہ اور ہر محل میں اُن پاکیزہ استعارہ و کنو کو حقیقت پر حمل کرتے جانا گویا اُس کلام معجز نظام کو خاک میں ملا دینا ہے۔ پس اس طریق سے نہ صرف خدا تعالیٰ کی عجز بلاغت کلام کا اصلی منشاء ہم پر ہم ہوتا ہے بلکہ ساتھ ہی اس کلام کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کو بر بار دہ

ہوتا ہے خوبصورت اور دلچسپ طریقے تفسیر کے وہ ہوتے ہیں جن میں حکم کی اعلیٰ شان بلا منت اور
اسکے روحانی اور بلند ارادوں کا بھی خیال رہے نہ یہ کہ نہایت درجہ کے سفلی اور بدناما اور بے طرح
موٹے معنی جو جو طبع کے حکم میں ہوں اپنی طرف سے گھڑے جائیں اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام کو چپاک
اور نادک و قافی پر مشتمل ہے صرف وہ قافی لفظوں تک محدود خیال کر لیا جائے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ
اُن نہایت دقیق اسرار کے مقابلہ پر جو خدا تعالیٰ کے کلام میں ہونے چاہیں اور بکثرت ہیں کیوں
پڑھ لکھ اور موٹے اور کبھی معنی پسند نہ کئے جاتے ہیں؟ اور کیوں اُن لطیف معنوں کی وقعت نہیں
جو خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان کی موافق اور اس کے حالی مرتبہ کلام کے مناسب حال ہیں؟ اور ہمارے
علماء کے دماغ اس پر بوجہ سرکشی سے کیوں پڑ ہیں کہ وہ الہی فلسفہ کے نزدیک آنا نہیں چاہتے؟
جن لوگوں نے ان تحقیق نہیں اپنا خون اور پسینہ ایک کر دیا ہے انکو بیشک ہمارے اس بیان
سے نہ انکار بلکہ مزہ آئے گا اور ایک تازہ صداقت انکو ملیگی جسکو وہ بڑے مدوشہ کیساتھ قوم میں
بیان کریں گے اور ہلک کو ایک روحانی فائدہ پہنچائیں گے۔ لیکن جنہوں نے صرف سرسری
نگاہ تک اپنی فکر اور عقل کو ختم کر رکھا ہے وہ سچا اسکے کہ ناحق کے اعتراضات کی میزان بڑھا دیں
اور بجا رتیخ قائم کریں اور کچھ اسلام کو اپنے وجود سے فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے ہادی اور سید مولیٰ جناب ختم المرسلین نے مسیح اول

اور مسیح ثانی میں مابہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے صرف یہ نہیں فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد

مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کی موافق عمل کرے گا اور مسلمانوں کی طرح صوم و صلوة وغیرہ احکام

فرقانی کا پابند ہوگا اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا اور انکی امام ہوگا اور کوئی جدا گانہ دین نہ لایگا

اور کسی جدا گانہ نبوت کا دعویٰ نہیں کریگا بلکہ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ مسیح اول اور مسیح ثانی

کے حلیہ میں بھی فرق ہیں ہوگا۔ چنانچہ مسیح اول کا حلیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج

کی رات میں نظر آیا وہ یہ ہے کہ درمیانہ قد اور سرخ رنگ گھنگریالے بال اور سینہ کشادہ ہے

دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹۔ لیکن اسی کتاب میں مسیح ثانی کا حلیہ جناب مہروح نے یہ فرمایا

ہے کہ وہ گندم گون ہے اور اسکے بال گھنگریالے نہیں اور کانوں تک لٹکتے ہیں۔ اب

ہم سوچتے ہیں کہ کیا یہ دونوں ممیز علامتیں جو مسیح اول اور ثانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

سلم نے بیان فرمائی ہیں کافی طور پر تعین نہیں دلاتیں کہ مسیح اول اور ہے اور مسیح ثانی اور

ان دونوں میں مریم کے نام سے پکارنا ایک لطیف استعارہ ہے جو باعتبار مشابہت طبع

اور روحانی خاصیت کے استمال کیا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کے مشابہت کے رو سے دونیک آدمی ایک ہی نام کے مستحق ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی دو بد آدمی بھی ایک ہی بدادہ میں شریک مساوی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے قائم مقام کہلا سکتے ہیں مسلمان لوگ جو اپنے بچوں کے نام احمد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سیدیمان اور داؤد وغیرہ رکھتے ہیں تو درحقیقت اسی تعادل کا خیال اُنہیں ہوتا ہے جس پر خاکِ فال کی طور پر یادہ کیا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی اُن بزرگوں کی روحانی شکل اور خاصیت ایسی اتم اور اکمل طور سے پیدا کر لیں کہ گویا اُنہیں کار و پ ہو جائیں اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل ہی نبی چاہیے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ انیسویں مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعتِ فحاشی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کر سکتا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے امین کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث ہی ایک مسیحی ہی ہوتا ہے گو اس کی نبوت تہذیبیں گناہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہو گا وہ خدا تعالیٰ سے پہلا ہونے کا ایک شوق نہ تھا بلکہ غیبی ظاہر کی بجائی میں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اُس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزوع کیا جاتا ہے اور منہ شریعت اُس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اُس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنی امتیں باوازا بلند ظاہر کرے اور اُس سے انکار کرے و لا ایک حد تک مستوجبِ سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز انکار اور کچھ نہیں کہ اس پر تذکرہ بالا اُس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ غلطی پیش ہو کہ بابِ نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اُس پر فہر لگ چکی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ من کل الوجوہ بابِ نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور پر وحی پر ہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس اُمت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کو بخیر و دل یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نبوت حسبِ کاہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گی نبوت تمامہ نہیں ہیں بلکہ عیساکہ میں اہی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لقنوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسانِ کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو مستحقِ جمع کالات نبوت تمامہ ہے۔ یعنی ذاتِ ستودہ صفاتِ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انشدك الله تعالى ان النبي محدث والمحدث نبی

باعتبار حصول نفع من الزاوع النبوت وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يبق
من النبوت إلا المبشوات أى لم يبق من الزاوع النبوت إلا أنواع واحد وحى المبشور
من انقسام الرويا الصادقة والمكاشفة الصيغته والوحى الذى ينزل على
خواص الاولياء والنور الذى يتجلى على قلوب قوم موجب فالنظر ايها الناقل البصائر
الفهيم من هذا اسد باب النبوة على وجه كل بل الحديث يدل على ان النبوت
التامة الحاصلة لوحى الشريعة قد انقطعت ولكن النبوة التى ليس فيها الا المبشورات
فهي باقية الى يوم القيامة لا انقطاع لها ابداً وقد علمت وقوت في كتب الحديث
ان الرويا الصالحة جزء من سنته واربعين جزء من النبوة أى من النبوة
التامة فلما كان للرويا انبياء من هذا المقتبة فكيف الكلام الذى يوحى من الله
تعالى الى قلوب المحمدين فاعلم ايديك الله ان حاصل كلامنا ان ابواب النبوة للمباشرة
مفتوحة ابداً وليس في هذا النوع الا المبشوات او المنذرات من الامور الغيبية
او اللطائف القرآنية والعلوم الدنيوية - واما النبوة التى تامة كاملته جامعته
لجميع كمالات الوحى فقد آتانا بانقطاعها من يوم نزل فيه - وما كان محمداً ابداً احد
من دجال الكفر ولكن رسول الله وخاتم النبيين - اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت
روحانی میں یہ عاجز اور سچ بن مریم مشابہت رکھتے ہیں وہ کیا شے ہے تو اس کا جواب یہ ہے
کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قوی میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے
جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے - نیچے کی طرف سے مراد وہ
اعلیٰ درجہ کی دوسوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے جو داعی الی اللہ اور اس کے مستند شاگردوں
میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بچش کر نذرانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود
ہے ان تمام سرسبز شاخوں میں پہیلیاتی ہے - اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت
قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو اول بندہ کے دل میں بارادہ الہی پیدا ہو کر ب قدیر کی محبت
کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نرا و مرادہ
کا حکم رکھتی ہیں ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا
ہو کر الہی محبت کے چمکنوالی آگ سے جو مخلوق کی مریم شال محبت کو کپڑا لیتی ہے ایک تیسری
چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام دوحہ القدس ہے سو اس درجہ کے نشان کی روحانی

پیدائش ہر وقت سے سمجھی جاتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اُس میں اُن کی طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے بہری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الہی اب محبت سے بہرگئی ہے ایک نیا تولد بخشی ہے اسی وجہ سے اس محبت کی بہری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافع المحبت ہے استعارہ کے طور پر بلنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اُن دونوں کیلئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے اور ذرہ امکان کو جو بالکثر الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر بٹھا دیا ہے۔

لیکن اگر اس جگہ یہ استفسار ہو کہ اگر یہ درجہ اس عاجز اور سچ کے لئے مسلم ہے تو پھر جناب سیدنا مولانا سید الکمل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کونسا درجہ باقی ہے سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جسکی کیفیت کو پہنچنا ہی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔

شان احمد ما کہ داند جز خداوند کریم	آہنجان از خود جدا شد کز میا افتاد میم
زان نمط شد محمود لبر کز کمال اتحاد	پیکر او شد سر اسر صورت رب رحیم
بوسے محبوب حقیقی میدہد زان ہوی پاک	ذات حقانی صفاتش مظهر ذات قدیم
گرچہ بنسب ہم کند کس سوئی الحاد و ضلال	چون دل احمد نیکویم و اگر عرشے عظیم
منت ایزد ما کہ من بر زعم اہل روزگار	صد ہارا میفرم از فوق آن عین النعم
از عنایات خدا و از فضل آن دادار پاک	دشمن فرعون نیامد عبر عشق آن کلیم
آن مقام و تربت خاصش کہ بر من شد عیان	گفتے گردیدے طبعی درین راسے سلیم
در رہ عشق محمد این سر و جانم رُو	این تمنایں دعا این درد دلم مریم صمیم

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالی کی سٹان حنت کے لئے اس قدر کہنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنی روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں سب لوگوں

درجہ وجود حقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتش محبت الہی لوح قلب انسان کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اُس محروم سے ہو سکیں لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اُس متاثرین آگ کی چمک پیدا نہ ہو اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح بین گرمی پیدا ہوتی ہے اُس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جس میں دونوں محبتوں کے ملحق سے آتش محبت الہی لوح قلب انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اُس میں آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے لیکن اُس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا ہٹرک نہیں ہوتی فقط ایک چمک ہوتی ہے جسکو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت فروختہ شعلہ محبت الہی کا انسانی محبت کے مستعد فطیلہ پر پڑ کر اُسکو فروختہ کر دیتا ہے اور اُس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اُسکو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتش محبت الہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشی ہے بلکہ محض اُس چمک کے ساتھ تمام وجود ہٹرک اٹھتا ہے اور اُس کی لوٹیں اور شعلے ارد گرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش فروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اسکو روح امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید لغوی بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی مقصور نہیں اور اس کا نام ذوالاحق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اس کو راسخ و راسخ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات سے قیاس اور میزان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتقاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے حکمت الہی کے نامہ نے ادنیٰ سی ادنیٰ خلقت اور اسفل سے اسفل

مخوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد سے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے مننے میں کہ نہایت تعریف کیا گیا ہے ایسے کمالات نامہ کا مظہر ہو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر یہی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا عطا یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت نامہ ہے پہلے نبیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے اور صیاسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر انبیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں ایسا ہی یہ وہ مقام عالی شان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کی طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے اور اُس کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا ہوا جیسا کہ حضرت مسیح نے یہی ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا کہ اگر کوئیستان کا پہلے بیٹھ کر اپنے اول بارغ کے مالک نے (جو خدا تعالیٰ ہے) اپنے نوکر کو بھیجا یعنی ابتدائی کے قرب والوں کو جس سے مراد وہ تمام صلحا ہیں جو حضرت مسیح کے نام میں اور اُسی صدی میں مگر کسب قدان سے پہلے آئے۔ پہر جب باغبانوں نے بارغ کا پہل دینے سے انکار کیا تو بارغ کے مالک نے ناکید کے طور پر اپنے بیٹے کو اُنکی طرف روانہ کیا تا اُس کو بیٹا سمجھ کر بارغ کا پہل اُس کے حوالہ کریں بیٹے سے مراد اس جگہ مسیح ہے جس کو دوسرا درجہ قرب اور محبت کا حاصل ہے مگر باغبانوں نے اُس بیٹے کو یہی بارغ کا پہل نہ دیا بلکہ اپنی زعم میں اُسے قتل کر دیا بعد اس کے حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اب بارغ کا مالک خود آئیگا یعنی خدا تعالیٰ خود ظہور فرمائیگا تا باغبانوں کو قتل کر کے بارغ کو ایسے لوگوں کو دیدے کہ اپنے وقت پر پہل دیدیا کریں اس جگہ خدا تعالیٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے جو جب اور محبت کا تیسرا درجہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہیں اور یہ سب

ہمارے سید و مولیٰ جناب مقدس خاتم الانبیاء کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان فرمایا کہ انجناب کا دنیا میں تشریف لانا اور حقیقت خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرح کلک کر دوسرے نبیوں سے بھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے اور استفادہ کے طور پر انجناب کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ جو خدا تعالیٰ

روحانی مراتب میں کہ جو استغفار کے طور پر مناسب حال الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں یہ نہیں کہ حقیقی اہمیت اس جگہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے۔

اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی بے موقعہ نہ ہو گا کہ جو کچھ مجھے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے یہ درحقیقت ان عقاید سے جو اہل اسلام ملائیک کی نسبت رکھتے ہیں منافی نہیں ہے کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائیک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چلکر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بہ ہدایت باطل ہی ہے۔ کیونکہ اگر یہی ضرور ہوتا کہ ملائیک اپنی اپنی خدمات کی بجا آوری کے لئے اپنی اصل وجود کے ساتھ زمین پر اتر کر رہتے تو ہر اُسے کوئی کام انجام پذیر نہ ہوتا بغایت درجہ محال تھا مثلاً ذشتہ ملک الموت جو ایک سکیڈ میں ہزار ایسے لوگوں کی جانیں نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار میں ایک دوسرے سے ہزاروں کوسوں کے فاصلہ پر رہتے ہیں اگر ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو کہ اول پیروں سے چلکر اُس کے ملک اور شہر اور گھر میں جاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان لگا لئے گا اُسکو موقع ملے تو ایک سکیڈ کیا اتنی بڑی کالنگ

کے منظر اتم ہونے کے انجناب کو خدا کر کے پکارا ہے چنانچہ حضرت داؤد کے زبور میں لکھا ہے تو من میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے لبوں میں نعمت بنائی گئی اس لئے خدا نے تجھے کو ایک مبارک کیا دینے تو خاتم الانبیا (شہداء) اے پہلوان تجھاد و جلال سے اپنی تلوار حاصل کر کے اپنی ران پر لٹکا امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا دہنا اہمیت ہے تاکہ کام دکھائیگا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تبریزی کرتے ہیں لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں اے خدا تیرا تخت ابہ الا باد ہے تیری سلطنت کا آثار رستی کا عصا ہے تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روعن سے تیرے عصا بدن سے زیادہ بچے سطر کیلے دیکھو زبور ۲۵۔

اب جانتا چاہیے کہ زبور کا یہ فقرہ کہ اے خدا تیرا تخت ابہ الا باد ہے تیری سلطنت کا عصا رستی کا عصا ہے یہ محض بطور استغفار ہے جس سے عرض یہ ہے کہ جو روحانی طور پر شان محوی ہو اُس کو ظاہر کر دیا جائے پھر یہ عیاہ بنی کی کتاب میں ہی ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ

کے لئے تو کئی جہت کی جہلت ہی کافی نہیں ہو سکتی کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اس کے کم عرصہ میں تمام حیاں کہو کر چلا آوے ہرگز نہیں بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو انکے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں ایک ذرہ کے برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے جیسا کہ خدا تعالیٰ انکی طرف سے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَمَا مَنَا اللّٰهَ مَقَامَهُ حَلَوًا وَاَنَا لَخَنَّ الصّٰخُوْنَ۔ سورۃ صافات جزو ۲۳۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اسکی گرمی و روشنی زمین پر پکیر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے اسی طرح روحانیات مساویہ خواہ اونکو

۱۴۔ اسکی عبارت یہ ہے دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالوں گا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہو ۱۵۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں پر راستی ظاہر کر لگیا وہ پتلا لگیا اور اپنی صدا بلند کر رکھا اور ۱۶۔ اپنی آواز باناروں میں دسنا لگادہ سلی ہوئے سینچو کو نہ توڑ لگیا اور سن کو جس سے دھواں اُٹھتا ہے نہ بجھائے گا جب تک کہ راستی کو اس کے ساتھ ظاہر نہ کرے وہ نہ لکھ لگائے ہوئے گا ۱۷۔ جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نہ کرے اور جزیرے اس کی شریعت کے منظر ہو دیں خداوند خدا ایک بہادر کی مانند لکھ لگایا وہ جنگی مرو کی مانند اپنی غیرت کو اُس کا لگایا۔ انھ اب جاننا چاہیئے کہ یہ فقرہ کہ خداوند خدا ایک بہادر کی مانند لکھ لگایا یہ بھی بطور استعارہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پُر ہیبت ظہور کا اظہار کر رہا ہے دیکھو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۲۔ اور ایسا ہی اور کئی نبیوں نے بھی اسی استعارہ کو اپنی پیش گوئیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کیا ہے مگر چونکہ ان سب مقامات کے لکھنے سے طول ہو جاتا ہے اس لئے بالفعل اسقدر پر کفایت کرتا ہوں اور میں نے جو اس جگہ تین مراتب قرب اور محبت کے لکھ کر تیسرا مرتبہ کہ جو بزرگترین مراتب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہیں بلکہ اہل ہامی طور پر خدا تعالیٰ نے مجھ پر کہو لیا ہے۔ منہ

یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فکلیہ کہیں یا وساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق ارواح کو اکب سو انگوتامز و کرین یا نہایت سید ہے اور موجدانہ طریق سے ملائک اللہ کا انگوتاقب دین چہ در حقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر رہے اور حکمت کاملہ خداوند تعالیٰ زمین کی ہر ایک استعداد چیز کو اُس کے کمال مطلوب تک پہنچانی کے لئے یہ روحانیات خدمت میں لگی ہوئے ہیں ظاہری خدمات بھی بجا لاتے ہیں اور باطنی بھی جیسے ہمارے جسم اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور صاف اور ہماری تمام روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادوں کے موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہے ہیں جو چیز کسی عمدہ جوہر بننے کی اپنے اندر قابلیت رکھتی ہے وہ اگرچہ خاک کا ایک ٹکڑا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو صدف میں داخل ہوتا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو رحم میں پڑتا ہے وہ اُن ملائک اللہ کی روحانی تربیت سے لعل اور الماس اور یاقوت اور نیلم وغیرہ یا نہایت درجہ کا آبدار اور دلی معنی یا اعلیٰ درجہ کے دل اور دماغ کا انسان بن جاتا ہے۔

دسائیر جو عجمی لوگ الہامی مانتے ہیں جسے اپنی مدت ظہور کی وہ لمبی تاریخ بتلائی ہے جس کا کردار ان حصہ بھی وید کی مدت ظہور کی نسبت بیان نہیں کیا گیا یعنی وید کی نسبت تو صرف ایک ارب چھیانوین کروڑ مدت ظہور محض دوسروں کے ویم اور گمان سے قرار دی گئی ہے مگر دس تیر تین سنگھ سے کچھ زیادہ اپنی مدت ظہور آپ بیان کرنا ہے بلکہ یہ تو ہمیں ڈرتے ڈرتے لکھا ہے وہ ان تو سنگھوں کی مدد سے زیادہ تین صفر اور پھی درمیان ہیں۔ یہی سب ان روحانیات کو جو کو اکب اور سموات سے تعلق رکھتی ہیں نہ صرف ملائک قرار دیتی ہے بلکہ انچی پرستش کے لئے ہی تاکید کرتی ہے ایسا ہی وید ہی اُن روحانیات کو صرف وسایط اور درمیانی خدمتگذار بنہیں مانتا بلکہ جا بجا انچی استت اور مہاکرتا ہے اور ان سے مراد دین مانگنے کی تعلیم دیتا ہے اور ممکن ہے کہ ان کتابوں میں تحریف اور الحاق کے طور

ملائک اس سے سوا ملائک کہلاتے ہیں کہ وہ ملائک اجرام سماویہ اور ملائک اجسام الارض ہیں یعنی اُنکے قیام اور بقا کے لئے روح کی طرح ہیں اور نیز اس سے ہی ملائک کہلاتے ہیں کہ وہ رسولوں کا کام دیتے ہیں؛ مثلاً

۱۶

پر یہ کہ تعلیمین نایک لکھی ہوں جیسی وید میں اور یہی بہت سی جیا تعلیمین پانی جانی تین مثلاً یہ تعلیم کہ اس جہان کا کوئی خالق نہیں ہے اور ہر ایک چیز اپنے اصل مادہ اور اصل حیات کے رُو سے قدیم اور واجب الوجود اور اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہے یا یہ تعلیم کہ کسی وجود کو تنازع کے منحوس چکر سے کبھی اور کسی زمانہ میں مخلصی حاصل ہو ہی نہیں سکتی یا یہ تعلیم کہ ایک شوہر وار شوہر اولاد زینہ نہ ہونے کی حالت میں کسی غیر آدمی سے ہمبستر ہو سکتی ہے تا اس سے اولاد حاصل کرے یا یہ تعلیم کہ بڑے بڑے مقدس لوگ بھی کوید کے ہی رشی کیوں نہ ہوں جن پر چاروں وید اترے ہوں ہمیشہ کی نجات کبھی نہیں پاسکتے اور نہ لازمی طور پر مسمیہ بزرگوار اور عزت کے ساتھ یاد کرنے کے لائق ٹہر سکتے ہیں بلکہ ممکن ہے کہ تنازع کے چکر میں اگر اور اور جانداروں کی طرح کچھ کا کچھ بن جائیں بلکہ شاید بن گئے ہوں اور ان کے زعم میں خواہ کوئی انسان اوتاروں سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتا ہو یا وید کے رشیوں سے بھی بڑھ کر ہو اس کے لئے ممکن بلکہ قانون قدرت کی رو سے ضروری پڑا ہوا ہے کہ کسی وقت وہ کیڑا مکوڑا یا نہایت مکروہ اور قابل نفرت جانور بن کر کسی خمیس مخلوق کی نوع میں جنم لبوے۔ یہ سب باطل تعلیمین ہیں جو انسانوں کے رذیل خیالات نے ایجاد کی ہیں اور جن لوگوں نے یہ تمام بے شرمی کے کام اور دوزخ و از عزت انتقالات اپنی بتی فزع بلکہ اپنی بزرگوں اور پیشواؤں کے لئے جائز رکھے ہیں انہوں نے یہ بھی جائز رکھ لیا کہ کو اکب کی روحوں سے مراوین مانگی جائیں اور انکی ایسی پستش کجائے جیسے خدا تعالیٰ کی کرنی چاہئے لیکن قرآن شریف جو ہر ایک طور سے تہجد اور تہذیب کی راہ کہولتا ہے اس نے نہر گز روا نہیں رکھا کہ اس کے ساتھ کسی مخلوق کی پستش ہو یا اسکی ربوبیت کی قدرت صرف ناقص اور ناکارہ طور پر تسلیم کریں اور اسکو ہر ایک چیز کا مسدود اور سرکشہ نہ ٹھہرائیں یا کوئی اور بے شرمی کا کام اپنے طریق معاشرت میں داخل کر لیں۔

اب پھر میں ملائیک کے ذکر کی طرف عموماً کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جس طرز پر ملائیک کا حال بیان کیا وہ نہایت سیدھی اور قریب قیاس راہ ہے اور پھر اس کے ملنے کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا قوان شریف پر بدیدہ فہم خود کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بلکہ جمیع کائنات الارض کی تربیت ظاہری و باطنی کے لئے بعض وسایط کا ہونا ضروری ہے اور بعض بعض اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائیک کے موسوم ہیں ان کے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ

ہیں بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلائے والے اور بعض مہینہ کے برسا نیوالے اور بعض بعض اور تاثیرات کو زمین پر اوتارنے والے میں پس اس میں کچھ شک نہیں کہ بوجہ مناسبت نوری وہ نفوس طیبہ ان روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتے ہونگے کہ جو آسمانوں میں پائے جاتے ہیں مگر اس تعلق کو ایسا نہیں سمجھنا چاہیے کہ جیسے زمین کا ہر ایک جاندار اپنی اندر جان رکھتا بلکہ ان نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور پر انہیں حاصل ہے روشن ستاروں کے ساتھ ایک جھول الکنہ تعلق ہے اور ایسا شدید تعلق ہے کہ اگر ان نفوس طیبہ کا ان ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر ان کے تمام قوی میں فرق پڑ جائے گا انہیں نفوس کے پوشیدہ ہوتے کے زور سے تمام ستارے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اور جیسے خدا تعالیٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا ہی (مگر اس جگہ تشبیہ کامل (مرد نہیں) وہ نفوس نورانیہ کو اکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں اور انکے جدا ہو جانے سے اسکی حالت وجود یہ میں لکلی فساد راہ پا جانا لازمی و ضروری امر ہے اور جب تک کسی نے اس امر میں اختلاف نہیں کیا کہ جس قدر آسمانوں میں سیارات اور کوکب پائے جاتے ہیں وہ کائنات الارض کی تکمیل و تربیت کے لئے ہمیشہ کام میں مشغول ہیں غرض یہ نہایت سچی ہوئی اور ثبوت کے چرخ پر چڑھی ہوئی صداقت ہے کہ تمام نباتات اور جمادات اور حیوانات پر آسمانی کوکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے اور جاہل سے جاہل ایک دھقان بھی اس قدر توفور و یقین رکھتا ہو گا کہ چاند کی روشنی پہلوں کے موٹا کرنے کے لئے اور سورج کی دھوپ اٹھو لپکاتے اور شیریں کر نیکے لئے اور بعض جوانین بکثرت پہل آنے کے لئے بلاشبہ موثر ہیں اب جبکہ ظاہری سلسلہ کائنات کا ان چیزوں کی تاثیرات فائدہ سے تربیت پارہا ہے تو اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ باطنی سلسلہ پر بھی باذن تعالیٰ وہ نفوس نورانیہ اثر کر رہی ہیں جنکا اجرام نورانیہ سے ایسا شدید تعلق ہے کہ جیسے جان کو جسم سے ہوتا ہے۔

اب اس کے بعد یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگرچہ بظاہر یہ بات نہایت دور از ادب معلوم ہوتی ہے کہ خدا نے تعالیٰ اور اس کے مقدس نبیوں میں افاضہ انوار وحی کے لئے انہی اور واسطہ تجویز کیا جائے لیکن ذرا غور کرنے سے بخوبی سمجھ آ جائیگا کہ اس میں کوئی عیب نہیں بلکہ سراسر خدا تعالیٰ کے اس عام قانون قدرت کے مطابق ہے۔

جو دنیا کے ہر ایک چیز کے متعلق کہنے کہنے کے طور پر مشہور و محسوس ہو رہا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنے ظاہری جسم اور ظاہری قوی کے لحاظ سے انھیں وسایط کے متعلق ہیں اور ربی کی آنکھ بھی گو کیسی ہی نوزانی اور بابرکت آنکھ ہے مگر پھر بھی عوام کی آنکھوں کی طرح آفتاب یا اس کے کسی دوسرے قائم مقام کے بغیر کچھ دیکھ نہیں سکتے اور بغیر واسطہ ہوا کے کچھ سن نہیں سکتے لہذا یہ بات بھی ضروری طور پر مانتی پڑتی ہے کہ نبی کی روحانیت پر بھی ان سیارات کے نفوس نورانیہ کا اثر و اثر پڑتا ہوگا بلکہ سب سے زیادہ اثر پڑتا ہوگا کیونکہ سب قدر استعداد صافی اور کامل ہوتی ہے اس قدر اثر بھی صافی اور کامل طور پر پڑتا ہے۔

قرآن شریف سے ثابت ہو کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک ایک روح رکھتے ہیں جنکو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں اور جیسے کواکب اور سیاروں میں باعتبار ان کے قالبوں کے طرح طرح کے خاص پائے جاتے ہیں جو زمین کی ہر ایک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہیں ایسا ہی ان کے نفوس نورانیہ میں بھی انواع اقسام کے خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا اثر ڈالتے ہیں اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر شکل کسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے متشکل ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ تقریر از قبیل خطابیات نہیں بلکہ یہ وہ صداقت ہے جو طالب حق اور حکمت کو ضرور مانتی پڑے گی۔ کیونکہ جب ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ضرور کائنات الارض کی تربیت اجرام سماویہ کی طرف سے ہو رہی ہے اور جہاں تک ہم بطور استقرار اجسام ارضیہ پر نظر ڈالتے ہیں اس تربیت کے آثار ہر ایک جسم پر خواہ وہ نباتات میں سے ہے خواہ جمادات میں سے خواہ حیوانات میں سے ہے بدیہی طور پر ہمیں دکھائی دیتے ہیں پس اس صریح تجربہ کے ذریعہ سے ہم اس بات کے ماننے کو لئے بھی مجبور ہیں کہ روحانی کمالات اور دل اور دماغ کی روشنی کا سلسلہ بھی جہاں تک ترقی کرتا ہے بلاشبہ ان نفوس نورانیہ کا اس میں بھی دخل ہے اس دخل کی رو سے شریعت غزالی استعارہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں ملائکہ کا واسطہ ہونا ایک ضروری امر ظاہر فرمایا ہے جس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے گردانا گیا ہے جن لوگوں نے اپنی نہایت کردہ نادانی سے اس الہی فلسفہ کو نہیں سمجھا جیسے آریہ مذہب والے یا ربہو مذہب والے انہوں نے جلدی سے باعث اپنی میوجہ نخیل اور بعض

کے جو ان گولن میں بھرا ہوا ہے تعلیم و قافی پر یہ اعتراض جڑو یا کہ وہ اللہ اور اس کے رسولین میں ملائکہ کا واسطہ ضروری ٹھہراتا ہے اور اس بات کو نہ سمجھا اور نہ خیال کیا کہ خدا تعالیٰ کا سام قانون تربیت جو زمین پر پایا جاتا ہے اسی قاعدہ پر مبنی ہے ہندؤں کے رشی جن پر بقول ہندؤں کے چاروں دیدنارل ہوئے کیا وہ اپنی جسمانی قوی کے بیشک بیک طور پر قائم رہنے میں تاثیرات اجرام سماویہ کے محتاج نہیں تھے کیا وہ بغیر قوتِ باہر کی روشنی کے صرف آنکھوں کی روشنی سے دیکھنے کا کام لے سکتے تھے یا نہیں یہ لوگ فدیہ کے کسی اواز کو سن سکتے تھے تو اس کا جواب بدیہی طور پر ہی ہو گا کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ بھی اجرام سماویہ کی تربیت اور تکمیل کے بہت محتاج تھے ہندؤں کے ویدوں نے ان ملائکہ کے بارے میں کہاں انکار کیا ہے بلکہ انہوں نے تو ان وسایط کے ماننے اور قابلِ قدر جاننے پر ہی اکتفا کیا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے درجہ سے ان کا درجہ برابر ٹھہرا دیا ہے ایک رنگ وید پر ہی نظر ڈالو دیکھو کہ کس قدر اس میں اجرام سماویہ اور عناصر کی پرستش موجود ہے اور کیسی اُچی استقامت و ہمت اور شامین و رفون کے مدق سیاہ کر دینے ہیں اور کس عجز و اور گراؤ نے سے ان سے دعائیں مانگی گئی ہیں جو قبول ہی نہیں ہوئیں مگر شریعت و قافی میں تو ایسا نہیں کیا بلکہ ان نفوسِ ذریئہ کو جو اجرام سماویہ سے یا عناصر یا دُخانات ہی ایسا تڑپا رکھتے ہیں جیسے جان کا جسم سے تعلق ہوتا ہے صرف ملائکہ یا جنات کے نام سے موسوم کیا ہے اور ان ذرائعِ فرشتوں کو جو نورانی ستاروں اور سیاروں پر اپنا مقام رکھتے ہیں اپنی ذات پاک میں اور اپنے رسولوں میں ایسے طور کا واسطہ نہیں ٹھہرایا جس کے رویہ ان فرشتوں کو با اختیار یا با اختیار مان لیا جاوے۔ بلکہ ان کو اپنی نسبت ایسا ظاہر فرمایا ہے کہ جیسے ایک بجان چیز ایک زندہ کے ہمتد میں ہوتی ہے جس سے وہ زندہ جس طور سے کام لینا چاہتا ہے لیتا ہے اسی بنا پر بعض مقامات قرآن شریف میں اجسام کے برابر ایک ذرہ پر بھی ملائکہ کا نام اطلاق کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ سب ذاتِ انجرب کریم کی آواز سننے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انکو حکم دیا گیا ہو مثلاً جو کہ توہرات بدن انسان میں مرض کی طرف یا صحت کی طرف ہوتا ہے ان تمام مواد کا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق آگے پیچھے قدم رکھتا ہے۔

اب ذرا آگے کہول کر دیکھ لینا چاہیے کہ اس قسم کی وسایط کے ماننے میں جو قرآن شریف میں فرما دیئے گئے ہیں کونسا شرک لازم آتا ہے اور خدا تعالیٰ کی شانِ قدس

میں کو نسا فزق آجاتا ہے بلکہ یہ تو اسرار معرفت و وقایح حکمت کی وہ باتیں ہیں جو قانون قدرت کے صفحہ صفحہ میں لکھی ہوئی نظر آتی ہیں اور بغیر اس انتظام کے ماننے کے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ ثابت ہی نہیں ہو سکتی اور نہ اسکی خدائی تسلیم کی جاسکتی ہے پہلا جب تک ذرہ ذرہ اس کا فرشتہ بیکر اس کی اطاعت میں نہ لگا ہوا ہو تب تک یہ سارا کارخانہ اسکی مرضی کے موافق کیونکر چل سکتا ہے؟ کوئی بہین سمجھا تو تھی اور نیز اگر ملائیک سماویہ کے نظام روحانی سے خدا تعالیٰ کی قادرانہ شان پر کچھ دہیہ لگ سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ انہیں ملائیک کے نظام جسمانی کے ماننے سے کہ جو نظام روحانی کا بعینہ ہر رنگ و ہر شکل پر خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر کوئی دہیہ نہیں لگ سکتا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آریہ وغیرہ ہمارے مخالفوں نے فطرت اپنائی سے ایسے ایسے بجا اعتراضات کر دیئے ہیں جن کی اصل جاہلیت سے مشرکانہ حواسی کے ساتھ ان کے گھر میں ہی موجود ہے اور ناسخ و جواہری بے بصیرتی کے ایک عمدہ صداقت کو لطالت کی شکل میں سمجھ لیا ہے۔

حشیم بداندیش کہ برکنہ بادہ عیب نماید ہنرش در نظر۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسلامی شریعت کے رو سے خواص ملائیک کا درجہ خواص بشر سے کچھ زیادہ نہیں بلکہ خواص الناس خواص الملائیک سے افضل ہیں اور نظام جسمانی یا نظام روحانی میں ان کا وسایط قرار پانا ان کی فضیلت پر دلائل نہیں کرتا بلکہ قرآن شریف کی ہدایت کے روحی وہ خدام کی طرح اس کام میں لگائے گئے ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ و سخر لکم السموات والارض یعنی وہ خدام برحق سورج اور چاند کو تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے مثلاً دیکھنا چاہیے کہ ایک چٹھی رسالہ ایک شاہ وقت کی طرف سے اس کے کسی ملک کے صوبہ یا گورنر کی خدمت میں چڑھایا گیا ہے یا نہیں دیتا ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ چٹھی رسالہ جو اس بادشاہ اور گورنر جنرل کے واسطے ہی لکھا ہے جنرل سے افضل ہے سو خوب سمجھ لو یہی مثال ان وسایط کی ہے جو نظام جسمانی اور روحانی میں مملو۔

مطلق کے ارادوں کو زمین پر پہنچاتے اور اعلیٰ انجام دہی میں مصروف ہیں اللہ جل شانہ قرآن شریف کے کئی مقامات میں تصریح ظاہر فرماتا ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں پیدا کیا گیا ہے وہ تمام چیزیں اپنے وجود میں انسان کی طفیلی ہیں یعنی محض انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور انسان اپنے مرتبہ میں سب سے اعلیٰ و ارفع اور سب کا مخدوم ہے جس کی خدمت میں یہ چیزیں لگا دی گئی ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ و سخر لکم السموات والارض والنبین و سخر لکم ایل و انہما و امثالکم من کل ما سألتموه وان تعدوا نعمت اللہ لا

مخصوص ہوا۔ هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ اور سحر کیا تمہاری لئے سورج اور چاند کو جو ہمیشہ پہرنے والے ہیں یعنی جو باعتبار اپنی کیفیات اور خاصیات کے ایک حالت پر نہیں رہتے۔ شاہ جبریل کے ہینوں میں آفتاب کی خاصیت ہوتی ہے وہ خزان کے ہینوں میں ہرگز نہیں ہوتی پس اس طور سے سورج اور چاند ہمیشہ پہرتے رہتے ہیں کبھی انکی روشنی بیمار کا سوخا آتا ہے اور کبھی خزان کا اور کبھی ایک خاص قسم کی خاصیتیں ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں اور ہی اس کے مختلف خواص ظاہر ہوتے ہیں پھر آگے فرمایا کہ مسخر کیا تمہارے لئے رات اور دن کو اور دیا تمکو ہر ایک چیز میں سے وہ تمام سامان جسکو تمہاری فطرت نے مانگا یعنی ان سب چیزوں کو دیا جن کے تم محتاج تھے اور اگر تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو گنتا چاہو تو ہرگز گن نہیں سکو گے وہ ہی خدا ہے جس نے جو کچھ زمین پر ہے تمہارے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے اور پھر ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ یعنی انسان کو ہم نے نہایت درجہ کے اعتدال پر پیدا کیا ہے اور وہ اس صفت اعتدال میں تمام مخلوقات سے احسن و افضل ہے اور پھر ایک اور مقام میں فرماتا ہے کہ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولاً۔

یعنی بننے اپنی امانت کو جس کو مراد عشق و محبت الہی اور مورد ابتلا ہو کہ پھر پوری اطاعت کرتا ہے آسمان کے تمام فرشتوں اور زمین کی تمام مخلوقات اور پہاڑوں پر پیش کیا جو بظاہر قوی ہیکل چیزیں تھیں سوان سب چیزوں نے اس امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس کی عظمت کو دیکھ کر ڈر گئیں مگر انسان نے اسکو اٹھالیا کیونکہ انسان میں یہ دو خوبیاں محقق ہیں ایک یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس پر ظلم کر سکتا تھا۔ دوسری یہ خوبی کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اس درجہ تک پہنچ سکتا تھا جو غیر اللہ کو کبھی فراموش کر دے پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ واذ قال رب انکم للمثلثة انی خالق بشواً من طین فلا اسویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا له ساجدین۔ فسجد المثلثة کلہم ساجدون الا ابلیس۔ یعنی یاد کرو وہ وقت کہ جب تیرے خدا نے جسکا تو منظر اتم ہے فرشتوں کو کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان پیدا کر نیوالا ہوں سو جب میں اسکو کمال اعتدال پر پیدا کروں اور اپنی روح میں اس میں پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدہ میں گرو یعنی کمال اختیار

سے انکی خدمت میں مشغول ہو جاؤ اور ایسی خدمت گزار سی میں جب تک جاؤ کہ گویا تم اُسے سجدہ کر رہے ہو پس سارے کے سارے فرشتے انسان مکمل کے آگے سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان جو اس سعادت سے محروم رہ گیا۔ جانتا چاہیے کہ یہ سجدہ کا حکم اُس وقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے بلکہ یہ علیحدہ ملائیکہ کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنے حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے۔ اور اعتدال انسانی اور سکوا حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ میں گر کر و بیخبر آسمانی ازار کے ساتھ اُس پر اترو اور اُس پر صلوٰۃ بھیجو سو یہ اُس قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے جب کوئی شخص کسی زمانہ میں اعتدال روحانی حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی روح اُس کے اندر آباد ہوتی ہے یعنی اپنے نفس سے فانی ہو کر یقاً باللہ کا درجہ حاصل کرتا ہے تو ایک خاص طور پر نزول ملائکہ کا اظہار شروع ہو جاتا ہے اگرچہ سلوک کی ابتدائی حالات میں بھی ملائیکہ اس کے نفرت اور خدمت میں لگے ہوئے ہوتے ہیں لیکن یہ نزول ایسا اتم اور اکمل ہوتا ہے کہ سجدہ کا حکم رکھتا ہے اور سجدہ کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کر دیا کہ ملائکہ انسان کامل سے افضل نہیں ہیں بلکہ وہ شاہی خادموں کی طرح سجدات تعظیم انسان کامل کے آگے بجا لا رہے ہیں ایسا ہی خدا تعالیٰ نے سورۃ اشمس میں نہایت لطیف اشارات و استعارات میں انسان کامل کے مرتبہ کو زمین آسمان کے تمام باشندوں سے اعلیٰ و برتر بیان فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وَالشَّمْسُ وَضَرْحُهَا وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا وَالنَّجْمُ إِذَا جَلَّهَا وَاللَّيْلُ إِذَا غَشَّهَا وَالسَّمَاءُ وَمَا بَنَاهَا وَالْأَرْضُ وَمَا طَرَّهَا وَنَفْسٌ وَمَا سَوَّيْنَاهَا فَالْهَمُّهَا تَجُورُهَا وَقَفَّوْهَا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا فَكُنْ بَوَّاهَا فَفَعَّرَهَا فَلَمَّا دَرَوْهُمْ رَدِّهِمْ رَدَّ نَجْمٌ فَسَوَّيْنَاهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا۔ یعنی قسم ہے سورج کی اور انکی دوپٹ کی اور قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے اور قسم ہے زمین کی جب اپنی روشنی کو ظاہر کرے اور قسم ہے آسمان کی جب وہ سورج کی پیروی کرے اور قسم ہے انسان کو نفس کی ایسا ہی جس سے اُسے اتم و اکمل تاہم ایک ہوا و قسم ہے زمین کی اور انکی جس سے اُسے جہاں یا اور قسم ہے انسان کو نفس کی ایسا ہی جس سے اُسے اعتدال کامل اور وضع استقامت کی جیسے کمالات متفرق عنایت کئے اور کسی کمال پر محرم نہ رکھا بلکہ سب کمالات متفرق ہر پہلی قسم کے نیچے ذکر کئے ہیں اُس میں جہر و ہی اس طرح ہر انسان کامل کا نفس

آفتاب اور اسکی دیوہپ کا بھی کمال اپنی اندر رکھتا ہے اور چاند کے خواص بھی اُس میں پائے جاتے ہیں کہ وہ اکتساب فیض دوسرے سے کر سکتا ہے اور ایک نور سے بطور استفادہ اپنے اندر بھی نور لے سکتا ہے اور اُس میں روز روشن کے بھی خواص موجود ہیں کہ جیسے محنت اور مزدوری کرنے والے لوگ دن کی روشنی میں کماتے ہیں اور بار بار کو انجام دے سکتے ہیں ایسا ہی حق کے طالب اور سلوک کی راہوں کو اختیار کرنے والے انسان کامل کے نمونہ پر چلکر بہت آسانی اور صفائی سے اپنی جہات دینیہ کو انجام دیتے ہیں سو وہ دن کی طرح اپنے تئیں بجاں صفائی ظاہر کر سکتا ہے اور ساری خاصیتیں دن کی اپنے اندر رکھتا ہے ۞

اندھیری رات سے بھی انسان کامل کو ایک مشابہت ہے کہ وہ باوجود غایت درجہ کے انقطاع اور تبتل کے جو اُس کو بجانب اللہ حاصل ہے حکمت و مصلحت الہی اپنی نفس کی ظلمانی خواہشوں کی طرف بھی کبھی کبھی متوجہ ہو جاتا ہے یعنی جو جو نفس کے حقوق انسان پر رکھے گئے ہیں جو بظاہر نورانیت کے مخالف اور مزاحم معلوم ہوتے ہیں جیسے کہا نا پینا سونا اور بیوی کے حقوق ادا کرنا یا بچوں کی طرف التفات کرنا یہ سب حقوق بجا لانا ہے اور کچھ تھوڑی دیر کے لئے اس تاریکی کو اپنے لئے پسند کر لیتا ہے نہ اسوجہ سے کہ اُسکو حقیقی طور پر تاریکی کی طرف میلان ہے بلکہ اس وجہ سے کہ خداوند علیم و حکیم اُسکو اس طرف توجہ بخشتا ہے تا روحانی تعب و مشقت سے کس قدر آرام پا کر پھر اُن مجاہدات شاقہ کے اٹھانے کے لئے تیار ہو جائے جیسا کہ کسی کاشع ہے۔

۞ چشم شہباز کاروانان شکار ۞ انہر کشادن ست گرد و ختہ اند ۞
سوا سی طرح یہ کامل لوگ جب غایت درجہ کی کوفت خاطر اور گرد آزش اور ہم و غم کے غلبہ

۞ سورج بکاست الہی سات سو تیں تعینات میں اپنے تئیں تشکل کر کے دنیا پر مختلف قسموں کی تاثیرات ڈالتا ہے اور ہر ایک تشکل کی وجہ سے ایک خاص نام اُس کو حاصل ہے اور کیشہ و مشنہ سہ شنبہ وغیرہ و حقیقت باعتبار خاص خاص تعینات و لوازم و تاثیرات کے سورج کے ہی نام میں جب یہ لوازم خاصہ بولنے کے وقت ذہن میں ملحوظ نہ رہے جائیں اور صرف مجرد اصطلاحی حالت میں نام لیا جاتا ہے تو اُس وقت سورج کہیں گے لیکن جب اسی سورج کے خاص خاص لوازم اور تاثیرات اور مقامات ذہن میں ملحوظ رہیں تو بولیں گے تو اُسکو کبھی

۞
سورج
۞

کے وقت کسب قدر مخلوق فحشاء سے تمتع حاصل کر لیتے ہیں تو ہر جسم ناتوان الکاحرج کی مشقت کے لئے از سر نو قوی اور توانا ہو جاتا ہے اور اس تہوڑی سی محبوبیت کی وجہ سے بڑے بڑے مراحل نورانی طے کر جاتا ہے اور ماسوا اس کے نفس انسان میں رات کے اور دوسرے خواص و قیصر بھی پائے جاتے ہیں جبکہ علم ہیئت اور نجوم اور طبعی کی باریک نظر نے دریافت کیا ہے ایسا ہی انسان کامل کے نفس کو آسمان سے بھی مشابہت ہے مثلاً جیسے آسمان کا پول اس قدر وسیع اور کشادہ ہے کہ کسی چیز سے پر نہیں ہو سکتا ایسا ہی اُن بزرگوں کا نفس ناطقہ غایت درجہ کی وسعتیں اپنے اندر رکھتا ہے اور باوجود نہار کماعارف و حقائق کے حاصل کرنے کے کبھی بھی ماضی و حال کا لغو مارتا ہی رہتا ہے اور جیسے آسمان کا پول روشن ستاروں سے پر ہے ایسا ہی نہایت روشن قوی آسمین ہی رکھے گئے ہیں کہ جو آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں ایسا ہی انسان کامل کے نفس کو زمین سے بھی کامل مشابہت ہے یعنی جیسا کہ عمدہ اور اول درجہ کی زمین یہ خاصیت رکھتی ہے کہ جب اُس میں تخم ریزی کی جائے اور پھر خوب قلبہ رانی اور آبپاشی ہو اور تمام مراتب محنت کشا و ریزی کے اُس پر پورے کر دیئے جائیں تو وہ دوسری زمینوں کی نسبت ہزار گونہ زیادہ پہل لاتی ہے اور نیز اُس کا پہل بہ نسبت اور پہلوں کے نہایت لطیف اور شیرین و لذیذ اور اپنی کثرت و کیفیت میں انتہائی درجہ تک بڑا ہوا ہوتا ہے اسی طرح انسان کامل کے نفس کا حال ہے کہ احکام الہی کی تخم ریزی سے عجیب سرسبزی لیکر اُس کے اعمال صالحہ کی پوری نکلنے ہیں اور ایسے عمدہ اور غایت درجہ کے لذیذ اُس کے پہل ہوتے ہیں کہ ہر ایک دیکھنے والے کو خدا تعالیٰ کی پاک قدرت یاد آکر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا پڑتا ہے سو یہ آیت و نفس و ماسوا مہار صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ انسان کامل اپنی سمنے اور کیفیت کی رو سے ایک عالم ہے اور عالم کبیر کے تمام شیون و صفات و خواص

۱۳۔ دن کہیں گے اور کبھی رات کہیں اس کا نام قطار کہیں گے اور کبھی پیر اور کبھی سانوں اور
 ۱۴۔ کبھی پیرا دن کبھی اسبج کبھی کانک عرض یہ سب سبج کے ہی نام ہیں اور نفس انسان
 ۱۵۔ ہی باعتبار مختلف تعینات اور مختلف اوقات و مقامات و حالات مختلف ناموں کو موسوم ہو جاتا ہے کبھی
 ۱۶۔ نفس زکیہ کہلاتا ہے اور کبھی آدمہ کبھی لوامہ اور کبھی طمٹہ عرض اُس کے ہی اتنے ہی نام

اجمالی طور پر اپنے اندر جمع رکھتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے شمس کی صفات سے شروع کر کے زمین تک جو ہماری سکونت کی جگہ ہے سب چیزوں کے خواص اشارہ کے طور پر بیان فرمائے یعنی بطور متون کے انکا ذکر کیا بعد اس کے انسان کامل کے نفس کا ذکر فرمایا تا معلوم ہو کہ انسان کامل کا نفس ان تمام کمالات متفرقہ کا جامع ہے جو پہلی چیزوں میں منجی حسین کہا گئی تھیں الگ الگ طور پر پائی جاتی ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق چیزوں کے جو اس کے وجود کے مقابل پر بے بنیاد و بیچ بین کیوں تسمین کھائی تو اس کا جواب یہ ہو کہ تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام عادت و سنت الہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و حقائق کے لئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے خواص کا عام طور پر بین اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں جیسا کہ آسمین کسی کو بھی شک نہیں ہو سکتا کہ سورج موجود ہے اور اس کی دیو پ بھی ہے اور چاند موجود ہے اور وہ نور آفتاب سے حاصل کرتا ہے اور روز و رات بھی سب کو نظر آتا ہے اور رات بھی سب کو دکھائی دیتی ہے اور آسمان کا پول بھی سب کی نظر کے سامنے ہے اور زمین تو خدا انسانوں کی سکونت کی جگہ ہے اب چونکہ یہ تمام چیزیں اپنا اپنا کھلا کھلا وجود اور کھلے کھلے خواص رکھتی ہیں جنہیں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا اور نفس انسان کا ایسی چھپی ہوئی اور نظری چیز ہے کہ خود بخود وجود میں ہی صدمہ جھگڑے برپا ہو رہی ہیں بہت سے فرقے ایسے ہیں کہ وہ اس بات کو مانتے ہی نہیں کہ نفس یعنی روح انسان بھی کوئی مستقل اور قائم بالذات چیز ہے جو دن کی مفارقت کے بعد ہمیشہ کے لئے قائم رہ سکتی اور جو بعض لوگ نفس کے وجود اور اسکی بقا اور ثبات کے قائل ہیں وہ بھی اسکی باطنی استعدادات کا وہ قدر نہیں کرتے جو کرنا چاہیے تھا بلکہ بعض تو اتنا ہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم صرف اسی غرض کے لئے دنیا میں آئے ہیں کہ جیوانا کی طرح کھانسیں اور غلوظ نفسانی میں غمر کر کرین وہ اس بات کو جانتے بھی نہیں کہ نفس انسانی کہ قدر اعلیٰ درجہ کی طاقتیں اور قوتیں اپنے اندر رکھتا ہے اگر وہ کسب کمالات کی طرف متوجہ ہو تو کیسے تھوڑے ہی عرصہ میں تمام عالم کے متفرق کمالات و فضائل و انواع پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو سکتا ہے سو اللہ جل شانہ نے اس سورہ مبارکہ میں

بقیہ حاشیہ: ہیں بمقدور سورج کے مگر بخوف طول اسقدر بیان کرنا کافی سمجھا گیا۔ مندر

نفس انسان اور پھر اس کے بے نہایت خواص فاضلہ کا ثبوت دینا چاہیے پس اول اُس نے خیالات کو رجوع دلانے کے لئے سمس اور قرو وغیرہ چیزوں کے متفرق خواص بیان کر کے پھر نفس انسان کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ جامع اُن تمام کمالات متفرقہ کا ہے اور جس حالت میں نفس انسان میں ایسے اعلیٰ درجہ کے کمالات و خاصیات بہ تمامہا موجود ہیں جو اجرام سماویہ اور ارضیہ میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں تو کمال درجہ کی نادانی ہوگی کہ ایسی عظیم الشان اور مجمع کمالات متفرقہ کی نسبت یہ وہم کیا جائے کہ وہ کچھ بھی چیز نہیں جو اس کے بعد باقی رہ سکے یعنی جبکہ یہ تمام خواص جو ان مشہور و محسوس چیزوں میں ہیں جن کا مستقل وجود ماننے میں تمہیں کچھ کلام نہیں رہا تنگ کہ ایک انداز بھی دھوپ کا احساس کر کے آفتاب کے وجود کا یقین رکھتا ہے نفس انسان میں سب کے سب یکجائی طور پر موجود ہیں تو نفس کے مستقل اور قائم بالذات وجود میں تمہیں کیا کلام باقی ہو کیا ممکن ہو کہ جو چیز اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں وہ تمام موجود بالذات چیزوں کے خواص جمع رکھتے ہو اور انکے شمع کہانی طرز کو اس وجہ سے اللہ جل شانہ نے پسند کیا ہے کہ قسم قائم مقام شہادت کے ہوتی ہے ایسی جو حکام مجازی ہی جب دوسرے گواہ موجود نہ ہوں تو قسم پر انحصار کر دیتے ہیں اور ایک مرتبہ کی قسم سے وہ فائدہ اٹھا لیتے ہیں جو کم سے کم دو گواہوں سے اٹھا سکتے ہیں سو چونکہ عقلاً و عرفاً و قانوناً و شرعاً قسم شاہد کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے لہذا اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے اس جگہ شاہد کے طور پر اس کو قرار دیا ہے پس خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم سوچ کی اور اسکی دھوپ کی وحقیقت اپنی مرادی معنی یہ کہتا ہو کہ سوچ اور اسکی دھوپ یہ دونوں نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونے کا شاہد حال ہیں کیونکہ سوچ میں جو خواص گرمی اور روشنی وغیرہ پائے جاتے ہیں وہ خواص معہ شے زاید انسان کے نفس میں بھی موجود ہیں مکاشفات کی روشنی اور ترجمہ کی گرمی جو نفوس کاملہ میں پائی جاتی ہے اُس کے عجائبات سوچ کی گرمی اور روشنی سے کہیں بڑھ کر ہیں سوچ کہ سوچ موجود بالذات ہے تو جو خواص میں اس کا ہم مثل اور ہم یلہ میں بلکہ میں نہ بڑھ کر یعنی نفس انسان کہیو کہ موجود بالذات نہ ہوگا اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے چاند کی جب وہ سوچ کی پیروی کرے۔ اس کے مرادی معنی یہ ہیں کہ چاند اپنی کس خاصیت کے ساتھ کہ وہ سوچ سے بطور استفادہ نور حاصل کرتا ہے نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونے پر شاہد حال ہے کیونکہ جس طرح چاند سوچ

سے اکتساب نور کرتا ہے اسی طرح نفس انسان کا جو مستعد اور طالب حق ہے نیک و دوسرے انسان کامل کی پیروی کر کے اس کے نور میں سے لے لیتا ہے اور اُس کے باطنی فیض سے فیضیاب ہو جاتا ہے بلکہ چاند سے بڑھ کر استفادہ نور کرتا ہے کیونکہ چاند تو نور حاصل کر کے پھر چوڑا ہوتا ہے مگر یہ کیسی نہیں چوڑا تا پس جبکہ استفادہ نور میں یہ چاند کا شریک غالب ہو اور دوسری تمام صفات اور خواص چاند کے اپنے اندر رکھتا ہے تو یہ کیا وجہ کہ چاند کو تو موجو بالذات اور قائم بالذات مانا جاوے مگر نفس انسان کے مستقل طور پر موجود ہونے سے بکلی انکار کر دیا جائے عرض اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو جن کا ذکر نفس انسان کی پہلے قسم کہا کر کیا گیا ہے اپنے خواص کے رو سے شواہد اور ناطق گواہ قرار دیکر اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نفس انسان واقعی طور پر موجود ہے اور اسی طرح ہر ایک جگہ جو قرآن شریف میں بعض بعض چیزوں کی قسمیں کہا ہی ہیں اُن قسموں سے ہر جگہ یہی مدعا اور عقیدہ ہے کہ نامہ برہمہ کو اسرار غفیعہ کے لئے جو اُن کے ہر رنگ میں بطور شواہد کے پیش کیا جائے لیکن اس جگہ یہ سوال ہو گا کہ جو نفس انسان کے موجو بالذات ہونے کے لئے قسموں کے پیروی میں شواہد پیش کئے گئے ہیں اُن شواہد کے خواص برہمی طور پر نفس انسان میں کہاں پائے جاتے ہیں اور اس کا ثبوت کیا ہے کہ پائے جاتے ہیں۔ اس وہم کے رفع کرنے کے لئے الشجل شانہ اس کے بعد فرماتا ہے۔ فالہم ما تجورھا و تقوھا قد اقلع من منارکھا و قل خاب من دسٹھا یعنی خدا تعالیٰ نے نفس انسان کو پیدا کر کے ظلمت اور نورانیت اور ویرانی اور سرسبزی کی دونوں راہیں اُس کے لئے کھول دی ہیں جو شخص ظلمت اور غمور یعنی بدکاری کی راہ میں اختیار کرے تو اس کو اُن راہوں میں ترقی کے کمال درجہ تک پہنچایا جاتا ہے یہاں تک کہ اندھیری رات سے اُسکی سخت مشابہت ہو جاتی ہے اور بجز مصیبت اور بدکاری اور ظلمت خیالات کے اور کسی چیز میں اُسکو مزہ نہیں آتا ایسے ہی ہم جنت اُسکو اچھے معلوم ہوتے ہیں اور ایسے ہی شغل اُس کے جی کو خوش کرتے ہیں اور اُسکی طبیعت کے مناسب حال بدکاری کے الہامات اُسکو ہوتے رہتے ہیں نیز ہر وقت چلتی اور بجا آئی کوئی خیالات اُسکو سوچتی ہیں کہ یہی چیزیں اُسکے دل میں پیدا ہی نہیں ہوتے اور اگر یہ ہر نگاری کا نورانی راستہ اختیار کرتا ہے تو اُس نور کو مدد دینے والے الہام اُسکو ہوتے رہتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ اُس کے دلی نور کو جو قسم کی طرح اُس کے دل میں موجود ہے اپنے الہامات خاصہ سے کمال تک پہنچا دیتا ہے اور اُسکے روشن مکاشفات کی آگ کو فروغ دے دیتا ہے تب وہ اپنے پگھلتے ہوئے نور کو دیکھ کر اور

اُس کے افاضہ اور متقاضی کی خاصیت کو آکر پورے یقین سے سمجھ لیتا ہے کہ آفتاب اور
ماہتاب کی نورانیت مجہد میں ہی موجود ہے اور آسمان کے وسیع اور بلند اور پر کو اکب ہونے کے
موافق میرے سینہ میں انشراح صدر اور عالی ہمتی اور دل اور دلغ میں ذخیرہ روشن قوی
کا موجود ہو جو تاروں کی طرح چمک رہا ہے تب اُسی سبب کیونکہ اور کسی خارجی ثبوت کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی
بلکہ اسکی اندر ہی ایک کمال شہد ہر وقت جوش مٹا رہا ہے اور اس کے پیاسے دل کو سیراب کر رہا ہے
ہے اور اگر یہ سوال پیش ہو کہ سلوک کے طور پر کیونکہ ان نفسانی خواص کا مشاہدہ ہوسکے
تو اس کے جواب میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے قل اقلح من سركھا وقد حجاب من
دشھا یعنی جس شخص نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور اپنی رذائل اور اخلاق ذمیرہ سے دست بردار
ہو کر خداوند کے حکموں کے نیچے اپنے تئیں ڈال دیا وہ اس مراد کو پہنچے گا اور اپنا نفس اُس کو
عالم صغیر کی طرح کمالات متفرقہ کا جمیع نظر آئیگا لیکن جس شخص نے اپنے نفس کو پاک نہیں کیا
بلکہ بجا خواہشوں کے اندر گرا ڈیا وہ اس مطلب کے پانے سے نامراد رہیگا حاصل اس تقریر کا
یہ ہے کہ بلاشبہ نفس انسان میں وہ متفرق کالات موجود ہیں جو تمام عالم میں پائے جاتے ہیں
اور ان پر یقین لانے کے لئے یہ ایک سیدھی راہ ہے کہ انسان حسب منشاء قانون الہی تزکیہ
نفس کی طرف متوجہ ہو کیونکہ تزکیہ نفس کی حالتیں نہ صرف علم الیقین بلکہ حق الیقین کے طور
پر ان کالات مخفیہ کی سچائی کھل جائیگی پھر بعد اس کے الشرح منشاء ایک مثال کے طور پر نمود
کی قوم کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ انہوں نے باعث اپنے جہتی سرکشی کے اپنے وقت کے نبی کو
جھٹلایا اور اُس تکذیب کے لئے ایک بڑا بد بخت انہیں سے پیش قدم ہوا اُس وقت کے
رسول نے انہیں نصیحت کے طور پر کہا کہ ناقۃ اللہ یعنی خدا میتھالے کی آہنی اور اُس کے پانی
پینے کی جگہ تعرض مت کرو مگر انہوں نے نہ مانا اور آہنی کے پانون کاٹے سو اس جرم کی شامت
سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر موت کی مار ڈالی اور انہیں خاک سے ملا دیا اور خدا میتھالی نے اس بات
کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ اُنکے مرنے کے بعد اُن کی مرہ مورقون اور تمیم بھون اور بیکس عیال کا کیا
حال ہو گا یہ ایک نہایت لطیف مثال ہے جو خدا میتھالی نے انسان کے نفس کو ناقۃ اللہ سے
مشابہت دینے کے لئے اس جگہ لکھی ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کا نفس بھی وہ حقیقت اسبق
کے لئے پیدا کیا ہے کہ تا وہ ناقۃ اللہ کا کام دیوے اسکی فنا فی اللہ ہو نیکی حالتیں خدا میتھالی
اپنی پاک بخشی کے ساتھ اُس پر سوار ہو جیسے کوئی آہنی پر سوار ہوتا ہے سو نفس پرست لوگوں

کو جوتی سے سوختہ پھیر رہے ہیں تہدید اور انداز کے طور پر فرمایا کہ تم لوگ جی قوم شود کی طرح ناقہ اللہ
ہستیائے پس کے پانی پینے کی جگہ جو یاد الہی اور معارف الہی کا چشمہ ہے جس پر اس ناقہ کی زندگی
موقوف ہو اُس پر بند کر رہے ہو اور نہ صرف بند بلکہ اُس کے پیر کاٹنے کی فکر میں ہو تا وہ خدا کا
کی راہوں پر چلنے سے بالکل رہ جائے سو اگر تم اپنی چیز مانگتے ہو تو زندگی کا پانی اُس پر بند مت کرو
اور اپنی بے جا خواہشوں کے تیر و تیر سے اُس کے پیر مت کاٹو اگر تم ایسا کرو گے اور وہ ناقہ
جو خدا نالے کی سواری کے لئے ٹھکود ی گئی ہے مجروح ہو کر مر جائیگی تو تم بالکل ٹکٹے اور
شک لکڑی کی طرح منقور ہو کر کاٹ دیئے جاؤ گے اور پھر آگ میں ڈالے جاؤ گے اور
تمہارے مرنے کے بعد خدا تعالیٰ تمہارے پس ماندوں پر بزرگ رحمت نہیں کرے گا۔ بلکہ تمہاری
معصیت اور بدکاری کا وبال اُنکو بھی آگے آٹھکا اور نہ صرف تم اپنے شامت اعمال سے مرو گے
بلکہ اپنے عیال و اطفال کو بھی اسی تباہی میں ڈالو گے۔

ان آیات میںات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ خداوند کریم نے انسان کو
سب مخلوقات سے بہتر اور افضل بنایا ہے اور ملائک اور کوکب اور عناصر وغیرہ جو چکر
انسان میں اور خدا تعالیٰ میں بطور وسائط کے دخیل ہو کر کام کر رہے ہیں وہ ان کا درمیانی
واسطہ ہونا اُنکی افنیلت پر دلالت نہیں کرتا اور وہ اپنے درمیانی ہونے کی وجہ سے انسان کو
کوئی عزت نہیں بخشتے بلکہ خود انکو عزت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ایسی شریف مخلوق کی خدمت
میں لگا سکتے ہیں سو درحقیقت وہ تمام خادم ہیں نہ مخدوم اور اس بارہ میں حضرت
سعدی شیرازی رحمۃ اللہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

تا تو نائے بکف اکر سی و لغفلت نخوری
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نہ بری

ابو ہادوہ و خورشید و فلک در کار اند
این ہمہ از بہر تو سگشتہ و فرمان بردار

اور پھر ہم بقیہ تقریر کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ ملائک اللہ جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے
ہیں ایک ہی درجہ کی عظمت اور بزرگی نہیں رکھتے نہ ایک ہی قسم کا کام انہیں سپرد
ہے بلکہ ہر ایک درجہ علیحدہ علیحدہ کاموں کے انجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے
دنیا میں جس قدر تم تغیرات و انقلابات دیکھتے ہو یا جو کچھ ممکن قوہ سے حق فعل میں آتا ہو یا جس

قدر ارواح و اجسام اپنے کمالات مطہریہ تک پہنچتے ہیں ان سب پر تاثیرات سماویہ کام کر رہی ہیں
 ایک ہی ایک ہی فرشتہ مختلف طور کی استعدادوں پر مختلف طور کے اثر ڈالتا ہے مثلاً جبرائیل
 جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیر سے تعلق رکھتا
 ہے اسکو کئی قسم کی خدمات سپرد ہیں انہیں خدمات کی موافق جو اس کے نیر سے لئے جاتے
 ہیں سو وہ فرشتہ اگرچہ ہر ایک ایسی شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الہی سے مشرف کیا گیا ہو
 (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیے)
 لیکن اُس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کو لحاظ
 سے چوٹی چوٹی یا بڑی بڑی شکلوں پر تقسیم ہو جاتا ہے نہایت بڑا دائرہ اسکی روحانی تاثیرات
 کا وہ دائرہ ہے جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے متعلق ہے اس سبب سے جو وحی
 و حقایق و کمالات حکمت و بلاغت قرآن شریف میں اکمل اور اتم طور پر پائے جاتے ہیں یہ عظیم الشان
 مرتبہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے (جیسا کہ پہلے ہی ہم اسکی طرف اشارہ
 کر چکے ہیں) کہ ہر ایک فرشتہ کی تاثیر انسان کے نفس پر دو قسم کی ہوتی ہے اول وہ تاثیر جو رحم
 میں ہونے کی حالت میں باذنہ تعالیٰ مختلف طور کے تخم پر مختلف طور کا اثر ڈالتی ہے پھر دوسری
 وہ تاثیر جو بوجہ طیاری وجود کے اُس وجود کی منفی استعدادوں کو اپنی کمالات ممکنہ تک پہنچانیکے
 لئے کام کرتی ہے اُس دوسری تاثیر کو جب نہ بنی یا کامل ولی کے متعلق ہو وحی کے نام سے
 موسوم کیا جاتا ہے اور یوں ہوتا ہے کہ جب ایک مستعد نفس اپنی نور ایمان اور نور محبت
 کے کمال سے مبدع فیوض کے ساتھ دوستانہ تعلق پکڑ لیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی زندگی
 بخش محبت اُس کی محبت پر پر توجہ انداز ہو جاتی ہے تو اس حد اور اس وقت تک جو کچھ انسان
 کو آگے قدم رکھنے کے لئے مقدور حاصل ہوتا ہے یہ وہ اصل اُس پنہانی تاثیر کا اثر ظاہر ہوتا ہے
 کہ خدا نے تعالیٰ کے فرشتہ نے انسان کو رحم میں ہونے کی حالت میں کی ہوتی ہے پھر بعد اُس کے
 جب انسان اس پہلی تاثیر کی کشش سے بہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہی فرشتہ از سر نو
 اپنا اثر نور سے پھرا ہوا اُس پر ڈالتا ہے مگر یہ نہیں کہ اپنی طرف سے بلکہ وہ درمیانی خاتم
 ہو نیکی وجہ سے اُس نالی کی طرح جو ایک طرف سے پانی کو کھینچتی اور دوسری طرف آس پانی
 کو پہنچا دیتی ہے خدا تعالیٰ کا نور فیض اپنے اندر کھینچ لیتا ہے پر میں اُس وقتیں کہ جب انسان
 بوجہ اقتران مقبضین روح القدس کی نالی کے قریب اپنے مقبضین رکھ دیتا ہے معاً اُس نالی

میں سے فیض و رحمت اس کے اندر گر جاتا ہے یا یوں کہو کہ اس وقت جبریل اپنا نورانی لباس پہن کر اس کے ساتھ
 دل پر ڈال کر ایک عکس تصویر اپنی اس کے اندر رکھ دیتا ہے تب جیسے اس فرشتہ کا جو آسمان
 پر مستقر ہے جبریل نام ہی اس عکس تصویر کا نام بھی جبریل ہی ہوتا ہے یا مثلاً اس فرشتہ کا نام روح
 القدس ہے تو عکس تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے سو یہ نہیں کہ فرشتہ انسان کے
 اندر گھس آتا ہے بلکہ اس کا عکس انسان کے آئینہ قلب میں نمودار ہو جاتا ہے مثلاً جب تم نہایت
 مصطفیٰ آئینہ اپنے مونہ کے سامنے رکھ دو گے تو موافق دائرہ مقدار اس آئینہ کے تمہاری شکل کا
 عکس بلا توقف آئین پر لگایا یہ نہیں کہ تمہارا مونہ اور تمہارا سر گردن سے ٹوٹ کر اور الگ
 ہو کر آئینہ میں رکھ دیا جائیگا۔ بلکہ اس جگہ پر لگایا جاتا ہے چنانچہ اس کا عکس ٹوٹ گیا اور عکس بھی
 ہر ایک جگہ ایک ہی مقدار پر نہیں پڑے گا بلکہ جیسی جیسی وسعت آئینہ قلب کی ہوگی اسی مقدار
 کے موافق اثر پڑیگا مثلاً اگر تم اپنا چہرہ کسی کے شیشہ میں دیکھنا چاہو کہ جو ایک چوٹا سا شیشہ
 ایک قسم کی انگشتی میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اگر وہ آئینہ ہی چہرہ نظر آئیگا مگر ہر ایک عضو اپنی اصلی
 مقدار سے نہایت چوٹا ہو کر نظر آئیگا لیکن اگر تم اپنا چہرہ کو ایک بڑے آئینہ میں دیکھنا چاہو جو
 تمہاری شکل کے پورے انعکاس کے لئے کافی ہے تو تمہارے تمام نقوش اور اعضا چہرہ
 کے اپنے اصلی مقدار پر نظر آجائیں گے پس یہی مثال جبریل کے تاثیرات کی ہے ادنیٰ سے ادنیٰ
 مرتبہ کے ولی پر جبریل ہی تاثیر و رحمت کی مثال ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ولی پر بھی وہی جبریل تاثیر و رحمت کی مثال ہے لیکن ان دونوں وحیوں میں وہی فرق مذکورہ بالا آری
 کے شیشے اور بڑے آئینہ کا ہے یعنی اگر چہ نظام صورت جبریل وہی ہے اور اسکی تاثیرات بھی
 وہی مگر ہر ایک جگہ مادہ قابلہ ایک ہی وسعت اور صفائی کی حالت پر نہیں اور یہ جو اس جگہ میں
 نے صفائی کا لفظ بھی لکھ دیا تو یہ اس بات کے اظہار کے لئے ہے کہ جبریل تاثیرات کا اختلاف صرف
 کمیت کے ہی متعلق نہیں بلکہ کیفیت کے بھی متعلق ہے یعنی صفائی قلب جو شرط انعکاس ہے
 تمام افراد ملہدین کے ایک ہی مرتبہ تک پر کہی نہیں ہوتے جیسے تم دیکھتے ہو کہ سارے آئینے ایک
 ہی درجہ کی صفائی پر گزر نہیں رکھتے بعض آئینے ایسے اعلیٰ درجہ کے آبدار اور مصطفیٰ ہوتے ہیں
 کہ پورے طور پر جیسا کہ چاہیئے دیکھنے والے کی شکل ان میں ظاہر ہو جاتی ہے اور بعض ایسے
 کثیف اور کمزور اور پر غبار اور دو آدمیز جیسے ہوتے ہیں کہ صاف طور پر انہیں شکل نظر نہیں آتی
 بلکہ بعض ایسے گہرے ہوئے ہوتے ہیں کہ اگر مثلاً ان میں دو لون لب نظر آویں تو ناک دکھائی

نہیں دیتا اور اگر ناک نظر آگیا تو آنکھیں نظر نہیں آتیں سو یہی حالت دلوں کے آئینہ کی ہے جو نہایت درجہ کا مصفیٰ دل ہے مصفا طور پر انکاس ہوتا ہے اور کسی قدر رکھ رہے آئینہ اسی قدر رکھ رکھائی دیتا ہے اور اکمل اور اتم طور پر یہ صفائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو حاصل ہے ایسی صفائی کسی دوسرے دل کو ہرگز حاصل نہیں۔

اس جگہ اس نکتہ کا بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ جو علت العلل ہے جس کے وجود کے ساتھ تمام وجودوں کا سلسلہ وابستہ ہے جب وہ کبھی مربیانہ یا قاسرانہ طور پر کوئی شخصیت اور حرکت ارادی کسی امر کے پیدا کرنے کے لئے کرتا ہے تو وہ حرکت اگر اتم اور اکمل طور پر ہو تو جمیع موجودات کی حرکت کو مستلزم ہوتی ہے اور اگر بعض شیوں کے لحاظ سے ایسے جزئی حرکت ہو تو اُنہی کے موافق عالم کے بعض اجزاء میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا نے عزوجل کے ساتھ اسکی تمام مخلوقات اور جمیع عالموں کا جو علاقہ ہے وہ اُس علاقہ سے مشابہ ہے جو جسم کو جان سے ہوتا ہے اور جیسے جسم کے تمام اعضا روح کے ارادوں کے تابع ہوتے ہیں اور جس طرف روح جھکتی ہے اُنسی طرف وہ جھک جاتے ہیں یہی نسبت خدا تعالیٰ اور اسکی مخلوقات میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ میں صاحب فصوص کی طرح حضرت واجبا لوجود کی نسبت یہ تو نہیں کہتا کہ خلق الاشیاء ہو عینہا۔ مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ خلق الاشیاء ہو کعینہا۔ ہذا العالم کصریح ممدومن قواریر دماغ الطافت العظمیٰ کیجی تختہا و یغیل بایرید یخیل فی عیون قاصرۃ کا نہا ہو کیجیون الشمس والعمرو النجوم موثرات بناتہا ولا موثرات لا ہو۔

حکیم مطلق نے میرے پر یہ راز سر بستہ کہو لیا ہے کہ یہ تمام عالم سوا اپنی جمیع اجزاء کے اُس علت العلل کے کاموں اور ارادوں کی انجام دہی کے لئے سچ مچ اُس کے اعضا کی طرح واقع ہے جو خود بخود قائم نہیں بلکہ ہر وقت اُس روح اعظم سے قوت پاتا ہے جیسے جسم کی تمام قوتیں جان کی طفیل سے ہی ہوتی ہیں اور یہ عالم جو اُس وجود اعظم کے لئے قائم مقام اعضا کا ہے بعض چیزیں اُس میں ایسی ہیں کہ گویا اُس کے چہرہ کا نور میں جو ظاہری یا باطنی طور پر اُس کے ارادوں کے موافق روشنی کا کام دیتی ہیں اور بعض ایسی چیزیں ہیں کہ گویا اُس کے ماتم ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ گویا اُس کے پیر ہیں اور بعض اُس کے ساتش کی طرح ہیں عرض یہ مجموعہ عالم خدا تعالیٰ کے لئے بطور لیکچر اتم کے واقع ہے اور تمام آب

و کتاب اُس اندام کی اور ساری زندگی اُسکی اُسی روحِ عظیم سے ہے جو اُسکی قیوم ہے اور چونکہ اُس قیوم کی ذات میں ارادی حرکت پیدا ہوتی ہے وہی حرکت اُس اندام تکمل اعضا یا بعض میں جیسا کہ اُس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلائیے گئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجودِ عظیم ہے جسکے بیشمار ہاتھ بیشمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا اشتباہ مرض اور طول رکھتا ہے اور تندوی کی طرح اُس وجودِ عظیم کی تارین بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں یہ وہی اعضاء ہیں جنکا دوسرے نطفوں میں عالم نام سے جب قیومِ عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اُسکی حرکت کے ساتھ اُس کے اعضاء میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہو گا اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضاء کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے پس یہی ایک عام فہم مثال اُس روحانی امر کی ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات کی ہر ایک جزو خدا تعالیٰ کے ارادوں کی تابع اور اُس کے مقاصدِ مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہروں میں ظاہر کر رہی ہے اور کمالِ درجہ کی اطاعت سے اُس کے ارادوں کی راہ میں محو ہو رہی ہے۔ اور یہ اطاعت اس قسم کی ہرگز نہیں ہے جسکی صرف حکومت اور زبردستی پر بنا ہو بلکہ ہر ایک چیز کو خدا تعالیٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہر ایک ذرہ ایسا بالطبع اُسکی طرف جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضاء اُس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں پس درحقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ کہ یہ تمام عالم اُس وجودِ عظیم کے لئے بطور اعضاء کے واقع ہے اور اسی وجہ سے وہ قیوم العالمین کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظامِ عالم بالکل بگڑ جاتا۔

ہر ایک ارادہ اُس قیوم کا ارادہ ظاہری ہی یا باطنی یعنی یا دنیوی اسی مخلوقات کو توسطِ ظہور یا زیرِ پنا ہے اور کوئی ایسا ارادہ نہیں کہ بغیر اُن دیکھنے والے زمین پر ظاہر نہ ہو یا قیوم کی قافیت پر کہ جو ابتدا سے خدا ہوا چلا آتا ہے مگر اُن لوگوں کی سمجھ پر سخت تعجب ہو کہ وہ ظاہری بارش ہو سیکے لئے جو بادلوں کے ذریعہ ہی زمین پر ہوتی ہے کجائزاتِ مائیمہ کا توسطِ ضروری خیال کرتے ہیں اور خود بخود قدرت سے بغیر بادل کے بارش ہو جانا محال سمجھتے ہیں لیکن الہام کی بارش کے لئے جو صاف دلوں پر ہوتی ہے ملائیک کے بادلوں کا توسط جو عند اشع ضروری ہے اُسپر جہالت کی نظر سے

ہستے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا خدا میتالی بغیر ملائیک کے توسط کے خود بخود الہام نہیں کر سکتا تھا وہ اس بات کے قائل ہیں کہ بغیر توسط ہوا کے آواز سن لینا خلاف قانون قدرت ہے مگر وہ ہوا جو روحانی طور پر خدا میتالی کی آواز کو مہموں کے دلوں تک پہنچاتی ہے اُس قانون قدرت سے غافل ہیں وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ ظاہری آنکھوں کی بصارت کے لئے آفتاب کی روشنی کی ضرورت ہو مگر وہ روحانی آنکھوں کے لئے کسی آسمانی روشنی کی ضرورت یقیناً نہیں رکھتی۔

اب جبکہ یہ قانون الہی معلوم ہو چکا کہ یہ عالم اپنے جبر قوی ظاہری و باطنی کیساتھ حضرت واجب الوجود کے لئے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور ہر ایک چیز اپنے اپنے محل اور موقع پر اعضا ہی کا کام دے رہی ہے اور ہر ایک ارادہ خدا میتالی کا انہیں اعضا کے ذریعہ سے ظہور میں آتا ہے کوئی ارادہ بغیر ان کی توسط کے ظہور میں نہیں آتا تو اب جاننا چاہئے کہ خدا میتالی کے وحی میں جو پاک دلوں پر نازل ہوتی ہے جبریل کا تعلق جو شریعت مسلمہ میں ایک ضروری مسئلہ سمجھا گیا اور قہل کیا گیا ہے یہ تعلق ہی اسی فلسفہ حق پر ہی مبنی ہے جس کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حسب قانون قدرت مذکورہ بالا یہ امر ضروری ہے کہ وحی کے اقتداء ملکہ وحی کے عطا کر نیکے لئے بھی کوئی مخلوق خدا میتالی کے الہامی اور روحانی ارادہ کو بمعہ ظہور لانے کے لئے ایک عضو کی طرح بنکر خدمت بجا لاوے جیسا کہ جسمانی ارادوں کے پورا کرنے کے لئے بجا لا رہے ہیں سو وہ وہی عضو ہو جسکو دوسرے لفظوں میں **جبریل** کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو بہ تبعیت حرکت اُس وجود اعظم کے سچے ایک عضو کی طرح بلا توقف حرکت میں آجاتا ہے یعنی جب خدا تعالیٰ محبت کرنے والے دل کی طرف محبت کے ساتھ رجوع کرتا ہے تو محبت قاعدہ مذکورہ بالا جسکا الہی بیان ہو چکا ہے جبریل کو بھی جو سانس کی ہوا یا آنکھ کے نور کی طرح خدا میتالی سے نسبت رکھتا ہے اُس طرف ساتھ ہی حرکت کرنی پڑتی ہے یا یوں کہو کہ خدا میتالی کی جنبش کیساتھ ہی وہ یہی بلا اختیار و بلا ارادہ اسی طور سے جنبش میں آجاتا ہے کہ جیسا اصل کی جنبش سے سایہ کا ملنا طبعی طور پر ضروری امر ہے پس جب جبریل نور خدا تعالیٰ کی کشش اور تحریک اور غمخیزانہ جنبش میں آجاتا ہے تو معاً اس کی ایک نفسی تصویر مسکور روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہیئے محبت صادق کے دل میں متعین ہو جاتی ہے اور اُسکی محبت صادقہ کا ایک عضو

لازم ٹہر جاتی ہے تب یہ قوت اغدا تعالیٰ کے آواز سُننے کے لئے کان کا فائدہ بخشتی ہے اور اُس کے عجائبات کے دیکھنے کے لئے آنکھوں کی قائم مقام ہو جاتی ہے اور اُس کے الہامات زبان پر جاری ہونیکے لئے ایک ایسی حرارت کا کام دیتی ہے جو زبان کے پیسہ کو زور کے ساتھ الہامی خط پر چلاتی ہے اور جب تک یہ قوت پیدا نہ ہو اُس وقت تک انسان کا دل اندر کی طرح ہوتا ہے اور زبان اُس ریل کی گاڑی کی طرح ہوتی ہے جو چلنے والے اجن سے الگ پڑی ہو لیکن یاد رہے کہ یہ قوت جو روح القدس سے موسوم ہے ہر ایک دل میں یکساں برابر پیدا نہیں ہوتی بلکہ جیسے انسان کی محبت کامل یا ناقص طور پر ہوتی ہے اسی اندازہ کی موافق یہ جبریلی نور اُس پر اثر ڈالتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ روح القدس کی قوت جو دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے دل میں جبریلی نور کے پرتو سے پیدا ہو جاتی ہے اُس کے وجود کے لئے یہ امر لازم نہیں کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ کا پاک کلام سُنتا ہی رہے یا کشتی طور پر کچھ دیکھتا ہی رہے بلکہ یہ تو انوارِ مادیہ کے پانے کے لئے اسبابِ قریبہ کی طرح ہے یا یوں کہو کہ یہ ایک روحانی روشنی روحانی آنکھوں کے دیکھنے کے لئے یا ایک روحانی موارِ روحانی کانونِ تک آواز پہنچانے کے لئے مِخانب اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک کوئی چہرہ نہ موجود نہ ہو تو جو روشنی کچھ دکھانہیں سکتی اور جب تک مستحکم کے موہنہ سے کلام نہ نکلے جو وہ کانونِ تک کوئی خبر نہیں پہنچا سکتی سو یہ روشنی پایہ موارِ روحانی ہو اس کے لئے بعض ایک آسمانی مویہ عطا کیا جاتا ہے جیسے ظاہری آنکھوں کے لئے آفتاب کی بدشمنی اور ظاہری کانون کے لئے ہوا کا ذریعہ مقرر کیا گیا ہو اور جب باری تعالیٰ کا ارادہ اس طرف متوجہ ہوتا ہو کہ اپنا کلام اپنے کسی ملہم کے دل تک پہنچا دے تو اُسکی اس مستحکم حرکت سے معاجیلِ نور میں اتھا کے لئے ایک روشنی کیونچہ یا ہوا کیونچہ ملہم کی تحریک لسان کے لئے ایک حرارت کی موج پیدا ہو جاتی ہے اور اُس موج یا اُس حرارت سے بلا توقف وہ کلام ملہم کی آنکھوں کے سامنے لکھا ہوا دیکھائی دیتا ہے یا کانون تک اُسکی آواز پہنچتی ہے یا زبان پر وہ الہامی الفاظ جاری ہوتے ہیں اور روحانی حواس اور روحانی روشنی جو قبل از الحام ایک قوت کی طرح ملتی ہے یہ دونوں قوتیں اس لئے عطا کی جاتی ہیں کہ تا قبل از نزول الحام الحام کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے کیونکہ اگر الہام ایسی حالت میں نازل کیا جاتا کہ ملہم کا دل

حواس روحانی سے محروم ہوتا یا روح القدس کی روشنی دل کی آنکھ کو پہنچی نہ ہوتی تو وہ ابھام
ابھی کو کن آنکھوں کی پاک روشنی سے دیکھ سکتا سو اسی ضرورت کی وجہ سے یہ دونوں پہلے ہی
سے بلہم کو عطا کی گئیں اور اس تحقیق سے یہ بھی ناظرین سمجھ لیں گے کہ وحی کے متعلق جبریل
کے تین کام ہیں۔

اول یہ کہ جب رحم میں ایسٹھ شخص کے وجود کے لئے نطفہ پڑتا ہے جس کی فطرت کو اللہ جل شانہ
اپنی رحمانیت کے تقاضا سے جس میں انسان کے عل کو کچھ دخل نہیں بلکہ فطرت بنانا چاہتا ہے
تو اس پر اسی نطفہ بخون کی حالت میں جبریل نور کا سایہ ڈال دیتا ہے تب ایسٹھ شخص کی فطرت منجانب اللہ
الہامی خاصیت پیدا کر لیتی ہے اور الہامی حواس اس کو مل جاتے ہیں۔

پھر دوسرا کام جبریل کا یہ ہے کہ جب بندہ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کے زیرِ سایہ
اُٹھتی ہے تو خدا تعالیٰ کی مریدانہ حرکت کی وجہ سے جبریل نور میں بھی ایک حرکت پیدا ہو کر محبت
صادق کے دل پر وہ نور جا پڑتا ہے یعنی اس نور کا عکس محب صادق کے دل پر پڑ کر ایک عکسی تصویر
جبریل کی اُسمین پیدا ہو جاتی ہے جو ایک روشنی یا ہوا یا گرمی کا کام دیتی ہے اور بطور ملکہ الہیہ
کے بلہم کے اندر رہتی ہے ایک سر اس کا جبریل کے نزدیک غرق ہوتا ہے اور دوسرا بلہم
کے دل کے اندر اُٹل ہو جاتا ہے جس کو دوسرے لفظوں میں روح القدس یا اُسکی تصور کہہ سکتے ہیں۔
تیسرا کام جبریل کا یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی کلام کا ظہور ہو
تو ہوا کی طرح موج میں اگر اس کلام کو دل کے کانون تک پہنچا دیتا ہے یا روشنی کے پیرا میں
میں افروز نہ ہو کر اس کو نظر کے سامنے کر دیتا ہے یا حرارت محرقہ کے پیرا میں تیزی پیدا
کر کے زبان کو الہامی الفاظ کی طرف چلاتا ہے۔

اس جگہ میں اُن لوگوں کا دہم بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ان شکوک اور شبہات میں
متلاہن ہو کر اولیا اور انبیاء کے الہامات اور مکاشفات کو دوسرے لوگوں کی نسبت کیا حقیقت
ہو سکتی ہے کیونکہ اگر تیسویں اور لیون پر امور ضمیمہ کہتے ہیں تو دوسرے لوگوں پر بھی کہیں کہیں
کہل جاتی ہیں بلکہ بعض فاسقوں اور فایات درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں بلکہ بعض
پرے درجہ کے بدعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے گفتگو
ہیں پس جبکہ اُن لوگوں کے ساتھ جو اپنے تئیں نبی یا کسی اور خاص درجہ کے آدمی تصور کرتے
ہیں ایسے ایسے بدچلن آدمی بھی شریک ہیں جو بدچلنیوں اور بدعاشیوں میں چھٹے ہوئے

اور شہر و آفاق ہیں تو نبیوں اور ولیوں کی کیا فضیلت باقی رہی سو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے وہ سب درست اور صحیح ہے اور جبریل نور کا پہنچا لیسواں حصہ تمام جہان میں پہنچا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں بلکہ میں ہر انسان کو کہتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسق عورت جو کج رویوں کے گروہ میں سے ہے جسکی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ سرد و آتشناہک کا مصداق ہوتی ہے کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ جبریل نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کو آرٹر ہے تمام معمورہ عالم پر جس استعداد و انکسار ڈال رہا ہے اور کوئی نفس بشر و دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو کم سے کم ایک ذرہ ہی محبت وطن اصلی اور محبوب اصلی کی ادنیٰ سی ادنیٰ ترشت میں بھی ہے اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ تمام بنی آدم پر یہاں تک کہ ان کے مجاہدین بھی کیسے جبریل کا اثر ہوتا اور فی الواقعہ ہے بھی کیونکہ مجاہدین ہی جن لوگوں الناس مجذوب کہتے ہیں انہیں بعض حالات میں بوجہ اپنی ایک طور سے انقطاع کے جبریل نور کے نیچے جا پڑتے ہیں تو کچھ کچھ انکی باطنی آنکھوں پر اس نور کی روشنی پڑتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے تعارفات خفییہ کو کچھ کچھ دیکھ سکتی ہے مگر ایسی خوابوں یا ایسی کاشفا سے نبوت اور ولایت کو کچھ صدمہ نہیں پہونچتا اور انکی شان بلند میں کچھ ہی فرق نہیں آتا اور کوئی التباس حیران کرنے والا واقعہ نہیں ہوتا کیونکہ درمیان میں ایسا فرق نہیں ہے کہ جو بدیہی طور پر ہر ایک سلیم العقل سمجھ سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواص اور عالم کی خوابیں اور کاشفات اپنی کیفیت اور کیفیت انصافی و انضالی میں ہرگز برابر نہیں ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہیں وہ خارق عادت کے طور پر نعمت غیبی کا حصہ لیتے ہیں دنیا ان نعمتوں میں جو انہیں عطا کیجاتی ہیں صرف ایسے طور کی شریک ہی جیسے شاہ وقت کے خزانہ کے ساتھ ایک گداور ہو اگر ایک درم کے حامل رکھنے کی وجہ سے شریک خیال کیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ اس ادنیٰ مشارکت کی وجہ سے نہ بادشاہ کی شان میں کچھ شکست آسکتی ہے اور نہ اُس گدا کی کچھ شان بڑھ سکتی ہے اور اگر ذرہ غور کر کے دیکھو تو یہ ذرہ مثال مشارکت ایک کرم شب تاب ہی جسکو پٹ بیچنا یا جگنو ہی کہتے ہیں آفتاب کے ساتھ رکھتا ہے تو کیا وہ اس مشارکت کی وجہ سے آفتاب کی عزت

میں سے کوئی حدہ لیسکتا ہے سو جاننا چاہیے کہ حقیقت تمام فضیلتیں باعتبار اعلیٰ درجہ کمال کے جو کیفیت کے رو سے حاصل ہو پیدا ہوتی ہیں یہ نہیں کہ ایک حرف کی شناخت سے ایک شخص فاضل اجل کا ہم پایہ ہو جائیگا یا اتفاقاً ایک معصوم بن جانے سے بڑے شاعر بن جائے گا۔ ذرہ مثال شرارت کی کوئی نوع حکمت یا حکومت کے خالی نہیں اگر ایک بادشاہ سارے جہان کی حکومت کرتا ہی تو ایسا ہی ایک مزدور آدمی اپنی جو پونپٹری میں اپنی بچون اور اپنی بیوی پر حاکم ہے۔ رہی یہ بات کہ خدا تعالیٰ نے نیک بختوں اور بد بختیوں میں مشارکت کیوں رکھی اور تم کے طور پر غافلین کے گروہ کو نعمت غیبی کا کیوں حصہ دیا اس کا جواب یہ ہے کہ الزام اور اتہام محبت کیلئے نا اس مخفی شرارت کی وجہ سے ہر ایک منکر کاملوں کی حالت کا گواہ ہو جائے کیونکہ جبکہ وہ اپنی چوڑے سے دائرہ استمداد میں کچھ نمونہ ان باتوں کا دیکھتا ہے جو ان کاملوں کی زبان سے سُنکے ہیں اس توڑی سی جہلک کی وجہ سے اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ انہی سچے دل کے ان الہامی امور کو بکلی غیر ممکن سمجھے سو وہ اس روحانی خاصیت کا ایک ذرا سا نمونہ اپنے اندر رکھنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہر جگہ رو سے بحالت انکار وہ بڑا جائیگا جیسا کہ آجکل کے آریہ جنیال کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے چاروں دیدوں کو نازل کر کے پھر ایک لغت ہمیشہ کیلئے الہام کی صفت کو لپیٹ دیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا قانون قدرت انہیں ملزم کرتا ہے جبکہ وہ چشم خود دیکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ انکشافات غیبیہ کا ابتک جاری ہے اور انہیں ہی فاسق آدمی کہی کہی سچی خواہشیں دیکھتے ہیں پس ظاہر ہے کہ وہ خدا جسے اپنا روحانی فیض نازل کر نیسے اس زمانہ کے فاسقوں اور دنیا پرستوں کو بھی محروم نہیں رکھا اور انہیں بھی باوجود فقدان کامل مناسبت کے کہی کہی رشحات فیض نازل کرتا ہے تو اپنی نیک بندوں پر جو اسکی مرضی پر چلیں اور اکل اور اتم طور پر اس کی مناسبت رکھیں کیا کچھ نازل کرتا نہیں ہوگا اور ایک بیدار مخفی مشارکت میں یہ ہے کہ تاہر ایک شخص کو وہ کیسا ہی فاسق اور بد کاری کا فخر و غرور ہو اس مشارکت پر غور کر نیسے سمجھ لیوے کہ خدا تعالیٰ نے اُسے ہلاک کر نیلئے پیدا نہیں کیا بلکہ اُس نے اُس کے اندر ترقی کی راہ رکھی ہے اور اُسکو ہی تمام کیلئے پر ایک نمونہ دیا ہے جس میں وہ آگے قدم بڑھ سکتا ہے اور وہ فطرۃً خدا تعالیٰ کی خواہش و محبت پر عمل نہیں میں اُن اگر آپ بے راہی اختیار کر کے اُس نور کو جو اُس کے اندر رکھا گیا ہے غیر مستعمل چھوڑ کر آپ محروم بن جائے اور اُن طبعی طریقوں کو جو بحیثیت ہائے کے طریق ہیں ویدہ و دانستہ چھوڑ دیوے تو یہ خود اس کا ساختہ پرداختہ ہے جس کا بد نتیجہ اُسے بہگتتا پڑے گا۔

مطبعة عصية الاسلام

سراج منیر

مشتق پرستارهای رتبه



قادیان ولد الامن والامان
سنة ۱۳۹۶

ایک مبارک تجویز

براہین احمدیہ مسند حضرت امام صادق جۃ اللہ المسیح الموعود والمہدی المسعود
کی اشاعت ضرورت معلوم کر کے میرے بعض دوست تجویز فرماتے ہیں کہ یہ مبارک کتاب
دوبارہ چھپوائی جائے اسطور پر کہ جو برادران طریقت ایک یا زیادہ نسخہ لینا چاہیں وہ اپنے
نام نامی سے خاکسار کو اطلاع دیں۔ دو دو نام کے رجسٹر مونس پر یہ کتاب چھپوائی جائیگی
ہر ایک بھائی کو بطور چندہ مبلغ آٹھ روپے فی نسخہ کے حساب میں میرے دوبارہ لکھنے پر
بھیج دیوں گے۔ خریداروں کی نقد ادائیگی پر رقوم بندہ کم بھی ہو سکتی ہے۔ جس قدر نسخہ
طبع ہوں گے ان میں سے خریداروں کو دیکر باقی کل بلکہ بین حضرت اقدس امام ہام کے
مکتب خانہ میں داخل کی جائیں گی اس معاملہ میں خط و کتابت خاکسار سے ہونی چاہئے۔

نیز رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ لاہور

آخر مئی ۱۹۹۷ء تک شائع ہو جائیگی اس میں حضرت اقدس امام کامل کی معجزانہ تقریر و لہجہ
کے علاوہ ہرے سنگر غیر مذاہب بالاتفاق صداقت اسلام کے معترف ہوئی وہ تقریریں بھی
پہنچ ہیں جو اس جلسہ میں دیگر علماء اسلام و کلاسے مذاہب دیگر نے کیں۔
قیمت ایک روپیہ بلا محصول ڈاک بھیج کر یا بذریعہ ویلیو ایبل پارسل جی فی اللہ
خواجہ غلام محی الدین صاحب تاجر پنشنیہ محلہ چل بی بی
لاہور سے رپورٹ مل سکتی ہے۔

خاکسار خواجہ کمال الدین بی اسے پروفیسر
اسلامیہ کالج لاہور یکم مئی ۱۹۹۷ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جاء الحق والحق طالع السكك كان هوقا

بنگرای قوم نشان ہائی خداوند قیہ
 رو بدو آکر کہ گرد پذیرد و روانت
 چون بتابی سرخو زان ملک انعم ہما
 قمر و شمس و زمین و فلک و آتش و آب
 قدسیان جملہ بلرزد از ان میت پاک
 جنت و دوزخ سوزندہ از دوسے لرزد
 چندان جنگ و جدل با بخدا خواہی کرد
 من اگر در نظر یار مقاسے دارم
 لعنت آن است کہ از سوی خدای بارد
 ای ہرادرہ دین است رہے بس فشاوار
 قہر طاکی اگر از کبر بتابی سرخویش
 آن خدا کے کہ از خلق و جہان بچیراند

چشم بکشت کہ چشم نشانے است کینہ
 ورنہ این روی سپہ ہست ہتر از خرمیر
 گر گیرد ز غضب پس چہ پندہست فطیر
 ہمہ در قبضہ آن یار عزیز اند اسیر
 انبیا رادل و جان خون و المہ انگیر
 تو چہ چیزی چہ ترا مرتبہ اسے کر خیر
 توبہ کن توبہ مگر در گذرد از تقصیر
 پس چہ نقصان ز نکوسیدن تو و کفر
 لعنت ہر گہران است یکے ہرزہ غیر
 خاک شو خاک مگر باز کنندش لیسر
 من از آدم و با تو بگویم چو نذیر
 بر من اوجلوہ نمودست گراہی بیزیر

اما بعد واضح ہو کہ اس وقت میں خدا تعالیٰ کے ایک بھاری نشان کو بیان کر رہا ہوں کہ یہ ایک
 وہ لوگ جو اسکو غور سے پڑھیں اور پھر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یقیناً یاد رکھیں کہ خدا کا ذب
 وہ عزت نہیں دیتا جو اس کے پاک نبیوں اور برگزیدوں کو دیکھتی ہے۔ مردار خواہ کا ذب کا
 کیا حق ہے کہ آسمان اس کے لئے نشان ظاہر کرے اور زمین اس کے لئے خارق عادت اچھو ہے دکھلا

سواہی قوم کے بزرگو! اور دانشمندو! ذرہ ٹھنڈے ہو کر واقعات پر غور کرو۔ کیا یہ واقعات کاذبون سے ملتے ہیں۔ یا پتھون سے کبھی کسی نے سُنا کہ کاذب کیلئے آسمان پر نشان ظاہر ہوئے۔ کبھی کینے دیکھا کہ کاذب اپنے عجوبوں میں صادق و قنبر غالب آسکا۔ کیا کیو یا دہے کہ کاذب اور منقری کو اقراد کے دن سے پچیس برس تک مہلت دی گئی جیسا کہ اس بندہ کو۔ کاذب یوں ملاحاتا ہے جیسے مثل اور ایسا نابو دیکھا جاتا ہے جیسا کہ ایک بلبیلہ۔ اگر کاذبون اور منقریوں کو اتنی مدتوں تک مہلت دیجاتی اور صادقون کے نشان انکی تائید کیلئے ظاہر کئے جاتے تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اور کارخانہ الوہیت بگڑ جاتا۔ پس جب تم دیکھو کہ ایک مدعی پر بہت شور مٹھا۔ اور اسکی مخالفت کی طرف دُنیا جھک گئی اور بہت آندھیاں چلیں اور طوفان آئے پر اُسپر کوئی زوال نہ آیا تو فی الفور سنبھل جاؤ اور تقویٰ سے کام لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے لڑنے والے ٹھہرو۔

صادق تمہارے ہاتھ سے کبھی ہلاک نہیں ہوگا۔ اور راستباز تمہارے منصوبوں کے تباہ نہیں کیا جائے گا۔ تم بد قسمتی سے بات کو دو رنگ مت پہنچاؤ کہ جب قدرتم سختی کرو گے وہ تمہاری طرف ہی ہو کر یگی۔ اور جب قدرتم کی رُسوائی چاہو گے وہ الٹ کر تم پر ہی پڑیگی۔ اسی بد قسمتیو! کیا تمہیں خدا پر بھی ایمان ہے یا نہیں۔ خدا تمہاری مرادوں کو اپنی مرادوں پر کیونکر مقدم رکھ لے۔ اور اس سلسلہ کو جس کا قدیم سے اُسنے ارادہ کیا ہے کیونکر تمہارے لئے تباہ کر ڈالے۔ تم میں سے کون ہے جو ایک دیوانہ کے کہنے سے اپنے گھر کو مسمار کر دے اور اپنے باغ کو کاٹ ڈالے۔ اور اپنے بچوں کا لگا گھونٹ دے۔ سواہی نادانوں! اور خدا کی حکمتوں سے محروم وایہ کیونکر ہو کہ تمہاری احتیاجہ دھائیں منظور ہو کر خدا اپنے بلن اور اپنے گھر اور اپنے پروردہ کو نیت و نابو کر ڈالے۔ ہوش کرو اور کان رکھ کر سنو! کہ آمان کیا کہہ رہا ہے۔ اور زمین کے وقتوں اور موسموں کو پہچانو تا تمہارا بھلا ہو۔ اور آتم خشک درخت کی طرح کاٹے نہ جاؤ اور تمہاری زندگی کے دن بہت ہوں۔ بیہودہ اعتراضوں کو چھوڑ دو۔ اصالح کی حکمت چینیوں پر بینہ کر د اور فاسقانہ خیالات سے اپنے تئیں بچاؤ بھوشے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں

پڑھا کہ محدث بھی ایک مُرسل ہوتا ہے۔ کیا قوائد کو محدود کی یاد نہیں رہی۔ پھر کسی یہودی
 نکتہ چینی ہے کہ مُرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اسی نادانوں! بھلا بتاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اسکو
 عربی میں مُرسل یا رسول ہی کہینگے یا اور کچھ کہینگے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں ابجگہ حقیقی معنی مُراد
 نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مُرسل ہی ہوتا ہو۔ یہ
 سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس نبی پر نازل فرمایا انہیں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول
 اور مُرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولعل ان یفہموا
 خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اسنے ایسے لفظ استعمال کئے۔

ہم اس بات کے قاضی اور مترتب ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پورا نا۔ قرآن ایسے نبیوں کے لہو سے مانع ہے
 مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کسی مہم کو نبی کے لفظ سے یا مُرسل کے لفظ سے یاد
 کرے۔ کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رَسُول رَسُولُ اللہ آیا ہے۔ عرب کے لوگ اب تک
 انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مُرسل کا لفظ مجازی
 معنوں پر ہی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں سے فقہاء اذالہ الیکلہ مِّنْ رسلوں ہی یاد نہیں رہا
 انصافاً دیکھو کیا یہی تہذیب بننا ہے۔ اَرُفِدُہ اَلْیَہِ خُصُورِہِمْ پوچھے جاو تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھہرنے
 کیلئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل تہہ۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مُرسل اور نبی
 میرا الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے ٹیکس ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں
 ہیں۔ اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پُکا ناجو حدیثوں میں یسوع موعود کیلئے آیا ہے
 وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے نہ سچ دیا ہے جسے سمجھنا
 سمجھ لے۔ جیسے پھر یہ کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دو ایک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی
 بندہ نہیں۔ اب کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آسکتا ہو اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارا ظالم معنی
 ختم نبوت کے دروازوں کو پور طور پر بند نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک یسوع مسیح نبی کے

واپس آنے کیلئے بھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ نعم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائی گی یا کچھ اور۔ کیا یہ عقیدہ ہے کہ تمہارا انورسی مسیح وحی سے قبل بنے نصیب ہو کر آئے گا؟ تو بد کرو اور خدا سے توبہ کرو۔ وادھر سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیونکر لیری ہے کہ خدا کو خدائے حق کے لئے کافریا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی رو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے لئے حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

اسی مفسری لو! میں نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ میں نے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا۔ برا کہ تم خود نہ سمجھ تو میں کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک سادنی شہید کو ایک برکبری پر ہو سکتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے۔ تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے اس لئے کفر سمجھتے ہو۔ اسکو کیا کہو گے جو کہہ گیا اُفضل من بعض کابنیاء ازمین تمہاری نظر میں کافروں تو ہیں ایسا ہی کافر جیسا کہ ابن مریم یہودی فقیہوں کی نظر میں کافر تھا۔ میرے پاس خدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھ کر باتیں ہیں مگر تم انکی برداشت نہیں کر سکتے۔ خوب یاد رکھو کہ مجھ کو کافر کہنا آسان نہیں۔ میں نے ایک بھاری بوجھ سر پر اٹھایا ہے اور تم سے ان سب باتوں کا جواب پوچھا جائے گا۔ !!

اسی بات سمجھ لو! تم کہاں گرے کو نسی چھپی ہوئی بد اعمالیاں تحقیق جو تمہیں شیخ آگین۔ اگر تم میں ایک ذرہ بھی نیکی جوتی تو خدا تمہیں صلح نہ کرتا۔ ابھی کہہ چکے تھے اور بہت سا ثواب کھو چکے ہو بانہا جاؤ۔ کیا خدا سے اس بیوقوف کی طرح لڑائی کرو گے جو زور خدا کے آگے سے نہیں ہٹ جاتا یہاں تک کہ مار سے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے اور آخر پٹیان چور ہو کر اور مردہ یا بکری زمین پر گر پڑتا ہے۔ یہودیوں نے لڑائی سے کیا لیا اور تم کیا لو گے؟ ہذا ولا بعد الموت عنہم۔ بہت کہہ چکے ہو فیوں نے یہی انسانی کلمات کا اقرار کیا تھا کہ انسان پر ہوتا ہے

آج وہ بھی سو گئے۔ اسی فکرت و امیر کے کاموں سے مجھے پہچانو۔ اگر مجھے وہ کام اور وہ نشان
ظاہر نہیں ہوتے جو خدا کے تائب یا نڈے سے ظاہر ہونے چاہیں تو تم مجھے مت قبول کرو لیکن
اگر ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے سینہ دان سے نکالتے گریسے بن مت ڈالو۔ بدظنیاں چھوڑو۔ بدگمانیاں
ست با۔ تباؤ کو ایک پاک کی توہین دینی دوسرے یہ آسمان سرخ ہو رہا ہے اور تم نہیں دیکھتے۔ او
خشتوں کی انھوں سے خون ٹپک رہا ہے، اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خدا اپنے جلال میں ہے۔ او
دروار لرز رہا ہے۔ کہاں ہے وہ قتل جو بچہ سکتی ہے۔ کہاں ہیں وہ انجمن جو وقتوں کو
پہچانتی ہیں۔ آسمان پر ایک حکم کہا گیا۔ کیا تم اس سے ناراض ہو گیا تم رب العزت سے پوچھو
کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اسی نادان انسان! باز آ جا کہ صاعقہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرے لئے
اچھا نہیں۔ !!!

اپنے ظلم کو دیکھو اور اپنی شوخیوں پر غور کرو کہ خدا نے اول ایک شان قائم کیا اور اہم
کو دو طور کی موت دی۔ اول یہ کہ وہ اخلاص سے حق اور مدد و غلوئی کا لازم ٹھہر کر اپنی صفائی کی
طور سے ثابت نہ کر سکا۔ نہ نالاش سے نہ قسم سے نہ کسی اور ثبوت سے۔ دوسرے یہ کہ خدا کے وعدہ
کی موافق اخلاص پر اصرار کرنے کے بعد جلد ذلت ہو گیا۔ اب بتلاؤ کہ اس پیشگوئی کی تسدین میں
تمہیں کیا مشکلات پیش آئیں؟ کیا آج نہیں دیکھا کہ کیا آخر وہ نہیں مر گیا؟ کیا بیلو نہیں
صاف اور صریح طور پر یہ شرط نہ تھی کہ حق کی طرف رجوع کر نیسے موت میں ناخبر ہو گی۔ پھر کیا
تم میں سے کوئی قسم کھا سکتا ہے کہ اتم پر قرآن مجید کی ہر دوسرے یہ لازم قائم نہیں ہو کر اس نے
اپنے اقوال اور افعال اور بیہودہ عزائم سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ پیشگوئی کے بعد نہ ورنہ رہا
اور وہ اس بات کا ثبوت نہیں دے سکا کہ کیوں اس نے کو جو خدا کو جو خدا فرما تھا تعلیم یافتہ سانپ
وغیرہ بیدار کی طرف نہ گیا۔ حالانکہ اس ثبوت کو دونوں میں جانے کیلئے قدم اور
نالاش و ذلت و بے عزت کے کھلی ٹھیکیں۔ اب بتلاؤ کیا اس نے قسم کھائی؟ کیا اس نے نالاش
کی؟ کیا اس نے اپنے ہستان کو کوئی اور ثبوت دیا؟ کچھ تو مونہہ سے کہہ اچھ تو پھوٹا کہ اس نے

نوٹ: اگر اہم کے ہونے کو جاننا ہو تو اس کو اس کے ہونے کے بعد ہی غور کرنا چاہیے۔ یہ غور کرنا چاہیے کہ یہ تمام باتیں
کے خیال میں بلکہ ہم سوچیں کہ انسانی شان و شوکت و عظمت کی کیا بنیاد ہے؟ کیا یہ دنیا کی دولتیں و مملکتیں

خوف کا اقرار کر کے اور محض بہتان اور اقرار سے سانپ غیرہ کو اپنے خوف کی بنا قرار دیکر ان خود تراشیہ
 عنفات کے ثابت کر نیکے لئے کیا کیا دلائل پیش کئے۔ اسی کم بخت متعصبہ! کیا تم بھی نہیں مرو گے
 کیا وہ دن نہیں آئے گا کہ جب تم رب العالمین کے حضور میں کھڑے کئے جاؤ گے۔ اگر اشیائے کل کا
 کوئی دنیا کا مقدمہ ہونا اور تم اس کے اسیر یا نصف مقرر کئے جاتے تو بیشک تم ایسے شخص کو
 کہ اتہم کی طرف اپنے عنفات کا کچھ ثبوت نہ دیکتا جھوٹا ٹھہراتے اور انسانی عدالت سے ڈر کر
 سچے اظہار لکھوا دیتے۔ مگر اب تم سمجھتے ہو کہ خدا تم سے دور ہے اور کچھ مستانہ نہیں اور مواخذہ
 کا دن بہت فاصلہ پر ہے۔ !!!

سچ کہو کیا اتہم پاکہ امن مر گیا؟ اور اپنے سر پر ہمارے کونسی الزام نہیں لیگیا؟
 تحقیق سم ہے ذرہ جھپے سناؤ کہ کیا تم نے میرے اشتہاروں میں نہیں پڑھا کہ اتہم اخفاء
 حق پر اصرار کر کے بعد جلد مر جائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ اور وہ ہمارا آخری اشتہار ہے جو
 اتہم حجت کی طرح عقائد عامہ کے اند فوٹ ہو گیا۔ پس کیسی بے ایمانی ہے جو اس قوم کے
 خبیث طبع نے ان کے منہ میں ایسا توں کیسا اتہم بامقہ جاملانے اور آسانی آواز کی مخالفت کی اور
 شیطانی آواز کے مصدق ہو گئے۔ پر یہ تو اچھا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ
 پورا کیا۔ کم بخت سعد اللہ نو مسلم اور محمد علی و اعظا اب تک رو جاتے ہیں جو بیگونی پوری نہیں
 ہوئی۔ اسی شیطانی کنگر وہ تم راستی کو کب تک چھپاؤ گے؟ کیا تمہاری کوششوں سے
 حق نابود ہو جائے گا۔ خدا سے لڑو جتنہ لڑ سکتے ہو۔ پھر دیکھو کہ فتح کس کی ہے کیونکہ حکم خاتم
 پر ہے۔ اسے جیسا تم اتہم مقابل پر آئیے ڈرا کر تم نہ ڈرے۔ وہ لغتوں کیساتھ کچلا گیا مگر
 مقابل پر نہ آیا۔ اسکو چار ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ اسکو جرات نہ ہوئی کہ ایک قدم
 بھی ہماری طرف آوے۔ یہاں تک کہ قبر میں پہنچ گیا۔ وہ مالش کر نیسے بھی ڈرا۔ اور جب
 عیسائیوں نے اُس پر زور دیا تو اُس نے کافون پر ہاتھ رکھ لیا تو کیا بھی تک ثابت نہ ہوا کہ وہ اپنے
 مقابلہ کو خلاف حق جانتا تھا۔ اور دل میں خوف بھرا ہوا تھا۔ مگر پھر بھی اخفاء حق کی وجہ سے خدا

اُسکو نہ چھوڑا۔ اور خُدا کے وعدہ کی موافق اور ٹھیک ٹھیک اُسکے الہام کے مشاء کے مطابق وہ مر گیا۔ اور مولویوں اور عیسائیوں کا مونہہ سیاہ کر گیا۔ وہ مجھے عمر میں بجز چند سال کچھ زیادہ نہ تھا۔ سعد القدر نو مسلم کی بد ذاتی ہے کہ اُسکو پیر فرقت قرار دیتا ہے۔ یہ یہودی چاہتا ہو کہ کیسے طرح پیشگوئی مخفی ہو جائے۔ سو اس مخالفو ابھیائی سے جس قدر بچا ہوا نکار کر دو۔ مگر حقیقت کھل گئی اور عقل مندوں نے سمجھ لیا ہو کہ پیشگوئی نہ ایک پہلو سے بلکہ چار پہلو سے پوری ہو گئی ہے۔ آتم کو اُس رجوع اور خوف کا فائدہ دیا گیا جو اوس منکر ہو میں ابھیسا الہامی شرط تھی اور پیشگوئی کا ایک جزو تھا۔ اور یہ رجوع پیشگوئی کو سننے ہی اُس میں پیدا ہو گیا تھا کیونکہ وہ اسلامی مرتد تھا۔ اور یسوع کی خُدائی کے بار میں خود ہمیشہ کھٹکے میں رہتا تھا اور تاویلین کیا کرتا تھا۔ اور مجھے پتا تھا کہ اُسکو نیک ظن تھا کیونکہ وہ اس مسلح میں بکر میرے ابتدائی حالات سے خوب واقف تھا۔ یہ ممکن تھا کہ وہ مجھے جھوٹا سمجھتا۔ اس وجہ سے پیشگوئی کے نمانے کی وقت اُس کی رنگت ہو گیا تھا اور اسکی حالت متغیر ہو گئی تھی۔ اور جب میں نے کہا کہ تم نے اپنی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا ہے یہ اُسکی سزا ہے جو تم کو ملیگی۔ تو اُسکے مونہ پر ہوا ثیان اُٹنے لگیں اور دونوں ہاتھ اُس نے اپنے کانوں پر رکھے گویا وہ اس وقت توبہ کر رہا تھا۔ پھر خیال میں ہے کہ اس وقت ستر آدمی کے قریب اُس جلسہ نصاریٰ میں ہونگے۔ غرض اُس رجوع نہ دیر کے بعد بلکہ اسی دم شروع ہو گیا تھا۔ اور اخیر میں اُس نے دیوانہ کی طرح دونوں کو بے کیا۔

اب اس سے زیادہ بد ذاتی کیا ہو گی کہ باوجود ایسے خاصا واقعات کے پھر کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی لعنتہ للہ علی الکاذبین۔ رجوع کا لفظ جو شرطین داخل ہو ایک دل کا فعل تھا جو اُس وقت شروع ہو گیا تھا۔ کھلے کھلے اسلام کا شرطین کہاں لفظ ہے کیا ایک شرکی ایسی سخت پیشگوئی کی وقت مستقیم رہ سکتا تھا۔ ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ پیشگوئی اُسی دن سے شروع نہیں ہوئی بلکہ براہین کھیر میں بارہ برس پہلے اسکی خبر دی گئی ہے اور ساتھ ہی ایک علم کی پیشگوئی کی خبر تھی۔ اگر تم غور سے صفحہ (۲۳۹) اور (۲۴۰) اور (۲۴۱) براہین احمدیہ کی پڑھو تو یہ تمام

یہ بیان نہ صرف مسلمانوں کے بلکہ عیسائیوں کے لیے بھی ہے۔

(۱) ایک پہلو یہ کہ الہام میں پیشگوئی اس شرط کی بنیاد پر ہے کہ اُس نے خود بخود (۲) دم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا۔ (۳) سو ہم کہ عیسائیوں کے کلام میں بھی ایسی مذہب سے بلیا ہو چکی ہے کہ انکی صفحہ ۳۳۱ پوری ہو گئی (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو

تمہاری آنکھوں کے سامنے بجائے گا۔ آثار سابقہ اور احادیث نبویہ میں جہدی آخر زمان کی نسبت یہ لکھا گیا تھا کہ اہل حال میں اسکو بیہوش اور کافر قرار دیا جائے گا۔ اور لوگ اُس سے سخت بغض رکھیں گے اور مذمت کیساتھ اُسکو یاد کریں گے اور وہ جال اور بے ایمان اور کذاب کے نام سے اُسکو پکاریں گے اور یہ سب مولوی ہونگے۔ اور اُس دن مولویوں سے بدتر زمین پر اس امت میں سے کوئی نہیں ہوگا سو کچھ مدت ایسا ہوتا رہیگا۔ پھر خدا آسمانی نشانوں سے اُسکی تائید کریگا۔ اور اُسکے لئے آسمان سے آواز آئیگی کہ یہ خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ مگر کیا آسمان بولیکسا انسان بولتا ہو وہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ہمیت ناک نشان ظاہر ہوں گے جنہوں نے دل اور کلیجہ ہل جائیں گے۔ تب خدا لوگوں کو اسکی محبت کی طرف پھیر دیگا اور اسکی قبولیت زمین میں پھیلا دی جائیگی۔ یہاں تک کہ کسی جگہ چار آدمی ملکر نہیں بیٹھیں گے جو اُس کا ذکر محبت اور شاکساتھ کرتے ہوں۔ سو براہین کے یہ صفحات مذکورہ بالا انہیں واقعات کا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔ اول جہکونچا طرب کر کے فرمایا ہے کہ لوگ جہکونچا گمراہ اور جاہل اور شیطانی خیال کا آدمی خیال کریں گے۔ دکھ دیں گے۔ اور طرح طرح کی باتیں بولیں گے اور ٹھٹھے کریں گے۔ اور پھر فرمایا کہ میں سب ٹھٹھا کر نیا لون کیلئے کافی ہوں گی۔ اور پھر فرمایا قل عندی شہادۃ من اللہ قل انتم مومنون یہ اساتھی طرف اشارہ کیا کہ ان دنوں میں آسمانی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ پھر بعد اسکے صفحہ ۲۴ میں اہتم کی نشانی کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی خبر دیدی کہ اس نشان پر عیسائیوں اور یہودی صفت مسلمانوں کا بلوہ ہوگا۔ اور وہ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کریگا۔ اور خدا کے مکر غالب آتے ہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا کہ ان مکروں کے بعد خدا حق کو ظاہر کر دیگا۔ اور فتح عظیم ہوگی۔ سو لیکھ ام کے واقعہ کو کھانسنے فتح عظیم کر کے دکھلایا۔ اور پھر خدا کے یہ کسی قدر میں نہ تھا کہ ایسے مکر کے انجام کی خبر دیتا اور غلبہ کی بشارت دیتا۔ !

دوسری پیشگوئی لیکھ لم کے بار میں ہے جسکی نسبت براہین کے انہیں الہامات میں اشارہ ہے۔ اور براہین احمدیہ میں عیسائیوں کے مکر کے بعد یہ الہام لکھا ہے الفتنۃ کھٹنا فاصبر کما صبر اولو العزم یعنی جب وہ مکر کریں گے تو ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا اور ملک میں

ہل کی حمایت میں شور مچا بیگا۔ اور صادق کو کاذب ٹھہرا دیا بیگا۔ ۱۔ دکانداروں کو حق بجانب سمجھانے
اب آؤ نکھون والو! اس قدر سچائی کا خون کر کے جہنم کی آگ میں مت پڑو۔ دیکھو کس قدر عظمت اس پیشگوئی
میں ہے کہ بارہ برس پہلے اس کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا گیا ہو۔ ۱۔ اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے بھی ایک اثر منقول ہو کہ عیسائیوں نے جھگڑا ہو گا تب زمین سے آواز آئیگی کہ آل عیسیٰ حق
پر ہو ادا سمانے آواز آئیگی کہ آل محمد حق پر ہے۔ اس پر کہو کہ ابھی تک آواز آئی یا نہیں؟ اگر تم شرارت
میں بڑھو گے تو وہ اپنی قدرت غائی میں بڑھ بیگا۔ کیا کوئی ہو جو اس کو تھکا سکے؟ ۹۔

اب ہم لیکھرام کی پیشگوئی کو مفصل طور پر معاملاً عبارات ان کتابوں کے ابجد مروج
کرتے ہیں جن میں یہ پیشگوئی موجود ہے اور ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا خوف کر کے ان
مقامات کو غور سے پڑھیں اور پھر سوچیں کہ کیا یہ انسان کا کام ہو یا اُس خدا کا جو زمین و آسمان کا
مالک اور تمام طاقتوں کا خداوند ہے۔ یاد رہے کہ جن کتابوں کی ذیل میں عبارتیں لکھی جاتی ہیں وہ تمام
عبارتیں ابجد معینہ صبح کی گئی ہیں۔ ایک طرف کی زیادتی یا کمی نہیں نہیں یہ بات شک کہ پیشگوئی کے
سر پر کی وہ غزل جسکی ابتدا میں یہ مصرع ہے عجب فیست دستان محمد۔ اُسکے نیچے جو پیشگوئی کے
دکھانے کے لئے ماتمہ بنایا گیا تھا وہ ماتمہ بھی بعینہ اُسی موقع پر لگا دیا ہوتا اس سالہ کے پڑھنے والے
بکلی اُس تسنن مشہرہ پر مطلع ہو جائیں جو لیکھرام کے مرثیہ چار برس پہلے اسکی موت کیلئے لکھنا چاہتا
تھا اب ایسا ہر ایک شہر میں یہ کتابیں مل سکتی ہیں۔ اور کئی برسوں پہلے پنجاب اور ہندوستان میں شائع
ہو رہی ہیں جس کا جی چاہے اہل کتابوں میں دیکھ لے۔

ابجد ایک ضروری بات جو یاد رکھنے کے لائق ہے اور جو ہمارے اس کتاب کی روح
اور علت غائی ہے وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی ایک بڑا مقصد کے ظاہر کرنے کے لئے لکھی گئی تھی یعنی اس
بات کا ثبوت دینے کیلئے کہ آریہ مذہب بالکل ہل اور وید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور
ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی
اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ اور یہی بار بار لکھا گیا تھا اور اسی مقصد کے پورا

کر نیکے لئے دُعائیں گئی تھیں۔ سو اس شکیوٹی کو نرمی آپس شکیوٹی خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندون اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے۔ کچھ مدت سے ہندوؤں میں تیزی بڑھ گئی تھی۔ خاص کر کے یہ لیکھرام نوکویا اس بات پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا کہ خدا بھی ہے۔ سو خدا نے ان کو گھوکھکتا بنا دیا۔ انہوں نے دکھایا۔ چاہیے کہ ہر ایک شخص اس سے عبرت پکڑے جو شخص خدا کے مقدس نبیوں کی بات میں زبان کھولتا ہو کبھی اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔

لیکھرام اپنی موت سے آریوں کو ہمیشہ کی بہرت کا سبق دے گیا ہے۔ چاہیے کہ ان شرارتوں سے دست بردار ہوں جو دیا مند نے ملک میں پھیلائی ہیں اور نرمی اور لطافت اور سچی محبت اور تعظیم کیساتھ اسلام سے برتاؤ کریں۔ آئندہ انہیں اختیار ہو بعض احمق جو مسلمان کہلا کر آریوں کی طرف جھکے تھے اب ان کی توبہ کا وقت ہے انہیں دیکھنا چاہیے کہ اسلام کا خدا کیسا غالب ہے؟ آریوں کو اس شکیوٹی کی بدقت بذلیہ چھپے ہوئے شہاروں کے اطلاع دینی تھی کہ اگر تمہارا دین سچا ہے اور اسلام ہل تو اس کی ہی نشانی ہو کہ اس شکیوٹیکے اثر سے اپنے کیل لیکھرام کو بچا لو اور جہانگ ٹکن ہو اس کے لئے دُعائیں کرو اور دُعائوں کیلئے مہلت بہت تھی۔ لیکن خدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل سکے۔ یقیناً بھنا چاہیے کہ جو چھری لیکھرام پر چلائی گئی یہ وہی چھری تھی جو وہ کئی برس تک ہمارے دھولی اصل اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں چلاتا رہا۔ پس وہی زبان کی تیزی چھری کی شکل میں ہل ہو کر اس کے پیٹ میں گھس گئی۔ جب تک آسمان پر چھری نہ چلے زمین پر ہرگز چل نہیں سکتی۔ لوگ سمجھتے ہو گئے کہ لیکھرام اب ما گیا۔ لیکن میں تو اس وقت سے مقول سمجھتا تھا جب سیکر پاس ایک فرشتہ غنی شکل میں آیا اور اُس نے پوچھا کہ ”لیکھرام کہاں ہے“ چنانچہ یہ سب مضمون ان شکیوٹیوں میں پڑھو گے

جہذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

اول (استہار بیٹل فروری ۱۸۸۶ء میں پنڈت لیکھرام کی نسبت صرف اس قدر منہ میں شکیوٹی ہے) کہ لیکھرام صاحب شوری کی قضاوت دروید کے متعلق غالباً اس سال میں بقیہ وقت و تاریخ کچھ تحریر ہو گا۔ اگر کسی حساب پر کوئی ایسی شکیوٹی شاق گذرے تو وہ بجا میں

کہ یکم رجب ۱۸۶۱ء سے یا اُس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو چیکر ٹیک
وہ ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے جھکو اطلاع دین تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں
اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل زاری سمجھ کر کیا کہ اس پر مطلع نہ کیا جا۔ اور سیکو
اُس کے وقت ظہر سے سفر نہ دیکھا۔ پھر بعد اسکے پنڈت لیکھرام کا کارٹھ ہو چکا کہ میں اجازت دیتا ہوں
کہ میری موٹی نسبت پیشگوئی کی جائے مگر سعاد مقرر ہونی چاہیے۔ پھر بعد اس کے مفصلہ ذیل
الہامات ہوئے۔

دوم۔ الہام مندرجہ رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری
وعدنی رتی واستجاب دعائی فی رجل مُفسدٍ عن اللہ ورسولہ المسی لیکہما
الغشاوری والخبرنی انہ من الہا لکین۔ انہ کان یسب نبی اللہ ویکلم فی
شانہ بکلمات خبیثہ۔ فدعوت علیہ۔ فبشر فی رتی بموت فی سنتہ سنتہ
ان فی ذالک لایۃ للطالبین۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ایک دشمن اللہ اور رسول کے
بار میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان نکالتا ہی اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہو جس کا نام لیکھرام
ہو مجھے و عدنی دیا اور میری دعائیں اور جب میں نے پسر بد دُعائی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ
چھ سال کے اندر ہلاک ہو جاگا۔ یہ انکے لئے نشان ہو جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔
سوم۔ الہام مندرجہ شہادتہ فروردی ۱۸۹۳ء شمولہ کتاب آئینہ کمالات اسلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجب بیست و جان محمد	عجب علمت دکان محمد	زطلعت آمد بخ شوقنا	کہ گرد از جان محمد
عجب نام دل آن کسان	کہ روتا بندہ ز خان محمد	نا نم بیچ نفسے درد و	کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا زان سینہ بیزار سے بد	کہ ہست از کینہ داران محمد	خدا تو سوزان کنم ذی	کہ باشد از وعدان محمد
اگر خواہی نجات از تنی نس	بیاد و ذیلستان محمد	اگر خواہی کہ حق گویشت	بشواز دل شانخوان محمد
اگر خواہی دلچسپا عشق باش	محمد بہت بران محمد	سر دامن فدائا خاک احمد	دلہم ہر وقت قربان محمد

گیسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	نثار کو تاجان محمد	دین درگشتم ہر نیکو	تا ہم روزیوان محمد
بکار دین ترسم پنجہ ہانے	کہ دارم رنگ لیان محمد	بے سہل ست ہنڈ نیلین	بیاد حسن بلخان محمد
فدا شد ہر شہر و قلعہ من	کہ ہم حسن پہان محمد	وگر استادانے نالغ	کہ خواندم درد بتان محمد
بدیگر دلبر سے کار کھارم	کہ بہتہ کشتہ آن محمد	مرا آن گوشہ چشمے بایہ	نخواہم جز گلستان محمد
دل زارم بہ پہلویم چشمہ	کہ بہتیش بدمان محمد	مرا آن شمع زہرہ قافلم	کہ دارد جاپرتان محمد
تو جان نامور کردی نسوختی	فدایت ساجد اجمان محمد	دینا گرد ہم جادین	نہا شد نیز ثیان محمد
چہ بہت ہا بداندین چہارا	کہ ناید کن میدان محمد	الا ای دشمن نادان پیراہ	تیرس نیتخ بزران محمد
رہ مولی کہ گم کند محرم	بجو در آل انوان محمد	الا ای منکر از نشان محمد	ہم نہ نور نمایان محمد

بیان گز غلمان محمد

کرامت گرچہ بے نام نشان است



لیکھرام پشاور کی نسبت ایک تشکیوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشد تہار ۱۲ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کیساتھ شامل کیا گیا تھا انہیں من مراد آبادی اور لیکھرام پشاور کی اس بائنی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو انکی قضاء قدر کی نسبت بعض تشکیوئی شائع کی جائیں۔ سو اس ہشتہا کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلی سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو تشکیوئی چاہو شائع کرو دو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو انکی نسبت جب تو جو تشکیوئی تو اقبل شائع کی طرف سے یہ الہام ہوا

عَلَّ جَسَدُ لَہُ خُوَارِ لَہُ نَضْبُ وَعَذَابُ

یعنی یہ صرف ایک بیان گو سالہ ہو چکے اندر سے ایک کردہ تو انکل رہی ہے۔ اور انکل کے لئے

ان گستاخوں اور بد زبانوں کے عوض میں سزا اور سزا اور عذاب مقدم ہے جو ضرور اس کو ملے گا اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۹۸۹ء کو دوشنبہ ہو اس عذاب کا وقت معلوم کر نیکی کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے ہم پر ظاہر کیا کہ ابھی تک تاریخ سے جو بین فروری ۱۹۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بد زبانوں کی سزائیں یعنی اُن سب سے اوپر نیکی سزائیں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور مسیحائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں باجی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفوں سے نہ لالا اور غارق عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کیلئے میں طیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رستہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے اور بلوچو میرا اس اقرار کرے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسولانوں سے برعکس رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا کہوں۔

دافع رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیان کی ہیں چنگے تصور سے بھی بدن کا پتا ہے۔ اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو اُن کتابوں کو سننے اور اُن کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ ہاں ہم دشمنی و خیرگی شخص سخت جہاں ہے عربی سے ذرہ سن نہیں۔ بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس علما نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی جس کا یہ جواب ملے۔ اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کیلئے بھی نشان ہے کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور اُن کے دل نرم ہوتے۔ اب میں اُسی محمد مہدیؑ کے نام ختم کرتا ہوں جس کے نام سے شروع کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب والصلوة والسلام علی رسولنا محمد بن المصطفیٰ افضل الرسل وخیر الوالی سیدنا و سید کل صافی الارض والسماء کا سیدنا محمد بن احمد از قادیان ضلع کوہا پورہ (۱۹۹۳ء فروری)۔

اب آریوں کو چاہیے کہ سب ملکر دعا کریں کہ یہ عذاب اُن کے اس کیل سے تلبائے۔

چہارم جواب اعتراض مندرجہ ثانی پیر بکات، الدعاء منہ خبر منہ جہا شیہ منہ ثانی پیر

نمونہ دُعائے مُستجاب

انیس ہند میرٹھ اور ہماری پیشگوئی پر اعتراض

اس اخبار کا پیرچہ ملاحظہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء جبین میرٹھ کی پیشگوئی کی نسبت جو لیکچر پٹاھی کے بایرین سینے شائع کی تھی کہ کچھ نہ چینی ہے جھکولا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اخباروں پر بھی یہ کلمہ الحق شاق گندا ہے۔ اور حقیقت میں میرٹھ نے خوشی کا مقام ہے کہ یوں خود مخالفوں کے ہاتھوں اسکی شہرت اور اشاعت ہو رہی ہے۔ سو میں اسوقت اس لمحہ چینی کے جواب میں عرض اس قدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ جس طور اور طریق سے خدا تعالیٰ نے چاہا اسی طور سے کیا میرٹھ اس میں غفل نہیں۔ ہاں یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی مفید نہیں ہوگی اور اس میں تباہات باقی رہ جائیں گی اس اعتراض کی نسبت میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہو۔ میں اس بات کا خود اقرار ہی ہوں ادب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ مترفعون نے خیال فرمایا ہے پیشگوئی کا حاصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی منصوص نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک کرا اور فریب ہوگا۔ کہونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی غالی نہیں۔ ہم سب کبھی نہ کسی بیمار ہو جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں بلاشبہ اس سزا کے لائق ٹھہرے گا جس کا ذکر پینے کیا ہے۔ لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جبین قہر الہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئی کی ذاتی عظمت اور عظمت دونوں کے مقرر کرنے کی محتاج نہیں۔ اسباب میں تو نازلہ غلب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے۔ پھر اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کیساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلچسپ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اس وقت تمام تختہ چینان جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہوجاتی ہیں کہ نصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کیساتھ اپنی رائے کو جمع کرتے ہیں۔ سارے

اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت میں ہیں۔ اگر میری طرف سے بیاہ اس بیٹی کو تو میں صرف اس قدر کہ میں صرف یا وہ گونی کی طرح پر چند ہتھالی چار یونٹوں میں رکھ کر اور اس کے کام لیکر یہ بیٹی کو شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ بیٹی کوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے۔ کہ نہیں ان کا کوئی بیٹا پر میری نسبت کوئی بیٹی کوئی کر دے۔ بلکہ میں رہتی ہوں کہ بچائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حقیقین میں عموماً مقرر کی ہے وہ میرے لئے دن برس لکھ دے۔ لیکن ہر ام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی پیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے۔ اور اس طرح کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرضہ اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے۔ پھر باوجود اس کے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائیگا کہ کونسی بات انسانی طرف سے ہو اور کونسی بات خدا تعالیٰ کی طرف سے۔

اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی بیٹی کو تو اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی قمر ہے جو اکثر لوگ مونہہ سے بول دیا کرتے ہیں۔ میری دانست میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کرنے کے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہو کہ شاید اس کی تطہیر پہلے زمانوں میں کوئی بھی لے سکے۔ ہاں سن مانہ سے کوئی فریب اور مکر مخفی نہیں رہ سکتا۔ مگر یہ تو راستبازوں کے لئے اور بھی خوشی کا معاملہ ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سچ میں فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دودھ کر سچائی کو قبول کر لیتا ہے۔ اور سچائی میں کچھ ایسی شش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کر لیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ صدائے نئی باتوں کو قبول کرنا جاتا ہے جو لوگوں کے باپ دادا کو قبول نہیں کی تھیں۔ اگر زمانہ صداقتوں کا پیاسا نہیں تو پھر کمرون ایک عظیم الشان انقلاب ایمین شروع ہے۔ زمانہ بیشک حقیقی صداقتوں کا دوست ہو نہ دشمن۔ اور یہ کہنا کہ زمانہ غفلت ہے اور سیدھے سادھے لوگوں کا وقت گزر گیا ہو۔ یہ دوسرے لفظوں میں زمانہ کی مذمت ہے۔ گویا یہ زمانہ ایک ایسا بدن زمانہ ہے کہ سچا سچ واقعی طور پر سچائی پا کر پھر اس کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن میں ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کر نیوالے اور مجھے فائدہ اٹھانے والے

وہی لوگ ہیں جو نو تعلیم یافتہ ہیں جو بعض انہن سے بی اے اور ایم اے تک پہنچے ہوئے ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہ نو تعلیم یافتہ لوگوں کا گروہ صدائق و کھڑے شوق سے قبول کر جاتا ہے۔ اور صرف اس قدر نہیں بلکہ ایک نو مسلم اور تعلیم یافتہ یوٹھین انگریزوں کا گروہ جنکی سکونت مدراس کے احاطہ میں ہو ہماری جماعت میں شامل اور تمام صدائق و پیروکارین رکھتے ہیں۔

اب میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے وہ تمام باتیں کہہ دی ہیں جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجھنے کیلئے کافی ہیں۔ آریوں کا اختیار جو کہ میرا اس ضمن میں بھی اپنی طرف سے جملہ چاہیں حاشیہ پر رہا میں مجھے اس بات پر کچھ بھی نظر نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس وقت اس ٹیگور کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونوں برابر ہیں۔ اگر یہ خدا تعالیٰ کی گھڑی سے ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ اسی کی طرف سے ہر تضرع و ہت نامک نشان کیساتھ اس کا وقوع ہوا اور وہ تو ہوا دیگا۔ اور اگر اس کی طرف سے نہیں تو پھر میری ذات ظاہر ہوگی اور اگر میری سوقت رکھا۔ تاویلین کروں گا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔ وہ ہی قدیم اور وہ پاک قدوس جو تمام غذیات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہو وہ کا ذب کو بھی غرض نہیں دیتا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ لیکچر میں مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا تو میں سے یاد کیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی دنیا میں عزت ظاہر کرے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

لیکچر ام پشاور کی نسبت ایک اور خبر (من بعد ایشیائی نیشنل پریکٹس)

آج جو ۲۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۲ ماہ رمضان سال ۱۴۱۴ھ کی رات تھی غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اتنے میں ایک شخص قوی شکل میں نکلا اور اس کے چہرے پر مسخوں پکڑے ہوئے تھے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شامل کا شخص ہے گویا انسان نہیں بلکہ شدا و غلاطیس سے ہے۔ اور اس کی ہیئت وادب ظاہری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکچر کون کہاں ہے؟ اور کیا اس شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے۔ تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکچر ام اور اس کے ساتھ شخص کی سزا دی کیلئے ماسٹر کیا گیا ہے مگر جو معلوم نہیں بلکہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ مان یہ تعلیمی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص انھیں چند آدمیوں سے تھا جن کی نسبت میں ہمتا رہا دیکھا ہوں اور یہ یکیشہ کا دن اور ہم سب کے صبح کا وقت تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۷ لیکھرام کی نسبت اریونکے خیالات اسکے قتل کے جاننے کے بعد

اخبار عام مطبوعہ چہار شنبہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء میں میری نسبت اشارہ کر کے یہ لکھا ہوا کہ ایک
 عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی در عرصہ ایک سال شہر کی گئی تھی، اور اخباروں
 میں اسکی چرچا تھی۔ اور خدا نخواستہ اُن ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا (یعنی
 قتل کا واقعہ) جس کا خمیازہ لیکھراج صاحب کو بھگتنا پڑا ہے تب اور صورت تھی، اب ہر ایک سمجھتا
 ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی اس تقریر کا کیا مطلب ہو۔ بیس ہی مطلب ہو کہ اگر ڈپٹی اتم صاحب قتل
 ہو جاتے تو ایڈیٹر صاحب کے خیال میں گورنمنٹ کو پیشگوئی کر نیوالے کی نسبت فی الفور توجہ پیدا
 ہوتی اور وہ تفتیش ہوتی جو اب نہیں ہے۔ غالباً اس تقریر سے ایڈیٹر صاحب کی کوئی نہایت
 نیک ہوگی۔ مگر چونکہ وہ ایک سطحی خیال اور خلاف واقعہ سمجھ کا ایک داغ ساتھ رکھتی ہو اسلئے
 افسوس کی جگہ ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اتم کی نسبت پیشگوئی پوری
 نہیں ہوئی۔ لیکن ہم مختصر طور پر یاد دلاتے ہیں کہ وہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔
 اتم صاحب میرے ایک پورا نے ملاقاتی تھے۔ انھوں نے ایک مرتبہ نیا فی اور ایک خاص رقوم کے
 ذریعہ سے بھی الحاح کیا تھا کہ اگر میری نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ سچی نکلی تو میں کسی قدر اپنی
 اصلاح کروں گا۔ سو خدا نے انکی نسبت یہ پیشگوئی ظاہر کی کہ وہ چندہ مہینے کے عرصہ میں باوہ
 میں گریگے ٹر اس شرط سے کہ اس عرصہ میں چھکی طرف انھوں نے رجوع نہ کیا ہو۔ پس چونکہ خدا
 کی پیشگوئی میں ایک شرط تھی اور اتم صاحب خوفناک ہو کر اس شرط کے پابند ہو گئے تھے پس
 ضرور تھا کہ وہ اُس شرط سے فائدہ اٹھاتے۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا کی شرط پر کوئی عمل کر کے پھر
 اس سے نفع نہ اٹھائے۔ لہذا شرط کی تاثیر سے انکی موت میں کسی قدر تاخیر ہو گئی۔ اگر کہو کہ اس کا کیا ثبوت
 ہے کہ دل میں انھوں نے اسلام کی طرف رجوع کر لیا تھا یا اپنی اسلامی پیشگوئی کا خوف غالب آ گیا تھا
 تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب خدا نے مجھے اطلاع دی کہ اتم نے شرط سے فائدہ اٹھایا ہے اور اسکی
 موت میں ہنسنے کچھ تاخیر ڈال دی تو جتنے اتم صاحب کو چار ہزار روپیہ کے انعام پر قسم کھائی تھے لڑکھایا
 کہ اگر وہ اس شرط کی طرف رجوع نہیں کیا یا اسلامی ہدیت انکے دل پر طاری نہیں ہوئی تو پھر

کہ یہ ان میں اگر قسم کھائیں۔ یا اگر قسم نہیں تو نالاش کر کے اپنے اس خوف کے وجہ کو جو کچھ انکو قرار ہے بپایہ اثبات پہنچا دیں۔ مگر انھوں نے نہ قسم کھانی نہ نالاش کی بوجہ دیکھ انکو ٹھا اقرار تھا کہ میں میعاد پیشگوئی کے اندر ڈرتا رہا۔ مگر اسلامی ہیبت سے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ سانپ اور حملوں وغیرہ سے اور چونکہ وہ خوف کو چھپانے کے اسلئے یہ بہانے بنائے اور ثبوت کچھ نہ دیا اور اسی وجہ سے انکو قسم کی طرف بلایا گیا تھا۔ تا اگر وہ سچے ہیں تو قسم کھالیں۔ مگر باوجود چار ہزار روپے نقد دینے کے قسم نہ کھائی۔ نہ نالاش سے اپنے ان بہتانوں کو ثابت کیا۔ یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو گئے میر سید الہام میں یہ بھی تھا کہ اگر آتمہ سچی گوہی نہیں دیگا اور نہ قسم کھائیگا تب بھی اصرار ہے **بعد جلد مرے گا۔** چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آتمہ صاحب پیر آخری ہشتہار سے سات **پہینے** کے اندر مر گئے۔ اور عجیب تریہ کہ اُسکے اس تمام قصہ کی بارہ برس قبل از وقوعہ بلالین کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۴ براہین احمدیہ۔ پھر ایسی صفا اور روشن پیشگوئی کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ پورے نہیں ہوئی کس قدر انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیا آتمہ صاحب کی اس پیشگوئی میں کوئی شرط نہیں تھی؟ اور اگر تھی تو کیا آتمہ صاحب نے اپنے اقوال اور افعال سے اُس شرط کا پورا ہونا ثابت نہیں کیا؟ کیا آتمہ صاحب میر اس الزام کو قبر میں ساتھ نہیں لے گئے کہ انھوں نے خوف کا اقرار کر کے پھر یہ ثابت کر کے نہ دکھلایا کہ وہ خوف کسی تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ حملوں کی وجہ سے تھا نہ اسلامی پیشگوئی کے رعب کی وجہ سے۔ وہ ہمیشہ مبہاشات کرتے تھے مگر پیشگوئی کے بعد ایسے چپ ہو کر چپ ہونے کی حالتیں ہی گذر گئے۔

پس پیشگوئی تین طرز سے پوری ہوئی **اول** اپنی شرط کی رو سے کہ شرط پر عمل کرنے سے اُس کا فائدہ آتمہ کو دیا گیا۔ **دوم** انھوں نے شہادت کے بعد جو وعدہ موت تھا اس وعدہ کے رو سے۔ **سوم** براہین احمدیہ کے اس الہام کے رو سے جو اس واقعہ سے بارہ برس پہلے ہو چکا تھا۔ اب سوچو کہ اس سے بڑھ کر اگر کسی پیشگوئیں صفا فی ہوگی تو اور کیا ہوگی۔ اگر کوئی سچائی کو چھوڑ کر باتیں بناوے تو ہم اس کا مونہہ بند نہیں کر سکتے۔ لیکن آتمہ کی نسبت جو الہام کے الفاظ ہیں وہ ایسے صاف ہیں کہ ایک حق کے طالب کو بجز انکے ماننے کی کچھ بن نہیں پڑتا۔ اور براہین احمدیہ کا الہام جو آتمہ صاحب کی نسبت ہو جو بارہ برس پہلے اس پیشگوئی سے تقریباً تمام اسلامی دنیا میں شائع ہو چکا ہے اس پر غور کرینا اسے تو سجدہ میں کر گئے

کہ کبسا عالم الغیب خداست جس نے پہلے سے ان تمام آئندہ واقعات اور جھگڑوں کی خبر دیدی۔
 چونکہ انہیں دُنیا کو آجکل اُس برتر ہستی پر ایمان نہیں ہے اس لئے اُنکے خیالات نسبت
 اسکے کہ نیک ظنی کی طرف جائیں بد ظنی کی طرف زیادہ جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلطی ہے اور گورنمنٹ
 نے لیکچر ام کے مقدمہ میں سستی کی ہے اور اتم کے مقدمہ میں اگر وہ قتل ہو جاتا تو سستی بخوشی ہو
 کہتے ہیں کہ بیشک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کو دو نوں انجھو کی طرت بربر
 دیکھے۔ کسی کی رعایت بخیرے جیسا کہ فی الواقعہ یہ عادل گورنمنٹ ایسا ہی کر رہی ہے۔ لیکن
 میں پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی گورنمنٹ خدا سے بھی ترس سکتی ہے۔ بیشک گورنمنٹ کا فرض ہے کہ
 کسی نابکار کوئی کو پکڑے اسکو پھانسی دے اور بدتر سے بدتر سزا کیساتھ اسکو تہیہ کرتا ہو
 جرت پختین اور ملک میں امن قائم رہے۔ اگر اتم قتل ہو جاتا تو بیشک وہ شخص پھانسی ملتا جو اتم
 کا قاتل ہوتا۔ اسی طرح جب ثابت ہو گا کہ لیکچر ام کا فلان شخص قاتل ہے اور وہ گرفتار ہو گا تو ایسا ہی
 وہ بھی پھانسی ملے گا۔ گورنمنٹ کا امین کیا قصور ہے؟ اور کونسی سستی؟ کس قاتل کو آریہ جٹا کس پوت
 کیساتھ گرفتار کرنا چاہتے ہیں جسکے پکڑ نہیں گورنمنٹ متاثر ہے؟ لیکن گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیں
 چل نہیں سکتی۔ جج گورنمنٹ اسکی طرف توجہ کریں سید دان پیشگوئیوں کو آسمانی اور بے لوث اور پاک
 پائیک۔ آخر یہ گورنمنٹ اہل کتاب ہو اور اُس خدا سے منکر نہیں ہے جو پوشیدہ مجید دیکھ جاتا ہے۔ اور
 آئندہ لے زمانہ کی ایسے طور سے خبر دیکھنا ہو گا کہ زیادہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور
 عید کے دو مردوں کا پتہ دینا، اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال
 تو ان قیدوں کیساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہو۔ کیا دور دراز غرض سے ایسی میم خبریں
 دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اسکی دُنیا میں کوئی لطیف پیش گو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیے کہ اس
 ملک میں اہل اسکے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہو جو قصور
 اور گہائیوں کی طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہو کہ آسمان زمین سے نزدیک
 ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اسکی تعمیر نہیں!

یہ بھی ظاہر کر دنا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خطا میرے پاس پہونچے
 ہیں جن میں بعض آریہ صاحبوں کی جوشون اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہو سیکر پاس وہ خط بجا خلعت
 موجود ہیں اور اسجگہ کے بعض آریہ کو پتہ وہ خط دکھلا دیئے ہیں چنانچہ ایک خط جو گوجرانولہ سے

ایک معزز اور شہسوار کچھ کو روک چکا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ وہ آجکلہ دو دن تک جلسہ ماتم لکھنؤ میں تھا اور قاتل کے گرفت رکندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دوسواکے لٹو جو نشان دہی کرے۔ اور خانہ جاٹ ناکا ہے کہ ایک غینہ نہیں آپ کے قتل کیلئے منعقد ہوئی ہے ۷۸ اسکاں انجن کے محبر قریب قریب شہرون کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، رٹالہ اور خاص گوجرانوالہ کے پرنس) متعجب ہوئے ہیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کر کسی شیر طامع کو اس قلم کیلئے مامور کریں تا وہ موقعہ پا کر قتل کر دے اور چنانچہ وہ ہزار روپیہ ایک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہرون اور دیہات سے وصول کیا جائیگا۔ پھر بعد اسکے صاحب راقم لکھتے ہیں کہ اگرچہ آپ قتل حقیقی کی حمایت میں ہیں تاہم رعایت اسباب ضروری ہے۔ اور دیگر نزدیک ایسے دو تین شہریوں سے بھی پرہیز لازم ہے۔ کیونکہ وہ طامع اور بد باطن ہیں۔ کچھ تعجب نہیں کہ وہ بظاہر رعیت میں داخل ہو کر آریہ نژاد طبع دہی سے اس قلم کیلئے جرات کریں۔ پھر صاحب راقم لکھتے ہیں کہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شور و قتل کے سرگرم اس شہر کے بعض وکیل اور چند عہدہ دار سرکاری اور بعض آریہ نہیں سر کر رہے ہیں۔ قندہ بچے خبر ہو چکی ہے میں نے عرض کر دیا واللہ اعلم۔ اور اسکی مصدق ایک خط شداد خان سے آدھ کٹی آدھ بگ سے پہنچے ہیں اور مضمون قریب قریب ہے۔ یہ سب خط محفوظ ہیں۔ اور جس آریہ کو بعض آریہ صاحب جو مجھے اخبار نے ظاہر کیا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ ایسے جوش کی وقت یہ نیالائے ہیں ہیں۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار پنجاب سماچار لاہور میں میری نسبت یہ چند سطرین لکھیں ہیں۔ "ایک حضرت نے شاید اپنی مصنفہ کتاب موعود مسیحی میں یہ پیشگوئی بھی کی کہ پندرہ ایک ہزار سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالتیں مرے گا۔ پیشگوئی اب قریب تھی کیونکہ غالباً ۱۹۱۸ء چھٹا سال تھا اور ۱۹۱۹ء چھٹا سال تھا۔ آج ہی عید چھٹے سال کی تھی۔ علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پندرہ کو مارڈالینگے۔ اور مزید بیان یہ کہ پندرہ اس عرصہ میں اور فلاں دن میں ایک دردناک حالتیں مرے گا۔

ابراہیم احمدی کا وہ اہم ایسی یا علیہ الہی متوفیات جو مشہور ہیں اس کے اس وقت خوب سے کھلی گئی یا اہم حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور سلی ہوا تھا جب وہ آٹھ مصلوب کر کے لٹو کو نشان دہی تھے۔ اور آجکلہ جاری یہود ہندو کو شش کر رہے ہیں۔ اور اہم کے معنی میں کہ میں تجھے لٹو لٹو تو توں سے بچاؤں گا۔ یہ کھواس واقعہ نے عیسیٰ کی نام لاس عاجز پر کیسے چپان کر دیا ہے۔ منظر

۷۸ یہی خبر لاہور لاہور میں بھی لکھی ہے۔ منہ

کیا آریہ دھرم کے اس مخالف اور چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو (یعنی اس عاجز کو) اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے؟ اس اخبار دہلے نے اور ایسا ہی دوسروں نے اس پیکیوٹی سے نتیجہ نکالا ہو کہ یہ ایک منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے طور پر پیش ہو گیا۔ جیسا کہ وہ اسی اخبار کے دوسرے صفحہ میں لکھا ہے کہ "دیہ قتل کئی ایک شخص کی مدت کی سوچی ادا ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے" ہم اس بات کو خود مانتے اور قبول کرتے ہیں کہ پیشگوئی کی تشریح میں بار بار تفسیر الہی سے یہی لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور میں آئے گی۔ اور نیز یہ کہ یکہرام کی موت کسی یا ایسے نہیں ہوگی۔ بلکہ خدا کی ایسے کو اس پر مسلط کریگا جسکی آنکھوں سے خون نکلتا ہوگا۔ مگر چونکہ اب سا پورا دھرم پانچ سو ۱۸۹۰ء میں الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہے یہ اسکی غلطی ہے۔ الہام کی عبارت یہ ہو مستعارف یوم العید واللعید اقرب یعنی تو اس شان سکے دن کو جو عید کی مانند ہے پہچان لے گا۔ اور جو اس شان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ عید جمعہ کو ہوئی اور مشہدہ کہ جو شوال ۱۳۱۲ھ کی دوسری تاریخ تھی لیکہرام قتل ہو گیا۔

یہ اس تمام پیکیوٹی کا جمل پہ ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہوگا جو چھ سال کے اندر وقوع میں آئے گا۔ اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنی دوسری شوال کی ہوگی۔

اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتلائی گئی۔ دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا۔ اس حادثہ کا وقوعہ ہیبت ناک طرز سے ظہور میں آتا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات اور کائنات میں کھینچ کر دکھلایا گیا۔ کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہو سکتا ہے کہ چھ برس پہلے ایسے عجیب و غریب پیش گوئی کے ساتھ خبر دیدے اور وہ خبر پوری ہو جائے۔ تو ریت گواہی دیتی ہے کہ جو دیکھے ہی کی چٹکی کی کہی ہو پوری نہیں ہو سکتی۔ خدا اُسکے مقابل پر کھڑا ہوتا ہے تا دنیا تباہ نہ ہو جیسا کہ لیکہرام نے یہی ایک ٹیڑھی چالاکی سے انجمن دنوں میں میری نسبت یہ اسٹہ تہا دیا تھا کہ تم تین برس عرصہ تک مر جاؤ گے۔ پس کیوں وہ کسی قاتل سے سازش نہ کر سکا تا اسکی بات پوری ہوتی۔

ایک اور بات سوچنے کے لائق ہے کہ یہ بدگمانی کی اُنکے کسی مرید نے دے دیا ہوگا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مریدوں کا مرشد کیسا اتنا ایک نازک تعلق ہوتا ہے اور اعتقاد کی بنا تقویٰ اور طہارت اور نیکو کاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مرید ہوتے وہ اسی نیت سے مرید ہوتے ہیں کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ شخص با خدا ہو اسکی

دل میں کوئی فریب اور فساد کی بات نہیں۔ پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ کسی کی موت کی جھوٹی پیشگوئی اپنی طرف سے بناتا ہے اور پھر جب اسکی میعاد ختم ہونی پہنچتی ہے تو کسی مرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزت بکھلے اور اسنے گلے میں رنہ ڈال اور مجھے سچا کر کے دکھلا۔ اب میں منصفوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے پلیدار لعنتی انسان کا یہ چال اپلین دیکھ کر اور یہ شیطانی منصوبہ سن کر کوئی مرید اسکا مستعد رہ سکتا ہو کیا وہ مرشد کو ایک بدکار ملعون اور فاسق فاجر خیال نہیں کریگا؟ اور کیا وہ اسکو نہیں کہے گا کہ اسی بدکار ہمارے ایمان کو خراب کر نیوالے کہا تیری پیشگوئی کی صلیت یہی تھی۔ کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھوٹے تو بولے اور رنہ دوہرتے کے گلے میں پڑے اور اسطرح تیری پیشگوئی پوری ہو۔

جستہ دنیا میں نبی اور مرسل گندے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص اُنکے مریدوں میں اسحائین داخل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہو گا جبکہ انکو مکار اور صوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بدظنی سے اس میں فرق آجاتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ اپنے مریدوں کی جماعت میں دیکھا کہ بعض انہیں سے صرف اسوجہ سے میری نسبت شبہ میں پڑ گئے کہ میں نے ایک ضد بیماری سے جسکی انھیں اطلاع نہیں تھی نماز کے قعدہ التحیات میں دہننے پریر کو کھڑا نہیں رکھا تھا۔ اتنی بات میں دو آدمی باتیں بنانے لگے اور شبہات میں پڑ گئے کہ یہ خلاف سنت ہے۔ ایک تہ چائو کی پیالی بائیں ہاتھ سے سینے پکڑی کیونکہ میرے دہننے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی اور کمزور ہے۔ اسی پر بعض نے نکتہ چینی کی کہ خلاف سنت ہے۔ اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض نو مرید ادنیٰ ادنیٰ باتوں اپنی نا فہمی سے ابتلا میں پڑ جاتے ہیں۔ اور انی ادنیٰ خاگی امور تک نکتہ چینیان شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کو بھی اسطرح تکلیف دیتے تھے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اُسکے پیروہر ایک انسان کے قول و فعل کو مستباز می اور تقویٰ کے پیمانہ سے ناپتے ہیں۔ اور اگر اُسکے مخالف پاتے ہیں تو پھر فی القدر اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔

سوسو چہا چاہیے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے لوگ اس بد معاش شخص کیساتھ دفا گوین جہ کا تمام کاروبار کروں اور منصوبہ بنائے بھرا ہوا ہے اور لوگوں کو ناحق کے خون کر نیکے نو مامور

کرنا چاہتا ہے تا اس کا تک نہ کٹے اور پیشگوئی پوری ہو۔ کوئی انسان عہد اپنے ایمان کو برباد کرنا نہیں چاہتا پھر اگر ایسی سازش میں بغرض محال کوئی مُرید شریک ہو تو تمام مُرید و غیرین یہ بات کیونکر پوشیدہ رکھ سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہماری جماعت میں بڑے بڑے معزز و اہل بین۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ اور تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر اور کسٹرس اسٹنٹ اور بزرگ بڑے تاجر۔ اور ایک جماعت علمی و فضلا۔ تو کیا یتیم بچوں اور بد معاشرہ کا گروہ ہی ہمارے ہاں بکند کہتے ہیں کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ کہاں ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مُرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے اُسکو لیکر ہمارے قتل کے لئے مامور کیا تھا؟ ہم ایسے فرشتہ کو اور ساتھ ہی ایسے مُرید کو کیوں سے بدتراد نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے گھر سے اپنے فریب سے اُنکے پوری ہو چکے اور کوشش کرے اور کراوی۔

پس افسوس کہ اخبار پنجاب ہمارے مطبوعہ ۱۲ مارچ میں سازش کے الزام جو ہم پر لگایا ہو یہ کس قدر سچائی کا خون ہے۔ میں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اداکار گندے ہیں۔ جیسے راجہ راجندر پٹنا۔ اور راجہ کرشن جی۔ کیا آپ لوگ انہی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انھوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا جیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے چیلہ کی منت خوشامد کی ہو کہ اُسکو اپنی کوشش سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے اور پھر اُنکے چیلے انکا چھٹا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بد معاشرہ ڈاکو کیساتھ اور چند بدعاش جمع ہوں اور ایسے کام خفیہ طور پر کریں۔ لیکن اس سیکر مُرید و نیکے سلسلے میں جبکہ ساتھ میری موعود اور مسیح موعود ہوں یہ دعویٰ بھی بڑے زور سے یہ حرزدگی کے کام بیان نہیں کھاتے ہر ایک مرید اس منہ دعویٰ کو دیکھ کر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیزگاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ میں وقت کا عیسیٰ ہوں اور بھوشی پیشگوئیوں کو اس طرح پورا کرنا چاہے کہ مُریدوں کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مجھے قصہ ہو گیا میری پروردہ پوشی کرو جاؤ آپ مرد اور کسی طرح میری پیشگوئی سچی کر دو۔ کیا ایسا مُردار ایک پاک جماعت کا مالک ہو سکتا ہے؟ کہاں ہے تمہارا پاک کائناتس اور مہذب آریو؟ اور کہاں ہے فطرتی زیرکی اسے تہیہ کو دانشمند و ہمارا یہ مہول ہے کہ کل نبی نوع کی ہمد دی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُسکے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ آگ بجھانی میں مدد دے تو میں سچ کہتا ہوں

مستور ہو سکے۔ پس اگر شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس شخص کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیے۔ اب اگر کوئی بہادری کی وجہ سے والا آریہ ہو جائے تو اسے تمام دنیا کو شہادت سے بچھڑا دے تو اس طرح کا اختیار کرے۔ یہ طریق نہایت سادہ اور ہستی کا فیصلہ ہے۔ شاید اس طریقے سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہونچے۔ بیٹے سچے دل سے یہ لکھا ہے۔ مگر یاد رہے کہ ایسی آزمائش کرنی والا خود تادیب آوے اس کا گراہ میرے ذمہ ہوگا۔ جاہلین کی تحریرات چھپ جائیگی۔ اگر کچھ ایسے اسکالر وغیرہ ہوں گے کہ ان کے پاس جیسے انسان کے ہاتھ میں آتش نہ ہو تو ان کا ذہن ٹھہر جائے گا۔ اور تمام دنیا کو اوارہ رہے کہ اس مہر میں ان کی سزا کے لائق نہیں ہوں گا جو مجرم قتل کو دیکھ کر ہلکا میرا بھگت ہے۔ وہ سب تمام نہیں جاسکتا مثلاً کہ کرنا ایک کو آپ آنا چاہیے۔ مگر مقابلہ کرنا والا ایک ایسا شخص ہو جو دل کا بہت بہادر اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اسکے سخت پرجائی ہوگی کہ کوئی غائبانہ میرے لیے ناپاک شہادت کرے۔ بیٹے طریق فیصلہ آگے رکھ دیا ہے۔ اگر میں اس کے بعد روگردان ہو جاؤں تو مجھ پر خدائی لعنت ادا کرے کہ میں نے اعتراض کرنا والا بہتان لکھا ہے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق نہ ہو تو اس پر لعنت۔ اور شاہ کار لو کہ جیسا کہ تمہارا گمان ہے مجھے کسی قوم سے عداوت نہیں۔ ہر کس طرح انسان سے ہمدی ہے اور جہاں تک سیر بدین طاقت ہو اس ہمدی کے لئے مشغول ہوں۔ اور میں جیسا کہ قوموں کی ہمدی ہوں ایسا ہی گزشتہ گزشتہ کی شکر گننا اور تہنیتوں کو اس کی خواہ ہوں اور فائدہ پہونچاؤں اور یہی سب لائق ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پندت ایک کلمہ کی نسبت ہو چکی ہوگی کی گئی تھی اسکے وقوع سے سترہ برس پہلے برائین حمیہ میں اس شکیوئی کی خبر دی گئی ہے جیسا کہ برائین حمیہ کے صفحہ ۲۲۱ میں یہ ہر اہام ہے لن ترضی عنک الیہود ولا النصارى۔ وخر قوله بنین وبنات بغیر ملہ۔ قل هو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد ویکرمون ویکرم اللہ واللہ خیر الماکرین۔ الفتنۃ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵

اولوا العزم۔ قل رب اذ خلني من دخل صدق ولا تيس من روح الله الا ان روح الله قريب۔ الا ان نصو الله قريب۔ يا تيك من كل فم عميق۔ يا تون من كل فم عميق۔ ينصوت الله من عندك۔ ينصوت رجال نوحى اليهم من السماء۔ لا مبدل لكلمات الله۔ انا ففنا لك فقنا مبدنا۔ يعنى پادرسى لوگ اور پيروى صفت مسلمان تجھے رضی نہیں ہونگے۔ اور خدا کے بیشیہ اور ميثان انھوں نے بنا رکھی ہیں۔ انکو کہہ دے کہ خدا وہی ہے جو ایک ہو اور بیضیا نہ ہے نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا باپ اور نہ کوئی اس کا ہم کفو اور یہ لوگ مکر رنگے (یہ آتم کی ظہور شکیوئی کی طرف اشارہ ہو) اور خدا بھی مکر رنگا کاں کو ذرہ مہلت دیگا تاہنے چھوٹے خیالات سے خوش ہو جائیں۔ اور پھر فرمایا کہ اس وقت پادریوں اور پورو صفت مسلمانوں کی طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا۔ پس تو صبر کر جیسا کہ اولوا العزم نبیوں نے صبر کیا۔ اور خدا سے اپنے صدق کا ظہور مانگ یعنی دعا کر کہ شکیوئی کے چھپا نہیں جو جو پادریوں اور پورو صفت مسلمانوں نے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں وہ دھوکے و در ہو جائیں۔ اور پھر فرمایا کہ خدا کی رحمت سے نومید نہ ہو۔ کیونکہ خدا کی رحمت

اللہ موسیٰ۔ وانی لظنہ من الکاذبین۔ تب تب یذا ابی لہب و تب مکان لہ ان یدخل فیہا الا خلفا۔ وما اصابک من اللہ الفتنۃ ہمنا فاصبر کما صبر الولا العزم۔ الا انھا فتنۃ من اللہ لیصت حبا لجا۔ حبا من اللہ العزیز الاکرم عطا لہ غیر محدود۔ یعنی وہ نہ دے گا کہ کب تک تجھے مکر رنگا دے گا۔ اپنے دوست ایمان کو کہے گا کہ فتنہ کی آگ بھڑکا کر میں دہی کے شہاب لطلوع پانچا رہا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ چھوٹا ہے۔ اور وہ بڑے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ آپ بھی ہلاک کیا اسکو نہیں چاہیے تھا کہ بخیر اور گدیز کے امر میں دخل دیتا مگر یہ کہ ڈرتا ہوا ان باتوں کو چھ لیتا کہ جو اسکو سمجھ نہیں آتی تھیں۔ اور بچے جو بچہ ہو نہ کہ وہ خدا کی طرف سے ہوا۔ جبکہ ایک فتنہ ہوگا پس تجھے صبر کرنا چاہیے جیسا کہ اولوا العزم نبی صبر کرتے رہے۔ یاد رکھ کہ وہ فتنہ خدا کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھے بہت ہی پیار کرے خدا کا پیار ہوا نہ بڑا کریم ہے۔ یہ وہ عطا ہے جو دوسرے نہیں لیا جاسکتی۔ اس وقت مجھے یہ سجد آیا ہے کہ الہام میں ایمان سے مراد نیز حسین محدث و ملوی ہے کہ وہ پہلے سے محمد حسین کی طرف اتھا لگیا۔ اور یہ کہا کہ او قل لی یا ہامان اسکا یہ مطلب ہو کہ بخیر کی دنیا و دالہ سے تا دوسرے اسکی پیروی کریں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیز حسین کی عاقبت تباہ ہے اگر توبہ کر کے نہ رہے۔ اور ممکن ہو کہ ابو لہب سے مراد نیز حسین ہی ہو۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے ہو امنت بالذی امنت بسم بنو اسحاق یل کیونکہ بعض رعایا اس طرح کی اس تاویل کی مویہ ہیں۔ پس خدا کے فضل سے کچھ تعجب

اس ابتلا کے دونوں بعد جلد آئیگی۔ خدا کی نصرت ہر ایک سے آئیگی۔ لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے۔ خدا نشان دکھلائیگے لو اپنے پاس سے تیری مدد کریگا یعنی بلا واسطہ نشان دکھائے گا اور تیرا لوگ بھی مدد کریگے جنکے دل و نیر ہم خود آسمان سے وحی نازل کریگے یعنی بعض نشان بلا واسطہ بھی ہم ظاہر کریگے۔ مطلب یہ کہ بعض شیگوئیوں پر براہ راست نمودارین آئیگی اور بعض کے نمودار کیلئے ایسے انسان واسطہ ٹھہر جائیں گے جنکے دل و نیر ہم والدین کے خدا کی باتن بھی نہیں ملیگی اور کوئی نہیں جو انکو روک سکے۔ ہم پادریوں کے مکر کے بعد ایک کئی کھلی فتح تجھ کو دیگے۔

ان الہامات میں خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اول پادری لوگ اور یہود صفت مسلمان مکر کے رو سے ایک شیگوئی حقیقت کو چھپائیگے تا تیری سچائی چھپی رہے اور ظاہر نہ ہو۔ پھر بعد اسکے یوں ہوگا کہ ہم ارادہ فرمائیں گے کہ تیری سچائی ظاہر ہو اور تیری پیشگوئیوں کی حقانیت کھلی جائے تب ہم دو قسم کے نشان ظاہر کریں گے۔ ایک وہ جن انسانوں کے افعال کا دخل نہیں۔ جیسے مذہبی جلسہ میں پہلے سے ظاہر کیا گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب رہے گا اور اس پیشگوئی کے بعد کرنے میں انسانوں کا ذہ دخل نہیں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ہمیں کہ یہ متواتر امید ہو چکی تھی کہ آخروں کو برسرے اور ہامان مار جائے۔ تیسرا قسم جو تیسرے درجہ پر ہو چکا تھا کی موت کا فتنہ ہے یعنی آریونکی بدگمانیاں اور ضرر سانی کے لئے پوشیدہ کوششیں جو سارے یہودیوں میں بھی انکے قتل کے ارادوں کا ذکر ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵ میں اس مسئلہ کے ساتھ کے نشان کی نسبت۔ الہام ہے میں اپنی چیمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت ثنائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک تذکرہ آیا ہے دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے اور اسے بڑے زور اور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنہ مہینا فاضل کا خاصہ براہولوا العزم فلانحلہ دتہ لیجئ جعلہ ذکا۔ یعنی ہجرت ایک فتنہ ہوگا پس صبر کر۔ اور جب خدا مشکلات کے پہاڑ چلی کرے گا تو انھیں پاش پاش کر دیگا۔ یہ براہین احمدیہ کے الہام ہیں۔ مگر اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا اور وہ یہ ہے۔

سلامت بر تو احوال و سلامت

بلکہ افساد کو شین ہوئیں اور ہر ایک چاہتا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے آخر پیگی ٹی کے مضامین کیونکہ افق
 ہمارا مضمون غالب ہوا اور دوسرا ان البتہ اگرچہ ان میں یہ وعدہ تھا کہ ہم وہ نشان خفاہر پیگی ٹی کے جن میں انسانوں
 کے افعال کا بول بھلا سوانح کے مطابق لیکھرام کی نسبت پیگی ٹی نے نہیں دینا آئی۔ کیونکہ یہ نشان بالواسطہ ظاہر ہوا
 اور کسی نے لیکھرام کو قتل کر دیا۔ پس ظاہر ہے کہ اس پیگی ٹی میں کسی انسان کے دیکھو خفاہر اُجھاتا اس کو قتل کرتا اور ہر ایک
 پہلو سے اس کو دیکھ دیا کہ وہ اپنا کام ختم تک پہنچا دے لا پس خدا تعالیٰ نے جو نفع عظیم کے ذکر کر نیسے پہلے
 پیگی ٹی کے ظاہر کیے تھے دو مختلف قدر کو ذکر فرمایا اول یہ کہ **بِقِصْدِ الْوَلَدِ اللَّهُ مِنْ عَذَابٍ** دوم یہ کہ **بِقِصْدِ**
رِجَالٍ فَوْقِ الْإِيمَانِ مِنَ السَّمَاءِ اس تقسیم کی یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پادریوں کو شرمندہ کر کے لئے
 فرمایا کہ اگر تیسے ہزار ایک نشان کو بھی کرنا چاہا تو کیا جوج ہے ہم اسکے عوض میں وہ نشان ظاہر کرینگے۔ لیکن
 نشان جو بلا واسطہ ہمارا ہاتھ سے ہوگا اور دوسرا وہ نشان جو ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ملے گا جن میں آجایا
 جنکے دل میں ہم کو اللہ کے کرم ایسا کہ وہ بفتح عظیم ہوگی۔ اب انصاف سے دیکھو ادا کیا جسے نظر کر
 کہ یہ دونوں نشان اپنی نشان جلسہ مذہب اور نشان موت لیکھرام کے ابرس بعد شعل ہوئے ہیں اور ان میں
 مکمل طور پر آئے ہیں کیا یہ انسانی طاقت ہو سکتی ہے؟

یہ بھی ظاہر ہے کہ جلسہ مذہب پہلے جو شہادت الہامی شعل کئے گئے تھے ان میں خفاہر پر لکھا گیا
 تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دیکھو انبار رسول طریقی
 انبار آبدور۔ خبر دکن۔ پیسا اخبار۔ سراج الاخبار۔ شیر مہند۔ وزیر مہند۔ سیالکوٹ۔ صادق الاخبار۔ ہاپوٹو
 یہی یہ خفاہر بلا واسطہ فعل تھا کہ ہر ایک دیکھے خواہش کے مخالف اُتساہ کر لیا کہ وہی مضمون غالب رہا
 ہا۔ دوسرا نشان میں قاتل کے دلیلیں قتل کے خواہش والہی اور اسطرچر دونوں نشان بلا واسطہ ادا ہوا
 خلق اللہ کو دکھلا کر پادریوں اور اسلامی مولویوں اور ہندوؤں کے ملکر کو ایک دم میں پاش پاش
 کر دیا۔ اور ممکن نہ تھا کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آجاسے جب تک خفاہر ایسے کھلے کھلے نشان ظاہر ہوئے۔
 اسی کی طرف وہ بلا میں حمید کے صفحہ ۵۰۰ میں اشارہ فرماتا ہے کہ کہتا ہے لیکن الذین کفر فلین
 اهل الکتاب والمشركين مُنْفَكِينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَیْئَةُ وَكَانَ كَذِبُهُمْ عَظِيماً۔ یعنی ممکن نہ تھا
 کہ خدا ہی اور مخالف مسلمان اور ہندو اپنے انکار و نفی سے باز آجاسے جب تک ان کو کھلے کھلے نشان نہ ملے۔
 ادا تھا کہ بہت بڑا تھا۔ پھر بعد اسکے اس مضمون میں فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر شرجا۔ یہاں تک

لا پس۔ انبار اور دیگر گزشتہ میں لکھا ہو کہ لیکھرام کو ایک عورت نے نہایت تعلق تھا یعنی وہ اس عورت کے کسی دلکش کے ہاتھ سے قتل کیا گیا کسی
 لڑکی کی موت ہو اور اس کی تمام شہادت ہو تو کوئی اور کہتا ہے کہ وہ کسی عورت کی لڑکی کی پھری سے شہید ہو چکا تھا آخر وہی پھری
 قریب عورت پر اس کو لگائی۔ مگر قاتل کا سبب یہ ہے کہ لیکھرام کی پاک زندگی کا خوب ثبوت ہے۔

۱۔ مادہ ہے کہ با دیون نے اتھم کی پیشگوئی کو باعث اپنے انخاکے کو گوشت پرستہ کر دیا تھا پس اگر لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی جسکی شوخیوں ثابت کر دیا تھا کہ وہ بیچ کر نیوالا نہیں لے سی ہی مخی بجائی تو تمام حق ٹاکسین بجاتا۔ اور نادان کو کون کے خیالات سخت ناپاک ہو جاتے اور جاہل قریب قرب اب دیون کے بچانے۔ مواسخون اور زمینوں کے مالک نے کیا کہ لیکھرام حق کے اظہار کا فیہ ہوا درست دین کی پجائی نظام کر نیکی لٹو بطور بلیوان کے ہو گیا۔ سو وہی ہوا جو خدا نے چاہا۔ ایک انسان کے کاربانی کی جہد بجائے خود ہے۔ مگر یہ بات بہت دلور کو تاریکی سے نکالنے والی ہے کہ خدا نے جلسہ مذاہب کے نشان کے بعد یہ ایک عظیم الشان نشان دکھلایا۔ چاہیے کہ ہر یک روح اُس ذات کو سجدہ کر کے پوجے۔ ایک بندہ کی جان لیکھرام ہزاروں مرد و بچوں کو زندہ کر نیکی بنیاد والی۔ اور پھر سی پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۲ میں یہ الہام اشارہ فرماتا ہے کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک سید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم اقتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیون کا سردار۔ رب الافواج اس طرف توجہ کریگا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میر مونیہ کی باتیں ہیں، پس جن عظیم الشان نشان کی اس الہام میں وعدہ ہو وہ یہی ہے جس سے مطابق الہام خدا کے احکام اسلام ہوا اور صفحہ ۵۵ براہین احمدیہ میں ہی نشان کا ذکر ہے جس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ میں اپنی جگہ دکھلاؤں گی یعنی ایک عالمی نشان ظاہر کروں گا۔ اور سرچشم آریہ میں ایک کشف ہو چکا ہو گا برس ہو گئے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ خدا نے ایک نئی نشان دکھلایا وہ خون کپڑوں پر پڑا جو اب موجود ہے یحون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا۔ خدا کے آگے جھک جاؤ کہ وہ برتر اور بے نیاز ہے۔ !!!

بعض آریہ اخبار والوں نے یہ قیوب کیا کہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی ہے اور اُسکی مدت بتائی گئی۔ دن بتایا گیا۔ موت کا ذریعہ بتایا گیا۔ یہ باتیں کب ہو سکتی ہیں جب تک ایک بھاری سرائش اسکی بنیاد نہ ہو۔ چنانچہ پچھم نیمہ سماچار لاہور ۱۰ مارچ ۱۹۱۷ء اور ضمیمہ انیس ہند میرٹھ ۱۰ مارچ ۱۹۱۷ء نے اس بات میں بہت نہر اگلا ہے۔ ایڈیٹر ٹینس ہند اپنے پچھم کے ۱۳ صفحہ میں یہ بھی لکھتا ہے کہ ہمارا تھا تو اس وقت تک تھا عجیب مرزا خلام احمد قادیانی نے اپنی وفات کی بابت پیشگوئی کی تھی ورنہ ان حضرت کو کیا علم غیب تھا؟ اب واضح ہو کہ یہ تمام صاحب آپ اس بات کو متعجب طلب ٹھہراتے ہیں کہ کیا خدا نے اس شخص کو علم غیب دیا تھا؟ اور کیا خدا سے ایسا ہونا ممکن ہے؟ سو اس وقت ہم بطور نمونہ بعض

اور شیگوبونجو مہجرت کرتے ہیں تا ان نظائر کو دیکھ کر آریہ صاحب جو کئی آنکھیں کھلیں اور وہ بین
اول۔ اسم بیک۔ دتیار پوری کی موت کی پیشگوئی۔ جبکی نسبت لکھا کبا نکا کہ وہ تین برس کی میعاد میں فوت
ہو جائے گا۔ اور ضرور ہے کہ اپنے مرنے پہلے اور مصیبتیں بھی دیکھے چناں اسنے اس اشتہار کے بعد
اپنے پس کے فوت ہو گئی مصیبت دیکھی۔ اور پھر اسکی ہمشیرہ عزیزہ کی وفات کا نگہانی واقعہ اسکی نظر کے
سامنے وقوع میں آیا۔ اور بعد اسکے وہ تین سال کی میعاد کے اندر خود بمقام ہوشیار پور فوت ہو گیا چھ اب
بتاؤ کہ اسکی موت میں یہ بغیر فیس کے ساتھ سازش ہوئی تھی۔ کیا تب حقوق کے ساتھ ؟!

دوسری پیشگوئی شیخ مہر علی نہیں ہوشیار پور کی مصیبت کے بارے میں تھی جو اسپر ناتھ کے غول الزام
لگایا گیا تھا شیخ مذکور ہوشیار پور میں زندہ موجود ہے اسکو پوچھ کر کیا اس مقدمہ کے آثار ظاہر ہوئے پہلے
میں اپنے خدائے خبر کو کوئی اطلاع اسکو دی ہے یا نہیں ؟
تیسری پیشگوئی سردار محمد حیات خان راج کی نسبت اسوقت کی گئی تھی خاصہ کہ مذکور ایک نیک کے الزام میں
ماخوذ ہو گیا تھا۔ اب جو چھانچا ہے کیا حقیقت کوئی ایسی پیشگوئی نامبرہ کی مفصلی کے بارے میں پیش اور وقت
لیگی تھی یا اب بنائی گئی ہے اس مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس پیشگوئی کا براہین میں بھی ذکر ہے۔

چوتھی پیشگوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیک کی نسبت اور ایک اسکے داماد کی نسبت۔ اور پیشگوئی کے بعض
الہامات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کی وقت متاوت میں تاخیر نہ الیہ بیک
سوا فوس کہ احمد بیک کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہو اگر نہ اسوقت اسکی بدقسمتی سے اسنے
اور اسکے تمام عزیزوں نے پیشگوئی کو انی مکر اور فریب پتل کیا اور ٹھٹھا اور ہنس شروع کر دی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا
اور ہنس کرتے تھے کہ شیگوئی کے وقت نے اپنا موٹہ دکھلادیا اور احمد بیک ایک محقر تہ کہ ایک دو دن کے
حمل سے ہی اس جہان سے رخصت ہو گیا تب تو انکی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی حکمرانی اور خوف اور
توبہ اور تازہ روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور کارڈر کے انکے کیلئے کانپ اٹھے۔ پس فرمنا کہ اس وجہ
خوف کی وقت خدا اپنی شرا کی موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت یمنی اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ
داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ یہی طور پر حالت موجودہ کی موافق پوری ہو گئی۔
اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے۔

چوتھی شیگوئی سید احمد خان کے سی ایس آئی کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اشتہار یکم فروری ۱۸۸۶ء
 میں لگی تھی کہ انکو کوئی سخت صدمہ پہنچنے والا ہے۔ اب یہ جو خط لکھا ہے کہ پوچھنا چاہیے کہ ان میں شیگوئی کے
 بعد آپکو کوئی ایسا سخت صدمہ پہنچا ہے یا نہیں جو معمولی ہم دھم نہ ہو بلکہ وہ امر ہو جو جان و زبر کے زوال کا ہو۔
 پانچویں شیگوئی میں اپنے لڑکے محمود کی بدیش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہو گا اور اس کا نام
 محمد رکھا جائے گا۔ اداس شیگوئی کی اشاعت کے لئے ہنر و نق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود
 ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا شیگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نوین سال
 میں ہے یہ

چھٹی شیگوئی شریف کے باریہ میں جو میرا تیسرا لڑکا ہے لگی تھی۔ اور سالہ الذی القین میں پیش از وقت
 خوب شل ہو گئی تھی چنانچہ اسکے موافق لڑکا پیدا ہوا جو اب خدا کے فضل سے چند روز تک دو ستر سال کر
 غم کر رہا ہے۔

ساتویں شیگوئی اشتہار ۱۸۸۶ء میں دلیپ سنگھ کے باریہ میں تھی جو وہ قصہ پنجاب سے ناکام رہیگا
 اور صدا ہند اور مسلمانوں کو عام جلسوں میں یہ شیگوئی سنا دی گئی تھی۔

آٹھویں شیگوئی جلسہ ذاب کے نتیجہ کی نسبت تھی کہ امین میرا مضمون غالب رہے گا۔ اور یہ اشتہار
 لاہور اور سرحدات میں پیش از وقت ہزاروں ہندو مسلمانوں میں تقسیم کر دیے گئے تھے۔ اسل طریق
 کو پوچھو ادا بزدل سے سوال کرو اور میرا ہند اور وقیر ہند اور پیسا اخبار اور صادق الاخبار اور سراج الاخبار
 اور غیر ذلک کو ذرا غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ کس زور سے الہام الہی نے اپنی سچائی ظاہر کی۔

نویں شیگوئی قادیان کے ایک ہندو بٹبراس نام کے ایک فوجداری مقدمہ کے متعلق تھی یعنی بٹبراس

میتہ بفر جابل محض جہالت سے یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ جب پہلے لڑکے کا اشتہار دیا تھا اس وقت لڑکی کیوں پیدا
 ہوئی۔ مگر وہ خوب جانتے ہیں کہ اس اعتراض میں وہ سراسر خیانت کر رہے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو
 ہمیں دکھلا دیں کہ پہلے اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی محل میں بلا واسطہ لڑکا پیدا ہو جائیگا
 اور اگر پیدا ہونے کے لئے کوئی وقت اس اشتہار میں بتلایا نہیں گیا تھا تو کیا خدا کو اختیار
 نہیں تھا کہ جو وقت چاہتا اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔ ہاں سب اشتہار میں صحیح لفظوں میں بلا توقف
 لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ شیگوئی عظیم است ان ہے۔ اگر
 خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو

بقید ایک سال مقید ہو گیا تھا۔ اور اُسکے بھائی شہریت نام نے جو سرگرم آریہ ہے مجھے دُعا کی التجا کی تھی اور نیز یہ پوچھا تھا کہ اسکا انجام کیا ہوگا۔ میں نے دُعا کی اور کشتی نظر سے پہنچنے دیکھا کہ میں اس دفتر میں گیا ہوں جہاں اُسکی فید کی مثل تھی۔ میں نے اس مثل کو کھولا اور برس لفظ کا ٹکڑا اسکی جگہ چٹھہ مہینے لکھ دیا اور پھر مجھے الہام الہی سے بتلایا گیا کہ مثل چوٹ کورٹ سے واپس آئیگی اور برس کی جگہ چٹھہ مہینے رہا آئیگی لیکن بری نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں نے یہ تمام کشتی واقعات شہریت آریہ کو جانتک زندہ موجود ہے نہایت صفائی سے بتلا دیئے۔ اور جب میں بتلایا اور بعدینہ وہ باقین ٹھہر دین آگئیں تو اُسے میرے لطیف لکھا کہ اُنچال کے نیک بندے ہوا سائے اُسے آپ پر غیب کی باتیں ظاہر کر دین۔ پھر میں نے

نوٹ۔ بذات لکھرام کا اس طرز سے مارا جانا آریہ صاحب کو ایک سبق دیتا ہوا اور وہ یہ کہ آئندہ کسی نو مسلم کے شہ کر کے کھیلنے کو نہ ش بخیرین۔ اگر کوئی اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اسکو ہونے دین۔ آخر وہ یہ ہونا لکھرام دیکھ لیا کہ اسکا بیٹا سوا اور دوسرا اس واقعہ سے بھی سبق لے گا کہ آئندہ یہ خواہشیں بخیرین کہ کوئی دوسرا لکھرام یعنی بدلیا نہ دین اسکا نام لاش کرنا چاہیے۔ لیکن اگر فی الواقعہ وہ بات صحیح ہو جو میرے اخبار اور سفیر میں لکھی گئی ہو یعنی یہ کہ اُسکے قتل کا سبب مرتد بکارسہ ہے اور یہ کام کسی غیر مرتد لڑکی کے باپ یا خاندان کا ہے جیسے کہ بقول سپر اخبار کثرت راہو اسطرقتہ تو آئندہ یہ چلانی لفظ لاش کرنا چاہیے۔ ۱۔ تعجب کی بات ہے کہ جہاں تعین بموجب بیان سپر اخبار کے زیادہ شہرہ وایت یہی ہے کہ وارث لاش کا موجب کوئی ناجائز تعلق ہے تو کیوں اسطرقتہ حقیقتات لکھنے تو جہ نہیں کیجاتی اور کیوں ایسے ہندو لکھنے لکھنا نہیں لکھتے جتنے کو مہر ہے۔ باتیں لکھیں اور کیا بعید ہو کہ وہی بات ہو کہ وہ ہندو شہرین لڑکا قتل میں۔ منہ

نوٹ۔ بعض صحابہ عیسائیوں نے اقرار کرتے ہیں کہ اگرچہ لکھرام کی نسبت پیگلوئی پوری ہو گئی مگر ہندوؤں اسکو منہ کے بعد موت کی توقع نہیں دیکھا۔ ایسا عندیکہ عیسائی کے موقع سے کھن نہایت فساد کی بات ہو۔ بھلا مصنف بتا دین کہ جب ہنسے پیگلوئی کے پورے ہونیکا اسلام کی سچائی کا ایک عیاں رہا تھا اور خدا نے لکھرام کو مار کر مسلمانوں کی ہندو ہندو گئی کر دی تو مسلمانین نہ صرف لکھرام بلکہ بحیثیت مذہبی اس تمام فرقہ کی عزت میں فرق آگیا۔ یہی لاش کی عزت تو لاش کا ذکر کے واقعہ سے چرا جانا کیا یہ عزت کی بات ہو اور حال جلن کی عزت کا یہ حال ہو کہ سپر اخبار ۱۸۹۵ء میں لکھا ہو کہ اس شخص کے مارے جائے شہرہ وایت یہ ہو کہ یہ شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا تھا اور یہی عام طرز پر کہا جاتا اور تعین کیا جاتا ہے۔ فقط۔ پس اس سے زیادہ ذلت کا اور کیا نمونہ ہوگا کہ جان بھی گئی اور اکثر شہر کے لوگ اسکی وجہ بدکاری سمجھتے ہیں۔ منہ

نوٹ۔ اندلشان مظہر دوں کے لٹو۔ جو کہ شیخ نجفی نے مالین دفعہ میں نشان دکھلا دیا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے یکم فروری ۱۸۹۶ء سے جالیں مذہبین دیکر حاشیہ شہریت ایک فروری ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۸ کی عبارت ہو۔ اگر نشانے اندامین شہریت چل رہے ہوں اور اندلشان لٹوئی اگر شیخ نجفی کے ہرگز ظہور نہ ہوں دلیل بر صدق ما و کب شان غماہ بود۔ یہ یکم فروری ۱۸۹۶ء سے ۳۵ء تک لکھنے چاہیے لٹو کے اندلشان موت بذات لکھرام وقوع میں آگیا یعنی جس وقت توبہ دین لکھرام فروری ۱۸۹۶ء سے آج تک کئے دیکھنے گذر گئے ہیں۔ افسوس کہ نجفی نے کسی منارہ سے کر کے ہی نہ دکھایا مگر یہیں لاف و کذاف فریختی است شیخ نجدی بہتر زعمد نجفی است

ہا ہیں احمدیہ میں یہ تمام الہام اور کشف شائع کر دیا۔ یہ شخص شریعت نہایت متعصب آریہ ہے جسکو میر خیاں
میں آریہ مذہب کی حمایت میں خدا کی بھی کچھ پرواہ نہیں۔ مگر یہ حال خدا نے اُسکو میر گواہ بنادیا۔ اگر نیسے اس
تصہ میں ایک ذرہ جھوٹ ہے تو وہ قسم کھا کر ایک اشتہار اس ضمنوں کا شائع کر دے کہ میں پریشکر کی
قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بیان سراسر جھوٹ ہے اور اگر جھوٹ نہیں تو میر سے پر ایک برس تک سخت عذاب
نازل ہو چکا ہے۔ اگر آپسروہ فوق العادۃ عذاب نازل نہ ہوا کہ خلقت بول اٹھے
کہ یہ خدا کا عذاب ہی تو مجھ جس موت سے چاہو ہلاک کر دے۔ اس میں میری طرف سے یہ شرط ہے کہ
انسان کے ذریعہ سے وہ عذاب نہ ہو محض بلا واسطہ آسمانی عذاب ہو۔

یہ تو ممکن ہے کہ یہ شخص قوم کی رعایت سے یونہی انکار کر دے۔ یا خیر اس قسم پیش کردہ کے
اشتہار بھی دیدے۔ کیونکہ جیسے اس قوم میں خدا کا خوف نہیں پایا۔ مگر ممکن نہیں کہ وہ قسم کھا دے اگرچہ
دوسرے آریہ اُسکو ہلاک کر دیں۔ لیکن اگر قسم کھائے تو خدا کی غیرت ایک بھاری نشان دکھائیگی۔ ایسا
نشان دکھائیگی کہ دنیا میں فیصلہ ہو جائے گا۔ اور زمین آسمانی قسم سے بھر جائیگی۔

دستوان نشان

یہ ہے کہ خدا نے پنڈت دیانند کے مرنے سے تین مہینے یا چار مہینے پہلے اُسکی موت کی جھکو خبر دی، دیکھتے
اسی آریہ کو جس کا قبل اس سے ذکر ہو چکا ہے خبر دی، اور نیز امدہ کئی کو کو سکھا طالع کی چنانچہ اُس الہام
کے بعد عرصہ مذکورہ بالا تک پنڈت مذکور کے مرینگی خبر گئی یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں دیکھ ہے۔ اگر
وہ آریہ منکر ہو تو میرا وہی جواب ہو جو میں پہلے دیکھا ہوں۔

گیارھویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے الہام سے جھکو خبر دی تھی کہ مجھے زبان عربی میں ایک
اعجازی بلاغت و فصاحت دی گئی ہے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکا۔ اس پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ
کے صفحہ ۲۳۹ میں اشارہ ہے جہاں فرمایا ہے (ان هذا الا قول البشر و احسانہ علیہ
قوم اخرون۔ قل ہا تو ابرہانکم انکم تصادقین۔ هذا من رحمة
ربک یتم نعمتہ علیک لیكون آية للمومنین۔ یعنی مخالفت کہیں کے کہ یہ تو انسان

جو کچھ شریعت آریہ کا تصدیق کیا گیا ہے میں ایک فہم بالذکر کی تہنیر میں جن میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب کچھ
پتہ لکھ دیا ہے پس جو شخص میر سے مباخذہ بانگہ دیا کہ دیکھنے کی اہمیت لگا دے وہ ظلم کرنا ہے اور ظلم کا علاج وہی ہے جو
ہم نے لکھا ہے۔ منہ۔

کا قول ہے اور اور لوگوں نے اسکی مدد کی ہے۔ کہ اس پر دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو یعنی مقابلہ کر کے دکھاؤ۔
 بلکہ یہ خدا کی رحمت سے ہے۔ تا وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کر دے اور امانتوں کو اپنے نشان ہو یعنی تیری بچائی
 پر۔ ابک نشان ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس عرصہ میں بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں زبان عربی میں
 بانضمام محاسن ادب و بلاغت و فصاحت اس عاجز نے لکھیں اور مخالفین کو انکے مقابلہ کیلئے ترغیب
 دلائی بہانہ کہ پانچ ہزار روپیہ تک انعام دینا کیا اگر وہ نظیر بنا سکیں۔ لیکن وہ بمقابلہ اس کتابوں کے
 کچھ جی لکھ سکے سو اگر یہ خدا تعالیٰ کا فعل نہ ہوتا تو صد ہا کتابیں مقابلہ پر لکھی جاتیں خصوصاً اس وقت
 بن کہ جبکہ اپنے صدق و کذب کا مدار ہمیں پر رکھا گیا تھا۔ اور صاف غلط نہیں کہہ دیا گیا تھا اگر وہ اس
 نشانحوہ مقابل کسی تالیف کے پیش کر نیسے تو مسکین نہ ہمارا دعویٰ چھوٹا ٹھہر گا۔ لیکن وہ لوگ مقابلہ
 سے بالکل عاجز رہے۔ اور ایسا ہی وہ پادری صاحبان جو ادنیٰ ادنیٰ جاہل مرتد کا نام مولوی رکھ دیتے
 ہیں اس مقابلہ اور معارضہ سے ایسے عاجز ہوتے جو اس طرف انھوں نے مونہ بھی نہیں کیا۔ اور اس
 پیشگوئیں کا لیکچر کہہ ہو ان عربی کتابوں کے وجود سے سولہ ستر برس پہلے لکھی گئی۔ کیا انسان
 ایسا کر سکتا ہے۔ ۱۱۹!!

بارھویں پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۸ اور ۲۳۹ میں بھی ہے علم قرآن ہے اس
 پیشگوئی کا اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھ کو علم قرآن دیا گیا ہے ایسا علم جو باطل کو نیست
 کرتے گا۔ اور اسی پیشگوئیں فرمایا کہ دو انسان ہیں جنکو بہت ہی برکت دی گئی۔ ایک وہ معلم عربی
 نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ایک یہ معلم یعنی اس کتاب کا لکھنے والا۔ اور پہلے
 اس آیت کی طرف بھی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے و آخرین
 منهم لما یلقواہم۔ یعنی اس نبی کے اور شاگرد بھی ہیں جو ہنر مظاہر نہیں ہو گا اور آخری زمانہ
 میں ان کا ظہور ہو گا۔ یہ آیت اسی عاجز کی طرف اشارہ تھا۔ کیونکہ جیسا کہ ابھی انہام میں
 ذکر ہو چکا ہے یہ عاجز روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں سے ہے اور یہ
 پیشگوئی جو قرآنی تعلیم کی طرف اشارہ فرماتی ہے اسی کی تصدیق کے لئے کتاب کرامات الصادقین

اسی پیشگوئی کا موید براہین احمدیہ کا وہ ابہام ہے جہاں لکھا ہے یا احمد فاضلت الرحمة علی شفیتک یعنی
 اے احمد تیرے ابو پر رحمت جاری کی گئی ہے یعنی فصاحت و بلاغت۔ صفحہ

لکھی گئی تھی جسکی طرف کسی مخالف نے رخ نہیں کیا۔ اور مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں مری جان ہے
 کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔
 اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آنا محسوس کرے تو قرآنی تفسیر کیلئے بار بار انکو بلاؤ تو خدا اُسکو ذلیل اور
 شرمندہ کرے گا۔ سو فہم قرآن جو مجھکو عطا کیا گیا یہ اللہ جل شانہ کا ایک نشان ہے۔ میں خدا کے
 فضل سے امید رکھتا ہوں کہ منقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان میں سچا ہوں۔ اور مولویوں کا
 یہ کہنا کہ قرآن کے معنی اسقدر درست ہیں جو احادیث صحیحہ سے نکل سکتے ہیں اُس سے بڑھ کر
 بیان کرنا معصیت ہے چہ جائیکہ موجب کمال سمجھا جائے۔ یہ سراسر خیالات باطلہ ہیں۔ ہمارا دعویٰ
 ہے کہ قرآن اصلاح کامل اور تزکیہ تمام اور اکمل کیلئے قرآن ہے اور وہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ تمام کامل نجاتیاء
 اُسکے اندر ہیں جیسا کہ قرآن ہے فیہما کتب قیمہ تو اس صورت میں ضرور ہے کہ جہانک سلسلہ
 معارف اور علوم الہیہ کا ممتد ہو سکے دانستگ قرآنی تعلیم کا بھی دامن پہونچا ہوا ہو۔ اور یہ بات صرف
 میں نہیں کہتا بلکہ قرآن خود اس صفت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اپنا نام اکمل الکتب رکھتا ہے
 پس ظاہر ہے کہ اگر معارف الہیہ کے باریں کوئی حالت منظرہ پاتی ہوتی جس کا قرآن شریف نے
 ذکر نہیں کیا تو قرآن شریف کا حق نہیں تھا کہ وہ اپنا نام اکمل الکتب رکھتا۔ حدیثوں کو ہم اس سے
 زیادہ درجہ نہیں دے سکتے کہ وہ بعض مقامات میں بطور تفصیل لچالات قرآنی ہیں۔ سخت جاہل اور
 نااہل وہ اشخاص ہیں کہ جو قرآن شریف کی تعریف اس طور سے نہیں کرتے جو قرآن شریف میں
 موجود ہے بلکہ اسکو معمولی اور کم درجہ پر لانیکے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ غرض ایک پیگیوٹی یہ بھی ہے
 جو جناب الہی کی طرف سے مجھکو عطا ہوئی جس کا مقابلہ کوئی مخالفت نہیں کر سکا۔ اور خدا نے تمام معاندین کو
 ذلیل کیا۔ قرآن کے اعجازی معارف جو غیر محدود ہیں انپر ایک یہ بھی دلیل ہے کہ ظاہر اور معمولی
 معنی تو ہر ایک مومن اور فاسق اور مسلم اور کافر کو معلوم ہیں اور کوئی وجہ نہیں جو معلوم نہ ہوں
 تو پھر نہ ہوں اور معارف کو انپر کیا فوقیت ہوئی اور پھر انکے کیا منی ہوگا کہ لامیتہ اکلا المطہرون
 تیر صوفیوں پیگیوٹی وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی ہے اور وہ یہ ہے

نہیں تھا اور پرانے عقیدہ پر نظر تھی۔ لیکن خدا کے الہام نے ایسوقت کو اہی دی تھی کہ تو
 مسیح موعود ہے۔ کیونکہ جو کچھ آثار نبویہ نے مسیح کے حق میں فرمایا تھا الہام الہی نے اس عاجز پر
 جا دیا تھا یہ ہاں تک کہ اسی براہین احمدیہ میں نام بھی عیسیٰ رکھ دیا۔ چنانچہ صفحہ ۵۵۶
 براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے یا عیسیٰ انی متوفیک و راضعک الی
 وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی یوم القیامہ ثلثہ
 من الاولین و ثلثہ من الاخرین بیٹھے اسے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات ددن گئی اور اپنی طرف
 اٹھا دنگ۔ اور تیرے تابعین کو اُن کو گنہگار غلبہ بخشنے کا جو مخالف ہونگے اور میرے تابعین
 دو قسم کے ہونگے پہلا گروہ اور دیکھا گروہ۔ یہ آیت حضرت مسیح پر اسوقت نازل ہوئی تھی کہ جب
 انکی جان یہودیوں کے منصوبہ کو تنہا نہیں گھبراہٹ میں تھی اور یہودی اپنی خفاشت سے اُن کے
 مصلوبہ کرنے کی ٹکڑ میں تھے تاہم زمانہ موت کا داغ انپر لگ کر توریت کی ایک آیت کی موافق
 انکو ملعون ٹھہرا دین کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے۔ چونکہ
 صلیب کو جراثیم پیشہ سے قدیم طریق سزا دہی کی وجہ سے ایک مناسبت پیدا ہو گئی تھی اور
 ہر ایک بخونی اور نہایت درجہ کا بدکار صلیب کے ذریعہ سے سزا پاتا تھا اسلئے خدا کی تقدیر نے
 راستہ آوازہ نہ پر صلیب کو حرام کر دیا تھا تا پاک کو پلید سے مشابہت پیدا نہ ہو۔ پس یہ عجیب
 بات ہے کہ کوئی نبی مصلوب نہیں ہوا تا انکی سچائی عوام کی نظر میں مشتبہ نہ ہو جا۔

غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ایسے اضطراب کے زمانہ میں تسلی دی تھی
 کہ جب یہودی انکے مصلوب کر نیکی ٹکڑ میں تھے۔ اب جو یہ آیت براہین احمدیہ میں اس عاجز پر بطور
 الہام نازل ہوئی تو اس میں ایک باریک اشارہ یہ ہے کہ اس عاجز کو بھی ایسا واقعہ پیش آئے گا
 کہ لوگ قتل کرنے یا مصلوب کرانے کے منصوبے کریں گے تا یہ عاجز جراثیم پیشہ کی سزا
 پا کر حق مشتبہ ہو جائے۔ سو اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھ کر اوروفاات دینے کا
 ذکر کر کے ایسا فرماتا ہے کہ یہ منصوبے پیش نہیں جائیں گے اور میں اپنی شرارتوں سے محافظ

ہوں گا۔ اور اسی الہام کے آگے جو صفحہ ۵۵ میں الہام ہے اُس میں ظاہر فرمایا گیا کہ ایسا کب ہوگا اور اُس دن کا نشان کیا ہے۔ یعنی ایسے منصوبے جو قتل کے لئے کئے جائیں گے وہ کب اور کس وقت میں ہوں گے۔ اور کن امور کا نفع پہلے ظاہر ہونا ضروری ہے۔ سو اسی الہام کے بعد میں جو الہام ہے اس میں اُنکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نہانی سے تجھ کو اٹھاؤنگا (یہ افغانی کی تفسیر ہے) دنیا میں ایک تدبیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اُسے قبول کر گیا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ قتل کی سازشوں کا وقت وہ ہوگا کہ جب ایک چمکار نشان حملہ کی صورت پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ اس الہام کے بعد جو عربی میں الہام ہے وہ بھی اس مشہور قتل کے فتنہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ ہے الفتنۃ ہھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ فلما تجلّی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ قۃ الرحمن لعبد اللہ الصمد۔ مقام کا ترقی العبد فیہ بسعی الاحمال۔ ترجمہ۔ ہے کہ جب یہ چمکار ہوا نشان ظاہر ہوگا تو اس وقت ایک فتنہ برپا ہوگا (وہی فتنہ سازش قتل ہے جسکی مناسبت سے الہام مذکورہ میں اس عاجز کو یا عیسیٰ کر کے بکارا گیا تھا یعنی قتل کرنے یا مصدوب کرنے کے ارادہ کا فتنہ) اس الہام میں پہلا اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا اور پھر وعدہ کیا گیا ہے کہ میں تجھے وفات دوں گا اور وہی آیت جو قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ کی وفات کے وعدہ

میں حاشیہ ۱۰۰ اور ہندوؤں نے جنت جابجا حینہ چلے اور پشیدہ شہر سے اس عاجز کے قتل کے لئے کئے ہیں انکی نسبت اتک میر پاس بیکر کے قریب خطا ہو چکے ہیں۔ بعض امین سے گناہ ہندوؤں کے خطا ہیں اور بعض معذہ مسلمانوں کے خطا ہیں جو کہ ان مشہوروں کی اطلاع ہوئی۔ اس وقت خطاؤں کی نقل کی اہم ضرورت نہیں۔ وہ سب میر سے پاس محفوظ ہیں۔ لیکن ہندو اخبار میں سے کچھ بلطہ مشورہ نقل کرتا ہوں تا معلوم ہو کہ وہ ابتداء جو یہود کی شرارتوں سے حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا وہی مجھ کو پیش آگیا۔ اور اس فتنہ کے لفظ سے جو الہام الفتنۃ ہھنا میں پایا جاتا ہے وہی ابکا مراد ہے۔ اور اسی بنا پر بعض دوسرے وجود کے اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ یہود کا فتنہ وہ حصہ پر مشتمل تھا ایک وہ حصہ تھا جو حضرت عیسیٰ

کے تعلق ہے اس عاجز کے حقین الہام ہوئی یعنی یا عیسیٰؑ اتی متوفیک ورافعلک الی۔ اور جیسا کہ اسی میں لکھ چکا ہوں اس بشارت کی حضرت عیسیٰؑ کے حقین بھی ضرورت پڑی تھی کہ اس وقت یہودیوں کی ہر روز کی دھمکیوں سے انکی جان خطرہ میں تھی۔ اور یہودی لوگ ابک ایسی موبکی انکو دھمکی دیتے تھے جس کو تو کما کما بھرانہ موت سمجھ سکتے ہیں۔ اور عیسوی توحید کے رو سے بھی راستبازی کی شان کو وجہ لگنا ہو

کے قتل کے لئے انکے اپنے منصوبے تھے۔ اور دوسرا وہ حصہ تھا کہ جو گورنمنٹ رومب کو حضرت عیسیٰؑ کی گرفتاری اور قتل کیلئے افروختہ کرتے تھے۔ سوان و فونین بھی وہی معاملہ پیش آیا۔ صرف فرق اتنا رہا کہ وہاں یہودی تھے اور یہاں ہنود۔ سو پہلا حصہ جو قتل کیلئے خانگی سازشیں ہیں انکا نمونہ ایم آر بشیر داس کے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے جو اسنے اخبار آفتاب ہند منطوبہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۹ء کے صفحہ پہلے کالم میں چھپوایا ہے جسکا عنوان یہ ہے ”مرزا قادیانی خیر دار“ اور پھر اس کے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی میں امروز فردا کا جہان ہے بکری کی مان کب تک خیر مانا سکتی ہے اب تک ہنود کے خیالات مرزا قادیانی کی نسبت بہت بگڑے ہوئے ہیں پس مرزا قادیانی کو جو خط رہنا چاہیے کہ وہ بھی بکر عید کی قربانی ہو جاوے گا اور پھر احرار رہیں رہنا ہنود ۱۸ مارچ ۱۹۱۹ء کے صفحہ ۱۴ پہلے کالم میں لکھا ہے ”کہتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کرائینگے“۔

اور دوسرا حصہ جو گورنمنٹ کے افروختہ کیے تعلق ہے اسکا اخبارات مفصل ذیل میں جو ہندوؤں کی طرف سے کئے ہیں بیان ہے۔ چنانچہ اخبار صباح ساچار ۱۸ مارچ ۱۹۱۹ء جو ایک ہندو پریس لاہور سے نکلتا ہے اسطرح اپنے صفحہ پانچمین گورنمنٹ کو افروختہ کرتا ہے۔ ”سب سے اول اس خیال کو (یعنی سازش قتل کے خیال کو) پیدا کرنیوالی مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی ہے“ پھر سری اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب اس بانگو تسلیم کرتے ہیں کہ پنڈت جی کی موت دوسری شوال کو ہونی تھی“ یعنی پیشگوئی میں جو دوسری شوال کی طرف اشارہ تھا اور ویسا ہی وقوع میں آیا تو میں یہ کافی دلیل ہے کہ پیشگوئی کرنے والے کی سازش سے قتل ظہور میں آیا۔ پھر یہی اخبار ۱۸ مارچ ۱۹۱۹ء کے پرچہ میں لکھتا ہے ”ابک حضرت نے (یعنی اس علم نے) اپنی مصنفہ کتاب موعودہ دہلی میں یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ پنڈت لیکھرام جیہ سال کے مکر میں عید کے دن نہایت دردناک لہجہ میں مرے گا“ اب یہ پرچہ عید کے دن کا نام لیکر گورنمنٹ کو اب انکی طرف سے نکلا گیا ہے کہ ایسا پتہ دیا انسان کے منصوبہ پر دلالت کرتا ہے۔ مگر عید کا دن بیان کرنے میں غلطی کرتا ہے۔ الہام الہی میں دوسری شوال کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ پھر

۱۔ خدا تعالیٰ نے الہام میں لیکھرام کا نام عید کا دن لکھا اور رکھا ہے میں گورنمنٹ کی اس میں بھی اشارہ ہو کہ عید کے دن عید کا دن ہو گا کیونکہ عید کا دن ہے کہ سامری گا گورنمنٹ میں عید کے دن ہے ونا ہو گیا تھا۔ اور عید کا دن سامری میں عید کے حکم میں ہے۔ منہ

اسلئے خدا تعالیٰ نے ایسے پُرخطر وقت میں ایسی پلید اور لعنتی موت سے انکو بچالیا۔ پس اس الہام میں جو اسی آیت کیساتھ اس عاجز کو ہوا یہ ایک نہایت لطیف پیشگوئی ہے جو اب تک دسے سترہ برس پہلے پیشگوئی

اسی پرچہ کے صفحہ ۱۸۹ پر لکھا ہے دو قتل کیلئے آدمی مقرر کیا گیا اور دوسرے مصنف موجودی کی پیشگوئی بھی قریب تھی کیونکہ خان ۱۹۰۱ء چٹسال تھا اور یارچ ۱۸۹۷ء سنہ حال آخری جولائی ۱۹۰۱ء میں چٹسال غلطیان میں حاجت بیان نہیں۔ بہر حال اس تقریب سے اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ منصوبہ مقرر کیا گیا تھا کہ عید پر یا عید کے فریضہ میں بل کجا جائے۔ پھر اسی خیال کو قوت دینے کیلئے اسی اخبار میں لکھا ہے کہ قتل کئی ایک شخص کی مدت کی سوچی اور بھی ہوئی اور چند سازش کا نتیجہ ہے جسکی تجاویز مقرر اور گداس چودہ کے نزدیک اور دوسرے دہلی اور بمبئی کے ارد گرد منسلک ہو رہی تھیں۔ کیا یہ غیر اعلیٰ ہو کہ اس سازش کا جرم ان اشخاص سے ہوا ہو کہ جو علامہ بذریعہ تحریر و تقریر کیا کرتے تھے کہ پشت کو مار ڈالینگے اور مزید بیان یہ کہ پشت اس عرصہ میں اور فلاں دن ایک دروہاک حالت میں مرے گا۔ کیا آریہ دھرم کے مخالفین یا ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے؟ اس میں گورنمنٹ کو یہ پرچہ یہ جلا چاہتا ہے کہ کیا ایسا شخص جسے معیاد مقرر کر دی قتل کا دن بتا دیا اور زبان سے کہہ سکے کہ فلاں دن مرے گا اسکو قتل کے منصوبہ میں کچھ سازش نہیں؟ پھر کیا یہ احبار و کلام نام اخبار عام ہے اسکے پرچہ ۱۶ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ میں لیکھرام کے قاتل کی نسبت لکھا ہے درکہ طبع طرح کی افواہیں شہر میں ہیں۔ اور قادیانی صاحب روئے سب سے زالا ہے۔ . . . سخت افسوس ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کا فرض ہے کہ جب الہام کے زور سے انھوں نے لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی کی تھی اسی الہام کے زور سے بکادین کے قاتل اسکا کون ہے؟ پھر اثیر اخبار عام اپنے پرچہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء میں لکھتا ہے کہ اگر دپٹی صاحب یعنی اتھم کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا جس کا خیال لیکھرام کو بھگتا پڑا تب اور صورت تھی؟ یعنی اس حالت میں گورنمنٹ پیشگوئی کرنے والے سے مزدور مواخذہ کرے۔ ایسا ہی انیس ہند میرٹھ لیکھرام کے مارے جانے کی طرف اشارہ کر کے اپنے پرچہ ۱۶ مارچ میں لکھتا ہے کہ ہمارا ماتھا تو اس وقت ٹھکانا تھا کہ جب مرزا علام احمد قادیانی سے لیکھرام کی موت کی نسبت پیشگوئی کی تھی کیا اسکو علم غیب تھا؟ اور ایسا ہی کئی اور ہندو اخباروں میں متفرق طریقوں سے اپنے مفید خیالات کو ظاہر کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ پنجاب میں اسنے ان مفید و منصوبوں کا ایسا شور مچا ہوا ہے کہ سزا دادر کوئی ان سے بے خبر ہوگا۔ منہ

اور یہ باوازا بلند تبار ہی ہے کہ وہی واقعہ اسکا بھی پیش آیا گا۔ اور اس عاجز کو عیسیٰ کے نام سے مخاطب کر کے یہ کہنا کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دون گا اور اپنی طرف اٹھا دینگا۔ یہ حقیقت اس واقعہ کا نقشہ دکھانا ہے جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا اور وہ واقعہ یہ تھا کہ یہود نے اس ارادہ سے اُنکو قتل کرنا چاہا تھا کہ اُن کا کاذب ہونا ثابت کریں۔ اور انھوں نے یہ پہلو واقعہ میں لیا تھا کہ ہم صلیب کے ذریعہ سے اُنکو قتل کریں گے۔ اور مصلوب یعنی ہوتا ہے۔ اور لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان بے ایمان اور خدا سے برگشتہ اور دور اور مبہر ہو۔ اور اس طرح اُن کا کاذب ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور خدا نے اُنکو تسلی دی کہ تو ایسی موت سے نہیں مرے گا جس سے یہ نتیجہ نکلے کہ تو لعنتی اور خدا سے دور اور مبہر ہے بلکہ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی زیادہ سے زیادہ تیرا قرب ثابت کروں گا چاہے اور یہود اپنے اس ارادہ میں نامراد رہیں گے۔ پس لفظ رفع کے مفہوم میں ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بھی ایک پیشگوئی مخفی تھی کیونکہ جس سچائی کے زیادہ ظاہر ہونے کا وعدہ تھا وہ ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے وقوع میں آئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے ایک پتے نبی کو بغیر شہادت کے نہ چھوڑا۔

غرض یہی پیشگوئی اس عاجز کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے موجود ہے اور اچھے سترہ برس پہلے شائع ہو چکی۔ سو یہ الہام وہی شان نزول اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت مسیح کے متعلق ہوئی کی حالت میں اس کے ساتھ تھی یعنی جیسا کہ اس وقت میں یہ وحی اسی غرض سے حضرت عیسیٰ پر ازل ہوئی تھی کہ اُنکو پیش از وقت خبر دی جائے کہ تیری نسبت قتل کے منصوبہ ہو چکے اور میں جہکد بچاؤں گا اسی غرض سے یہ الہام بھی ہے۔ اگر فرق ہو تو صرف اتنا ہو کہ اس وقت قتل کے

مذہب حاشیہ۔ وعدہ اس عاجز کو بھی دیا گیا کہ میں تجھے وفات دون گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا چنانچہ اسی آیت کو ملاحظہ الہام اس عاجز کے حنین میں ہی نازل فرمایا جو جس سے ہمارے علماء دفع عمری مراد لیتے ہیں۔ اور میں دلائل سے ثابت کر چکا ہوں کہ یہ آیت مبرہہ متین بھی الہام ہوئی ہے۔ تو اب کیا میری نسبت بھی یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ میں معہ جسم عنصری آسمانی طرف اٹھا یا جاؤں گا۔ اگر کہو کہ تمہارا الہام ثابت نہیں تو یہ سند فضول ہو گا کیونکہ جس لطیف پیشگوئی پر یہ الہام متخل ہے وہ ظہور میں آئی ہے پس اسی دلیل سے الہام کا تپا ہونا ثابت ہو گیا ملاحظہ

منصوبے کرنیوالے یہود تھے اور اب ہنود ہیں۔ اور یہود نے حضرت مسیح کی تکذیب کر لئے یہ پہلو سوچا تھا کہ انکو مصلوب کر کے توریت کے رو سے اُن کا لعنتی ہونا کھل جائے گا اور سچا پیغمبر لعنتی نہیں ہو سکتا۔ پس اس طرح انکا جھوٹا ہونا دلونپر جم جائیگا۔ اور ایسی ذلت کیساتھ زندگی کا خاتمہ ہو کر پھر ان کا کوئی بھی نام نہیں لیگا۔ اسی ذلت کی موت کا بھاری غم تھا جس نے تمام رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دعا کرتا جو شایا اور عین صلیب کے وقت وہ ایلی ایلی لما سبقتنی ”اے مومنہ سے کہلایا۔ در نہ ایک نبی کو اپنی موت کا کیا غم ہو سکتا ہے۔ یہ بہادر قوم تو موت کے غم کو پیرون کے نیچے کھلتی ہے۔ ایسا ذرتی کے دل کی طرف کیونکر منصوب کر سکیں بلکہ لعنت کے فتنہ کا ڈر تھا جو انکے دل کو کھل گیا تھا۔ آخر اس راستہ پر خدا نے بچا لیا۔ اور براہین احمدیہ کی اس پیشگوئیں یہ اشارہ ہے کہ یہی منصوبہ تمہارے لئے ایک قوم کر گئی۔ چنانچہ ان دونوں لیکھرام کی موت کے بعد ہنود نے یہی کیا اور کر رہے ہیں۔ لیکن انھوں نے میری تکذیب کیلئے یہ دوسرا پہلو سوچا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اسکو بھی عید کے قریب قتل کر دیں اور اس طرح اپنی پیشگوئی کو بر باد کر کے دلون سے اسلامی عظمت کو مٹا دیں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلا دیں کہ جیسا کہ لیکھرام ایک پیش از وقت پیشگوئی کی موافق قتل ہو گیا ایسا ہی یہ شخص بھی پیش از وقت ہماری پیشگوئی کی موافق قتل ہو گیا پس اگر وہ خدا کا لہام ہو سکتا ہو تو ہماری بات کو بھی خدا کا لہام کہنا چاہیے۔ سو اس طرح دنیا میں ایک گر بڑ بڑ جائیگا اور لوگ ہندوؤں کے ایک مردہ کے مقابل مسلمانوں کے ایک مردہ کو دیکھ کر اس نتیجہ تک پہنچ جائیں گے کہ دونوں انسانی منصوبے ہیں۔ اور اس طرح آسانی اس شخص کا کاذب ہونا ثابت ہو جائیگا۔ سو یہود اور ہنود تکذیب کی مدعا میں صرف جدا جدا پہلو انکو سوچھے۔ پس خدا نے اس وقت سے سترہ برس پہلے بھادیا کہ جیسا کہ یہود اپنے ارادہ میں ناکام رہے ہنود بھی اپنے ارادہ میں ناکام رہیں گے اور صاف لفظوں میں بھادیا کہ یہ منصوبہ قتل اس وقت ہو گا کہ جب ایک چمکتا ہوا نشان حد کے رنگ میں ظہور میں آئیگا اور اس حملہ کے بعد ایک فتنہ ہو گا اسی فتنہ کو مشابہ جو مسیح کی نسبت ہوا تھا۔ اور پھر اسی لہام کیساتھ عربی میں لہام ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ خدا نسلات کے پہاڑ دور کر دیگا اور یہ سب رحمان کی توفیق سے ہو گا۔

اور پھر اسی لہام کی تائید میں براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں ایک لہام ہے حسین

ہائے میں پکڑا گیا۔ اُسے میعاد کے اندر تمام مباحثات چھوڑ دیئے گویا اُسکے مونہ میں زبان نہ تھی
 میعاد کے دو نمین اُس نے اپنی عجیب تبدیلی دکھلائی کہ گویا یہ وہ اِتھم ہی نہیں ہے۔ پس اگرچہ یہ
 تبدیلی اور ہراس اور غم کہ اُسکے چہرہ سے نمایاں تھا رجوع کیلئے کافی دلیل تھی۔ لیکن اس سے بڑھ کر
 اُس نے یہ بھی ثبوت دیدیا کہ میں نے اُسکو کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تو میعاد کے اندر
 ضرور ڈر تار یا اور عیسائیت کے میدا کا نہ طرز سے ضرور دستکش ہو کر ہیبت اسلام سے متاثر ہو گیا
 تھا جو رجوع کے اقسام میں سے ایک قسم ہے اور اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو تجھے قسم کھانا چاہیے
 جس پر ہم چار ہزار روپیہ بلا توقف تجھے دیدینگے۔ لیکن اُس نے قسم نہ کھائی اور نہ نالاش سے اپنے
 اُن جھوٹے الزام کو ثابت کیا جو اپنے غفکی بنا ٹھہرائی تھی۔ یعنی یہ الزام کہ گویا ہم نے ایک سادہ تعلیم
 یافتہ اُسکی طرف چھوڑا تھا اور بعض مسلح سپاہی بھیجے تھے۔ پس اُسکی اس کارروائی سے صاف طور پر
 ثابت ہو گیا کہ ضرور اُس نے رجوع کیا۔ اور اہامی عبارت میں یہ بھی تھا کہ اگر رجوع پر قائم نہ رہے گا اور
 حق کو چھپائے گا تو جلد مر جائیگا۔ چنانچہ وہ حق کا انکار کر کے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے
 اندر فوت ہو گیا۔ الہام کی وہ واقعی اُس کا مرنا بھی صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ صرف رجوع کے باعث سے
 کچھ دنوں تک زندہ رہ سکا تھا۔ یہ کیسی صاف بات ہے کہ الہام الہی میں اِتھم کیلئے ایک زندہ رہنے
 کا پہلو تھا اور ایک مرتبہ پہلو۔ سو خدا نے پیشگوئیکے الفاظ کی مطابق دونوں پہلوؤں پر اُس کے دکھلایا
 کیا زندہ رہنے کا پہلو جو شرط الہامی ہے پیچھے سے بنا دیا ہے اور پہلے الہام میں روح نہیں تھا
 اگر کسی ہی سمجھنا تھا ہے تو ایک موٹے طور پر سمجھ لو کہ الہام کے لفظوں میں ہادیہ کا ذکر تھا اور ہادیہ
 کا کمال موقع تصویر کیا گیا تھا۔ اس پر کہو کہ کیا اِتھم پیشگوئیکے میعاد کے اندر بے چینی میں نہیں رہا
 جو ہادیہ کا مصداق ہے؟ کیا کہہ سکتے ہو کہ وہ آرام اور تسلی سے رہا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ میعاد
 سے خارج ہو کر اور عیسائیت پر اصرار کر کے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ تک مر گیا؟
 کیا دکھلا سکتے ہو کہ اب تک وہ کہیں زندہ بیٹھا ہے؟ کیا یہ ایسی باتیں ہیں جو کسی کو سمجھ نہیں سکتیں؟
 سو انکار براہ راست اگر بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کسی پہلو سے خوش
 نہیں ہو سکتی۔ اِتھم نے نرمی اور شرم اختیار کی اور اُس کا دل غور سے بھر گیا سو خدا نے الہام
 کی شرط کے موافق خون کے ایام میں اُسکو مہلت دیدی مگر دنیا کے لوگوں نے پھر ہی کہا کہ

”آتم کیون نہیں مرنا اور لیکھرام نے کچھ خوف نہ کیا اور شوخی دکھلائی اسلئے خدا تعالیٰ نے ٹھیک ٹھیک میعاد کے اندر اسکو ہلاک کیا اور دنیا کے لوگوں نے کہا کہ ”کیون لیکھرام مر گیا ضرور کوئی خفیہ سازش ہو گی۔“ سو وہ جو میعاد کے اندر مرنیسے بچا یا گیا اسپر بھی مخالفوں کا شورا تھا کہ کیون بچا یا گیا اور جو میعاد کے اندر پکڑا گیا اسپر بھی شورا تھا کہ کیون پکڑا گیا۔

اور جیسا کہ لیکھرام کی نسبت سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں خبر موجود ہے ایسا ہی آتم کی نسبت بھی براہین احمدیہ میں خبر موجود ہے۔ جو شخص براہین احمدیہ کا صفحہ ۲۴۱ غور سے پڑھے گا اسکو اس باتکو ماننا پڑے گا کہ درحقیقت براہین احمدیہ میں اس فتنہ نصاریٰ کی جو آتم کی میعاد گزرنے کے بعد نمودار ہوئی آیا خبر دی گئی ہے۔ ان باتوں پر غور کرئیے ایک ایسا انداز کا ایمان قوت پاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے مخالف دن بدن بے ایمانی میں بڑھتے جاتے ہیں یہ معلوم انکی قسمت میں کیا لکھا ہے۔ مولویوں کی حالت پر تو بہت ہی افسوس ہے کہ انکو آمانیویہ کے ذریعہ سے آتم کی پیشگوئی کی نسبت خبر دی گئی تھی مگر انھوں نے اس خبر کی بھی کچھ پروا نہیں کی۔ ایک دانشمند انسان جب براہین احمدیہ کو کھول کر صفحہ ۲۴۱ میں نصاریٰ کے ذکر اور انکی مکر اور حق پوشی کی پیشگوئی کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا **الْفِتْنَةُ هَهْنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعِزْمِ** اور پھر اُسے چکر جب پانسو گیارہ صفحہ پر ایک فقری اور بیابک مسلمان کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا **الْفِتْنَةُ هَهْنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعِزْمِ** اور پھر اُسے چکر جب صفحہ ۵۵۷ میں ایک جگہ ہوتے ہوئے نشان کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھے گا **الْفِتْنَةُ هَهْنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعِزْمِ** تو ان تین فتنوں کے تصور سے جو صفحہ ۲۴۱ اور صفحہ ۵۱۱ اور ۵۵۷ براہین احمدیہ میں اسوقت سے سترہ برس پہلے لکھی ہوئی ہیں طبعاً اُسکے دل میں ایک سوال پیدا ہو گا کہ یہ تین فتنے کیسے بن جنمیں سے ایک عیسائیوں سے تعلق رکھتا ہے اور ایک کسی منصوبہ باز مسلمان سے اور ایک کھلے کھلے نشان کے ظہور کے وقت سے۔ اور پھر جب واقعات کی تلاش میں پڑے گا تو وہ تین بھاری بلوے اُسکی نظر کے سامنے آجائیں گے جو ہر ایک انمیں سے فتنہ عظیم کہلانے کا مستحق ہے۔ تب خدا کا عمیق علم دیکھ کر ضرور سجدہ کرے گا جسے اسوقت یہ خبریں دین جیکہ ان تینوں فتنوں کا نام و نشان نہ تھا۔ اگر یہ تینوں فتنے جیسا کہ یہاں کیطرح پر کسی واقعات کے جاننے والے کے سامنے پیش کی جائیں

توفی القودہ جو اب دیکھا کہ ایک فتنہ آتم کی پیشگوئی کے متعلق کہے جو عیسائیوں اور ان کے حامی خلی مسلمانوں سے ظہور میں آیا پھر ان مسلمانوں نے جن کا نام اس پیشگوئیں میں یہود رکھا ہے۔ اور دوسرا فتنہ محمد حسین بنالوی کی تکفیر کا فتنہ ہے۔ اور تیسرا وہ فتنہ جو ہندو کی طرف سے نشان الہی کے ظہور کے بعد وقوع میں آیا۔ یہ تین فتنے ہیں جو پرشور و بلوہ کی طرح ظہور میں آئے جنکی خدا نے سترہ برس پہلے خبر دیدی تھی۔ !!!

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ان تینوں فتنوں میں سے کوئی فتنہ بھی قومی شور و غوغا سے خالی نہ تھا اور ہر ایک میں انتہائی درجہ کا جوش بھرا ہوا تھا۔ اور ہر ایک میں غیر معمولی خل و فغاڑہ اٹھا تھا۔ چنانچہ عیسائیوں کا فتنہ اس وقت وقوع میں آیا تھا جب آتم میا و پیشگوئیں کے بعد زندہ پایا گیا۔ پادریوں کو خوب معلوم تھا کہ الہامی پیشگوئیں صریح شرط تھیں کہ آتم رجوع کی حالت میں جو ایک دلی فعل ہے میعاد میں مرنے سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے اور یہ بھی وہ خوب جانتے تھے کہ آتم پیشگوئی ہیبت سے ضرور ڈرے گا۔ اور وہ ایام میعاد میں عیسائیت کے تعصب پر قائم نہیں رہ سکا۔ اور انکی جگہ سونے جھاک کر فیروز پور کے گوشہ خلوت میں جا بیٹھا۔ اور نیز انکو خوب معلوم تھا کہ ایک دفعہ بیماری کی قہقہہ میں یہ بھی کہا کہ میں پکڑا گیا۔ اور خوب جانتے تھے کہ فطرت انکی روح ڈر نیوالی تھی۔ اور انہیں کما حقہ اس بات کا علم تھا کہ اُس نے اپنی حرکات سے خوف ظاہر کیا استقامت ظاہر نہیں کی اور پہلی دفعہ متعصبانہ کو ایسا بدل دیا کہ انہیں میعاد میں دین اسلام کی مخالفت میں کبھی دو سطر کا مضمون بھی کسی اخبار میں نہیں چھپوایا اور نہ کوئی رسالہ نکالا جیسا کہ اسکی قدیم سے عادت تھی اور نہ کسی مسلمان سے بحث کی بلکہ اسطر پر دونوں کو گزارا جیسا کہ کسی نے خاموشی کا ہرزہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھر طرفیہ کہ چار ہزار روپیہ دینے پر بھی قسم نہ کھائی۔ اور مارٹن کلارک سر پیٹ کر رہ گیا مگر نالاش لکھی اور تعلیم یافتہ سائپ وغیرہ الزاموں کو ثابت نہ کر سکا۔ ان تمام وجوہات سے پادری صاحبان کو یقینی علم تھا کہ وہ بزدل اور ڈر پوک نکلا۔ اور میعاد کے بعد بھی وہ اپنا قصہ یاد کر کہہ رہا لیکن پادریوں نے خدا تعالیٰ کا خوف سمجھا اور ہر ترس کے بازو زمین اُسکو لئے پھرے کہ دیکھو آتم صاحب زندہ موجود ہے اور پیشگوئی سچو بھی نکلی۔ بہت سے پلید طبع مولوی جو نام کے مسلمان تھے اور چند لائق اور دنیا پرست۔ انہوں نے اُسے اپنے ساتھ ہو گئے اور لعن طعن اور گدگدہ اور

تبرہانی بن اُنکے بھائی بن بیٹے اور بڑے جوش سے اسلام کی سخت کرائی۔ پھر کیا تھا عیسائیوں کو اور
 بھی موقعہ ہاتھ لگا۔ پس انھوں نے پشاور سے لیکر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دوردور کے شہروں تک
 نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ہنسنے لگے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور
 اخباروں والے اُنکے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ دین ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔ انہر آسمان سے
 خدا کی لعنت برس رہی تھی مگر انکو نظر نہیں آتی تھی۔ اسوقت وہ غضب الہی کے نیچے تھے۔ مگر فسانی
 جوش کے گرد و غبار سے اندھے کی طرح ہورہے تھے۔ یہ لوگ اسوقت شیطان کی آواز کے مصداق تھے
 اور آسمان کی آواز کی کچھ پروا نہ تھی۔ انھیں دونوں ایک بے نصیب نالائق مسلمان اینڈ ٹرنے
 لاہور سے اپنے اخبار میں آتھم کو مخاطب کر کے اور میرا نام لیکر لکھا کہ آتھم صاحب خلقِ اللہ پر احسان
 کر بیٹھے اگر نالاش کر کے اس شخص کو سزا دلائیے گے۔ اس نادان نے اپنے ان پر جوش بھولوں سے
 مردہ کو بلانا چاہا۔ مگر چونکہ وہ مرچکا تھا اسلئے ہل نہ سکا۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں خود چاہتا تھا کہ
 اگر آتھم نے قسم نہیں کھائی تو بار سے نالاش ہی کرتا۔ مگر آتھم تو مردہ تھا۔ زندہ خدا کی مشکوئی کا رعب
 اسکو ہلاک کر گیا تھا کہ بظاہر جیتا نظر آتا تھا۔ مگر اس میں جان تھی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سب لوگ
 اُسکو کھڑے کھڑے بھی کر دیتے تب بھی وہ کبھی نالاش نہ کرتا۔ اور اگر میں ایک کروڑ روپیہ بھی اُسکو
 دیتا تو کبھی قسم نہ کھاتا۔ اس کا دل میرا قائل ہو گیا تھا اور زبان پر انکار تھا۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ
 اس معاملہ میں آتھم سے زیادہ میری سچائی کا اور کوئی گواہ نہ تھا۔ غرض پادریوں نے آتھم کے معاملہ
 میں حق پوشی کر کے بہت شوخی کی اور ام ترسے شروع کر کے پنجاب اور ہندوستان کے بڑے بڑے
 شہر وینہں ناچتے پھرے اور بہر دپ لگا لے اور ایسا شور و غوغا کیا کہ ابتداء عملہ ارنی انگریزی سے
 آج تک کسی کوئی تغیر نہیں مل سکتی۔ اور اس جھوٹی خوشی میں جسکے مقابل انھیں کا کالشنس اُنکے
 مونہ پر لمانے مارتا تھا بہت برا نمونہ دکھایا۔ اور گندی گالیوں سے بھرے ہوئے میر پٹن خط بھیجے
 اور وہ شور کیا اور وہ شوخی ظاہر کی کہ گویا نذر و نفع اُنکے نصیب ہو گئیں اور ہزاروں اشتہار
 چھپوا کر پھر بھی اتنے اور اس قدر جوش کیساتھ آتھم کا مردہ جنین نہ کر سکا اور اس جھوٹی
 فتح کی خوشی میں اُس نے کوئی دو ورقہ رسالہ بھی شائع نہ کیا۔ بلکہ ایک اخبار میں شائع کر دیا کہ یہ تمام
 فتنہ اور شور و غوغا جو عیسائیوں کی طرف سے ہوا یہ سیکر خلافت مرضی ہوا میں اُنکے ساتھ متفق نہیں۔ اور
 کو سچی گواہی کو بچپا یا مگر مخالفانہ تیزی اور چالاک سے بھی چپ رہا یہاں تک کہ ابہام الہی کی موافق ہمارے

آخری اکتہار سے ساٹھ مہینہ کے اندر فوت ہو گیا۔ غرض بڑا بھاری فتنہ یہ تھا جو بین دین اسلام پر چٹھا کیا گیا۔ اور حسین بد بخت مولویوں اور دوسرے جاہل مسلمانوں نے پادریوں کی مان کیساتھ مان ملا کر اپنا مونہہ کالا کیا۔ اور ایک الہامی پیشگوئی ناسخ تلمذیہ کی اور اسلام کی سخت توہین کو مرتکب ہوئے۔ اب صفحہ ۲۴۲ پر امین احمدیہ غور سے پڑھو اور انصاف کرو کہ کیسی صفائی سے اس فتنہ کی امین نجم۔ ہے اور کیسا صاف صاف لکھا ہے کہ اول عیسائی مکر کرینگے اور پھر صدق ظاہر ہو جائیگا۔ دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر تھا محمد حسین بیالوی کی تکفیر کا فتنہ تھا۔ امین بھی عوام کا شور و غوغا پادریوں کی تسویر و خفا سے کچھ کم نہ تھا۔ اسی فتنہ کی تقریب پر بمقام دہلی سات یا آٹھ ہزار نئے قریب مکفر اور مذہب جامع مسجد میں میرے مقابل پر اکٹھے ہوئے تھے۔ اگر غایت الہی شامل نہ ہوتی تو ایک خطرناک بلوہ برپا ہو جاتا۔ غرض اس فتنہ کا بانی محمد حسین بیالوی تھا اور اس کے ساتھ نذیر حسین دہلوی تھا جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں فرمایا جو صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے

ثبت ید ابی لہب و تب ما کان لہ ان یدخل فیہا الا خائفائینی و دونون اقفہ ابی لہب کے ہلاک ہو گئے جس سے اُس نے قومی تکفیر لکھا۔ اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اسکو نہیں چاہیے تھا کہ اس مقدمہ میں دخل دیتا مگر درآ ہوا۔ یہ فتنہ بھی پشاور سے لیکر کلکتہ بمبئی حیدر آباد اور تمام بلاد پنجاب اور ہندوستان پھیل گیا۔ اور جاہل مسلمانوں نے رافضیوں کی طرح مجہر لعنت بھیجنے کا موجب سمجھا۔ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات ٹوٹ گئے اور بھائی بھائی سے اور بیٹا باپ سے علیحدہ ہو گیا۔ سلام ترک کیا گیا یہاں تک کہ ہمساری جماعت میں سے کسی مردہ کا جنازہ نہ پڑھنا بھی موجب کفر سمجھا گیا۔

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے وہ فتنہ ہے جو اب لیکھرام کی موت پر کھلا کھلا نشان ظاہر ہوئیے۔ قت ہندوؤں نے قومین آیا اور انھوں نے جہانگ انہی طاقت تھی فتنہ کو اتہا تاک پہونچایا اور قتل کے منصوبے کئے اور کر رہے ہیں اور گورنمنٹ کو اٹھایا اور اکسائے ہیں۔ اس فتنہ کیساتھ چونکہ ایک یا کھلا کھلا نشان ہے جس سے مخالفوں کے دل و پیر زلزلہ آگیا ہے اور فتح عظیم حاصل ہوئی ہے۔ اور بہت سے اندھے سو جا کے ہوتے جاتے ہیں اسلئے یہ فتنہ تیسرے درجہ پر ہے۔

یہ تین فتنے ہیں جنکا براہین احمدیہ میں آج سے سترہ برس پہلے ذکر ہے۔ اب اگر

بڑے سے بڑے متعصب مان یا عیسائی یا ہندو کے سامنے یہ کتاب براہین احمدیہ رکھ کر
 اور ان تینوں فتنوں کے مقامات اسکو دکھلا کر جائیں اور حلفاً اس سے بوجھا جائے کہ یہ تینوں فتنے
 واقعی طور پر وقوع میں آچکے یا نہیں اور کیا یہ پیشگوئی کے طور پر براہین احمدیہ میں لکھے گئے تھے
 یا نہیں اور کیا یہ واقعات **تلبہ فتنہ** جو بڑے زور شور سے ظہور میں آچکے نہیں بتلاتے اور گواہی نہیں
 دیتے کہ حقیقت میں ایک **فتنہ** عیسائیوں کی طرف سے بھی ہوا جس میں لاکھوں انسانوں کا شورو
 ہوا اور گروہ کے گروہ نہایت پر جوش صورت میں بازار دہلی میں پھرتے تھے اور ہر وہ پکھلتے تھے اور **دوسرا**
فتنہ حقیقت میں محل حصہ میں بنالوی کی طرف سے ہوا جسے مسلمانوں کے خیالات کو اس عاجز کی نسبت
 بھڑکتی ہوئی آگ کے حکم میں کر دیا اور بھائیوں کو بھائیوں سے اور باپوں کو بیٹوں سے اور دوستوں کو
 دوستوں سے علحدہ کر دیا اور رشتے ناٹے توڑ ڈالے۔ اور تیسرا **فتنہ** لیکچر ام کی موت کی بوقت اور
 نشان الہی کے ظاہر ہونے کے بعد سے ہندوؤں کی طرف سے ہوا اس فتنہ کے جوڑ میں مکی مسعود نے قتل
 کئے گئے راویلنڈ ہی میں قریب چالیس آدمیوں کو زبردیا گیا اور محکوم قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور گورنمنٹ
 کو مشتعل کر نیکے لئے سسی کی گئی اور آئندہ معلوم نہیں کیا گیا کہ یہ کتنے بھاب بتلاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جیسے
 براہین احمدیہ میں تصریح اور تفصیل کے ساتھ تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا وہ تینوں فتنے ظہور
 میں آگئے کیا محمد حسین بنالوی یا سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی۔ یا تیسریں دہلوی یا عبد
 غازی یا رشید احمد گنگوئی یا محمد بشیر جو بالی یا غلام دستگیر حضور یا عبداللہ ٹوٹلی پر ویز لاکھ
 یا مولوی محمد حسن رئیس لڑیانہ فتنہ کھا سکتے ہیں کہ یہ تین فتنے جنکا ذکر پیشگوئی کی طور پر براہین احمدیہ میں
 کیا گیا ہے ظہور میں نہیں آگئے اگر کوئی صاحب ان صاحبوں میں سے میرے الہام کی سچائی کے ہنرمند
 تو کیوں خلقت کو تباہ کرتے ہیں میرے مقابل پرستم کھا جائیں کہ یہ تینوں فتنے جو براہین احمدیہ میں بطور
 پیشگوئی ذکر کئے گئے ہیں یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اگر پوری ہوئی ہیں تو خدا کی قدرت کا
 دن تک ہم پر وہ غلاب نازل کرو جو مجھ پر نازل ہوتا ہے پس اگر خدا تعالیٰ کے نام سے اور بلا واسطہ کسی انسان کے
 وہ غلاب جو آسمان سے اترتا اور کھا جائے والی آگ کی طرح کذاب کو نابود کر دیتا ہے اکتالیس روز کے اندر نازل
 نہ ہوا تو میں جو نا اور میرا تمام کاروبار جو ٹا ہو گا اور میں حقیقت میں تمام لعنتوں کا مستحق و تحیروں کا اور اگر وہ
 کسی دوسرے شخص کی طرف سے اس قسم کی پیشگوئیاں جنکو خود میان کرنے والے اپنی تحریروں اور بھی ہوئی کہ انہوں
 کے ذریعہ سے مخالفوں اور موافقوں میں پیش از وقت شل کر دیا ہوا اپنی عظمت میں میری پیشگوئیوں کے

مسادی ہوں اس زمانہ میں دکھاؤں جنہیں الہی قوت سوس ہو سب بھی میں جھوٹا ہو جاؤنگا
 اور قسم کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ جو صاحب قسم کھائے ہر آمادہ ہوں وہ قادیان میں آکر میرے روبرو قسم
 کھاؤں میں کسی کے پاس نہیں جاؤں گایہ دس کا کام ہے پس جو لوگ باوجود مولویت کی لاف کے نہیں
 سنستی کریں تو خود کا ذب ٹھہریں گے اگر سب جیسے خصم جسکا نام دجال رکھتے ہیں مطلوب کر لیں تو
 گویا تمام دنیا کو بدی سے بچھڑائیں گے اور قسم کے وقت یہ شرط نہایت ضروری ہوگی کہ میں انکی
 قسم سے پہلے پورے دو گھنٹے تک عام بلکہ میں ان پیشگوئوں کی سچائی کے دلائل انکے سامنے
 بیان کروں گا تاہم جلدی کر کے ہلاک نہ ہو جائیں اور میرا ن پرعت پوری ہو اور ان کا حق نہیں ہوگا
 کہ بجز قسم کھانے کے ایک کلمہ بھی منہ پر لائیں خاموشی سے دو گھنٹے تک بیٹریاں کو نہیں گے
 پھر حسب امنو نہ مذکورہ قسم کھا کر اپنے گھر دن میں جائیں گے اور یاد رہے کہ میں ربنا حمد نان حسب
 کا نام منکرین کی مدین اسلئے بچھا ہے کہ ان کو خدا کے اس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار جب جو خدا سے
 نازل ہوتی اور علم غیب کی عظمت ایاذ رکھتی ہے چونکہ وہ بھی اب عمر کی نسل کو طم کر چکے ہیں میں بہتر
 پہانتا کہ وہ یورپ کو روانہ خیالات کی پیروی کر کے اس نطلی وقبر میں لیا جائیں اب گو وہ متوجہ ہوں
 اور اس بات کو ٹھٹھہ میں اڑائیں مگر میں جو تبلیغ کرنی تھی وہ کر چکا ہوں میں ڈرتا ہوں کہ میں پوچھا جاؤں
 کہ ایک بندہ کم سندہ کو تھنے کیوں تبلیغ نہ کی۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ ہر دفع عذاب اور موت کی پیشگوئی
 کیوں کی جاتی ہیں یہ نادان نہیں جانتے کہ ہر ایک نبی انداز ہی پیشگوئی کر تا رہا ہے اگر یہ روا نہیں ہے
 تو اس کے کیا سنے ہیں کہ مسیح موعود کے دم سے مخالف مرینے۔

غرض یہ تو صاحبین جو قسم کے لئے منتخب ہو گئے ہیں کیونکہ ہر ایک انہیں سے
 ایک جماعت اپنی ساتھ رکھتا ہے پس اس کے ساتھ فیصلہ کرنے سے جماعت کا فیصلہ خود مختار ہو جائے گا
 قسم کا بھی مصنون ہوگا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئیں اور پہلے سے براہین احمدیہ میں انکا ذکر نہیں
 اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ منکرین اپنی جہالت اور نادانی سے بات بات میں تکذیب کرتے
 ہیں اور ہر ایک پیشگوئی کو غلط واقعہ قرار دیتے ہیں مگر وہ تکذیب ان کی جو ایک ہوں ان فتنہ
 کے رنگ نہ بدلا ہوئی اور ملوہ کی حد تک پہنچ گئی جسکے ساتھ ایک طوفان بے تیزی کا اٹھا اور خطرناک
 نہتہ ہو چکا ہے مریض مرہو فتنہ میں آئی اسی کا نام براہین احمدیہ میں تین فتنہ عظیمہ کہا گیا اور یہ کتب بخیر ہوں اور جو

ایک وقت میں پورا نام ملک میں بلکہ بلاد عرب اور فارس تک شائع ہو چکی ہے۔ اور یہ تین فتنہ مہم
 اور عظمت سے ظہور میں آئے اور جس مہمیت ناک شور کے ساتھ اس ملک کو کھاروں تک آنکھ پھیلانے لگا
 یہ ایسا امر نہیں ہے جو کسی سے مخفی رہا ہو بلکہ چھاب اور ہندوستان کے مرد اور عورت اور ہندو اور سکھ
 ان تینوں فتنوں کو ایسے طور سے یاد رکھتے ہیں کہ ہر گراں دیدہ نہیں کہ کبھی تذکرہ **ان تین فتنوں کا صفحہ**
 تواریخ میں سے مٹ سکے جس شخص ان تینوں فتنوں کے پیر مہمیت واقعات پر اطلاع پالے پھر براہین احمد
 میں ان کی غور دیکھنا چاہے یا براہین احمدیہ میں ان تینوں فتنوں کی پیشگوئی پڑھ کر پھر واقعات خدا
 میں ان کا نمونہ دیکھنا چاہے تو ان دونوں صورتوں میں بعینہ کامل اسکو ہو جائیگا کہ براہین احمدیہ
 انہیں تین فتنوں کا ذکر ہے جو ظہور میں آئے یا یوں کہو کہ جو تین نکتے ظہور خارجی میں مشاہدہ کی گئے
 وہ وہی تینوں ہیں جو براہین احمدیہ میں پہلے سے مندرج ہیں۔ اب سوچو کہ ان نکتوں کے متعلق جو پیشگوئی
 تھی جسکی نسبت عیسائیوں اور یہودی صفت مولویوں نے شور مچایا اور لیکچرار کی نسبت جو
 پیشگوئی تھی جسکی نسبت آریوں نے طوفان برپا کیا یہ دونوں کس چٹان مصنوعہ پر رکھی گئی ہیں **اک**
مسلمانوں کی اولاد حد سے بڑھتی نہ جاؤ ممکن ہے کہ انسان اپنی عقل اور اپنے اہتمام سے
 ایک لاکھ کو صحیح سمجھے اور دراصل وہ راسی غلط ہو اور ممکن ہو کہ ایک شخص کو کاذب خیال کرے اور دراصل وہ
 سچا ہو تم سے پہلے بہت لوگوں کو وہ ہو کے لئے تم بجا چیر ہو کہ تمہیں نہ لگین پس ڈرو اور تقویٰ کی راہ
 اختیار کرو تا امتحان میں چڑھو بین بار بار کہتا ہوں کہ اگر بہ انسان کا فعل ہو تا تو کب کا تباہ کیا جاتا
 اور قبل اسکے جو محتار مانہ اعتقاد کا مانہ اسکو تباہ کر دیتا دیکھو خدا فرماتا ہے **وَلَا يَظْهَرُ عَلَيْهِ عِصْيَا**
أَحَدٍ إِلَّا هُوَ الرِّضَىٰ مِنْ رَسُولٍ یعنی منیب کو چنے ہوئے فرستادوں کے سوا کسی نہیں
 کھولا جاتا اب سوچو اور خوب غور سوچو کہ کیا وہ منیب ہے اس آیت میں تشریف ہے کہ کمال طور پر
 پیش نہیں کیا گیا نہ بحین سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تمہیں دکھایا گیا اگر ان اندھوں کو دکھایا جاتا کہ اس
 صدی سے پہلے گزر گئے تو وہ اندھے نہ رہتے سو غم و دشمنی کو پا کر اسکو رو نہ کر خدا تمہیں روشن بخیر
 دیکھنے کیلئے تیار ہے اور پاک دل بننے کیلئے مستعد ہے وہ تیرے اپنی ہستی پر غور کرنا چاہتا ہے
 اس کے ہاتھ ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کے لئے ہے ہوسے میں سو تم مزاحمت مت کرو اور حواس
 جلد بجا جاؤ تم اپنے نفسوں پر غور مت کرو اور اپنی ذریت کے دست نہ منواتا خدا تیرے رحم کرے اور تا وہ
 تمہارے گناہ بخشے اور تمہارے دلوں میں برکت دی۔ دیکھو آسمان کیا کر رہا ہے اور زمین کو کیا کچر رہا

دیکھ لیں عجیب واقعہ پیش آیا کہ ہندو اور آریہ تو لیکھرام کے غم سے روئے اور ایمانداروں اور صادقوں کا گروہ زایدت معرفت کی خوشی سے رویا ہوا کہین احمدیہ کے صفا میں جو الہامات سندرجہ ذیل ہیں جو ایک پیشگوئی تھی وہ اسی نشان کے بعد کامل طور پر پوری ہوتی دیکھی اور وہ یہ ہے۔

اصحاب الصفۃ وما ادرناک ما اصحاب الصفۃ تری اعدینہم یفنی من الدمع یصلون علیک۔ ربنا انما سمعنا حناد یا بنادی الذنبا وداھیۃ الی اللہ وسراجا مہمیرا۔ اقلوا ترجمہ خبر کو ہمیشہ۔ اور نو کیا جانتا ہے کہ کیا بین حجرہ کے ہمیشہ۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جلتی ہوں گے۔ پتھر درود بھیجیں اسے ہمارے خدا ہمنے ایک منادی کہنے والے کو سنا جو تیرے نام کی منادی کرتا اور لوگوں کو ایمان کیطیث بلاتا اور خدا واحد لاشریک کی طرف دعوت کرتا ہے اور ایک چکتا ہوا چراغ ہے کھڑا اور انوار الاسلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی میں یہ بھی صاف طور پر کچا ہے

کہ اس نشان کے بعد ایک اور گروہ بھی اس جامع کے ساتھ شامل ہو جائیگا اور وہ دونوں گروہ اس نشان پر خوش ہوں گے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی اب پوری ہو رہی ہے اور بہت مخالفوں کے انکساری نظریہ زط آرہے ہیں جو ہم غلطی پر تھے فالحمد للہ علی خلائک

سولین پیشگوئی

براہین احمدیہ کے مکتب میں ایک آریہ کے متعلق ایک پیشگوئی ہے جسکا نام ملاو اول ہے وہ ایسی تہمت بقید حیات ہے یہ شخص دق کے مرض میں مبتلا ہو گیا تھا ایک دن وہ میرے پاس آکر اور اپنی زندگی سے ناامید ہو کر بہت بیقراری سے رویا مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس نے اس روز متوجس خواب بھی دیکھا تھا جہاں تک کہ مجھ پر ہے خواب یہ تھا کہ اُسکو ایک زیر بیسے سانپ نے کاٹا ہے اور تمام بدن میں زہر سمیٹ کر گیا ہے اس خواب نے اُسکو نہایت غمگین کر دیا تھا اور پہلے سے ایک نرم تپ زہر کھانیکے بعد تیز ہو جاتی تھی صحت گھر امپٹ میں اُسکو ڈالا ہوا تھا اس لئے وہ بیقراری اور قریب قریب یابوسی کی حالت میں تھا وہ میرے پاس آکر رویا اس لئے میرا دل اسکی حالت پر نرم ہوا اور میں نے حضرت احدیہ میں اس آئینہ کے حقین عاک جیسا کہ اُس پہلے آئینہ کو حقین دعا کی تھی جس کا نام شریعت ہے فجر سلیم ہوا جو بیسین

کے ساتھ میں موجود ہر قلنا یا نار کوئی بڑا اسلا کما یعنی جسے پ کی آگ کو کھا کر سداور
 سلامتی ہو چنانچہ اسی وقت اسکو جو وہ دھواں الہام سے خبر دی گئی اور گئی اور لوگوں کو اطلاع دی
 کہ وہ ضرور میری دعا کی برکت پر صحت پا جائے گا چنانچہ بعد اس کے ایک ہفتہ نہیں گزرا ہوگا کہ وہ آریہ خدا
 کے فضل سے صحت پا گیا۔ اگر یہ اب آریوں کی ایسی حالت ہے کہ ان کو بچی گواہی ادا کرنا موت سے بدتر ہے
 لیکن میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ سر اسر صحیح ہے اور ایک ذرہ اسہین آئینرش
 مبالغہ نہیں اگر ان واقعات کے مضمون کے کسی حصہ میں مجھے شک ہوتا تو میں ان واقعات کو
 ہرگز نہ لکھتا اور مبالغہ کرنا اور اپنی طرف سے زیادہ باتیں ملا دینا لعنتی انسانوں کا کام ہے اور یہ دونوں
 واقعات شریعت اور طواغیٹ کے ہتھکڑی ہیں اسد یہ میں سمجھتا ہوں ہیں پس جو لوگ ان نجات میں پڑتے ہیں کہ
 نجاتیوں کیلئے ضرر رسائی کے ہی الہام ہوتے ہیں وہ ان دونوں الہاموں پر غور کریں کیونکہ یہ دونوں
 آریہ میں ہمارا کام تمام مخلوق کی مدد دی ہے بھلا آریہ ہی کوئی مثال دین کہ تپوچ اسٹیم کی مدد دی
 کسی مسلمان سے کی ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی محبت سے خدا کے بندوں کی تیرا ہی کرنا بجز سچے
 مسلمان کے کسی سے ممکن ہی نہیں مان ریا کاری کے ساتھ ممکن ہو تو ہو مگر دل کے پاک الشرح سے
 ٹھیک ٹھیک اصول پر قدم مار کر دوسروں کو یہ باتیں حاصل نہیں ہو سکتیں مسلمان بالطبع مادات
 کو چاہتے ہیں اس لئے کھاتے پینے میں بھی ہندو سے پرہیز نہیں کرتے مگر ہندو نہیں تھوڑی ہی ایک
 بخل کی نشانی ہے۔ مان کسی نافرمان پر خدا کی غضب ہونا خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو
 یہ اور بات ہے ہمدردی کے اصول سے اسکو کچھ تعلق نہیں۔

اور سینے جو ان دونوں آریوں کے واقعات پیش کر چکے وقت قسم کھا
 ہے یہ اس لئے کہ میں باور نہیں آتا کہ وہ کم سے کم اسقدر حق پوتی کھیلے طبار نہ ہو جائیں کہ میری
 نسبت یہ الزام دین کہ اس نے اصل واقعات میں کی بیشی کر دی ہے اور نیز اس لئے قسم کھانی
 ہے کہ آجکل آریوں کو اسلام کے ساتھ ایک خاص فضل ہے۔

اور میں دوبارہ اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک دفعہ
 ان واقعات میں تفاوت نہیں خدا موجود ہے اور جھوٹے کئے جھوٹ کو خوب جانتا ہے اگر میں جھوٹ بولا
 ہے یا میں نے ان ہتھوں کو ایک ذرہ کم و بیش کر دیا ہے تو نہایت مہروری ہے کہ ایسا ظن کرنے والا خدا
 کی قسم نہیں کھاتا ہے کیونکہ میں نے اس شخص نے جھوٹ بولا ہے یا اس نے کم و بیش کر دیا ہے اور اگر میں نے

تو ایک سال تک اس تکذیب کا وبال مجھ پر پڑے اور ابھی میں بھی قسم کھا چکا ہوں س اگر میں
 جھوٹا ہو جھگیا میں نے ان قصوں کو کم و بیش کیا ہو گا تو اس درد غلوئی اور فتر کی سزا مجھ پہ ننگی
 پڑے گی لیکن اگر میں پوری دیانت ہو کھا ہے اور خدا حالی جانتا ہے کہ میں پوری دیانت ہو
 لکھا ہے تب تکذیب کو خدا ہے سزا نہیں چھوڑے گا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور وہ ہمیشہ سچائی کی
 مدد کرتا ہے اگر کوئی امتحان کیلئے اٹھے وہیں ہلاؤ کہو نگر امتحان سے خدام میں اور مخالفوں میں فیصلہ
 کر دیا جائے مخالف مولویوں کیلئے بھی یہ موقع ہے کہ ان لوگوں کو اٹھا دین جیسا کہ آتم کے اٹھانے
 لئے کوشش کی تھی۔ فیصلہ ہو جانا ہر ایک کیلئے مبارک ہو اس سے دنیا لو پتہ لگ جائیگا کہ خدا
 موجود ہے اور سچوں کی دعا بن قبول کرتا ہے۔ دیا نہ اور سب کھرام اسکا جیلہ اس جہان سے
 گزر گئے مگر دہریت اور کل اور نصف کی بددلی چھوڑ گئے نورین چاہتا ہوں کہ وہ بددلی دور ہو اس
 میں اس آریہ سے بھی قسم سے فیصلہ چاہتا ہوں جیسا کہ پہلے آریہ سے درخواست کی گئی ہے اور میں
 بھٹنا جانتا ہوں بلکہ آنکھوں سے دیکھتا ہوں کہ خدا راستی کا حامی ہے اور راستی کے مخالف کا دشمن
 اس سچی بات کی گواہی دینی ایک ایماندار کے لئے مشکل نہیں مگر آریوں کے لئے آجکل بہت تسخیر
 غصہ اگر کوئی تکذیب ہو یہ آریہ ہو یا وہ آریہ تو قسم کھا کر مجھے فیصلہ کر لے میں جانتا ہوں کہ خدا
 جو سارا خدا ہے ایک کھا حایو الی آگ ہو وہ جھوٹے کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ لیکن اگر سچا ہو گا تو
 اسکا کوئی نقصان نہیں۔ اب دیکھو ثبوت اسے کہتے ہیں کہ دین کے دشمنوں کے والد سے اس
 بابرکت بیگونی کی سچائی ظاہر کی گئی ہے دنیا میں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو گا کہ ایسے دین
 کے دشمن جیسا کہ آجکل آریہ میں خدا کی پیگوئیوں کی سچائی کے گواہ ہوں کیا ایسی گواہیاں اور ایسی
 موجودہ نشان عیسائیوں کے پاس بھی ہیں اگر ہیں تو ایک آدھ بطور نظیر کے پیش تو کریں پس یقیناً
 سمجھو کہ سچا خدا وہی خدا ہے جسلی طرف حق ان شریف بلاتا ہے اس کے سب انسان پرستان
 یا سنگ پرستیاں میں بیشک مسیح ابن مریم نے بھی اس شجرہ سے پانی پیا ہے جس سے ہم پیتے ہیں اور
 بلاشبہ اس نے بھی اس پھل میں سے کھایا ہے جس سے ہم کھاتے ہیں لیکن ان باتوں کو خدا ہی سے
 کیا تعلق اور اہمیت ہو کیا علاقہ ہے عیسائیوں نے مسیح کو ایک معتقد خدا بنانے کا ذریعہ بھی خوب سنا لا
 یعنی لعنت اگر لعنت نہ ہو تو خدا ہی پرکار اور مہذب لغو۔ لیکن باتفاق تمام اہل لغت ملعون ہو چکا
 مفہوم یہ ہے کہ خدا سے دل برگشتہ ہو جائے۔ بے ایمان ہو جائے۔ مرد ہو جائے۔ خدا کا دشمن ہو جائے

میں نے
 سچا
 خدا
 ہی سے
 پانی
 پیا
 ہے

تباہ دل ہو جائے۔ کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہو جائے جیسا کہ توریت بھی
 گواہی دے رہی ہے پس کیا یہ مفہوم بھی ایک سکین کے لئے مسیح کے حقین تجویز کر سکتے ہیں
 کیا، پھر ایسا زمانہ آیا تھا کہ وہ خدا کا پیارا بہنیں رہا تھا۔ کیا اُس پر وہ وقت آیا تھا کہ اس کا دل خدا سے
 برکت ہو گیا تھا۔ کیا کبھی اس نے بے ایمانی کا ارادہ کیا تھا۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا
 اس کا دشمن تھا۔ پس اگر ایسا بہنیں ہوا تو اس نے اس لعنت میں سے کیا حصہ لیا جیسے نجات کا تمام
 مار ٹھیر لیا گیا ہے۔ کیا توریت گواہی بہنیں دیتی کہ مصلوب لعنتی ہے پس اگر مصلوب لعنتی ہوتا ہے
 تو بیشک وہ لعنت جو عام طور پر مصلوب ہونیکا نتیجہ ہے مصلوب پر پڑی ہوگی لیکن لعنت کا مفہوم
 دنیا کے اتفاق کی رو سے خدا سے دور ہونا اور خدا سے برکت ہونا ہے فقط کسی پر مصیبت پڑنا
 لعنت بہنیں ہے بلکہ لعنت خدا سے دوری اور خدا سے نفرت اور خدا سے دشمنی ہے اور لعن لعنت
 کی رو سے شیطان کا نام ہے۔ اب خدا کے لئے سوچو کہ کیا وہ ہے کہ ایک راستباز کو خدا کا دشمن
 اور خدا سے برکت بلکہ شیطان نام رکھا جائے اور خدا کو اس کا دشمن ٹھہرایا جائے۔ بہتر ہوتا کہ عیسیٰ
 اپنے لئے دوزخ قبول کر لیتے مگر اس برگزیدہ انسان کو ملعون اور شیطان نہ ٹھہراتے۔ ایسی نجات
 پر لعنت ہو جو بظہر اس کے جو راستبازوں کو بے ایمان اور شیطان قرار دیا جائے مل نہیں سکتی۔
 حق ان شریف نے یہ خوب سچائی ظاہر کی کہ مسیح کو صلیبی موت سے بچا کر لعنت کی پیدی ہو رہی
 رکھا اور انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے کیونکہ مسیح نے یولنس کے ساتھ اپنی تشبیہ پیش کی ہے اور
 کوئی عیسائی اس سے بجز بہنیں کہ یولنس مچھلی کے پیٹ میں بہنیں مرا تھا پھر اگر یسوع قبر میں مردہ پڑا
 رہا تو مردہ کو زندہ سے کیا مناسبت اور زندہ کو مردہ سے کونسی مشابہت۔ پھر یہ بھی معلوم ہے
 کہ یسوع نے صلیب سے نجات پا کر شاگردوں کو اپنے زخم دکھائے پس اگر اس کو دوبارہ زندگی چلائی
 طور پر حاصل ہوئی تھی تو اس پہلی زندگی کے زخم کیوں باقی رہ گئے کیا جلال میں کچھ کسر باقی نہ تھی
 اور اگر کسر رہ گئی تھی تو کیونکر اُبید رکھیں کہ وہ زخم پھر بھی قیامت تک مل سکیں گے۔ یہ یہودہ
 قصے ہیں جنہر خدا کی کاشتیر رکھا گیا ہے۔ مگر وقت آتا ہے بلکہ آگیا کہ بطرح رومی کو دھککا ہوتا ہے
 اس طرح خدا تعالیٰ ان تمام قصوں کو ذرہ ذرہ کر کے اڑا دے گا۔ افسوس کہ یہ لوگ بہنیں سوچتے
 کہ یہ کیا خدا تھا جیسے زخون کیلئے مہم بنائیں حاجت پڑی تم سن چکے ہو کہ عیسائی اور رومی اور یوڈی
 اور مجوسی دفتروں کی قدیم طبی کتابیں جو اب تک موجود ہیں گواہی دیتی ہیں کہ یسوع کی چونٹوں کیلئے

میں

ایک مہر طیار کیا گیا تھا جس کا نام مہر محمد علیسی ہے جو اب تک قرابا دیون میں موجود ہے ہمیں کہہ سکتے
 کہ وہ ہم پر نبوت کا زمانہ سے پہلے بتایا ہوگا لگو کہ یہ مہر محمد واریوں نے ظہار کیا تھا اور نبوت سے پہلے واری
 کمان تھے یہ بھی ہمیں کہہ سکتے کہ ان زخون کا کوئی اور باعث ہوگا نہ صلیب کیونکہ نبوت کا تین برس
 عرصہ میں کوئی اور ایسا واقعہ بخیر صلیب ثابت نہیں ہو سکتا اور اگر ایسا دعویٰ ہو تو بارشوت بدیہی
 ہے ہاں شرم ہے کہ یہ خدا اور یہ ترغیم اور یہ مہر محمد۔ واقعی میح اور سچی حقیقتوں پر کہاں کہی
 پر وہ ڈال سکتا ہے اور کون خدا کے ساتھ جنگ کر سکتا ہے۔ ہائیٹ کیلئے سچی قیوم مرن وہ اکیلا خدا
 جو تجسم اور تجسس سے پاک اور ازلی ابدی ہے اور جو نے خدا کیلئے اتنا ہی غنیمت کی اس نے ایک ہزار نو سو
 تک اپنی خدائی کا سکہ قلب چلایا آگے یاد رکھو کہ یہ جو مٹی خدائی بہت جلد ختم ہونیوالی ہے وہ دن آئے
 ہیں کہ عیسائیوں کے سعادت مند کے سچے خدا کو پہچان لین گے اور پرنانے پچھڑے ہوتے وحده لا شریک
 کو روئے ہوئے آئیں گے۔ یہ میں ہمیں کہتا بلکہ وہ روح کہتی ہے جو میرے اندر ہے جس قدر کوئی چاہی تو
 اس سکتا ہے ٹسے جس قدر کوئی مکر کر سکتا ہے کسے بیشک کری لیکن آخر ایسا ہی ہوگا۔ یہ اصل بات
 ہے کہ زمین و آسمان مبدل ہو جائیں۔ یہ آسان ہے کہ ہمارا اپنی جگہ چھوڑ دیں لیکن یہ وعدہ مبدل نہیں ہوگا

ستر ہون پیشگوئی

یہ پیشگوئی دی جو راہین لپیہ کے ص ۳۹ میں ہے اور یہ یہ تم نعمتہ علیک لیکن ایہ
 المشرق ص ۱۱۱۔ یعنی خدا اپنی نعمتیں تجھ پر کریگا تا وہ مومنین کیلئے نشان ہوں یعنی دنیا کی
 زندگی میں جو کچھ تجھے نعمتیں دی جائیں گی وہ سب بطور نشان ہوں کی یعنی قول بھی نشان ہوگا جیسا
 کہ لوگوں نے جلسہ مذاہب لاہور اور عربی کتابوں میں دیکھ لیا۔ اور فعل بھی نشان ہوگا جیسا کہ
 فعل بطور نشان میرا اسٹیٹس ٹھہریں آج میرا اولاد بھی نشان ہوگی جیسا کہ خدا نے ٹیک اٹھا بہت ملا کا وعدہ دیا
 اور پورا کیا۔ اور خدا کی مالی نصرت بھی نشان ہوگی جیسا کہ خدا نے ہر المین نامہ میں مالی نصرت کا
 وعدہ دیا ہے اور وہ وعدہ اب پورا ہوا اور پورا ہو رہا ہے اور مجھ سے لوگ آئے اور مشرق اور مغرب پر مملو
 پیدا ہوئے اور جس کا ص ۱۱۱ میں فرمایا تھا نصرت وصال فی الجمیع من اللہ یا توں میں
 فتح عقیقی یعنی وہ لوگ تیری مدد کریں گے جنکے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے وہ دور دور سے اور بڑی
 بڑی رانہوں سے آئیں گے۔ چنانچہ اب وہ پیشگوئی جو آج کے دن سے ستر برس پہلے لکھی گئی تھی ظہور

میں آئی کسی کو معلوم تھا کہ اس کو جو اخلاص اور نیکوئی کے پیش نظر ہو جائیگی وہ کبھی کبھار اس کے پاس
ہے جب میں سے خدا تعالیٰ کا ارادہ سیٹھ **عبدالرحمن حاجی التدرکھا** کو مدد ان کے
تمام عزیزوں اور دوستوں کے پیچ لایا جنہوں نے آتے ہی اخلاص اور فضائل میں وہ ترقی کی کہ
صحابہ کے رنگ میں محبت پیدا کر لی اور کہاں ہے بھئی جب میں ملشی رہ بن الدین ابراہیم جیسے
مخلص پر جوش طیار کئے گئے اور کہاں ہے حیدر آباد دکن جب میں ایک جماعت پر جوش مخلصوں کی
طواریکی کیا یہ وہی بائیں مہینہ جنگی نسبت پہلو سے براہین میں خبر دی گئی تھی۔

اٹھارہویں پیشگوئی

یہ بتگئی وہ کچھ براہین احمدیہ کے ص ۲۴ میں مندرج ہو یہ **قل عندی شہادۃ من اللہ فہل**
انتہ مؤمنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتہ مسلمون۔ یعنی کہہ
یہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے پس کیا تم اس پر ایمان لاؤ گے۔ کہہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے
کیا تم اس کو قبول کرو گے۔ یہ دونوں فقرے بطور پیشگوئی گئے ہیں اور ایسے آسمانی نشانوں کی طرف
اشارہ کر رہے ہیں جو بطور پیشگوئی گئے ہوں کیونکہ خدا کی گواہی نشان کھلاتی ہے چنانچہ بعد اس کو
یہ گواہی دی کہ **خسوف کسوف** رمضان میں کیا جیسا کہ آثار میں تھدی موسعود کی
نشانوں میں آچکا تھا۔ پھر دوسری گواہی خدا نے یہ دی کہ آتم کی پیشگوئی پر عیسائیوں کو واقف کو
چھپا کر کر کیا اور یہودی صفت مولویوں نے ان کی ان کے ساتھ مان لائی اور وہ شیطانی آواز تھی
جو عیسائیوں کو ہدایت میں نہیں کھینچتا ان کے سامنے وہی خودی پر خدا نے اخلاص شہادت کے بعد آتم کو ہلاک کیا اور
اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے لیکھرام کے نشان کو ظاہر کیا اور وہ آسمانی آواز تھی جس نے مطلقاً آواز
کو کا اہم کر دیا یہی آثار بنو یہ میں پہلے سے لکھا ہوا تھا جو آتم کی پیشگوئی میں پورا ہوا تیسری خدا کی
گواہی وہ پیشگوئی تھی جو جلسہ مہاسبہ پہلے شان کی گئی تھی۔ چوتھی خدا کی گواہی لیکھرام کے بیچ
کا نشان تھا جس نے مخالفوں کی کمر توڑ دی یہ پیشگوئی میں لوازم اور توجہات کے ساتھ بیان کی گئی اور
شان کی گئی تھی وہ تمام لوازم ایسے تھے کہ کوئی دانا باور نہیں کر سکتا کہ انکا انجام دینا انسان کے حوصلے
میں ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں مبیعا و بتلائی گئی تھی دن بتلائی گئی تھی وقت بتلائی گئی تھی
*** حاشیہ خط جہ باب ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ گویا ساری نے قیمت دیا جو کہ کھارا اور

اور صورت موت بلالی گئی تھی یعنی یہ کہ کس طرح مرگیا بیماری سے یا قتل سے اور مشکوئی کے اشارت سے یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس گوسالہ کی شناخت کی کو پرستش تک پہنچایا اور سچائی کا خون کیا اور اس کی قہرلف میں غلو کیا وہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں اس قوم کی طرح ہیں جنہوں نے سامری کے گوسالہ کی پرستش کی تھی اسد تعالیٰ سورۃ الاحراف میں فرماتا ہے ان الذین اتخذوا العجل سبیلاً لهم غضب من ربهم وذلك في الحیوة الدنیا وکن لک مخبر فی المعادین یعنی جنہوں نے گوسالہ پرستی کی اپر غضب کا عذاب پہنچا اور دنیا کی زندگی میں انکو دولت پہنچی گی اور اسی طرح ہم دوسرے منقرہوں کو مراد دینگے۔ اور یہ ایک لطیف اشارہ ان گوسالہ پرستوں کی طرف بھی ہے جو اس دوسرے گوسالہ یعنی بیکھرام کی پرستش کرتے ہیں ظالم و غیر نیک کے ارادوں کی پیروی خدا تعالیٰ کے علم سے کوئی شے باہر نہیں وہ غریب و محال ہند دہی بیکھرام کی پرستش کر کے انکو گوسالہ بنائیں گے اس لئے کہ انکے لفظ سے بیکھرام کے قسم کی طرف اشارہ کر دیا۔ تو حقیقت خروج بابائے اہل بیت و ثابت موتی کہ خدا تعالیٰ نے نبی امیرؐ کو گوسالہ پرستی کے سبب سے بھی تہیہ کیا ہے بائین ہر گئی تھی جس سے وہ مر گئے تھے۔ اور اس عذاب کی خبر کی وقت اسد تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو لوگ ایمان لائیں گے میں انکو نجات دلاؤں گا جیسا کہ فرماتا ہے و الذین عملوا الصالحات نشد تکبوا من بعد ان آمنوا ان ربک من بعدھا الغفور الرحیم۔ یعنی جنہوں نے گوسالہ پرستی کی دہن میں برے کام کیے پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خدا تعالیٰ ایمان کے بعد ان کے گناہ بخشدے گا اور ان پر رحم کرے گا کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے۔

بقیہ حاشیہ یہودی عہد کے دن میں کیا گیا تھا مگر آگ میں جلانا اور باریک پسینا اور عباد کی مانند بنانا

جیسا کہ پہلے خروج میں لکھا ہے یہ فرصت طلب کام تھا اس برے کام نے ہنر و رات کا کچھ حصہ لیا ہوگا کیونکہ حضرت موسیٰ اس وقت اترے تھے جب گوسالہ پرستی کا عہد خوب گرم ہو گیا تھا اور یہ وقت غالباً دوپہر کے بعد میں ہوگا اور ہر کچھ حصہ ناراضگی اور غضب میں گذرا ہذا یہ قطعی امر ہے کہ سونے کا جلانا اور خاک کی طرح کرنا کچھ حصہ رات تک جو دوسرے دن میں محسوس ہونے ہی ختم ہوا ہوگا سو خدا تعالیٰ نے جو بیکھرام کے لئے گوسالہ سامری کا نام اختیار فرمایا اس نام میں یہ بھیید پوشیدہ تھا کہ عہد کے دوسرے دن اس کی تباہی کا سامان ہوگا جیسا کہ گوسالہ سامری کا ہوا۔ اور چونکہ گوسالہ پر اکثر پھری پھری

اور یکہرام کے مقدسہ میں آیت کریمہ کا یہ اشارہ ہے کہ چھوٹے نافع الہام کی نگاہ کی اور قتل کی سازشیں کی اور گورنمنٹ کو قتل کے لئے بھڑکایا اور پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خدا ان پر رحم کرے گا اسی مقام کے متعلق اس عاجز کو الہام ہوا ہے یا مسیحیہ الخلق جو خدا کا یعنی اسے خلقت بخشتی ہے ہماری متعدی بیاریوں کے لئے جوہر کر اور براہین احمدیہ کے حصہ ۱۵ میں اسی کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ وہ عزا سہ فرماتا ہے انت مبارک فی الدیاق الاخریۃ
 امر احسن الناس وبراہین ان ربک فعال لما یرید یعنی تجھے دینا اور آخرت میں برکت دی گئی ہے خدا کی برکتوں کے ساتھ لوگوں کی بیاریوں کی خیر کے لئے کہ تیرا رب جو چاہتا ہے کرے گا۔ دیکھو یہ کس زمانہ کی خبریں ہیں اور نہ معلوم کس وقت پوری ہوں گی ایک وہ وقت ہے جو عوامی مرتبہ میں اور دوسرا وہ وقت آتا ہے جو دعائے زندہ ہوں گے۔

انیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی جو براہین کے صریح میں ہے یہ ہے رب ارفی کیف مٹھی الموتی رب اعفر وارحم من السماء۔ رب لا تزرني فردا وانت خیر الوارثین۔ رب اصلح امتی محمد رسول اللہ بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر القاضین یریدون ان یطفوا نور اللہ بأفواهہم واللہ متلمذ نورہ ولولک الکافرون اذا جاء نصر اللہ و الفقم وانتهی امر الزمان الینا الیس ہذا بالحق۔
 ترجمہ یعنی اے میرے رب مجھے دکھلا کہ تو کیوں بخیر دونوں کو زندہ کرتا ہے۔ اے میرے رب معفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے رب مجھ کیلئے امت محمدیہ اور تو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ساری قوم میں بجا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ یہ لوگ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی چوٹوں سے بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافر کر امت ہی کریں۔

ایضاً حاشیہ: یہی جو الہام میں اختیار کیا گیا ہے اس کی تفسیر صحیحہ اور یکہرام کی موت کی سببیت جو پیشگوئی ہے کہ وہ جہنم کے دوسرے دن قتل کیا جائیگا اس میں الہام آتی وہ ہے کہ جو کب کرامات الصنادیقین کے منہ میں لکھا ہوا ہے یعنی۔ مستخرج من القرآن العبد العبد

جب خدا کی مدد مانگی اور انکی فتح نازل ہوگی اور دنوں کا سلسلہ سہارے کی طرف رجوع کرے گا اور جانیگا
 اٹھ کرے گا تب کھا جائیگا کہ کیا یہ سچ نہیں تھا۔ اس تمام الہام میں یہ پیشگوئی ہے کہ ضروری ہو کہ قوم
 مخالفت کرے اور اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے پوری کوشش کرے اور ہرگز نہ چلے کہ یہ سلسلہ
 قائم رہ سکے لیکن خدا اس سلسلہ کو ترقی دے گا یہاں تک کہ زمانہ اسی طرف الٹ آئے گا اور بعد اس کے کہ
 لوگوں نے اکیلا چھوڑ دیا ہوگا پھر اس طرف رجوع کریں گے۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی کی پوری

بقیہ حاشیہ

اس کے پہلے کا شعر یہ ہے **الا اننی فی کل حرب غالب** : فلد فی ہما
 زورت فالحق یغلب : یعنی میں ہر ایک جنگ میں غالب ہوں پس دروغ آزمائی کر
 جس طرح چاہے مگر میں حق غالب ہو جائیگا۔ اور پھر دوسرے شعر میں اس شعر کی تشریح کی
 کہ حق کیونکر غالب ہوگا اور وہ یہ ہے **والبشر فی ربی وقال مبشر اذ استعرف یوم
 العید والعید اقرب** : یعنی میرے رب مجھے بشارت دی اور بشارت دیکر کھا کہ تو
 عنقریب عید کے دن کو منی خوشی کے دن کو پہچان لے گا اور اس دن سے معمولی عید بیت قریب
 ہوگی یعنی حق کے غالب ہونا یہاں وہ دن ہوگا اس لئے مومنوں کی وہ عید ہوگی اور معمولی عید اس سے
 بڑی ہوئی ہوگی اور اسی شعر کی تشریح ماسئل پچ یعنی سرورق کے صفحہ اخیر اسی کتاب کلمات الصائغ
 میں لکھی ہوئی ہے اور یہی لفظ بشر فی ربی جو اس شعر کے سر پر ہے وہاں بھی موجود ہے اور وہ
 یہ ہے **والبشر فی ربی بموتہ فی ثبوت سنۃ ان فی ذلک لآیت
 للطالبین**۔ یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ یکھرام چہ سال کے عہد میں مر جائیگا
 اور اسی بشارت کے بطور انجام آتم کے قصیدہ میں وہ شعر جو ماہ ستمبر ۱۹۰۹ء میں محمد حسین
 ثنائی کو مخاطب کر کے لکھے گئے ہیں اشارہ کر رہے ہیں اور جس کا تعارف کا لفظ شعر مستعار
 یوم العید میں موجود ہے اس قصیدہ میں بھی محمد حسین کو مخاطب کر کے مستعار
 موجود ہے اور جیسا کہ وہ قصیدہ جس میں یہ الہام ہے یعنی **استعوف العید والعید
 اقرب** محمد حسین کے لئے اور اس کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا ایسا ہی اس قصیدہ میں بھی محمد
 ثنائی کو مخاطب ہے اور وہ شعر یہ ہیں۔

تب اربا العالی تانی ساعة
 تمشی تضرع بینک السلاہ
 او غلو کرنے والے توبہ کر کیونکہ وقت آتا ہے
 کہ تو اپنے خشک ہاتھ کو کانٹے کا

ہوئی براہین احمدیہ کے زمانہ میں علما کا کچھ شور و غوغا تھا بلکہ جو تکفیر کے فتہ کا بانی ہے اس نے کمال شہاد
وصفت سے براہین احمدیہ کا ریو لو لکھا تھا پھر ایک مدت دراز کے بعد تکفیر کا طوفان اٹھا اور ایک مدت تک
اپنا زور دکھانا مارا اور اب پھر الہام الہی نے موافق وہ سیلاب کچھ کم ہوتا جاتا ہے اور وہ وقت آتا ہے
کہ نور کی نمایان فتح اور تاریکی کی کھلی کھلی سکت ہو۔

بیشوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں کمال نسبت پر جو ص ۴۲ میں ہے اور ہم اس کو مفصل کچھ چکے ہیں اور مدت ہوئی
کہ آتم صاحب اس دنیا سے کوچ کر کے اپنے ٹھکانہ پر پہنچ گئے ہیں ہمارے مخالفوں کو اب اس میں تو شک
نہیں کہ آتم مر گیا ہے جیسا کہ لیکچر ام مر گیا ہے اور جیسا کہ احمد بیگ مر گیا ہے لیکن اپنی ناسیانی سے کہتے
ہیں کہ آتم میعاد کے اندر نہیں مرا **اے نالائق قوم** جو شخص خدا کی وعید کے موافق مر چکا اب
اس کی میعاد غیر میعاد کی بحث کرنا کیا حاجت ہے بھلا دکھلاؤ کہ اب وہ کہاں اور کس شہر میں بیٹھا ہے تم
سب چکے ہو کہ اس پر تو میعاد کے اندر ہی تھا واپس کی آغ شروع ہو گئی تھی شرط پر اس نے عمل کیا اس لئے
کوئی چنڈر و زینجان کھیل کر بسر کئے آخر اس آگ نے اسکو نہ چھوڑا اور محسوس کر دیا۔

یہ خدا تعالیٰ کی عینی قدرتوں کا ایک بھاری نمونہ ہے کہ آتم کے قصہ کی سترہ برس پہلے

فاصلہ ولا تترك طريق حباء

پس صبر کر اور حبا کا طریق ست چھوڑ

لضر من الرحمن للاعلا

اگر خدا کی مدد ہو میرے بند کی نصیب ہو چکے

عہد ہات ذالک تجیل السعفاء

یہ کہاں ممکن ہے بلکہ یہ تو سادہ لوحوں کا خیال ہے

الارض لا تقی شمس سما

کیا زمین کو طاقت ہے جو آسمانی آفتاب کو فنا کر دے

یا من یری قلبی و لب الحائی

اے میرے رب ایک کراہت دکھلا کر ہم میں فیصلہ کر دے وہ خدا جو ہرے دل اور ہرے وجود کے مرکز کو جانتا کر

بقیہ حاشیہ تا تلیک ایاتی فقرت و جہا

میرے نشان سے یہ تک نہیں گئے پس تو ہمیشہ شگفتہ کر لیا

انی لشر الناس ان لم یاتنی

میں تمام مخلوقات میں سے بدتر ہوں گا

هل تطعم الدنيا مذل جبار

کیا دنیا یہ اس قدر رکھتی ہے کہ مصادق ذلیل ہو جائے

من ذالذی یخوی عزہ زجبار

خدا کے عزیز کو کون ذلیل کر سکتا ہے

یا ربنا افلح بیننا بکراہت

اے میرے رب ایک کراہت دکھلا کر ہم میں فیصلہ کر دے وہ خدا جو ہرے دل اور ہرے وجود کے مرکز کو جانتا کر

بلایا میں خبر دہج کر دی گئی پہلے اس بحث کی طرف اشارہ کر دیا گیا جو تقو جید اور ثبوت کی بارہ میں
 بمقام از سر موبی تھی اور اس کے بارہ میں فرمایا گیا **قل هو اللہ احد اللہ الصمد لہ عبد**
ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد پھر عیسائیوں کے اس کرکے خبر دی گئی جو تقو
 پوشی کے لئے مبعاد کے گزرنے کے بعد انھوں نے کیا پھر اس مکارانہ فتنہ پر اطلاع دی گئی جو عیسائیوں
 کی طرف سے نہایت مستعجابانہ جوش کے ساتھ ظہور میں آیا اور پھر آخر صدق کے ظاہر ہونے کی بشارت دی
 گئی اور پھر اس الہام کے ساتھ جو ص ۲۲ میں ہے یعنی **انا فتناک فتنامیننا فتح عظیم** کی
 خوشخبری سنائی گئی۔ اب بتلاؤ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ کچھ لوگوں کو ایسا کرے کہ تم کی پیشگوئی کیسی عظیم الشان
 مسیحا جبرئیل اور ماہرہ رکھتے ہیں

اکیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۲۲ میں درج ہے **فتح الولی فتح وقرباہ بجا**
استجمع الناس۔ ولو کان الذی یامع لقا بالذی الی الناس۔ انا لا اللہ برہانہ ترجمہ
 فتح دی ہے جو اس ولی کی فتح ہے اور ہم نے ہر اسی کے مقام پر اسکو قرب بختا ہے۔ تمام لوگوں کو
 زیادہ بہادری کے اگر ایمان شریا پر چلا کر ہوتا تو یہ اس کو وہاں سے لے آتا خدا اس کے برہان کو روشن کرے گا

بایسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ ص ۲۲ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ **انک باعیننا یدفع اللہ ذکرك**
ویتم نعمتہ علیک فی الدین والدنیا والآخرۃ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے خدا تیرا ذکر اور بجا
 کر دے گا اور خدا اپنی نعمتیں دینا اور آخرت میں تیرے پر پوری کر دے گا۔ اور جو فرمایا کہ تیرا ذکر اور بجا کر دے گا
 اس کے یہ معنی ہیں کہ دنیا اور دین کے خاص لوگ تعریف کے ساتھ تیرا ذکر کریں گے اور انکو جو نعمتوں والو
 تیری ثنائیں مشغول ہوں گے۔ اب کیا یہ تعجب نہیں کہ جو شخص کا فر اور حقیر شمار کیا جاتا ہے اور حال
 اور شیطان کہا جاتا ہے اسکا انجام یہ ہو۔ کہ دین اور دنیا کے بلند مراتب والی سچو دلوں کی تعریفیں کرے گا

یہ پیشگوئی ص ۲۲ میں ہے **تیسویں پیشگوئی**
یہ چلیں برہین کے ص ۲۲ میں ہے قوم ہے ترائی لاقعک رای۔ والقیث علیک حجتہ معنی

وشر الذین آمنوا ان لہم قلع صدق عند ربہم۔ وائل علیہم
 ما اوحی الیک من ربک ولا تصع لخلق اللہ ولا تستم من الناس بربہ
 میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور میں اپنی طرف سے محبت تیرے پر ڈالوں گا یعنی بعد اس کے کہ لوگ
 دشمنی اور بغض کرینگے یک دفعہ محبت کی طرف لوٹائے جائیں گے جیسا کہ بھی ہدی موعود کو نشانوں
 میں سے ہے اور پھر فرمایا کہ چونکہ یہ سچا لائیک آگے خوشخبری دے کر کہ وہ اپنی سب کے نزدیک قدم صدق
 رکھتے ہیں۔ اور جو میں تیرے پر وحی نازل کرتا ہوں تو انکو مٹا خلق اللہ سے منہ مت پھیر اور
 ان کی ملاقات سے مت تھک اور اس کے بعد الہام ہوا۔ ووبیع مکانک یعنی ہاتھ
 مکان کو بیع کرے۔ اس پیشگوئی میں صاف فرمادیا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنیوالوں کا
 ہمت بھرم ہو جائیگا یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہو جائیگا پس تو اسوقت ملال ظاہر کرنا
 اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے ماہرین
 پہلا اسوقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے اور وہ بھی کبھی
 کبھی اس سے کیا علم عیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔

چوبیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین کے صریح میں ہے اور وہ یہ ہے انت وجہ فی حضرت فی اختارتک
 لنفسی۔ انت بملرتہ توجیدی وتقریدی تخان ان تعان و تعارف
 بین الناس۔ یعنی تو میری جناب میں وجہ ہے۔ میں تجھے چن لیا۔ تو مجھے ایسا ہی جیسے یہی
 توجید اور تقرید۔ پس وہ وقت آگیا جو تیری مدد کی جائیگی اور تو لوگوں میں مشہور کیا جاوے گا اسوقت
 کی پیشگوئی ہے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں بھی بہتر سے ایسے تھے جو مجھے ناواقف تھے۔ اور اب جو
 اس پیشگوئی پر ماہرین گزر گئے تو پیشگوئی کے معنوم کے مطابق اس عاجز کی شہرت اس حد تک پہنچ گئی
 ہے کہ اس ملک کے خیر قوموں کے بچے اور عورتیں بھی اس عاجز سے خبر نہیں ہوں گی جس شخص کو
 ان دونوں زمانوں کی ہر خبر ہوگی کہ وہ وقت کیا تھا اور اب کیا ہے تو بلا اختیار اس کی روح بول لائیگی
 کہ یہ عظیم الشان علم عیب انسانی طاقتوں سے ایسا بعید ہے کہ جیسا کہ ایک کمی کی طاقت کی قوتی کل نامی کا نام

نہ خوف اس خاک و سراج الحق جمالی نے خدا کے فضل سے دونوں زمانے دیکھ کر اور ایمان میں ترقی ہوئی اور عاصی و مانع
 کہ آگے کو ہوا مکان اور ترقی اس امام برحق اور معصوم کی دکھلائے اور اس صدق کی مصیبت میں رکھ کر ایمان کو بڑھاؤ۔

پچیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ
زاد مجدک منقطع اباعک ویدع منک ترجمہ - پاک ہو وہ خدا جو مبارک اور بلند ہے
پوری بزرگی کو اس نے زیادہ کیا اب یوں ہو گا کہ تیرے باپ دادا کا نام منقطع ہو جائیگا اور ان کا ذکر
مستقل طور پر کوئی نہیں کریگا اور خدا تیری وجہ کو تیرے خاندان کی دنیا و آخرت کے لئے گا۔

اس پیشگوئی میں دو وعدہ ہیں (۱) اول یہ کہ خدائے تعالیٰ اور اچھی اولاد اس خاندان
میں پیدا کریگا اور دوسرے یہ کہ تمام شرف اور مجد کا ابتداء اس عاجز کو ٹھہرا دیا جائیگا اور وہ پیشگوئی
جو ایک مبارک لڑکے کے لئے کی گئی تھی وہ الہام بھی درحقیقت اسی الہام کا ایک شعبہ ہے اس وقت
نادانوں نے شور مچایا تھا کہ پیشگوئی کے قریب زمانہ میں لڑکا پیدا نہیں ہوا بلکہ لڑکی پیدا ہوئی یہ تمام ٹھوس
کہ یہ نادان خیال کرتے تھے کہ پیشگوئی کا بلا فاصلہ پوری ہونا ضروری ہے اور الہامات میں
خدا تعالیٰ کی یہ غرض نہیں ہوتی بلکہ اگر ہزار لڑکی پیدا ہو کر بھی پھر ان صفات کا لڑکا پیدا ہوا تو بھی
کہا جائیگا کہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ مان اگر الہام الہی میں بلا فاصلہ کا لفظ موجود ہوتا تو متب اس لفظ
کی رعایت سے پیشگوئی کا ظہور میں آنا ضروری ہوتا۔

پچیسویں پیشگوئی

پچیسویں پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۱ میں یہ ہے وما کان الدار لیت ترک حتی یمیز
للمجید من الطیب واللہ غالب علی امرہ ولكن اکثر الناس لا یعلمون
ترجمہ - خدا تعالیٰ ہمیں چھوڑے گا جب تک پاک اور پلیدی میں فرق نہ کرے۔ اور خدا اپنے امر پر غالب ہے
لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ستائیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۲ میں ہے اور وہ یہ ہے اردت ان استخلف
فخلقت آدم بنی بنی خلیفہ بنائے گا ارادہ کیا سو میں آدم کو پیدا کیا۔ اور دوسرے مقام
میں اسی کی تشریح میں یہ الہام ہے وقالوا لتجعل فیہا من یفسد فیہا قال فی علم
ملاکھم لعلہم بنی لوگون نے کہا کہ گھماتا تو ایسی آدمی کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد پھیلایا

خدا نے کہا کہ میں انہیں وہ چیز جانتا ہوں جسکی بحثیں خبر نہیں۔ جیسا کہ دوسرے الہام میں اسی
براہین میں فرمایا ہے انت متنی بمازلہ لا یعلمہا الخلق یعنی تو مجھ سے اس مقام پر ہے
جس سے دنیا کو خبر نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی نو سترو سال سے براہین احمدیہ میں متعلق ہو چکی
اور جس فتنہ کی طرف پیشگوئی اشارہ کرتی ہے وہ سالہا سال بعد میں ظہور میں آیا۔ چنانچہ مولویوں
نے اس عاجز کو معصہ ٹھرایا کھڑکے فتوے لکھے گئے تذبذب میں دہلوی نے (علیہ السلام) کی بیاد
ڈالی اور محمد حسین ہالوی نے اٹلہ کہ کی طرح بہ خدمت اپنے ذمے لے کر تمام مشاہیر اور فرماںبردار
کھڑکے فتوے اٹھ کھوائے اور جیسا کہ الہام الہی سے ظاہر ہوتا ہے براہین احمدیہ میں پہلے سے
خبر دی گئی تھی کہ ایسے فتوے لکھے جائیں گے۔ اور آثار بنویہ میں بھی ایسا ہی آیا تھا کہ اُس مہدی موجود پر
کھڑکا فتویٰ لگایا جائیگا سو وہ سب لکھا ہوا پورا ہوا۔

اٹھائیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۴۹۶ میں ہے اور وہ یہ ہے یحییٰ الذین ویقید الشریعت
یا ادماسکن انت وزوجک الجنة۔ یا مرید اسکن انت وزوجک الجنة
یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة۔ نفخت فیک من لدنی روح الصداق
دین کو زندہ کر گیا اور شریعت کو قائم کر گیا۔ اے آدم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ
اے برہم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اے احمد تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل
ہو جاؤ۔ میرے اپنے پاس سے صدق کی روح تجھ میں پھونکی۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اور تین
ناموں سے تین واقعات آئندہ کی طرف اشارہ ہے جنکو عنقریب لوگ معلوم کر سکیں اور اس الہام
میں جو لفظ لَدُن کا ذکر ہے اسکی شرح کشفی طور پر یوں معلوم ہوئی کہ ایک نوشتہ خواب میں
کتا ہے کہ یہ مقام لدن جہان تھے پہنچا یا گیا یہ وہ مقام ہے جہاں ہمیشہ بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور
ایک دم بھی بارشیں نہیں تھمتی۔

انیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص ۶۰۶ میں درج ہے اور یہ یہ ہے لَئِنْ لَمْ یَنْزِلْ عَلَیْکَ الْکِتَابُ
کفر کو اُمن اہل الکتاب والشرکین مستغلبین حتی یتیم المسلمین

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ یہ خدا کی ایک ایسی نشان
لی طرف اشارہ ہے جو دنیا کو ہلاک ہونے سے بچائے گا۔ اور اہل ایمان کے یہ سنی ہیں کہ ممکن تھا کہ اہل
کتاب اور ہند واسطے نصیب اور عداوت سے باز نہ ہوتے جب تک میں ایک کھلا نشان نہ دیتا
اور اگر میں ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اور حق شہتہ ہو جاتا۔

تیسویں پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے ص ۱۵۵ میں درج ہے اور وہ یہ ہے اَنَا فَتَحْنَا لَكَ
فَتْحًا جَدِيدًا لِيُعْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ یعنی ایک کھلی کھلی فتح
ہم تجھ کو دیجے گا۔ مگر یہ ایک پچھلے گناہ بخشدین۔ یہ استعارہ لفظی رماندگی ظاہر کرنے کیلئے
بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ایک آقا اپنے غلام سے ایسے حکیمانہ طور سے وقت بسر کرتا ہے جو نادان
خیال کرتے ہیں کہ وہ انہیں ناراض ہے تب اس آقا کی غیرت جو شہادت دیتی ہے اعدائے غلام کی
سرافرازی کیلئے کوئی ایسا کام کرتا ہے کہ گویا اس نے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخشدئے ہیں
یعنی ایسی رماندگی ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ ایسا مہربان اسپر کبھی ناراض نہیں ہو
سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی صفحہ میں ایک تصویر دکھائی گئی ہے اور وہ تصویر اس عاجز کی ہے جس
پوشاک ہو اور تصویر نہایت رصناک ہو جیسے سپر سالار مسلح تختیاب اور دایہ بائیں تصویر کے
یہ لکھا ہے **صَحَّحَ اللَّهُ الْقَادِرَ سُلْطَانَ أَحْمَدَ مُحَمَّدًا** اور تاریخ یہ لکھی ہے سوموار کا روز
انیسویں ذی الحجہ ۱۳۰۸ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء اور ششم کا مکتبہ سبب ۱۹۱۱ء۔ یہ تمام جلدت ابن
کے ص ۱۵۵ اور ص ۱۵۶ میں موجود ہے۔ یہ کشف بتلار مہاجر کا اختیار کے ذریعہ سے ایک نشان ظاہر ہو
سوا لیکن اس کا نشان اس طرح وقوع میں آیا پھر اس کے بعد ص ۱۵۶ میں یہ الہامی عبارت ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**
يَكْفُرُ عَنْكَ۔ **وَأَبْرَأَ اللَّهُ عَمَّا قَالُوا**۔ **وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَاجِبًا**۔ **فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ**
لِلْجَبَلِ جَلَّتْ رُؤْيَا۔ **وَاللَّهُ مَعَهُ كَيْدُ الْكَافِرِينَ**۔ **وَلِيُجْلِيَهُ آيَةً لِلنَّاسِ**
وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مُّقْضِيًّا یعنی کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے پس خدا نے اسکو اس الزام
سے بری کیا جو کافروں نے انہیں لگایا۔ اور وہ خدا کے نزدیک وجہ ہے اور خدا نے مشکلات کے
بہار کو پاش پاش کیا اور کافروں کو کوہنست کیا اور ہم اسکو اپنی رحمت سے ایک نشان ٹھہرائیں گے

اور ابتدا سے ایسا ہی مقدور تھا۔ اس الہام میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ ہندو لیکھرام کے قتل کے بعد سزاؤں قتل کا ایک الزام لگا میں گئے اور ایک مکر کرینگے تا وہ الزام پختہ ہو جائے ہم اس منہم کی بریت ظاہر کر دیں گے اور ان کے مکر کو منسبت کر دینگے اور شکلا ست کے پہاڑ آسان ہو جائینگے اس کچھ ضرور رہیں کہ ہم کسی کو اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلاؤں خود اہل انصاف سوچیں اور اس قدر کھلے کھلے غیبی امور سے انکار کر کے اپنی عاقبت کو خراب کنیں۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی میں جو لیکھرام کو جیل سے نسبت دی گئی اس میں کئی مناسبتوں کا لحاظ ہے (۱) اول یہ کہ جیسا کہ گوسالہ سامری بیجان تھا ایسا ہی یہ بھی بیجان تھا اور سہاٹی کی روح انہیں نہیں تھی (۲) دوسرے یہ کہ جیسا کہ اُس بیجان گوسالہ کے اندر سے ہل آواز آتی تھی ایسا ہی اس کے اندر سے بھی ہل آواز آتی تھی (۳) تیسرے یہ کہ جیسا کہ وہ بیجان گوسالہ کے عید کے دن نیت پڑھا کر دیکھا گیا تھا ایسا ہی عید کے دنوں میں ہی یہ بھی نیت پڑھا کر دیکھا گیا تھا (۴) چوتھے یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ قوم کے سونے کے زیور سے بنایا گیا تھا ایسا ہی یہ گوسالہ بھی قوم کا مالی جیت کیوجہ سے طیار ہوا (۵) پانچویں یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ آخر قوم کو مری لوگوں کیلئے طرح طرح کے مذاہب اور دکھوں کا موجب ہوا ایسا ہی اس گوسالہ کو مری پنجاریوں کا انجام ہوگا۔

اکیسویں پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہمن احمدیہ کے مصنف مین درج ہے

بگرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائی محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیکھا اور تیری ساری براہمن تجھے دیکھا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے سنہ کی باتیں ہیں۔ جناب الہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔

بیسویں پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہمن احمدیہ کے مصنف ۵۵۶ اور ۵۵۷ پر درج ہے اور وہ یہی جو دیویشی

انی متوجیک ورافعلک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین منوا
 الی یوم القیمۃ۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت ثنائی سے تجھکو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں
 ایک تدبیر آیا پر دنیا سے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زوراً اور
 حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا الفت منہ ہمئنا فاصبر کما صبر اولو العزم
 یہ پیشگوئی لیکھرام کے حق میں تھی جو پوری ہو گئی اور تفصیل اسکی گزر چکی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے
 آنے والے میں۔ اور اسی کے متعلق براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵ اور صفحہ ۵۶ میں یہ الہام ہے وینجو حق
 من دونہ۔ ائمة الکفر لا تخف انک انت الاعلیٰ ینصرك للہ
 فی مواطن۔ ان یوحی لفصل عظیم۔ یعنی تجھے کافر ڈرائیں گے مگر آخر غلبہ تجھی کو
 ہوگا۔ خدا کئی میدانوں میں تیری فتح کرے گا۔ میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہوگا۔ یظل ام ینک
 علیک وبعینک۔ ویرحمک یعصمک اللہ من عندک وان لم یعصمک الناس
 وان لم یعصمک الناس یعصمک اللہ من عندک۔ انی مبغیٰک من الغم۔ انت
 متی بمزلة لا یعلمها الخلق۔ کتب اللہ لا غلبہ لنا ورسلی لا مہل
 لکستم (ترجمہ) خدا اپنی رحمت کا سایہ تجھ پر کرے گا اور تیرا دایرہ ہوگا اور تجھ پر رحم کرے گا
 وہ تجھے آپ بچائیگا اگرچہ انسانوں میں سے کوئی بھی نہ بچا دے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگرچہ انسانوں
 میں سے کوئی بھی نہ بچا دے پر وہ تجھ پر آپ بچائیگا۔ میں تجھے غم سے بچاؤں گا تو تجھ سے وہ قریب
 رکھتا ہے جس کا خلقت کو علم نہیں۔ خدا نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہوں گے
 سو خدا کے کلمے بھی نہیں بدلین گے۔

تیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ۵۵۸ اور ۵۵۹ میں دیں ہے اور وہ یہ ہے سلام علیک
 یا ابراہیم انک الیوم لدینا مکیث اومن۔ حب اللہ خلیل اللہ اسئل اللہ
 الم یجعل لک کھولہ فیکمل امر بیت الفکر وبتیت الذکر۔ ومن دخلک
 کان امنا۔ مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ رفعت و جعلت
 مبارکاً۔ والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لهم الامن

وہر ہفت روزہ نرسمہ تیر سے پر سلام ای ابراہیم آن تو جملہ سے نزدیک بامرتبہ اور این کہ خدا کا دوست - خدا کا خلیل - خدا کا شہر - ہستے ہر ایک امر میں تیر سے لئے آسانی کر دی - بیت الفکر اور بہت الذکر - اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا - وہ بہت الذکر برکت دین والا اور برکت دیا گیا ہے - اور ہر ایک برکت کا کام اس میں کیا جائیگا - اور جو لوگ ایمان لائے اور سی ظلم سے ایمان کو مکر رہنیں کیا انہیں کو امن دیا جائیگا اور وہی ہدایت یافتہ ہوں گے - بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو گھر کے ساتھ چھت پر بنائی گئی ہے اور یہ الہام کہ مبارک و مبارک و کل امر مبارک بھل منہ یہ اس مسجد کی بنا کا مادہ تاریخ ہے اور نیز یہ اس کے آئندہ برکات بکلیت ایک پیشگوئی ہے جسکے ظہور کے لئے اب بنا ڈالی گئی ہے -

پوئیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی کتاب براہیۃ الیقین کے ص ۲۵ میں درج ہے اور وہ یہ ہے وہ تجھ بہت برکت دیگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھو ڈین گے اور اسی کے متعلق ایک کتبہ اور وہ یہ ہے کہ عالم کشف میں میں دیکھا کہ زمین نے مجھے گفتگو کی اور کہا یا قوی اللہ کتب لا آخر فک یعنی اچند کے دلی میں تجھ کو چاں ہی تھی -

پینتیسویں پیشگوئی

شیخ محمد حسین ثناءوی صاحب رسالہ اشاعت السنہ جو بانی مہمانی تھیں اور جسکی گردن پر تہذیب دہلوی کے اہتمام کمرون کے گٹھا کا بوجھ ہے اور جس کے آثار بظاہر نہایت ردی اور یاس کی حالت کے ہیں اس کی سنت تین مرتبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی اس حالت پر صلاۃ سے رجوع کرے گا اور پھر خدا اس کی آنکھیں کھولے گا واللہ عوذاً بے شکی قلی ثمرہ اور ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے چھ حصین کے مکان پر گیا ہوں اور میرے ساتھ ایک چاحتے اور ہنسو وہیں نماز پڑھی اور میں نے امامت کرائی اور مجھے خیال گذرا کہ مجھے نماز پڑھنا یہ غلطی ہوئی ہے کہ میں نے نظر یا عصر کی نماز میں سورہ فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھا شروع کر دیا تھا پھر مجھ معلوم ہوا کہ میں سورہ فاتحہ بلند آواز سے نہیں پڑھی بلکہ صرف نیکر بلند آواز سے ہی

پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر بیٹھا ہے اور اس وقت مجھ کو اس کا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل برہنہ ہے پس مجھے شرم آئی کہ میں اس کی طرف نظر کر دوں پس اسی حال میں وہ میرے پاس آگیا بیٹھے اس سے کہا کہ کیا وقت بہنیں آیا کہ تو صلح کرے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ کو صلح کج جائے اس نے کہا کہ ہاں پس وہ بہت تردد کیا آیا اور بغیر ہوا اور وہ اس وقت چھوٹے بچہ کی طرح تھا پھر بیٹھے کہا کہ اگر تو چاہے تو ان باتوں سے درگزر کر جو بیٹے تیرے حق میں کہیں جیسے تجھے دکھ نہ پہنچا اور خوب یاد رکھ کہ بیٹے کچھ نہیں کہا مگر سخت نیت ہو اور ہم دُرتے ہیں خدا کے اس بھاری دن سے جبکہ ہم اس کے سامنے کھڑے ہوں گے اس نے کہا کہ بیٹے درگزر کی تب میں کہا کہ گواہ رہ کر یہ وہ تمام باتیں تجھ کو بخش دیں جو تیری زبان پر جاری ہوئیں اور تیری شکایت اور تکذیب کو بیٹے معاف کیا اسکے بعد ہی وہ اپنا اصلی قدر نظر آیا اور سفید کپڑے نظر آئے پھر بیٹھے کہا جیسا کہ میں خواب میں دیکھا تھا آج وہ پورا ہو گیا پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام سلطان بیگ ہو جان کھنڈن میں ہے بیٹے کہا کہ اب عنقریب وہ مرجا گیا کیونکہ مجھے خواب میں دکھلایا گیا ہے کہ اس کی موت کو دن صلح ہوگی پھر بیٹھے محمد حسین کو یہ کہا کہ بیٹے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ صلح کے دن کی یہ نشانی ہے کہ اس دن بہاء الدین فوت ہو جائے گا محمد حسین نے اس بات کو سن کر نہایت تعظیم کی نظر سے دیکھا اور ایسا تعجب کیا جیسا کہ ایک شخص ایک واقعہ صحیحہ کی غفلت سے تعجب کرتا ہے اور کہا یہ بالکل صحیح ہے اور واقعی بہاء الدین فوت ہو گیا پھر بیٹھے اس کی دعوت کی اور اس نے ایک خفیف غم کے بعد دعوت کو قبول کر لیا اور پھر اس کو کہا کہ بیٹے خواب میں یہ بھی دیکھا تھا کہ صلح بلا واسطہ ہوگی سو جیسا کہ دیکھا تھا ویسا ہی ظہور میں آگیا اور یہ بُدھ کا دن اور تاریخ ۱۲ ستمبر ۱۲۹۵ء ہے۔

چھٹی سوین پیشگوئی

چھٹی سوین پیشگوئی یہ ہے جیسا کہ میں ازالہ اوہام میں لکھ چکا ہوں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تیری عمر اسی تیرس یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہوگی اور یہ الہام قریباً میں یا بائیس برس کے عرصہ کا ہے جس سے بہت لوگوں کو اطلاع دی گئی اور ازالہ اوہام میں بھی درج ہو کر شائع ہو گیا۔

سینٹیون پیشگوئی

سینٹیون پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ان اشتہارات کی تقریباً چھ سو آریہ قوم اور پادریوں اور سکھوں کے مقابل پر جلدی ہوئے ہیں جو شخص مقابل پر آئیگا خدا اس میدان میں میری مدد کرے گا۔ اسی طرح اور بھی پیشگوئیاں ہیں جو متفرق کتبوں میں لکھی گئی ہیں۔ اور ایسے خوارق پانچ ہزار کے قریب پہنچ چکے ہیں جنکے دیکھنے والے اکثر گواہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو ایک مدت تک صحبت میں رہا ہے اس نے بچپن میں خود مشاہدہ کیا ہے اور کر رہے ہیں پس ان بدتمت لوگوں کی حالت پر افسوس ہے کہ جو کہتے ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ اور پیشگوئی نہیں ہوئی یہ نادان بنین سمجھتے کہ جس حالت میں ان کی امت سی یہ آثار اور برکات ظاہر ہو رہے ہیں اور دوسرے کسی نبی کی امت سی یہ نشان ظاہر نہیں ہوتے تو کس قدر سچائی کا فون کرنا ہے کہ ایسے سرچشمہ برکات سے انکار کیا جائے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسکب نہ ہوتا تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہ ہو سکتی۔

ظاہر ہے کہ صرف قصوں اور کہانیوں کو پیش کرنا اسکا نام تو ثبوت نہیں ہے، یہ قصے تو ہر ایک قوم میں بکثرت پائے جاتے ہیں لعنت ہے ایسے دل پر جو صرف قصوں پر اپنے ایمان کی بنیاد ٹھہرائے۔ خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے ایک انسان کے کچھ عاجز و خفا بنالیا۔ دیکھا نہ بھالا قربان کئی خالہ۔

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جو ائمہ دینی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک رکھ جاتے ہیں یعنی وہی نبیوان کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سر تاج جسکا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے زیر سایہ دہل دن پلٹتے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی وہ کیسی کتاب میں جو ہمیں بھی اگر ہم ان کے تابع ہوں مردہ اور مخدول اور سیاہ دل کرنا چاہتے ہیں کیا ان کو زندہ پوچھنا چاہئے بلکہ سانس سے ہم خود مردہ ہو جاتے ہیں یقیناً بھوکہ کہ یہ سب مردے ہیں کیا مردہ کو مردہ روشنی بخش سکتا ہے یسوع کی پرستش کرنا صرف ایک بت کی

پرنتش کرتا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ماترہ میں میرے جان ہے کہ اگر وہ میرے زمانہ میں نہ تا تو اسکو انگار کے ساتھ میری گواہی دینی پڑتی گوئی اسکو قبول کرے یا نہ کرے مگر یہی سچ ہے اور سچ میں برکت ہے کہ آخر اُسکی روشنی دینا پڑتی ہے تب دنیا کی تمام دیواریں پلک اٹھتی ہیں مگر وہ جو تاریکی میں پڑتے ہوں سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی سمیٹنے رسول نبی اچھی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اسکو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے ان ہونی نہیں رہے گی زندہ خدرا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا ندا ہوگا اور چھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے پلے اور وندے جائینگے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الہی قوانین اس کے ساتھ ہونگی وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْزِلِ الْهَدٰی

اب ہم اس رسالہ کو اس وصیت پر ختم کرتے ہیں کہ اسے سچائی کے طالبو سچائی کو ڈھونڈو کہ اب آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور اسے ہماری قوم کے نادان مولویوں پر دی خدا کے دن میں جنکا وعدہ تھا سو آئندہ کھولو اور دیکھو کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے اور کب سچائی کے بادشاہ مقدس رسول کو بیرون کے نیچے پلے جاتا ہے کیا اُس پاک نبی کی تو میں میں کچھ کسر رہ گئی کیا ضرور تھا کہ زمین کے اس طوفان کے وقت آسمان پر کچھ ظاہر ہوتا سو اس لئے خدا نے ایک بندہ کو اپنے بند و بہن سے چن لیا تا اپنی قدرتیں دکھلاوے اور اپنی ہستی کا ثبوت دے اور وہ جو سچائی سے قطع کرتے اور جھوٹ سے محبت رکھتے ہیں انکو جتنا دے کہ میں ہوں اور سچائی کا حامی ہوں اگر وہ ایسے فتنہ کے وقت میں اپنا چہرہ نہ دکھلاتا تو دنیا گمراہی میں ڈوب جاتی اور ہر ایک نفس دہریہ اور عہد ہو کر مریا یہ خدا کا فضل ہے کہ انسانی لاشی کو میں وقت میں اُس نے تمام لیا یہ چودھویں صدی کی تھی چودھویں رات کا خاندان جبریل علیہ السلام اپنے نور کو چاروں اطراف میں پھیلا دیا۔ اب کیا تم خدا سے لڑو گے کیا فلاحی قلعہ سے اپنا شکر ادا کرنا چاہتے ہو کہ شرم کرو اور سچائی کی آگے مت کھڑے ہو۔ خدا نے دیکھا ہے کہ زمین بدعت اور شرک اور بدکاریوں سے جگمگاتی ہے اور نجاست کو پسند کیا جانے اور سچائی کو رد کیا جاتا ہے سو اس نے جبریل علیہ السلام کی قدیم سے عادت ہو دنیا کی اصلاح کے لئے توجہ کی۔ کیونکہ سچی تبدیلی آسمان سے ہوتی ہے نہ زمین سے اور سچا ایمان اوپر سے ملتا ہے نہ نیچے سے۔ اسلئے اس رحیم خدا نے چاہا کہ ایمان

اس زمانہ کے مولویوں کی سست میں وہی کہتا ہوں جو آئیں پہلے سے کہا گیا ہے منہ

کو تازہ کرے اور ان لوگوں کے لئے جنکو اشتہاروں کے ذریعہ سے بلایا گیا ہے یا آئندہ لایا جائے
ایسا نشان دکھائے۔ اور مجھے میرے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ **الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ
مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِي قُلْ لِيَ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ قُلْ لِيَ سَلَامٌ فِي مَقْعَدِ
صِدْقِي عِنْدَ رَبِّكَ تَقْتَدِرُ - إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ
يُحْسِنُونَ - يَاقُيَ نُصْرُ اللَّهِ - إِنَّا سَنُنْذِرُ الْعَالَمَ كُلَّهُ - إِنَّا مَنَنْزِلُ - إِنَّا اللَّهُ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا -** یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کہہ آسمان
اور زمین میرے لئے ہے۔ کہہ میرے لئے سلامتی ہے۔ وہ سلامتی جو خدا قادر کی حضور میں پجائی
کی نشست گاہ میں ہے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور جبکا اصول یہ ہے
کہ خلق اللہ سے نیکی کرتے رہیں۔ خدا کی مدد آتی ہے۔ ہم تمام دنیا کو متنبہ کرینگے۔ ہم زمین پر
اُمترہیں گے۔ میں ہی کامل اور سچا خدا ہوں میرے سوا اور کوئی نہیں۔

ان الہامات میں نصرت الہی کے پُر زور وعدے میں مگر یہ تمام مدد آسمانی نشانوں
کے ساتھ ہوگی وہ لوگ ظالم اور ناسمجھ اور بیوقوف ہیں جو ایسا خیال کرتے ہیں کہ مسیح
موجود اور جھوٹا موجود تو ارباب سکر آئیگا۔ نبوت کے نوشتے بھار بھار کر کہتے ہیں کہ اس زمانہ
میں تلواروں سے نہیں بلکہ آسمانی نشانوں سے دلوں کو فتح کیا جائیگا اور پہلے ہی تلوار اٹھانا
خدا کا مقصد تھا۔ بلکہ جنہوں نے تلواریں اٹھائیں وہ تلواروں سے ہی مارے گئے۔ مگر یہ
آسمانی نشانوں کا زمانہ ہے خونریزیوں کا زمانہ نہیں احمقوں نے بڑی تاویلین کر کے خدا کی
پاک شریعت کو بڑی سٹھوں میں دکھایا ہے۔ آسمانی قرین جعفر اسلام میں ہیں کسی دین میں
نہیں ہو میں اسلام تلوار کا محتاج ہرگز نہیں۔

الْأَقَمِ حَبِيبَ الرَّحْمَةِ الْكَافِيكَ الْوَاقِعُ الْفَقِيرُ الْكَافِي

نظم منشی گلاب الدین صاحب ہشتابی

رحمت حق ہو ملا ہے اسے کیا فضل و کمال
تا کہ اسلام کی رولت کو کرے پھر وہ بجال
آسمان پر سے اُتر آیا وہ صاحب اقبال

اللہ اللہ صدی چودہویں کا عہدہ و احلال
جسمین مامور من اللہ ہوا ایک بندہ حق
جس کے آئینکے خبر بجز صادق نے مخفی دی

نوٹ غیر ہو اس تاویل سے ہے کہ اس کا مرجع مخلوق سے منہ

الف

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خط و کتابت

اس عرصہ میں جو کچھ مکرری خواجہ غلام فرید صاحب حشتی پیر نواح جہانپور سے اس عاجزی
خط و کتابت ہوئی محض بہ نیت فائدہ عام وہ تمام خطوط جاہلین چھاپ و لکے جاتے ہیں شاید کسی
بندہ خدا کو اس سے فائدہ ہو۔ **قَدْ اِنَّمَا الْعَمَلُ بِالْاِشْيَاءِ**

خواجہ صاحب کا وہ پہلا خط جو ضمیمہ

انجام آہتم کے ۳۹ صفحہ پر طبع ہوا

میں فقیر یاکوب غلام فرید سجادہ نشین الی جنب
میدن غلام احمد صفاقا یانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْاَرْيَابِ وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ
الشَّافِعِ يَوْمَ الْحِسَابِ وَعَلَى الدَّوْلِ وَالْاَصْحَابِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
وَعَلَى مَنْ اَجْتَرِدَ وَاصَّابَ اَمَّا بَعْدُ قَدْ ارْسَلْتُ اِلَيْكَ كِتَابًا
وَبِهِ دَعَوْتُ اِلَى الْمِبَاهِلَةِ وَطَالَبْتُ بِالْجَوَابِ وَاِنِّي وَازِلْتُ
عَدِي بِالْفُرْصَةِ وَلَكِنْ رَأَيْتُ جُزْءًا مِنْ جَمْعِ الْخَطِّ اِلَى سَوْتِ الْعِتَابِ
اَعْلَمِيَا اَعْزَا الْاَحْبَابِ اِنِّي مِنْ بَدْوِ حَالِكَ وَاَقِفْ عَلَى مَقَامِ عَظَمَتِكَ
لَنْسِلِ التَّوَابِ وَمَاجَرْتُ عَلَى لِسَانِي كَلِمَةً تَرْفِقُ بِحَقِّكَ الْاَبَالَتِجِيلِ

ورعاية ادا اب و الان اطلع انك بانى معارف بصله حالك
بلا ارتياب و موافق بانك من عباد الله الصالحين و قى سعيك
المشكور مثاب و قد اوتيت الفضل من الملاك الوهاب و لك
ان تسئل من الله تعالى خيرا قبلى و ان عولت من ما اب و لو لا
خوف الاطباب لانزاد دت فى الخطاب و الله اعلم على من سلك
سبيل الصواب فقط ٢٢ رجب ١٢١٢ هـ من مقام چاچران

ترجمہ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو رب الارباب ہے اور وہ اس رسول مقبول پر
جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور میرا اس کے آل اور اصحاب پر اور پیہ سلام اور برائیہ پر جو راہ
صواب میں کوشش کرنیوالا ہو اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مسائل
کیلئے جواب طلب کیا گیا ہے اور اگرچہ میں عظیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کو ایک جزو
جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے سوائے ایک جیب و خزینہ ترجمہ معلوم ہو
کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنیکے مقام پر کھڑا ہوں تاکہ مجھے ذرا بے حاصل ہوا رہے میری زبان پر
بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا اور اب مجھے مطلع
کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معتقد ہوں و اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے
صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سخی عند اللہ قابل شکر ہے جس کا ابر ملیگا اور نہ اسے بخشہ
بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی
دعا کرتا ہوں اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا و السلام علی من سلك سبيل الصواب

اسکا جواب

بسم الله الرحمن الرحيم
مخداة و نصلى على رسول الله
من عبد الله الاحد غلام احمد عافاه الله و اتد الى الشيخ العظم
السعيد جنى في الله غلام من بد - السلام عليكم ورحمة الله وبركاته
اما بعد فاعلم ايها العبد الصالح قد بلغني منك مذكوب ضيق

بسط الاخلاص والمحبة وكتب بانامل الحب والالفه جزاك الله
خير الجزاء وحفظك من كل انواع البلاء انى وجدت يد التقوى
فى كتابك فمناضوع ربك وما احسن غوثى فحماتك وقد
اخبر النبي صلى الله عليه وسلم فى امرى اشك على احبابى و
زمرى وقال لا يصدق الا صالح ولا يذنب الا فاسق فتر فالك
بشارة المصطفى وواها لك من الرب الاعلى ومن تواضع لله
فقد رُفِع ومن استكبر فرُذ ودُفِع وانى ما كنت ملائمت كتابك
وانت اخلاقك وادابك ادعوك فى الحضرة واسئل
الله ان يتوب عليك بانواع الرحمة وقد سترى حسن صفاتك
ورزاقه حصانك وعدت انك خلقت من طينة احسن
واعطيت مكارم السجية واحن الى لقائك بهوى الجنان
ان كان قدر الرحمن وقد سمعت بعض خصائص نباهتك وما اثر
وجاهتك من مخلصى الحكيم للولوى نور الدين فالان نرا
مكتوبك يقينا على اليقين وصار الخبر عيانا والظن برهاننا
فان عوا الله سبحانه ان يبقى مجدك وبنيانك ويحيى نيلك رُحمة
وعفوانه وكنت قلت للناس انك لا تلوى عذارك ولا تظهر
انكارك فابشرت بان كلمتى قد تمت وان فراستى ما اخطأت
ورغبى خلقك فى ان افوز بمراك واستر بلبقائك فارحون لتترف
بالمكتوبات حتى تجئ من الله وقت الملاقات والان ارسل اليك
مع مكتوبى هذا اضميمة كتابى كما ارسلته الى احبابى وفيها
ذكرك وذكر مكتوبك وارحون فقرعها ولو كان حرج فى بعض
خطوبك والسلام عليك وعلى اعزتك وشعوبك فقط من قلوبى

خواجہ صاحب کا دوسرا خط

بخدمت جناب میرزا صاحب عالی مراتب مجروح محاسن بیکران سب جمع اوصاف سے ہاں ان مکرم مکرم
برگزیدہ خدائے احد جناب میرزا غلام احمد صاحب شیخ اللہ الناس بیتخانہ و سرائی بلقانہ والعمہ
بالائے۔ پس از سلام و نواں الاسلام و شوق تمام و دعائی اعتلائی نام و ارتقائی مقام واضح و
لایح باد۔ نامہ محبت ختامہ الفت ختامہ مشحون مہربانی مائے نامہ مع کتاب رسدہ رسیدہ چہرہ کاش
سرت تازہ و فرحت و اندازہ گشت فحشی سادکہ این فقیر از بد و حال خود بقاضائی قنطریہ و عید
افتادن در بیضرورت قدم در معارک مناقشات نہادن پسند ندارد و چنداں کہی تواند خود را از مدخل طفا
تخلع بیعنی بری آورد و چون اکثر مردم را موافقت ہوا از طلب حق باز داشته است و تعصب بحاری
تحقیق را بجاک جہل فرا داشته ہر ان بکنہ گفتار مانا رسیده و غایت کار مانا دیدہ غوغائی بری انگیزد
و ہمان عنبار جہالت کہ ہوائی عناد برداشتنہ بر خویش می پزند ورنہ شمرہ کار را بر بنیت صریح است و دلائل
کنایت ابلغ از تصریح پوشیدہ نمایند کہ درین جزو زمان کسائے از علمائی وقت از فقیر مطالبہ جواب کردہ اند
کہ ہچو کسی را (یعنی انصاحب را) کہ با اتفاق علماء و چین و چنان ثابت شدہ است چہرہ انیکہ دہشت
اند و از چہرہ و در دسے حسن ظن داشتہ چون تحیر ایشان معلو بود از کمال جوش و ترکیب الفاظ ایشان
با برق طیشہا ہم آغوش نظر بر آنکہ مضامین نشان بر غلیان دلہا گواہ است و بر بنیت ہر کس خدائی
و اناترا آگاہ و بہر یکس گمان بد بردن شیوہ اہل صفائیت و بے تحقیق کسی را منافق یا مطیع نفس
و السنن روانہ فقر را در کارشان ہم گمان بد گران می نمود زیرا کہ اگر بنیت صادق داشتہ باشند
غلطیشان بشابہ خطائی الاجتہاد و نواہد بود ورنہ گوش و عینیت نبوش ہر قدر کہ از غایت کار آن مکرم
ذخیرہ آگاہی انہاشت دل الفت شامل زیادہ اثنان در اخلاص افزو دکہ داشت دعاست کہ از
عنایت حق سببہ بہتر پیدا آید و ساعتی نیکو روی نماید کہ حجاب سباعت جسمانی و نقاب سبافت
طالانی از میان برخیزد و اگر بار سال مضموں کہ در جلسہ مذاہب پیش کردہ اند سرور فرمایند منتہا
و السلام مع الاکرام مضائل و کمالات مرتبت مولوی نور الدین صاحب سلام شوق مطالعہ فرزند
و صاحب زادہ میرزا جاحق صاحب نیز۔ الرافقہ فقیر غلام عزیز بخشی المطائی مقام چاہڑان شریف
(۴) — ہر ماہ شعبان المعظم سال ۱۲۸۵ ہجری نبویہ

بسم الله الرحمن الرحيم جواب

سمعه وفضل علی رسولہ الکریم

خدمت حضرت مخدوم و مکرم الشیخ اچلیل الشریف السید حبیبی فی السید غلام فرید

صاحب کان اللہ معہ در معنی عمدہ و ارعناہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 اما بعد نامہ نامی و صحیفہ گرامی افتخار تزل فرمودہ باعث گوناگون سرت با گردید و بمقتضای
 آیه کریمہ الی لا یجد ریح یوسف لولا ان تقفید و ان از چندین ہزار اعلیٰ و
 بوئے آشنائی از کلمات طیبات آن مخدوم بشہیدم شکر خدا کہ این سرزمین اذان مردان حق خالی
 نیست کہ در انہا - کلمۃ الحق از لوم بیج لائمی نرسند - و نور سے دارند از جناب احدیت و
 فراست و دارند از حضرت عزت پس نقطۃ صحیحہ مطہرہ ایشان سوئے حق الیشا زہی کند و در احقاق
 حق روح القدس تا یدشان می فرماید فالحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مصداق این امور ان
 مخدوم ملایم - اسے برادر مکرم رجوع مشائخ وقت سوئے این عاجز بسیار کم است و فقہ ناگزیر
 پیدا پیش زین حبیبی فی اللہ حاجی غلشی اسرار جان صاحب لدیالو می کہ مولف کتاب طب ربانی
 نیز بود بکمال محبت و اخلاص بدین عاجز ارادتے پیدا کردند و بعض مریدان نااہل در ایشان خیرہا
 گفتند کہ بدین شیخت و شہرت کجا افتاد چون او شان را ازان کلمات اطلاع شد معتقدان خود را در
 مجلسی جمع کردند و گفتند کہ حقیقت اینست کہ ما چیز سے دیدیم کہ شامی بنید پس اگر از من قطع تعلق
 می خواہید بسیار خوب است مرا خود پر وائے این تعلق مانندہ این سخن شان بعض مریدان ال
 دل بگریستند و اخلاص پیدا کردند کہ پیش زان نیز نمی داشتند و مرا وقت ملاقات گفتند کہ عجب کار است
 کہ مرا افتادہ کہ من قصد مصمم کردہ بودم کہ اگر مرا می گذارند من ایشان نزد گذارم لیکن امر برعکس آن پدید
 و قسم خوردند کہ اکنون بان خدمتہا پیش می آیند کہ قبل زین اذان نشائے نبود این بزرگ مرحوم چون
 بعد از مراجعت حج و فوات کردند اعزہ و وابستگان خود را بار بار ہمین نصیحت نمودند کہ بدین عاجز
 تعلق ہائے ارادت داشتہ باشند و وقت عزیمت حج مرا نوشتند کہ مرا حسرتہاست کہ من زان زمانہ
 بسیار کمتر با تم دوسرے گردان و آن بر ما در رفت و فرزندان و ہمہ مردان و زنان کہ اعزہ شان بودند

بوصیت شان عمل کردند، خود را در ملک سعیت این عاجز کشیدند چنانچه از روزگار سے دراز فرزند
 آن بزرگ سکونت لگد بیا نه راترک کرده اند و مع حیال خود ترو من در قادیان می مانند.
 و شیخ دیگر **پیر صاحب العلم** است که برائے من خواب دیدند و در باره من از آنحضرت صلی الله علیه و آله
 علیه وسلم در مجلسی عظیم شهادت دادند و کسے من آن مکتوبے نوشتند که در ضمیمه انجام آتم از نظر
 آن مکرم گذشته باشد.

اما نوز جماعت این عاجز بدان تقداد نرسیده که بر من از خداے من عدد آن مکتوب
 گردیده بود، میدانم که تا اکنون جماعت من از **مشت هزار** دوسه کم یا زیاده خواهد بود -
 اے مخدوم و مکرم این سلسله سلسله خداست و بنا برست از دست قادر سے که همیشه گنا
 حجاب می نماید و از کار و بار خود پیرسیده نمی شود که چرا چنین کردی مالک است هر چه خواهد می کند
 از خوف او آسمان و زمین می چنند و از سمیت او طالع می لرزند و مرا و در الهام خود ام
 نام بناده گفت **اَرِیْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَلَخَلْتُ اَدَمَ** چرا که می دانست که من
 نیز مورد اعتراض **اَتَجْعَلُ فِیْهَا کَمَنْ یُقْسِدُ فِیْهَا** خواهیم گردید پس هر که مرا می پذیرد و غیر
 است نه انسان و هر که سر می چید ابلیس است نه آدمی این قول خدا گفته نه من -
فَطُوبٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا عٰدُوْیْهِمْ و صٰا قٰوٰی وَ مَا اَدُوْیْهِمْ و قَبَلُوْیْهِ
وَ مَا رَدُوْیْهِ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلٰوٰتُ اللّٰهِ وَ اَوْکٰثٌ مِّمَّا یَمْشٰوْنَ
 و آنچه آن مخدوم نقل **مضمون جلسه مذاهب** طلب کرده بودند پس سبب توقف این
 که من فقط بودم که جزو از مضمون مطبوع تروم رسد تا بخدست بفرستم چنانچه امر و یک حصه
 از آن رسید که بخدست روانه میکنم و هم چنین آئینه نیز بطوریکه وقتا فوقتای رسد انشاء الله تعالی
 بخدست روانه خواهیم کرد و **قبولیت این مضمون** ازین ظاهراست که اخبارهای سرکاری
 که بهر خبر سے سروکار سے ندارند و صرف آن اخبار را نویسنده که عظمت داشته باشد **تعریف آن مضمون**
 بخوی کرده اند که تا حد **اعجاز** رسانیده اند چنانچه **سول طبری** می نویسد که چون این مضمون
 خوانده شد بر همه مردم عالم محویت طاری بود و بالاتفاق نوشتند که **بر همه مضامین** جهان بما
 آمد بلکه نوشتند که دیگر مضامین به نسبت آن چیز سے نه بودند پس این فصل خداست که پیش ازین

واقعہ از الہام و کلام خود را اطلاع نیز داد من نیز پیش از وقت آن اعلام آئی را بذریعہ اشتہار شہرہ
کردم پس غصت این واقعہ نور علی نور شد فالحمدا للہ علی ذلک

و آنچه آن مکرم در بارہ شکوہ و شکایت علماء ارقام فرمودہ بودند درین باب چ
گویم و چہ نویسم مقدمہ سن و الیشان بر آسمان است پس اگر سن کا ذبحم و در علم حضرت
باری عز اسمہ مفتری و دعوی من کذب و خیانت و جہالت و در تصور از خدا دشمن تر سے در حق من
کسوایت و جلد تر مرا از بیچ خواہد بکشد و جماعت را متفرق خواہد ساخت زیرا کہ او مفتری را
ہرگز بحالت امن نمی گذارد لیکن اگر سن اذو و از طرف اوستم و بیکم او آدم و بیچ خیانت در کار و بار
خود ندارم پس شک نیست کہ او از انسان تائید من خواہد کرد کہ از قدیم در تائید صداقان سنت او
رفتہ است و از لعنت این مردم نمی ترسم لعنت آن است کہ از آسمان بہار و چون از آسمان لعنت
نیست پس لعنت خلق ابرہیت بہل کہ بیچ راستباز سے ازان محفوظ نماند لیکن برای آن محذوم
بحضرت عزت دعا میکنم کہ محض از سعادت فطرۃ خود ب محافل ان این عاجز کردہ اند پس البعیز خدا با تو
باشد و غایت تو محمود باد جزاک اللہ خیر الجزا و احسن الیک فی الدنیا و
العقبی و کان معک ایما کنت و اد خلک اللہ فی عبادہ المحبوبین امین

مثنوی

ہا تو باد آن رو کہ نام او خدا
در تو تا بد نور و لدار ازل
دیدست مرد سے درین فطر الرجال
گو ہمہ از رو سے صورت مردمان
ہوئے انس آمد مرا از کو سے تو
این خضیت بود اسے فرخندہ رو
حشہ دل از جو رو ہیدا دم کنند
تا بچشم غیر ز ندیقے نشد

ہے فرید وقت در صدق صفا
بر تو بار و رحمت یار ازل
از تو جان من خوش است ای خوشحال
در حقیقت مردم معنی کم اند
اسے مرا رو سے محبت سو سے تو
کس ازین مردم ہمارو سے نہ کرد
ہر زمان با لعنت یا دم کنند
کس بچشم یار صدیقے نشد

کا قزم گفتند و دجال لعین
 بنگر این بازی کنان را چون بچند
 موسی را کافری دادن تشرار
 زانکه تخفیز ہے کہ از ناحق بود
 سفله کو عسرق در کفر بنان
 گر خبر زان کفر باطن داشتے
 تا را از قوم خود ببریده اند
 افترا ما پیش ہر کس برده اند
 تا مگر لغز دگسے زان امترا
 در رہ یافتہ ما ایچختند
 کاسرم خواندند از جہل و عناد
 بخل و نادانی تعصبہ نمود
 ما سمانیم از فضل خدا
 انذرین دین آمدہ از مادریم
 آن کتاب حق کہ قرآن نام آشت
 آن رسولے کش محمد بہت نام
 ہر او با شہد اذربدن
 بہت او غیر الرسل خیر الامم
 ما از و نوشتیم ہر آہے کہ بہت
 ایچہ ما روحی و ایمانے بود
 ما از و ما بیسم ہر نور و کمال
 اقتلا و قول بود در جان ماہست
 از ظلمت و از خبر ماے مساد

ہر قتلہ ہر لیسے در کھمین
 از حسد بر جان خود بازی کنند
 کار جان بازیست نزد پوشیدہ
 واپس آید بر سر ابلش منت
 ہر نہ نالہ ہر کفر و دیگران
 خویشتن را بدترے انگاشتے
 یہر کھنیرم چہا کوشیدہ اند
 و از جہا نہتا سخن پرورده اند
 سادہ لوسے کاسرہ انگارودہا
 بالاضاری ہاے خود آہمختند
 این معین کورے بدینا کس مباد
 لکین بکوشید و دو چشم شان رہود
 مصطفی مارا امام و مقتدا
 ہم برین از دار دنیا بگذریم
 بادہ عرفان ما از جام اوست
 دامن پاکش بدست ما دام
 جان شد و با جان جد خواہ شدن
 ہر نبوت ما برد شد امتتام
 نہ سندہ میراب میرا بے کہ بہت
 آن نہ از خود از جان جائے بود
 وصل و لہ از دل بے اوجمال
 ہر چہ زد ثابت شود ایمان است
 ہر چہ گفت آن برسل رب العباد

آن همه از حضرت احدیست
معجزات انبیاء رسالتین
یکدم دوری ملائکین کتاب
تا بنات شطالیه پاک اندرون
این نه من قرآن همین فرموده
نور را دادند کس کو بپوشد
بجهر از زانای این کلام
مردم اندوه فشان مردارم
نور فرقان کی شمسوی خدا
روشنی از نور روی خدا
همچنین شمس روی مصطفی
سنگی می بینم رخ آن دگر
محو روی او شدت این سخن
جان من از جان او یا بقدر
قانع افتادم بد و از عجز جا
ببرند زان به من چون من
تجربا بر او بگوئے آن نگار
کافرم گفت و حال و لعین
کلهایان هر زمانه افترست
صحت نیت چو باشد درو
لیکن این بے بالی و ترک حیا
هر که او بر دم پرستار بود
ایستاد نفس امارت از خدا

منکر آن سختی لعنت است
آنچه در قرآن میانش بالیقین
ترد ما کفرست و شران و تباب
تا بخوشد عشق یار یحییون
اندرو شطرنج طوطی پروده است
و از حجاب سر کشی مادیور شد
هرزه گوینان ناضال و ناتمام
و الضیاع عشق و از دلدارم
می توان دیدن از دور و بخند
یا فت از فیضش این چه چیا
دل پر چون مرغ سوخته مصطفی
جان فشانم گرد بد و دلگیر
لوحی او آید ز بام و کوی من
از کربانم عیان آن کافران
دل زلف و از فوق افتاده کلا
لعنت حق بر گمان دشمنی
آن نم کا و لکن جان پستار
من نه انعام چو یاکان دوزخ
یارایان هر دو محروم هست
بر گل صدق و وفا چون بلبل
افترا بر منست و با منست
من چنانم که ترسد از خدا
بس من باشد نشان لاشعنا

مخبرات او همه حق اند و مست
بر همه از جان و دل ایمان است
لیک و دوان باغش زینت
راز قرآن را کجا فهمد کس
گر بقرآن هر کس راه بود
این همه کوران که تحفه کند
در کفشان استخوان دینیت
الغرض فرقان مایه دین است
ما چنان بنده ایم زان و نظر
چون دو چشم کس نه اندان جمال
تا مراد اندازد خدش تنبیر
ساقی من هست آن جان پرور
بسکسین روشن او شمع بن
احمد اند جان احمد شادید
بهرین مبتلا کس من آن است
آن نم کا در ره آن سرور
گر همین کفرست نزد کین و
این طبع بهشتان چون سنگها
دل پر از خجسته و باطن پر زنده
بشرار تها نمی بند و میان
این نکار و مروتان و اقیانیا
خوشتن اینک اندیشه اند
هر که زمینان خشت و جانش بود

منکر آن نور و لعن و عذبت
هر که انکار کند از لاشعنا
هر دلی از سر آن آگاه نیست
بهر نور کس نور می باید بپس
پس چرا شطرنج را افرو
بے ناله اند و قرآن غافل اند
در شران عقل دور اندیش نیست
او امیر خاطر غلبین ماست
محو روی او کجا روست و دگر
جان من قربان آن شمشیر کمال
سند دم از عشق او بر و زبر
هر زمان مست کند از ساقی
من جهانم من جهانم
اسم من گردید آن اسم جدید
تا فتم سر این چه کند بقدر
در میان خاک خون بینی سر
خوش نصیبی آنکس چون من کا
در بهشتان گرد و لاله و کماست
صحت نیت از ایشان دورتر
ترسد از او اما و اسلامیهان
این نه خودی بندگان باصفا
تا کسین مردم چه بد فهمید و اند
کافر که در دستش پادش بود

سر برین دم بخوانم آن گشتا
 یکس اینان را بجای تو نبود
 اندرینان خوب گفت آن شایان
 عالیشان نیز لایق است و گشتا
 کبرشان چون تا کمال خود رسید
 تنهای لرزد دل جهان نیز هم
 لیکن آن سرور که هست از آسمان
 هر که میز و بکار و بار حق
 صادق دارد پناه آن بگمان
 او بسا نفسی که بچو بچو است
 آسمان انبیا پر بار و نشان
 ما و این مردم عجب کور و کراند
 او چو بر سر مهربانی می کند
 من بنار خود او عای کرده ام
 آن خدا کین عا چه جز احمیت
 میل عشق و بری پر زور بود
 بهرین شایستی طور خدا
 در دو عالمش او در دو گنج است
 خلق و عالم جمله در شور و شران
 راه حق بر صادقان گشاید
 صلا قاطعی شناسد چشمه
 صدق و رزی در جنب کعبه
 صدق و رزان بهیچان نشاید

کان تهره او فتاد از آریاب
 پیش گر گریه میشه پیرو
 کافران دل برون چون سون
 پشت نبودند وقت برضا
 غیر حق پرده با شایان دید
 چون خیاستها ایشان بگرم
 چون زوال آید برادر خاسدا
 او ستاده از پیکار حق
 دست حق در آستین او نهان
 کار او از دست موسی برست
 هم زمین الوقت گوید بر زن
 صدشان بهیچ غافل بگذرند
 از زمین آسمانی می کند
 امر حق شد اقتدا و کردار
 رجش در کوئی مایه است
 غالب آمد رخت مارا در رلود
 چون خودی رفت آمد آن نور
 جز سر کوش و گر کوی کجاست
 عاشقان در جهان گیر اند
 هر که جوید و امش آید بهت
 کجده و کرایجانی آید بکار
 آتش می باید از زمین وفا
 از پنهان بخت دارند جان

هم خضر امیش که رمضان رسول
 کافرم گفتند و رو با ما نشند
 بر زمان قرآن مگرد سینه
 جلال و غافل از تازی زبان
 دشمنان بین چو شمشیر تابکا
 مکر و بسیار کردند و کشند
 من چه خیرم جنگشان آن خدا
 فانی ایم و تیر مایه حق است
 هر که بادست خدا چو چرخین
 آمد هر وقت عز او برسان
 این دوستان با هم بر ایشان
 این چنین اینان چرا بالا پرند
 عزتش بخشد فضل و لطف خود
 کار حق است این نه از مکر بشد
 مردم و جانان را از مردود شد
 من نذر ام مایه کردار را
 رو به کرد و روان رو کاو
 آن کسان که کعبه او غافل اند
 آن جهان چون نذر کس ناپدید
 هر که جوید و امش آید بهت
 صدق می باید بر او وصل شود
 صد در کس و دگشاید بهت
 دوخته در صورت و نظیر

و صدق افضل حق پاک تصویب
 آن یقین گوید و اهل شگافتند
 خست دنیا هست و کعبه کینه ما
 هم ز قرآن هم ناسر اربابان
 دین چو زین العابدین جلد و دار
 تا نظام کار ما بر هم زدند
 کرد و کش این یا ضو این بنا
 عید با واصل نمجر حق است
 هیچ خود بخند چو شایان این
 با بر آمد و شد از این
 باز در سن تا قصه با افتاده اند
 با مکر زان ذات چون مکر اند
 هر چه پیش آمد در وجود
 دشمن این دشمن آن وادگر
 گمشده آخر زنده آمد پدید
 عشق جوید و از و شد کارا
 هر دل فرخنده مال سودا
 از سنگان کوچه ما هم گسارند
 از جهان آن کور و بختی چوید
 ره و ندیش سودا آن رب الهما
 هر که به صفی بچوید حق است
 یار رفته بازمی آید به صدق
 و از شمار و سبب مردم بخیر

کار حق با عملها بسته اند
علم با عالم بسته دارد و براه
یاری دارد و بیاطن با نظر
زندگی در مردن نیز و بخت
هرگز ترک خود کند یا بد خدا
تا آنکه آن باری و زور بر جان ما
تا نزدیک خدا و خود شویم
تا به برانگ آید صد بار
بعضی آید و قش شد بباد
تا مانند عشق و سودا و جو
آن کسی که عاقلان بگریه اند
ما که یاد داری و رویشیم
افدین به در و سر شستار
از چرخ جان گذار شاه کرد
هر که در غم ز من ماند جدا
بیزد نور و لستان شد سینه ام
هر که با غم شد بنان در بیان
احمد آخر زمان نام من است
هر که یاد یار من شد از نظر
می و دو هر سو می در روانه دار
عاشقان را صبر و آرامی کجا
وقتش گرفتار افتد او شد
باز چون میند جمال و روانه

رسته آن دلها که برش خسته اند
بخت پستی یا کند شام و بچا
بان بشو از آن تو با خردگر
هر که افتاد است او آخر بخت
چیت و حال نفس و گشتن جلد
کو را باید ذره اسکان ما
تا به محو آتش خود مشویم
کو حیالت تازه مینم از نگار
یا آرزو در این آستانه
جلوه نماید نگار چرخگون
از تحفه عشق پوشیده اند
از عشق و فانی شدن نیست
جهان بخوابد از شوق شوق نیست
قصه های راه ما کو تا ه کرد
هر که در غم ز من ماند جدا
بند دوستی صیقل آینه ام
لوگو یاد آمد ازین گلزارین
آخرین چاهین جام من است
از خبر داری من پر سد خبر
تا اگر آید نظر آن روئے یار
توبه از روی دلا لایه کجا
در تن و جانش فراق او شد
مید و چون بچوای سو او

از خنیا که شود این کار و بار
گر بدم خشک کار دین بدست
بست آن عالی جناب لب بند
تا نه کار در دوس ناهان رسد
لیک ترک نفس که آسان بود
کو درین گرد و عبادی خست
تا بناسیم از وجود خود بیرون
تا نه ریزد هر پرو بال که هست
از غر و سندان مرا انکار نیست
چون بنایست آن عزیز محرم
پرده ما پرده ما افزا خست
ترک خود کردیم بهر آن خدا
گر نه او خاندی مرا از هست وجود
راه خود بپرس که تو اندل ستان
می کند بر نفس خود جور و جفا
پیکرم شد پیکر یار ازل
نور حق داریم زیر چادر
طالب دوا خدا را نذر دوا
هر که جوین نگار می بود
هر که عشق دلبری در جهان آید
هر که عاشق رخ یار می بود
لیک زانوی رنگی به روی یار
بمزد درواش دست از بخت

صدق می باید که تا آید بنگار
هر لیس را زار و دین بدست
بهر وصلش شوم باید فکند
کے خفا نشاد و جابان رسد
مردن از خود شدن کیان بود
می توان دید آن رخ آراسته
تا نه گردد پیر زهرش اندون
فرغ این ره را بر مد بشکل
لیکن این به به وصل نیست
هر کس را به گل بیند لا حرم
مطلبه نزدیک دور از خست
از فتنه باید آید لعبت
صد رضوی کرد می مبدود بود
و انش ز انسان که گل باغبان
می کند بر نفس خود جور و جفا
کار من شد کار دلا را ازل
از گریه با غم بر آمد و لب
کش خدا نمود این وقت مراد
کے بیک جالبش قرار می بود
دل و شش و افتاد از جودت
روز و شب با آن خوش کار می بود
می کند بروی پریشان موزگان
از فراق شده طمعی باغبان

ایچنین صدق اربور و اندر
ما خورن. و ا. خورن میان که من
عالم ما خور که. ا. ا. خورن
آن. و من. که. وید. و. و. و.

کل کو بید جاؤ چون بلبلی
خود ہر آسم پر پشی از خوشن
سرگون آگند و چاہ ضلالت
آہ و رنیز بہ پروئے یار
و مایات خدا کا رست جام

گرفتاری و درددل و غم
ابن حین آسمان را کای بود
سوز آید بکشه را باید شست
خاک گرد تا و ابراییش
پخته داند این عنبر را و السلام

کس می بخیزد که گردد سست
بجز شغوت و محنت و خای بود
هر که جفا و صقل آفرینست
گم شود تا کس به بنمایدش

[illegible]

خواجہ صاحب کا تیسرا خط

نہایت جناب عالی آگاہ مسافر سپہ حقائق نگاہ شریعت استنباط المستظهر بامداد المعرف کا سواہ الموبیس اہل الصمد جناب
 علامہ احمد صاحب مکارم اللہ سلمہ اللہ العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جوش اشتیاق بچوں مکارم اخلاق آن سلاہ النفس
 واثاق از حدیث و سنت و محبت بان مجاہد فی سبیل اللہ روز افزون۔ منت جو ادبی ضمنت کہ اوقات میں فقیر راغبانیت بیفت
 ہر جملہی عاصبت ظاہر و باطن جاری فرمود۔ و تائید آن ہر ضنیہ الشامل محمود و الخصاص اکل از جناب عزت خطابش مسئول و مخصوص۔

سلك لآلى آيه بحسب ووداد و محمد جواهر تا بدار صداقت و اتحاد اعنى نامة اخلاص ختمه بمجموع ادخال صفا و محضو بنفعا
حلت اصطفا و رود كم آمود بمموده سرورنا محصور فرمود غير از الفاظ الفت آينز و معاني ابسطا غير و مستحيرت الكيزن غير
كبارم الم ذنبا تا ان طلبه فراحم نمود و وود مصنون المذاهب سرله الفضا حسب كبا و وود اذ و تة حاتم
كلاهما جدت ادوارا تنقل بود من الزمة جان و ر بود بهواره اين مجاميع رقيق الغايا استلزاما بنفوية و لغضلا لاريه بود و كم
باشند و غير باستقر حالات سرست سمات و النسة باين مثل فضلا بر مسائل و ارقام كرا كم رقام ممتنع مي فرموده باشند
هم بر شوال الكرم سلكه بحرية قدسية الرافق غير عن سلام و زيد الحسنى النظامى

مطبع ضیاء اسلام آباد
۱۵ ارشدیہ اسکول

فہرست کتب موجودہ مع قیمت علاوہ محصول ڈاک

جلد چہارم ہر امن احمدیہ اردو	۴۴	لیچہ سراج نیز مع رسالہ خط و کتابت	۴۴
شخصہ شخص	۶	بختہ اللہ عربی مع ترجمہ اردو	۱۸
ترکات اللہ فار اردو	۴	اسسہ فقہ	۴۴
آوارہ اسلام	۴	زالہ اوہام ہر دو سہ	۴۴
تفسیر سورہ فاتحہ کرامات العساہ قیرجانی	۴	انصاف لادست الاسلام اردو	۶
نور الکتب عربی ترجمہ اردو	۴	نور الکتب عربی ترجمہ فارسی	۴
سیر الخلفاء عربی	۴	نور الکتب عربی	۴
رسالہ الیچہ یعنی انجام آیتا - دھون قوم	۴	نور الکتب عربی	۴
خدائی فیصلہ مکتوبہ عربی مع ترجمہ فارسی	۴	نور الکتب عربی	۴
اتمام الحجۃ عربی و اردو -	۴	نور الکتب عربی	۴
سندہ چشم آریہ اردو -	۴	نور الکتب عربی	۴
جنگ مقدس	۴	نور الکتب عربی	۴

ہدایہ ویلیوپی ایل یا پہلے ہی آرڈر کے آنے سے
یکتا بین مل سکتی ہیں

سیرا غلام احمد ڈالانی

اشہد انعامی یکہزار روپیہ

میں اس وقت ایک مستحکم وعدہ کے ساتھ یہ اشہد تھا
 شائع کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب عیسا یونہی سیسوع
 کے نشانوں کو جو اس کی خدائی کی دلیل سمجھ جاتے ہیں
 میرے نشانوں اور فوق العادت خوارق و قوت ثبوت
 اور کثرت تعداد میں بڑھ ہو ثابت کر سکیں تو میں انکو ایک ہزار
 روپیہ بطور انعام دوں گا میں سچ اور حلفاً کہتا ہوں کہ اس میں
 ہرگز ہرگز کوئی شک نہیں ہے پاس روپیہ جمع کر سکتا ہوں جس پر فخر
 اطمینان ہو اس فضیلہ کیلئے غیر منصف ٹھہرا جائیگا

درخواستیں جلد آئی جائیں۔

میرزا غلام

میرزا غلام

نوٹ اگر درخواست کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں تو درجہ آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں

تعداد

حجّ الله منّي

مطبعة مطبع ضياء الاسلام

قادیان دار الامن والامان

۲۴ ذی الحجّه

۱۳۱۳

۶

تعداد

الاعلان قائم على اهل العداوة

ايها النطرون اعلموا رحمكم الله . فكم رزقا حسنا من التفضلا بجليله ولامه
 الشخصية . اذهذه رسالتى قد تمت العناية الالهية . مخوفة بالاسرار
 الانيقة الربانية . ومشتعلة على محار من الادب والملم البيانية .
 فصعانا حديقة مخضرة تغرد فيها بلايل على دوحته الصفاء . وتضفى
 ثمراتها قلوب الادياء . ومن امعن فيها باخلاص النسبة . واصدق
 الطوق . فلا شك انه يقر بفصاحتها كلمتها . وبراعت عباراتها . ويقر
 بانها اعلى والملم من التديوينات انرمية . وعليها طلاوة اكثر من الفلا
 الانسانية . واما الذى تجبل على سيرة النعمة والعدا . فيجد فيها
 ويترك متعمدا طرق القسط والسداد ولو كان يفيض من المستيقين . فمن قبل
 لان على روض تلك المنكرين . ولقد وعيت اسماءهم فيما سبق من
 ذكر المكفرين والمكذبين . اخى شيخ البطالته وامثاله من المستيقين
 الضيقين . فليماضونى فى هذا ولو متظاهرين بامثالهم . وليبرهنوا
 على كمالهم واكشفت عن سبهم واخبرتهم فى اعين جهالهم ومن
 بكتب منهم كسبا كمثل هذه الرسالة . الى ثلثة اشهر او الى الاربعه فقد
 كذبى صدقا وعدلا واشت انى لست من الحضرة الاحد . فلهى
 بيقضى هذه الخطوة . وينجى من التفارقة الامنة . وليستظهر الادياء
 ان كان جاهلا لا يعرف طرق الانشاء وليعلم انه من الغلوين . وسيد هذا
 بصره يرق من السماء . فيعشيه كما يعشى الجارعين الحرباء ويطفأ وطيس
 المفترين . ايها المبكذون الكذابون . ما لكم لا تخشون ولا تتأصنون
 وتدعون تم لا تبارزون ويل لكم ولما تفعلون يبعث الجاهلين .

المبعث علام احمد الهاديانى

صَمِيْمَةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حُجَّةُ اللّٰهِ
مُحَمَّدٌ وَآلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اكْفَرَه

ایہا النّٰظرین۔ والادباء المنقدون۔ انتم تعلمون۔ اِنّی لثبت من قبل
ای ہندوگان وادیان درخشوش و غیر منشوش فرق کنندگان شامی دانید کہ من پیش ازین چند کتابها
ای دیکھنے والو اور کلام کے کھوٹے اور گھرے میں فرق کرنا تو تم جانتے ہو کہ میں پہلے اس سچے کتابین
هَذَا الْکِتَابِ فِي الْعَرَبِيَّةِ۔ وَزَيْنَتِهَا کَالْبَيْوتِ الْمَشِيْدَةِ الْمَزْدَانَةِ۔ وَزَيْنَتِمْ اَنْهَا تَحِلِّي
دہر بی نوشتہ ام۔ وآن کتاب ہا چنان زینت دادم کہ خانہ ازینت داده و بلند کرد و میشو ند و
عربی میں بھی تھیں اور ان کتابوں کو میں نے ایسی زینت دی تھی جیسا کہ گھر و گورنیت دیا جاتا اور بلند
الدّرر العمانية۔ و تسمى البهجة العرفانية۔ و کنت اوقع ان العلماء یعدونها من
شادیدہ ایکہ ان کتابا و اسما فی الیاس اند و تیرا و معرفت فی خانہ من توقع میداشتم کہ اَلّا تا لیت ہا را و ہر نشانها
کیا جاتا۔ و دیکھئے دیکھا ہو کہ وہ کتابین تو بیونیک شہرت تھیں اور معرفت و ہدایا تین زمین امید رکھتا تھا کہ مولوی کو
الایات۔ و یعتقدون لزوری حبک النطاق بصحة النبیات۔ و ما نزلت
خو اہند شمر د۔ و ہر ای دیدن من از اربند پارچہ کمر خود صحبت نیت خوانند بابت دمن ہمیشہ دل خود
ان کتابوں کو پہلا نشانوں شمار کرینگے اور میر دیکھئے کیلئے ای کہ صحبت نیت کیساتھ ہاندھینگے اور میں ہمیشہ اس امید
اسی بالی ہذا الامل حتی وجدتم فاسد النیة والعل۔ و بدان فراستی و لخطوات۔
راہدین امید بی غم میگردم۔ تا آنکہ اوشان را نیت و دل تباہ یافتم۔ و ظاہر شد کہ فراست من خطا کرد
کیساتھ دل کو سلی دیتا تھا بہر شک کہ میں انکو نیت اور کام میں خراب پایا۔ اور ظاہر ہو گیا کہ میری فرا
واعین العلماء ما انفتحت۔ و ترائی الیاس و آثار الرجاء انقطعت۔ و یبلغ الامر
و تہمتا ہی علما کشادہ نشدند۔ و نو میدی ظاہر شد و نشان امید منقطع شد۔ و کار سچا میرید
خطا لگی۔ اور مولوی کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ اور نو میدی ظاہر ہو گئی اور امید کی نشانیاں قطع ہو گئیں اور اس حد تک

الحی حد - ان الشیخ الذی هو للطالبین کسۃ - زری علی مقالی - و
 کہ شیخ بنا کہ برائے طالبانِ شل دیوار مانع است بر کلام من عیب جوئی کر دے - و

نوبت پہنچ گئی کہ شیخ بنا جو طالبوں کے لئے ایک روک ہے میری کلام پر اسنے نکتہ چینی کی

تکلم فی اقوالی - وقال ان هو الا قول رقیق وما هو بکلام جزل - بل

در سخن من کلام کر دے - و گفت شگ نیست کہ آں قول زشت است و کلامے خوب نیست - بلکہ

اور کہا کہ وہ قول رکیک ہے اچھا نہیں بلکہ

کسقط و هزل - و لیس من غرر البیان - و لا من محاسن الکلیات

سخن بے فائدہ و بیہودہ است و بیانے واضح و محاسن کلیات نیست

غلط اور بیہودہ ہے ادبیان واضح اور عمدہ کلام نہیں ہے -

والتبیان - و کما رصعت فی کتبی من الجواهر العربیۃ - والنوادی

و آن تمام جواہر عربیہ و نوادر ادبیہ

اور وہ تمام جواہر عربیہ اور نوادر ادبیہ اور لطائف

الادبیۃ - واللطائف البیانۃ - والنکات المبتکرۃ المصبیۃ - اراد

و لطائف بیانہ و نکات و کشف کہ در کتاب خود نشانہ بودم - این

بیانہ اور و کشف سمجھتے کہ میں نے اپنی کتابوں میں لکھے اس مفسد نے

المفسد المذکور ان یطفی نورہا - و يمنع ظہورہا - و یجعل الناس

مفسد خواست کہ آں ہمہ نور را منطفی کند و از ظاہر شدن باز دارد و مردم را از

چاہا کہ ان کے نور کو بجھا دے اور ظاہر ہونے سے روکے اور لوگوں کو

من المنکرین - و المرتابین - و معذالک ادعی انہ فی الادب رجب

منکران یا شک کنندگان کند و با این ہمہ دعویٰ کر دے اور علم ادب فراخ دست

منکروں یا شک کرنیوالوں میں سے کر دے - اور پھر اسکے ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ علم ادب

الباع - خصیب الرباع - و من المتفردین و کذا الخدیع الناس

و بسیار مالدار است و از آماں بہت کہ متفرد ہستند و ہمچنین بتلبیس ہائے خود

میں فراخ دست اور بہت مالدار ہو اور ان لوگوں میں سے جو بیکانہ ہوتے ہیں اور اس طرح اپنی حق پوشی سے

بتلیس ساتہ - واضعک الاطفال بنجر عبدیلاتہ - وجاء منہ

مردم را فریب داد و بکار ہائے باطل خود اطفال را بجنڈانید و درون صریح

لوگوں کو دھوکہ دیا اور اپنے باطل کاموں سے لڑکوں کو ہنسایا اور صریح جھوٹ

مبین - وجئنا بلو لوعر خطب فما استجد - ونفضنا علیہ عجمات

آورد و ما موارید تازہ آوردیم پس جتید و خوب ندانت و بر دوزخ ہائے خرافشا ندیم

لایا - اور ہم تازہ موقی لائے پس اسے انکو اچھا نہ سمجھا - اور ہم نے دوزخ کھجور

فما استحلنا مارنا وما ادری الوداد - بل زاد بخلا وعنادا کالستکبار

پس ہمارا شیرین ندانت و دوستی نمود بلکہ در بخل و عناد ہجو متکبران زیادہ شد

اسپر بھڑاسی پس اسنے انکو شیرین خیال نکیا بلکہ متکبروں کی طرح بخل اور عناد میں

وقال ان کتب هذا الرجل مملو من الاخلاق - والاقلاط - ومبعذ

د گفت کہ کتابہائے این شخص از غلطی مایہستند و از لطافت

برصہ گیا - اور کہا کہ اس شخص کی کتابیں غلطیوں سے پر ہیں - اور لطافت

من لطائف الادب و ملح المحاورات - ولیست کما معین - فلاحکم

ادب و تمکینی محاورات دور داشتہ شدہ اند و ہجو آب روان نیستند پس بچند

ادب اور تمکینی محاورات سے خالی ہیں - اور صاف پانی کی طرح نہیں ہیں - پس

بما وجب - بل اخفی الحق و منع وجب - و تصدی لخدع العوام

تکرم نہ کہ واجب بود بلکہ حق را پوشیدہ کر دوازد مردم باز داشت و بر آفریب و ادب عوام پیش آمد

وہ بات نہ کی جو واجب تھی بلکہ سچ کو چھپایا اور لوگوں کو خور و کا اور عوام کو دھوکہ دیا

بعد ما شغف بالكلام - وكان يعلم ان کتم الشهادة مائة - وتکذیب

بعد از آنکہ بکلام من فریقہ شد و ادمیدانت کہ گواہی پوشیدہ کردن گناہ است - و تکذیب

بعد اس کے کہ میری کلام پر فریقہ ہوا - اور وہ خوب جانتا تھا کہ گواہی کا پوشیدہ کرنا گناہ ہے اور

الصادق معصية - ولكنه اثر الدنيا على الآخرة - والنفس الامارة

صادق معصیت است مگر او دنیا را بر آخرت اختیار کرد و نفس امارہ را

صادق کی تکذیب معصیت ہو - لیکن اسنے آخرت کو چھوڑا اور دنیا کو اختیار کیا - اور نفس امارہ کو

على المحضرة الاحدية - داراد الله ان يرفعه فاخلد الى الارض

برسرت احدیت مقدم داشت - و خدا تعالی خواست کہ اور ابردار دپس او بچو فاسقاں سوتے

سخت احدیت پر مقدم رکھا اور خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اسکو اٹھا دے پس وہ فاسقوں کی

کالفا سقین - و لیس فی نفسه جوهر من غیر تعلف کالنسوان - و

زمین میل کرو - و در ہر نفس او بجز لات زنی ہجہ زنان

طرح زمین کی طرف جھک گیا - اور اس میں بجز لات زنی کے اور بغرض دھوکہ زبان

خدع الناس بتزويق اللسن - و انه من المذورین - یرید ان یطفء

آراستہ زبان پر آفریں یاد دہم ہر جہت و او از دروغ آریاں است ارادہ میکند کہ از ظلم

آرائی کرنے کے اور کوئی جو ہر زمین اور دہ جھوٹ کو آرائش دینے والوں میں سے ہے - ارادہ

نورا - ظلما و ذورا - و یزید الناس زهقا و کفورا - و یصرف عن

دور نور را بمیہ اند - و مردم را در ظلم و کفران زیادہ کند و جاہلان را زحق

کتابے کہ نور کو بجھاتا ہے - او لوگوں کو ظلم اور کفران میں زیادہ کرے - اور حق سے

الحق قول جاہلین - و الله انه لا یعلم ما البلاغة و افنانها - و کیف

باز گرداند - و بخدا کہ او نہی دانہ کہ بلاغت چیست و شاخہاں آن چیست و چگونہ

جاہلون کو پھیر دے - اور بخدا وہ نہیں جانتا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں اور اس کی

لیحق ادا ہا و بیانها - و ما وصل مقامات فہم الکلام - و

حق بیان او ادا می تواند شد و از مقامات فہم کلام بہ بیج مقامے نہ سیدہ

شاخین کیا ہیں - اور کیونکر اسکے بیان کی حق ادا ہوتا ہو - اور فہم کلام کے مقامات میں سے کسی

ان ھو کالاتعام - و من المحرمین -

صرف ماتہ چار پایاں و محرومان است -

مقام تک وہ نہیں پہنچا - اور صرف چار پایوں اور محروموں کی طرح ہے -

فالامر الذی یخی الناس من غوائل تزویراته - و ھبوا

پس امر سے کہ مردم را از دروغ و غلوئی اور بائی بخشد

پس وہ بات جو لوگوں کو اس کے جھوٹ سے نجات دے گا یہ ہو کہ

مقالہ - ان نعرض علیہ کلاماً منا وکلاماً اخر من بعض العرب

این است کہ ما بر و کلام خود و کلام دیگران از عرب عربا پیش کنیم

ہم اُس پر اپنا کلام اور بعض دوسرے ادیب عربوں کا کلام پیش کریں۔ اور

العرباء۔ ونبس علیہ اسمنا واسم ثلاث الاولاد باء۔ تم نقول انبلونا

دہر و نام خود و نام آن ادیبان پوشیدہ داریم باز جو نیم کہ ما را بخود

اپنا اور ان کا نام اس پر پوشیدہ رکھیں۔ اور چھرا اسکو کہیں کہ ہمیں بتلا

بقولنا و قول هولاء۔ انکنت فی زرایتک من الصادقین۔

کہ قول ما کہام است و قول ایناں کہام اگر در عیب گیری راست گوہستی۔

کہ ان میں سے ہمارا کلام کو نساہے اور ان کا کلام کو نساہے اگر تو سچا ہے۔

فان عرف قوی و قولہم و اصاب فیما نوی۔ و فرق کفلق الح

پس اگر قول مراد قول اوشان را شناخت و در شناختن خطا نکرد و چون دانہ و خستہ آن جدا

پس اگر اسنے میرا قول اور ان کا قول شناخت کر لیا اور گٹھلی اور دانہ کی طرح فرق کر کے

من النوی۔ فنعطیہ خمسین روفیة صلة

کردہ نمود پس ما اورا پنجاہ روپیہ بطور انعام یا

دکھلادیا پس ہم اسکو پچاس روپیہ بطور انعام یا تاوان

منا او غرامة۔ و نحسب منه ذالک کرامة۔ و لغد لا من

تاوان خواہیم داد و درین کرامت او خواہیم شمر د و از ادباء فاضل

دین گے۔ اور یہ اُس کی کرامت سمجھی جائے گی۔ اور ہم اسکو ادباء

الادباء الفاضلین۔ و نقبل انہ کان فی مازری من الصادقین۔

اور او خواہیم شمر د و قبول خواہیم کرد کہ او در عیب گیری راست گو بود

فاضلین میں سے شمار کریں گے اور قبول کریں گے کہ وہ عیب گیری میں راست گو

فان کان راضیاً بہذا الاختیار۔ و متصدیاً لہذا المضار۔ فلیضربنا

پس اگر بدین آزمائش راضی باشد و براثر این میدان طیار باشد۔ پس باید کہ

تھا۔ پس اگر اس آزمائش کے ساتھ راضی ہو اور اس میدان کے لڑ طیار ہو تو

بنیۃ صالحة كالابرار۔ و لیسع هذا العزم فی الجرائد والاخبار۔
 اراہو نیکی کاران خیر دہ۔ دین عزم را در اخبار۔ ہیچ یقین کنندگان
 بچلے مانسوں کی طرح بہین خبر دے۔ اور چاہیے کہ اس قصد کو اخبار و نین یقین
 کا اہل الحق والیقین۔

شایع کنند۔

کرنے والوں کی طرح شایع کر دے۔

و اما انابعد اطلاع علی ذالک الاستہار۔ سارسل الیہ
 مگر من پس بعد از اطلاع برین استہار۔ چند ورق بر آستان
 مگر من پس میں استہار پر اطلاع پانے کے بعد چند ورق امتحان کے لئے
 اور اقالااختبار۔ لیحکم اللہ بینی و بین ہذا الکفار۔ و هو اشکم
 سوئے او خواہم فرستاد تاکہ خدا تعالیٰ در من و او فیصلہ فرماید
 اسکی طرف پیچہ و لگی تاکہ خدا تعالیٰ مجھ میں اور اس میں فیصلہ کر دے اور وہ

الحاکمین۔ وانی اری مذاعوام ان ہذا الرجل لا یمتنع من الذین
 الحاکمین است۔ و من از چند سال سے پیغم کہ اس شخص از یہودہ کوئی باز نہ آید
 حکم الحاکمین ہے اور میں کئی برس سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص یہودہ کوئی سے باز نہیں آتا
 ولا یتقہ اخذ اللہ الہدیان۔ فالجاءنی بخلہ الی ہذا الامتحان۔
 و از مو اخذہ خدا تعالیٰ نبی ترسد۔ پس بخل اور مرا برائے اس امتحان بقرہ کرد

اور خدا تعالیٰ کے مو اخذہ سے نہیں ڈرتا۔ سو اس کے بخل نے اس امتحان کے لئے مجھے مجبور کیا۔
 فان جاء المضاہر و اثبت ما ادعی۔ و ما زکلی من کلمات اخری۔
 پس اگر در میدان آمد و آنچه دعویٰ کرد ثابت نمود۔ و کلمات مرا از کلمات دیگران جدا
 پس اگر میدان میں آیا اور جو دعویٰ کیا تھا اسکو ثابت کر دکھلایا۔ اور میرے کلمہ خود و سرون کلموں سے
 فله ما سمع منا و دعی۔ و ان شمر ذیلہ و اثبتی۔ و ما طالبنا ما وعدنا

کہ وہ پس اور ان انعام ہم دے کہ از ما شہدہ و اثبت لک را ہی پیچہ و کثرت و مطالبہ وعدہ مانگہ۔
 علیحدہ کر کے دکھلایا سو ہم اسکو وہ انعام دیں گے جو جسے سن چکای اور اگر اپنا دامن میث لیا اور پھر کیا اور ہمارے وعدہ

وما انبری۔ بل انساب و دخل بجرۃ و اتزوی۔ و ما ترک التکذیب
 و پیش نیا۔ بلکہ برقت و دخل سورخ خود شد و پوشیدہ گشت و تکذیب را ترک نہ کرد
 کا مطالبہ نہ کیا اور اپنے سوراخ میں داخل ہو گیا اور چھپ گیا اور تکذیب سے باز نہ آیا
 و ما انتقی۔ فان له جہنم لا یموت فیہا ولا یحییٰ۔ و السلام علی من اتبع الهدی۔
 و باز نیا۔ پس برگزیدہ جہنم است کہ درونہ زندہ خواہد ماند و نہ خواہد مرد۔ و سلام بر آنکہ پیروی ہدایت کرد۔
 پس اسکے لئے وہ دوزخ ہے کہ جہنم وہ نہ مرے گا نہ زندہ رہ سکیگا۔

میرزا غلام محمد القادیانی

۲۶ مئی ۱۸۹۷ء

ایک گواہی

مفصلہ ذیل اشتہار ایک فقیر مجذوب نے جو سیالکوٹ بن قریب بارہ سال سے مقیم ہے ہمارے پاس شایع
 کر نیکیے لے کر بھیجا یا ہے لہذا ہم سب جگہ اسکی نقل مطابق اصل بلفظہ کر دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے ﴿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار واجب الظہار

خدا کے فضل اور الہام سے۔ روح جناب رسول مقبول صلعم سے۔ روح کل شہداء سے۔ روح کل ابدالوں سے۔
 روح کل اولیاء سے جو زمین پر ہیں۔ اور ان روحوں سے جو چودہ طبقوں کی خبر رکھتی ہیں۔ میں نے ان
 سب سے الہام اور گواہی پائی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ جل شانہ نے بھیجا ہے۔

﴿ اس مجذوب کی اس افواج میں بہت عظمت اور شہرت ہے۔

رسول مقبول کے دین میں سخت فتنے برپا ہو گئے۔ وہ حد درجہ کا ضعیف ہو گیا۔ ہزاراں ملعون فرقتے جیسے نساہری اور رافضی پیدا ہو کر لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے۔ اسلئے مسیح موعود کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی۔ اسوقت یہ جو خوفناک فتنے پیدا ہوئے ان کی اصلاح ایک بھاری نبی کا کام تھا۔ مگر چونکہ رسول مقبول کے بعد کوئی نبی نہیں آتا تھا خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو جو رسول مقبول کے دستار مبارک میں بھیجا۔ جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن جہم سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے وہ جھوٹے ہیں کوئی آسمان پر موت کا مذہ چکھے بغیر اور جسم کے ساتھ نہیں گیا۔ اے علما گدی نشینو! اے فقرا گدی نشینو! اے اہل بیت گدی نشینو! سن رکھو! منقریب آسمان سے بڑی بھاری جلال گواہی اس سلسلہ کی سچائی کی ظاہر ہونے والی ہے۔! خود خدا بڑے زور سے گواہی دے گا۔ پھر تم اس مخالفت میں بڑے ذلیل اور شرمندے ہو گے۔ یہ میرا اشتہار سچا ہے۔ یہ لوح محفوظ کی نقل ہے۔ میں دیکھتا ہوں اس مخالفت سے خدا تعالیٰ تم پر سخت ناراض ہے۔ رسول مقبول تم سے حد درجہ بیزار ہے۔

المسند
فقیر محمد۔ سیالکوٹ۔ برب ایک باغ بستی والا
۲۸ مئی ۱۳۵۸ھ

ایک تجویز

ارادہ ہے کہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود کے وہ مضامین جو متفرق ہیں مثلاً اشتہارات مطبوعہ۔ قلمی خطوط اور وہ مضامین جو کہ دیویر کے رسالہ یا کسی اخبار میں طبع ہوئی ایک جگہ جمع کر کے کتاب کی صورت میں طبع کرو جائیں۔ پس جس کتاب کے پاس ۱۹۶۷ء کی پہلے کا جو کوئی اشتہار (مطبوعہ) ہوا اسکے عنوان۔ تاریخ۔ خلاصہ مضمون اور تعداد صفحہ سے اطلاع دیں۔ تاکہ اگر قرین وہ نہ ہو تو اسے عاریتاً طلب کیا جا سکے اور جس کتاب کے پاس حضرت اقدس کی کوئی خطبہ یا خطبہ کے معاملہ کی نسبت ہو اور مفید عام ہو اسکی ایک نقل بلکہ وہ اصل خطبہ عاریتاً چند روز کیلئے بھیج دیں بعد ازاں واپس واپس کیا جائیگا۔ یہ بھی واضح رہے کہ خریداران کی کافی درخواستیں ہم پہنچنے پر اس کتاب کی طبع کا انتظام ہوگا۔ پس شائقین ساتھ ہی درخواست خریداری ارسال فرما دیں۔ خط و کتابت صاحبزادہ سراج الحق صاحب جلالی نغانی کے نام ہونی چاہیے۔ فقط! مستطوع محمد متین کشتی خانہ حضرت اقدس۔ منہما قادیان دارالامان۔ یہ تم کو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله على عباده الذين اصطفى

سُخنِ نَزْدَمِ مَرَانِ اَزْ شَهْرِ يَارِے
خُداوندے کہ جان بخش جہانست
کریم و قادر و مُشکل کشائے
قنادم بردر شس زیرانکہ گویند
چو آن یار و فسادار آیدم یاد
بغیر او چنان بندم دل خویش
دل در سینہ ریشم مجوید
دل مین دلبرے راتخ گاہے
چکویم فضل او بر من چگونست
عنایتہاے اورا چون شمارم
مرا کاریت با آن دستانے
بنا کم بردر شس زانسان نالہ
مرا با عشق او وقتے ست معمور
شفا ما گویمیت ای گلشن یار

کہ ہستم بردرے امیدوارے
بدیع و خالق و پروردگارے
رحیم و محسن و حاجت برارے
برآید در جہان کارے زکارے
فراموشم شود ہر خویش و یارے
کہ بے رویش نمے آید قرارے
کہ بستیمش بدامان رنگارے
سر من در رویارے نثارے
کہ فضل او ست ناپیدا کنارے
کہ لطف او ست بیرون انشمارے
نذار و کس خبر زان کاروارے
بوقت وضع حلقے باردارے
چہ خوش وقتے چہ خرم روزگارے
کہ فارغ کردی از بلغ و بہارے

ذِكُّ الْمُفْتَرِينَ

إِنَّ الَّذِينَ يُخَادِبُونَ لَا يُخَادِبُونَ إِلَّا اللَّهَ فَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

برو بارہی میں کند زور آوے جاہلے فہم کہ ہستم برترے

اسوقت میرے سامنے وہ کاغذ پڑے ہیں جن میں نام کے مسلمانوں نے مجھ کو گالیان دی ہیں چنانچہ ان میں سے ایک عبدالحق غزنوی ہے جو اپنے اشتہار میں مجھے دجال ٹھہرا کر اپنے اشتہار کے عنوان میں لکھتا ہے کہ ضَرْبُ الدِّجَالِ عَلَى وَجْهِ الدِّجَالِ یعنی اس دجال کے مونہ پر جوتی مارتا ہوں۔ سو یہ تو اُس نے سچ کہا کیونکہ حقیقت وہ خود دجال ہے اور آسمان سے اُس کے مونہ پر جوتی پڑی نہ کسی اور کے مونہ پر۔ ابھی معلوم نہیں کہ کہا تک اس کا سترم کیا جائے گا۔ ابھی تو جلسہ مذہب سے اسوقت تک صرف دو آسمانی جوتے اُس کے سر پر پکے ہاں ضرب شدید سے پڑے جس سے کچھ ڈیان ٹوٹی ہوئی تھی۔ معلوم نہیں کہ کسوقت اس بد بخت نے یہ کلمہ مونہ سے نکالا تھا کہ دُعا کی طرح اُس کے حقیقی قبول ہو گیا۔ پھر اُسی شہاد میں یہ نادان میری نسبت لکھتا ہے کہ لعنت کا طوق اُس کے گلے میں ہے۔ مگر اب اُسے پوچھنا چاہیے کہ ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھے کہ کسے گلے میں ہے؟ ذرہ سمجھ کر بوسے مذہبی جلسے کے الہامی اشتہار نے کسے مونہ کو سپاہ کیا۔ لیکن کرام کی موت نے کسے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا۔ بار بار یہ شخص آتم کی پیشگوئی کی نسبت اعتراض کرتا ہے۔ جاہل کو اب تک سمجھ نہیں آتا کہ آتم کی پیشگوئی جیسا کہ الہام کے الفاظ اور الہام کی شرط تھی کامل صفائی سے پوری

آتم کے حالات کے بارے میں جو کچھ انوار اسلام میں چھپا تھا وہ پھر بطور مختصر فائدہ عام کے لئے لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر سر عبد اللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا دیا ہی تو ہیں اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حکمی مقرر

ہو گئی شہرہ کی موافق خدا سے کہیم نے اُسکی موت میں تاخیر والدی اور پھر الہام کی موافق اُسکو سات مہینہ کے اندر مار دیا۔ چونکہ آتمم ڈرا اسلئے خدا نے اُسکے معاملہ میں اپنی صفت رحم کو دکھلایا۔ اور لیکھرام نہیں ڈرا اسلئے خدا نے اُسکے معاملہ میں اپنی صفت قہر کو دکھلایا۔ سو خدا نے ان دونوں شپگوٹیوں سے اپنی جمالی اور جلالی صفات کا نمونہ دکھلا دیا۔ اور ہر ایک کی حالت کی موافق معاملہ کیا۔ آتمم شپگوٹیکو سُنکد تمام شوخیوں سے کنارہ کش ہو گیا۔ مگر لیکھرام نہ ہوا۔ آتمم نے تمام مباحثات مسلمانوں سے چھوڑ دیئے۔ مگر اُسے ہرگز نہ چھوڑے۔ آتمم اُس دن تک جو میعاد کے دن پورے ہوئے وہ کی طرح پڑا رہا اور روتا رہا۔ مگر نہ ہنستا اور نہ ٹھٹھے کرتا رہا۔ اُسے شرم دکھلائی۔ مگر لیکھرام نے بے شرمی اور شوخی ظاہر کی۔ اور اُسے اپنا مونہ بند کر لیا۔ اور لیکھرام نے گالیوں سے اپنا مونہ کھولا۔ اور خدا نے آتمم کی نسبت جیسے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَطْلَعِ اللّٰهُ عَلٰی حَقِّهِ وَعَقَبَةُ وَلٰنَ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ یعنی خدا نے دیکھا کہ آتمم کا دل ہم وغم سے بھر گیا۔ اسلئے اُس رحم خدا نے تاخیر والدی۔ اور پھر فرمایا کہ کبھی نہیں ہوگا کہ خدا اپنی عادت کو نکو بدل لے۔ یعنی وہ ڈر نہ والے کیساتھ سختی نہیں کرتا۔ مگر لیکھرام نہ ڈرا اور اسکی بد قسمتی سے آتمم کا ڈرنا اُسکو دلیر کر گیا یہی وجہ ہے کہ آتمم کی نسبت خدا نے نرمی سے معاملہ کیا کیونکہ وہ نرم رہا۔ اور لیکھرام سے سختی سے کیونکہ اُسے سختی دکھلائی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آتمم کی نسبت صرف ایک خدا الہام ہوا اور دو بھی شہرہ کیساتھ۔ اور لیکھرام کے عذاب کے بار میں بار بار قہری الہام ہوئے۔ غرض آتمم

رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اُسی میعاد کے اندر اُسکی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے بتلادیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتمم نے اسلام کی عظمت اور اُسکے رُعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کر لیا کیسے قدر حصہ لیلیا۔ جس حصہ نے اُسکے وعدہ موت اور کامل طور کے باویہ میں تاخیر والدی۔ اور باویہ میں تو گرا لیکن اُس پر گاماویہ سے چھوڑ دئے و نوئے لئے بگلیا بس کا نام موت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی نقطون اور شرطون میں سے کوئی ایسا نقطہ یا شرط نہیں ہے جو بے تاثیر ہو۔ یا جس کا کسب قدر موجود ہو جو اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہذا اثر در تھا کہ جس قدر سترہ آتمم کے دل نے حقیقت کو قبول کیا اُسکا فائدہ اُسکو پہنچ جائے۔ سو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ اور

کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی وہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو سترہ برس پہلے اس وقت سے براہین میں بھی اُسکا ذکر موجود ہے۔ اور نیز آثار نبویہ میں بھی اُسکا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس پیشگوئی کو دونوں ہزاروں کے رو سے تکمیل ہو چکی اور آتمم ایکیت سے مرچکا۔ پھر کیا اب تک وہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ کیا آتمم بارہ لڑکی تھا جو بغیر کسی سبب قوسی کے مقابل پر آئیے شہر کی۔ آخر کوئی تو سبب تھا۔ وہ یہی سبب تھا کہ پیشگوئی کو سنتے ہی اسلامی ہیبت اُسکو کھا گئی وہ اندھ ہی اندھ گماڑ ہو گیا اور کسی جزیت کے لائق نہ رہا نہ قسم کے لائق اور نہ نالش کے لائق جب قسم کیلئے بلایا جاتا تھا تو اُسکا کلیجہ کانپ جاتا تھا۔ جب نالش کے لئے ابھارا جاتا تھا تو اُسکا کانشن اُسکے مونہ پر ٹھانچے مارتا تھا۔ سین نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے کھائی۔ اُسنے کیون اشدرودت کی وقت نہ کھائی۔ اگر حلقے ہوئے تھے تو نالش کرتا اور سزا دلاتا۔ اُسکلی حق تھا۔ اُسنے کیون نالش بھی۔ اس غزنوی لوگو! کس قدر متعین سچائی سے دشمنی ہے۔ کیا کوئی حد بھی ہے؟ کیا تمھارا یہی تقویٰ ہے جسکو لیکر تم پنجاب میں آئے؟!! ایک مسلمان کو کافر بناؤ ہو اور خدا کے صریح اور کھلے کھلے نشانوں کی انکار کرتے ہو۔ اور پا دیو بخو اپنی دجالی باتوں سے مردہ دیتے ہو۔ کیا متعین الیا کرنا روا تھا؟ کیا خدا ایک دجال اور کذاب کی عظمت اور قبولیت کو زمین پر پھیلا رہا ہے؟ اور تم جیسے نیک بختو بخو ذلیل کر رہا ہے۔ یا اُسکو دھوکہ لگ گیا ہے کیا وہ دلوں کے بھید و بخو جاننے والا نہیں؟ کیا تم سچائی کو نابود کرو گے؟ کیا وہ نور جو اسکا

مجھے نہ یا اطلع اللہ علی ہمدہ وغمہ۔ وَلَنْ يَجْعَلَ لُتَّةَ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَا يَجْعَلُوا
لَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَبِعِزَّتِي وَجَلَّ جَلَالِي أَنْتَ
الرَّحْمَنُ وَغَزَقَ الرَّهْدَ عَنِ الْقَرْقِ - وَمَكْرًا أُولَئِكَ هُوَ يَبُورُ - اَنَا كُشَيْبُ
السَّرْعَنِ سَاقَهُ يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ - ثَلَاثَةٌ مِنَ الرَّاكِبِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ
الرَّاكِبِينَ وَهَذِهِ تَذَكُّرَةٌ مَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا - تَرْجُمُهُ بِحُكْمِ
تَعَالَىٰ نَعَىٰ اَكْبَرُ هَمٍّ وَغَمٍّ بِمَا طَلَعَتْ بَابُ اُدْرَا سَكُونَتْ دَمِي حَبِيبَكَ كَدَمِي بِاِكْبَرُ اُدْرَا حَسَنَتْ كَوْنُ
اَكْبَرُ كَذِبِ كِي طَرَفٍ مِيلَ كَرَمٍ اُدْرَا خَدَا تَعَالَىٰ كَسَا اِحْسَانُ كَوْنُ جَلَدَا دَمِي (یہ میرے فقرہ مذکور کے
تہمیں ہی سے ہیں) اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہو اور تو ربانی سنت نہیں تغیر اور تبدل

سے اُترا ہے تم اسکو مونہہ کی پھونکنے بجھا دو گے ؟ اگر تم نیک انسان بنی ذریت ہو تو بدیہین اپنے تین مت ڈالو ! مجھ جاؤ اور سنجل جاؤ ! کہ ابھی وقت ہے۔ اور آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ کو غور سے پڑھو۔ آگے تمہارا اختیار ہے !

پھر اسی اشتہار میں اسی بزرگ عبدالحق نے اور بھی گالیاں دی ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۲۳ و ۲۴ میں میری نسبت لکھا ہے۔ ”بدکار شیطان لعنتی۔ لعن و طعن کا جوت اُس کے سر پر ذلیل غواختہ خراب اللہ عزوجل کا دشمن۔ خدا کے ولی عبدالحق کا دشمن“ پھر اخیر اشتہار میں پیشگوئی کرتا ہے کہ معتریب اللہ کا غضب تیرے پر اترے گا، ”میں کہتا ہوں کہ اسے ناہل نادان تو نے یہ اچھا نہیں کیا کہ خدا پر افر کیا۔ اب دیکھ ! کہ وہ غضب تیرے پر اتر آیا کسی اور پر یہ کیا تیرے گلے میں لعنت کا رستہ پڑا یا کسی اور کے گلے میں ؟ تو نے اُسی اپنی اشتہار میں دعویٰ کیا تھا کہ میں آگ میں جاسکتا ہوں اور نہیں جلونگا۔ اور دریا پر چلنے کیلئے حاضر ہوں اور نہیں ڈوبونگا۔ اور ایک مہینہ تک کوٹھڑی میں بند رہنے کیلئے موجود ہوں اور نہیں مروں گا۔ لیکن اب نا بکار ! انھیں شوخی و سخی وجہ سے اسوقت خدا نے تیرا مونہہ کا لایا۔ خدا کے کھلے کھلے نشان نے تجھے عذاب کی آگ میں ڈالا اور توجہ لیا اور پیچ نہیں سکا۔ تیرے لئے یہ عذاب مقود انہیں ہوا کہ تمام قوموں میں اس نشان کی عظمت ظاہر ہوئی۔ اس آگ ذبیح تجھے جلا کر اکھ کر دیا۔ تو ندامت کے دریا میں بھی ڈوب گیا اور اُس پر حل نہ سکا۔ اور تو خدا کی اندھیری

نہیں پائیگا۔ اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اس طرح جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الہی کو مشتعل کریں۔ اور اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الہی مخفی ہو اور کچھ دھڑک شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس عاجز کی جاہلیت کی خطاب ہو۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہو (یہ اس عاجز کو خطاب ہی) اور پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے۔ یعنی انکو ذلت پہونچے گی اور انکا مکہ ٹھاک ہو جائے گا اس میں یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فقیہ اب ہونہ دشمن۔ اور خدا تعالیٰ بس نہیں کریگا اور نہ بارائے گا

کو ٹھہری میں بھی بند کیا گیا۔ اور وہیں مر گیا۔ دیکھ! خدا کی غیرت نے تجھے کیا دکھلایا۔ ذرہ آنکھ کھول اور دیکھ کہ تیرا بکتر کیا سا تجھے پیش آ گیا تو مجھے کہتا تھا کہ تو آگ میں جلیگا۔ اور دریا میں غرق ہوگا۔ اور کو ٹھہری میں مر گیا۔ اسی بد قسمت اب دیکھ! کہ یہ تینوں باتیں کس پر وارد ہوئیں؟ تجھے یا مجھے؟ سچ کہہ! کیا اس عذاب کی آگ نے تجھے نہیں جلایا؟ کیا تو قسم کھا سکتا ہو کہ اس آگ سے تیرا دل کباب نہیں ہوا؟ اور کیوں نہ ہوا جبکہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی پوری ہوئی جس میں تمام ہندوؤں کو خود اقرار ہے کہ یہ وہ اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی ہے جس میں پیش از وقت سارے پتے بتائے گئے تھے۔ میرا بتلائی گئی۔ موت کا دن بتلایا گیا۔ صورت موت بتلائی گئی۔ اور آیت کا اظہار علی غیبیہ احدثانے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی صرف خدا کے رسولوں کو دی جاتی ہے۔ نہ بخون سے ہو سکتی ہے نہ دبا لوٹے۔ پس کیا یہ وہ آگ نہیں جس نے تیبے و لکھنؤ دیا؟ کیا تو اب خدا کے کلام سے انکار کرے گا؟ یا خود کشی کر کے مر جائیگا؟ کیا تو قسم کھا سکتا ہے کہ اب تک تو نہ امت کے دریا میں غرق نہیں ہوا۔ کیا تجھے اور تمام لوگوں پر اب تک عذاب نہیں کھلا کہ تو خدا لان کی اندھیری کو ٹھہری میں بند کیا گیا؟ اور تیری دعاؤں اور تیرے اس شیطانی الہام کے برخلاف جو تو نے ہتھ ہار کے آئینہ کہا تھا وہ دیرین آیا؟ اے تیرے بخت! کیا تو اب تک جیتا ہے؟ نہیں نہیں! تیری فضولیوں نے تجھے ہلاک کر دیا۔ تو ان تین عذابوں میں آپ ہی پر گیا جتنے ذریعہ سے میری موت تجویز کرتا تھا!!! قاعبتہ وایا اولی الاجل۔!!

جہنم دشمنوں کے نام مکرہ بنی پردہ درمی نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلاک نہ کر دے یعنی جو کرتا گیا اور مجسم کیا گیا اسکو توڑ ڈالے گا اور اسکو مردہ کر کے پھینک دیگا۔ اور اسکی لاش لوگوں کو دکھائیگا اور پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید کو اسکی پند لیون میں سے نکال کر کے دکھا دیں گے یعنی حقیقت کو کھولیں گے اور فتح کے دلائل بتیہ ظاہر کریں گے اور اس دن مومن خوش ہوں گے۔ پہلے مومن بھی اور پھر مومن بھی۔ اور پھر فرمایا کہ وجہ مذکورہ سے عذاب موت کی تاخیر ہمارے مست ہو چکا ہے نہ ذکر کر دیا۔ اب جو چاہے وہ راہ اختیار کر لے جو اس کے رب کی طرف جاتی ہے۔ اس میں بد ظنی کرنے والوں پر زجر اور طاعت ہو۔ اور نیز اسمیں یہ بھی تفہیم ہوئی ہے کہ جو سعادت مند لوگ ہیں اور جو خدا ہی کو چاہتے ہیں اور کسی بغل اور تعصب یا جلد بازی یا سو فہم

اسکو بچلایا۔ یہ دونوں نمونے آتمم اور لیکھرام کے معرفت کے مجدد کون پراسون
کیلئے نہایت مفید ہیں۔ اسے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کیسے ارجم و کریم ہے جو نرمی کرنیوالوں
سے نرمی کرتا ہے۔ اور کیسا غیور ہے جو چالاک کرنیوالوں کو جلد بکھرتا ہے۔ آتمم کا پیشگوئی کے
سننے سے ٹھنڈا اور سرد ہو جانا اور لیکھرام کا شورش ہو جانا ضرور چاہتا تھا کہ دو مختلف نتیجے
پیدا ہوں۔ اے نادانوں! کیا یہ روا تھا کہ خدا کی الہامی شرط پوری نہ ہوتی! یا وہ نرمی
کے محل پر نرمی استعمال نہ کرتا اور ڈرنیوالی کو فی القدر اٹھا کر پتھر مارتا! یا

یہ بھی سن چکے ہو کہ الہام میں رجوع کی شرط لگا کر آتمم کی فطرتی خاصیت کی طرف
اشارہ کر دیا تھا۔ اگر اس کی فطرت میں خوف قبول کر لیتی تو ت نہ ہوتی تو خدا رجوع کی شرط الہام
میں ظاہر نہ کرتا۔ اور رجوع ایک فعل قلبی جو عین ظاہری اسلام شرط نہیں۔ سو آتمم نے اپنے
اقوال افعال سے ظاہر کر دیا کہ وہ فرد اس شرط کا پابند ہو گیا۔ پس وہ رجیم خدا جسے فرمایا جو کہ حب
کشتی میں بیٹھنے والے غرق ہونیکے وقت میری طرف رجوع کریں تو میں انکو اس وقت نجات
دیدیتا ہوں۔ گوجانتا ہوں کہ بعد میں پھر اپنی شقاوت کی طرف خود کو آئینگے۔ اسی پر وہا
خدا نے آتمم کو الہامی شرط کا اس کے رجوع پر فائدہ دیدیا۔ اور پھر آتمم بعد اسکے دین اسلام
رو کی تالیفات میں مشغول نہیں ہوا اور نہ نالاش کی اور نہ قسم کھائی۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے
گذر گیا۔ اور خوف کا اقرار کیا۔ پس اگرچہ بے ایمانوں کا تو کچھ علاج نہیں مگر ایمان دار آتمم کی اس

سترو ادیبی غیر تبدیل قاعدہ کتاب الہی نے بیان کیا ہے۔ اور خود کر نیسے ظاہر ہو گا کہ جو مسٹر
عبداللہ آتمم کے باریعین یعنی سزا دہ کے باریعین الہامی شرط مقرر وہ حقیقت اسی سنت اللہ
کے مطابق ہے کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے
لیکن مسٹر عبداللہ آتمم نے اپنی مضطربہ حرکات سے ثابت کر دیا کہ اُس نے اس پیشگوئی کو
تعظیم کی نظر سے دیکھا جو الہامی طود پر اسلامی صداقت کی بنیاد پر کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ
کے الہام نے بھی جھکوی ہی جھردی کہ ہنسنے اسکے ہم اندر ہم پر اطلاع پائی۔ یعنی وہ اسلامی پیشگوئی
سے خوفناک التین پڑا اور اس پر عذاب ہوا۔ اُس نے اپنے افعال سے دکھا دیا کہ اسلامی
پیشگوئی کا کیسا ہولناک اثر اسکے دل پر ہوا اور کسی سپر گھبراہٹ اور دیوانہ پن اور دلکھیرت

پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ مارج ۱۶ء میں اشتہار دیا تھا کہ لڑکا پیدا ہو گا۔ اپنے اجداد
 لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن ارنادانون اول کے اندھو امین کب تک تھیں سمجھاؤں گا۔ مجھے ۵۰
 اشتہار ۱۶ء دکھاؤ میں نے کہاں لکھا ہے کہ اسی سال میں لڑکا پیدا ہوا نہ ہو ہی سکتا ہے۔ پھر
 یہی شخص لکھتا ہے کہ تھیں اپنے جھوٹے الہام پر ذرہ شرم نہ آئی ”پر میں کہتا ہوں کہ یہ الہام
 دل الہام جھوٹا تھا انہیں تھا تجھ میں خود الہی کلام کے سمجھنے کا مادہ نہیں الہام ۱۶ء مار ۱۱ء ۱۵۱۱ء

غالب لگی اور کیسے لہا میٹھیو کیے رہنے اسکے دیکو ایک کچلا ہوا دل بنا دیا یہاں تک کہ وہ دعوت نہاں ہوا۔
شہر شہر اور ہر ایک جگہ ہر اسان اور ترستا پھرتا رہا اور اس صحنوی خدا پر اس کا توکل نہ رہا جس کو نیلا تینا کی بجائے
کی تیار کی نے الوہیت کی جگہ سے رکھی ہو وہ کتوں سے ڈرا اور سپانوں کا اس کو اندیشہ ہوا اور اندر سے مرزا باوجود
بھی اس کو خوف آیا۔ اس پر خوف اور وہم اور دلی سوز سے غلبہ ہوا اور میٹھیو کی پوری ہیبت اس پر چلا۔
اور وقوع سے پہلے ہی اس کا اثر اس کو محسوس ہوا اور بغیر اسکے کہ کوئی امر سے اس کو نکالے آپ ہی ہر سامان
اور ترسان اور پریشان اور بیتاب ہو کر شہر شہر جگات پھرا اور خدا کے دل کا ارم چین لیا اور میٹھیو نے دستہ
سخت متاثر ہو کر سرسبز و زرخیز طرح جا بجا جھکتا پھرا اور لہا لہا کی عرب اور اثر اسکے دل پر آ رہا
مسعودی ہوا کہ اس کی راتیں ہولناک اور دن بے قرار سی سے بھر گئے۔ اور حتمی مخالفت کی کھاتین جو وہ دہشتیں اور

نہ تھا کہ اس حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائیگا۔ اب بچہ زکریا کے مین کیا کہوں کہ لعنت اللہ علیہم الکاذبین
 بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قوین برکت پائیگی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا
 الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہو میرا اگر تو وہ
 الہام پیش نہ کرے۔ ہاں دوسرے حمل میں جب سا کہ پہلے سے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت
 ملی تھی لڑکا پیدا ہوا۔ سو یہ بچائے خود ایک مستقل پیگم کوئی تھی جو پوری ہو گئی جس کا ہمارا کھانا لغو نہ
 صاف اقرار ہے۔ ہاں اگر اس پیگم میں کوئی ایسا الہام اپنے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے
 اس کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے
 سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔ اور یہ کہنا کہ اُس لڑکے کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اگر
 ناپاک مسعود بھی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذاً مادر۔ کون باپ ہی جو اپنے لڑکے کو سعادت
 اظہار نہیں بلکہ شقاوت اظہار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد
 ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ بین انسان ہون ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک
 بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کو نسا ہے کہ مینے ظاہر کیا
 تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا دوسرے میں پیدا ہوگا۔ وہ وحیقت وہی موعود
 لڑکا ہوگا اور وہ الہام پورا نہ ہوا اگر ایسا الہام میرا تھا تو اسے پاس موعود ہے تو تم پر لعنت
 ہے اگر وہ الہام شائع نہ کروا!

فلن شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شاید عذاب الہی نازل ہو جاتا۔ یہ سب
 علامتیں میں باقی گیتن اور وہ عجیب طور پر اپنی بے حیاتی اور بے آرمی جا بجا ظاہر کرتا رہا اور خدا تعالیٰ نے
 ایک چیز تک خوف اور اندیشہ اس کے دل جن ڈال دیا کہ ایک پات کا کھر کا بھی اس کے دلوں کو صدمہ پہنچاتا رہا
 اور ایک کتے کے سامنے آئیے بھی اس کو ملک الموت یاد آیا اور کسی جگہ اس کو چین نہ پڑا اور ایک سخت دیر سن
 میں اس کے دل گندے اور سرسری اور پریشانی اور بیتابی اور بے قراری نے اس کے دلوں کو گھیر لیا اور ڈرائیوالے
 خیال لندن اسپر غالب رہا اور اس کے دیکھے تصور دن شعلت اسلامی کو رو نہی۔ بلکہ قبول کیا۔ اس لئے
 وہ خدا جو عظیم و کریم اور سزا دینین دینا ہے اور انسان کے دیکھے خیالات کو جا بجا اور اس کے تصور
 کیسوا فاق اس سے عمل کرتا ہے۔ اس لئے اس کو اس صورت پر نہایا جس میں وہ تین فی الفد کا مل کو یہ کی سزا

اور پھر تمھارا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ”احمد بیگ کا داماد اب تک نہ ہے۔“ سو میں کہتا ہوں کہ احمد بیگ کا قوم ایک تک تو اندھی اور گونگی اور بہری رہیگی؟ اور کب تک تیری آنکھیں اُس نور کو نہیں دیکھیں گی جو اتارا گیا؟ سُن اور سمجھ! کہ اُس الہام کے دو ٹکڑے تھے ایک احمد بیگ کے متعلق اور ایک اُسکے داماد کے متعلق۔ سو تم سُن چکے ہو کہ احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اور وہ دن آتا ہے کہ تم سُن لو گے کہ اُسکے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری ہو گئی خدا کی باتیں مل نہیں سکتیں۔! اور یہ اعتراض جو تم کرتے ہوئے نہیں۔ نوشتہ کو ٹکڑے ہو کر پہلے بد فہم لوگوں نے بھی ایسے ہی اعتراض بنیو نہ پھر بھی کئے ہیں۔ تمھارے دل اُنسے مشابہ ہو گئے۔ اور تمھارا یہ کہنا کہ میعاد کے اندر وہ کیون فوت نہیں ہوا؟ یہ تمھاری بے ابائی یا ناہنجی ہے۔ الہام قوی قوی فان البلاء علیٰ عقبک میں صاف توبہ کی شرط تھی اور یہ الہام احمد بیگ اور اُسکے داماد دونوں کیلئے تھا۔ کیونکہ عقب لڑکی اور لڑکی کی اولاد کو کہتے ہیں۔ اور یہ احمد بیگ کی بیوی کی والدہ کو خطاب تھا کہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر خاوند مرنے کی ہلا ہے اگر توبہ کرو گی تو تاخیر موت کیچائیگی۔ پس احمد بیگ کی زندگی کے وقت کسی نے اس الہام کی پرواہ نہ کی۔ اور جب احمد بیگ فوت ہو گیا تو اُسکی بیوہ عورت اور دیگر پرندہ کی کمر ٹوٹ گئی۔ وہ دعا اور تضرع کی طرف بدل متوجہ ہو گئے۔ جیسا کہ سنا گیا ہے کہ اب تک احمد بیگ کے داماد کی والدہ کا کلیجہ اپنے حال پر نہیں آیا۔ سو خدا دیکھتا ہے کہ وہ شوخیوں میں کب آگے قدم رکھتے ہیں۔ پس اس وقت وعدہ اس کو پورا ہوگا جب یہ سب کچھ پورا ہوگا۔ تب نہ میں بلکہ ہر ایک داماد پر لعنت بھیجتے گا۔ کیونکہ تم نے خدا کا مقابلہ کیا۔!

یعنی موت بلا توقف پُرس نازل ہوتی اور ضرور تھا کہ وہ کامل عذاب اس وقت تک تمھارے جینے کہ وہ میرا کی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔ اور الہام الہی نے بھی اس طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ الہامی ہمارے میں شرعی طور پر عذاب موت کے آئین کا وعدہ تھا عطا مطلق بلا مشرط و وعدہ لیکن خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ مشرط عند اللہ آتم نے اپنے دل کے تصورات سے اور اپنے افعال سے اور اپنی حرکات سے اور اپنے خوف شدید سے اور اپنے ہونٹاں اور ہر اسان دلسے عظمت اسلامی کو قبول کیا اور یہ حالت ایک بیوقوف کی قسم ہے جو الہام کے استثنائی فقرہ سے کسی قدر تعلق کرتا ہے

گھٹھڑ میں دیکھنے نہیں۔ اور ایسا ہی عبدالحق نے بھی اپنے اہل تہار مذکورہ بالا میں یہی لاف زنی کی ہو
اور میری نسبت لکھا ہے کہ ”یہ کتاب میں جو وہ شائع کرتا ہے عربی دان لوگوں سے عربی کر کے چھپواتا
ہے اور منجھہ یقیناً معلوم ہے کہ اسکو عربی کی ہرگز لیاقت نہیں اگر اسکو ضرورت لیاقت دیکھی ہے
تو مجھ سے عام علماء کی مجلس میں عربی زبان میں بحث کرے دو نو بجی عربی قلمبند ہو جائیگی بعدہ علماء و
پیش کی جائے گی اگر فوقیت لیکھا تو مانجا لیکھا کہ یہ رسائل عربی اُسے بنائے ہیں اور بحث تقریری
بالمشافہ ہوگی اگر بحث میں تجھے کچھ نہ بنا تو لعنت اللہ علیٰ الکاذبین“ اس کے جواب میں ضمیمہ پنجم اہم
میں اسکو لکھا آیا کہ ہم اہم تعصب کیلئے دیار میں لیکن تمہیں یاد رہے کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ عربی
کتابیں اُسے تائید نہیں ہوئیں کہ لوگ ہیں عربی دان سمجھیں اور مولوی خیال کریں۔ بلکہ ان کتابوں
میں باساریہ جتلیا گیا ہے کہ یہ نہایت نشان ہے اور بطور معجزہ کے مجھ کو دیا گیا ہے تا میرے دعویٰ پر
یہ بھی ایک دلیل ہو مینے کب اور کہاں لکھا ہے کہ عربی کتابوں سے یہ مطلب ہو کہ اگر کوئی مغلوب
ہو تو مجھے عربی دان مان لے۔ سو یہ اقرار کرنا چاہیے کہ اگر تم باوجود اتنے دعویٰ فضیلت اور عربی
دانی کے میرے جیسے انسان صاف شکست کھا جاؤ جسکی نسبت تمہیں اسی اہل تہار میں اقرار ہے
کہ اس شخص کو عربی دانی کی ہرگز لیاقت نہیں نہ یہ نشان تم تسلیم کرو گے اور یقین دہانے سے سمجھو گے
کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے اور اس وقت تو بہ کر کے میری میت میں داخل ہو جاؤ گے
لیکن وہ مہینے کے ذریعہ گزر گیا کہ اب تک عبدالحق کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ گویا وہ مر گیا

پورے طعن پر اپنے رد الیہ بعد ایک انسان ایک سچی اور واقعی بلا سے ڈر سکتا ہی اسے مقدمہ اس
پیشگوئی سے ڈرا۔ اسکا دل ظاہری حفاظتوں سے مطمئن نہ ہو سکا اور حق کے رعب اسکو دیوانہ سا بنایا
سو خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اسکو ایسی حالتیں ہلاک کرے کیونکہ یہ اس کے قانون قدیم اور سنت قدیم کے
مخالف ہو اور نیز یہ الہامی شرط سے معاف اور برکس ہے۔ اور اگر الہام اپنی شرائط کو چھوڑ کر اور طرد
پر چل کرے تو کوجاہل لوگ اس سے خوش ہوں مگر ایسا الہام الہام الہی نہیں ہو سکتا اور یہ غیر ممکن
ہے کہ نہ اپنی قراردادہ شرط کو بخوبی سمجھ جائے۔ کیونکہ شرائط کا لحاظ رکھنا صادق کے لئے ضروری
ہے اور خدا صادق الصادقین ہے۔ ہاں حیوت مشر عبد اللہ آج تم اس شرط کے نیچے سے اپنے
تینوں باہر کرت اور اپنے لئے اپنی شوخی اور بے باکی سے ہلاکت کے سامان پیدا کرے تو

اب مصنفین کو سوچنا چاہیے کہ یہ لوگ حق پوشی کیلئے کیسے دنیا کی کام کر رہے ہیں اور کس قدر شیطانی جھوٹو شخص استعمال کر کے لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اگر یہ شخص اپنی عربی دانی میں سچا تھا تو فی الواقعہ مجھ کو محض اتنی اور ناخواندہ اور جاہل سمجھتا تھا تو اس کو تو خدا نے موقعہ دیا تھا کہ میں مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا اور میں نے معنی دھن سے کہہ دیا تھا کہ اگر میں مغلوب ہو گیا تو میں اپنے سینہ جھوٹا سمجھتا لیکن اگر میں غالب ہوا تو مجھے سچا سمجھنا چاہیے تو پھر کیا سبب تھا کہ وہ گریز کر گیا۔ کیا یہ انصاف کی بات تھی کہ اگر میں مغلوب ہو جاؤں تو مجھے اپنے دعویٰ میں جھوٹا سمجھا جائے لیکن اگر میں غالب ہو جاؤں تو مجھے صرف ایک عربی دان سمجھا جائے۔ کیا میں نے یہ تمام عربی کتابیں مولوی کہلانکے شوق سے شائع کی تھیں۔ مجھے تو مولویت کے لفظ سے قدیم سے نفرت ہے اور بل پیرا ہوں کہ کوئی مجھ کو مولوی کہے۔ میں نے تو ان کتابوں کی تالیف سے صرف خدا کا نشان پیش کیا تھا۔ کیونکہ یہ ولایت کامل طور پر خل نبوت ہے۔ خدا نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات کیلئے پیشگوئیاں دکھلائیں سو اس جگہ بھی بہت سی پیشگوئیاں ظہور میں آئیں۔ خدا نے دعاؤں کی قبولیت سے اپنے نبی علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت دیا سو اس جگہ بھی بہت سی دعائیں قبول ہوئیں۔ یہی نمونہ استجابت دعا کا جو لیکھ لہم میں ثابت ہوا غور سے سوچو۔ اے ایسا ہی خدا نے اپنے نبی کو شوق القمر کا معجزہ دیا سو اس جگہ بھی قمر اور شمس کے خسوف کسوف کا معجزہ عنایت ہوا۔ ایسا ہی خدا نے اپنے نبی کو فصاحت بلاغت کا معجزہ دیا سو اس جگہ بھی فصاحت بلاغت کو اس عجاذ کی طہر پر دکھلایا۔ غرض فصاحت بلاغت کا ایک

وہ دن نزدیک آجائیں گے اور سزا دہیہ کامل طور پر نمودار ہوگی اور پیشگوئی عجیب طور پر اپنا اثر دکھائے گی۔

اور توجہ سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہادیہ میں گرات با احوال الفاظ الہام ہیں وہ عبد اللہ آتم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب نے اسے اپنے تئیں ڈال لیا وہ جس طرز سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ اس کے دامگیر ہو گیا اور ہول اور خوف نے اس کے دلوں کو کچل دیا یہی **ہادیہ** تھا۔ اور سزا موت اس کے کمال کیلئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت میں موجود بھی نہیں۔ بیشک یہ مصیبت ایک ہادیہ تھا جس کو عبد اللہ آتم نے اپنی حالت کی موافق جھگٹ لیا لیکن وہ بڑا ہادیہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اس میں کس قدر مہلت دی گئی کیونکہ ہر کسب و کار اسے

الہی نشان ہے اگر اسکو توڑ کر نہ دکھلاؤ تو جس دعویٰ کیلئے یہ نشان ہے وہ اس نشان اور دوسرے نشانوں سے ثابت اور تپہ خدا کی حجت قائم ہے۔

یہ جواب تھا جو عبدالحق کو لکھا گیا تھا۔ لیکن اب چونکہ وقت حد اور اندازہ ہو گیا اور اس طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور شیخ مخفی نے بھی چند روز کی مصلحت کیلئے صدیق اکبر اور قادری اعظم کا پیچھا چھوڑ کر میر لطیف اپنے تہذیب کے تمام قیروں کو جھکا دیا اسلئے مناسب معلوم ہوتا تھا کہ اس لافرن نجدی اور غرغروی کی سرکوبی کیلئے چند مختصر ورق عربی کے بطور نشان لکھ کر جان بن اور نہ اپنے صدق اور کذب کا حصر رکھا جائے۔ کیونکہ اگر خدا میر سیاح تھ ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میر سیاح تھ ہے تو وہ ان لوگوں کو مقابلہ کی طاقت نہیں دیگا۔ اسلئے میں نے لکھرام کی موت کے بعد ۸ راج ۱۸۹۶ء کو اس مضمون کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن برباغت ضروری اشتہارات کے شائع کرنا نہیں کچھ توقف ہو گیا۔ اب ۱۲ راج ۱۸۹۶ء سے لکھنا شروع کیا ہے سو قیام رکھتا ہوں کہ میں اس اردو تہذیب کے بعد ایک ہفتہ تک اس مضمون انشاء اللہ تعالیٰ اسی کے فضل اور قوت اور توفیق سے لکھ لوں گا جو مخالفوں کے لئے بصورت نشان تجلی کرے گا۔ اور میں اس وقت و عن محکم کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان دونوں میں سے یعنی مخفی اور غرغروی میں سے اس میرا دے اندر جو سترہ راج ۱۸۹۶ء سے اشاعت کے وقت تک ہو سکتی ہے یعنی اس دن کہ یہ رسالہ لکھے پاس پہنچ جائے اس مضمون کی نظیر ایسے کچھ مجموعہ اوضاحت کی مطابق اور ایسی نظم اور نثر کہ موافق بالمقابل شائع کر دے اور پروفیسر سرب مولوی عبدالصاحب یا کوئی اور پروفیسر جو مخالفت تجویز کریں ایسی قسم لکھا کر جو کہ بعد از الہی ہو جلسہ عام میں کہیں کہ یہ مضمون تمام میرا تب بلاغت اور فصاحت کے رد سے مضمون پیش کردہ سے بڑھ کر یا برابر ہے اور پھر قسم کھانے والا میری دعا کے بعد اکتالیس دن تک عذاب الہی میں مانگو نہ ہو تو میں اپنی کتابیں جلانے

اپنے سر پر لیا۔ اسلئے وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اس شرط سے کہ یہ مقدمہ اٹھانے کا مستحق ہو گیا جو الہامی فرمان میں بھیج ہے۔ اور ضرور ہے کہ ہر ایک لکھ کر کاٹھور اسی طور سے ہر جس طرح سے خدا تعالیٰ کے الہام میں مضمون ہوا اور یہ مضمون رکھتا ہوں کہ اس ہمارے بیانیہ میں دہریہ شخص جو مخالفت کرے گا جسکو مشرک اللہ تعالیٰ قسم کے اتنا ہی واقعات پر پوری اطلاع نہ ہوگی اور یا جو تعصب بخل اور بیانیہ سے حق پوشی کرنا چاہتا ہو۔

جو میرے قبضہ میں ہونگی انکے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور اس طریقے سے روز کا جھگڑا طے ہو جائے گا اور اسکے بعد جو شخص مقابل پڑے یا تو پبلک کو بھینسا یا پیسے کہ وہ جو دھماکتا ہے۔

اور یہ کہنا کہ ممکن ہے کہ تم کسی دوسرے سے لکھو اگر اپنے نام پر پیش کر دو گے۔ اس کا جواب ایسی قسم کا کافی ہے کہ ایسا دوسرا عربی دان **محمین بھی** مل سکتا ہے بلکہ تم جو ہر وقت

لاف مار رہے ہو کہ تمہارے ساتھ بیرون علماء ہیں وہ سب زعم تمہارے میرے ساتھ صرف جابلون یا فیشیوں کی گردہ ہے تو اب تمہیں شش ماہ بیرون آتی کہ ایسی باتیں پڑاؤ۔ تمہارے

پاس توبہ دینے کیلئے زیادہ سامان ہیں۔ وہ ادیب کے آگے ہاتھ نہ دے۔ یہ ضرورت کے وقت اس کے قدموں پر ہر گرجاؤ آخر وہ جہم کر لگا اور تمہیں کچھ بنا دیگا۔ اور سوچو یہ بھی ہے کہ یہ

تحریر گو میری ہو یا تمہارے پاگلانہ خیال اس کے کسی اور کی اس سے تمہیں کیا نفع اور کیا واپس جبکہ میں اس پر صبر رکھتا ہوں کہ اس تحریر کی نظیر پیش ہونی سے میں سمجھ لوں گا کہ میں کا ذہن

ہو نہ تو تمہاری طرف سے کوشش ہونی چاہیے کہ اس کی نظیر پیش کر دو اگر تم تجھے ہو تو ضرور اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ خدا سچو بخو ضلع نہیں کرتا اور اسکے مزید ذلیل نہیں ہوتے۔

اور میں مکر کہتا ہوں کہ اسی میعاد میں تمہیں بالتقابل رسالہ شائع کر دینا چاہیے جس میں عباد میں ابتداء سے سترہ مارچ ۱۹۱۷ء سے میرا رسالہ شائع ہو۔ اگر اس میں غلط ہو گا تو پھر

تمہارے یہودہ عنادات کی طرف التفات نہیں کیا جائیگا۔ اب میں عربی رسالہ لکھتا ہوں

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ رَبِّ انصُرْنِي مِنْ لَدُنْكَ رَبِّ آيِدْنِي مِنْ لَدُنْكَ

رَبِّ اَنْ قُوِي طَرْدُونِي فَاَوْنِي مِنْ لَدُنْكَ رَبِّ اَنْ

قُوِي لَعَنُونِي فَاَرْحَمْنِي يَا رَحْمَنُ يَا رَبَّ الْاَرْضِ

وَالسَّمَاءِ اَرْحَمْنِي يَا اَرْحَمَ الرَّحْمَاءِ۔ وَكَأَنَّ

رَحْمَ الْاَنْتِ۔ اَنْتِ اَنْتِ جِوِي فِي الدُّنْيَا

وَالْآخِرَةِ وَاَنْتِ اَرْحَمُ الرَّحْمِيزِ وَطَلَّتْ

عَلَيْكَ اَنْتِ لَتَصْنِيعُ

الْمُتَوَكِّلِينَ

عذر۔ اس عربی مضمون میں اگر کوئی سخت لفظ ہو تو میان عبدالحق صاحب غزوئی معذور رکھیں۔ کیونکہ
بقول اُنکے اس عاجز کو عربی لکھنے کی بیادیت نہیں اور لکھنے والے کوئی اور فاضل ہیں جو عربی
کو لکھتے ہیں۔ پس الزام اُن نامعلوم آدمیوں پر ہے نہ ایسے شخص پر جو عربی نہیں جانتا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَنِي مَظْهَرَ الْآيَاتِ - وَصَيَّرَنِي ظِلَّ سَيِّدِ الْكَائِنَاتِ -
اِس خدا کو تمام تعریفیں ہے جس نے مجھے نشانوں کا مظہر بنایا۔ اور سرور کائنات کا ظل مجھے ظہر ادا کیا۔

وَجَعَلَ اِسْمِي كَاسْمِهِ بِأَنْوَاعِ التَّقْضَاتِ - فَاقْتَدِ النِّعَمَ عَلَى اِلْحَمِّهِ وَاَكُنْ لَهُ
اور میرے نام کو اس نعمت علی اللہ علیہ السلام کے نام سے مشابہ بنا دیا۔ اس طرح کہ اپنی نعمت کو میرے نام پر لکھا گیا تا میں اس کی بہت

لکھ سکتا ہوں۔ وَنَصَّرَنِي اِيْمَانِ النَّاسِ لِيُتَدَوَّنِي وَاَكُنْ مُحَمَّدًا بَيْنَ الْخُلُقَاتِ -
تعریف کر کے میرے نام کا مصداق بنوں۔ اور میرے کعبے کو میرے ایمان کو تازہ کیا کہ وہ میری بہت تعریف کریں اور میں

فَاَنَا اِحْمَدُ وَانا عَمَلُ كَمَا جَاءَ فِي الرِّوَايَاتِ - وَاعْطَيْتُ حَقِيقَةَ اِسْمِي نَبِيْتًا فَخْرَ
محمد کے نام کا مصداق بنوں۔ پس میں احمد ہوں اور میں محمد ہوں جیسا کہ صحابیوں نے فرمایا۔ اور مجھے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے دو نون

الموجودات - کا انعکاس الصُّوْرُ فِي الْمِرَاةِ فَنُصِّلَ وَنُسِّلَ عَلَى هَذَا النَّبِيِّ الرَّحْمٰنِ
نام کی حقیقت طافزائی گئی جیسا کہ آئینہ میں صورت کا انعکاس ہوتا ہے۔ پس ہم اُس نبی پر درود اور سلام بھیجتے ہیں

الَّذِي تَنَعَّكَسَ اَفْوَارُهُ فِي الصَّالِحِينَ وَالصَّالِحَاتِ - وَتَفَقَّعَ بِاَسْمِهِ ابْوَابُ الْبَرَكَاتِ -
جس کے انوار نیک مردوں اور نیک عورتوں میں چمکتے ہیں۔ اور اس کے نام کیساتھ بکریں کے دعاوے

وَتَمْتَدُّ بِنُورِهِ نُجُجَاتُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ وَالْكَافِرَاتِ - وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ
کو لے جاتے ہیں۔ اور اس کے نور کیساتھ کافروں پر خدا کی رحمت پڑی ہوئی ہے۔ اور درود اور سلام کے آل پر چمک

وَالطَّاهِرَاتِ - وَاصْحَابِهِ الْمُحَبُّوْنَ وَالْمُحَبُّوْبَاتِ - وَجَمِيعِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
مرد و پاک عورتیں ہیں۔ اور اس کے محباب و محبوبات کے پیارے اور پیاری کیڑیں ہیں۔ اور عیسا ہی تمام نیک بندوں پر

اَمَّا بَعْدُ فاعلموا ايها الطالبون - والاختيار المسترشدون - ان الله اتم بحق
 بعدا کے ساتھ اللہ اور اچھے لوگوں کو رشد کو دے گا جو اللہ کے دے ہوئے ہیں۔ کہ خدا نے میری رحمت کو فرمایا
 على الاحياء - وارى الى الخوارق واسبح من العطاء - ودرستم كيف نزلت الايات
 پر پور کر دیا۔ اور میرے لئے اسے نشان دکھا اور میری رحمت کو کمال کیا۔ اور تم نے دیکھا کہ کیوں بحر آسمان سے
 من السماء - وكيف فتحت الاجواب للطلباء - ثم الذين بخلوا بغيرك ونفى كعين
 نشان اترے۔ اور کیوں بحر ابوبکر کے لئے نہ دیا کہ گولے گئے۔ پھر وہ جو بخل کرتے ہیں وہ سنت کرتے ہیں کہ انھوں نے
 ويزكون الديانة والدين - جرد واین غیر حق سیف العداوان - وشهدوا حسنا
 کرتے ہیں۔ اور دین کو بھی چھوڑتے ہیں اور دین کو بھی۔ انھوں نے ظلم کی تلوار تاقی کھینچ رکھی ہے۔ اور گالی اور نیا دہ کوئی
 السب والطعنان - وما كانوا منتهلين - انهم يؤذونني ويسبونني - وليكفروني
 کی خبر اچھے ہاتھ میں برہنہ ہو۔ اور باز نہیں آتے۔ وہ مجھے دگھ دیتے ہیں اور دشنام دہی کرتے ہیں۔ اور
 ولا علم لم يكفروني - ايكفرون رجلا يقول اني من المسلمين - يصرون على
 مجھے کافر ٹھہراتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ کیوں ٹھہرے ہیں۔ کہادہ اس آدمی کو کافر کہتے ہیں جو مسلمان ہو گا اور کافر نہ ہو گا
 سبل الضلال والنكوب - فاین خوف الله وتقوى القلوب - واین يسير
 اور میری گئی طریقہ پر امر کرتے ہیں۔ پس کہاں ہے خوف خدا اور دل میں ہے ہیرکاری؟ اور کہاں ہیں مطا
 الصالحين - اما جاء تهم الايات - اما ظهرت البينات - اما حصص الحق و
 کی نصلیتیں؟ کیا انکے پاس نشان نہیں ہے؟ کیا کلمہ کلمہ حق علی ہر نہیں ہے؟ کیا حق نہیں کھل گیا؟ اور
 رفع الشبهات - افتعاهد و اعلی انهم لا يرجعون الى حق مبين - و تقاسموا على
 شبہات نہیں ٹھٹھے؟ کیا انھوں نے باہم عہد کر لیا ہے کہ حق کی طرف رجوع نہیں کریں گے؟ یا باہم قسمیں کھالی
 انهم يصرون على تكذيب وقوهين - ايتخوفوني بالسب والشتم والتكفير - و
 ہیں کہ تکذیب اور توہین پر امر کرتے رہیں گے؟ کیا مجھے گالی اور کافر کہنے کے ساتھ دلتے ہیں؟ اور
 يترقبون بني الدوائر بالحيل والمداير - والله يعلم لئيد الخائنين - الله يعلم ما
 ترہا ہوں اور جیلوں سے میرے گرد دشمنی امید رکھتے ہیں؟ خدا تعالیٰ خیانت کرنے والے کو کفر پہنچاتا ہے۔ وہ میری رحمت
 في نفسي ونفسهم والله لا يحب المفسدين - وانی عندہ مکیں امین - وان بنی
 اور انکے دل کی بات کو جانتا ہے اور وہ مفسد و منحور دست نہیں رکھتا۔ اور میں اس کے نزدیک ہاں رہتا ہوں اور میں

وَبَيْنَهُ سِتْرٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا هُوَ قَوْلُ الْمُعْتَدِينَ - اتَّحَسَّبَ الْإِقْدَامُ أَنَّ الْعَذَابَ قَبِيحٌ
اور آئین ایک جمید ہے جو اسکو بغیر کچھ خدا کے کوئی نہیں جانتا پس جس سے بڑھنے والو پر داویلا ہو کیا دشمن بیجا نہیں کہ دشمن کرنا
لحم بل بھی شر لہم لو کا و اما متفکرین - اَيُّنُونِ اَتَّهْمُ يَهْدُونَ مَا بَيْنَهُ اَنَامِلُ
انکے کو بہتر ہے؟ یہیں! بلکہ یہ ہے اگر وہ سوچیں - کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عمارت کو وہ مسار
الرحمن - اَوَيْسُونَ مَا غَرَسَتْهُ اَيْدِي اللَّهِ ذِي الْجُودِ وَالسُّلْطَانِ - كَلَّامِلُ اَتَّهْمُ
کر چکے؟ یا اس وقت کو جڑ سے اکھاڑ دیجے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ تو
مِنَ الْمُفْتُونِينَ -

آزائش میں پڑے ہوئے ہیں -

يَا مَعْشَرَ الْجَاهِلِ وَالسَّفَهَاءِ - وَزَمَرُ الْإِعْدَاءِ وَالْإِشْقِيَاءِ - اِنَّمَا تَطْمَئِنُّ
اے جاہلون اور کم عقلوں کے گروہ! اور دشمنوں اور بد بختوں کی جماعت! کیا تم جاب ابی
فَوْرُضَةُ الْكَبْرِيَاءِ - اَوْتَدُ وِسُونَ الصَّادِقِينَ - اتَّقُوا اللَّهَ ثُمَّ اتَّقُوا اَنْتُمْ مَا قَالِيْنَ
کے نوکر کو بھادو گے؟ یا جو کچھ پیروں کے پیچھے چل دو گے؟ ڈرو خدا سے ڈرو اگر عقلمند ہو۔
إِيهَا النَّاسُ فَادْقُوا فَرْشَ الْكُرْئِ - فَإِنَّ الْوَقْتَ قَدْ دَفَى - وَإِنَّ أَمْرَ اللَّهِ آتَى - وَ
اے لوگو خواب کے فرستو نہ الگ ہو جاؤ! کیونکہ وقت نزدیک آگیا - اور خدا کا حکم پہنچ گیا - اور
اَنَّهُ يَرِيدُ لِيُصْبِيَ الْمَوْتَى - فَهَلْ تَرِيدُونَ حَيَاتًا لَا تَزْعُمُ بَعْدَهُ وَلَا دِي - وَهَلْ تَجْعَلُونَ
وہ ارادہ کرتا ہے کہ مر و بچو زندہ کرے - پس کیا تم ایک ایسی زندگی چاہتے ہو جس کے بعد بھانگنا نہ ہو - اور کیا تم پسند
اَنْ يُّرَضَى عَنْكُمْ رَجْمُ الْإِهْلَى - اَوْ تَصْعَرُونَ خَدَمَ مُعْرَضِينَ -
کرتے ہو کہ خدا تم سے راضی ہو جائے - یا مومنہ چھینا اور گناہ کرتا تمہیں پسند ہے -

وَاعْلَمُوا أَنِّي أُعْطِيتُ قَيْصَ الْخِلَافَةِ - وَتَسْرَبْتُ لِبَاسِهَا مِنْ

اور جانلو کہ مجھے قیس خلافت دیا گیا ہے - اور جناب ابی سے وہ لباس

حَضْرَةُ الْعِزَّةِ - فَارْحَمُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا كُلَّ الْاَعْتِدَاءِ - اَلَا تَرَوْنَ اِلَى مَا
سینے پہنا ہے - پس تم اپنے نفسوں پر رحم کرو اور ہر سے زیادہ مت بڑھو - کیا تم وہ نشان نہیں دیکھتے
تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ - اَمَّا بَقِيَّةُ فَيْسَلٍ فَجَلَّ مِنْ الْمُتَقِينَ - وَلَوْ كَانَ هَذَا الْاَمْرُ مِنْ
جو آسمان سے اتر رہے ہیں؟ کیا تم میں ایک بھی پرہیزگار باقی نہیں رہا؟ اور اگر یہ کام بجز خدا کے اور کسی

غیر الرحمن - لمزقه الله قبل تمزيقكم يا اهل العُدوان - انظروا كيف عنت

ہوتا تو تمہارے کاٹنے سے پہلے خدا اُس کو کاٹ دیتا - دیکھو تِنے کیسی تکلیف

بل مُتم فی جُهد الصبام والمساء - ومددتم الى الله يد المسئلة والدعاء - فردو

اتھائی بلکہ صبح نام کی کوشش میں مر گئے - اور خدا کی طرف سوال اور دعا کا ہاتھ پھیلا - پس تم

مخذولین فی الحافرة - وما حصل الا اصابة الوقت وزفراء الحسرة - فما لكم

ناکام نامراد اور تکتے گئے - اور تمہیں بجز وقت ضائع کرنے اور حسرت کی آہوں کے اور کچھ حاصل ہوا - پس

لا تفکرون فی اقدار تنزل - ولا ترغبون فی انوار تستكمل - اهذا فعل الاست

کیا سبب کہ تم اُس قضا و قدر میں مگر نہیں کرتے جو اتنی ہی ہے؟ اور اُن نوروں کے لئے خواہش نہیں کرتے جو کمال سے ہی ہیں؟

اهذا من الکاذب الدجال الشیطان - فلا تهلکوا انفسکم بمعجلات اللسان

کیا یہ ان کا فعل ہے؟ اسی کا یہ کاذب اور دجال شیطان کی طرف سے ہے؟ پس تم نہ اپنی جہالت کیساتھ تمہارے نفس کو ہلاک

واستعینوا متضرعین - یا حسرة علیکم انکم لا تنظرون متوسمین - واذا نظرتم

مت کرو - اور تضرع کرتے ہو - یا حسرت ہے علیکم تم پر افسوس اگر تم فرست کی نگاہ سے نہیں دیکھتے - اور جب دیکھتے

نظرتم لامبین - ولا تمعنون خاشعین - ااتركون فی هذا اللهو واللعب - ولا

ہو تو کھیل کی طور پر دیکھتے ہو - اور دیکھی غرت سے نہیں سوچتے - کیا تم اسی لہو و لعب میں پھوڑے جاؤ گے! اور ایک

تقادون الى نار ذات اللهب - ولا تسئلون عما علمتم مستلکین - لا تملکم

بمیرنے والی آگ کی طرف کھینچنے نہیں جاؤ گے! ادا ان کا منہ سے پوچھ نہیں جاؤ گے جو کچھ انہیں علم تھا کہ

اموالکم واولادکم - فان المعام میعادکم - ثم قهر الله یسطادکم - واین المفسد

مال اور تمہاری اولاد تمہیں دھوکہ دے - کیونکہ موت تمہارا وعدہ ہے - پھر تم قہر الہی کے شکار ہو جاؤ گے - اسی

من رب السموات والارضین -

اور زمین کے پیدا کرنے والے سے تم کہاں بھاگ سکتے ہو -

وقد رُئیت آية الکسوف فنسیتموها - ثم رُئیت آیت اللہ فی آسم

نہنے کسوف کا نشان دیکھا اور اُس کو بھلا دیا - پھر تِنے خدا کا نشان اُتار دیا اور تم میں سے دیکھا

فکذبتموها - وتجلت لکم آية مؤاجد بیک فاقبلتموها - وقرءتم کتب بلاعة

اور اس کی تکذیب کی - اور تمہارے لئے موت اور بیک کا نشان ظاہر ہوا اور تم نے اس کو قبول کیا - اور تم نے اُن کتابوں کو

رَاضِعَةٍ فِيهَا آيَةٌ فَصَاحَةٌ مُجِيبَةٌ - فَكَانَ لَهُمْ مَا قَرَعُوا قَوْمَهَا - وَظَهَرَتْ فِي نَدْوَةِ الْمَدِينَةِ

پڑھا جتنی بلاغت تجویزین ڈالنے والی تھی - پس گویا تھے انکو نہیں پڑھا - اور جلسہ مذہب میں کئی نشان

آیات فہنذ قموھا - وَقَدْ كَانَتْ مَعَهَا أَنْبَاءُ الْغَيْبِ فَأَبَالِيَقُمُوهَا - وَكَاتِنٍ مِنْ

ظاہر جو سوتنے انکو ساتھ سے ہمیں لکھا - اور ان نشانوں کے ساتھ غیب کی خبریں یقین سوتنے کچھ پرواہ تھی اور کئی اور

آیات شاہد قموھا - فَكَانَ لَكُمْ مَا شَاهَدَ قَوْمَهَا - وَكَمْ مِنْ عَجَائِبِ أَشْهَدُ قَوْمَهَا - فَمَا

نشان تھے دیکھے پس گویا نہ دیکھے اور کئی عجائب کاموں کے شاہد کہا

ظَلَّتْ لَهَا أَمْنًا قَلَمُ خَاصِعِينَ - وَالْآنَ أَشْرَقَتْ آيَةٌ فِي عَجَلِ جَسَدٍ لَهُ خَوَار - فَهَلْ

میں تمھاری گردنیں اُنکے لئے نہ جھکیں - اور اب لیکھ لہم میں جو گوسالہ بیان تھا نشان ظاہر ہوا - پس کیا

فِيكُمْ مَنْ يَقْبَلُهَا كَالْأَحْوَارِ - أَوْ قَوْلُونَ مُذْبِرِينَ - وَقَوْلُونَ إِنَّا قَوْمٌ مَامَاتٍ فِي

تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو آزاد و جی طرح اسکو قبول کرے - یا تم پیچھے پھیر دو گے - یا تم کہتے ہو کہ ہم میعاد کے اند

الْمِيْعَادِ - وَقَوْلُونَ إِنَّهُ خَافَ فِيهِ قَهْرُ رَبِّ الْعِبَادِ - فَفَكَرُوا الْمَعْجِيبَ أَنَّ تَرَعَى

ہیں مرا - اور تم جانتے ہو کہ وہ خدا کے قہر سے ڈرا - پس سوچ لو کہ کیا واجب تھا کہ الہامی

شَرِيطَةُ الْإِلَهَامِ - وَيَخْرُاجُ لَهُ إِلَى يَوْمٍ يُنْكَرُ كَاللَّثَامِ - وَقَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّهُ مَا تَأْتِي إِذَا

شرط کی رعایت کیجاتی اور اسوقت تک کو مہلت دیجاتی جو انکار کرے - اور تم سن چکے ہو کہ جب وہ قسم کیاتے ہیں

دَعَى لِلاَقْتِسَامِ - وَمَا ذَهَبَ مُسْتَعِدًّا إِلَى الْحُكَامِ - فَانْظُرُوا أَمَا تَحْتَقِقُ كَذِبُهُ أَمَا بَلَغَ

گیا تو اسنے قسم نہیں کھائی اور نہ ناش کی اب غور کرو کہ کیا اسکا جھوٹ ثابت - ہا کیا

أَلَا مَرَى الْإِتِّحَامِ - إِنَّهُ زَيْجَى الزَّمَانِ فِي صُمُتٍ وَسَكُوتٍ - وَأَتَمَّ الْمِيْعَادَ كَمُضْطَرَّةٍ

یہ امر تمام جہت تک نہیں پہونچا - اسنے پیشگوئی کا زمانہ خاموشی میں گذرا اور میرا رسی اور سرگرمائی

مَبْهُوتٍ - وَاقِي نَفْسِهِ فِي مَتَاعِبٍ وَشَوَائِبٍ - وَتَرَادِي مُنْكَسِرًا كَأَنَّهُ رَايَ نَوَائِبِ

بن میعاد کے زمانہ کو بسر کیا - اور اپنے نفس کو طع طع کی تکالیف میں ڈالا - اور ایسا شکستہ حال اپنے نہیں ظاہر کیا کہ گویا وہ

وَمَا تَقْوَةُ بَكَلَّةٍ يَخَالِفُ الْإِسْلَامَ - حَتَّى أَكُلَ الْإِيَامَ - فَهَذِهِ الْقُرْآنُ يُحْكِمُ مَبْلَاهِيَّةَ

معیشتوں کا مارا ہوا ہیرا - اور وہ ایک عجیب ایسا کلمہ زبان پر نہ لایا جو اسلام کے مخالف ہو یہ ہنگام لسنے چیکو کیلے عداوت ہو گیا - پس تمام قرآن

أَنَّهُ خَشِيَ عِظَمَ الْإِسْلَامِ بِكَمَالِ خَشْيَةٍ - وَكَانَ مِنْ قَبْلِ يُجَادِلُ الْمُسْلِمِينَ - وَيُجَادِلُ

بیادیت کہہ کرتے ہیں کہ وہ عظمت اسلام سے خروہ ڈرا اور پہلے اس سے وہ ملنا نہ لے بحث دیا تھا کہ کیا اسکا تھا - اور مذہب

کالموزیتین۔ واما بعد نباء الاحطام۔ فامتنع من النزاع والخصام۔ وصار كقلم

کیلے لکھتا تھا۔ لباس شیکری کے بعد وہ چپ ہو گیا اور تمام بحث و مباحثہ اُسے چھوڑ دیا۔ ایک ناکارہ قلم کی طرح

رہی۔ وسیف صدی۔ وجہل اوصاف المصاف۔ واخلاف الخلاف۔ وكنت

یا ایک تنگ خمدہ قلم کی طرح بگیا اور لٹائی کی تہریت کو بھول گیا اور مخالفت کے پڑنا نہ کو فراموش کر دیا۔ اور

اعطیہ اربعة آلاف۔ اذا قمت لاخلاف۔ فاماتانی۔ بل ولت۔ فانظروا هذه

چھ سو چار ہزار روپیہ دینا گیا مگر اسے قسم نہ کھائی بلکہ وہ نہ پھیر دیا۔ نہ ہی سمجھ گیا یہ سچون

علامۃ الصادقین۔ ثم اذا انقضت اشهر الميعاد۔ ففسى قلبه ورجع الى

کی علامتیں ہیں۔ پھر جب موعاد کے مہینے گئے تو اس کا دل صحت ہو گیا۔ اور اٹھارہ

الانكار والعناد۔ فلذلك مات بعد ما انكر والي۔ ولو انكر في الميعاد لما

عناد کی طرف اُسے بوجھ کر لیا۔ پس وہ اسی لئے مر گیا کہ اُسے انکار کرنا شروع کیا۔ اور اگر موعاد کے اندر انکار کرتا تو موعاد

فيها وفنا۔ فلا شك ان هذا البناء ستود وجوه المنكرين۔ وازعم معاطس

کے اندر ہی مرجا۔ پس کچھ شک نہیں کہ اس پیشگوئی نے منکروں کے موبہ کو کھاکر دیا۔ اور انجی تا کہ کونسا کے ساتھ

المكذبين۔ وان فيه آيات للطالبين۔ وانه مكتوب في كتابي البراهين

میں لکھ دیا۔ اور اس میں دھندلے اور الجھے لکھ نشان ہیں۔ اور یہ پیشگوئی میری کتاب براہین اسمعیلین میں بھی ہوئی ہے

وانه يوجد في اخبار خاتم النبیین۔ فامنوابه انكنتم مومنین۔

اور نیز احادیث خاتم الانبیاء علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ پس لیان لافا گریبان لا سکتے ہو۔

ومن آياتي ان الاحرار افسوا في مصافاتي۔ واثر والعن الخلق

اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہو کہ شریف لوگوں نے میری دوستی میں غربت کی اور میری دوستی کیلئے موت

لموالاتي۔ وتركوا انفسهم لنفاس كذا۔ وصبوا الى رويتي وجاوا تحت راياتي۔

خلق کو قتل کیا۔ اور اپنے عزیزوں کو میرے ساتھ لے گئے۔ اور میرے دیکھنے کی طرف مائل ہوئے اور میرے پرچم کے آگے۔

ان في ذلك آيات للمتدبرين۔ ومن آياتي ان العدا رغبوا عن معارضي۔

اس میں تدبر کرنے والے کے لئے نشان ہیں۔ اور بخلد میرے نشان دیکھے ہو کہ دشمنوں نے میرے مقابلے سے گندھ کیا

بعد ما روا عارضتي۔ ووجدوا كالبضيل القاني۔ بعد ما وجدوا عذوبة مقالي۔

بعد اس کے کہ میری قوت کلام کو پایا۔ اور جیل و سبزی رکھنے والے کی طرح خمد کیا۔ بعد اس کے جو میری شیرین کلامی کو پایا۔

تَهْدُونَ مَا شَاءُوا وَمَنْعُونَ مَا أَرَادُوا - وَقَدْ رُسِيتُمْ أَنْكُمْ لَمْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَأْتُوا
بِنَاكَرٍ كَمَا سَارَكُوهُمْ - یا جو کہ کہنے، ادا کیا اس کو دیکھو۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ تمہیں طاقت نہیں ہوئی کہ میری کلامی
بکلام میں مثل کلامی حتی سکتم و صمتم متد میں من افحامی - و اشیع
کلام بننا لاؤ۔ یہاں تک کہ تم خود شرمندہ ہو کر چپ ہو گئے اور لاجواب ہو گئے۔ اور وہ کتابیں

الکتاب المملوءة بالنکات الخب - ولطائف النظم و بدائع النثر و محاسن
شائع کی گئیں جو برگزیدہ نکتوں کے ساتھ پر تحقیق اور لطائف نظم اور نثر سے بالبحث ہیں اور محاسن ادب سے

الادب - فما كان جوابكم الا ان قلتم انهم من قوم آخرين - فانظروا كيف
ملو تحقیق ہیں۔ پس تمہارا سبب اس کے کچھ جواب دہ تھا کہ یہ کتابیں اور لوگوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ پس دیکھو تم کو کس طرح عاجز
عجز تم صرفت قلوبکم عن الحق فصرتم قوماً عین حتی اذا اخذتم منكم
ہو گئے پھر غافل حق سے ہیر دئے گئے پس تم ایک اندھی قوم ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب تم تیرہ محبت بازی

البحاج - وامتد البحاج - ونج الخبیة والغزوي - وقال انه جاهل غوي -
کرنے لگے اور تمہاری رائی لپی ہو گئی اور بخفی اور غوی نے باوجود کوئی کی اور کہا کہ یہ ایک جاہل مگر ہے۔

کتبت رسالتی هذه لتكون حجة على المفترين - وليفتح الله بيني وبينكم
تبیین یہ رسالہ لکھا تا افرارینہ الوہم و محبت ہو اور تابعین اور تم میں خدا تعالیٰ

وهو خير الفاحين -

فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

وقال الذي اذاني من جماعة عبد الجبار - ان هذا دجال واكفر

اور عبد الجبار کی جماعت میں سے ایک موزی نے کہا کہ یہ شخص دجال اور اکفر الکفار

الکفار - وجاهل لا يعلم العربية ولا شيتاً من النكات والاسرار - واعانه
ہے۔ اور ایک جاہل ہے جو عربی کو نہیں جانتا اور نہ نکات اور اسرار سے خبر رکھتا ہے۔ اور اس

عليه قوم من العلماء المتبحرين - وكذا لظن الخبي فانظر كيف تشابهت
تالیف پر بڑے بڑے علمائے مدد کی ہے۔ اور اس طرح غبی نے ظن کیا پس دیکھو کہ یہ کون سا شخص ہے کہ اس کی

قلوب المعتدين - وما اثبت احد منهم انهم ارضعوا نذري الادب - او اعطوا
ماہم شاہد ہو گئے۔ اور ان میں سے کسی نے ثابت نہ کیا کہ وہ ہستان ادب دودھ پکائے ہیں۔ یا علم برگزیدہ

مِنَ الْعُلُومِ الْغُيُوبِ - وَمَلَجَأَ نِفَى بِالْذَّبِيبِ - لَا بِالْخَبِيبِ - بَلْ تَطْلُوْا كَالنِّسَاءِ

دیئے گئے ہیں اور ہر پاس میں رہتا رہتا آئے اور تیز رفتاری میں - بلکہ جوڑ توڑ کی طرح چھپی باتیں

مُتَسْتَرِّينَ - وَمَا انْكَرُوا بِصُحَّةِ النِّيَّةِ - بَلْ كَفَّلَ خُاطِبُ الدُّنْيَا الدُّنْيَةَ - وَ

کین اور صحت نیت سے انکار نہیں کیا بلکہ اس خیال کی طرح جو دنیا کا جابجائے والا ہو - اور

بِهِمُ اللَّهُ فَاثْبَتُوا - وَاقْظَمُوا الْآيَاتِ فَمَا اسْتَيْقَظُوا - الْمِيرَ وَآيَةُ كُبْرَى - اِذْ

انکو خدا تعالیٰ نے خبردار کیا پس غم و رنج نہیں بگاڑا اور نشانوں کو جو بگاڑا پس وہ نہیں بگاڑا - کیا انھوں نے ایک بڑا نشان نہ دیکھا

اَهْرَاقَ قَاتِلَ دَمًا وَاولَغَ فِيهِ الْمُدَى - وَكَانَ الْمَقْتُولُ اَرِيَّةَ خَبِيثًا وَمِنَ الْعَدَا

جب قاتل نے ایک خونریزی کی اور اس کے اندر اپنی پھری کو ڈال کیا - اور مقتول ایک آریہ خبیث اور دوسروں میں تھا

فَاَبَى اللَّهُ مِنْ سَعْرِ مِنَ الدِّينِ وَسَبَّ وَهَجَا - وَالْقَاهُ فِي عَذَابٍ لَا يَهْقِضُ - وَنَارِ

پس خدا نے اس کے لیے سحر سے دین سے اس کا نام ٹھٹھا کرنا اور گالی ان نکالتی تھا - اور اس کو ایسے عذاب میں ڈال دیا جس کا کسی

لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى - وَضَيَّعَ كَلَامًا صَنِيعَ وَهَدَمَ كَلَامًا عَلَا - اِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

خاتمہ نہیں اور ایسی جگہ میں جہوں تک وہ جہیں نہیں رہتا اور نہ زندہ رہے گا - اور اس کے تمام کام کو برباد کر دیا اور اس کی ہر ایک چیز کو

اَوَّلَى النُّهَى - وَكَانَ نَبَأُ آتَمِ يَحْكِي السُّهَى - بِمَا خَفِيَ مِنْ اَعْيُنِ الْعَمَى وَمَا تَجَلَّى

کو سنا گیا - پہلے سے چھپنے والے کو ظاہر کیا - اور آتم کی سب سے چھپنے والی چیز کو دکھائی دیا اور انہیں سے بہت

فَالَقَتْ هَذِهِ الْاَيَةَ عَلَيْهِ رَدَاعَهَا - فَاَشْرَقَتْ مَسْ الضُّحَى - وَاصْلَاءُ اَعْقُولِ

پہلے سے چھپنے والی چیز نے اس پر روشنی ڈالی - پس دونوں دو پہر کے آفتاب کی طرح چلنے لگیں - اور چلتے ہوئے غلو کو

الْعَاقِلِينَ وَجَذَبَا إِلَى الْحَقِّ مِنْ اَمَّا - وَهَذِهِ آيَةُ عَذَرَاءَ - وَشَمْسٌ بَيْضَاءُ - فَاِلَهْمَا

روشن کیا اور آیتوں کی طرف کھینچ لیا اور یہ ایک نیا نشان ہے اور آفتاب روشن ہے پس چاہیے

مِنْ شَاءَ - اِنَّ اللَّهَ يَجِبُ التَّوَابِينَ وَيَجِبُ الْمُنْتَظَرِينَ -

کہا جاتا ہے کہ جو توبہ کرے اور اللہ کے لیے انتظار کرے اور اللہ کے لیے توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے -

وَاِنْهَا تَشْفِي النَّفْسَ - وَتَنَفِي اللَّبْسَ - وَتَوْضِيعُ الْمُتَى - وَتَكْشِفُ السَّرَّ

اور یہ دیکھ کر کہ قاتل کا نشان ہاں کو تسلی دیتا ہے - اور شب کو دھڑکتا ہے - اور سحر کو کھولتا ہے - اور مجید کی پندلی اور

عَنْ سَاقِهِ وَالْفَتَى - وَتَقْمُ الْحُجَّةُ عَلَى الْجُورِمِينَ - فَيَا حَسْرَةً عَلَى الْخَافِينَ اِنَّهُمْ

اور جو شیدہ کی ساق دکھاتا ہے - اور جو مرد پر سخت پوری کرتا ہے پس افسوس مخافوں پر کردہ

يَتَرَكُونَ أَحْكَمَ الْحَالَيْنِ - فَكَانَ اللَّهُ شَرِّقَ وَهُمْ غَرْبًا - وَدَعَا لِمَجْمَعِ الثَّمَارِ
 احکم الی اکین کو چھوڑے جاتے ہیں۔ پس گویا خدا شرق کی طرف گیا اور یہ لوگ غرب کی طرف۔ اور اسے پہلو کی جمع کر
 وَهُمْ أَحْطَبُوا - وَأَمْرًا أَنْ يُوْتَوْنَ عَذَابًا عَذَبُوا - وَمَا اجْتَنَبُوا إِلَّا خِيْلًا كَادُوا
 کیلئے کہا اور انھوں نے خشک کھیاں جمع کیں۔ اور حکم کیا کہ مجھے میٹھا پانی دین اور انھوں نے عذاب کیا۔ اور دکھ دینے سے پرہیز نہ کیا بلکہ
 أَنْ يَجْتَنِبُوا - فَرَّدَ اللَّهُ نِيَاتِهِمْ عَلَيْهِمْ فَأَنْقَلَبُوا مَعْذُولِينَ -
 نہ کہ ہو کہ گریں تو خدا لین پس خدا انکی نیتیں انپر ڈال دین سو انھیں اُن کا نام دہی تھی۔

وَمِنْهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْعِزِّيِّ يُسَمُّونَهُ عَبْدَ الْحَقِّ - وَانَّهُ سَبَّ وَشَتَمَ

اور ان میں سے ایک عزیزی شخص ہے جسکو عبد الحق کہتے ہیں اور اسنے گالیاں دیں اور

وَوَشَبَ سَفَاهَةً كَالْبَقِّ - وَانَّهُ فَوَسِيقَةٌ يَذْعُرُ الْأَسْوَدَ فِي جُحْرِهِ بِالْفَقِّ - وَانَّ

پیشہ کی طرح اچھلا اور وہ ایک چوہا ہے شیر و نگو اپنے سوراخ میں آواز سے ڈراتا ہے۔ اور شیطان

الْخَنَاسَ زَقَّهَ فَبَالَعَ فِي الزَّقِّ - وَانَّهُ كَذَبَ آيَةَ الْكُفُوفِ كَمَا كَذَبَ مِنْ قَبْلُ

نے اسکو فدا دی پس پوری فدا دی۔ اور اسنے کھوف کھوف کے نشان کی تکذیب کی جیسا کہ کفار نے

آيَةَ الْقَمَرِ الْمُنْتَقِ - وَانَّ الشَّيْطَانَ لَقَى عَيْنَهُ فَذَهَبَ بِبَصَرِهِ بِالْفَقِّ - وَمَا

شق المر کی تکفیر کی اور شیطان نے اسکی آنکھ پر ماری پس آنکھ نکال دی اور وہ

فِي الْأَكْجَلِ جَلَجَةً فَذَهَبَ بِمُدَى الْحَقِّ - وَنَرِيهِ جَزَاءَ النَّقِّ - فَيَاغِيهِمْ بِالْهَرَبِ

مرغی کی طرح آواز کر رہا ہے پس ہم سچائی کی پھر سی اسکو فرج کر دیگے اور اسکے آواز کی اسکو جھکا دیگے۔ پس ہم سے

وَالْحَقِّ وَلَا يَنْفَعُهُ كَيْدُ الْكَائِدِينَ - وَانَّهُ أَرْسَلَ إِلَيْهِ كِتَابَهُ الْمَلُومُونَ السَّابِّ

جھگانے کیساتھ نجات نہیں پاے گا اور کوئی کرا اسکو قائم نہیں دے گا۔ اور اپنی وہ کتاب جو گالیوں اور تکفیر سے پر تھی میرے

وَالْتَكْفِيرِ - وَخَدَعَ النَّاسَ بِأَفْوَاعِ الدَّقَائِرِ - وَذَكَرَ فِيهِ خَلْقِي مُهْدِيٌّ وَقَالَ هَذَا

میں بھی اور طرح کے جملے مٹو کر گونج رہا تھا اور میری کتاب کا ذکر کیا کہ میں نے کہا ایسی

مِنْ هَذَا - كَلَامُ اللَّهِ مِنَ النَّوْكَى - وَابْتِغَاءَ بَيْنِ - وَخَاطَبَتْنِي وَادَّعَى كَعَارِفِ

کتاب اس شخص کی تالیف ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو جاہل جو ادب بیع بات کہنے پر قادر نہیں۔ اور مجھے مخاطب کر کے کہ

الْحَقِيقَةُ - وَقَالَ أَنْتَ لَسْتَ مَوْلَى هَذِهِ الْكُتُبِ الْإِنْفِيقَةُ - وَلَا بَاعِذُ

حقیقت شناس کی طرح دعویٰ کیا اور کہا کہ تو ان عمدہ کتابوں کی مولف نہیں ہے اور نہ ان لطیف

تلك الرسائل الرشيدة - والنكات الدقيقة العميقة - بل استمليتها من رجا
 رسالون کا موجد اور ان نکت عمیقہ کا نگارنے والا - بلکہ تو نے ان کتابوں کا اس ممتا
 هذه الصناعة - ثم عزوتها الى نفسك لتعبد بالفضل والبراعة - وانا نعرف
 کے مردوں کو کھوایا - پھر تو نے انہوں اپنے نفس کی طرف نسبت دیدی ہو تا بزرگی اور کمال عقلی کے ساتھ تعریف
 مبلغ علمک وما کنا غافلين -

کیا تھا - اور ہم تیرا اندازہ علم جانتے ہیں اور ہم غافل نہیں -

وشابه في قوله شيخ طويل اللسان - كثير الهذيان - و

ادبک شیخ لمی زبان والا بہت ہذیان والا عہد الحق سے مشابہ ہے -

زعم انه من فضلاء الزمان - وانه نجى ومن المستشيعين - وانه ارسل الي
 اُسے گمان کیا ہے کہ وہ زمانہ کے فاضلوں میں سے ہو - اور یہ شیخ نجی ہے اور شیعوں سے ہے - اور اس نے عربی میں یہ بیطون
 مكتوبه في العربية - ليضع الناس بالكلام الملققة - ولتغظه قلوب العا
 ایک خط لکھا تا اپنے پر تکلف جوڑے ہو فقرہ کے ساتھ لوگوں کو دھوکا دے اور ان کو عام الناس
 وليستقيل اليه زمر الجاهلين - وما كان قوله الا فضلة قول الفضلاء -

کے دل کی بزدگی کریں - اور ان کا بھلا پن کو اپنی طرف میل کرے - اور اس کا قول صرف فاضلوں کے قول کا ایک فضل تھا
 وعذرة كلمتهم العذراء - فالعجب من جملته انه ماخاف ازراء القادحين
 اور ان کے کلمہ باکرہ کی ایک سجات تھی - پس اس کی جہالت سے تعجب ہو کہ وہ عیب گیر و نیکی گیر کی چیز نہیں ڈرا
 ووقف موقف مندة وما اري الوجه كالمتمدمين - بل انه معذالك
 اور نہ امت کی جگہ پر کھڑا ہوا اور شرمندہ و نجی طرح موہ نہ دکھلایا بلکہ اس نے باوجود اسکے

بلغ السب والشتم الى الكمال - وما غادر سببا الا كتبه كالستف
 سب اور شتم کو کمال تک پہنچا دیا - اور کسی گالی کو نہ چھوڑا جبکہ مکینہ نہ دیکھنی طرح نہ لکھا

الرزال - ولا يعلم ما الايمان وما شيم المؤمنين - ومثل قلبه المنقبض
 اور نہیں جانتا کہ ایمان کیا ہے اور مومنوں کی فضیلت کیا ہیں - اور اس کے مقبض دلیکی مثال
 كمثلي يوم حوة مزهر - ودجنه مكفر - عاري للجله - بادي للحدوة مشقي
 ایسی ہے جیسا کہ وہ دن جو سخت سرد ہو - اور اس کا دلی تہمتہ جا ہوا ہو - برہنہ پرست اور آشکارا برہنگی ایک بدھت

خسر فی الدنیا والدین - یسبئی ویشیتمنی بطغواہ - ولا ینظر الی مال سائب
 دین اور دنیا میں نقصان اٹھاندا ہے۔ اپنے حد سے گد جا کیے سب سے بچے گا لیان دیتا ہو۔ اور نہیں دیکھتا کہ گدہ گالیان
 من الاریة وماواہ - وان السعید من ان تعظ بسواہ - واتی الہ الرشدا والهدی
 دینے والے کا کیا انجام ہوا اور نیک بخت وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑتا ہو۔ اور اسکو رشاد و ہدایت پہنچاتا
 وانه لا یعلم ما لقی - ولا الادب المنتقی - واذہ سلاک سبل المھالکین -
 نصیب ہو تو وہ نہیں جانتا کہ پرہیز کسی کو کہتے ہیں اور نہ ادب برگزیدہ کی اسکو خبر ہے۔ اور وہ سفر و کوچ کا پتلا ہے۔

لا یمالی الحشر واهوالہ - ولا قهر اللہ ونکالہ - وکما کتب فلیس الا لکیلیہ
 قیامت اور اس کے خوف کو بھی کچھ پرواہ نہیں لکھتا اور نہ خدا کے قہر اور وبال سے ڈرتا ہے۔ اور جو کچھ لکھا وہ ایک کر ہے
 او اُخجولہ صید - اراد ان یفتن قلوب الجماعہ - بافتنا من فی البراعہ - وازعف
 یا دام صید ہے اسنے ارادہ کیا کہ اپنی جماعت کے دل کو تفتن کلام کیساتھ تفریق کرے اور اس کے
 کفہ الزراع - لیرى السفهاء البعاع - ولکنہ ہتک استارہ - واری فی کل قدم
 ہاتھ نہ قلم کہہ لو کہ کیا تاوانو کو اپنی متاع دکھلائے گا اسنے اپنے پر و پچھاڑ دیئے اور ایک قسم میں اپنی تفریق
 عشارہ - وافضی فی حدیث یفضیہ - ودخل نارا تلغیہ - فمثله کمثل رجل
 دکھلائی اور اس کو شریع کیا جو اسکو رسوا کرے اور اس آگ میں داخل ہوا جو اسکو جلا دیگی پس کسی شخص کی مثل
 شہر خزیہ بدقہ - او جدم مارن انفہ بکفہ - فلقی بالملمومین المخذولین -
 جو جینے اپنی رسوائی کو اپنے وقت کیساتھ مشہور کیا یا اپنی ناک اپنے ہاتھ کیساتھ کاٹ دیں یا اپنی آٹھیں نہانے لگے نام گدہ بن جلا۔

ومعد الک سبئی لیجیر فقد ان فضل ہیانہ - بفضول لسانہ - واما نحن فکا
 اور باوجود اسکے جھکے گا لیان دین تا اپنی پیہرہ گوئی سے اپنی شریکہ بیانی کو پناہ دے مگر ہم اسکی دشمنی اور
 نتامع علی ما قلی وقال - ولا نطیل فیہ المقال - فانه من قوم تعود والسب
 قول پر کچھ اسف نہیں کرتے اور نہ اس میں کچھ نیا وہ کہنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ ایک ایسی قوم ہیں جسے جھکے گا لیان
 والانتصاب للار آت - وحسبوا لانفسہم من اعظم الکالات - فہستکفی باللہ
 دینے اور عیب گیری کی عادت ہے اور اس عادت کو انھوں نے اپنا کمال سمجھا ہوا ہے پس ہم انکے خستین
 الافتتان بظنراتہ - ونعود بہ من نیاتہ وجہلاتہ - وما نطع فی السب
 بتلا ہو غیبت خدا کو اپنے لٹو کافی جیتے ہیں اسکی نیتیں خدا کی پناہ دے موندتے ہیں اور ہم گالی کی طرف سے نہیں کرتے

کما عطف هو من العناد - ونفوض امرنا الى رب العباد - وهو احكم الحاكمين
 جیسا کہ اس نے عناد سے کیا اور ہم اپنا امر خدا تعالیٰ کو سونپتے ہیں اور وہ اہم الحاکمین ہے
 وكيف يكد بني مع انه ما نقض براهين - وما قد ينكث
 اور کیونکر دشمن بنے گا جب کہ اس نے سب دلائل کو نہیں توڑا اور کیسے مقابلہ کرے گا کہ نہیں سکا اور بیٹے ایسے دھوکے
 له عوى ما كان معه الدلائل - بل عرضت دلائل ازید مما یسئل السائل و
 پیش نہیں کیا جس کے ساتھ دلائل نہ ہوں بلکہ بیٹے زیادہ سے زیادہ جو لوگ پوچھتے ہیں دلائل پیش کر کے بیٹے ہیں اور
 ما كان كلامي بالغيب بضمين -
 میرا کلام غیب گوئی سے بھیل نہیں ہے۔

وقد ثبت عند جميع المحکام - وولاة الاحکام - ان الدعاوى تجب
 اور تمام محکام اور دالیان محکم کے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعد دلائل کے دھوکے کا قبول
 قبولها بعد الدلة كما تجب الاعیاد بعد الاهلة - وكنت ادعيت انى انا
 کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ بعد دلائل حیدر کرنا واجب ہو جاتا ہے اور بیٹے دھوکے کیا تھا کہ میں مسیح موعود
 المسيح الموعود - والامام المهدي الموعود - فارى الله آياته على ذالك الاقوال
 اور مہدی موعود ہوں پس اللہ تعالیٰ نے اس دھوکے پر اپنے نشان دکھائے
 وسكنت وبكيت زمرا الاحد اع - وارى آية مارة في زى الاجساد - واخرى في
 اور تمام دشمنوں کو ساکت اور لاجواب کیا اور کبھی نشان کو ایجاد کی صورت پر دکھایا اور کبھی معدوم
 صورة الاحد ام والافناء - واجزاء الاحد ام مرة بخوارق الاقوال - واخرى في
 کر کے صورت پر ظاہر کیا اور کبھی قوی نشان کیساتھ مخالفہ کو مابہر کیا اور کبھی فعلی
 اخزا هم بجاثب الافعال - وايدنى ربي في كل موطن ومقام وما بقى
 نشان کے ساتھ انکار سوا کیا اور میرے رب نے ہر ایک مقام اور میدان میں میری مدد کی اور کوئی دقیقہ
 دقيقة من تبكيت وانعام - ومزق اكل عرق من الله مخزى المفسدين -
 اتھم محبت کا باقی نہیں رہا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے خوب بار بار روکے گئے

ثم قيس قدر الله لنصيبهم ووصبهم - انهم طعنوا في علي وفخر وابتدعوا
 پھر انہی بدعتیں کی وجہ سے خدا کی مشیت نے انہیں اس طرح کھینچا کہ انہوں نے میرے علم اور دلائل میں طعن کیا اور اپنی بات اور سبب پرانگی

۱۲۔ وہم۔ وکافوا علیہا مصترین۔ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

۱۔ ہر امر ار کیا اور انھوں نے مکر کیا اور خدا نے بھی مکر کیا اور خدا سب سے بہتر مکر کرنے والا ہے۔

فواللہ ما فکرت فی الاملاء والانشاء۔ وما کنت من الایماء والفسحاء

پس خدا نے اپنے املا اور انشاء میں کچھ فکر نہیں کیا اور میں اور یہی وہ نہیں سے نہیں تھا اور

وما احتاج نیاخی الی من یراعی کالرفقاء۔ بل کنت لا علم ما البلاغۃ والبرۃ

میرے قلم کسی مددگار کی محتاج نہیں ہوئی بلکہ میں نہیں جانتا تھا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں

ولا ادری کیف تحصل هذه الصناعة۔ فبینما انی فی حیرۃ من هذه الازراء

اور نہیں جانتا تھا کہ یہ صنعت کیونکر حاصل ہوتی ہے پس اچانک میں کہیں بس نکستہ یعنی سے حیرت میں تھا

وقد توارطعنہم کالسفهاء۔ اذ صبت علی قلبی نور من السماء۔ ونزل علی

اور ان کا طعن میری طرح تو اتنے تک پہنچ چکا تھا میں کہ کدو ایک نور کی طرح پڑا لگا

شیء کثرت الضیاء۔ فصرت ذامقول جری۔ وقول سبحانی۔ فبارک اللہ

روشنی کی طرح اتر رہی میں صاحب زبان روان اور صاحب قول سحران و اہل ہو گیا ہوں مبارک

۲۔ حسن الخالقین۔ ولكن ما تسلت به عمایات هذه العلماء۔ وظنوا

وہ خدا جو حسن الخالقین ہے لیکن اسکے ساتھ ان علماء کی آیتوں کی دودھ ہوئی اور گمان کیا

ان رجلا عاننی اوجعاً من الفضلاء۔ وانما ثمرة شجرة الخزين۔ ثم بدا

کہ ایک شجر سے میری مدد کی ہے یا ایک گروہ فضلاء میں مدد کی ہے اور وہ فصاحت اور کثرت کا پھل ہے۔ پھر اٹھو

لهم ان یرضونی مشافہین۔ فاذا تمث فکانهم کافوا من المیتین۔ والکن

میرے بھی کہ وہ بد و بچے سے مقابلہ کریں پس جیسے کھڑا ہوا تو گواہ و مبت تھے اور اب

ما بقی فی کفہم الا الرقت والایذاء۔ وکذا لست سبتنی الخفی وما یدری ماللخفاء

انکے ہاتھ میں جو رہا کیوں اور ایذا کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور اس لیے مخفی نے مجھے گالیان دیں اور نہیں جانتا کہ

ولکن لا تدفع السب بالسب۔ وما کان لحمام ان یجرح نفسه کالضب۔ او

جا کہ کبیز ہے کہ ہم گالی کو گالی کیساتھ جواب نہیں دیتے اور کبوتر کی شاخ میں نہ ڈال نہیں کہ اس سے خود کو زخمی نہ ہو جیسا کہ

کالتین۔ وما نشکو علی ما فعل۔ ولا نناشع علی ما افعل۔ فانهم قوم

سوا مارغل ہوتے ہیں نہ۔ اور ہم اس شخص کے کلام پر کچھ شکوہ نہیں کرتے اور نہ اسکے بہانہ پر کچھ فحش کرتے ہیں کیونکہ

ما عَصَمَ مِنْ ۲ السُّنَنِم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ - مَنْ اللَّهُ الَّذِي هُوَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ - ۱
 جو انہی زبان سے خاتم الانبیا علیہ السلام بھی نبی نہیں کے بلکہ خدا بھی جو حکم کا کابین ہے اور
 لا خلفاء فی اللہ ولا امہات المؤمنین -

ہر رسول اللہ علیہ السلام کے خلیفے انہی زبان سے ہے اور ان کے خلیفے علیہ السلام جو امہات المؤمنین ہیں
 ان کے بعد کیوں نہ ہو

کَلَّا تَرَىٰ كَيْفَ ظَنُّوا ظُنَّ السُّودَ فِي حَضْرَةِ اَصْدَقِ الصَّادِقِينَ -
 کیا تو نہیں دیکھتا کہ ان لوگوں نے حضرت اصدق الصادقین میں کس طرح ظن کر لیا
 وَكَذَّبُوا بِآيَاتِ الْاِسْتِخْلَافِ وَقَالُوا اِنْ عَلِيًّا مِنْ الْمَظْلُومِينَ - فَاَرَادَ وَاهِدُ
 اور اختلاف کی پیشگوئی کی تکذیب کی اور کہا کہ علی مظلوم ہے۔ پس ان لوگوں نے اس حدیث

مَا شَاءَ الرَّحْمَنُ - وَكَهْرًا بِمَا جَاءَ بِهِ الْقُرْآنُ - وَمَا هَذَا اِلَّا ظَلَمٌ مُّبِينٌ - ۱
 کو مستحکم پایا جسکو خدا نے بنایا اور قرآنی اخبار کی تکذیب کی اور یہ صریح ظلم ہے اور

قَالُوا اِنْ عَلِيًّا اَفْعَدَ عِمْرَةً مُبْتَلًى بِلِقْوَةِ الْنِفَاقِ - وَمَا خُلِقَ فِي طِينَتِهِ جُرْعَةٌ
 ان لوگوں نے کہا کہ علی تمام عمر نفاق کے لقوہ میں مبتلا رہا اور اسکی طینت میں راست گوئی کی جڑ
 اَلصِّدْقِ وَمَا تَفُوقُ دَرَاخِلَ الْاِخْلَاقِ - ۱ وَاِذَا اسْتَخْلَفَ الْكُفَّارُ فَمَا

پیدا نہیں کی گئی تھی اور اسنے ظاہر و باطن ایک بنا بنھا دودھ نہیں پایا تھا۔ اور جب کفار کو خلافت ملی تو اسنے انکار

اَجَبِي - بَلْ اطَاعَهُمْ وَعَقَدَ لَهُمْ مَعَ رَفِيقَتِهِ الْحَبَا - ۱ اَمْرًا رَاسِلًا - فَاَثَرُ
 کیا بکرا اطاعت کی اور بیٹھا اور پند کی کو مو اپنے رفیق کے لئے لٹی لٹھا۔ اسلام کا اثر مل گیا ہو گیا پس اسنے

الْاَنْصَاتِ - ۱ وَاَمْرًا فُتِّقَ فَمَعَهُمْ اَكْلُ وَبَاتِ - ۱ وَمَا خَلَقَ مِنْ اَنْفُسِهِ فِي
 خاموشی کو اختیار کیا اور فاسق امیر کئے گئے پس اسنے انکے ساتھ کھایا اور شب بشی اختیار کی اور انکی بدگوئی کی کہ

حَمْدُهُمُ الْاَبْيَاتِ - ۱ وَكَانَ هَذَا خَلْقُهُ حَتَّى مَاتَ - ۱ اِهَذَا هُوَ اسَدُ الْمُتَشَبِّهِينَ -
 انکی تعریف میں شعر بنائے۔ اور یہی اس کا خلق تھا یہاں تک کہ مر گیا کیا یہی شعبون کا شیر ہے؟

وَقَالُوا اِنَّهُ حَادِضُ امَّةِ الصَّدِيقَةِ - وَمَا بِالِ الشَّرِيعَةِ وَالْاُطْرُقَةِ -
 اور کہتے ہیں کہ اسنے اپنی ماں صدیقہ کا مقابلہ کیا۔ اور نہ شریعت کی کچھ پرواہ رکھی اور

وَلَمْ يَكُنْ بَرًّا اِلَّا لَدُنْهِ وَلَا اَقْنِيًا - ۱ بَلْ اَعَقَّ وَصَارَ حَبِيرًا اَسْفِيًا - ۱ اَثَرُ الْنِفَاقِ وَلَمْ يَصْبِرْ
 نہ طریقت کی ادائیگی نہ کیا کو کار نہیں تھا بلکہ حاق اور جبار اور شقی تھا نفاق کو اختیار کیا اور سختی اور

نَظَرِ طَرِيقَتِ الْاَصْحَابِ مَاتَ يَكُونُ كَارِزِينَ تَحَا بَلْ حَقَّ اَوْ جَبَّارُ شَقِي تَحَا نَفَاقُ كُوْنِ تَحَا اَوْ شَقِي اَوْ

على اضرى ومسغبة - واتبع النفس وترك التقي كارض معطلة - اسر القل و

بھو کہ پر صبر نہ کر سکا اور نفس کی پیروی کی اور پرہیزگاری کو زمین خالی کی طرح چھوڑ دیا اور کینہ کو پوشیدہ

لکن ما نظر بعین غضبى - واختار النفاق فى كل قدم وحالى - ببعد لكل من تباع

رکھا مگر غلین آنکھ سے نہ دیکھا اور نفاق کو ہر ایک قدم میں اختیار کیا اور غاص کیا - جسے بخش کیساتھ احسان

باللهى - ولو كان عدو الدين والتقى - واذا عرض عليه خطا لم فقال لنفسه ها - و

کیا ایک بھدہ کر دیا اگرچہ وہ دین اور تقوی کا دشمن ہو اور جب کوئی مال یا نیا پریش کیا گیا تو اپنے نفس کو کہا کہ ایلہ اور

اشئ على الكافرين طمعا فى الموات - لا هو قامن حقوقات الموات - وصلى خلفهم

زمین کے مال کو دیکھ کر کافروں کی تعریف کی نہ اس خیال سے کہ ابھی مخالفت سے پیشتر کافر کا اندیشہ ہی - اور

للصلوات - لا البركات الصلوة - لم تخذ النفاق شرعة - والاقتباس منه

انکے انعام کیلئے انکے پیچھے نماز پڑھتا رہنا نہ ان کی برکتوں کے لئے - نفاق کو طریقہ پرہیزگاری اور اس کے کبے اپنی فضا پرچھی

نجعة - وصرف الله عنه المعارف - ولو كان زمر من معارف - فابق معه

اور خدا نے اس سے لوگوں کے مونہ پھیر دیئے اور اگرچہ وہ آشنا تھے پہلے کے ساتھ

من سرورات الصحابة - ولا سرايا الملة - حتى رجع مضطرا ومخذولا الى

صحابہ کے جو ان مردوں میں کوئی نہ تھا اور نہ اسلام کے لشکر میں کوئی اس کا ساتھی ہوا - یہاں تک کہ بیکرا اور کام ہو کر

باب الصديق - وكان يعلم انه كالزندق - لكن البطن الجاعة اليه -

ابوبکر صدیق کے ساتھ گھبراہٹ سے بھاگا تھا کہ زندقہ کی طرح ہے مگر پیٹ نے اس کو ایسی طرح بجائے کہ بھوک نہ رہا

وما وجد حطب تنورا المعذ الا ليدىه وادى صاحبه اغتال بعض ولده فامتنع

اور اپنے معذ کے تنور کا ایندھن اُسے کیسی پاس پایا اور حرم نے اس کی بعض اہل کو قتل کر دیا - مگر وہ

من التردد اليه - وفجعه بالغدك فاذا رعليه - بل كان على باباه كالمعتكفين

پھر بھی اس کی طرف جانے باز نہ آیا - اور ابوبکر نے فک کے معاملہ میں اس کو مدد پہنچایا مگر پھر بھی اس کو غیرت نہ آئی - اور

وقوا ترعليه جورا لشيئين - حتى جرت عبرة العينين كالعينين - فما انتهى

ابوبکر کے مدد دینے پر امتحان کرنا لگے اور ان کی طرح بڑا ہوا اور اپنے غریب کا ظلم متواتر ہوا یہاں تک کہ کچھ دن اس کو ان کے چشمے پہنایا

من الرجوع الى هذين الكافرين - بل ابدى الالحاة بالنفاق والميكن -

پھر - مگر وہ ابھی پاس جانے باز نہ آیا بلکہ نفاق اور جھوٹ سے اطاعت کو ظاہر کیا -

وَأَشْتَدُّ عَلَيْهِمْ غَضَبُهُمْ وَنَهَبَهُمْ حَتَّى صَفَرْتُ الرَّاخَةَ. وَفَقَدْتُ الرَّاخَةَ.

اور انھوں نے غارتگری سے انکو باہر کیا یہاں تک کہ تھیں بلی خالی ہو گئی اور آرام چاتا رہا

فَاتَرَكَ لِقِيَاهُمْ. وَمَا كَرِهَ رِيَاحُهُمْ. بَلْ كَانَ يَسْتَقِرُّ عَلَى بَابِهِمْ. وَيَسْتَقِرُّ فِي فَضْلِهِ

مگر اُسے ان کا ملنا نہ چھوڑا اور انکی خوشبو سے ہزار نہ ہوا بلکہ لازمی طور پر حاضر ہوتا رہا اور انکے دانتوں کے خصلہ کو

اِنْيَابُهُمْ. وَمَا بَاعَدَهُمْ كَالْمُسْتَنَكِفِينَ. بَلْ كَانَ يَجْلِقُ لِعَمْدٍ دِيْبًا جَتَهُ. وَيُعْرِضُ

ہضم کرتا اور عمارت کے والوں کی طرح اُسے طعنه نہ ہوا بلکہ انکی خدمت میں اپنی آبرو کو بڑھاتا تھا اور اپنی جگہ

عَلَيْهِمْ حَاجَتَهُ. وَيَدُورُ عَلَى ابْوَابِهِمْ كَالسَّائِلِينَ الْمَلْحَفِينَ. وَكَانَ عَلَيْهِ

انکے پاس پیش کرتا تھا اور اُنکے دروازوں پر سوالیوں کی طرح پھرتا تھا اور اُنکو چاہیے تھا

أَنْ يَتَرَكَ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا الْكَافِرِينَ الْمُرْتَدِينَ. وَلَوْ كَاوَأَمِنْ الْمُرْتَدِينَ

کہ مدینہ کو اور اُنکے باشندوں کو جو کافر اور مرتد تھے چھوڑ دینا اور اگر یہ وہ لوگ خوشحال ہوتے

وَالْمُخْصَبِينَ. بَلْ كَانَ مِنْ أَلْوَجِبِ أَنْ يَقْتَدَ مَهْرِيًّا. وَيَقْتُلَ مَهْرِيًّا. وَ

بلکہ واجب تھی کہ ایک مضبوط اونٹ پر سوار ہو جاتا اور تیرہ لگا لیتا اور

يَهْجُرُ مِنْ أَرْضِ أَلِيٍّ أَرْضَ. وَيَطْلُبُ رِفْعًا مِنْ خَفْضٍ. وَيُنَادِي بَيْنَ

ایک زمین سے دوسری زمین میں چلا جاتا اور پستی کے بعد بلندی طلب کرتا اور لوگوں میں بلند آواز

النَّاسِ أَنْ الصَّاعِبَةَ ارْتَدَ وَأَكْلَهُمْ أَجْمَعُونَ. ثُمَّ إِذَا أَحْسَنَ الْأَيْمَانَ مِنْ

سے کہتا کہ صحابہ سب مُرتد ہو گئے پھر جب کسی قوم میں ایمان کو پاتا

قَوْمَ فَكَانَ عَلَيْهِ أَنْ يَلْقَى بَارِضَهُمْ جَرَانَهُ. وَيَتَّخِذَ هِمَّ حَيْرَانَهُ. وَيُجْعَلُ

پس مناسب تھا کہ اس زمین میں بدو و باشکر کرتا اور اُن کو اپنا ہمسایہ اور معاون

لِنَفْسِهِ مُعَاوَنِينَ. وَيَقْتُلُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ إِنْ لَمْ يَكُونُوا مُسْلِمِينَ

بناتا اور تمام مدینہ کے لوگوں کو قتل کر ڈالتا اگر وہ مسلمان نہیں تھے

فَكَيْفَ تَضْمَنْتَ مَقْلَتَهُ بَنُوهَا. وَكَانَ يَرَى الْمَلَّةَ قَدْ أَكْهَرُ وَجْهَ

پس کیونکہ انکو نیند نہ تھی اور وہ دیکھتا تھا کہ جو اسلام کا دن تھا اُس کی چہرہ

يَوْمَهَا. وَاحْتَلَتْ بِلَادَ الْأَيْمَانَ وَالْمُؤْمِنِينَ. لَمْ يَلْمِ بِهَا جَرُولَهُ يَلْقَى نَفْسَهُ

تایک ہو گیا اور ایمان اور مؤمنوں کے بلاد پر شک سال غالب آگئی کیونکہ ہجرت انکی اور کیونکہ اپنے نفس کو دوسروں کے

فی ارجاء آخرین۔ وکان اعطی منطق البلاغة۔ وکان یزین الکلمہ و

کناروں میں نہ ڈال دیا اور اسکو بلاغت تران دی گئی تھی اور کلمات کو خوب زینت دیتا تھا اور سخن

یلقونها کالذباغة۔ فما تزل علیہ لم یستعمل فی استمالة الناس صناعته

کرتا تھا جیسا کہ پھوک کی دباغت کجاتی ہے۔ پس اس پر یہ بلا گیا نازل ہوئی کہ اسنے لوگوں کو اپنی طرف سے کھینچنے میں بلا اور غماتے کام

وما ادى فی الہباء براعته۔ بل تمائل کل القائل علی المنفاق و

نہ لیا اور لوگوں کو اپنی طرف سے کھینچنے میں اپنے حسن سے یا کو نہ کھلایا۔ بلکہ نفاق اور تلقیہ کی طرف جھک گیا

التقية۔ وحسبہ للعدا لرقیة۔ اهذا فل اسد الله کلا

اور نفاق کو دشمنوں کیلئے مثل اسد کی سمجھا۔ کیا یہ فل شیر خدا کا ہے ہرگز نہیں

بل هو افتراء کم یا معشر الکذابین۔ انه کان حازم الفضائل

بلکہ یہ تو اسے کاڑیوں کے گروہ تھا اور افتراء ہے علی تو جامع فضائل تھا۔

مغماً۔ وکان بقوی الیمان قواماً۔ فما اختار نفاقاً ایما ابتعث۔ وما

ادیا پانی فو توں کے ساتھ تو ام تھا پس اسنے کسی جگہ نفاق کو اختیار نہیں کیا اور اپنے

نافع فی کل ما فعل ونفت۔ وماکان من المرائین۔ فلما نضضتم فی شانہ

قول اور فعل میں کبھی منافقانہ طریق نہیں پرتا اور یا کاروں میں نہ تھا پس جبکہ تم اسکی شان میں ایسی زبان

نضضتمہ الصل۔ وحلفتمالیہ حلقة البازی المطل۔ مع دعاوی الحب

لاتے ہو جیسا کہ سانپ اور ایسا اسکی طرف دیکھتے ہو جیسا کہ بازو شکار پر گرتا ہے اور یہ سب کچھ باوجود اس

والمصافاة۔ فکیف تقصرون فی غیرہ مع جذبات المعاداة۔ وکذا لک استحقاق

محبت کے جو جس کا تمہیں دعویٰ ہو تو پھر کیوں کرتے غیر میں کچھ کوتاہی کر سکتے ہو کیونکہ وہ ان تو دشمنی کے جذبات بھی ہیں

نخاتم الانبیاء۔ وقلتم دفن معہ الکافران من الشقیاء۔ یحیانا وشمالاً

اور اس طرح اسنے خاتم الانبیاء علی اور علیہ وسلم کی تحریک اور کہا کہ اسکے ساتھ دو کافر بائیں بھائیوں اور شکیلوں دفن کئے گئے

کالافران والابناء۔ فانظروا الی توہینکم یا معشر المجترمین۔ وعنہ نستفسر

ہو تم اگر گروہ بیباکان اس توہین کی طرف جو تم کر رہے ہو نظر کرو۔ اور ہم تجھے اور حق

منک ایتھا الخفی الضال۔ فاجب متحلاً ولا یکبر علیک السوال۔ اتوضی

گزارہ ایک بات پر پچھتے ہیں سو تمہرے جواب دہ اور تیرے سوال بھاری نہ ہو کیا تو اس بات پر

بأن تدفن أمك المتوفاة بين البغيتين الزانيتين الميتين - ۲ وبقبر ابولث

راضی ہو سکتا ہے کہ قبری ماں دوزخ کا عورتوں کے درمیان دفن کر دی جائے بائیں ابا دو مجزوم

فی قبر الجذومین الفاسقین - فان کرهت فکیف رضیت بأن یدفن سید

بدکاروں کے درمیان گاڑا جائے بس اگر تو اس سے کراہت کرنا ہے تو کس طرح ابا تیرا رضی ہو گیا

الکونین بین جنبی الکافرین الملعونین - ولا یصمه فضل الله من

کسید الکونین دو کافروں کے درمیان دفن کر دیا جائے اور خدا تعالیٰ کا فضل اسکو دو ظالم اور

جوار الجارین الجائرین الخبیثین - والکفر اکبر من الزنا واشنع عند ذی

نامک کی ہمارائی سے نہ بچائے اور کفر زیادہ بد اور کھوکھلا ہے ازبیک زیادہ

العینین - ففکر کیف تحقرون خاتم النبیین - وتسوغون له مکروہات -

زبوں ہے پس سوچ کہ تم لوگ کیونکر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کر رہے ہو اور وہ مکروہات

لا تسوغرن لافسککم ولا بنات وامہات ولا بنین -

اسکے لئے جائز رکھتے ہو جو اپنے بیٹوں اور ماؤں اور بیٹیوں کے لئے جائز نہیں رکھتے۔

تیا لکم ولما تعتقدون یا حاة الفسق والمین - بل دفن بجوار

حدائیں ہلاک کر دے آجھوٹہ اور دروغ کی حمایت کر نیوالو! بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول الله رجلا من اناصلحین - مطہرین مقربین طیبین - وجعلہما

کے ہمسا رہن، والہ جسے آدمی دفن کئے گئے ہیں جو یکے کے قریب تھے اور ساتھ اور ساتھ

الله رفقاء رسولہ فی الحیاة وبعد الحین - فالرفاقۃ هذه الرفاقۃ وقل

زندگی میں اور بعد مرگ اپنے رسول کے رفقاء تھے ابا پس رفاق ہی، رفاق ہی ہوا تھے ہم

نظیرہ فی الثقلین - فطوبی لہما انہما معہ عاشا - وفی مدینتہ دفنوا

اور اسکی نظیر کم پاؤں کے پس انکو مبارک ہو جو آخرت کے ساتھ زندگی بسر کی اور انکے شہر میں اور انکی

استقلنا - وفی حجر روضتہ دفنا - ومن جنة مزارۃ ادنیا - ومعہ یبعث

جگہ میں جہنم میں مقرر کئے گئے اور انکے کنارہ رضی میں دفن کئے گئے اور انکے مزار کے بہشت سے نزدیک کئے گئے اور

فی يوم الدين - والنظر الی علی امہ اذا اعلی منصب الخلافة - فما بعد تربة

نہایت کر انکے ساتھ اٹھیں گے اور علی کی طرف نظر کر کہ جب اسکو منصب خلافت دیا گیا پس اسے ان دونوں

هٰذِهِنَّ اِمَامِيْنَ مِنْ رَوْضَةِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ - فان كان يزعم انها ليسا مومنين

اماموں کی قبر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ سے علیحدہ کیا۔ پس اگر وہ یہ گمان کرتا تھا کہ وہ دونوں مومنین

طیبین۔ فکیف ترکہما ولم یزہ قبر رسول اللہ عن ہذین القبرین۔ فالذنب

پاک ل نہیں ہیں نہ کیونکہ انکی قبر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ شامل رہے یا نہ

کل الذنب علی عنق ابن ابی طالب۔ کانتہ لمیال عرض رسول اللہ من

گناہ مل کی گردن پر ہے گویا اسنے بوجہ نفاق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

نفاق غالب۔ وباری الصدیق کا مخلصین۔ اھذا اسد اللہ وضرغام

آبدی کی کچھ پرواہ نہی اور صدق نہ دکھلایا آیا یہی شیر نند اور اسد اللہ ہے ؟

الذین۔ اھذا ہوا الذی یحسب من اکابر الملتقین۔

کیا یہ دہی شخص ہے جو اکابر پرہیزگاروں میں سے سمجھا گیا ہے ؟

فاعلموا ان تقات علی لا تبیت الا بعد تقاة الصدیق۔ ففکر

پس جان لو کہ علی کی پرہیزگاری تب ثابت ہوتی ہے کہ ابو بکر صدیق کی پرہیزگاری بابت ہو پس

ولاقت کالو ندیق۔ ولا تلق باید یث الی حُفرة المالکین۔ وانکم تحبون

سو چلو اور ایک زندیق کی طرح حد تکھا و زست کرو اور اپنے ہاتھوں سے خاک کے گڑھے میں مت بیٹو۔ اور تم دوست

ان متد فنوا فی ارض الکربلاء۔ وتظنون انکم تغفرون بمجاورة الافتیاء۔

رکھتے ہو کہ خاک کر بلا میں دفن کئے جاؤ اور گمان کہتے ہو کہ پرہیزگاروں کی ہمسائی سے تم بچے جاؤ گے

فاظنکم بالسعیدین الذین دُفنا الی جنبی نبیہ القدر خاتم النبیین۔ وامام

پس ان دو مسجدوں کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کئے گئے جو

الملتقین۔ وسیتہ الشافعیین۔ ویل لکم لا تفکرون کا المخلصین۔ ولا یسفر

امام الملتقین اور امام الشافعیین اور خاتم النبیین ہے۔ تم پر افسوس کہ تم عاجزی اور غربت کیساتھ فکر نہیں کرتے

عنکم زحام التعصبات۔ ولا تطون حسن التوفیقات۔ ولا تعنون کا المستعین

اور تعصبات کا اثر دھا کئے دور نہیں ہوتا۔ اور کیا کوئی تمہیں توفیق نہیں ملتی اور دانشمند کی طرح تم نہیں سمجھتے

وکیف نشکوکم علی سبتکم وانکم تلعنون الصیابة کلہم الا کلیلہا الملعونین۔

اور ہم تمہارا کیونکہ شکوہ کیا کریں کیونکہ تم تمام صحابہ کو گالیوں دیتے ہو مگر قلیل۔

وَمَلْعُونُونَ اِزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَتَهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ - وَتَحْسِبُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ
اور نیز تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اَتہاتِ المؤمنین کو لعنت سے یاد کرتے ہو۔ اور گمان کرتے ہو کہ خدا
کلامِ اُمید علیہ ونقص و تقولون اَنہ بیاض عثمان و اَنہ لیس من رب
کی کتاب میں کچھ زیادہ اور کم کہا گیا ہے اور کہتے ہو کہ وہ بیاض عثمان ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے
الْبَالِغِيْنَ - فَلَعْنَكُمْ اللّٰهُ بِفَسْخِمْكُمْ وَصَرَمَ قَوْمًا عِيْنَ - وَحَسِبْتُمْ اِلَّا سَلَام
پس خدا نے بیاض فسخ تمہارے کچھ تمہارے لعنت کی اور تم اندھے ہو گئے۔ اور تم نے اسلام کو ایسا
کہا کہ غیر ذی زرع خالیان رجال اللّٰہ المقربین - فاتی عرض بقی من
سہمہ لیا جیسا کہ ایک بیابان جسکی زمین خشک اور زراعت سے خالی ہے یعنی خدا کے مہربان سے خالی ہے۔ پس کوئی
اُمید یکم یا معشر المُسْرِفِيْنَ -

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رہی اسے حد سے بچنے والا ۹۱

و اِیْتِمُ تَصْوِیْرُ عَلٰی کَاغَہِ اجْبِیْنِ النَّاسِ - واطوع للنَّاسِ -
اور تم نے علی کی تصویر ایسی ظاہر کی کہ گویا وہ سب سے زیادہ نامرد ہے اور خود اُسے شیعہ کی طرح و
اِعْتَلَقَ بَاہِدَ ابِ الْکَافِرِيْنَ اِعْتَلَقَ الْحَرْبَ بِمَا بَالِ الْاَعْوَادِ - وَاَثْرَانَا لِنَقَاتِ
کافروں کے دامن کو اُس نے ایسا پکڑا اور ایسا اُس نے اُڑیا کہ آتا ہے پرستِ شایخوں کے ساتھ۔ اور نفاق کی
لَفِیضِ حَلِیْہِ عِبَابِ الْمَرَادِ - اَخْزٰی نَفْسَہُ بِنَاقِیْ قَوْلَہُ وَفَعَلَہُ - وَرَضِیْ شَیْ
آج اُس نے اختیار کی تا سپر مراد کا بہت سا پانی ڈالا جائے۔ اپنے قول و فعل کے تناقض سے اپنے تین رسوا کیا اور
لَمِیْکِنْ مِنْ اَہْلَہُ - وَحَدَّ الْکَافِرِيْنَ فِی الْمَحَافِلِ - وَاشْتٰی عَلَیْہِمُ فِی الْجَمَاعِ وَ
اس پر سے راضی ہو گیا جس کو وہ اہل نہیں تھا۔ اور کافروں کی اپنے محل میں تعریف کی اور مجھوں اور کافروں میں انکی
الْقَوَافِلِ - وَحَضَرَ جَنَابَہُمْ وَمَاتَرَکَ الطَّعْمَ - حَتٰی اَنْزَوٰی اِلَیْہِ الْمَیْمِلَ وَانْقَعِ -
ٹانگوں کی اور انکی جناب میں حاضر ہوا اور طعم کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ امید ہو گئی اور اس کا طعم قبیح ہو گیا
فَمَا اَوْوَا لِمَفَاقَرَہُ - وَمَا فَرَحَ وَاجِہَامَ اَنْزَعَتْ فِی فَقْرَہُ - بَلْ اِغْتَصَبَ وَاحِدَ یَقِیۃ
پس انھوں نے انکی شہادت میں کی تہیہ تہیہ پر ہم بخیر اور ان تعریف کے ساتھ خوش نہ ہو جو انکی کلم کے نفور میں بھری ہوئی
فَدَلَّہُ - وَقَامَا لِفَتْکَہُ - وَمَا اَبْرَزَ وَالَہُ دِنَارًا - لَیْطَعُہُ بَطْنَا اِمَارًا - وَمَا کَانُوْا
نہیں بلکہ انھوں نے اس کا مانع نہ کیا جس نے اُس کے قتل کر کے لے لیا اور اس کو ایک نہ دی تا کہ اس کو کھانا دیتا۔ اور ہم

راحمین۔ وما نزلت علیه من السماء مائدة۔ وما ظهرت من الخلق فائدة۔

کرنوالے نہیں تھے۔ اور آسمان سے اس کوئی مائدہ نہ اُترا اور خلقت سے کچھ فائدہ ہوا

و دیس تحت اذام الجائزین۔ وکان لم یزل یدعو ریف سکر۔ ویصوغ و

اور ظالموں کے قدموں کے نیچے کچلا گیا اور ہمیشہ دعا کرتا تھا اور سوچتا تھا اور بزرگ رہتا تھا

یکسر۔ ولم یکن من الفائزین۔ الی ان تقطعت الحیل و رکد النسیم۔

اور توڑا تھا اور کامیاب نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ تمام حیلے منقطع ہو گئے اور ہوا ٹھہر گئی

و حصص التسلیم فخر تقبة علی یا ہمد۔ و طلب القوت من جنابہم۔

اور سر جھکا کر اپنا بس اپنے دروازے مرتقبہ کی طور سر گریزا اور اپنی جانب سے قوت طلب کیا

و هم کافوا مستلبرین۔ و غلقت علیہ ابواب اجماع الدعاء۔ و سدت

اللہ وہ تکبر تھے اور اسیر دعا کے قبول کرنے کے دروازے بند کئے گئے اور جملہ اور

طرق الحیل والھتداء۔ فانظر اھذه علامات عباد اللہ الموقدین۔ و

ہدایت یا سبکی راہ مسدود کی گئی پس دیکھ کہ کیا یہ ان لوگوں کی علامتیں ہیں جو خدا سے تائید یافتہ ہو

امارات الصادقین المقبولین۔ و آثار المخلصین المتوکلین۔ ثم انظر کیف

اد کیا یہ صادقوں اور مقبولوں کی نشانیاں ہیں ؟ اور مخلصوں اور متوکلوں کے آثار ہیں پھر دیکھ کہ

حقوقہم شان المرتضی الذی کان من المحبوبین الموفقین۔

تم ان کو ان کے سطح مرتضیٰ علی کی حقیر کی ہے وہ علی جو محبوبوں اور توفیق یافتوں میں سے تھا

و اما ما طلبت منی آية من الايات۔ فانظر کیف اراک اللہ

مگر تو نے جو مجھے کوئی نشان مانگا ہے پس دیکھ کہ خدا نے کیا مانگا ہے

اجل الکرامات۔ و هو انی کنت دعوت علی و جعل مفسد مغوی کا الشیطان۔

بزرگ نشان دکھلایا اور یہ کہ میں نے ایک مفسد کیلئے جو شیطان کی طرح بہکانے والا تھا بدعا کی تھی

و تضرعت فی الحضرۃ لیلذہ جزاء العدوان۔ فاخبرنی ربی انہ سیققتل

اور جناب الہی میں نے تضرع کیا تا اس کو ظلم کا مزہ چکھا دے پس میرے رب مجھے خبر دی کہ وہ قتل کیا جائیگا

و یبعد من الاحزان۔ و کان اسمہ لی کہرام و کان من البراہمۃ۔ و کان معتدیا

اور اپنے بھائیوں سے دور دیا جائیگا اور اس کا نام لی کہرام تھا اور برہمنوں میں سے تھا اور گالی دینے میں

فی السب والشتم وجازل الحد فی الخیائنة۔ فلما دعوت علیہ وتضرعت

سردے بڑھ گیا تھا پس جیکے سینے اسپر دعا کی اور جناب باری

فی حفرة الباری۔ و اقبلت کل اقبال علی جباری سمع دعائی فی الحضرة۔

میں تضرع کیا اور باری تو مجھ کبسا تھ حضرت احدیت میں متوجہ ہوا پس جناب الہی میں میری دعا

ومن علی ربی بالرحمة والنصرة۔ و بشرنی ربی بانہ یموت فی ست سنة۔

سنی گئی اور خدا نے رحمت اور مدد کبسا تھ میرا احسان کیا اور میرے دل میں مجھ کو خوشخبری دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ

فی یوم دنی من یوم العید بلقاء۔ و اوما الی لیلۃ یوم الاعد۔ ولی انہ

میں مر جائیگا اور اس دن میری محبوب عید کے بعد کا دن ہو گا اور توار کی سات کا اشارہ کیا اور یہ کہ بد چم

یقنل بکلم الرب الصمد۔ ولا یموت بمرضۃ۔ و یموت بقل مہیب مع

خدا تعالیٰ وہ قتل کیا جائے گا اور بیت تک قتل کیا تھ مرے گا اور حشر کے ساتھ اور کوئی بیماری

حسرة۔ لیکون آیۃ للطالبین۔ فلما انقضی من المیعاد قریبا من خمسة

نہیں ہو گی تاکہ طالبوں کے لئے نشان ہو پس جیکے میعاد قریب پانچ برس کے گزر گئی

اعوام۔ و اطمئن الهالك وزعمات النبء کان کا وہام۔ نزل امر اللہ

اور مرنے والا مطمئن ہو گیا کہ پیشگوئی ایک وہم تھا خدا کا امر اسپر نازل ہوا

علیہ والی بفتح مبین۔ ففرحت فرحة المطلق من السار۔ و

اور فتح عظیم ظاہر کی پس میں البسا خوش ہو جیسا کہ ایک قیدی چھوٹ کر خوش ہوتا ہے اور

هزة الساجی من حفرة التبار۔ وقبل ان یأتینی احد بفص خبر وفاته۔

جیسا کہ ایک شخص ہلاکت کے گڑھے سے نجات پاتا ہے اور قبل اسکے جو کوئی شخص اسکے وفات کی خبر پہنچا

بشرنی ربی بماتہ۔ و کنت افکر فی هذه البشارات۔ فاذا بعید اللہ جاء

لائے میرے خدا نے اسی موت کے بارے میں مجھے خوشخبری دی اور میں ان بشارتوں کو سچ رہا تھا اتنے میں جب اللہ

بالتبشرات۔ و حصص الحق وزهق الباطل وقضى الامر من رب الکائنات۔

بشارت لیکر آیا اور ظاہر ہو گیا حق اور باطل اور خدا نے فیصلہ کر دیا

وفرسم المومنون کما وعد من قبل واسود وجہ اهل المعادات۔ و ظهر

اور مومن خوش ہو گئے جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا اور دشمنوں کے مونہ کا لے ہو گئے اور خدا کا امر

۲۰ مر الله وهم كانوا كارهين۔ وكان هذا الرجل وقاسا طویل اللسان۔

ظاہر ہوا اور وہ کراہت کرتے رہ گئے اور یہ شخص نہایت بے شرم دراز زبان تھا

کثیر السب والہذیان۔ طلب منی آیتہ ملیحاً فی طلبہ۔ وشرط لی ان

بہت کالیان دیتا اور بکواس کیا کرتا تھا اسنے مجھے ایک نشان طلب کیا اور طلب کرین بہت امر کیا اور

اصرح المیعاد فی علبة۔ واصرح یوم موته۔ مع اظہار شہر فوۃ۔ وایتین

یہ شرط لگا کر مین کے نشان میں میا کو کھدو کھرتلا دوں اور اس کے موت کے دن کی تصریح کروں اور مینکا مہینہ بتا دوں

کیفۃ وفاته۔ ووقت مماته۔ وکتب کلمات طالب کالمصترین۔ فلیتہ

اور جس طرز سے مرگا وہ کیفیت بیان کروں اور مہر کا وقت بتا دوں۔ اور ان سب باتوں کو لکھا اور پھر امر کر دیا تو مین

ممتطیاً شملۃ عنایۃ الرحمان۔ ومنتضیاً سیف قہر الایان۔ وکنت لغرض

لیج مجھے مطالبہ کیا۔ پس میں اسکو سوال قبول کر کے جو آویا اس بات میں کہ میں ممتا۔ ابھی کی تیرا وادنی پر سواتھا اور نیز سچا

اللہ بظہور الایۃ۔ والطح فی اعداء کلمۃ الملة۔ اجاہد فی الحضرۃ الاحدیۃ۔

جنگ میں سر اٹھندہ کی تہری تلواریں کو کھینچ رہا تھا۔ اور میں از بس کہ نشانے ظاہر ہوئیے لہجہ میں تھا اور اعداء کلمۃ اللہ کی طرح کھتا تھا

واصرف فی الدعا عاجل وعظم من القوة۔ ثم ترک الدعا بعد نزول

خزۃ جناب بادی جن مجاہد کرتا تھا اور جہد میں شکست قوت مخفی دہا میں خرچ کرتا تھا پھر میں نے سیکنے کے نازل ہوئیے بعد دعا

السکینۃ۔ وتواتر الوسی الال علی الاجابۃ۔ فلما انقضى اربع سنۃ من الیعد

تو رک کر دیا اور نیز اسنے کو ایسا ستواترا لہا جو قبولیت دعا پر دلالت کرتا تھا۔ پس میں میا دین سچا رہیں گئے

ودنا مناعید من الایاد۔ القی فی نفسی ان اتوجہ مرۃ ثانیۃ الی الدعا۔

اور آج اب عید ہم سے قریب آگئی پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں پھر دعا کروں۔

وکذا لک اشار بعض الاعداء۔ فصبرت انتظر الوقت والمحل۔ واقفل

اور ایسا ہی بعض دوستوں نے اشارہ کیا پس میں صبر کیا اور میں وقت اور محل کا منتظر تھا۔ اور

بعسی ولعل۔ الی ان ادركت لیلة القدر فی اواخر رمضان۔

اب کرتا ہوں اب کرتا ہوں کا گھونش پڑی رہا تھا یہاں تک کہ آخر رمضان میں میں نے لیلة القدر کو پایا

فعرفت ان الوقت قد حان۔ وریتم لیلة نشرت اردیۃ الاستجابۃ

پس میں نے جان لیا کہ وقت آگیا اور میں نے ایک لہجہ میں اسکو دیکھا جسے قبولیت کی چامہ میں پچا دینی تھیں

وَدَعَتْ إِلَىٰ آخِيزِ الْمَادِبَةِ - وَنَادَتْ كُلُّنَ خَافِ نَابِ النَّوْبِ - وَبَشَّرَتْ

۱۱۔ دُعا کر نیوا لوجو دعوٰت کب طرف بلایا تھا اور ہر ایک کو جو مصیبتوں کے واسطے ڈرنا تھا بلایا۔ اور ہر ایک

کُلُّنَ اسلمہ ۱۲ لیا س للکرب - فَهَضَمْتُ لَدَا عَادٍ نَهْوُضَ الْبَطْلِ لِلْبَرَارِ - وَ

کو جبکہ نوید دی نے غم کو بھگنے والا کہ رکھا تھا بشارت دی۔ پس میں دُعا کے واسطے ایسا اٹھا جیسا کہ ایک

أَصَلْتُ لِسَانَ الْقَضَرِ كَالْعَضْبِ الْجَرَّازِ - حَتَّىٰ أَحْلَيْتُ التَّذَلُّلَ مَقْعَدَ

دلیرانیکے واسطے اٹھا ہے۔ اور میں نے قَضَر کی زبان اسی بھنی جیسا کہ شمشیر بران۔ یہاں تک کہ فروتنی نے بلندی

الْعِلَاءِ - وَبَشَّرْتُ بِالْإِجَابَةِ مِنْ حَضْرَةِ الْكِبْرِيَاءِ فَجَلَسْتُ كَرَجُلٍ

کی جگہ پر جھک گیا تھا۔ اور قبولیت دعا کی بھلاؤ خوشخبری دیجیئی پس میں اس شخص کی طرح بیٹھا

يَرْجِعُ بِرَدْنِ مَلَانٍ - وَقَلْبُ جَذَلَانٍ - وَسَجِدْتُ لِرَبِّ يَجِيبُ دَعَاءَ

جو پراستین کیساتھ جمع کرتا ہوں اور دل خوش ہوتا ہے اور میں اس پروردگار کو سجدہ کیا جو بے قرار دینی

الْمُضْطَرِّينَ - وَكَانَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ إِعْلَاءُ كَلِمَةِ الْمَلَةِ - وَأَتِمَامُ الْحُجَّةِ عَلَى الْكَافِرِ

دُعا سناتا ہے اور اس نشان میں کلمہ اسلام کی بلندی تھی۔ اور کافروں پر سخت پوری ہوتی

الْخَجَرَةِ - وَلَكِنَّ الَّذِينَ مَلَكَوْا أَثَاثَ عَقْلِ صَغِيرٍ - وَأَتَمَّوْا بِمُحَقِّقِ شَهِيرٍ - مَا

ہے مگر وہ لوگ جو تھوڑے سببی عقل کے مالک ہیں اور وصفِ حاققت میں شہور ہیں وہ

أَمَّنُوا بِهَذِهِ الْبَيِّنَاتِ - وَتَرَكُوا النُّورَ وَاتَّبَعُوا سُبُلَ الظُّلُمَاتِ - وَجَعَدُوا

ان کھٹے کھٹے نشانوں پر ایمان نہیں لگا۔ اور نور کو چھوڑ دیا اور ظلمات کی پیروی کی اور ظلم اور جھوٹ

بِآيَاتِ اللَّهِ ظُلُمًا وَّزُورًا - وَكَانُوا قَوْمًا يَورُوا - وَمَنْ أَلَمَسْتُ كَبِيرٍ - وَيَقُولُونَ

سے خدا کے نشانوں سے انکار کیا اور وہ ہلاک شدہ قوم تھی اور بھگت کرنا لے تھے اور انہوں نے کہا

أَنَا نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ - وَلَيْسَ فِيهِمْ سَيْرٌ الْمُسْلِمِينَ - فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَيَزِيدُ

کہ ہم مسلمان ہیں اور انہیں مسلمانوں کی خصلتیں نہیں ہیں اُنہیں دلوں میں مرض ہے پس خدا نے

اللَّهُ مَرَضَهُمْ وَيَمُوتُونَ مَيِّتِينَ - أَلْقَلِيلٍ مِنْهُمْ فَانْهَمُوا مِنَ الرَّاجِعِينَ - وَ

مرض کو زیادہ کر دیا اور جواب کیا کہ انہیں مرے گئے گرا انہیں سے تھوڑے کہ وہ جمع کرے گئے اور

يَبْغُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَعَرَضُهَا لَا يُتَّقُونَ اللَّهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ - فَسَيُضْرَبُ

یہ لوگ دنیا کا مال اور دنیا کی عزت چاہتے ہیں اور خدا سے جو رب العالمین ہے نہیں ڈرتے۔ پس عقر میں پتھر

عليهم ازالة ويمسسون اخاعيلة۔ يسئلون الناس ولا يملكون بيت ليلة۔
ذلت مارديجاگي اور جھوٹے گئے ہو جائیگے۔ لوگوں سے مانگیں گے اور رات کا قوت انکے پاس نہیں ہوگا
کہ اللہ یجزي اللہ الفاسقين۔

اسی طرح خدا تعالیٰ فاسقوں کو سزا دیتا ہے۔

واذ اقبل لهم امنوا بما ازل الله من الآيات۔ قالوا لن نؤمن و

اور جب انکو کہا جائے کہ جو خدا نے نشان اُتارے انہیں ایمان لاؤ کہتے ہیں کہ ہم کبھی ایمان نہیں

لو كان احياء الاموات۔ وطبع الله على قلوبهم بما كانوا مفترين۔ وكانوا يستفتون

لائیگے اگرچہ مرنے والے جانیں اور انکے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی کیونکہ وہ مفری تھے۔ اور اس سے پہلے وہ کفار

من قبل۔ فلما جاءهم الفتح وصاب النبل۔ عرضوا عنه فويل للعرضين۔

پرنفع چاہتے تھے۔ پس جب فتح آئی اور تیر نشان پر لگا اس انھوں نے کہا کیا پس انہیں واویلا ہے۔

وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم فلابلهم اذ اما تو اظالمين۔ ابقي في كنانهم

اور انھوں نے انکار کیا اور دل انکے یقین کر گئے پس کیا حال ہو انکا جب ایسی حالتیں مرتبگی۔ کیا انکے تیر دان جن کوئی تیر

مرماة۔ ووفى قلوبهم مما لاء۔ كلا بل مزمقم الله كل مزمق فلا يتخرون الاحمال جبين

باقی رہ گیا ہے یا انکے دلوں میں کوئی خصوصیت باقی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ خدا نے انکو ٹخنے ٹخنے کر دیا اور ہر ایک حرکت

الايرون كيف يفهمون العينة بعد العينة۔ ويخزون كل عام مع رقصهم

مذہبی ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کیسے وہ وقتاً فوقتاً لاجواب کھاتے ہیں۔ اور ہر ایک سال باوجود شکرانہ رقص کے ذیل

كالعينة۔ وتراءت سبهم جہاما۔ وغنم لثاما۔ ولعانهم ظلاما۔ وجنانهم

کے جاتے ہیں اور انکے ادل بغیر پانی کے نکلے۔ اور انکے برگندہ لٹیم ثابت ہوگا اور انکی روشنی اندھیرا اور انکو دل

عباما۔ فباتي آية بعد ه يومنون۔ اما استلني ربي محل من يبلغ قصوى

بے عقل اور بے ادب ثابت ہو گئے پس کس نشان پر انکے بعد ایمان لائیگی۔ کیا اسیر خدا نے مجھ اس محل پر نہیں لگا

الطلب۔ وقلني من وقد الكرب۔ الى روح الطرب۔ وايدني واحاتني۔ و

جو مراد پانی کا محل ہے۔ اور مجھے پتھر اور پتھر کی آرائش تک پہنچایا اور میری تائید کی اور میری مدد کی

اهان كلن اهانني۔ واداني العيد۔ ووفى المواعيد۔ واري الفتح كلن فتح

اور ہر ایک جو میری ذلت چاہتا تھا اسکو ذلیل کیا اور مجھے عید کھلائی اور وعدہ کو پورا کیا اور ہر ایک کھولنے والے کے لئے

العین۔ وطوی قصۃ کیف واین۔ وائم الحجة علی المنکرین۔ فالہد للہ الذی
 فتح کو دکھلا دیا۔ اور کیونکر اور کہاں کے قصہ کو لپیٹ دیا اور منکر و نہر حجت پوری کر دی پس اس خدا کو تعریف
 کفانی من غیر تہ بیری۔ وجعل لی فرقانا و فرق بین قبیل و دبیری۔ وکنتم
 ہے کہ بیزیری تہ بیری کے پیچھے لے کافی ہو گیا۔ اور چہین اور کیر مخالفون اور دوسون اور دشمنون ایک لہر فارغ
 لا تصغون الی العظاۃ۔ ولا تحفظوا ہبل توذون بالکلمہ المحفوظات۔ فدق
 پیدا کر دیا۔ اور تم لوگ نجات کی طرف کان نہیں دھرتے تھے اور نصلح کیا دہنیں رکھتے تھے بلکہ غصہ دینے والے
 اللہ واسکم بالآیات۔ وسجاہکم سلطانہ بالرایات۔ وادبکم بالزجر و
 مظلوم کے ساتھ یاد کرتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے شاہد کے ساتھ تمہارے سر کو کوئلہ کیا۔ اور اسی حجت چھندو کے
 الغضب۔ لتاخذوا نفوسکم بہذا الادب۔ فلا تستنوا استن ان الجیاد۔
 ساتھ تمہارے پاس آئی اور غصہ آؤ جاؤ غصہ کے ساتھ تمہیں ادب دیا اور تم اس ادب پر قائم ہو جاؤ پس تم نیز نگہ دو گئی
 وفکر وافی فعل رب العباد۔ لعلکم تصممون کالراشدین۔ مالکرتنکایدکم
 طرح سرکش مت کرو۔ اور خدا تعالیٰ کے فعل میں غور کرو تا تم رشید و سچے چاؤ
 کلمات الحق والصواب۔ وتمیلون من البیقین الی الایاب۔ ولا تزلون
 اور صواب کے کئے میں گمراہ نہ رہو اور یقین سے نیک کی طرف جاتے ہو
 سبل المجرمین۔

کی راہ نہیں بدست

والطہ والی آیات رتبتہا۔ وخورق شاہد تمہا۔ ۲۔ ھذہ

ان انما علی طرف اطہر۔ چکو تہ دیکھو پیکر ہمدردان خوارق کی طرف ہنگوہ شاہد کر چکے ہو

من المکانہ الانسانیۃ۔ ۲۔ ومن الطافۃ الربانیۃ۔ ۲۔ فی عزمت علیکم

کیا ہوا انسانی فریب۔ ہے با خدا کی طانت۔ ہے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں پس

فاشهدوا انکم تمفسطین۔ وانہ من کان اعطی حظا من التقویٰ۔ ولو

کو اہی دو اگر منصف ہو اور وہ شخص جو تقویٰ میں سمجھ کر حصہ دیا گیا ہے اگرچہ

کصاصۃ النوی۔ فلا یکنتم شہادۃ ۲۔ ۱۔ واما الذی اتبع الہوی۔ وما

کشمش کے چمکے کیونکر دیا گیا ہو پس وہ کبھی کو اہی کر پوشیدہ نہیں کرے گا۔ مگر وہ شخص جو ہوا ہو سکر کبیر ہوا اور خدا سے

خشی ۱ اللہ ۲ اعلیٰ - وما تواضع وما استقي - فليظهر ما انحأ وتمت - ولينكر

نہ ڈرا اور نہ تواضع کی اور نہ جیا کی پس یہیہ کہ چھوڑ دیا وہ نام کرے ۱ چاہیے

۱ اللہ وما اولی من جدوی - ومن نصرته والعدوی - فسوف ينظر هل

کہ خدا سے اور اسکی بخشش سے منکر ہو جائے اور اسکی نصرت اور مدد کی جینی نہ مانگا کہے پس غم نہ دیکھو کہ کیا کرے

ينفعه كیده ۱ و يكون من المالكين -

مکراس کو نفع دیتا ہے یا مرنے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

ایہا الناس لا تحقروا ۱ اللہ والایات - واستغفروا اللہ واعنوا

اے لوگو! خدا کی اور خدا کے نشانوں کی تحقیر نہ کرو اور اس کی گناہوں کی معافی چاہو اور اس سے

لہ من الفرطات - اجهلتم مال قوم کذبوا من قبل هذا الزمان - ۱ اولکم

سائے اپنے گناہوں کو غصے فروتنی کرو - کیا تمہیں اس قوم کا انجام بھول گیا جنہوں نے تم سے پہلے گنہگار کی - یا خدا کے

براءة فی زیر اللہ ۱ الایات - فعودوا باللہ من ذات صدورکم انکمتم شیعین

سزا دہندہ کی کتابوں میں تمہیں بری رکھا گیا ہو پس اپنی بد خطائے خدا سے توبہ کرنا چاہو اور توبہ کرنا چاہو -

قوم افراد ی فرادی - واجتنبوا من عادا - ثم فکر واما اوتینتم مثل ما اوتی

ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور عداوت کرنا روکنے پر توجہ کرو پھر فکر کرو کہ آیا تمہیں وہ ثبوت نہیں دیئے گئے جو

قبلکم من الکفار - اما جاء تکم آیات اللہ ۱ القہار - ۱ ما حقرتہ بتحقیق

تم سے پہلے کا فرو بخور دیئے گئے اور کیا تمہیں اس نشان نہیں آئے کیا تم خدا کی قدرت کو حقیر نہ سمجھتے اور

حضرة الکبریاء - ۱ ما قضیت دیونکم کالغرماء - فوحی المنعم الذی حلنی

ذیل نہیں ہو چکے کیا تمہارے یہ تمام قرض قرضداروں کی طرح ادا نہیں کئے گئے - پس اس نعمت بخشی کی قسم ہو جس نے

هذا الحل - واری لتصدقی العقد والحل - ووهب لی ۱ الولد واهلک لی

مجھے اس محل میں وار د کیا - اور میری تصدیق کیلئے باندھا اور کھولا اور مجھے اولاد دی اور میرے لئے بھروسہ کر

العدا للثام - واری فی آیاتہ ۱ الامجاد والاعدام - واری فی ندوة المذاهب

جلاک کیا اور اپنے نشانوں میں امجاد اور اعدام کو دکھلایا اور مذاہب کے جلسہ میں پیدا کر دیا

۱ اعجازا لاشاء - ثم اری فی الجعل المقتول اعجازا لافناء - واطهر آیت القول

نشان دکھلایا اور گویا مقتول میں مارنے کا نشان دکھلایا اور قولی نشان اور فعل

وآیت الفعل للناظرین۔ واری الکسوف والخسوف فی رمضان۔ والفحکم

نشان دیکھنے والوں کے لئے دکھایا اور خدا تعالیٰ نے کسوف اور خسوف کو رمضان میں دیکھلایا اور میری

بسیاحتی و علمی القرآن۔ فسکتہ بل متہ مع غلوکم فی العناد۔ واخریتم

بلاغت کیساتھ محکوم بن گیا اور بھکھو قرآن کھلایا پس تم چپ ہو گئے بلکہ باوجود عناد کے مر گئے اور تم رسوا

ورمیت عظمتکم بالکساد۔ فاصبحتم کالمجنونین۔ ان هذا الحق فلا تکتون من المقتدین

تمہیں گتے اور بھاری بندگی کی سر باز اری ہو گئی۔ پس زبان کا رو بکھو تم کوئی۔ یہ سچ ہی رہے بلکہ کیوں لوگوں سے گتے ہو

ایہا الناس انی جنتکم من الرب القدر۔ فهل فیکم من یحشی

اے لوگو میں رب قدیر کی طرف سے تمہارے پاس آتا ہوں پس کیا تم میں کوئی ایسا آدمی

قہر هذا الغیور الکبیر۔ وتمررون بناء فالیین۔ واکم تناہیتم فی المکانہ۔

ہے جو اس غور گیریت خون کرے یا غفلت کیساتھ جسے گدہ بنادے ۱۱۔ نہرا بنے کہ ویکو استہانک ہو چکا دیا

وتمادیتم فی الحیل کالصائد۔ فهل رئیتم الا الخذلان والحمران۔ وهل وجدتم

اور شکاریوں کی طرح جلد باز ہیں مری دیر لگائی۔ پس کیا تمہیں بجز خذلان اور حمران کے کچھ اور بھی دیکھا اور کہا تمہیں

ما اردتم غیر ان تضیعوا الایمان۔ فاتقوا اللہ یا ذراری المسلمین۔ اما تتقون

وہ امر یا جسکو ڈھونڈنا بغیر اسکے کہ ایمان کو ضائع کرو۔ پس اے مسلمانوں کی اولاد خدا سے ڈرو۔ ۱۲۔ یا تم نہیں

کیف اتما للہ لی قولہ۔ واجزل لی طولہ۔ فمالکم لا تلتفتون۔ واکم اہل

دیکھتے کہ خدا نے کیسے میری بات کو پورا کیا اور اپنی خوش چیر کلمہ بہت دیکھائی۔ یہ نہیں یا بڑا اہل کہ اٹھاؤ، بطور

آیات الخبیر العلام۔ وتنضلون لی اعداء۔ اما الایام۔ اما الایام۔ اہل زعمکم

موندہ نہیں کرتے اور میرے کو علامت کے تیرے بیان پر بھٹتے ہو کیا تمہیں اپنے زعم کا بطلان نہیں دیکھا

وخطاؤم وھمکم۔ فلا تقوموا بعد الذم۔ ولا تغتوا فریاء بعد العجم۔ وکفوا

اور اپنے دھم کی خطا پر ظاہر نہیں ہوئی۔ پس اسکے بعد مذمت کیل کھڑے نہ ہو۔ بعد آئیائیں کے جو حکومت تراشو

السنکم انکم متقین۔ تو بوالی اللہ کہ رجل سقط فی یدہ۔ وشدنی مالہ

اور زبان کو بند کر د اگر تم متقی ہو اس آدمی کی طرح توبہ کرو جو شرمندہ ہوا تھا۔ ۱۳۔ اپنے انجام

وسونہ مقعدہ۔ وان اللہ یحب التوابین۔

اور بدبر عاقبت سے ڈرتے ہیں۔ اور خدا توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے۔

وَاتَىٰ عَلَيَّ مَذْبُورِكُكَ قَدَمِي - وَأَيْدِ لَسْنِي وَقَلَمِي - اِنَّا الَّذِينَ

اور پہنچاں میں روز سے جو میرا قدم مبارک کیا گیا۔ اور میری قلم اور زبان کو مدد دے گی۔ اسی کے

اتخذوا للعناد شرعة - وكلمه الخبيث فجعة - انهم سيخذلون - ويغلبون - و

علم دیا جائے گا کہ جن لوگوں نے عناد کو اپنا طریقہ بن لیا ہے اور ناپاک کلمہ کو خود غرض اٹھایا ہے غریب وہ ناکام رہیں گے اور

يُخْسَآوْنَ - وَلَا يَلْقَوْنَ بَغِيثَتَهُمْ وَلَا يَنْصُرُونَ - وَتَحْرِقُهُمْ جَذْوَتُهُمْ فَمِنْ مَنْ

مغلوب کئے جائیں گے اور دیکھئے بائیس کے اور انہی کے کہ ان کو نہیں پائیں گے اور نہ وہ نہیں دیکھ جائیں گے اور ان کا شعلہ آگ میں کھو جائے گا

جَذْوَتُهُمْ يُعْدِمُونَ - وَإِنَّا الَّذِينَ سَعَدْنَا مِنْهُمْ دَسِيلُهُمْ وَنَبْعُهُمْ

اور معدوم کئے جائیں گے مگر وہ جو سید ہیں وہ مگر ابھی کے بعد بذات یاب کئے جائیں گے

وَيَتَذَكَّرُ كَلِمَةُ رَبِّهِمْ قَبْلَ نَكَالِهِمْ - فَيَسْتَقِيقُ ظَوْنُ مُسْتَزَجِعِينَ - وَيَتَرَكُونَ

اور وہ بال سے پہلے خدا کا نام انکو سبھال لے گا پس انابت کہہ کر جاگ اٹھیں گے اور کہیں گے اور

حَقْدًا وَلَهْدًا - وَيَخْرُجُونَ عَلَى الْأَذْقَانِ مَبْتَدَأًا - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا مَا نَاكَثْنَا خَطِيئِينَ -

محدکرت چھوڑ دیں گے اور سجدہ کرنے سے ہٹ جائیں گے اور پھر گریں گے خدا یا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے

فَيُغْفِرُ اللَّهُ لَهُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ - فَيَوْمَئِذٍ يَنْعَكُسُ الْأَمْرُ كُلُّهُ وَيَقِيلُ اللَّهُ

پس خدا انکو بخشنے لگا اور وہ رحیم ترین رحیم ہے پس اسی وقت تمام باتیں الٹ جائیں گی اور خدا اظہر

لِلنَّاطِقِينَ - وَتَرَى النَّاسَ بَارِزَاتٍ عُنَانًا فَوَاجِئًا - وَتَرَى الرَّحْمَةَ أَمَاجًا - وَتَمُوتُ كَلِمَةُ

کہنے والوں کے منہ سے عینا بار بار نظر آئے گی اور کلمہ کی فوجیں ہر طرف سے آئیں گی اور توجرت کو دیکھئے گا کہ

رَبَّنَا صَدَقَ مَا قَالُوا - وَتَرَى الْكَافِرِينَ فِي سُلُوفٍ مُّثْقَلَةٍ - فَيُنْذِرُ تَشْرِيقَ أَيَّامِ اللَّهِ وَ

موجزن ہو رہی ہے اور خدا کے پیر کے کلمہ بوزم و جائے گا اور نہ اس سے دیکھئے گا کہ کس طرح جہنم کو روشن کر رہی ہیں

تَقْنِي فِتْنِ الْمُفْسِدِينَ - وَيَقْضِي الْأَمْرَ بِاتِّمَامِ الْحُجَّةِ وَالْإِنْقَامِ - وَتَهْلِكُ الْمُلُكُ

اس وقت خدا کے دن چکیں گے اور مفسدوں کے فتنے فتنے کئے جائیں گے اور تمام جہ سے امر پورا کیا جائیگا اور پھر اسلام پر کب

كُلُّهَا غَيْرُ الْإِسْلَامِ - وَتَرَى الْقَتْرَةَ رَهْقَتْ وَجْهَ الْكَافِرِينَ - فَالْكَفَرُ إِلَى

ملت پاک ہو جائیگی اور توجہ و تھوکتے مومن پر غبار پائے گا پس زمین کیا ہوگی

مَا تَكْذِبُونَ - فَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَفِّرُونَ - أَغْرَتْكُمْ كَثْرَةُ عُلَمَاءِكُمْ -

اور کہنا تم کو تذبذب کر دے کیا اس اہل سلسلہ سے تمہارا یہی حصہ ہے کہ تم تکفیر کرو۔ کیا تمہارے علماء کی کثرت اور تمہاری

وتظاهر آراءکم۔ وقد رُئیتم مبلغ علمکم وعلم فضلکم۔ وشاہدتہ

ماؤنچے اتفاق نے تعین منہ کیا، اور تہنہ اپنے علم اور ایسے فاضلہ کے حکم کا اندازہ بھی دیکھ لیا اور تہنہ ابے

نقص فہمکم ودہاءکم۔ واستم کیف ولیتم مدبرین۔

نقص عقل اور فہم کا شاہدہ بھی کر لیا اور تہنہ دیکھ لیا کہ سطح منہ شکست کھائی۔

وایشا الخفی لم توذینی وقد رُئیت آیاتی۔ وشاہد فحی ویدائی

اور ای خفی تو مجھے کیوں دکھ دیتا ہے اور تو میرے نشانوں کو دیکھ چکا ہے۔ اور میری براہین کو سن چکا ہے

ثم ابیت وھذیت۔ فقالک اللہ کیف ھذیت۔ وقد رُئیت آثار

پھر تو نے نافرمانی کی اور بکو اس کی پس خدا تجھے ہلاک کرے کسی کو اس تو نے کی حالانکہ صاف فہم کے نشان تو نے

الصادقین۔ ایشا النعلب اناک تخوفنی وتغری علی ھذہ الدولۃ۔ و

دیکھ لئے اے لوٹری کیا تو مجھے ڈراتا ہے اور اس گورنٹ کو مجھ پر الجھتہ کرتا ہے اور

مارأت منا الدولۃ الا الاحلاص والنصرۃ۔ واللہ یحفظ عبادہ من مکائد

اس گورنٹ نے مجھے بجز اخلاص اور نصرت کے کچھ نہیں دیکھا اور خدا تعالیٰ مجھ کو سب سے بچھڑائے گا

الخیشین۔ ثم اناک اخترت فی کل امر طریق الدجل والضمیم۔ ورددت

نہر دکھاتا ہے پھر تو نے ہر کب امر میں دجل اور ظلم کا طریق اختیار کیا ہے اور اس بل

کالجہم الاحلالیم۔ ونطقت کالمعارف العرفاء مع البعد والریک۔ فامھذا

کی طرح تو نے گج دکھلائی معین پانی نہ ہو۔ اور تو نے دشمنوں کی طرح کلام کی حالانکہ تو دور اور مجھ سے پس یہ کیا

اصعبت ابلیس ذات العویم۔ وھذا من سیر المتشیعین۔ وخطابتہ

طریق ہے کیا تو چند روز ابلیس کی شاگردی میں رہا ہے۔ یا یہ شیعوں کی عادت ہی ہوتی ہے اور تو نے پہلے

فی رسالک۔ وقلت انی جیت البلاد لمبارداک۔ وماھذا الا ذورمبین۔

خطوئیں جبکہ مخاطب کر کے کہا ہے کہ "میں نے تیرے ساتھ کیلئے دھوراز سفر لے کیا ہے"۔ سراسر مجھ سے

بل الحق اناک سافرت لھوی من الھواء۔ وسمعت الریف۔ فطعت

بلکہ حق بات یہ ہے کہ بعض نفعانی خواہشمند کے لئے تو نے سفر کیا ہے اور اس ملک کی تو نے حالت اچھی سنی بس

الرفیع کالفقراء۔ ووردت ھذہ الدیار من برھۃ طویلۃ۔ لامن مدۃ

روبوئی طرح تجھے دانگیر ہوئی اور تو اہمیت دراز سے اس ملک میں ہے نہ کہ تھوڑے

قليلة - فانظر الى كذبك يا رئيس المفتين - واطن ان بلادك

عمرہ سے - پس آئیں المفتین اپنے بھوٹے کی طرف دیکھو اور بس گمان کرنا ہوں کہ تیرے

انگلت - او المذبذب عليك اشتدت - ففردت الى بلاد الخصبين

ملکین قحط پر گیا یا تجھ پر تر و فاقہ غالب آگیا پس تو اس سبب سے ان کو لوگوں کے ملک کے حیرت و درجا

لقد ورحل البيوت - وتكسب القوق كبنى خبراء مشمتشتين - فما

رزق کی کوتاہی رکھنے پر آگے روانہ کی طرح چلا کر یہ ملک گر گزار کرے پس ہمارے

اجاءك الا فقرتك الى مغنانا الخصب - فالقيت بهاج رانك واثرت

سر بہر ملک کی طرف تیرا فروغ فائدہ پہنچا دیا - پس تو نے یہاں اپنی گردن کو ڈال دیا اور

المحبوب على الحبيب - ثم سترت الامريا مضطرم الاحشاء - ومضطرا

وطن کے دوستوں پر رنج کو اختیار کر لیا - پھر تو نے اسی بھوکہ کے جلانے ہوئے اور طعام شب کے محتاج حقیقت

الى العشاء - وتجاويزت عن طرق الصادقين - هذا غرضك ومنيتك

کو پوشیدہ کر دیا اور سچائی ماہ سے برگشتہ ہو گیا یہ تیری غرض اور آرزو اس سفر سے

من هذا السفر - ولكنت ستر رج خائباً ولا تری فانرا وجه الحضر

سے مگر تو خائب و خاسر رجوع کر گیا اور کامیابی میں اپنا وطن نہیں دیکھے گا

فاسترجع على ضلّة المسعى - واحمال المرعى - وسوء الرجى - واخشاء فانك

پس اپنی سچی ضائع ہونے پر ناقد کہہ اور تیرا گناہ کے قہر اور ہڈ باز گشت پر افسوس کر اور دور ہو کیونکہ

من المفسدين - والى القلط لفظك كل انفت - وردت عليك

تو مفسد ہے اور میں نے جو کہ تو ہوتا تھا بڑے ہی لفظ لکھے ہیں اور جو کہ تو نے بدگوئی کی ہے

جميع ما رقت - فكلما اسقط عليك فهو منك يا اخا الغول - وليس منا

سچے واپس دیدی پس جو کہ تیرا ہر گزادہ تیری ہی طرف سے ہو اسی برا اور غول اور ہمارے طرف سے

الاجواب الغوي الجهول - وما كنا سابقين - ولو كنت تخاف عرضك

تو صرف جواب ہے اور میں نے سبقت نہیں کی اور اگر تجھے اپنی عزت اور آبرو کا اندیشہ

وعزتك - لهذبت قولك ولفظتك - ولكن كنت من السفهاء السالين

ہوتا تو تو مجھ پر با کلام کرتا مگر تو کیون اور سفولوں میں سے تھا -

وَأَمَّا نَحْنُ فَلَا نَبِيَّ إِلَّا نَحْنُ بِكَلِمَاتِكَ - وَيَرْجِعُ إِلَيْكُمْ مِمَّ جِئْتُمُوهُمْ -
مگر ہم میں سے نبی تمہاری باتوں سے کچھ تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ اور تمہارے غیر تمہاری طرف سے لوٹ جاتے ہیں۔

وَمَا تَقْضُوا مِنْ حَقِّ الْفَاسِقِينَ - وَكَذَلِكَ إِذَا أَشْهَرُافِيكَةِ الْفَاسِقِينَ -
اور جو کچھ تم اقرار کرنے پر تیار ہو وہ تمہاری آواز ہے اور اس طرح جب چھوٹے باندھنے والوں کے حق کو بخوبی بنایا

عَلَى غَيْرِ سَفَاحِينَ - فَأَمَّا تَمَّ الْهَنُوكَ كَالْمُحْتَالِينَ - وَقَلَّ مَاتَ هَذَا الرَّجُلُ
جو غوثی نہیں تھے بس نئے چلنے والے طرح حق پہنچاؤ کو مدد دی اور تھے کہا کہ جیسا کہ ایک کھرام سیاحی

كَرَّجَلَكُمْ فَنَحْذَرُ أَنْ كَانُ مِنَ الْمُغْتَالِينَ - وَمَا قَامَ مِنْكُمْ أَحَدٌ لِنَسْتَوْفِي
یہ جس سے پس اگر یہ قاتل ہے تو اس کو پھڑو اور کوئی غم من سے کھڑا ہوا آہم اس سے

مِنْهُ أَلِيمِينَ - وَمَا كَانَ مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمِينَ - لَأَتَبَطَّرُوا وَلَا
تم لیتے اور تمہارا اور کوئی کام نہ تھا بغیر اس کے جو چھوٹ بولو مدت اراؤ اور نہ اپنی

تَقْرَحُوا بِكَثْرَةِ جَمْعِكُمْ - فَإِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَى تَعْمُكُمُ - فَاجْتَنِبُوا الْبَطْرَ وَمُرَاتِيَنَ
کڑب کے ساتھ خوش ہو کیونکہ خدا تمہاری بچکنی پر قادر ہے پس ڈرتے ہوئے اتنی سے پرہیز کرو

وَلَا تَقُولُوا إِنَّ الزَّحَامَ جَمْعُ عَلِيكَ (أَعْنِينَ) - وَقَدْ كَذَبَ الرُّسُلُ مِنْ
اور یہ کہ کہو کہ لوگ پتھر یا لافاق لعنت کرتے ہیں اور پہلے اس سے رسولوں کی کذب بگنی

قَبْلَ هَؤُلَاءِ وَلَعَنُوا حَتَّى إِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ فَسُودَ وَجْهُ الْمَكْذِبِينَ -
اور وہ کہہ دیتے تھے اور جس کے لئے یہاں تک کہ یہ خدا کا امر آیا تو مکذوبوں کا موجد کا لایا تھا

وَقَدْ جَرَتْ عَادَةُ اللَّهِ فِي أَوَّلِيَاءِهِ - وَنُخِبَ أَصْفِيَاءُهُ - أَنْهُمْ
اور خدا تعالیٰ کی عادت اس کے اولیاء اور برگزیدوں میں اس طرح جاری ہوئی ہے کہ وہ اپنے

يُؤْذُونَ فِي مَبَدِّ الْأَمْرِ - وَيُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ دِرَاسَ مِنَ الزَّمْرِ - فَيَسْتَوْنَهُمْ
ابتدا امر میں لگھو دیتے جاتے ہیں۔ اور وہ اس آدمی ان پر سلطہ کئے جاتے ہیں پس وہ وہاں ان کو گالی

يَشْتَمُونَ لِمَا يَكْفُرُونَهُمْ مَسَاهُ زَيْنَ - وَلَا يَبَالُونَ الْإِقْتِرَاءَ - وَيَقُولُونَ
دیتے ہیں اور بد بانی کرتے ہیں اور تمہارا کرتے ہو کا تو تمہارے ہیں اور اقتراؤ کی کچھ پر وہ نہیں کرتے اور طرح طرح کی باتیں

فِيهِمْ أَسْيَاءٌ - وَيَعْرِى بَعْضُهُمْ بِأَنْوَاعِ الْمَكْرِ وَالْتَدَابِيرِ - وَيَقْتَادِرُونَ
ان کے حق میں گتہ ہیں۔ اور ان کے بعض بعض کو طرح طرح کے مکر و تدبیر و تدارک کے گتے ہیں اور جھوٹ اور تریب سے

شیئا من المکائد والذقیر۔ ویفرون محترسین۔ ویریدون ان یطنوا

کرنی چیز می اٹھا ہین رکھتے اور جرات نہ ساتھ کر گزرتین اور ارادہ رکھتا کہ نہ وہ نہ

انوارہم۔ ویخربوا دارہم۔ ویخربوا شجرارہم۔ ویضیعوا ثمارہم۔ وکذالک

بھادین اور انکے گھر کو تباہ کر دین اور انکے درختوں کو بھادین اور انکے پھل کو بھادین اور انکے پھل کو بھادین

یفعلون متظاہرین۔ ویزمعون ان ید وسوہم تحت اقدارہم۔ ویمزقونہم

ایک دوسرے کی منہ پر ہر کرتے رہتے ہین اور ارادہ کرتے ہین کہ انہیں پتھر دیکھ کر پھیل دین اور انہیں پھیل دین

بحسامہم۔ ویجعلوہم احقر المذہبین۔ فاذا تہ امر التوہین والتحقیر

انہیں کو حق سے تھرکتے کر دین اور سب ذلیل و ذلیل کر دین اور انہیں کو حق سے تھرکتے کر دین اور انہیں کو حق سے تھرکتے کر دین

واکذبا۔ وظہر ما اراد اللہ من البتلاء۔ فیتوجع حینئذ غیرۃ اللہ لاجلہ

اور جو بتلا خدا کے ارادہ میں تھا وہ ہو چکا اور اس وقت خدا تعالیٰ کی عبت اس کے ہر زبان

من السماء۔ ویطلع اللہ علیہم ویجدہم من المظلومین۔ ویری انہم ظالمون

ایسے جو زمین میں تھے اور خدا انکی طرف دیکھتا ہے اور انکو ظلموں پاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ ظلم کرتے

وسبوا وشتقوا وکفروا من غیر حق وادوا من ایدی الظالمین۔ فبقومہ

اور بکالیان دیئے گئے اور انکی کافر ٹھہرانے گئے اور ظالموں کے ہاتھ سے دیکھے گئے اور انہیں دیکھے گئے

لیقم لہم سنتہ۔ ویرہم رحمۃ۔ ویوید عبادۃ الصالحین۔ فیلقی فی قلوبہم

ہو جائے گا کہ انکے لئے اپنی سنت اور اپنی رحمت اور انکی عبادت کو دیکھے گا اور انکے بندوں کی مدد کرے اور انکے بندوں کی مدد کرے

لیقبلوا علی اللہ کل الاقبال۔ ویبضرعوا فی حضرۃ فی الغد والاحوال۔ و

آگے ہو کر کھڑے ہوں اور صبح میں انکی جناب میں تضرع کریں اور صبح میں انکی جناب میں تضرع کریں

کذلک جرت سنتہ فی المقربین المظلومین۔ فتکون لہم الذلۃ

ایسی طرح انکی سنت انکے مقربین کی نسبت جاری ہے اور انکے مقربین کی نسبت جاری ہے اور انکے مقربین کی نسبت جاری ہے

والنصرۃ فی آخر الامر۔ ویجعل اللہ اعداءہم طعمۃ الاسد والفہر۔ وکذلک

لئے ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ انکے دشمنوں کو شیروں اور کتوں کی غذا کر دیتا ہے اور انہیں کتوں کی غذا کر دیتا ہے اور انہیں کتوں کی غذا کر دیتا ہے

جرت سنتہ للخالصین۔ انہم لا یصناعون۔ ویبارکون۔ والتحقرون۔ ویکرمون

مخلصوں میں سنت اللہ جاری ہے وہ ضل نہیں کئے جاتے اور بکرت دیکھے جاتے اور بکرت دیکھے جاتے اور بکرت دیکھے جاتے

وَيُجَادُونَ - وَلَا يُسَبِّتُونَ - وَيَسْعَى الرِّجَالُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَتْرَكُونَ - يُدْخِلُونَ فِي النَّارِ -

اور تعریف کو نہ کرتے ہیں اور لوگوں کی طرف دوڑتے ہیں اور چھوڑ نہیں جاتے اگر میں داخل کئے جاتے ہیں

وَلَكِنْ لَا لِلتَّبَارِ - وَيُوجِبُونَ فِي اللَّجَّةِ - وَلَكِنْ لِّلضَّيْعَةِ - بَلِ اللَّهُ يَظْهَرُ أَنْوَارِهِمْ

مگر ہلاک کر دینے کے لئے اور دنیا میں داخل کئے جاتے ہیں مگر ہلاک کر دینے کے لئے بلکہ ایسا کہ نبوت خدا تعالیٰ کے

عِنْدَ الْإِبْتِلَاءِ - ثُمَّ يَهْلِكُ أَعْدَاءُ هُمْ بِأَنْوَاعِ الْإِحْزَاءِ - فَيَتَبَرَّكُ فِي سَاعَةِ - مَا

نور کو ظاہر فرماتا ہے پھر ان کے دشمنوں کو قہقہہ کی رسوائی سے ہلاک کر دے گا پس ایک ساعت میں تمام عداوت کو تباہ کر دیتا

عَلَاوَانِي مَدَّةً - وَيَبْرُهُمْ مِمَّا قَالُوا - وَيَزْهَبُ عَمَّا افْتَعَلُوا - وَيَفْعَلُ لَهُمْ أَعْلَاءَ

بے جا ایک تیس بنائی گئی تھی جس سے ممکن تو دن اکھڑ ہی کر پڑے گا اور ان کے ہر بات کو تو نئے سے انکو منفرہ کرتا ہے اور ان کے لئے وہ کام کرنا ہے کہ

يُتَخَيَّرُ الْخَلْقُ بَرِّيَّتَهَا - وَيَنْزِلُ أُمُورًا يَتَزَعَّجُ الْقُلُوبُ بِبَهِيَّتِهَا - وَيَرَى كُلُّ أَمْرٍ

ان سے دیکھنے سے خلعت چارن رجحاتی ہے اور وہ امور نازل کرتا ہے جنکی بہت دل کا نہ چاہتے ہیں - اور ہر ایک امر میں نیک

كَالْصَّوْلِ الْمُهَيَّبِ - وَيَقْلِبُ أُمُورَ الْعَدَاةِ أَهْلَ الْقَلْبِ - وَيَرَى الظَّالِمِينَ أُنْهَمَ

صل کا ساتھ ظاہر فرماتا ہے اور دشمنوں کے کاروبار کو بالکل الٹ دیتا ہے اور ظالموں کو بخود کھلاتا ہے کہ

كَأَنَّهُمْ كَاذِبِينَ - وَيُؤَيِّدُهُمْ بِتَأْيِيدَاتٍ مُتَوَاتِرَةٍ - وَأَمَّا دُائِمَاتُ الْوَالِيَةِ فَشَاكِرَةٌ - وَيُجِدُ سَيْفَهُ عَلَى الْخَيْرِ

وہ جھوٹے تھے اور متواتر تائید کے ساتھ - اور اپنے دشمنوں کو دینے کے ساتھ کہ اس اور سیکر اپنی تلوار کو کھینچتا ہے

فَاعْمَلْ أَنْتَ هُوَ أَرْسَلَنِي عِنْدَ فِسَادِ الدِّيَارِ - وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ هَذِهِ

پس جانو کہ اس نے فساد زمانہ کی وقت مجھے بھیجا ہے اور وہی اس گھر کا مالک

الدَّارِ - وَأَنَّهُ سَيَنْصُرُنِي وَيَبْرَعُنِي مِنْ تَمَمِ الْإِسْثَارِ - فَاحْفَظْ قَصَبِي الْقِيَّ

ہے اور وہ غمگین میری مدد کرے گا اور میری ہمتوں کو مجھے بری کر دے گا - میں سیکر اس قصہ کو یاد رکھ کر جو سب

أَحْسَنَ الْقَصَصِ - وَذَقْ مَا نَذِيْقُ وَلَوْ مَجْرَعًا بِالْعَصَصِ - أَرْحَمَتُنِي

قصوں کے بہتر ہے اور پچھلے جو کچھ ہم نے کھا ہے میں اگرچہ غصہ کے گھونٹ کیسا تھ کیا تو نے یہ گمان کیا

أَكِيدُ كَيْدًا لِلدُّنْيَا الدَّنِيَّةِ - وَأَصِيدُ صَيْدَ الْإِهْوَاءِ وَالْفَسَادِ - يَهْلِكُ الْهَوْلُ

ہے کہ میں ناچرونیا کیلئے فریب کر رہا ہوں میں انسانوں کو ہلاک کرنے کے لئے شکار کھیل رہا ہوں سچاں تو نے یہ

هَذَا قِيَاسٌ قِيسَتْ عَلَى نَفْسِكَ الْإِمَارَةَ - فَأَنْتَ مِنْ قَوْمٍ لَا يَعْلَمُونَ حَقِيقَةَ

قیاس اپنے نفس پر کیا ہے کیونکہ تو اس قوم میں سے ہے کہ جو پاکیزگی کی حقیقت

الطهارة۔ ویلعنون قوماً مطهرین۔ اِنہا الغوی انا لنبی المشیخۃ والعلاء۔

کہ میں جانتے ہوں کہ آپ کو نہ لعنت نہ جنت پہنچتے ہیں۔ اس گمراہ ہم:۔ کی اور بڑی کر نہیں چاہتے

ولا اِمارة والاستعلاء۔ ولا تمیل الی الترفہ والانشام۔ ولا نطلب ما طاب۔

اور ہم سرسری اور ملذی کے خواہاں ہیں اور نہ ہم آسائش اور مسرت کی بات کہتے ہیں اور نہ ہم اچھے کھانے

وداق من الطعام۔ ونجد فی نفسنا اذواق حب الرحمان۔ وسکر افاق۔

مانگتے ہیں اور ہم اپنے دل میں محبت رحمان کا ذوق پاتے ہیں اور وہ نشا جو شراب

صہباء الدنان۔ فلا نرید اراثک منقوشۃ۔ ولا ناضف مفروشۃ۔ ان

سے رُکھ کر ہے سو ہم تخت منقش نہیں چاہتے اور نہ فرش جو بیچھاتے ہیں طلب کرتے ہیں

نرید الاوجه المحبوب۔ فالحمد لله علی ما اوصلنا الی الطلب۔

ہم صرف روئے محبوب چاہتے ہیں۔ پس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مطلوب تک پہنچایا

وارانا ما تغیب من اعین العالمین۔

اور ہم کو وہ دکھلایا جو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ تھا۔

والعجب کل العجب ان عبد الحق الغزنوی بسبب منہ خمس

اور تمام تر تعجب یہ ہے کہ عبد الحق غزنوی یا رب برس سے مجھے گالیان لگا رہا ہے

سنین۔ ولا ینا حتیٰ کالصالحین المتقین۔ ولا یتقی اللہ بعد رویت الایات۔

اور صلحا کی طرح مباحثہ نہیں کرتا اور نشانوں کے دیکھنے کے بعد خدا سے نہیں

لا ینتقی عن الافتراءات۔ وسلك مسلك الظالمین۔ وانی صبرت علی

نہ تار اور تاروں سے اڑھیں آتا اور ظالموں کے طریق چلایا اور ہشام کی ماتوں پہ

مقاومت۔ واعرضت عن جہالات۔ حتیٰ غلانی السب والشتم

سہر کیا اور اُنکے جاہلیت سے اعراض کیا یہاں تک کہ اس نے گالی اور توہین میں غلو کیا

والتوہین۔ وسمانی باسماء الفاسقین۔ واشاع استہارات۔ وادی

اور فاسقوں کے ناموں کے ساتھ مجھے پکارا اور استہارے شروع کئے اور جاہلیت

جہلات۔ وکان من المعتدین۔ فرسنا ان نرد علیہ وقومہ ونکسر

دکھلائی اور تجاؤز کرنا لوہین کے سمجھا پس ہمت مناسب دیکھا کہ اس کا اور کئی قوم کا رد لکھیں اور

نفوسهم الامارات - ونذيقهم جزاء السبعية وسوء الجذبات - وانما

انکے نفوس امارہ کو توڑیں اور انکو ہندگی اور بد جذباتی سزا چکھائیں اور قسم

الاعمال بالنيات - وان الله يعلم ما في القلوب ويعلم ما في الارض والسموات

کام نیتوں کے ساتھ ہیں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ دلوں میں ہے اور جانتا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے

وانا استسناكل ما قلنا على تقوى وديانة - وصدق وامانة - واجتنبنا

اور ہم نے ہر ایک امر کی تقویٰ اور دیانت پر بنیاد ڈالی ہے اور ہم نے ہر گنہگار

الرفث وفضول الهذر - وكل شجرة تعرف من النمر - ونستكني برث الناس

سے پرہیز کی ہے اور ہر ایک درخت پہل سے پہچان جاتا ہے اور ہم اس عالم کو ہم میں پڑنے

الامتنان - بهذا الوسواس الخناس - ونعلم بعلم اليقين - انه ليس بذاته مبذ

خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور ہم یقینی علم سے جانتے ہیں کہ وہ ہر اس ب

هذا السب والتوهين - بل علمه ابليس اخر من الغزويين - ولا يبهم

اور توہین کا موجب نہیں بلکہ اسکو غزوئیوں میں سے ایک اور شیطان سمجھا جائے اور کچھ شک نہیں

هم العمل الوجبة لفتنته - ومنبت شعبتة - وجرموثة شذبتة - وحطاب

یہی لوگ انکے فتنے کے موجب ہیں اور انکی شاخ کے منبت اور انکی شاخ کی جڑیں اور انکے شعل

ملهب جذوته - ومحرك عوموته - يذكرون النعالي عند المقال -

کے اشتعال کے بغیر ہیں اور انکی آواز اور فریاد کے موجب بات کہے وقت ہوتوں کا ذکر کرتے ہیں

كانهم يقيمون ضرب النعال - ويتضاغى راسهم ليدق بالخذية الثقال -

گویا وہ ہوتوں کے خواہشمند ہیں اور انکی سر فریاد کرنا ہے تاکہ نعلوں کے ساتھ ٹوٹ کر کیا جائے

وما قام عبد الحق هذا المقام الشاين - الا بعد ما اروع صفاتي كمشاين - فويل

اور عبد الحق اس بد مقام پر کھڑا نہیں ہوا مگر بعد انکے کبیری صفات اسکو ان لوگوں کے مقابل کی طرح

لهم الى يوم القيامة - ماسلكوا كايهم طرق السلامة - وتروا بسل الصلاح

و کھائیں سر قیامت تک ہر اوپر ہے کہ انہوں نے اسے اپنی طرح سلامتی کے طریق کی پروسی نہیں کی اور صلاحیت

معتمدین - وانهم ما استسروا عن حق الله الاحيان - واعلم انهم هم المفسدون

کو چھوڑ دیا اور وہ کبھی بھیجے جیسے نہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہی مفسد اور ظلم کے

وأمة العدوان - بيد انى كنت اظن انهم يتعلقون باهداب صالح -

امام مین گرسن یہ خیال کرتا تھا کہ وہ لوگ ایک صالح کے دامن سے وابستہ ہیں

ويحسبون من ولده مع كونهم كمثل طالع - فدرءت السيئات بالحسن -

اور اسکی اولاد میں سے شمار کئے جاتے ہیں باوجود کہ وہ آپس کی طرح ہیں پس نبیؐ کی کیا تہذیب بددعا

وفاست فى المصافات - وكنت اصبر على ما اذونى بالجوهر والجفاء -

اور دوستی میں رغبت کی اور میں انکے جوہر و جہاں صبر کرتا رہا

وارجو انهم يتلمون من الغلواء - حتى اذ ابلغ شرهم الى الانقضاء - وانقضاء

اور امید رکھتا تھا کہ وہ اپنے تہاؤں سے باز ہوجائیں گے - یہاں تک کہ جب انکی شرکال تک پہنچ گئی اور جو اس سے

من النباح والعداء - فعرفت انهم المردودون الخذلون - والاشقياء المحرمون -

باز آئے پس میں جان لیا کہ وہ مردود اور مخدول ہیں اور بد بخت اور محروم ہیں

فهناك اردت ان استقل غربهم - ونذيقهم حريمهم - ولاخا وزنى قولنا

پس اسوقت میں نے ارادہ کیا کہ انکی تیزی کو روک دوں اور انکی لڑائی کا مزہ انھیں کھائوں - اور ہم اپنی باتیں دیتے

حد الایانة - بل نرد الیهم کلماتهم كذا الامانة - زها الغوى المسقى

حد کے قہم نہیں کہتے بلکہ ہم انکے کلمات امانت کی طرح انکی طرف رد کرتے ہیں اور گمراہ عبدالجبار نام

بعبد الجبار لم لا تخشى قهر القهار - انتكبر بلحیة كثة - اومشیفة

تو خدا کے قہر سے کیوں نہیں ڈرتا کیا تو گھن دار داری کیساتھ ٹکراتا ہے یا تیرا شیخ

مجتنة - استغنى نفسك كالنساء - وتغرى علينا جروك الامیذاء - ایستغنى

پہنانے لگا تو اپنے تئیں عورتوں کی طرح چھپاتا ہے اور اپنے جرو کو ہمارے چھوڑتا ہے کیا اس کو

الناس بهذا الکید شانك - اوبستغزرون عرفانك - کلا بل هو سبب

کیساتھ تو گتیری شان بلند خیال کریں گے - یا تیری معرفت بہت خیال کی جائیگی ہرگز نہیں بلکہ وہ تیری

لهوانك - وعلة موجبة لفسادك - تحسب نفسك من اخوان الصالحين

ذات کامو ہے اور تیرے خیران کا سبب ہے اپنے تئیں تو بہت نیک آدمیوں میں خیال کرتا ہو

وتسلك مسلك الاستیاء والسفهاء - تعیش عیشة الفاسقین - ثم ترجو

اور پانچوہ ان کے طریق پر چلتا ہے فاسقوں کی طرح تو زندگی بسر کرتا ہے پھر اوروں کی باتوں

۱۲ تَعَدُّ مِنَ الصَّالِحِينَ - وَاِذَا زُرَعَتْ حَبُّ السَّمِّ الْمُبِيدِ - مَنْ الْغَبَاوَةِ

کرنیکہ جوتوں سے شمار کیا جائے اور ہر گاہ کہ نوٹنے زہر کے بیج کو بویا پس یہ سیو فونی ہے

۱۳ اِنْ تَطْعِمِ الْجَنَانِ الْمُرْمِيَةَ - اِنْفِرْ نَظْرَةً فِيْ اَعْمَالِكَ - وَلَا تَهْلِكْ نَفْسُكَ

کہ تو مفید پھل چسنے کی امید رکھے اپنے اعمال کو ذرہ دیکھ اور ہر کاموں کے اپنے نہیں ہلاک

۱۴ لَبَسُوا اَفْعَالًا - اِيَّهَا الْغَوِيُّ الرِّقْتُ وَقْتُ التَّوْبَةِ - لَا اِيَّ اَنْ اِلْجِدَالَ

مست کر اے گمراہ یہ وقت توبہ کا وقت ہے نہ جنگ اور خصوصیت کا

۱۵ وَالْخُصُومَةُ - وَقَدْ تَجَلَّى رَبُّنَا لِيْظْهَرِ دِيْنًا عَلٰى الْاَدْيَانِ - وَقَدْ اَشْرَقَتْ شَمْسُ

وقت اور ہمارے رب نے تجلی کی ہے اپنے دین کو دوسرے دینوں پر غالب کرے اور خدا کا سورج

۱۶ اَللّٰهُ لَا زَالَهٖ ظُلَامٌ اَلْعَدُوَّانَ - فَاَلَا اَنْ يَنْظُرَ اَللّٰهُ اِلَى كُلِّ مَكْدَبٍ بِعَيْنٍ غَضِبٍ

انہی کے دور کر نیچے لئے پک اٹھا ہے پس اس وقت خدا تعالیٰ ہر ایک مذب کی طرف غضب کی نظر سے دیکھ رہا ہے

۱۷ فَكَيْفَ تَظُنُّ نَفْسُكَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاحِ وَالتَّقْوٰى - صَدْعًا بِاَلِكْ - وَ

پس کیونکر تو اپنے تئیں اہل صلاح میں سے خیال کرتا ہے تیرا دل زنگ پکڑ گیا اور

۱۸ اِرْدَاكَ اَعْمَالُكَ وَمَالُكَ - حَتّٰى اِحَالَتْ نَفْسُكَ حَلِيَّتَكَ - وَغَيَّرَتْ حَذَرَةَ

تیرے عملوں اور تیرے مال نے تجھے ہلاک کیا یہاں تک کہ تیرے معجزے تیری شکل کو بدل ڈالا اور تیری ہمتی

۱۹ بِاطْنِكَ صَوْرَتَكَ - فَمِنْ اَمْعَنَ اَلنَّظَرِ فِيْ وَشْمِكَ - وَسَوَّحَ الطَّرْفِ فِي

پلیدی نے تیری صورت کو مٹا کر دیا - پس جس نے تیرے نقش و نگار کو امعان نظر سے دیکھا اور تیرے چہرہ کی نقوش

۲۰ مَيْسَمًا - عَرَفَ اَنْتَكَ كَالسَّرْحَانِ - لَا مِنْ نَوْعِ الْاِنْسَانِ - وَمِنْ اَلْاَشْرَارِ

کیلئے آنکھ کو چھوڑا وہ جان لگا کہ تو ایک بھیڑیا ہے نہ انسان کی قسم اور شریران میں سے ہے

۲۱ لَا مِنْ الصَّالِحِيْنَ اَلْاَخْيَارِ - فَاتَّقِ اَللّٰهَ وَلَا تُكِنِّ مِنَ الظَّالِمِيْنَ -

نہ نیکوں اور صالحوں میں سے پس خدا سے خوف کر اور ظالموں میں سے نہ ہو -

۲۲ اِنظُرْ مَا هٰذَا الْمَسْلَكُ الَّذِي سَلَكَتَ - وَاتَّقِ فَاَنْتَ هَلَكْتَ هَلَكْتَ

دیکھ یہ کیا طریق ہے جو تو نے اختیار کیا اور فکر کہ تو ہلاک ہو گیا

۲۳ اَوْتَيْتَ الدُّنْيَا فَمَا شَلَّتْ - وَذَكَرْتَ فَمَا تَذَكَّرْتَ - تَبِ اِيَّهَا الْغَوِيُّ الْاَلِيْمُ

تجھے دنیا دی گئی پس تو نے شکر نہیں کیا اور تجھے یاد دلایا گیا پس تو نے یاد نہیں کیا - توبہ کراؤ گمراہ -

وقد شئت واستشنت الدائم - وقرب ان يتاود القويہ وحان الوقت

اور تو بڑھا ہو گیا اور چاہتا ہو گیا اور وقت نزدیک کیا اگر کچھ تیر بھی ہو گیا رقت ہمارے

الوحیم - ما لک لا تعذوا نصیتک لرب العباد - ولا تزل طرق الخبث

ترک کرنا آج کیا راستہ؟ اتنے بڑے نبی خدا تعالیٰ کیلئے نہیں تھکنے اور خبث اور فساد کے طریقہ تھکے

والله ساء - انظر من وراء المعاد - او تکر وجوح الله القادر علی الامم

بے شمار ہیں کیا وہ سب سے زیادہ امان بیان لانا یا تو خدا تعالیٰ سے وجود راہبان ہیں بعد تاج مارنے اور پید

والایجاد - فانه ساء نفسه لک قبل ان تاكلک الدوح - ويحييک الاجل الموعود

کرسو تیار ہے پس بل اس کے ہونے کو کیڑے تھالین اور موت آجیٹ اپنے نفس کی اصل دگر

وباد لما یحسد من بلد الماں - قبل ان یاخذک الوبال - وحیقل بالتوبه

اور ان جہز دن کے حصول کیلئے جلد ہی کر حیرت منجم چھا ہو گا و قبل اس کے جو چھکود بال پکڑے اور توبہ کی بکیرت

قبل ان تنخر عظمک فی التربه - فان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین

جلدی قبل اس کے جو کہ تیرا ہی ہوسے وہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی و صوفیہ والوں کو دوست

وانما الوصله الی الرحمان - التقوی وتطہیر الجنان - فاقول الله ولا تکر من المجترین

رکھتا ہو اور نہ اس کی طرف بلاد ہو یہی سب سے تقوی اور دل کا پاک کرنا پس خدا سے ڈرا اور دیرینہ سخت ہو

ثم نرجع الی عبد الحق - الذی تکر و وثب کالبق - فاعلم

پھر ہم واپس عبد الحق کی طرف رجوع کرتے ہیں جسے شکر کیا اور لپٹہ کی طرح کو داسے پس ہے

یاعد الصالحین - ومکفر المومنین - انک اذیتنی - فعا لماک الله

عدو صالحین اور مومنوں کے کافر کہنے والے کچھ معلوم ہو تو شب مجھے دکھ دیا پس نہ اشب پاک

کیف اذیتنی - وعادیتنی - فتبالت لما عادیتنی - اما کنت من

کرے تو نے یہ کیسا دکھ دیا اور تو نے مجھے دشمن کی پس خدا مجھے تباہ کرے تو نے یہ کیوں دشمن کی کیا میں تکر کو

المهللین المسلمین - اما کنت من المصلین الصامین - فکیف

اور مسلمان نہیں تھا؟ کیا میں روزے والوں اور روزہ رکھنے والوں میں سے نہیں تھا پس تو نے مل

کفرتی قبل تفتیش الاحوال - والحمت دم الصدق باباطیل المقال

حقیت کی تفتیش سے پہلے کفر مجھے کافر ٹھہرا دیا اور باطل باتوں کے ساتھ تو نے سچائی کا خون کیا

وعزوت فلم المباهلة الى نفسك الامارة - مع ان الله اذ لك وارا

اور نو نے فتح مباحہ کو اپنی طرف منسوب کیا اور جو داس باجھے کہ خدا نے تجھے ذلیل کیا

سوء العاقبة - وكان مراد دعائك للمتهالك - ان يجعلني الله كالمالك -

اور بجا تمام تجھے دکھلایا - اور تیری بہت بہت دعا کا یہ منشاء تھا کہ خدا مجھے مرئیوالے کی طرح کرے -

فسبح الله وجهك واسلمك الى لحد الذلة - وادخلك في جدت اضيق

پس خدا نے تیرا مومنہ کا لکھا اور ذلت کی قبر میں جھکوسوٹا اور ایسی قبر میں جھک واخل کیا جو سوٹی کے

من سم الزبرة - واكرمني اكراما كثيرا بعد المباهلة - واعزني و

مگر سے تنگ تھی اور بعد مباحہ مجھے بہت بزرگی بخشی اور تمنا قسم کی

تخصني بانواع النعمة - حتى ما انقطع آثارها الى هذا الوقت من الحضرة -

نعمت سے مجھے خاص کیا یہاں تک کہ اس وقت تک اس کے آثار منقطع نہیں ہوئے

وان فيها الايات للمتوسمين - وانت ربيت كل نقيوعلائي - ثم

اور اس میں غور کرنا والوں کیلئے نشان ہیں - اور تو نے میری تمام بلندی کو دیکھا پھر چا کو

انتصبت بترك الحياء بسببي وازرائي - وكيف نامن حصانه

ترک کر کے میری بدگوئی میں تو مشغول ہو گیا - اور ہم بدکار و کمزور کی زبان سے کیونکر تجاہات

السن الفجار - وما بنا الرسول كلمهم من كلام اللام الكفار - ولكن

باسکین اور کسی رسول نے لیہوں کے کلموں کی بات نہیں پائی لیکن تیرے

عليك ان تعني مني ان غوائل كلامك عليك - وان راسك تلين

واجب ہو کہ میری یہ بات یاد رکھے کہ تیری کلام کے آفات تجھ پر ہیں اور تیرا سر تیرے ہی جو تھکے ساتھ نرم

بنعليك - وما ظلمتنا ولكن ظلمت نفسك يا اهل الجاهلين -

کیا جاؤ گا اور تو نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے نفس پر ظلم کیا

ايها الجاهل تحارب رقبك ولا تخشاه - وتختار الفسق ولا

ای جاہل تو اپنے رب سے لڑائی کرتا ہے اور نہیں ڈرتا اور بدکاری کو اختیار کرتا ہے اور

تتعاما - كلما تواضعت استلبرت - وكلما اكرمت حقرت -

نہیں پرہیز کرتا - جس قدر میں تواضع کی تو نے تکبر کیا اور جس قدر میں تیری بزرگی کی تو نے تمیز کی

وما كان هذا الا للضييق ربك - وقساوة زرعك - ثم كان قدر الله

اور یہ سب نیر کی تگدلی اور سختی کی سبب سے ہوا۔ پھر خدا کی تقدیر یہ تھی کہ تو

فيك افضل احك - فما اخترت طريقا كان فيه صلاحك - وما اقصر

سوا ہوا۔ پس تو نے کوئی طریق صلاحیت کا اختیار نہ کیا اور تو نے کوئی

عن السب والایذاء - واذيتني فبلغت الامر الى الانتهاء - والآن

وقتِ گالی اور اذیت کا اٹھنا نہیں رہا تھا۔ اور سب سے پہلے دیا بس اور کہاتھا کہ یہ پہنچا دیا اور اب میں نیست

اكتب جواب اعتراضاتك - ليعلم الناس تعصياك وجهلاكك -

اعتراضات کا جواب لکھتا ہوں تاکہ لوگ نیر کی مخالفت پر اطلاع پاویں۔

ولتستبين سبيل المجرمين -

اور تاکہ مجرموں کی راہ مکمل مانے۔

فمنها ما هذيت في قصة آثم - وتركت الحياء واخترت

پس ایک ۱۰ اعتراض ہے جو تو نے قصہ آثم میں بکواس کیا۔ اور جا کر ترک کر کے جھوٹ بانڈھا

الافك الاعظم - وقد علمت ان آثم قد مات - وتم فيه نباء

سہ اور تو جانتا ہے کہ آثم مر گیا اور اس میں خدا کی خبر ہو گئی

الله فخلق الاموات - وصدق الله فيه قولي واخزي القتاة - فلا تغضب

ہوئی اور وہ مردوں کو حیات دیا اور خدا نے اس میں میرے قول کو سچا کیا اور کتاہ جیسی گورہ آگیا پس اندھوٹی

عينك كالعين - واما ما تكلمت في موته بعد الميعاد - فهذا حقا

طرح کنجس بندست کر اور جو کہ تو نے لکھا کہ وہ میعاد کے بعد فوت ہوا ہے پس یہ تیری حماقت

يا قضاة العناد - لئلا الجهول كان موت آثم مشروطا بعد الرجوع -

ہے اے کلب العناد۔ اس نادان آثم کی موت عدم رجوع کے ساتھ مشروط تھی

وقد ثبت انه خاف في الميعاد وزجج اوقاته بالخوف والخشوع - فلا تغضب

اور ثابت ہو گیا کہ وہ میعاد میں ڈرنا دبا اور اپنے وقت کو خوف میں گزرا

ميعاده وعاد الى سيرة الانكار - اخذ نكال الله ومات في سبعة اشهر

میعاد گزر گئی اور اُسے حاصلِ انکار کی طرف رجوع کیا پس خدا کے عذاب نے اسکو پکڑا اور آخری ایشہ ہزار سے

من آخر الاشهار - ومكر النصاري - مكر اكبتارا - واشهر واخلاق

سات ہیند بن مرگیا اور نصاری نے بڑا کر کیا اور خلات اس امر کے نہ ہو

ماوارا - واما اتم فماتالی وما بارا - وقد كان ذكر مكرهم في البراهين -

کہ جو اتم نے چھپایا اگر اتم نے نہ قسم کھائی اور نہ مدافعت آبا۔ اور نصاری کے مکر کا ذکر براہین میں موجود ہے

وكان فيها ذكر قسم المتطائرين - وبيان فريتهم المنسوجة قبل ظهور

اور اسمیں اس فتنہ اڑنیوالے کا ذکر تھا اور اس باہم بافتہ جھوٹ کا قبل از واقعہ بیان تھا

ذالك الواقعة - فانظر الى دقائق علم الله الخبير - وحكم الله اللطيف

پس خدا تعالی کے دقائق علم پر نظر ڈال اور اس خدیر اور لطیف کی حکمتوں

القدیر - ولا تزد كما مستعجلين - الا تری الى شریطة كانت فی بناء آتم -

کو دیکھو اور حلد از دیکھی طرح بکرا اس میں کہ کہنا اس شریط کی طرف ہیند کو بھٹاتا جو اتم کی پیگڈھین تھی

والله احق ان یوفی شرطه الذی فاق الله واجتنب لہم تانا اعظم - لا

اور خدا سب سے زیادہ یہ حق رکھتا ہے کہ اپنی شرط کو پوری کرے اور اگر کوئی نہیں خدا دربار بہتان سے پرہیز کر گیا تو

تنزه نفسك عن نقض الشرائط یا عدو الاحیاء - فكيف لاتنزه

اپنے نفس کو شرائط کے توڑنے سے پاک ہیند سمجھا پس کس طرح اس سے تنزه

الستوح القدوس عن ثلاث الاقدار - وتعلم ان آتم ما تفوق بلفظة

قدوس کو ان پلیدیوں سے ملوث کرتا ہے اور تو جانتا ہے کہ ایام مبعاد میں اتم کوئی بات

فی ایام المبعاد - وترك سيرته الاولى واظهر ذرة من العناد - بل

ربان پر ہیند لایا اور پہلی سیرت کو اُس نے چھوڑ دیا اور ایک ذرہ عناد ظاہر کیا بلکہ

اظهر رجوعه من الاحوال والافعال - والحركات والسكنات والاحوال

اپنے رجوع کو احوال اور افعال اور حرکات اور سکناات اور حالات سے ظاہر کیا۔

واثبت ما ادعی من حصول الحیة - وغیرها من البہتانات الواہیة -

اور ثابت کئے جو وہ غیر بہتانات کو وہ ثابت نہ کر سکا

واتلی - بل اعرض وولی - وشهد قیوم الاستہاد - انه انفذ ایام المبعاد

اور اٹھ کھائی بلکہ نہ کہہ کیا اور موضع پھیرا اور ایک مہ نے گواہوں میں گواہی دی کہ اس نے مبعاد کے دنوں کو

بالخوف والارتعاد۔ ثم اذا انكر بعد الشبهة المبينة۔ فلخذ صول

خوف اور لڑنے میں گدازا۔ پھر جب معینہ دونوں کے بعد منکر ہو گیا۔ پس اس کو مرض کے حملہ

المرضة۔ واوصله الموت الى الزينة۔ فلو كان هذا الانكار في الميعاد

نے پھر ا اور موت نے قبر تک اس کو پہنچایا۔ پس اگر یہ انکار ميعاد کے اندر ہوتا

لمات فيه بحكم رب العباد۔ وكان الله ان ياخذ مع خوف

تو آتم ميعاد کے اندر ہی ممتا۔ اور خدا تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ باوجود اس کے کہ آتم کی جان پر

استولى على محبوبته۔ ولا يبالي ما ذكر في شريطته۔ انه لا يخلف ما وعد

خوف غالب رہتا پھر بھی اس کو بھول لیتا اور اپنے شریعت کی کچھ پرواہ نہ رکھتا۔ وہ اپنے وعدہ کے برخلاف نہیں

ولا يظلم مامدا۔ وانه لا يظلم الناس حق يظلموا انفسهم وانه ارحم

کرتا اور جو کچھ بھایا اس کو نہیں لپٹتا وہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا جب تک خود ظلم نہ کریں اور وہ

الرحمين۔

ارحم الراحمين ہے۔

وان كنت لا تنهني من التذيب كاللثام۔ وتظن ان الفتح

اور اگر تو مجھ کو تذبذب سے باز نہیں آتا اور خیال کرتا ہے کہ فتح

كان للنصارى الاسلام۔ فعليك ان تقسم بالله

نصاری کیلئے ہوئی نہ اسلام کیلئے پس تیرے پر لازم ہے کہ تو جناب باری تعالیٰ کی قسم کھا جائے

ذی العزة۔ وتشهد حالفا ان الحق مع النصارى في هذه القضية۔

اور قسم کھا کر کہے کہ اس مقدمہ میں حق نصاریٰ کے ساتھ ہے

وتدعوا لله ان يضرب عليك ذلة وخزيا من السماء۔ ان كان لا

اور خدا تعالیٰ سنہ دعا کرے کہ وہ آسمان سے تیرے پر ذلت کی مار نازل کرے اگر حقیقت پر امر

خلاف ذلك الادعاء۔ فان لم يصبك بعد ذلك حران وذلة

خلاف واقعہ ہو پس اگر بعد اسکے ایک برس تک تجھ کو ذلت اور سوائی نہ ہوئی

الى عام۔ فاقربا باني كاذب واحسبك كامام۔ وان لم تقسم

پس میں اتنا کہ لوں گا کہ میں جھوٹا ہوں اور تجھ کو کام کی طرح جانوں گا اور اگر تو قسم نہ کھائے

وَلَمَّا نَسَتْ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا عَدُوَّ الْإِسْلَامِ - اُنکے

اور نہ باز آئے پس تجھ پر لعنت اسے دشمن اسلام تو اپنے

ترید عزت نفسک (احزن خیر الزام) - واما ما ذكرت ان النصارى

نفس کی عزت چاہتا ہے عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مگر یہ جو تو نے ذکر کیا کہ نصاریٰ اور یہ

ومثلک من الیہود - لعنونی فی امرائکم وحسبونی کالمردود فما علم

جیسے یہودیوں نے آتم کے مقدمین میرے پر لعنت کی اور مردود سمجھا پس آپ

ایہا المسوخ ان الحکم علی الخائیم - وکذا لک جرت عادة اللہ

سرخ شدہ بھی کہ حکم خاتمہ پر ہوتا ہے اور اس طرح قدیم سے عادتہ الہ جاری ہے

من القیم - ان اولیاء اللہ واصفیاء یوذون فی ابتداء الحلات -

بہ تحقیق اسکے اولیاء اور برگزیدہ اوائل میں ستائے جاتے ہیں

وکیلعونون ویکفرون ویذکرون بأنواع التخیرات - ثم یقوم لهم

اور لعنت کئے جاتے ہیں اور کافر ٹھہرائے جاتے ہیں اور طرح طرح کی تخریر کی جاتی ہے پھر ان کا رب انکے

ربہم فی آخر الامر - ویبزعهم عما قالوا ویخیم من السن الزمر - ولذا لک

لئے کفر اہود جاتا ہے اور انکو خائفین کے قول سے بری کر دیتا ہے اور

یفعل بالمحبوبین - اما قرأت ان العاقبة للتقین - فالفرح بمبدء الامر

اس طرح وہ محبوبوں کی کتاب ہے کیا تو نے نہیں پڑھا کہ انجام کار متیقین کئے گئے ہیں پس ابتداء حالات سے

من سیر الفاسقین - واللجنة التي ترسل الى اهل الفلاح والسعادة -

خوشی کرنا بدکاروں کی بستیوں سے ہے - اور وہ لعنت جو اہل فلاح اور سعادت کی طرف بھیجی جاتی ہے

ترد الى الاعمین فتظهر فيهم اثار اللعنة - فالابشار بمثل ذلك اللعن

وہ لعنت کہ نہوا انکی طرف واپس بھیجی جاتی ہے پس ان لعنت کی نشانیاں ظاہر ہو جاتی ہیں پس ایسی لعنتوں کے

ندامة فی الآخرة - وجعله امارا للفقہ من امارات الحق والسفاهة -

ساتھ خوش ہونا انجام کلمہ استہوا کہ کو فتح کی نشانیوں میں مگر وہ دنیا حق اور غایت کی نشانیوں میں ہے

بل الفقہ فتح یمہ یہ اللہ لہما دلا فی مال الامر والعاقبة - وكذلك

بلکہ فتح وہ فتح ہے جسکو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے انجام اور خاتمہ امور پر ظاہر فرماتا ہے اور اس طرح

الخزى خزى الخامة - ولا اعتبار لمبادئ الأمور - بل الحكم كله على

والى وہ ہے جو انجام کار سوائی ہو اور مبادی امور کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ نام حکم کشتی کے احکام

آخر المصارعة - وعليه مدار الغزاة والدلة - والفتح والهزيمة - وكل

پر ہے اور اس پر مدار عزت اور ذلت اور فتح اور شکست کا ہے اور ہر ایک

لعن لم يبن على الواقعة الصحيحة - فهو يلاء على الأعداء وعذاب عليه

لعنت: بکلی داعیہ صحیحہ پر بنا نہیں وہ لعنت کہ انوالے پر بلا اور دنیا اور آخرت میں

في الدنيا والخرة - والعاقلون يتدبرون الخامة والمال - والسفيه

اس پر عذاب ہے اور عقل مند لوگ خامتہ اور انجام کو سوچتے ہیں اور نادان ابتدا سے

يفرح بمبادئ الأمور ويخدع بالجمال - فالنظر الآن وتطلب أين

حالات سے خوش ہوتا ہے اور نادان کو دھوکہ دیتا ہے پس دیکھو اور ڈھونڈ کر اس وقت

اتعمك الكبير - فلوم ميت فاين ذهب أيها الشرير - وتعلم

آتم تیرا کجا کہاں ہے اور اگر نہیں مرا تو اسے شہر کہاں گیا اور نوجوان

ان الله ذكر شرطاني الهامه فرعاه - فآخر موت اقر لحرف

کہ خدا تعالیٰ نے ایک شرط اپنے الہام میں ذکر فرمائی پس اسکی رعایت کی جس کے کہ آتم خدا کی موت

عراة - وأكمل شرط نباهة ورفاهة - ثم اذ اتمت اراداه فقم ما قال ربنا و

میں باخبر و الہی - اور اپنی شرط کو پورا کیا بھر یہ آتم سرکش ہو گیا تو اسکو ہلا گیا - پس ہر ایک فرمودہ

فاح رياه - واذل الله من كذب واخراه - وحصل الحى وادرك

پورا ہو گیا اور اسکی خوش بختی چھل گئی اور خدا نے کذب کو ذلیل کیا اور رسوا کیا اور حق ظاہر ہو گیا اور اس کا گھر مبارک

معناه - فذلك شقوتك ان كنت ماتراة -

کیا گیا پس یہ تیری بد قسمتی ہے اگر تو اسکو نہیں دیکھتا -

يا قرد غزني أين اتم سئل عشيرته

اے غزنی کے بندہ آتم کہاں اس کے قبیلہ سے پوچھ

هل سئلنا من الرخزي الخضم

کیا اس دشمن میں ہمارے خدا کی بات پوری ہو گئی

هل مات أو ثل فيه حيالين الحباب

کیا وہ مر گیا یا تو اس کے دوستوں میں زندہ رہا ہے

هل خان أو في حينه شك لم تآب

کیا وہ مر گیا یا اس کے نہیں شک کرنا لیکو شک ہے

اَنْكُنْتَ تُبْصِرُهَا الْجُحُوبُ مِنْ مَجْلٍ

ای جھوپے جو بھل اگر تجھے کچھ نظر آتا ہے

قَدْ مَاتَ أَتَمُّ أَيْدِي اللَّعَانِ مِنْ فَسَقِ

اے لعنت کر دیا لے آتم مر گیا

اَنْظُرْ إِلَى ابْنِ الْجَلِيّ الْاَلَنِ كَذَلِكِ

اس چنگوچی طرف دیکھ جو آبا کی طرح پوری ہو گئی

لِلصَّدَقِ فِيهِ اِلْحِرَابُ اَبْنِ اِلْهِي اَرْجِ

اس پر گویا صدق کی ایک خوشبو ہے

عَيْنُ جَرَّتْ لِرِيَاضِ دِيْنِ اللّٰهِ تَوْسَعُهَا

بہ چشمہ دین کے باغ کھلے روئے ہوا ہے اُسکو

ثُمَّ اَنْكُنْتَ تَجْعَلُ لَعْنَةَ الْخَلْقِ دَلِيْلًا عَلٰى

پھر اگر تو خلقت کی لعنت کو خدا کے غضب کی دلیل ٹھہراتا ہے

عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِي تَحْسِبُهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ - كَيْفَ اَلْضَبُّ عَلَيْهِ مَطَرُ النَّدَا -

عالم میں سوچ جسکو تو صالحہاء میں سے ٹھہراتا ہے کس طرح اُسپر ذلت اور لعنت کی بارش پڑی

وَالْعَوَانُ وَاللَّعْنَةُ - وَكَيْفَ صَارَ ذَلِيْلًا مَحْقًا مِنْ اَيْدِي الْعُلَآءِ وَرَعَاةِ

اور کیونکر علما کے ہاتھ سے ذلیل اور حقیر ہوا

اَلْبَرِيَّةِ - وَكَيْفَ اَخْرَجُوْهُ مِنْ بِلَادِهِ كَالْكَفْرَةِ الْبُخْرَةِ - حَتّٰى اَشْتَدَّتْ عَلَيْهِ

اور کیونکر اُسکو اس ملک میں سے کافر کی طرح نکال دیا - یہاں تک کہ خوف اُسپر

اَلْاَهْوَالِ - وَصَفَتْ اَلرَّاحَةُ وَنَهَبَ اَلْمَالُ - وَاعْوَلَ الْعِيَالُ - وَعُدَّ ب

غالب ہوا اور ہاتھ خالی ہو گیا اور مال لوٹا گیا اور عیال فریاد کر کے لگا - اور ایسے عذاب

بِالْعَذَابِ الْمَوْقِعِ - وَدُقُّ بِالْفَقْرِ الْمَوْقِعِ - وَطَالَمَا اَحْتَذَى الرَّجُلُ - وَاقْتَدَى

سے منع کیا باجو اُسکو برا معلوم ہوتا تھا اور اس صحابی کی ساتھ پیسے لیا جو زخمی اور مجروح کو بخالی ہمتی - اور ایک تکت

اَلشَّيْءُ - وَاسْتَبَطْنَ الْجَوِيَّ - وَكَذٰلِكَ اَنْفَعَمَرَةُ فِي الْكَرْبِ - وَانْتِيَابِ

پر گھساتے پھرنا اسکے لہو نیز لہوئی کے متاثر نہ کھانا کی قدر اُمتی اور جو کہ پوشیدہ رکھتا تھا اور اس طرح اُس پر جو زمین میں مگر نہ اسی - اور

فَاَنْظُرْ اِلَى الشَّرْطِ الَّذِي اَلَيْتَ لَعْنَتَا

پس پیشگوئی کے اس شرط کو دیکھ کہ تونے لعنہ لگا دیا

اِنْحَسَاوْا فَاِنَّ اللّٰهَ صَدَقَنِيْ وَلِحَاظِيْ

دفع ہو کہ خدا نے ہماری باتیں پوری کیں

اَرَادِي الْمُهِيْمِ مِنْ عَجَلِ اَهْلِ الْوَيْدِ بِعَذَابِ

خدا نے ہنود کے گوسا کو عذاب کسا تھا ملاک کیا

يَشْفِي الصَّدْرَ وَيُرِيْ قَلْبَ طُلَّابِ

سید کو بخونغا غشی ہے اور دکھ - اب کرتی ہے

عَيْنِ الرِّجَالِ وَلَكِنْ كُنْتُ كَلَّابِ

مردوں کی آنکھ دیکھتی ہے مگر تو کیونکی طرح تھا

ثُمَّ اَنْكُنْتَ تَجْعَلُ لَعْنَةَ الْخَلْقِ دَلِيْلًا عَلٰى

پس عبد اللہ کے

عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِي تَحْسِبُهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ - كَيْفَ اَلْضَبُّ عَلَيْهِ مَطَرُ النَّدَا -

کس طرح اُسپر ذلت اور لعنت کی بارش پڑی

وَالْعَوَانُ وَاللَّعْنَةُ - وَكَيْفَ صَارَ ذَلِيْلًا مَحْقًا مِنْ اَيْدِي الْعُلَآءِ وَرَعَاةِ

اور کیونکر علما کے ہاتھ سے ذلیل اور حقیر ہوا

اَلْبَرِيَّةِ - وَكَيْفَ اَخْرَجُوْهُ مِنْ بِلَادِهِ كَالْكَفْرَةِ الْبُخْرَةِ - حَتّٰى اَشْتَدَّتْ عَلَيْهِ

اور کیونکر اُسکو اس ملک میں سے کافر کی طرح نکال دیا - یہاں تک کہ خوف اُسپر

اَلْاَهْوَالِ - وَصَفَتْ اَلرَّاحَةُ وَنَهَبَ اَلْمَالُ - وَاعْوَلَ الْعِيَالُ - وَعُدَّ ب

غالب ہوا اور ہاتھ خالی ہو گیا اور مال لوٹا گیا اور عیال فریاد کر کے لگا - اور ایسے عذاب

بِالْعَذَابِ الْمَوْقِعِ - وَدُقُّ بِالْفَقْرِ الْمَوْقِعِ - وَطَالَمَا اَحْتَذَى الرَّجُلُ - وَاقْتَدَى

سے منع کیا باجو اُسکو برا معلوم ہوتا تھا اور اس صحابی کی ساتھ پیسے لیا جو زخمی اور مجروح کو بخالی ہمتی - اور ایک تکت

اَلشَّيْءُ - وَاسْتَبَطْنَ الْجَوِيَّ - وَكَذٰلِكَ اَنْفَعَمَرَةُ فِي الْكَرْبِ - وَانْتِيَابِ

پر گھساتے پھرنا اسکے لہو نیز لہوئی کے متاثر نہ کھانا کی قدر اُمتی اور جو کہ پوشیدہ رکھتا تھا اور اس طرح اُس پر جو زمین میں مگر نہ اسی - اور

النوب۔ ثم هاجر الى الهند فخذوا ملوًا۔ وعاش مطعونًا مكلومًا۔

پٹے میں مصیبتوں میں وقت گزاری کی۔ پھر ملک ہند بکھڑا اس الیقین حجت کی کہ نشانہ ملا متوں کا تھا۔ اور مطعون اور مکلوم

ما زال به قطوب الخطوب۔ وحراب الكرب۔ ولعن اللاحذين۔ و

ہوئی حال یقین زندگی گزاری ہمیشہ عداوت سے ترش رو ہونا اس کے نصیب تھا اور یہ قرار یا اس کے لڑ رہی تھیں اور لعنت کرنے والوں کی

طعن الطاعنين۔ حتى تواترت البعن۔ وتكاثر الفتن۔ واقوى الجمع۔

لعنت اور طعن کرنے والوں کا طعن یہاں تک کہ سختیں تواتر ہوئیں اور فتنے بہت ہوئے اور مجمع خالی ہو گیا

وتبا المرتع۔ وكن يدا اس تحت هذه الشدة اذ حتى فاجاء الموت۔ و

اور چراگاہ دور جا پڑی اور ان مصیبتوں کے نیچے کچا ہمارا ہاتھ کہ یک دفعہ اسکو موت آگئی اور

اخذ كالصائد النوب وادخله في الزم الفلین۔ فلهذا كان من الصالحين والفاسقين۔

شکاری کی طرح اسکو وفات نہ بچر لیا اور فانیوں میں اسکو داخل کر دیا۔ پس تر اکاں ہر کیا وہ یک

فثبت ان لعن الفاسقين واهل العدوان۔ لا يدل على بخط

تہا یا بدکار۔ یس ثابت ہو کہ بدکاروں اور ظالموں کی لعنت خدا تعالیٰ کے غضب پر

الرحمان۔ وايداع المفسدين واهل الشرور۔ لا ينقص مراتب اهل العمل

دالات نہیں کرتی اور مفسدوں کا کچھ دینا صاحب اعمال حالہ کے مراتب کو کم نہیں کرتا۔

المبرور۔ بل يكون لعنهم وسيلة رحم حضرة الكبرياء۔ ووصلة الاجتناء

بلکہ انکی لعنت خدا تعالیٰ کے رحم کا وسیلہ ہو جاتی ہے اور برگزیدگی کا سبب

والاصطفاء۔ وكذلك بشرى ربي في تلك الفتنة۔ وان شئت

بمجاتی ہے اور اس طرح اتم کے فتنہ میں مجھے میرے خدا نے بشارت دی اور اگر چاہے تو کتاب

فارجع الى الابرار في الرحمة۔ وانظر كيف اخبر ربي فيما عن هذه

براہین احمدیہ کی طرف رجوع کر اور دیکھ کہ کس طرح خدا نے اس میں اس قصہ کی خبر دی

القصة۔ والبناء من بناء اثم وفتن النصارى وبلو هذه الملة۔ واخبر

اور اس پر یہ کہیے خبر دی جو اتم کے ایمان میں تھی اور نصاریٰ کے فتنوں اور اس ملت کے یہود و کفار سے

ان النصارى يمكن ملك في الزمينة الائمة۔ ويهيون فتنة عظيمة

خبر دی۔ اور یہ خبر دی کہ نصاریٰ زمینہ زمانہ میں مجھے ایک ملکر دیے اور ایک فتنہ عظیمہ پہنچا دیے

ویکونون معہم علما هذه الامة - هذه شهادة من الله قبل هذه

اور انہی کے ساتھ مولوی ہو جائیں گے پس اس واقعہ سے پہلے یہ ایک خدا کی گواہی ہے

الواقعة - فحل انتم تو منون بشهادت حضرة الغرة - وانلنت لا تترك

پس کیا تم خدا کی گواہیوں پر ایمان لاتے ہو؟ اور اگر تو اب بھی لعنت کا

الان ذکر اللعنة - ففكر في هذا البناء والنظر من لعنة الله فيه ومن

ذکر نہین چھوڑتا تو اس خبر میں فکر کر اور دیکھ کہ اس میں کس کو خدا نے ملعون ٹھہرایا اور

جعله مورد الرحمة - وانظر الله كيف اخبر ان النصاري يمكنون

کس کو مورد در رحمت ٹھہرایا اور دیکھ کہ اُس نے کس طرح خبر دی کہ نصاریٰ مکر کریں گے اور جھوٹ

وياقون بالفرية - ثم يفتق الله ويجعل الكرة لاهل الحق بارادة الية الواضحة

باندھیں گے پھر خدا فتح دے گا اور اہل حق کی فوج لائے گا اور نشان واضح دکھائے گا

وينصر عبده ويحق الحق ويبطل الباطل بالصولة العظيمة - ويغزي قوا

اور اپنے بندہ کی مدد کریگا - اور باطل کو حملہ عظیم سے نابود کریگا اور قوم کفار کو

كافرين - فهذه الائمة التي كُتبت في الابرار هي من الله العلام - كانت

مسوا کریگا - پس یہ نبیرین جو براہین حمید میں خدا تعالیٰ کی طرف سے لکھی گئیں ان دنوں

مكنونة فيهما هذه الايام - ليتم الله تجته على الخواص والعوام - ولتستبين

کے لئے چھپی ہوئی تھیں - تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی جوت کو خواص اور عوام پر پوری کرے - اور

سبيل المحرمين - ايها المسارعون الى الحرب والخصام - والساعون

ناکر جو مومن کی راہ کھل جائے - اسی ذرہ لو کو جو جنگ جہل کی طرف دوڑتے ہو اور نور سے انحراف

من النور الى الظلام - ماكر لا تفكرون في الكلام - ولا تتقون قهرا الله

کی طرف دوڑنے والے ہو - تمہیں کیا ہو گیا کہ تم کلام میں فکر نہیں کرتے اور خدا کے قہر سے

في الجلال والاکرام - ان تكون في دنياك ولا ترون وجه الجبار -

نہیں دُور تھے؟ کیا تم اپنی دنیا میں چھوڑ سے جاؤ گے اور موت کا موہ نہ نہیں

اآثرتم عيشة الخيرة الدنيا - اوسميتكم بالانعام والعقبى - تو با تو با و

دیکھو گے - کیا تم نے اس دنیا کی زندگی کو قبول کر لیا - یا پاؤش کے دن اور عاقبت کو پس بھلا دیا - تو کہہ دو اور

الحی اللہ! رجعوا فانہ لا یحب قومًا فاسقین۔

خدا کی طرف رجوع لاؤ کیونکہ وہ فاسقوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وما اذعیت یا من اضاع الدین۔ انک قلت انی انا ضل فی

اور اے دین نے نیلج کر نواں تیرا دعوہ دین ایک یہ کہ تو نے کہا ہے کہ میں غری

العربیۃ کالمجلیں۔ واسمعی کالادباء الماہرین۔ واکون من الغالین۔

میں بیچ گو گوگوئی طرح مقابلہ کروں گا۔ اور ماہر ادیبوں کی طرف لکھوں گا اور غالب رہوں گا

ویحک یا مسلمین۔ لم یخزی اسمہ نیاک وقد ضاع الدین۔ ا لست

و انہی خبر اسے مسکین تو اپنے دنیا کے نام کو کیوں رسوا کرنے لگا اور دین تو ضائع ہو چکا۔ کیا تو

الذی اعرفک من قدیم الزمان۔ غبی الفطرۃ سفینہ البجنان۔ کثیر

وہی نہیں جسکو میں قدیم زمانہ سے جانتا ہوں فطرت کا غبی دل کا سفینہ بہت بیکار

الہذیان۔ قلیل العرفان۔ الموصوم بمعرقہ لکن اللسان۔ انصارع

کر نیواں کم معرفت کانت لسان کا داغ رکھنے والا کیا تو اس قوت

بہدۃ القوة الفاتک البازل۔ وقارب الکتی البازل۔ کلّیل ترید

سے اور شدید القوت کیسا تھکستی کر گیا۔ اور سوار کرنے والے کیسا تھک کر گیا ہرگز نہیں بلکہ تو

ان تری الناس وصمتک۔ وتنشد علی اجهلک ایتک۔ وانکنت

تو اپنا عیب نہ گوگو دکھلا اچھا تھا ہے۔ دہی شہیدہ زبانی کو اپنی جہالت پر گواہ بنانا چاہتا ہے۔ اور

عزمت علی مناضلتی۔ و اردت ان تذوق حرہی و حرہی۔ فادعک

اگر تو نے میرے جنگ کا فصد کر لیا ہے کہ یہی جنگ اہم میرے بہ کام نہ تھی۔ پس میں تجھ

کما یدعی الصید للاصطیاد۔ اوید فی النار للاختاد۔ بیدانی

اس طرح بلاناہوں بیسار شکار کرتے ہیں یا چاہتا ہے۔ ایک بھانیکے لڑو کیسی بھانیکے۔ کہ بات ہو کہ

اشترطت من ا لابتداء۔ ان لا یعارضنی احد الا بنیۃ

میں پہلے سے یہ شرط رکھتا ہوں کہ کوئی شخص مجھ پریت ہدایت پانے کے مجھ سے مقابلہ

الاھتداء۔ فاسمع منی انی انا ضلک علی ہذہ الشریطۃ لیہلک

نہ کرے پس مجھے سن کہ میں اسی شرط کیساتھ تجھ سے مقابلہ کروں گا تاکہ جو بینہ

مَنْ هَلَكَ بِالْبَيْتَةِ - فَإِنْ اتَّفَقَ أَنْ أُغْلِبَ فِي النِّضَالِ - وَتَغْلِبَ فِي

کیساتھ ہلاک ہوا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پس اگر یہ اتفاق ہو گیا کہ میں مغلوب ہو گیا اور بلاغت میں

محاسن المقال - فَأَتُوبُ عَلَى يَدِكَ بِالْإِخْلَاصِ التَّامِّ - وَاحْسِبْكَ

تو غالب آیا پس میں تیرے ہاتھ پر اخلاص سے توبہ کروں گا اور تجھ کو نیک محبت

مِنَ الْإِقْيَاءِ الْكَرَامِ - وَإِنْ اتَّفَقَ أَنَّ اللَّهَ أَظْهَرَ غَلْبَتِي فِي الْجِدَالِ -

بزرگوں میں سے سمجھوں گا اور اگر یہ اتفاق ہوا کہ میں غالب آ گیا

فَمَا أُرِيدُ مِنْكَ شَيْئًا إِلَّا أَنْ تَتُوبَ فِي الْحَالِ - وَتَبَايَعَنِي بِالتَّذَلُّ وَ

پس میں تجھ سے بجز توبہ کے اور کچھ نہیں چاہتا اور نیز کہ اس وقت کمال تذل

الْإِفْعَالِ - وَتَصَدَّقَ دَعْوَانِي بِصَدَقِ الْبَالِ - وَتَدْخُلَ فِي سِلَاقِ

مجھے سمیت بھی کرے۔ اور صدق دل سے میری دعویٰ کی تصدیق کرے۔ اور جلدی سے میری جماعت میں

جَمَاعَتِي بِالْإِسْتِجْعَالِ - وَتَوْثُرَنِي عَلَى النَّفْسِ وَالْعَرَضِ وَالْمَالِ - فَالْكَفَلَتِ

داخل ہو جائے اور اپنی جان اور آبرو اور مال پر مجھے اختیار کرے پس اگر

رَضِيَتْ بِهَذِهِ الشَّرْطِطَةِ - فَتَعَالَ تَعَالَ بِصَحَّةِ الْبَيْتَةِ - وَاشْهَدْ

اس شرط سے راضی ہو گیا پس صحت نیت کیساتھ آ جا آ جا اور ایک مجمع

جَمْعَ الْحَيِّ - لِيَتَّبِعِينَ الرَّشْدَ مِنَ الْغَيِّ - وَتَقْلَمَانِي مَا أُرِيدُ فِي

میں حاضر ہو تاکہ رشد اور گمراہی میں فرق ہو جائے اور تو جانتا ہو کہ میں اس دعوت میں یہ نہیں

هَذِهِ الدَّعْوَةُ - أَنْ تُحْسِبَنِي النَّاسَ أَدِيًّا فِي الْعَرَبِيَّةِ - وَلَا

چاہتا کہ مجھے لوگ عربی میں ادیب سمجھیں اور میں

أَبْلَى أَنْ يَرْمُونِي بِجَهَالَةٍ - أَوْ يَقُولُوا أُمِّي لَا يَطْعُ عَلَى صِغَةِ - إِنَّ

اس بات کی پرواہ نہیں رکھنا کہ لوگ مجھ کو جاہل کہیں۔ یا یہ کہیں کہ ایک ناخواندہ ہو اس کو ایک صغیر ہی معلوم

أُرِيدُ إِلَّا أَقَامَةَ الْحَمَةِ - وَابْتِاثَ الدَّعْوَى بِهَذِهِ الْبَيْتَةِ - لِيَتَّبِعُوا

نہیں۔ میں تو صرف نشان کو قائم کرنا چاہتا ہوں اور اس دلیل کیساتھ دعویٰ کو ثابت کرنا یا نقص نہ کرنا

حُجَّةَ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ - وَلِيَفْعُوا الْخَلْقَ مِنَ الْوَسْوَاسِ - وَلِيَمْتَنِعُوا

لوگوں پر خدا کی محبت پوری ہو جائے۔ اور تا شیطان سے لوگ نجات پادین اور تا اگر ابھی سے

من الغوايت - وتكشف عليهم ابواب الهداية - وياتوني

از آسمانین اور انہر ہدایت کی راہیں کھل جائیں اور توبہ اور

توابین مصدقین -

تصدیق کی حالت میں میرے اس آئین -

فان كنت تعاهدني على هذا - ولست كالذي نقض

اگر تو اس بات پر میرے ساتھ معاہدہ کر آ ہے اور تو ایسا آدمی نہیں کہ عہد کو توڑ

العهد واذا - فقم بهذا الشرط للنضال - واتي خالف ابو جبه الله

اور اٹھ دیا - پس اس شرط کیساتھ لڑائی کے لیے کھڑا ہو اور خدا کی قسم کھا کر میرے پاس

ذي الجلال - واشهد عليه عشرة عدل من الرجال - ثم استظهر

آجا اور اس پر دس عادل گواہوں کی گواہی کر لے پھر وہ مضمون

بعد طبعه بصدق البال - فتراني بعد ذلك حاضرا عندك

پھر بعد اس کے تو مجھے بلا وقت اسے اس حاضری پر لگا

في الحال - كبازي متقضى على اطيول الجبال - فتمزق كل

ایسا جیسے بازو ہمارے پرندہ پر قوت ہے پہل سوخت تو جسک

تمزق باذن رب العالمين -

جناب الہی تم کو سے بکھرے کیا جا - گئے گا -

هذا عهد بيني وبينك - ليظهر منه ميني او مينك -

وہ عہد ہے جو مجھ میں اور تجھ میں ہے تاکہ میرا یا تیرا عہد منہ نہ ہو جائے -

وليهداك من كان من الكاذبين - وان الكذب يجرى اهلہ - و

اور تاکہ جھوٹا ہلاک ہو جائے اور جھوٹ اسکے اہل کو سوا کرتا ہے اور اسکے

يخرق رحله - ولكنكم لا تبالون الله ويوم الاختراء - وتقولون ما

اسباب کو جلا دیتا ہے لیکن تم لوگ خدا اور اسکے رسوا کرنے کے دن کی پروا نہیں کرتے - اور چاکر

تساون بآثر الحياء - الا ان لعنة الله على المزقين - الذين

ترک کر کے جو چاہتے ہو کہتے ہو خبردار ہو کہ جھوٹ کو اگر ستم کریو تو پھر خدا کی لعنت ہی وہ لوگ جو

يَخْفُونَ الْحَقَّ وَيُزِينُونَ الْبَاطِلَ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَطْفُوا قَوْلَ اللَّهِ مُفْسِدِينَ

حق کو چھپاتے ہیں اور باطل کو زینت دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو مفسدانہ باتوں پر بجادیں۔

وَقَالُوا أَجْزَأُكُمْ وَأَهْلُكُمْ وَلَا تَلْقَاوَهُمْ مُسْلِمِينَ - وَلَا تَصْلُوا عَلَى أَمْوَالِهِمْ - وَلَا

اور کہا کہ ان لوگوں کو چھوڑ دو اور السلام علیکم کیساتھ انکو مت ملو اور انکے مرد و سپہ سالار نہ مت پرہمو اور انکے

تبعو اجنازا تمہارے۔ وقاتلواہم ان قدر تم علی قتالہم فی حین۔ واسرفوا

جنازوں کیساتھ مت جاؤ اور اگر قدرت پاؤ تو انکو قتل کر دو ان کے

اموالہم۔ وانبہوا رجالہم۔ وکفرہم ونبوہم واشتموہم

الوجہ چاؤ اور انکے اسباب لوٹ لو اور انکو گالیان دو اور تحقیر کرتے ہو

وَلَا تَذْكُرْ لَهُمْ أَهْلَهُمْ الْخَفَرِينَ - تَبَّ لَهُمْ كَيْفَ أَخْتَرُوا مَسَائِلَ مِنْ عِنْدِ

ان کا ذکر کر۔ انکو ملا کی ہو کیونکہ انہوں نے پاس سے مسئلے گم کر لئے

أَنْفُسِهِمْ وَمَا خَافُوا الْحُكْمَ لِلْعَاكِلِينَ - وَلَوْلَا أَنْفُسُهُمْ لَعَنَةُ اللَّهِ

اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرے انہیں خدا کی لعنت ہی اور فرشتہ کی

وَالْمَلَائِكَةِ وَالْخِيَارِ النَّاسِ أَجْمَعِينَ - وَأُولَئِكَ هُمُ الشِّرَارُ الْبَرِيَّةُ

لعنت اور تمام نیک مردوں کی لعنت اور یہ لوگ آسمان کے نیچے بدترین

تَحْتَ السَّمَاءِ وَلَوْ سَمِعُوا أَنْفُسَهُمْ عَالِمِينَ -

خلاق ہیں اگرچہ اپنے سینوں میں مولوی کر کے بجا رہیں۔

ثُمَّ عَلِمْنَا أَنَّ كُتُبَ مَلَكُوتِي هَذِهِ فِي اللِّسَانِ الْعَرَبِيَّةِ -

پھر مجھے معلوم ہو کہ میں نے یہ مکتوب اس لئے لکھا ہے

أَخْتَبِرَكَ قَبْلَ أَنْ أَجِيبَكَ لِلْمُنَاضِلَةِ - فَإِنِ اخْتَلَفَتْ خَبِيرًا وَمَنْ

تا کہ میں تم کو پہلے کھتیرے پاس آؤں تمکو آزمائوں کیونکہ میں تجھے جابلوں میں کھنچال کرنا چاہتا ہوں

أَلْجَاهِلِينَ - وَمَا أَرِيدُ أَنْ يَكُونَ ذَهَابِي أَلِيَّاتِ صُلْفَةٍ - وَأَكُونُ

اور میں نہیں چاہتا کہ میرا تیرے پاس آنا بے سود ہو اور میں نہیں چاہتا کہ میں

كَالَّذِي يَقْضِي عَذْرَةَ - أَوْ يَأْخُذُ فِي يَدِهِ رِوْثَةً - وَمَا أَرِيدُ أَنْ أَعْطِيَ

ایسے شخص کی طرح ہو جاؤں جو پلیدی کا قصہ کرتا ہو یا اپنے ہاتھ میں گوبر لیتا ہو۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ایک قابل

جاهل اجتماع المقلابة - وارفع له ذكره في العامة - فان كنت
کو مقابلہ کی عزت و دوس اور عام لوگوں میں اس کا ذکر بلند کروں پس اگر تو اس

من ادباء هذا اللسان - فلا يشق عليك ان تريني في الحربية
زبان کے ادیبوں میں سے ہے پس یہ بات تجھ پر گران نہیں آئیگی کہ تو عربی میں بعض

بعض درر البیان - بل ان كنت بارقا من غير النصف و
جوہر بیان دکھلائے بلکہ اگر تو غیر لان و گران کے در حقیقت فصیح و بلیغ ہو

المين - فستكتب جواب ذالك المكتوب في ساعة او ساعتين
پس مقرب تو اس خط کا جواب ایک گھنٹی یا دو گھنٹی میں لکھ دے گا

ولا ترد مسئلتی كالجاهل المحتال - بل تملي بقدر ما امليت وترسل
اور میرے سوال کو جاہل کی طرح رد نہیں کریگا - بلکہ جقدر میں نے لکھا ہی اسقدر تو لکھے گا اور

في الحال - و عليك ان تراعى ما تلتی في النظم والنثر والمقدار وتاتی
فی الفور روانہ کر دیکھا - اور میرے پر لازم ہوگا کہ نظم اور نثر اور مقدار میں مماثلت کی رعایت رکھے اور میری

ما اتيت به من درر كدر البهار - واذا فعلت كله فارسل الي مكتوبك
مجھے اپنے کلام کو جو اہر ات بلاغت ہی پر کرے اور جب تو نے یہ سب کچھ کر لیا پس اپنا مکتوب میری

العربي بالسريعة - ثم انزل ساحتك كالصاعقة المخرقة - و يفتح
جلدی یہ کی طرح بھیج دے - پھر میں تیرے حسن و خجائے میں جلا نیوالی کی طرح نازل ہو جاؤں گا - اور خدا

الله بيتنا بالحق وهو خير الفاتحين - وان كنت ما ارسلت جوابك
تعالیٰ ہم میں سچا فیصلہ کر دے گا اور وہ بہتر فتح کن نبی والا ہے - اور اگر تو نے سات دن کے جواب بھیجا

الى سبعة ايام - او ارسلت في الهند به عوام - او عربية غير
پانہندی زبان میں عوام کی طرح بھیجا یا عربی غیر فصیح میں جو اس

فصيحة كجھام - او ارسلت قليلا من كلام - فيثبت انك من
باؤل کی طرح ہے خیرین پائی نہیں یا تو نے کچھ تمھوڑا سا کلام بھیجا - پس ثابت ہو جائیگا کہ تو جہلاء

السفهاء الجاهلين - لا من الادباء المتكلمين - ومن الجاهوات لا
میں سے ہے نہ ادیبوں میں سے اور چار پانچوں میں سے ہوتے

من رجال یوثر نطقہم علی ثمار العجات - فاترکک کما یترک سقط
 ان مردوں میں سے ہر کہ ان کا نطق کچھ روکنے کا زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ پس میں تجھے چھوڑ دوں گویا کہ وہی
 من المتاع - وأعرض عنک کاعراض الناس عن السباع - واشیع
 متاع چھوڑ دیجاتی ہو اور تجھے کنارہ کروں گویا کہ درندوں کے کنارہ کیا جاتا ہے اور عقل مندوں
 فی هذا الباب شیئاً الا لی الالباب والمستبصرین -
 کے لئے اس بار میں کچھ چھپو اور رک۔

وأما ما تدعونی متفرجاً فی المباهلة - فہذا دجلاک ولیدک
 اور تو جو مباہلہ کہلنے کیلئے کیا مجھے بلاتا ہے سو یہ ایسی دیر باد ہے
 یا غول البادية - الا تعلم انہا الدجال - والغوی البطل - ان انہ
 تیرا کر ہے کیا تو اسے دجال اور حمراہ بطل نہیں جانتا کہ میری طرح ہے
 من فی المباهلة محبّی عشرة رجال - الملاحنة وابتهال فی حضرة
 مباہلہ کے لئے دس آدمی کی شرط ہے بوطاحنہ اور ابتهال کے لئے آئین

معین الصادقین - فاقبلت شریطتی - وكان فیہ نفعک لا منفعتی -
 پس تو نے میری شرط کو قبول نہیں کیا اور اس میں تیرا نفع تھا میرا
 ثم اردت ان اتم الحجۃ علیک وعلی رھطک المتعصبین - فرضیت
 پھر میں نے ارادہ کیا کہ تجھ پر اور تیرے گروہ پر محبت کو پوری کروں پس میں تیرے
 بثلثة من رجال عالمین - وخففت علیک وقنعت یاعد والاحیاد -
 آدمیوں کے ساتھ راضی ہو گیا اور تیرے پر میں نے تخفیف کر دی اور میں نے کہا کہ اگر تیرے گروہ میں
 بان تباهلنی مع عبد الواحد وعبد الجبار - وانہما اکابر جماعتک - و
 عبد الواحد اور عبد الجبار کو لیکر میرے ساتھ مباہلہ کر اور وہ دونوں تیری جماعت کے بزرگ
 حرثاء ذراعتک - وابنا شیخ امین - ففرت فرار الظلم من النور -
 اور تیری چھٹی کے زمیندار اور امین شیخ کے بیٹے ہیں پس تو ایسا سمجھا گویا کہ اندھیرا روشنی سے چھلکا ہو
 وولیت ذر الکذب والزور - ودخلت البحر المتخوفین - وما ورد
 اور بھڑکتی کی پیٹھ کو تو نے پھیر لیا اور ڈرینوں کی طرح سوراخ میں جا چھپا۔ اور تیرے

علی صاحبیٹ - انہما قرآن و فقہاء اعیینیٹ - و ملجاء انی کالمباہلین -
 دونوں صاحبوں کو کیا پیش آیا وہ دونوں بھاگ گئے اور بچے اندھا کر گئے۔ اور بہادر بنیالو کی طرح کیر قابل رہا۔
 و امی خوف منعم ہما من المباحلة - ان کا نایک قرآنی علی وجہ البصیرة -
 اور کس خوف ناسخو مباہلہ سے منع کیا اگر وہ علی وجہ البصیرة بھیکو کا فر جانتے تھے۔

فاین ذہبان کانامن الصادقین - ومن اقوالک فی اشتہارک - انک
 ان کہان چلے گئے اگر وہ سچے تھے اور بھلے تیرے اقوال کے جو تیرے اشتہار ہیں
 نہما طبتنی و قلت بکمال اصرارک - انک تحترق فی النار و تغرق فی
 بدو نے مجھے مخاطب کر کے بھال اصرار کہا ہے کہ تو آگ میں جل جائیگا اور پانی میں غرق

الماء - ولا یمنی ضرر لو دخلتما و حفظ من المباد - اما الجواب - فاعلم انہما الکذاب
 ہو جائیگا۔ اور بھرا گلان دونوں میں داخل ہوں کچھ کہ نہیں ہو بچے کا مگر ہمارا جواب اس کذاب یہ ہے

انک رایت کل ذالک بعد المباحلة الاولى - و اغرق و احرق یا فضلة النوی - فانیلونا
 کہ تو پہلے مباہلہ کے بعد یہ سب کچھ دیکھ چکا ہے۔ اور تو غرق کیا گیا اور جلایا گیا اور حق تعالیٰ نے فضلے پر نہیں
 این خرجت من الماء بل مت فی ماء التندم کالتشقیاء - و این نجیت من النار بل احترقت
 بلکہ کہنے پانی میں نکلا بلکہ تو تودامت کے پانی میں بربختی طرح ڈو گیا۔ اور کہان بچو آگ و نجات حاصل ہوئی بلکہ
 بنا للحسرة التي تطلع علی الاشرار - و ما صارت النار علیک بردا و سلجما بل اکلک
 تو اس حسرتی آگ ہے جلیا جو شر و نیچر بھرتی ہے اور تیرے پر آگ بھنڈی نہ ہوئی بلکہ خدا نے ترسوا

نار اخرء الله و لقیتم اکما - و کذاک یخبر فی الله المفترین -
 کرنے کی آگ بھیکو کھا گئی اور کئی دردوں کو تو چالا۔ اور اس طرح خدا مفرین کو نیکو رسوا کر رہا ہے۔

ان الذين يتكبرون بغير الحق هم الفاسقون حقاً و لو حسبوا
 وہ لوگ جو حق تکبر کرتے ہیں وہی در حقیقت فاسق ہیں اگرچہ اپنے تئیں

انفسهم من الصالحین - والذين وجدوا فضل ربهم یعرفون بانوارهم -
 صالح سمجھیں اور جو لوگ خدا کا فضل پا لیا ہے وہ اپنے نور و نور کو پہچانے جاتے ہیں

و یحشون علی الارض حونا انکسارهم - و انکسارهم مستکبرین - و انکسارهم مستکبرین -
 اور تواضع کیسا اتھنہ نہیں پر چلتے ہیں اور تکبر سے قدم نہیں رکھتے۔ اور انکسار ہی المستکبرین ہیں۔

فضیلت قرآن المثلث

اِنِّی صَادِقٌ مَّصْلُوحٌ مَزْمُومٌ

میں صادق اور مصلح ہوں

اِنِّی اَنَا الْبَسْتَانِ بَسْتَانِ الْمَهْمُومِ

میں باغ ہدایت ہوں

رُوحِی لِقَدْ لَیْسَ الْعَلِیَّ حَامِیَہ

میری روح خدا کی تقدیس کیلئے ایک کبوتر ہے

مَا كَجِسْمَتِكُمْ فِی غَیْرِ وَقْتُ عَابِتًا

میں تمہارے پاس بے وقت نہیں آیا

صَارَتْ بِلَادِی الدِّیْنَ مِنْ جَدِّ غَنَیَا

دین کی ولایت سلطنت قحط کے جو غالب آگیا

هَلْ یَقِی قَوْمَ خَادِمُونَ لَدِیْنَا

کہا وہ قوم باقی ہے جو ہمارے دین کی خدمت کریں

فَاللّٰہُ اَرْسَلَنِیْ لَمْ یَحِیْ دَیْنِہ

سو خدا نے مجھ بھیجا تاکہ میں اس کو دین کو زندہ کروں

جَهْدُ الْخَالِفِ بِاطْلٍ فِیْ اَمْرِنَا

مخالف کی کوشش ہمارے امر میں باطل ہے

فِیْ وَجْہِنَا نُوْرُ الْمَہِیْمِیْنَ لَا رَمَحُ

ہمارے منہ میں خدا تعالیٰ کا نور واضح ہے

الْیَوْمَ یُثْقِضُ کُلَّ خِیْطٍ مَّکَانِدُ

آج ہر ایک کرکے تاکا توڑ دیا جائے گا

مَنْ کَانَ صَوًّا لَا یَقْطَعُ عِزُّہ

جو شخص حملہ آور ہو اس کی رگ کاٹ دیجائیگی

اللّٰہُ اَثَرْنَا وَکَفَّلَ اَمْرِنَا

خدا نے ہمیں چن لیا اور ہمارے کام کا شغل بنایا

سَمَّیْہَ اَدَاہِیْ وَسَلِّیْ اِسْلَمَ

اور میری دشمنی نہ رہے یہی اسلام ہے

تَاقِیْ اِلَیَّ الْبَعِیْنِ لَا تَضُرُّہ

میرے پیروں وہ چشمہ آتا ہے جو مجھے شہنشاہ بنیں ہوں

اَوْ عِنْدَ لَیْلِ غَارِیْ مَزْمُومِ

یا نبیل ہے جو خوش آوازی دے دیں

قَدْ جَسْتُمْکُمْ وَالْوَقْتُ لَیْلِ مَظْلَمِ

میں اس وقت آیا کہ ایک اندھیری رات تھی

اِقْرَیْ وَاَقْفِرْ بَعْدَ رَوْضَتِہ

خالی ہو گئے بعد اس کے جو وہ ایک باغ کی طرح تھے

اَمْ هَلْ رَأِیْتَ الدِّیْنَ کَیْفَ یُحْطَمُ

اور کیا تو نے نہیں دیکھا کہ دین کو کس طرح مارا گیا ہے

حَقَّ عَلَیْہِ مِنْ رَاشِدٍ یَسْتَسْلِمُ

یہ سچ ہے پس کیا کوئی ہے جو اطاعت کرے

سَیْفٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ لَا یَتَّحِلُّ

یہ خدا کی تلوار ہے جو میں نے نہیں ہو سکتا

اِنْ کَانَ فِیْکُمْ نَاطِرٌ مَّتَقَسِّمُ

اگر کوئی تم میں سے دیکھنے والا ہو

لَیْنٌ یَّحِیْلُ اَوْ شَدِیْدٌ مُّہْزَمُ

نرم اک تارہ ہو یا سخت دو تارہ ہو

یُرْدِیْہِ عَالِیَہُ الْقَنَا وَلِہْذُمُ

اور نیزہ کا اوپر کا سراپا پتھر کا سراپا سکو ملاک کوڑھا

فَالْقَلْبُ عِنْدَ الْفِتَنِ لَا یُجْجَمُ

پس دل فتنوں کے وقت متہ دو نہیں ہوتا

ملك فلا يتخزى عز بن جنابه
 وہ بادشاہ ہے اس کی جناب کا سزا نہیں بخیر
 كفر وما التكفير منك ببدعت
 تہ مجھے کافر کہتا رہ اور کافر کہنا کوئی بدعت نہیں
 قد كُفِرْتَ من قبل صاحب بيتنا
 اس سے پہلے تم کو میری مسجد کے سردار کا کفر نہیں دیکھا
 انظر الى المشيعين ولعنهم
 شیعوں اور ان کی لعنت کی لعنت دیکھ
 جاءتك اياتي فانت تكذب
 میرے نشان تیری پاس آئے اور تو کذب کر رہا ہے
 يا من دني متي بسيف زحاجة
 اے وہ شخص جو آگینے کی تلوار کے ساتھ میرے پاس آیا
 يدريك من شهد الواقعة اني
 وہ قتل نشان آدمی تجھے بتلا دے گا
 كمن قلوب قد شقت جذولا
 بہت سو دلوں کی بڑھن میں بھاڑ دین
 واذا نطق فأن نطقى فمحم
 اور جب میں بولوں تو میرا لفظ منہ بند کر دینو الا ہی
 حاسبت كل مكذب وبأخبر
 ہر ایک کذاب سے میں لڑا اور سب سے آضر
 يا لاشئ ان المكارم كلها
 اے میری طاقت کرینو اے تمام بڑیاں صفت میں ہیں
 ان كنت امرعت الفضال فانتا
 اگر تو نے مقابلہ کا قصد کیا ہے

ان المقرب لا ابالك بكبر
 اور مقرب ضرور عزت پالیتا ہے
 رسم تقادم عهد المتقدم
 یہ تو ایک پُرانی رسم چلی آتی ہے
 قالوا اليام كفرة وهم هم
 اور رو انھیں کہا کہ یتیم کا زمین اور گنہگار میں جو
 ما غادر وانفسا لغرو نكر
 جو کسی زوی عزت کو انھوں نے نہیں چھوڑا
 شاهدت راياتي فانت تكذب
 اور میرے چھندوں کو تو نے مشاہدہ کیا اور پھر بول دیا
 فاحذر فاني فارستك
 مجھ سے بڑھ کر میں سوار زرہ پوش ہوں
 بطل وني صف الو عي مقدم
 کہ میں دیکھ ہوں اور جنگ کی صف میں سے پہلے
 كمن صدور قد كملت واكلم
 اور بہت سے سینوں کو شین زخمی کر دیا
 سيف فيقطع منك ويحزم
 تلوار ہے پس وہ مگر کرناؤں کو کاٹ دیتی ہے
 للحرب دائرة عليك فتعلم
 تیرے لیے لڑائی کا چکر ایسا اور پھر تو جان لیگا
 في الصدق فاسلك سبل صدق
 پس صدق کا طریق اختیار کر تا سلامت رہو
 نأني كما ياتي لصيد ضيغم
 پس ہم اس شکار کی طرح آئیں گے جو شکار کے لئے آتا ہے

هَلَّا رَيْتَ الْعِلْمَ ابْنَ تَصْلَفِ
 احوال کے بیٹے تو نے اپنا علم کیوں نہ دکھایا
 قَدْ ضَاعَ عَمْرُكَ فِي السَّفَاهَةِ وَالْعَمَا
 تیری عمر سفاهت میں اور نابینائی میں ضائع ہو گئی
 قَدْ جَاءَ انَ الظَّنَّ اَتَمَّ بَعْضُهُ
 قرآن شریف میں آیا ہے کہ بعض ظن گناہ میں
 الْكِبَرُ يَحْرِى اَهْلَهُ الْعَالَى وَمِنْ
 کبریم تکبر کرنے والے کو رسوا کرتا ہے
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اِلْجَالَكُمْ
 اے لوگو! اپنا وقت موت یاد رکھو
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ اَعْبُدُوا اخْلَاقَكُمْ
 اے لوگو! اپنے پیدا کرینوالے کی پرستش کرو
 اِنِّى اَرِى الدِّينَ اَتَرَبَّ سَاعَةً
 میں دنیا کو دیکھتا ہوں کہ جلد گزر جاتی ہے
 فَلِهَذِهِ لَا تَسْخَطُوا مَعْبُودَكُمْ
 پس اس دین کے لئے اپنی معبود کو ناراض نہ کرو
 تَوْبُوا وَاِنْ الْعُذْرَ لَعُو بَعْدَهَا
 توبہ کرو اور اس وقت توبہ کرنا بیفائدہ ہے
 اِنَّا صِرْنَا فِى النِّصْبَةِ رَحِمَةً
 ہم نے از روئے رحمت وہ نصیحت بنی میں نہیں کر دیا
 وَاللّٰهُ اِنِّى قَدْ رَجَعْتُ لَخَيْرِكُمْ
 خدا میں تمھاری جھلائی کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں
 اَنْتُمْ تَبْعُى حَرِيْبًا فَتُخَارِبُ
 اگر تو ہماری لڑائی کو چاہتا ہے ہم لڑائی کو تو

اِنْ كُنْتَ عَلَا مَا بَدَا لَا اَعْلَمُ
 اگر تو وہ چیزیں جانتا تھا جو مجھے معلوم نہیں
 طَوْبِي لِمَنْ بَعْدَ السَّفَاهَةِ يَحْلُمُ
 مبارک! وہ شخص جو سفاهت کے بعد غفلت میں ہو جائے
 فَاَرْفَقْ وَلَا يَضِلَّ جَنَانُكَ مَا تَمُ
 اپنی نرمی کر اور تیرے دلوں کو گناہ گراہ نہ کرے
 لِلّٰهِ يَصْغُرُ فَالْمُحِىْنِ يَعْظُمُ
 اور جو خدا کے لئے چھوٹا ہوتا ہے خدا اس کو بڑا کر دیتا ہے
 اِنَ الْمَنِيَا لَا تَرُدُّ وَتَهْجُمُ
 اور موت جب آتی ہے تو روکی نہیں جاتی اور یکدم فنا ہو جاتی ہے
 تَوْبُوا وَاِنْ اللّٰهَ رَبَّ الرَّحْمِ
 توبہ کرو اور خدا اس رحمت الراحمین ہے
 عَيْدُ قَلِيلِ الْمَاءِ لَا يَتْلُو
 یہ ایک ایسا بادل جو زمین پر تھوڑا سا اور زیادہ فوٹیر
 تَوْبُوا وَطَوْبِي لِلَّذِى يَتَنَدَّمُ
 توبہ کرو اور مبارک! وہ جو ستندم ہوتا ہے
 كَسَفَتْ سَرَارُكُمْ وَاِخْلَافُ الْجَرَمِ
 جبکہ تمھارے عہد کو لیکے اور مجرم کو پکڑ لیا
 مَا حَمَلَ حَسَنَ بَيَانَا وَتَكَلَّمَ
 جو کچھ کہ ہمارا حق بیان برداشت کر سکا
 وَاللّٰهُ اِنِّى قَدْ رَجَعْتُ لَخَيْرِكُمْ
 اور خدا میں تمھیں اور مکمل ہوں
 بَارِئًا فَاِنِّى حَاضِرٌ مَّتَّحِيْمٌ
 میرا معین! کہ ہم حاضر ہیں اور جہنم لگا رہے ہیں

القصّة الثانیة

لک الحمد یا تیری و حوزی و سوتی

ای میری پناہ اور میری قلعہ تیری تعریف ہو

بذکرک میری کل قلب قد اعتق

تیری ذکر کے ساتھ ہر ایک دل میرا ہوا جاری ہو جاتا ہے

و یا سمک یحفظ کل نفس من الردا

اور تیرے نام کے ساتھ ہر ایک شخص ہلاکت سے بچتا ہے

وما الخیر الا انک یلخالق الوری

اور تمام نیکی تیری طرف سے ہے یہاں آفرین

ونحنوا لک الافلاک خوفا و هیبة

اور تیرے آگے خوفناک ہو کر آسمان جھک کر ہو رہے ہیں

ولیس لقلبی یا حیضی و علانی

اور میرے دل بچھے ای میرے گہبان اور پناہ

یمیل الوری عند الکروب الی الوری

و کہہ تجھے وقت خلعت خلعت کی طرف توجہ کرتی ہے

وانک قد انزلت الیت صدقنا

اور تو نے ہمارے صدق کے نشان اتار دی ہیں

المیر علی الامات فی النبی دلمیا

کیا اس گوسا کو اس دشمنین دیکھا جو اپنے قبیلہ میں خون کو

اری اللہ الیتہ بتدیر معسد

خدا نے اپنا نشان ایک معسد کو ہلاک کر کے دکھایا

وماکان هذا اول الای للعدا

اور یہ دشمنوں کے لئے کوئی پہلا نشان نہیں

بجدک یروى کل منک استقی

تیری تعریف سے ہر ایک شخص جوانی پاتا ہے میری تعریف ہو جاتا ہے

بجدک یجی کل منیت همرق

اور تیری محبت کے ساتھ ہر ایک مردہ زندہ ہو جاتا ہے

وفضاک یجی کل من کان یزین

اور تیرا فضل ہر ایک قیدی کو رہائی بخشتا ہے

وما الکھف الا انت یامتکا التقی

اور تو ہی ہر ہینر گاروں کی پناہ ہے

وتجری دموع الراسیات وتنبق

اور پہاڑوں کے آنسو جاری اور روان ہیں

لسواک درجہ عند وقت التارق

کوئی دوسرا آراہ نہیں چاہتا الا میں ہی تنگی دار ہوں

وانت لنا کھف کبیت مسروق

اور تو ہمارے لئے ایسی پناہ ہے جیسے نہایت مضبوط

فویل لغیرک لایراھا وینھت

پس وہ نادان گمشدہ جو ان نشانوں کو نہیں دیکھتا

اهدنا من الرحمن او فعل بندق

کیا یہ خدا کا فضل ہے یا میری بندوبست کا کام ہے

وتعرفها عین ریت بالتعین

اور اس نشان کو وہ آنکھ چاں سکتی ہے جو حور سے بچے

بل الای قد کثرت فامعن وحق

بلکہ نشان بہت ہیں پس سوچ اور تحقیق کر

وَلِلّٰهِ اٰیٰتٌ لِّتَاٰیِدَ دَعُوۡتِیْ

اور میرے تائید دعویٰ میں خدا کے نشان ہیں

اَلَا رُبُّ یَوْمٍ قَدْ بَدَتْ فِیۡہَا اٰیٰتُہَا

خدا ہر وقت ایسے پرچین ہادی نشانیاں ظاہر فرماتا ہے

اِذَا قَامَ عَبْدِ اللّٰہِ عَلٰی عِدۡکَ سَبِیۡنَا

اور جو وقت ہو کہ وہی عبد الکریم صابری ہو

فَکُلۡ مِنَ الْخِصَارِ عِنۡدَ بَیۡاَنِہٖ

پس تمام حاضرین اس کے بیان کے وقت

وَقَامُوا بِحِذَابِ النَّشَاطِ کَاٰتِلِہُمُ

اور نشاط کو خدیون کو ساتھ کھڑی ہو گویا کہ انھوں نے

وَمَالَتْ خَوَاطِرُہُمۡ لِیۡلِیۡہِ لَذِیۡقِہٖ

اور ان کے دل اس کی طرف لذت کے ساتھ ایسے میل کر گئے

فَاخْرَجَ حَیۡوَاتِ الْعِدۡلِ مِنْ حُجُورِہَا

پس اُس نے دشمنوں کے سپاہیوں کو اُن کے گھروں سے باہر نکالا

وَمَا کَانَ اَبۡہَمَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَنَصَیۡہِ

اور نرم آواز سے تعریف کرتے تھے

حَدَاہُمۡ فَلَمَّ یَتَرُکْ بِہَا قَلۡبًا مَّعِ

اُن کو خوش آوازی سے چلایا اور کسی دلوں نہ چھوڑا

کَانَ قُلُوبُ النَّاسِ عِنۡدَ کَلَامِہٖ

گویا لوگوں کو دل اس کے کلام کے وقت

وَمَا کَانَ کَسَمَطِیۡ لَوۡلُوۡہٗ وَارِیۡہِ

اور موتی اور زبرجدی دو لڑیوں کی طرح وہ چمکتا تھا

اَلِیۡصَنَّتْ رَعۡبًا قُلُوبَ اَوۡلِیِّیِّہِ

عقل مندوں کے دل اس کی طرف رغبت سے جھک گئے

فَالنَّاسُ بَعِیۡنُ النَّاظِرِ الْمُتَعَمِّقِ

پس ان کے نگاہیں سو دیکھنے پر توجہ والی اور دیکھنے کے دیکھا کرتی ہیں

وَلَا سِیۡمَ اِیَّوۡمَ عَلَافِیۡہِ مُنَظِّفِیۡ

بالخصوص وہ دن جس دن میری تقریر غالب ہو

وَمَا کَانَ مَجۡہَسَ الْعَنِّ یَتَلَوۡا وَیَبۡعُقُ

اور حسن آواز سے پڑھتے اور ترجمہ کے ساتھ آواز کرتے تھے

کَمَثَلِ عَطَاشِیۡ اَہۡلِ عَرۡوَاوَاکَا عَشَقِ

پیاسوں کی طرح بازو شقون کی طرح دوڑے

تَغَاطَوۡا سَلَاۡفَہُمۡ بِحِیۡقِ مِزۡہَرِ قِ

وہ شرب لیلیٰ جو اُن کے ہاتھ میں تھی جو رخصت اور عروسی

کَمَثَلِ جِلۡعِ عِنۡدَ حَبِزِ مَرۡقِیۡ

جیسا کہ بھوکے نرم چینیوں کی طرح

وَاطۡرَلُ عَصَاۡہُمۡ جِبَالُ التَّغۡرِیۡقِ

اور پہاڑی بکروں کو بھل کے پہاڑوں سے اُتار دیا

حَصِیۡفَ طَیۡوَرِ اَوۡصَدَءِ التَّمۡطِیۡقِ

گویا وہ ہر وہ نکی ملکی آواز تھی جب جانور صف باندھ کر

وَلَا اِذَاۤ اَلَا حَادِ اِمۡثَلِ غِیۡہِ قِ

اور نہ کسی کان کو گراؤٹ کی طرح اس کو چلایا

عَلٰی قَلۡبِہٖ لَفَتَ کَبِیۡتَ مُعَلَّقِ

اُس کے دل پر لپکتا جیسا کہ ایک بوٹی درخت پر لپکتی جاتی ہے

وَمَا کَانَ الْمَعَانِیۡ فِیۡہِ کَالِدَرِّ تَبَرِّقِ

اور معانی اُس میں موتیوں کی طرح چمکتے تھے

اِذَا مَا رَوَّادِرُّ اَوۡ سَمَطِ التَّزۡیِیۡقِ

جو وقت انھوں نے موتی دیکھ کر اور ریت کی لڑی دیکھی

اور عروسی اور رخصت کے ساتھ عروسی اور رخصت کے ساتھ

ومن عجب قلب اخذ كل نصيبه

اور تعجب تو یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنا حصہ لیا

اذا رفعت استارها فكلما نراها

اور جب ان کے پردے اٹھائے گئے

فظل العذارى يتهم بن بجلوه

پس ان ہمارے عورتوں نے یہ شروع کیا

وشابر من الايوان لم يبق خاليا

پس میدان میں ہر ایک بالشت جگہ خالی نہ رہی

وكان الاناس لم يلبسوا ثوبا

اور لوگ میلوث لیس کر آگے میرے کلام کی طرف متوجہ تھے

وقوا لهم صبحي لخدمتي دينهم

اور ان کے پاس میری دوست کھڑے تھے۔

وكم من عيون اختلفا ضلوعها

اور بہتوں کے آنسو جاری ہو گئے

وكانوا اذا مبعوا كلاما كلوا

اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب وہ ہر کلام کو مثال کو سنتے تھے

يقولون كثر لها واروقلوبنا

کہتے تھے وہ بارہ پڑھ اور ہماری دل کو سیراب کر

هنا لك لاحت آيته الحق كما القضي

اس جگہ دن کی طرح نشانِ خدا کا ظاہر ہو گیا

واني سقيت الماء ماء المعاصر

اور میں معاصر کا پانی پلا یا گیا ہوں

بماينة بيمينه درسا كانها

وہ یہی حکمتیں موتوں کی مانند ہیں گویا وہ

وفي السمط كانت درة الفرق

حالانکہ رشتہ کے موتی رزمین موجود ہیں اور اس سے

حذارى ارب الوجب من تحت

پس گویا وہ ہمارے عورتیں جھونکے برقع میں نہ نکلا

بعاء قلوب المبهين بما رقى

کہ وہ عارفوں کے دل کو بوجھل میں نہ تھیں

لما علاه الايوان عشاق منطقي

کیونکہ اس ایوان کو میرے سخن کے عاشقوں نے بھول

بافطاره القصي كطير هرق

اس ایوان کے رہنمائی کے لیے ایک پتھر ہزار گنا جانا چاہا

بيرون عجائب بهم من تعبق

جو خدا تعالیٰ کے عجائب کام دیکھ رہے تھے۔

اذا ماروا ايت رب موق

جبکہ انھوں نے خدا تعالیٰ کی نشان دہی

وكما نقرهم كسك مدقق

اور ان کلمات کو سنتے تھے جیسے جو مشک لڑکے کو کھینچتے

وهز علينا من عذيقك دائق

اور اپنی کھجوروں کو ہماری پرہیز اور جھاڑ

فل عندا مراض من مبرق

پس کوئی ہے کہ ایک واضح امر کو آنکھ کو لکھ دیکھے

واعطيت حكما عاقل قلبا حمي

اور وہ حکمتیں مجھے عطا کی گئیں ہیں جو ہر عقل مند کو نصیب

جواهر سيف قد ذلها لمواق

نوار کے جو ہر میں جو کشتہ حسن کا خون بہا ہیں

فكان بك لسانتي يجر قلوبهم
پس وہ میرے کلموں کے ساتھ آنکھوں کو لٹکھینچتا تھا
واضحیٰ ليسخ الماء ماء وضاحت
اور اس نے مٹوے کیا کہ ہر ایک مستعد
وكل اراء وامر اسار يروهم
اور ہر ایک نے اپنے چہرے کے نقشوں سے
ومن سمع قولاً غير مآقر فاشتكى
اور جس نے میرے قول کے سوا کوئی اور قول سنا
وكانوا كخوبعالم مسكتة
اور وہ لوگ عالم سکتہ میں محو کی طرح تھے
وكم حكمة كانت بلف كلامنا
اور بہت سی حکمتیں ہمارے کلام میں تھیں
جز ائد اقوام بضدت لذكرها
قوموں کو اخباروں نے اس کا ذکر کیا ہے
نزي زحرا لادباء في اخبارهم
تو ان کو دیکھتا ہے کہ انھوں نے اپنے اخبار و نین
وكانت مضاجبي كغيد بلطفها
اور میرے مضاجب میں نازک اندام نور توں کی طرح تھی
ولما راها اهل راي تمايلت
اور جب اس مہن کو اہل الرائے لوگوں نے دیکھا
ومر على الاعداء بعض رشا شها
اور بعض رشاہات اس کے دشمنوں پر گرے
الى هذه الايام لم ينس ذكرها
ان دنوں تک انکا ذکر فراموش نہیں ہوا

النبه ولم يسحر ولم يخلق
اور نہ کوئی سحر تھا اور نہ کوئی دجوتی تھی
على كل قلب مستعد مجعق
دل پر جو طیار ہو وضاحت کا ہائی گراتا تھا
سرور اود و قاما ياتي التلاق
وہ سرور ظاہر کیا جو تنگ دل کے سنا فی تھا
كما تشتمل ابل عقيب التبرق
پس اسے لگا گیا جیسا کہ اوتھ بروق کی بونی ٹھکانا
فيا عجباً من ميلهم كالعشيق
پس کیا عجیب آنکی سیل تھی جو عشق کے شائبہ تھی
وكم درر كانت تلوح وتبرق
اور بہت سی موتی ستارہ کی طرح چمک رہی تھی
لما رعدوا في وصف قولي كمنشوق
کیونکہ انھوں نے اپنے بیرونی الوطیج سے قول کی طرف رغبت کی ہے
اشأ عواكلا محي للاناس كمشفق
میرے کلام کو لوگوں میں مشفق کی طرح شائع کیا
فاصببت بحسن النسخ كالمق
پس میں نے حسن نسخہ کو قبول کیا کیونکہ یہ
عليه عيون قلوبهم بالتوميق
ان کے دل کوئی کھین دہنی کے ساتھ اس طرف جھک گئیں
فنفيناها قد تحسنا في سائر الخلق
پس انکو انہوں کو قطر وکے سرگردانہ کردہ ہو گیا
وكل لطيف لا يحال في موت
اور ہر ایک لطیف چارچشمہ دیکھا جاتا ہے اور قطرین کی طرح

جزی اللہ عنی مجلسی حین قرأها
 میری مجلس کو خدا بڑا دیر دیکھنا دیکھنا پڑا
 وكان الناس غداة يوم قيامه
 اور جہنم وہ پڑھتے کے لئے کھڑا ہوا تو لوگ
 واخبرني من قبل بنى بوحیه
 اور بتائے پہلے سے بذریعہ وحی مجھ کو کہ
 فشهدت جد و قلوبهم انما علت
 ہیں ان کے دل میں گواہی دی کہ وہ ضرور غیالیاں
 تراى بعين الناس حسن نكاتها
 لوگوں کی نظر میں اس کے نکات
 فوفقت مضاميني على كل منكر
 پس میری مضامین منکروں پر ایسے پڑے
 وكل من الاحرار القوا قلوبهم
 اور تمام آزاد طبھوں نے اپنی دل ہمارے پیچیدگی
 فصدنا بك علم كل صيد عظم
 پس ہم نے بڑے بڑے شکار و گوسفٹ کا ر کسب
 وتركوا لقولهم فکانهم
 اور میرے قول کے لئے انھوں نے اپنی قول چھوڑ دی
 على السن قد اذکر کلامنا
 اور نہ ان لوگوں پر ہمارے کلام کا ذکر ہوا
 وسرعيون الناظرين صفاء
 اور دیکھنے والوں کے دل کو اسکی صفائی بخش دی
 ولما بدت روض الكلام تضعضعت
 اور جب کلام کے باغ ظاہر ہوئی تو دشمنوں کے دل ہل گئے

حضارت مضامین العدا کا المیزق
 پس دشمنوں کے مضنون پارہ پارہ ہو گئے
 حرصاً اليه كمثل طفل لبلع
 اسکی طرف ایسے جھپٹے جیسے ایک بچہ سیرکے
 وقال سيعاوا ما كتبت ويرق
 اور کہا کہ جو کچھ تھیں لکھا ہے غالب ہو گا اور اسکی چھٹا ہونگی
 وفاق و راق كل قلب كصالح
 اور فائق ہوا اور ہر ایک سبھی اور رضا دل کو اچھا ملوگا
 وكلما تهاكناها بضع عقق
 اور کلمات ایسے دکھائی دیں کہ گویا وہ عقق کے آئینہ
 كعصب رقيق الشفرتين شقق
 جیسے کہ ایک تلوار پتھر کنارہ والی ہوا ہے والی
 الينا بصدق غير من كان متحقق
 صدق کے ساتھ بجز ایسے شخص کی جو خیر اور برکت پر انصاف
 كاسد و غر غر فار و خر نق
 مثل شیر اور چیتہ کے اور چھا اور نرگوں پر بار ہو گیا
 خذول انت ترعى خميلة منطقي
 پس گویا وہ ہنوز ہر نیاں تھیں جو میری سخن کے باہر سے لگتے
 وقد هتوا وناك الحبيب المشوق
 اور دوست آرزو مند کی طرح ہمیں سہا کھا دو
 كورد طري الجسم لم يبتشقق
 مثل گلاب کے پھول کے جو تازہ ہو اور پشیمان ہوا ہو
 قلوب العدا وتواردوا بالثائق
 اور عجب کرتے ہوئے ان باغوں میں داخل ہو

وَقَدْ جَدَّ شَيْخُ الْمِثْلَيْنِ لِمَعْمُورٍ
 اور شیخ الہیماٹ الہیماٹ منہ کھانے کو شش کی
 تسلیت عیادت الہامیہ دوسرے ہا
 ہندون کے کوراندہ خیال اس مضمون پر دور ہو گئے
 فحاصنت لاموعی من تذکر مغلہ
 پس مجھے اس کے غل کا خیال کر کے رونا آبا
 اذ اقام للاشکاع شیخ بطالہ
 اور جب مانی کے شیخ بنا دوی اٹھا
 ولما تلا الشیخ المزور ما تلا
 اور جب شیخ دروغ آرا سے بڑھا جو بڑھا
 وكان یعت الکلم من غیر حاجت
 اور وہ کلموں کو بغیر حاجت کے بار بار پڑھتا تھا
 ومن سمع قوی قبلہ ظن انہ
 اور جو شخص میرا قول اس سے پہلے سن چکا تھا
 وقال اری الاسلام کالجو خالیاً
 اور کہا کہ میں اسلام کو بول کی طرح خالی دیکھتا ہوں
 فصالح علی الاسلام فی جمع العدا
 پس دشمنوں کے مجمع میں اسلام پر مسد کیا
 وتحد کبراء الہنود و دینہم
 اور ہندوؤں کے بزرگوں اور ان کے دین کی تعریف کی
 اراد لیخرجینا من عد اوتی
 اس نے ارادہ کیا کہ میری عداوت و دین کو روکا کر
 فلما رآ سیر الغراب بنطقہ
 پس جب لوگوں نے کوئے کی ہیرت اس کو نطق میں دیکھی

وَقَدْ جَدَّ شَوْقُ غَالِبٍ مِنْ مَعْمُورٍ
 مگر شوق کہ کون روک سکتا ہے
 وَمَا قَلَّ بَحْلُ الشَّيْخِ فَأَنْصَرَقَ عَنِقُ
 اور شیخ بطالوی کا غل دور نہ ہو پس سوج اور دور کر
 اهذ اهو الرجل الذی کان یتمی
 کیا یہ وہی شخص ہے جو پڑھنے گاری دکھلا اٹھا
 ففترت جموع کارہین تجو سرق
 تو اکثر لوگ کراہت کے شتر مرغ کی طرح بھاگ گئے
 فکان الاناس یرونہ کیف ینطق
 پس لوگ اس کو دیکھتے تھے کہ کون کی طرح بڑھتا ہے
 ویأتی بالفاظ کصنیہ مد منق
 اور بڑھتے بھاری پیچ کی طرح الفاظ لاتا تھا
 لدی ثمرات العذق نافض عیشین
 وہ حال کرتا تھا کہ گھوڑے کے پھلوں کو توڑ دے اور دوسرے کا پھل
 ومکان اری الایت من صالح تقی
 اور کوئی صاحب کرامت اس میں پایا نہیں جاتا
 وقد کان یعلم انہ یتخلق
 اور وہ خوب جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بولتا تھا
 وداھن بن وجہ النفاق شفیق
 اور محتاجوں کی طرح نفاق سے مدد دینے کا
 فاخراہ رب قادر حافظ الحق
 سو خدا نے قادر حق کے محافظ نے اس کو ہی رسوا کر دیا
 فقالوا لك الویلات انك تمنع
 تو انھوں نے کہا تجھ پر وادیا تو تو کان کان کر رہا ہے

وقالوا له يا شليم وقتك قد مضى

اور لوگوں نے کہا کہ انیسویں وقت گزر گیا
ولما اصر على القيام وما نأى

پس جب اپنے قیام پر اصرار کیا اور نہ ہوا

فما طوع الاحرار جماعا وما انهى

بس طاقت کہو جس کو نہ چھوٹی بات نہ مانا اور باز نہ آیا

فلما ابا ففاه صدر المستدعي

پس جب کہ سرکشی کی تو میرے مجلس نے اس کو اٹکا لیا

اهان المهيمن من اراد الهاتى

خدا نے اس شخص کو ذلیل کیا جو میری دولت چاہتا تھا

يد الله تحي نفس من هو صادق

خدا کا ہاتھ مصادق کی حمایت کرتا ہے

وتبقى رجال الله عند نها بر

اور خدا کے مرد بیعتوں کے وقت باقی رہتے ہیں

اذا ما بدت نار من الله فتنه

جو وقت خدا کی آگ آشکارا ہوتی ہے

ومن يخرق الصديق يحب هيمن

اور صدیق کو جو خدا کا دوست ہو کوئی بھلا نہیں کہتا

ومن لذب الصديق خبثا و فزیه

جو شخص بلیا و بڑائی کی راہ سے صدیق کی توہین کرے

وهما يثن حق من الله و ارضع

اور جس بگڑتی وارضع ہو

ومن كان مقاريا يضاع بسرعته

اور سفری جلد ہلک کیا جاتا ہے

فاحسن الثينا بالسكوت و اطرق

پس اسی خاموشی سے ہر احسان کی

فقبل على عقبك انك تدمق

پس کہا گیا کہ پیچھے نہ بات تو نہ جانت کہتے ہیں

فقالوا اذا صر صده ولا تعلق

پس لوگوں نے کہا کہ چپ رہ چپ رہ اور نہ آلام کر

بزرج يلقى بذي مكائد افسق

اور اسے جھڑکی کے ساتھ کھلا جو فاسق کا علاج ہو

فرومق وميض الحق انك ترمق

پس حق کی ہلک کو دیکھ اگر دیکھ سکتا ہے

وان المزور يضل و يز هق

اور جھوٹا ضل ہو جاتا وادھلک ہو جاتا ہے

على النار فنى الكاذبون كزيق

اور جھوٹو آگ پر پاد کی طرح فنا ہو جاتے ہیں

فكل كذب لا محالة يخرق

ہر کذب ہر ایک جھوٹا حلالا جاتا ہے

خطوبى لمن يصلى بنار التومق

پس سبک وہ جو دوستی کی آگ سے جلتا ہے

فيسفيا اعصارا و تحرى و يسق

پھر لگے باد کا اور لگے آگ اور لگے آگ اور لگے آگ

وان رد هاز من الناس يرق

اگرچہ لوگ اس کو رد کریں تب بھی وہ ہلک

و يهلك كذاب بسم الخلق

اور کذاب ہر ایک کے نام سے مر جاتا ہے

تَرَى قَوْلَهُ مِنْكَ خَيْرٌ خَالِيًا

تو اس کی بات کو ہر ایک نیکی سے خالی پائے گا

فَيَقْطَعُ نَبْتَ كَارِمٍ وَجُودَهُ

پس ایسی بوئی کاٹ دیجائی کہ جو کچھ فائدہ پہنچاتا

وَالْيَاقِطُ مِنَ الْمَوْطِ عَذِيقٌ مَرَجَبُ

اور مین خدا کا کھٹکڑ منورہ مجور چون جو بہار کشت بہار کشت

سَحَابٌ مَتَمُورٌ قَالِ الصَّادِقِينَ كَهَيِّزٍ

بُيُوتُهُ حَادِثَاتُ النَّاسِ كَمَا آسَانُ سَجْوَةٍ يَا سَبَّ

تَقْدِمُ مَتَّعْتُ عَبْدًا أَحَقَّ فِي السَّبَبِ وَالْهَمَا

اَوْ تَعْبُدُ أَحَقَّ تَوْنِي كَالْيُونِ مِينَ مِشْرِ قَدَمِي كِي

وَسَمِيتَنِي كَلْبًا وَقَدْ فَهَمْتُ مَنَاتِمَا

اور میر نام تو نے کتے رکھا اور گالیوں تو نے نہ نہ کھولا

وَمَا الْكَلْبُ إِلَّا صُورَةُ أَنْتَ رُوحَهَا

اور کتا ایک صورت ہے اور تو اس کی روح ہے

رَمَيْتُكَ إِذْ عَرَضْتَ نَفْسَكَ مَوْجِبَةً

میں تجھ پر اس وقت گالی ہی جبکہ تو اپنے نفس کو گالی کا نشانہ بنایا

فَأَسْمَيْتُكَ حَمًّا قُلْتَ كَأَسَارٍ وَبَيْنَ

میں تیرے ہی قول سے تجھے باب پیالے پلاؤں گا

فَذِقْ إِيَّاهُ الْعَالِي طَعَامُ التَّبَادُلِ

پس اسے خور کر جو اعلیٰ سماجی کا کھانا کھا

لَطْمُكَ تَغْيِيهَا فَالْعَبْتُ لَطْمَنَا

ہم نے تیرے پیٹ پر تیرے طعنے لگے تو تیرے طعنے کو کچھ سبھا

وَلَتَسْمَعَنَّ مِنِّي كُلَّ مِثْقَلِ ثَنِيَّةٍ

اور جو گالی تو دینا چاہو گا وہ ہم سے سنے گا۔

لَكُنْتُ خَبِيثٌ إِلَيْهِ قَرَسٌ سَنَعْبِقُ

جیسا کہ ایک پلید بوئی بدبو والی گڑھی کا نام سنبل

وَكُلُّ تَخِيلٍ لَا مَحَالَةَ يَسْمَعُ

اور ہر ایک گھجور کا درخت ضرور اپنی لمبائی تک

فَيَعْرِقُ قَاطِعُ شَجَرَةٍ كُلِّ مَعْرِقٍ

پس جس شخص سے درخت کا قطع کرنا چاہا اس کو تیرے گوشت کا ٹکڑا کھا

وَالْأَسْهَاءُ الصَّادِقِينَ سَيَخْرِقُ

اور یہاں حق کے تیرے آخروں کا ہر لگا کرتے ہیں

فَأَقْرَبُكَ مَا أَهْلَكَتَ لِي كَالْمُسْتَوْقِ

پس میری قریبی وہی ہے جو تیرے کھا جیسا کہ کھانے کا بڑا ٹکڑا

وَجَاوَزَتْ حَلَالَ أَمْرٍ بِالْهَاءِ الشَّقِي

اور اوشقی تو حد سے زیادہ گذر گیا۔

فَمَثَلُكَ بَيْنِي وَالْكَلابِ وَيَزْعَقُ

میں تیرے جیسا آدمی کو کھیلے جو بھٹکا ہوا اور فزاد کرتا ہے

وَمِنْ أَكْثَرِ الْقَسْبِ يَوْمَ مَا يُقَسَّقُ

اور جو بد کار کہیں حد سے زیادہ گذر جائے وہ بد بخت اور احمق

وَذَلِكَ دِينَ لَا ذَرْفَ لِي فِيهِ شَقِي

اور یہ لازم الاء آخر میں ہے میں اس کو کم نہیں کیا ہوں

صَفِيفٌ شَوَاءٌ بِالْجِذْرِ الْمَرْقُوقِ

نصفا ہو اگر کشت ہو جپائی کے ساتھ

فَلَيْتَ لَنَا النُّعْلَيْنِ مِنْ حِلْمِ عَو

پچھلے شہسوار کے پاس مضبوط کھوپڑیا جو تانہوتا

وَأَنْ تَرْفُقَنَّ فِي الْقَوْلِ الصَّوَالِ مَرْفُوقِ

اور اگر تو اہل حق اور علم میں تیری کجائی ہم سے تیری کجائی

أَطَلَّتْ لِسَانُكَ كَالْبَغَاوَةِ قَاحَةً
تو نے یہ کاد عورتوں کی طرح اپنی زبان دراز کی

عَلَى حِرَاصٍ لَوْ شَرَوْنَ مَوْبِقِي
میرے قتل کیلئے سخت حرص میں اگر میرے قتل کا موقع

سَأَصْلِقُ قُلُوبَ الْمُسْتَدْرِحِ
کہ غفریب میں مسندوں کے دل جلاؤں گا

فَاقْتَرِمْتُ جَهَنَّمَ أَبَا لَيْسٍ كَوَلِيَّتَا
میں نے جہنم کے آبا لیس کے دوست بن گئی ہے

بَخِثْتُ فَكُنِي دَامِغٌ هَامَةٌ الشَّقِي
بیں اگر تو بخت کا لاد کر تو میں شقی کا سر توڑ دینا لاہو

أَكْفُ لِسَانِي كُلَّ كَفٍّ فَإِنْ تَرَمَ
میں چھانک لیکن ہے زبان کو بند رکھتا ہوں

بِكَلِمَةٍ سَأَلْتَنِي إِلَيْكَ فَأَخْلَقَ
ایسے کلموں کو کہ ساتھ بھونٹے بھونٹے دلا یا پس میں غصہ کرتا ہوں

وَأَشْرَاكَ مَا قُلْنَا وَقَدْ فَتَحْتُ بِالْهَجَا
اور میری بات تجھ غصہ میں لائی اور تو ہلکا ہو گئی کرچکا

مَوَاضِعَ رَفِيعٍ تَطْلُبُ الرِّفْقَ كَأَسْحَى
جو نرمی کے محل پر نہو آگیاں جو نرمی کو چاہتا اور ترقی طبع اسکو مانگ کر

وَلَوْ قَبْلَ سَبَبِ الْكُفْرِ سَبَبُهُمْ
اور اگر کا فر غیر ایندو لوں کے گالی دینے پہلے میں گالی دیتا

لَكُنْتُ ظَالِمًا مَسْرِفًا عَنِ مَتْنِي
تو میں ظالم اور حد سے گذر دینا الا اور نا پر ہیزگار ہوتا

وَلَكِنْ هَجَا قَبْلِي فَأَوْجَبَ الْهَجَا
مگر آنھوں نے مجھ پہلے ہجو کی پس ابھی ہجو کی

هَجَا هُمْ فَمَا عُدَّ أَنْ عَيْنُ مَسْبُوقِ
ہجو ہی ہجو پر لکھنے لگا اور دشمن پر کیا الزام جیسے بقت کے لئے گئے

وَقَدْ كَفَرُونَ وَفَسَقُونَ وَالْهَتَمُ
آنھوں نے مجھ کو فریاد کیا اور فاسق بن گیا اور آنھوں نے

لَكُنْتُ سَطْوًا أَوْ مِثْلَ سَيْفٍ مُشَقِّقِ
مجھ پر سے کی طرح سولا یا سپاہی والی تلوار کی طرح

وَمَا كَانَ قَضِيٍّ أَنْ أَكَلَمَ مِثْلَهُمْ
اور میری نیت تھی کہ ان کی طرح گفتگو کروں

وَلَكِنَّهُمْ قَدْ كَفَوْنِي فَأَخْلَقَ
مگر مجھے انھوں نے تکلیف دی پس میں نے آرام کیا گیا

لَهُمْ صَوْلٌ كَلْبٌ وَالتَّوْحَى كَحَيْتَةٍ
انھوں نے کتے کی طرح سلام اور سانپا کی طرح دیج و تاب ہجو

وَعَادَاتٍ سَرَّحَانٍ وَقَلْبٌ كَخَرَفِ
اور مجھ پر کی طرح عادتیں ہیں اور غرگوں کا دل جو

وَارْسَدْنِي رُبِّي لِكِفَاءِ سَيُولِهِمْ
اور میری نیت ہے جو مجھ پر تیرے تائین اسلام کی طرف سے لکھا گیا ہو
وَإِنِّي لِلْوَلِيِّ وَعَلَيْتُ سَبْلَهُ
اور میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہوں
فَنَجِيتُ مِنْ بَدْعِ الزَّمَانِ وَفَتْهُ
پس میں زمانہ کی بدعتوں اور فتنوں
الْمُتْرَكِيفِ يَسْتَقِ فَلَكَ سُبُلًا بِهَا
کیا تو دیکھتا ہوں کہ میری کشتی فتنہ بگاڑ رہی ہے اور میرا
وَاعْطَيْتُ مِنْ عِلْمِ الْهُدَى وَتَانِقَاتِ
اور میں علم ہدایت دیا گیا اور آیتوں کے جلوہ کا آفتاب
وَلِي أَيْتُ جَبْرِ مِّنْ غَضَبٍ لِّصَرَّةٍ
اور میرے لئے نشان عظیم ہیں جو غصہ و عتاب سے آئیں گے
الْمُتْرَفِ مِنَ الدَّهْرِ لِيُفِيقَ تَكْنِفَتِ
کیا تو دیکھتا ہوں کہ زمانہ کے فتنوں کو مجھ سے ہونے
فَجَحَّتْ مِنْ رَبِّ الذِّیْ يَرْجُمُ الْوَرْدَ
پس میں اس سے کی طرف سے آیا یہ خلقت پر دم کرتا کہ
أَنَا الضَّيْعُ الْبَطْلُ الذِّیْ تَعْرِفُونَهُ
میں وہ شیر بخور ہوں جس کو تم پہچانتے ہو
عَلَى مَوْطِنِ مِخْشَى الْكَذِبِ هَلَاكِهِ
اس میدان میں جو جھوٹا اپنی موت سے ڈرتا ہے
مِنْ جَمَاعَةٍ فِي مَوْطِنِ الْحَرْبِ وَالْوَعْدِ
پس جو شخص اس کے میدان میں ہمدردی سے آیا
وَوَاللَّهِ الْقَيْتُ الْمَرَامِي لِلْعَدَا
اور بخدا جس نے دشمنوں کے لئے فکر کیا ہے

وَغَضِبَ مِیَاهُ قَلْبِكَ مِنْ تَدَقُّقِ
اور تیرے دل میں ان پانیوں کو خشک کر دینا جو تیرے دل سے باہر ہو
وَاعْطَيْتُ حُكْمًا مِّنْ خَيْرِ مَوْقِفِ
اور مجھ کو توفیق دینا کہ میں عسکریں جھڑپوں میں
أَنَا سَااطَاعُونِي وَزَادُوا تَقَلُّقِي
تیرے لئے کہ میں کو بھارت دی جو میری تپش کی
وَالْجَوْدِ عَلَى رَأْسِ الْعَدَاكَ الْمَصْفُوقِ
اور میری ہمدردی کے لئے کہ میں اس کے سر پر مال کی بخشش کروں
عِنَادًا فَمِنْ يَعْطِي عَيْنَ التَّائِقِ
سنگو محاسن پر غور کرنے کی کون آنکھ بچھے
وَهَبْتَ تَرْيَاحَ الْكَهْبِ حَانَ سَوْهَقِ
اور میری ہوائیں ہیں جو تیرے سوا کا گرد باد کہا ہوتا ہے
وَيُرْسِلُ عَجَبًا فَنَدَّ فُحْطًا مَعْزُوقِ
اور باد اُن کے لئے کہ وہ اپنے فحط کی بوقت میں جھٹکا ہو
تَمَالَ الصَّدُوقِ بَعِيدِ أَهْلِ التَّخَلُّقِ
پہناہ راستہ کی اور دور و غلو کو ہلاک کرنے والا
نَقُومُ بِصَمَاءٍ وَجِلْدٍ إِذَا لَقِ
ہم نیز تلواریں کہ آتے پھری ہو جائی ہیں
يَدَا سِوَيْتِ كَالِدِ الْمَدَقِ
پس وہ میرا جیگا حبیب کہ وہ اُن ہی جاتی ہے
وَهَمَّتْ لِسْلَمٍ أَوْ لِحَرْبٍ هَمَزُوقِ
اور میں صلح کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور یا اس کے لئے

فان جنوا للسلام فالسلام دینا
 پس اگر صلح کے لئے مجاہدین کو صلح سہارا دینا ہے
 اراھم کراہم و عین بصورت ہم
 میں ان کو بھاری صورت پر نیون اور گاؤں کی طرح
 وان تبغنی فی ندوة السلام تلفنی
 اور اگر تو مجھ کو صلح کی مجلس میں بلائیگا تو مجھ کو دان یا کوگا
 و شخصہ للاعداء قبل خضوعہم
 اور ہم دشمنوں کے لئے جھکے رہیں قبل اسے بولنا
 فان اسلاموا خیر لھم ولئن عصوا
 پس اگر اسلام لائے تو انکو کو بہتر ہے اور اگر نافرمان ہوئے
 وقد جنتکم من نحو عشرین حجۃ
 اور میں تمھاری پاس تھینا میں برس جو آیا ہوا
 عجمت عماء ان الون ابن مرہ
 تو نہ مانگتا کسی سے تعجب کیا کہ میں ابن مرہ جو ہاؤن
 و تذکر لعن الخلق فی امر اتم
 اور اہم کے تقدیر میں تو لوگوں کی لعنت کا ذکر کرتا ہوں
 وان الواری عسی یسبون محمداً
 اور لوگ اندھوں میں جھلیجے گا لیکن دینی شروع کر دیں
 بل اللہ یرجع لغرض کل فرد
 بلکہ خدا تعالیٰ ہر ایک جو غم کی لعنت میں پڑا ہے
 فذرع عنک ذکر اللعن یا صید لعنت
 اور لعنت کی شکل لعنت کا ذکر چھوڑ دے
 انزعیم یا من لعنتی بالکف اوان
 اور وہ شخص جو ظلم کے ساتھ مجھ پر لعنت کی

وان ندع فی الہجاء لمتابق
 اور اگر ہم لڑائی میں نہ بنے جائیں تو ہم پویشین
 وان القلوب کمثل حجر فذلک
 اور دل ان کے پتھر کی طرح سخت ہیں۔
 وان ندعنی فی موطن الحرب تلقی
 اور اگر تو مجھ کو جنگ کی میدان میں لے گا تو میں غمزدار
 و نرحل بعد الخصم من کل مازق
 اور ہم میدان سے ہجرت نہیں کرے گا تو کوئی نہیں کرے
 فکلمتہم من بعدہ کا المشفق
 پس ہم جہاد کے انکوائی مجروح کرینگے کہ کوئی پھاڑے
 ففکر اھذا مدۃ المتخلف
 پس سوچ کر کیا یہ دور و غمزداری ہے۔
 وان شاء ربی ثنت اعلی واسبق
 اور اگر خدا چاہے تو میں اس سے پہلے ہی تیرے ساتھ ہوں
 وقد لعن الابرار قبل فحقی
 حالانکہ ہمیشہ پہلے اس سے نیکیوں پر لعنت بھیجی گئی تو حقین کا
 فلیس شیء لعنہم یا ابن اسحق
 پس انکا لعنت کرنا اور ابن اسحق پہلے نہیں ہے
 الیہ فی مسی بالملاعین ملحق
 پس وہ ایسی حالت میں شام کرنا کہ ملعون ہوتا ہے
 الم تر ما لا قیت بعد التلقی
 کیا تو نہیں دیکھا کہ جو اس کے بعد تیرا کیا حال ہوا
 تلخص منی بل تلقی و شفق
 کہ تو مجھ سے راپا جائیگا بلکہ پس چائے گا

کحبت اذا ما وقع فی مصلحتی الریحی
 مثل اس۔ ان کے جو چلنے کے پسینہ کی جگہ میں پڑ جائے
 لعنتہ وان الله یلعن وجہکم
 تمہارے لعنت کی اور خدا تمہارے پسینہ پر لعنت بھیجتا ہے
 وکنت اعرض الطر و صبرا علی ذکر
 اور میں ایذا پر شہم پوشی کرتا رہا

وان کان ضلکما الزمان مشکک
 اور زمانہ کے ضلما اگر متحد رہ جیتے ہوں

وما ان اری فی نفسک العلمی والتقوی
 اور میں تیرے نفس میں علم اور فضل نہیں دیکھتا

رخصت کر قصیر بغیۃ فی بحالیس
 اور تونے بدکار عورت کی طرح رخص کیا

وفاکر المصمار ان کنت اهلہ
 اور ہم میدان سے کراہت نہیں کرتے اگر تو اسکا اہل ہو

وهما یکین حق من الله وارضی
 اور جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حق واضح ہو

قل لنی وربی انتی لک نارضی
 پس مجھ پر میری رب کے ساتھ چھوڑ دے

دعوت علی فردۃ الله ساعطا
 تونے برے پر بد دعا کی سو خدا تیرے حق و ناحق پر رو کرے

تعالوا فیاضل ایتھم الزمر کلکم
 اے تمام گروہ کے لوگو! جاؤ

اراکم لذنب او کلکم بصولکم
 میں تمہیں مجھ پر کیسی طرح دیکھتا ہوں یا کتر کیسی طرح میں

فلما انتھی الا بن اذ قنتم تحقیقی
 اور جب ابدا انتہی کو پہنچی تو تم کو یہ یاد دہا کر چکا گیا
 فلا شک انی فاسق بل کافق
 تو کچھ شک نہیں کہ میں فاسق بلکہ اسق ہوں

نصول کخنزیر و کاعمر تشہق
 اور تو خنزیر یا علیہ حملہ کرتا ہے اور گدھ کی طرح آواز کرتا ہے

وفسقتی مع کون نفسک اسبق
 اور مجھے فاسق چھ ایا حالانکہ تو سب سے زیادہ فاسق ہو

ونایتک یوم نضالکم بالتوق
 اور ہم تمہاری لڑائی میں شوق کے ساتھ آئیں گے

وان ردھازر من الناس یبرق
 اور اگرچہ لوگ اسکو رد کر دیں وہ حق چمک اٹھتا ہے

وان اک کذا با فاردی وادبق
 اگر میں کا ذب ہوں تو ہلاک کیا جاؤں گا۔

علیک حضرت کمثل ثوب محرق
 پس تو مجھے ہوئے کپڑے کی طرح ہو گیا

لیهلك من اداۃ سکر الخلیق
 تاکہ وہ شخص ہلاک ہو جو جھوٹے کے زہر کی ہلاک ہو

وضاها تکلمکم حاراً یسہق
 اور تمہارا کلام گدھے کے آواز سے مشابہ ہو۔

لقد ذاق منا قومنا غير مرة

ہماری قوم نے بے شمار مرتبہ

وان كنت في شك فسل شيخنا

پس اگر تجھے شک ہو تو شیخ بطالون کو پوچھ

لكل امر عزيم لا ير وعزمه

ہر ایک شخص کسی امر کے واسطے ایک قصد رکھتا ہے

الا يا الشيخ الشقي تعتم

اے شیخ شقی سچ

اكفرت قوما مسلمين خائنة

کیا تو نے مسلمان کو اذہ و خباثت کے کار خیر یا

ونقطع ايدي السارقين لدرهم

اور ایک درہم کے لئے چوروں کے ہاتھ کاٹے جانے ہیں

صبرنا على طغواك فازد دت شقوة

ہم نے تیری زیادتی پر صبر کیا

وانشئت بارزني وانشت فاستغر

اگرچہ تو مقابل کر اور اگرچہ تو چھپ جا

وجدتك من قوم لساحر تا بطول

میں تجھ کو اس قوم میں سے پایا ہے جنہوں نے شرارت

سبت واغريت اللئام خباثة

تو نے گالیوں میں اور بہت جاہلوں کو گالی کیلئے غریب دی

فاقمم لولا حسنة الله والحياء

پہرین قسم کھاتا ہوں کہ اگر خدا کا خوف اور حیا نہ ہو

وقد ضاقت الدنيا عليك كما ترضى

اور دنیا تجھے تنگ ہو گئی جیسا کہ تو دیکھتا ہے

حسما جراحته الى القتي ترفقي

ہماری تلوار کا وہ مزہ چکھا کہ بھانپنے کی بات

عويا غيبا في البطل الى

جو غیبی اور بزدلی اور بطالت میں ہلک گیا ہے

اهانت دين الله فاذا لهيبه حقيق

اور قصداً اس شمس کی اہانت دین کی ہمارا دھبہ

وقدر كائن الى ما تهم

اور انسان کی طرح فکر کر اور گدہ کی طرح آواز کر

ظلمتك جهلا فالتو الله واسرق

تو نے جہالت سے انہو پر ظلم کیا پس ڈر اور نرمی کر

فقل ما جزاء عكفرا ومخسوف

پس کہہ کہ کار خیر رائے والے کی سزا کیا ہے

وخادعت افعاما بقول ملفق

اور چار پائیوں کو تو نے نصن باتوں سے دھوکھا دیا

فاني ساهوكلدا كنت تهم

پس میں ہر ایک جو تو نے کھانا غفر سے نہ کر دوں گا

شرورا وسبوا الصالحين كذلق

بے مین اور صلحا کو گالیاں دین حبیبہ درہ مگوانا

علي فاذا وني ككلب يحرق

پس انہوں نے مجھ کو تیرے پیروں والے کی طرح تکلیف دی

لا رمت ان افنيك سببا وادهم

تو میں ضد کرتا کہ گالیوں سے تجھے فخر دیتا

ودنيك هذا فائق الله واسرق

اور میں تیرا یہ ہے جس سے ڈر اور نرمی کر

وَاِنْ كُنْتَ قَدْ سَرَّكَ عَادَةُ خُلَاطَہِ
اور اگر تجھے درشت گوئی کی عادت اچھی معلوم ہوئی ہو
المتزمت للدين كيف تفرقت
کیا تو نے دیکھا ہین کہ دین میں کس طرح تفرقہ پڑ گیا ہو
وَكَذَّبَتْ بَنِيَّ اللَّهِ فِي خَائِرِ فَنَاءِ
اور لیکھ ام کی پیشگوئی کے بد بین تو نے تکذیب کی
وَتَنَحَّتْ هَتَانَا عَلَيَّ كَفَّارِي
اور میری پر تو ایک فاسق کی طرح ہستان باندھ ساہی
اترعی بریا یا خبیث بد مذہبہ
کیا تو اوی خبیث قتل کر نیو الیک گناہ مجھ پر لگا تا ہے
فَطَوَّرْنَا تَشْدِيدَ الْإِسْلَامِ وَتَارَةً
پس کمی تو تو میری طرف اشارہ کرتا ہے
وَوَاللَّهِ اِنْ جَاعَتِي فِجْمَعِهِمْ
اور بخدا میری جماعت تمھاری جماعتوں میں
وَمَثَلُ الَّذِي يَتَّبِعُنِي بَعْدَ سَلَامَةٍ
اور جو اسلام کے بعد میرا تابعدار ہوا کسی شیطان کو
فَلَمَّا عَرَاهُ الْحَلْزُ رَبِّي ثَانِيًا
پس جب خشک سال اس پر طاری ہوا تو پھر سر پہانی برا
اَتَكْفُرْ اَيُّ اللَّهِ خُبْنًا وَشَقْوَةً
کیا تو خدا کے نشانوں کا انکار کرتا ہے
اَذَلَّتْ لِي الْاَعْنَاقُ مِنْ غَيْرِ اِيْتَرِ
کیا نشان کے بغیر ہی گردنیں میری طرف جھک گئیں
اِلَى اللَّهِ تَشْكُوْنَ ظَنُّوْهُمْ كَذِبَ
ہم خدا کی طرف مذہبوں کی بدگمانیوں سے شکایت کیا کریں

فَفَرَّقَ بَيْنَا بِي مِنْ شَيْبَاكَ اَمْرًا
پس تو میری کچھڑے چھاڑ اور میں تیری چھاڑ دین گا
فَلَيْتَ لَمَثَلِكَ جَاهِلٌ لَمْ يَخْلُقْ
پس کاش تیری جیسا جاہل پیدا ہی نہ ہوتا
وَقُلْتُ بِخَبْثِ اَنَّهُ لَمْ يَصْدَقْ
اور خباثت کی رو سے کہا کہ وہ سچی ہین نہ ہوئی
وَتَعْرِى اِلَى لَفْسِي جِهْرًا لَمْ يَبْقِ
اور لیکھ ام کے ہاک کرنے والے کا جہر میرے منہ میں نہ رہا
اَلَا تَتَّقِي الدِّيَانَ يَا اَيُّهَا الشَّقِيُّ
اے شقی کیا تو خدا سے ہینیں ڈرتا
تَشْدِيدَ اِلَى حَزْبِي بِكَذِبِ تَخْلُقْ
اور کمی میری جماعت کی طرف تائیں جھٹھو چھو بندہ ہا
كُنْزُهُ عَدُوٌّ عِنْدَ بَنِي السَّجِيَّةِ
لکھو کر کے درخت کی طرح جو ایک غراب بوی لکھیں جو ہم سے بھڑکے
كَمْ شَذَرِي سَرَّ مَرِي بِأَوْدَتِ
جیسو کوادی کی زمین عمرہ کی چوٹی جیسو کا لابل بل بریں گیا
فَصَارَ كَمَوْتِي الْاَسْرَةِ مَوْرَقِي
پس اس حلاز میں کس طرح ہو گھوڑو یا بدترین فی ہوا اور ہین بھڑکیا
وَاَيْتُ مَيْتٌ بِالذَّمِّ الْمَسْدُوقِ
اور اتر مردہ کی شان کو جیسے ساتھ خون ٹپکتا ہے
اَجَاءَتْنِي الْعُلَمَاءُ مِنْ غَيْرِ مَقْلِقِ
کیا علما بغیر کسی محرک اور بے آرام کر نیو الیک بد بین ہو گئے
وَاِنَّ الْمَلَكُ سَوْفَ يُخْرِى وَيُسَبِّحُ
اور مذہب رسوا کی جائیگا اور پیا جائیگا۔

اتكرايته خالق الارض والسماء
کیا تو خدا کے نشانہاں سے انکار کرے گا

انذرناکا الذب یا کلب جیفۃ
اے مرد ار کے کہنے کیا تو بہین بیکر کی طرح ڈھانا کر

رضینا بظہر الخیر والہدی
ہم خدا سے جو خیر اور ہم دین کو ظاہر کرتا کر احسن ہو گئے

اعنت توئد فاسقا غیر صالح
کیا تو فاسق ہونے کی حالت میں مدد کیا جائے گا

وانی اذا ما مت لله مخلصا
اور میں جب اخلاص سے خدا کیلئے کھڑا ہوا

وکان لی الرحمن فی کل موطن
اور خدا میرے لئے ہر بہانہ میں تھا

واعطیت قلبا مثل منجد الوعی
اور میں قلم لڑائی کے گھوڑے کی طرح دیا گیا ہوں

مکرم مفتر مقبل مذبر معہا
جلد کرنے والا بھانسنے والا آگے ہونی والا پیچھے ہونی والا

وان یراعی صار یرحق العدا
اور میرا قلم ایک تلوار ہو جو دشمنوں کو جلاتا ہے

وان کلامی مثل سیف مقطم
اور میرا کلام تیغ بڑاں کی طرح ہے

وانی اذا حاولت کما فیضیۃ
اور جب میں نے خدا سے کلمات فصاحت طلب کیے

واعطیت فی سبیل الکلام قریحة
اور کلام کی راہ میں ایسی طبیعت دیا گیا ہوں

اعنت تخارب قدرہ ایھا الشقی
کیا تو ایشقی انس کی تقدیر سے جنگ کریگا

وانا توکلنا علی حاکم یسقی
اور ہمیں اس مجاہدان پر توکل ہے جو نگہ رکھنے والا ہے

رضینا بعین ان قضی او تفیق
اور ہم تنگدستی پر راضی ہو گئے اگر وہ چاہے اور یا ستم پر

الحت بجمہک ایہا الغول فائق
یہ تو کلمہ محال سننے پر لایا پس تو بہرگز

فاید فی ربی معینی موافقی
پس خدا تو یقین دہندہ نے میری مدد کی۔

فمن قمتک بالہ کل المشرق
پس جیسے خدا کے ساتھ تھو گھوڑے کی طرح سے کر دیا

فیسر نیرانا وکالبرق یخفق
پس آگ کو سلگاتی ہے اور برق کی طرح جلتی ہے

کد اب اجارد عند تو قد مازق
جیسا کہ لڑائی کے مہدائین عہد گھوڑوں کی عادت ہے

کنار و ما النیران منہ باخرق
اور آگ اس سے کچھ زیادہ جلتا نیوالی نہیں۔

یجذ رؤس للفسدین و یفرق
فسادوں کا سر کاٹتی اور حسبہ اکرئی ہے

فناولنی ربی افا نین منطقی
پس میں اپنی رب سے گویا کون فصاحت کلام دیا گیا

کوحاء مرقل تنزہ و تدیق
جہاں لٹکنی لڑائی کی طرح ہے جو جلد اور دیر کی امتیاز پر قسم رہتی ہے

وَتَرْهَاهُ الرَّحْمَنُ عَنْ كُلِّ اَبْلَةٍ

اور خدا اسے ان کلون کو ہر ایک نقصان سے منزوی

عَلَوْنَا ذُرِّي قَنِ الْكَلَامِ وَقَوْلُنَا

ہم کلام کے پہاڑوں کے چوٹیوں پر چڑھ گئے اور

فَلَوْ جَاءَنَا بِالزَّرْمِ سَحَابَانِ وَاثِلِ

پس اگر آئے ہمارے ساتھ سحاب دو اٹل بھی ہمارے پاس

وَقَاضَتْ عَلَيَّ شَفَقَتِي مِنَ اللَّهِ رَحْمَةً

اور خدا کی طرف سے میری ایسے پر رمتِ حلی کی گئی ہے

وَكُلُّكُمْ مَطِي لَوْ لَوْ قَدْ نَظَّمْتَهَا

اور کلمے موتیوں کی طرح میں جنکو بنو منتظم کی

اِذَا مَا عَرْضْنَا قَوْلُنَا كَالْمَنَاصِلِ

جب ہم نے لڑنے والے کے طرح اپنا سخن پیش کیا

فَمَا كَانَ يَوْمَ اَجْمَعُ اِلَّا لَذَلِكَ

پہر جب ہدایت کا دن ایسی غرض سے تھا کہ تجھ کی ذلت ظاہر

اَيَا دَبَّحَ الرَّحْمَنُ خَرِبًا وَذِلَّةً

مذلت تم کو گون کو ذلت کی مار سے مار دیا

اَلَا رُبَّ خَصِمٍ كَانَ اَكْبَرُ مِنْكُمْ

خبردار ہو بہت سے دشمن تھادی طرح سخت لڑنے والے تھے

فَلَمَّا اَتَاكَ الرِّثْدَانُ مِنْ وَاَهْبِ اِلَهُكَ

پہر جب کہ اسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پہنچی

رَبِّئِثٌ اُولَى الْاَبْصَارِ لَا يَنْكُرُ وُثْنِي

بنو دشمنند ونگو دیکھا ہو کہ میرا انکار نہیں کرتے

لَهُمْ اَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا حَسَنٌ

ان کے واسطوں آنکھیں میں جنس وہ نہیں دیکھتے ہیں اچھ

وَصَدْرُ عِزِّي كَالْحَقْدِ الْحَبْلُ

اور میرا عجز حقہ کو تہ قد کی طرح کیا گیا۔

رَلَالٌ نَمِيرُ لَا كَمَاءٍ مَرْتَقٍ

ہمارا قول آبِ غوث اور صافی ہو اور سیلا کھینچا نہیں

لَفَرَمِنَ الْمِيدَانِ خَوْفًا كَحَرْقِ

ہر آئینہ ڈر کر خروٹ کی طرح میدان میں جاکر

فَقُولِي وَنَطْقِي اَيَّةٌ لِلْحَقِّ

پس میرا قول اور نطقِ حق کے لئے ایک نشانی ہے

وَجَمَلٌ كَقِفَانِ الْعَذْقِ الْاَسْمَقِ

اور خیل لطیف جو کھجور کی شاخوں کی طرح ہیں جو کھجور

لَمِيتٌ يَقْطُرُ اَوْ كَثُوبٌ مَحْرُوبٌ

پس تم مردہ کی طرح یا چھوڑ ہوئی کپڑی نہ صبح کر گئے

لِيُبْدِيَ رَبِّي شَانِ رَجُلٍ مَوْفِقٍ

اور تا خدا تعالیٰ تو موقوف یا فائدہ انسان کی شان ظاہر کرے

وَ اَيَّدِنِي فَضْلًا فَفَكَرْتُ وَعَمِقُ

اور اپنے فضل سے میری تائید کی یہاں اور خوب

مُصْطَرَا عَلَيَّ كَفِيدَةٌ غَيْرُ مَعْتَقِي

تکلف پر اصرار کرینو لا باز نہ آئے والا

اَتَانِي وَبَا يَعْنِي بِقَلْبٍ مُصَدِّقٍ

میر کو پاس آیا اور دل کی تصدیق سے بیعت کی

وَمِنْكَ شَانِي جَاهِلٌ مُتَقِي

اور جو جاہل اور بخیل ہو وہ میری شان سے انکار کرتا

بِرَّيْمٍ اِذَا افْتَدَا عِيُونَ التَّانِقِ

کون دکھا دو جب اچھی آنکھ کی دیکھو کی آنکھ نہیں دیکھو

جس نے میری شان سے

الایہا الغالی الام تفسق

او غلو کر نواسے تو کب تک گالیان دے گا

وما جئتکم عن یرای و حجة

اور میں بغیر نشانوں کے تمہارے پاس نہیں آیا

فما وقع منها خذل ثم يطلب الہدی

پس جو کچھ اس میں سے واقع ہو گیا اسکو بجا ایت بطرح

سیت گشترا من لئامرق ائنی

یہ بہت لیتیم دیکھے گریٹے

تسائر لک تحت کبر و نخوة

تیری عقل تکبر اور نخوت کے نیچے چھپ گئی

اراک لفظان تخاذل رخلہ

میں تجھ اس پہل کی طرح دیکھتا ہوں جو چہرہ میں ہستی ادا ہے

وما انت الا العصافیر ذلہ

اور تو کچھ نہیں مگر ایک چڑیا ہے

فترجیا ابلیس ثم محربة

پس ابو ابلیس تو نسا کر گیا جائیگا اور پھر ایک ہرے کی طرح

ورث لئاما قد خلوقہل و قتلم

تو ان لیٹھوں کا وارث ہو گیا جو تمہارے پہلو گزر گئے

وساعتک ما قلنا فعینک قد عمت

اور تجھ پر ساری بات نبی معلوم ہوئی اور تو اندھا ہو گیا

ومن لم یکن فی دینہ ذ البصیرۃ

اور جو شخص اپنے دین میں بصیرت نہ رکھتا ہو

فہو عمور المرین علمہا لکم

تم ان امور کے پیرو ہو گئے جو بکا سمجھتے ہیں

قد وک نصی و انوالہ و ارفق

پس میری نصیحت قبول کر اور خدا سود اور نرمی کر

وقد اشرق ایت بی و تشرق

اور میرے رب کی نشان چمکے میں اور بعد اس کے چمکیں گے

وما یقع فاکرک لہواک و رنق

اور جو واقع نہیں ہوا اس کے لپٹنے کا منظر رہ

مثاک ما انسٹ رخلہ رعبق

تیرے جیسا بد خو کوئی نہ دیکھا

کلب عفا فی بطن جوز فرصق

اس مگر اکھڑ کی طرح جو تنک اور سخت چھلکے وہ اکھڑ میں

فلا بد من رخلہ یسوق و یرعق

پس ایسے آدمی کا ہونا ضروری ہے کہ ناک اور بلند آواز ہو کر

و تحسب لفسک من عجاہ سودق

اور نامینا سنی سے اپنی شین ایک شاہین سمجھتا ہے

تشرق تنزقا لکلب مشرق

پتے پر سے کی طرح خود کو لکڑے کہا جائے گا

تسأبت الاطوار یا نھا الشقی

اے شقی تمہارے طور ان سے مشابہ ہو گئے

مثل خفافیش اذا الشمس شرق

ان شہروں کی طرح جو سورج چمکے کیوقت انہی ہو جائیں

لیکن امرہ تکذب امرہ حق

محققوں کی تکذیب اس کی مادت ہو گئی

فانی علیکم یا عدل الحق اشفق

و میں ادا و دشمنان حق تمہارے حال پر ہرسان ہوں

وَتُكْرَمُ قَا أَبَدِي الْمُهَيِّشِينَ عَزَّتِي

اور خدا نے جو ہماری عزت ظاہر کی اسے تو اظہار کیا

وَبَوْنُ بَعِيدٍ بَيْنَ شَلَقٍ وَقَرْنَيْنَا

اور چھوٹی چھیلی اور ہماری بڑی چھیلی میں بڑا فرق ہے

وَنَحْنُ بِحَدِّ اللَّهِ نَلْنَا مَدَارِجًا

اور ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے مدارج تک پہنچ گئے

أَحَاطَتْ بِنَا الْإِنْفَارِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ

ہر ایک طرف سے ہمیں نور محیط ہو گئے ہیں

وَيَبْغُوا مِنَ الرَّحْمَنِ حَقَّ مَطَهَّرٍ

اور خدا کی بات نشو و نما پاتی ہے

وَاللَّيْلُ فِي مَوْصِلٍ وَمُحَمَّدٌ

اور بجز امین مومن اور محبت خدا ہوں

وَنَذْكُرُنِي كَالْمُفْسِدِينَ تَحْقِرًا

اور مجھے تحقیر سے تو یاد کرتا ہے اور

أَتَفْخِرُ بِمُسْلِكِينَ مَزَقَلَتْ أَلْتَهَى

اے مسکین کیا تم غلی کی وجہ سے

وَمَا الْفَخْرُ إِلَّا بِالتَّقَاةِ وَبِالْهَدَى

امد فرمخص پر ہر نگاری کے ساتھ ہے

نَسَبٌ وَقَدْ شَهِدْتُ صِدْقَ وَابِي

تو مجھ کو گالی دیتا ہے اور میرا صدق اور میری شان دیکھتا ہے

عَلَى أَسْفَافِ تَرْجَمَتِ حُلِيِّكَ

صدی کے سر پر ایک مجسمہ ڈالیا

أَتَعْرُو إِلَى الْإِفْتِرَاءِ خَبَائِثُ

کیا میری طرف جنابت سے افتراء کی تہمت کرتا ہے

وَلَا تَنْتَهِي بِلِ الْبَحَائِبِ تَشْتَقِي

اور باز نہیں آتا بلکہ یہاں تک کی طرح خوش ہوتا ہے

فَنَبْلَعُكُمْ كَالْقَرَشِ يَا أَهْلَ عَمَلِق

پس ہم تمہیں بڑی چھیلی کی طرح نگل لیں گے اور ظالمو

وَصَرْتُمْ كَيْسِيَّةً وَخَشِيَّةً قَدْ هَدَرَ

اور تم مردہ کی طرح ہو گئے یا توئی ہوئی گاڑی کی طرح

وَمِنْ أَفْقَانِ شَمْسِ الْحَاسِ تَشْرِقُ

اور ہماری رفیق سے آفتاب مجاس طلوع کرتا ہے

وَمَا كَانَ مِنْ عَوْلٍ وَفِيهِ وَيَسْجُو

اور جو سلطان کی طرح ہو وہ فنا ہو جاتا ہے اور نقصان

أَوْنَتْ عَلَيْنَا يَا بَنِي الْبَحْرِ لَعَلَّ

کیا تو ہم پر خدا تعالیٰ کا دروازہ بند کر رہا ہے

تَقُولُ فَقِيرٌ مُفْلِسٌ بِلِ كَدِّ حَقِّ

کہتا ہے کہ ایک محتاج بے غلے کی طرح ہے جو باطل کی نصیب

بِمَالٍ وَأَوْلَادٍ قَبَاحَةٍ وَتَشْتَقِي

مال اور اولاد اور رشتہ اور نوکر چاہ کرے تو فریاد کرے

وَلَا مَالٌ فِي الدُّنْيَا لِقَلْبٍ يَتَعَفَى

اور دنیا میں کوئی مال پر سیر کھڑک کی طرح نہیں

وَأَنْ أَلْفِي بَعْدَ الْبَصِيرَةِ يَعْتَقِي

اور رد آجی بصیرت کے بعد ہر گویا سہم جاتا ہے

حَيْثُ صَحِيحٌ لَا يَقُولُ مُلْفِقٌ

یہ حدیث صحیح ہے تو کسی بے دان کی قول نہیں

وَقَدْ عَصَمَنِي رَبُّ الْوَرَى مِنْ مَخْلَقٍ

اور خدا نے مجھے عبوث یونہی سے بچا یا ہوا ہے

وشأت احب الصدف طفلًا ووهًا
 میں بچپن سے جوانی اور کہوشتے زمانہ تک
 شربنا زلال لایک در صفوح
 ہونے وہ پانی پیا ہر بکلی منہائی کہ بین
 عجبت لعقلک یا اے خدا برضلا لہ
 تیری عقل پر ہوا کہ خداوند اللہ تعالیٰ ہے
 انبصر فی عینک عن الفک الفدی
 نیا تو اپنے عین کی آنکھ میں ایک تنکا دیکھتا ہے
 تموت بواذی ستاف عفنقل
 نواب یہوہرتہ ہر تیکہ جس میں مرنا ہے
 نبت الہدی والشمس نصت نقاہا
 نابہر بن ہدایت اور سورج نے برقہ آثار الا
 وسید بنی اشقی الرجال عصبًا
 اور یہ انام تو نے اشقی الرجال رکھا ہے
 وہ یستوی المران هذا محقق
 اور ایسے وادی برابر زمین ہو سکتی کہ ایک لیرم تحقیق ہو
 ارفی رأسک المنحوس قفرا من النہی
 بلند تیرے خوس سر کو مثل ۔۔۔ دانی دیکھتے ہوں
 متی ضل عقل المرء منکلت حواسہ
 ۔۔۔ انسان کی عقل گمراہ ہو جاتی ہے تو ماتی ہی حواس ہی گمراہ ہوتے
 کذاک فتومر عنای قد نعلت
 ای طرح تم عناد اور کینہ سے ہو گئے
 ائی الکفر امثال جفاء وغلظتی
 کیا کافر میں ظلم اور دشمنی میں تمھارا کوئی منہ نہ پایا جاتا

وکھلا ولو مزیقت کل المشرق
 سچائی نہ دوستی رکھتا رہا ہوں اگر یہ کھڑکھڑا کر گیا
 وذقنا شرابا عجیباً من تذوق
 اور ہنر وہ شربت پیسا ہر وقت قوتنا میں ہونے نہ کر گیا
 ترک غیر الماء من حبت غلق
 تو نے اچھا پانی کافی کی خواہش سے ترک کر دیا
 وعینک من جدل عما تتشقق
 اور تیری آنکھ ایک موٹی بڑکے اندھ جانے سے بچ رہی
 وتکر روضاً من عذیق ملتق
 اور کھجوروں کے باغ سے ہر تیر کرتا ہے
 وات کحفاش الدجی تتابع
 اور تو خفاش کی طرح چھپتا ہے
 فقل ان متناعد ایسا الشقی
 پس ہر تیکے بعد تجھے معلوم ہو گا کہ ہم دونوں کو کون تھیں
 واخرینع کل قول ملفق
 اور دوسرا ہر ایک رطب یا پس کی پیروی کرتا ہو
 وقلبا کوماء ونفسا کسلفق
 اور تیر دلو کو آب دانہ جمل کھل اور تیر نفس کو خمر دین طبع
 فلا یؤنس الوخل المرل ویرمق
 پس جیسا انیو کو کھجور کو نہیں دیکھتا اور کھپسل جاتا ہے
 فانی لکم تا بد رب فوق
 پس خدا کی تاسید تمھیں کہاں سے
 لکم ایہا الرامون رمی الخلق
 ای کو کو جو شخص دروغ گوئی کا لیاں ذکر ہو ہو

اهذه اهل التقوى الذي في جموعكم
 کہا یہی تمہاری جماعتوں کا تقویٰ ہے
 وَقُلْتُ لَكُمْ تَقَبُّوا وَكَفُّوا سَاكُنْكُمْ
 اور میں تمہیں کہتا ہوں کہ توبہ کرو اور زبان کو بند رکھو
 وَلِلَّهِ آيَاتٌ لِّتَأْمِنُوا مِنْهَا
 اور خدا کے ہدیہ ایسے کہ تم میں کئی نشان ظاہر کیے
 عَلَى قُلُوبِ أَهْلِ اللَّهِ نَزَلَتْ سَكِينَةٌ
 اہل اللہ کے لیے سکینہ نازل ہوئی
 أَيْلَا عَنِيَ السَّعَادَةُ فِي النَّفْسِ
 یہ میرے امت کے لیے الہیہ نیک بختی میں ہے
 إِذَا تَبَيَّنَ أَنَّ الْمَوْتَ لَا بَدْتَكَ
 جب کھائیگا کہ موت ضرور ہے
 وَلَا يَفْلَحُ الْإِنْسَانُ إِلَّا بِصِدْقِهِ
 اور انسان محض صدق سے نجات پاتا ہے
 وَمَا أَنْفَخْتُ شِدْقَكَ إِلَّا سُبْحًا
 اور تو نے کالیوں کے رات اس کے منہ کھلا ہے
 وَإِنْ يَسْقَاهُ الْجَحِيمُ مِلْحَمًا شَفَا
 اور جہنم کی بھاری قابل شفا ہے
 وَكَأَنَّ اللَّهَ لَوْ لَا حَرْبِي لَمْ تَكُنْ تَرَى
 اور بخدا اگر میرا حرب نہ ہوتا
 وَأَنْ كُنْتُ قَتِيلًا فِي هَذِهِ لَمْ
 اور میں یہ قیدیہ تمہاری مقابلہ میں نہ تھا
 كُنْتُ مَرَارًا وَأَكْثَرُ الْعَمَلِ
 میں گونگون کی طرح بختیہ کرتا ہوں بلکہ کالیوں میں

أَمَّا الْأُمُورُ وَمِثْلُهَا شَأْنُ مَتَقِي
 کہا یہ امور و امثال کی شان سے متقین
 فَمَا كَانَ فِيكُمْ مِنْ يُتُوبٍ فَإِنَّهُ
 پس تم میں نہ ہی یہی ایسا تھا کہ توبہ اور تقویٰ اختیار کرتا
 وَأَنَا كُنَّا بَعْضُهَا لِلْمُتَّقِينَ
 اور بعض کو ہم نے متقون کے لئے لکھا ہے
 وَقُلُوبُكَ يَا مَعْتُونُ يَجُوعُ وَيَسْتَقِ
 اور یہی اول دفعہ میرے ہونے کو گم ہو گئی تھی
 فَخَفَّ قَهْرِي حَافِظُ الْحَقِّ وَاتَّقِ
 پس خفہ مجھ پر اندوہ منی سے ڈر اور خدا سے ڈر
 فَتَوَاتُ الْفَقْرَ خَيْرٌ لِّمَنْ تَتَّقِ
 پس ہر کام کا تاجہوشہ کو سونپ دینا بہتر ہے
 وَكُلُّ كَذِبٍ لَا مَحَالَةَ يُوَجِّعُ
 اور ہر ایک دروغگو کو سوز دیتا ہے
 وَتَكْذِيبُ أَهْلِ الْحَقِّ لَا تَخْلُقُ
 اور کالیوں کا کذب کالیوں کو نہیں پیدا کرتا
 وَلَيْسَ رِوَاغِي إِلَّا بِالْإِيمَانِ الْمُسْتَقِيمِ
 مگر بقاوت کی کسی دکان میں نہ دوا نہیں
 فَهِيَ كَأَنَّهَا ضَلَالَةٌ سَابِرٌ لَتَمُوتُ
 تو تو کہہ نہی ایسا ہوا نہ پناہ آراں کو بلند ہو گیا
 فَهِيَ سَيْتُكُمْ مِنْ كَارِزَةِ حَيَاتٍ لَمْ يَمُوتِ
 پس تمہاری گروہ میں نہ ہی یہی کالیوں کی حیات ہے
 عَدَا طَائِفٍ أَسْنَمَ لَمْ يَسْجُدْ لِمَلِكٍ
 اور تمام کی زبان کی روانی میں نہ ہی یہی عبادت ہے
 كَوْنُ طَائِفٍ ذِي هَاجٍ

انخست ان القول قول ايجاب
 کہا تو گمان کرتا ہے کہ یہ قول غیروں کا تو رہتا
 فما ہی الا کلمۃ قیل مثلہا
 پس نہ تو ایسا کلمہ ہے کہ پہلے ایسا کہا گیا ہے
 فہکرا تعلم منشأ لی کتمہ
 پس فکر کر لیا ایسا منشی مجھ پر معلوم ہو جو میری جیسا لیا
 انتخت کذ بالیس عندک شاہد
 کیا تو ایسا جھوٹا نشانہ ہو کہ میری پاس کوئی گواہ نہیں
 رضیت بحکاکات ابلیس شفوۃ
 شیطان و سادوس کے ساتھ تو راضی ہو گیا
 انتکر ابنتی وقد شاہدتها
 کیا تو دیدہ و دہشتہ میری نشانوں کی مراضی ہو گیا
 وقد ما اتم عمک المتضرر
 اور آتم تیرا چپا انصرانی مرگ
 ریتلہم حوازیکم من اللہ ربنا
 تو تیسے خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنی سزائیں دیکھ لین
 وقد قطع ربی الف اصبع کلہم
 اور میرے خدا نے تمام مخالفوں کی ناک کاٹ دی
 تکف قلبک صد ظلمت الشقا
 تیرے دل پر انکار و شقاوت محیط ہو گیا ہے
 وقد ضاع ما علمت انکنت عالما
 لگ کر تو عالم تھا تو تیرا سب علم برباد ہو گیا
 اداک ومن ضاهاک رب جہنۃ
 میں تجھ پر اور تیرے ساتھ امثال کو جا بولنا شروع دیکھتا ہوں

وقد صبت من عینی کما عہد غفر
 مالا کہ میری شہادت بانی بنے و ایک طرح کر آیا گیا ہے
 فقالوا اعان علیہ حق مکشف
 اور لوگوں نے کہا کہ اکی و سروں نے مدد کی ہے
 فہما والقضائلی بحجر التاب
 پس وہ پیکر کے پوٹیدہ پیکر قصیدہ نکھتا ہے
 علیہ وتبنہ کالکلاک ترعق
 اور کہتوں کی طرح جھونکتا اور سر مایہ کرتا ہے
 واثرت سبل العنی یا یہا الشقی
 اور گمراہی کی راہیں الیشقی تو نے اختیار کیں
 العرض عن حق مبین مروق
 کیا تو غلط کھلے اور آراستہ حق سے انکار کرتا ہے
 وقد حق ان شعی لحاکم و متخلق
 اور جو ہے ہوا کہ تمہاری دائرہ میں باوجودی جان و بندہ الی جان
 و ملکم کیوت المفسد المتخلق
 اور تم اس طرح مر گئے جیسے مفسد در و دنگہ کرتا ہے
 واتخى العدا و امد کلا بما زق
 اور دشمنوں کو رسوا کیا اور آپ کو یہاں ہلاک کر دیا
 فما ان ارى فیک الهدایت تشرق
 پس میں نہیں دیکھتا کہ ہدایت تجھ میں ہو
 کزیر اذا خملت علی ظہر زہلق
 ان کی ہون کی طرح جیکہ گدھے پر لا دی جائیں
 تلا بعضکم بعضا کاسحق انزق
 بعض بعض کے چمکے جیسے دان شتاب کار

رَبِّكُمْ عُواظِكُمْ بِزَكَّ سَفِينَتِي
تسے میرے سفینے کے ترک سے اپنا انجام دیکھ لیا

وَعِنْدِي عِيُونٌ جَاتِيَا مِنْ أَلْهَكْ

اور میرے پاس ہدایت کے چشمے جاری ہیں

وَأَعْطَيْتُ عِلْمًا يَلَاءُ الْعَيْنِ قَرَّةً

اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہوں جو آنکھ کو ٹھنڈا کرتا ہے

وَأَنَا أَرَى الْعَادِينَ فِي تَهْمَاتِ السَّقَا

اور میں ظالموں کو شقاوت کے جگمگ میں دیکھتا ہوں

وَلَوْ لُتْ دَجَالًا لَدَوَالِضِرِّي

اور اگر میں دجال اور دروغ گو ہوتا تو بڑا ہی ہنسکتا

دَعَاؤُكُمْ سَبَّوْا شَمَكَا دَوَالِضِرِّي

انھوں نے بدنامی میں کہیں پھر گایا دین پھر کر کے پھرنا سیدھا

يَنَارُكُمْ أَقْوَامٌ وَيَسْتَدُ حَرِّهِمْ

تو میں جھگڑتی ہیں اور ان کی لڑائی جوت ہوتی ہے

فَلَيْتَ يَقُولُ الزَّمَانُ قُلُوبُ أَتَضَاهَا

پس کاش کہ مخالف جماعتوں کی عقلیں کبھی ہموار ہو جائیں

وَمَا أَنَا إِلَّا مُنْذِرٌ عِنْدَ فَتْنَةٍ

اور میں فتنہ کے وقت ایک مندر ہو کر آیا ہوں

وَلِي قُرْبَةٌ شَدِيدَةٌ عَلَى عَصَا مَهَا

اور میری ایک مشک ہے جس کا بند میری پر مضبوط کیا گیا ہے

هَمَزٌ يَأْتِي صَدَقًا كَهَطَّانِ سَاعِيَا

پس جو شخص صدق کے ساتھ ساتھ کھینچے وہ میرا چاہنے والا ہے

فَقَرَّمَا هَلَّا لَلَّهِ أَزَكَّتْ خَرَأَ شَيْعَا

پھر اگر تو خدا کے لئے شیعہ کو تہمت دے تو اس کے لئے کفر ہے

وَضَاعَتْ خَلَايَاكُمْ وَفَقَمَ مَعْرِفِي

اور تمہاری بے گنجائش بن گئی اور تمہاری معرفت بے گنج ہو گئی

هَيْئًا لِّلرَّجُلِ قَدْ دَنَا هَالِي سَمَقِي

اگر آئی کو وہ شہر گواہ ہوں کہ اُن سے نزدیک ہوتا ہوں بانی پیے

وَنُورًا عَلَيَّ وَجَدَ الْخَالِفَ يَبْزُقُ

اور نور دیا گیا ہوں جو مخالف کے منہ پر تھکتا ہے

وَمِنْ جَاءَنِي صَدَقًا فَهَذَا خَلْجِي

اور جو صدق کر ساتہ میری پاس آیا وہ میری فلاح میں داخل کیا

عَدَاوَةٌ مِنْ يَدِ عَوْضِي لَا وَبَقِي

عداوت میری سختی جو میری ہلاک ہو گئی ہے نہ بچا کر رہا تھا

لَمَّا حَفَظْتَنِي عَيْنُ رِبِّ مَرْمَقِي

جب کہ خدا تعالیٰ نے انکھ سے مجھ کو بچایا وہ مجھ پر ہمیشہ بھائی نظر میں

فَفِعَلِي إِلَهِي مِنْ كُلِّ مَكَانٍ صَدَقِي

پھر خدا تعالیٰ اس شخص کا عطا کر رہا ہے جو اس کے نزدیک صدق ہے

بَصِلَنِي إِلَى حَقِّ مَبِينٍ مُحَقَّقِي

مجھے کھلے حق کو بالین کر

وَقَدْ جِئْتُ مِنْ رَبِّي كَرَامٍ مَعْقُوقِي

اور میں اپنے رب کی طرف سے ایسا چرواہا ہوں جو بکریوں

لَا زَوَى أَقْوَامًا بِمَاءٍ اغْدَقِي

تاکہ میں قوم کو بہت سے پانی سے سیراب کروں

يَجِدُكَ أَهْلِي هَذَا ذُلُّهُ لَا مَسْتَقِي

میرے اس سہیل کو پائو حلقہ کرنا اگر کیلئے جھگڑا ہوا ہو گا

وَإِذَا نَاسٌ عِنْدَكَ فَاتْلُ سِتْرِي

اور خدا کے نزدیک بزرگ آدمی وہی ہے جو دلیل اور نیک ہے

یہاں کے کلام اور عبارتیں

وقد كنت لله المدينان فلجأتني

اور میں اس خدا کیلئے ہو گیا جو میری بنیاد ہے

رثت وجوهنا ثم اثرت وظهرت

میں کوئی منہ نہ دیکھو پس اسکا منہ اختیار کر لیا

احب بروحي فالق السميت والنوي

میرے لیے مجھے سنا کہ تیرا کوئی دیکھتا ہوں اور تیرے کچھ کچھ کچھ

ولله اسرار بعاشق وجهر

اور خدا کو اس نے عاشق کے ساتھ مجید ہیں

لجبت خواص في الوصال وفرقة

میرے دوستوں کو وصال اور فدا کی مین خواص ہیں

واعطيت من سبي همدس خلافتي

اور میں اپنے پیارے کی طرف سے مخلص خلافت دیا گیا ہوں

واعطيت على الفتم علمي محمل

اور میں فتح کا بھڑکاؤ حضرت علی علیہ السلام کا بھڑکاؤ دیا گیا ہوں

فلك علامات على صدق دعوتي

پس میرے صدق دعوی پر یہ علامتیں ہیں

وان صراطي مثل جبر على المظي

اور میری راہ دو رخ پر چل رہی ہے

اذا ماتنا متني الارامل كلهم

اور جب تمام رز یوں نے مجھے چھوڑ دیا

ارمى الله نحرى الفسقين ويصطف

میں نے چھتا ہوں کہ خدا تمکا فاسقوں کو رو کر لگا اور اپنے

وياتي فان ان لبني بفضله

اور وہ زمانہ آتا ہے کہ میرا رب اپنے فضل سے

وذلك مترين روصي وترعني

اور یہ مجھ پر مبین اور میری فرماؤ گا مین

فواها لرو لوجه المثلق

پس کیا اچھا وہ ہو اور کیا اچھا ہوا سکا منہ چکے دلا

واني لا اول من نوي ككل بلوق

اور میں پہلا شخص ہوں جسے ہر ایک پوچھتا ہے کہ کیا ہو

فمن يشاهد بعض هذه التعلق

پس اس شخص سے جو اس تعلق کو دیکھتا ہے والا ہے

ففي القرب يحيني وفي البعد يبق

پس وہ قریب میں زندہ رہتا ہے اور دوری میں ہلاک کرتا ہے

فتيص رسول الله ابض افعق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام جو بہت سیفید ہے

واعطيت سيفاً جذ اصل الخلق

اور میں وہ تلوار دیا گیا جو جذ اصل الخلق کی کاٹ دی

فان كنت لطلبها ففتش وعنت

پھر اگر تو ان علامتوں کو طلب کرتا ہے تو تمہیں تلاش کر اور سوچ

حقاً فانه فاتي ايها الشقي

اور وہ تو کنڈر ہوا کہ اس کی ہر چیز پر ہرگز میرے پاس آ جا

فاليقنت ان شريف قومي سيلتني

پس میں یقین کیا کہ جو میری قوم کا شریف ہے وہ ضرور مجھ سے

عباد القتلوا بسيف العشق

بند ہو گئے جو عشق کی تلوار سے قتل کئے گئے جن نے گا

يخذ رؤس المفسدين ويفرق

مفسدوں کے سر کاٹے گا اور جدا کرے گا

وَقَدْ صَقَلْتُ كُلِّي كَمَثَلِ سَجْنِ

اور یہ دیکھو کہ ہائینہ کی طرح صاف ہو گئے ہیں

ارَى غَدَا سِرّاً رَضَضْنِي لَمَقْنَا

میں دیکھتا ہوں کہ زہم اندام عورتیں ہمارے ہمارے گھر کی تکی ہو گئی

اِذَا خَرَجْنَا مِنَ الْغَيْطِ بَرِيْنَا

اور جبکہ وہ ہووے گزیریت کو ساتھ نکلیں

اِذَا مَا تَجَلَّى حَسَنِيْنَ بَنُو رَهْ

اور جب اُن کا حسن اپنے نور کے ساتھ چمکا

وَقُلْ مَنْ اَكْثَرُ اَنْ مِّنْ كَاخِشِنَا

اور مشقوں میں سے بہت کم ہوگا جہاں حسن سمجھ

فَجَعَلْتُ بِهَذَا اَلْكَسُوْرَ لَنَا السُّوَا

پس ہم کو ان کو ساتھ نشیب و فراز کی راہ میں ہی کی گئی

وَلَيْسَ كَشْرَحِ الصَّلَاةِ لِيْ رِغْمَتُ

اور انسان کیلئے شج صدر جیسی اور کوئی نعمت نہیں

وَنَفْسٌ كَمَا مَاتَ السَّبَاعُ مَبِيْدَةً

اور مہلت ایسی نفس میں کہ جھلک کے دندون کی طرح ہو کر گزرتی ہو

فَمَا خَفْتُ صَوْلَتِهِمْ وَخَفْتُ اَرْهَمَ

پس میں انکو حملہ سے نہیں ڈرا اور انکو کاروبار کو جھڑ جانا

وَكَاثِنُ تَرَى مِنْ مَعْسَدِهِ وَصَائِلُ

اور بہت معسود تو دیکھو گا کہ وہ مجھ پر حملہ کر نہوا لے ہیں

تَجَلَّتْ مِنْ الرَّحْمَنِ اَنْوَارُ تَحْتِيْ

خدا کی طرف سے میری محبت کو نور ظاہر ہو گئے ہیں

سَيَنْصُرُنِي رَبِّي وَيُعَلِّي عِمَارَتِيْ

صنعت میری بھروسہ دے گا اور میری عمارت کو بلند کرے گا

فَتَرَى اَلْهَمَّاءَ مَقْلَبَةً اَلْمُسْتَاتِقِ

پس تیرے بے گریہ والے کی نظر اسکو ٹٹکی لگا کر دیکھتی ہے

وَمِنْ غَيْرِنَا بَاعِلُنْ كَالْمُسْتَاتِقِ

اور غمزدوں کو وہ ہمیں والیوں کی طرح دور ہو گئیں

فَاَصْبَى رِشَاقَتَهُنْ قَلْبُ مُرْمَقِ

پس اُن کا حسن انعام دیکھو والوں کا دل لے گیا

فَرَحْتُ لِكَاِلِيَةِ ظِلَامٍ يَغْشَقُ

پس اُمم سیلا یوں چلا گیا جیسا کہ وہ لوگ جو اپنے گھر و سرور اولاد

لِحَسَنِ عِلَارَانَا وَخِلَافَتِهِ

ان ہمارے مضامین کی طرح ہو گا اور دشمنان روشن ہو گئے

وَالسَّتْ وَهَذَا اَلْبَاثِرُ اَلْكَصْمَقِ

اور میں ظلم کرنے والوں کو گڑھوں کو برابر زمین کی طرح دیکھا

وَمِنْ اَرْدَاءِ اَلْاَوَقَاتِ وَقِيتِ النَّارِ

اور سب وقتوں سے زیادہ رتوی وقت سنگدلی کا وقت ہے

بِهَ اَللَّيْبِ يَعْوِي كَالَاَسِيرِ اَلْمَخْنُقِ

انہیں بھیڑیا پسینے مارتا ہے جیسا کہ قیدی جس کا گلا گھونٹا گیا ہے

بِمَا صَانَتْنِي رَبِّيْ بَعِيْنِ التَّوَمَقِ

کیونکہ خدا نے مجھے اپنی محبت کی آنکھ سے مجھے بچا لیا

عَلِيْ فَيَدْفَعُ اَلْحَفِيْظُ وَيَغْفِقُ

پس خدا ایسے دشمن کو دفع کرتا اور اسکو تازیانہ مارتا ہے

فَمَا اَلْخَوْفُ اِنْ لُّغْرَضٍ وَاِنْ تَتَغَرَّقُ

پس کچھ خوف کی جگہ نہیں اگر کوئی نہ رہ کر ہو یا نکل کر

وَهَذَا وَاَوْرَضُوا مَزَالِفَ وَاَسْوَقِ

اپنے اگر ممکن ہے تو اس عمارت کو تہلیل و انہیڈ لے لیں گے

پس

تبصر خصیعی هل ترى من علامتنا
 ای میری دشمن خوب دیکھ کیا تو کوئی علامت پاتا ہے
 اذا ما نقول هلم لا تبهرى لنا
 جب کہیں آ تو ہمارے مقابل پہرتا بہنیں
 دعوت فاکثرت الذعاء لنکبتی
 قہقہ بد عالمی اور میری ادب کے لئے بہت بد عالمی
 عرضنا علیکم رجعتا فمر ربنا
 ہتے ہر بانی دنیا سب کا اور تمہاری پیش کیا
 وقلت لکم تبوا ولا تترکوا الحیا
 اور میں کہا کہ تو بہ کرو اور حیا کو مت چھوڑو
 وانی حبست النفس عند فضولکم
 اور میں تمہاری کجاس کے وقت اپنی متین روکا
 ووالله لا یخفی الصدق بقولکم
 اور بخدا صادق تمہاری بات کہ سارے رسول نہیں کیا گیا
 فتوبوا الی الرب الوری واستغفروا
 پس خدا ابھر تو بہ کرو اور گناہ کی معافی چاہو

بہایعون الذباب عند الحق
 جس سے جھوٹا بچانا سب آ ہے۔
 وفي بیتك للمحوس تندی وترقی
 اور اپنی سوس گھر میں بکھتا اور اپہ پڑتا ہے
 فوالله زدنا بعدة فی التفنیق
 پس خدایم بعد اس کے تسمین زیادہ ہوے
 فلم یخفلوا الذبا وقد کنت استفق
 پس تھے کچھ پر وانہ کی اور میں ڈرتا تھا
 فردتم عنادا واعتدلیعکافسق
 پس تم غلام کی رو کر گرو اور خدا زیادہ گدڑ گویا کہ فاسق ہو کر ہو
 صبوراً علی سب وشتیم محرق
 اور تمہاری گالیوں پر صبر کیا۔
 ایرهق قدر وجه من کان اصدق
 کیا صادق کہ سنہ پر غلام آ سکتی ہے
 ولا تشربوا بالحق عیشا مرسق
 اور تمہوڑی پیش کے لہو حق کو مت چھوڑو

خاتمة الکتاب

ان کتابی ہذا اخر الوصایا للعلماء۔ الذین یضدو التکذیب والاستمراء
 یحسروہ علیہم وعلی ما اراوا من حالہ۔ انہم ففتوا علی الناس ابواب ضلالہ
 فی زمن تطاوت فیہ الفتن کشعلہ جوالہ۔ والناس کانوا تائبین فی موماء
 بطالہ۔ فالقائم العلماء فی وہد مغتالہ۔ وجمعوا الہم قدائف جہالہ
 شوا وقدوا قن انہم یقین وذبالبہ وصاروا الہم کضغت علی انا لہ
 واختاروا مدایر الیہود۔ وسیلو اسسک الغی والعنود۔ وماکانوا منہم یزین

فعلظت عليهم بعد ما اكدي الاستعطاف - ولم ينفع التلق ولا التلاوة
ولما رينهم اهل قلب صاف - ولا فتي مصاف - وانهم رعنوا من العلم
في المشوق المعاك - ومن الدار في الدارهم - وثرثوا طوائف اسراير فافت
في الساعته - كرجل يتخطى رقاب غيب الجماعه - او كارهة تتخرى طرق الشاعه
وكانوا يعرفون شاني ومقامي - ورؤوا ابني وسمعو كلامي - واني اكثرت لهم
وصيتي حتى قيل اني مكثار - واهضت ان يفتني اسراير - فما نفعهم كلامي ومقامي
وما انتفعوا بتفصيلي واجمالي - كان هذا اعظم المصائب على الاسلام -
لو لا رحمة الله وذو الجلال والاکرام فاحمد الله على ما رحم وارسل عبدا بالآيات
واتزل من البينات المفصلات وقطع دابر المفسدين - انه احسن الى الخلق
وانتم جنتي - واظهر لهم ايتي - واعلا لهم رايتي - واما طجليا بالشبهات
وما بقي الاجهام النعصبات - وابدي في تايدي انواع العجائب - ونجا
اولي الالباب مرجح الارباب - وحان ان اطوى البياد اقصر جناح
القصه - واعرض عن قوم لا يبالون الحق بعد اتمام الحجه - فاعلموا اني الان
صافي وجهي عن كل من اهان من الظلمين المتجملين - وابتعد نفسي من المنكرين الخائنين
واعاهد الله ان لا اخاطبهم من بعد واحبهم كالميتين المدفونين -
ولا اكلم المكفرين المكدنين - ولا اسب السابين المعتدين - ولا
اصنع وفقى لفقهم مشرفين - الا الذين تابوا واصلحوا وجاءوني مشركين
ودقوا باب طلب الهدايت - واسبقوا المشيم القلب لا كاهل الغولت
والسدامه المومنين - وهذا اخروا امتنا في هذه الباب - ويدعو الله
الى سبيل العباده سبيل الصدق والصواب - والحمد لله في الميد والميد
وعليه توكلنا واليه ابينا واياه نستعين -

ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وابنا فينا الصالحين

الراقم ميرزا غلام احمد القادري

فہرست قسب موجودہ

۱	آئینہ کلمات اسلام مع تبلیغ ...
۲	کلمات الصادقین عینی تغیر سورہ فاتحہ
۳	سورۃ الخلافہ
۴	نور الحق عربی مع ترجمہ اردو دو حصے
۵	الآثار الاسلام
۶	رسالہ سراج منیر
۷	انہم ائمتہ عربی و اردو
۸	مکاتبت سنی ابنی مباحثہ امرت سر
۹	رسالہ اربعہ انجام آقہ شہداء کا فیصلہ دعوت قوم مکتبہ عربیہ ترمقاری ...
۱۰	شعبہ فقہہ ابنی مبارکبادی جو بل شصت سالہ حضرت ملک متعلہ
۱۱	مکاتبات الدعاء
۱۲	تائید حق
۱۳	حصہ ہفتم براہین احمدیہ
۱۴	سنت ابنی مع آریہ و ہرم
۱۵	نور القرآن حصہ اول
۱۶	حصہ دوم
۱۷	شحاتہ النبی
۱۸	طہ ذوالانام

موجودہ درمہ (۸۰)

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

استغناء

لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ
وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثَمُ قَلْبًا وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

گواہی کو ست چھپاؤ۔ اور جو شخص گواہی کو چھپائے اس کا دل گنہگار ہے اور

خدا جو کام تم کرتے ہو جانتا ہے



مَطْبَعُ ضِيَاءِ الْإِسْلَامِ قَادِيَانِ دَارُ الْإِيمَانِ مِینِ چھپا

۱۶ مئی ۱۹۶۷ء

I should also mention that those Maulvies, who like the Aiyas, bewildered by the too accurate and unexpected fulfilment of the prophecy, and who being utterly devoid of spirituality are belogged by doubt will find it worth their while to peruse this book

I send this pamphlet to you so that after a careful consideration of the arguments I have given, you may give your impartial opinion as to the following points —

1. Has the prophecy about Lekh Ram been actually fulfilled?

2. If so can it be said that the prophecy is supernatural, that is, neither a design of man nor a mere accident, but a special manifestation of the Divine powers, which may be termed a revealed prophecy?

And communicate the same with your arguments in support of your views to

Your ever faithful,

MIRZA GHULAM AHMED,

Chief of Kadian.

Gurdaspur District,
Punjab.

KADIAN

Dated 1st May 1897.

~~as~~ You should not conceal your testimony, and he who does conceal is surely wicked minded, and God is perfectly aware of what you do.—(Sura Baqar R. 38).

SIR,

I beg to enclose herewith a copy of the pamphlet named "Istifta."* The motive which has led me to write it is, that the Aryas entertain quite a false notion that Lekh Ram was murdered at my instigation. I am inclined to excuse them for this, as they are entirely ignorant of the supernatural origin of prophecies, and according to their belief inspiration and revelation from God belonged only to the hoary antiquity, now they have become extinct, in other words the Divine influence is not eternal, but a thing of the past. Therefore they cannot reconcile the prophetic phenomena with the present age. However a study of the pamphlet, it is hoped, will not only clear me of any participation direct or indirect in Lekh Ram's murder, but will also be useful to those who deny the existence of prophetic revelation in this age, and who consider the power of telling future events inconsistent with the laws of Nature. At any rate this pamphlet will probably be interesting and instructive to those who sincerely seek a reply to the questions ;—(1) "Is there a God at all"?; (2) "If so, does He reveal future events to His *Elite*."? I have answered these questions by fully explaining such reasons as conclusively prove that the prophecy about Lekh Ram was actually revealed by God, and that it was altogether out of the province of man's capabilities and device.

I have repeatedly said that Lekh Ram had challenged me to make the prophecy concerning himself which if it were fulfilled was to be the sole criterion of the truth or falsehood of Islam and the Arya faith. And when the prophecy was made, both the parties agreed to give it a very wide publication and awaited the result most anxiously. At last it has been most clearly and definitely fulfilled. The most curious phase of the prophecy, which has been very thoroughly discussed in these pages, is, that it was published in clear and unequivocal words in the "BURAHIN-I-AHMADIYAH" about seventeen years ago when Lekh Ram was a mere boy of twelve or thirteen years. The readers of this pamphlet must carefully consider this fact which, I believe, will improve their faculty of discernment, and by clearly shewing them the difference between Divine and human powers, will settle their thoughts and satisfy their minds.

It would not be out of place to invite your attention to another of my books— "SIRAJ-I-MUNIR" or "THE BRIGHT SUN,"—which deals with this important question from another point of view. All the prophecies which were made and literally fulfilled before Lekh Ram's death, have been collected therein, and a few of them concerned some other Aryas who are still alive to bear testimony to what they experienced in their own cases. If any of my readers before attempting a reply to this pamphlet should like to see the "SIRAJ-I-MUNIR" it shall be sent to him with great pleasure.

*Ifta is an Arabic word and means to consult a learned man for an opinion.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى سُلَيْمَانَ الرَّحِيمِ

صاحبین - میں اس شخص کے ہمراہ آپ کی خدمت میں ایک رسالہ بھیجتا ہوں جس کا نام استغفار ہے اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت یہ ہوئی ہے کہ اگر یہ قوم نے حدیث زیادہ اس بات پر زور دیتے کہ لیکچر ام اس شخص یعنی اس راقم کی باتوں سے قتل ہوا ہے اور بری والستت یہ کہ کیقدر معذرت بھی ہیں کیونکہ وہ الہامی پیشگوئیوں کی فوق العادت طریق سے ہاتھ لگے ہیں وہ یہ کہ ان کے عقیدہ کی روشنی میں ہر سال سے الہام الہی پر مرلگ چکی ہے اور خدا کا کلام ان کے سینہ میں لکھا ہوا ہے اور اس کی طرح سچ نہیں کہتے کہ خدا کی طرف سے ایسی پیشگوئیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ بہر حال ہمارے ماتہ میں جو اپنی بریت کے وجہ سے ان کا بیان کرنا نہ صرف لیکچر ام کے حامیوں کے شبہات کو مٹانا ہے بلکہ ایسے لوگوں کے معلومات کو بھی وسیع کرنا ہے۔ جو اس زمانہ میں کسی الہامی پیشگوئی کے نفس منہموم پر بھی اعتراض رکھتے ہیں اور غیب کی باتوں کو قبل از وقت بیان کرنا ناقص قدرت کو خلاف خیال کر رہے ہیں غالباً یہ رسالہ ان لوگوں کے لئے بھی دلچسپ اور موجب زیادت علم ہوگا جو ولی شوق کے ساتھ اس بات کی تفتیش میں ہیں کہ کیا حقیقت میں موجود ہے اور کیا وہ قبل از وقت کسی پر غیب کی باتیں ظاہر کر سکتا ہے اسی شخص سے اس رسالہ میں تمام ایسے وجوہ بیان مکتوب ہیں کہ جو بخوبی ثابت کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو لیکچر ام کے بارے میں لکھی تھی وہ واقعی طور پر خدا کی طرف سے تھی اور کی طرح ممکن ہی نہیں کہ وہ انسان کا منصوبہ ہو یا انسان نہر قادر ہو سکے اور اس بات کو ہم کسی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کی درخواست لیکچر ام نے آپ ہی کی تھی اور اسکو اسلام اور آریہ مذہب کے امتحان صدقہ و کذب کا سبب قرار دیا تھا اور پھر اس کے فقیہین کی باہمی رضامندی سے دونوں فریق نے بڑی زور سے اس پیشگوئی کو نشان کیا تھا اور حطیح پہلوان کی کشتی ہوئی جو اسطرح ہو گئی کہ وہ لوگوں کا اس پیشگوئی پر خیال لگا ہوا تھا آخر بڑی مصافی کو یہ پوری ہوئی۔ اس پیشگوئیں میں یہ بات عجیب ہے جسکو نیز برست دلائل کے ساتھ اس رسالہ میں بیان کر دیا ہے اور وہ یہ کہ یہ پیشگوئی ۱۹۹۷ء کو ہندوستان میں لیکچر ام قتل ہوا ہے اس کے بعد ہمارے کتاب پر الہامی کلام کا ایک الہام میں بھی صفائی سے ذکر لکھی ہے اور برابری کی تالیف کا وہ زمانہ تھا کہ شاید اس وقت لیکچر ام ۱۹۹۷ء میں برسا ہو گا یہ وہ بات ہے جسکو خوب غور سے سوچنا چاہئے اور یہی وہ امر ہے جس سے مشرق کی ترقی ہوئی اور خدا کے فضل اور انسان کے فعل میں کھلا کھلا فرق دکھائی دیا اور دل میں سکینت اور اطمینان پیدا ہوا دیگر اور غالباً اچھا اس کا بیان کرنا بھی معینہ و گاہی ہے ایک دوسرے رسالہ میں جہاں نام سراج میں ہے اپنی بریت اور چاہی بات لکھی ایک اور رسالہ گواہ کی طرح پیش کیا ہے اور وہ یہ کہ منہ تمام پیشگوئیاں جو لیکچر ام کے غریب و پورے ہو چکی ہیں یہ رسالہ مذکورہ میں جس کو کہ لکھی اور ہر ایک طریقہ پر اس کا کھلا دکھائی دے گا کہ یہ پیشگوئیوں کے بعض ایسے بھی گواہ ہیں جو اب میں یہ پیشگوئیاں لکھیں تھیں جو میرے نزدیک ستر ہو گا کہ جو خدا ہی سے لکھی گئی تھیں میرے لئے یہاں مناسب سمجھیں وہ جسے طلب کریں میں وہ رسالہ ان کی خدمت میں روانہ کر دے گا اور یہ بھی میں ان کو قابل ہو گیا کہ آریوں کو اس پیشگوئی کے بارے میں نفعی کے شبہات میں مبتلا نہ ہو جس کے کہ نہیں کہ پیشگوئی کی حقیقت انکو برت میں ڈال دیا ہے ایسا ہی ہر مخالف مولوی بھی جو روحانیت سے بے بہرہ ہیں اس کی دہرین بڑی ہو رہے ہیں۔ سو ان کے کہی یہ رسالہ مفید ہوگا بشرطیکہ وہ غور سے سمجھیں اور اس کے نتیجے کے ذریعہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ آپ اس کے کہ جو ہمیشہ کہہ رہے ہوئے کہ ان کی انصاف کے ساتھ وہ قوی لکھیں جس کا کھانا دیا جاتا ہے کہ روکے ہوئے ہیں یہ کہ لیکچر ام کی برائی نسبت جو پیشگوئی لکھی تھی کیا وہ فی الواقع پوری ہو چکی یا نہیں اور کیا وہ اصل میں جو فوق العادہ پیشگوئیاں ہیں ان کی نسبت فوق کہ لکھی گئی ہیں کہ وہ انسان کی منصوبہ اور اتفاق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا وہ خاص فعل ہے کہ الہامی پیشگوئی کہنا چاہئے اور اس کا نام سراج الہامی راقم غلام احمد قاری لکھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فیصل علی شہزاد الکفر

استغناء

کیا فرماتے ہیں بزرگانِ اہل النظر و اہل الراء کہ یہ الہامی شہادتیں جو ذیل میں لکھی جاتی ہیں اس پر نظر ڈالنے سے اطمینان کے لائق یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انہیں کہ جو پیشگوئی لیکھرام کی موت کی سبب بن گئی تھی ۱۰۰ اسی طور پر پوری ہو گئی ۹ اگر انکی سائے میں پورے یقین اور اطمینان کیساتھ نیچے لکھی ہوئی پیشگوئیوں سے جو بطور وثیقہ شہادت ہیں کمالِ صفائی سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ وہ تحریریں انسانی انگلیوں اور مصدوبوں سر رادر فونی المعادہ ہیں تو محض تشبیہ کی ہو گئی جو جان مردوں اور بہادروں اور خدا ترس مندوں کا کام ہے بغیر تصدیق اس مضمون کے ذیل میں یہی گواہی ثابت کریں۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ انکو اس عجب گواہی کا اجر دے گا۔ اور دنیا اور دین کی عافیت اور کامیابی سے کامل حصہ عطا فرما دے گا۔ در ذلہ شہادت خف کے مجھے بے کسے حور سے سنا ہے کہ ان کا یہودی قانون الہی کے رو سے لازمی ہے۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک مندرجہ ذیل الہامی شہادتیں اطمینان کے لائق نہیں بلکہ انکے خیال میں دراصل انسانی منصوبہ تھا جو الہامی پیشگوئی کے نام سے مشہور کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اسی پختہ سازش کے وجہ سے لیکھرام چھ ماہ ۱۹۹۷ء کو بمقام لاہور مارا گیا تو اسے اختیار ہے کہ اس کا غلط پانی گواہی ثبت نہ کرے اور مجھے قائلین میں سے شمار کرنا ہے۔ لیکن اگر اس کے نزدیک یہ الہامی شہادتیں وزن کے حامل ہیں جیسے ہم فائدہ اٹھانیکے مستحق ہیں تو دینی ہمد و کی اس وقت ہم کوئی مطالبہ نہیں کہنے مگر انسانی ہمد و کی اور وہ بھی بیک تھیک انصاف کی رو سے جس قدر قانون ہیں حق بشک ہے اسکو ہم ادب کیساتھ اہل الراء سے بطور استغناء مانگتے ہیں ہم اس استفادہ کے ذریعہ سے اہل نظر سے کیا چاہتے ہیں؟ یہی ہے

کہ کچھ ہم ایک مرتبہ انجمن مسلمہ پشکوئیوں کا ایک کھرام کی سوئے باز رہیں انکے سامنے کھٹے ہیں وہ
 اپنی پوری توجہ کیساتھ فوری لیاوت پر آمکھیں اور اپنے پاک ہوشوں کے جوش سے شہادت دیں کہ کیا
 عقل اور دیانت واجب نہیں ہے کہ اتنی کراس الہامی سلسلہ کے فوق العادہ بیان کو خدا تعالیٰ کی طاعت و سوا
 جیاجائے اور دیا ایک قلم کے ذریعہ میں آگاتا ہے کہ پشکوئی کی یہ تمام شانیں جو بشری طاقتوں سے بڑھ کر
 ہیں جھوٹ کی تائید میں کد فوجی وٹ پرین ۱۹ وقت یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اگر یہ صاحبوں کے ہاتھ میں اس
 پیشگوئی کے مذہب ایسے ہو کہ وہ اس زیادہ نہیں کر انھوں نے سچا آگے اعدا کے عجیب و غریب طریق
 اختیار کیا ہے کہ ان کی توجہ سے انسانی منصوبوں کے احتمال کو وہ بددب و خدا و قادر کے کاموں سے مخصوص
 ہے۔ چونکہ یہ پشکوئی چاہے جس کچھ زیادہ کی تھی اور انہی جملہ وکلی نقدی دن و رات تجزیہ سے ہندوؤں کی بات
 پر چلنے لگی تھی کہ پشکوئی میں یہ لکھا گیا ہے کہ بیت نامک طور پر کچھ ہم کی زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ اور نیز یہ کہ عید کے
 دنوں میں ہمارے دنات ہوگی اور چھ سال کے اند ہوگی۔ اور پشکوئی کے صحیحہ لفظ میں واقعہ قتل کی طوطا اشارہ کرتی
 تھی اسلئے انھوں نے سب کو بہت عید بھاگتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طوطا نے کوئی پھوڑا ہے بیج ہوں اور ان کے آگے بڑھنا
 یا اس خیال کیا کہ قبل از وقت یہ تمام غیب کی باتیں کائنات کے منہ سے نکلتی ہیں اور وہی ہی یورپی کر کے
 دکھلا دیو کہ انھوں نے اس الہامی پیشگوئی کو انسانی منصوبہ پر مل کر لیا۔ اور بڑے اصرار کے بازار پر رہیں جیسا
 کہ ایسی صفائی سے پشکوئی کرنا اور ایسے کھلے کھلے اور بے حجاب طریقے سے تاریخ اور دن اور صورت و رنگوں قبل
 وقت بیان کرنا خدا کا قانون نہیں ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ یہی شخص سنی یہ راقم لکھرام کا قائل ہے۔ اور یہ
 پشکوئی عیسائی سائنسوں اور مدعی سوچی ہوئی تدبیر دکا نتیجہ ہے۔ اس بنا پر اعدائے ہمیں اتفاق کیساتھ
 اس قسم کے طرز میں پانچ لکے زد دیا۔ اور اس خیال کے اظہار میں اخباروں کے کام کے کام سیاہ کر ڈالے اور گورنمنٹ
 میں خبر بیان کیں۔ یہاں تک کہ ۸ اپریل ۱۹۱۷ کو بروز پچھٹا ہجری افسردہ دن قادیان میں اگر سیر گھم کی تلاشی کی
 تلاشی کیونکہ تین خطوط دستخطی پنڈت لکھرام برآمد ہوئے اور نیز وہ معاہدہ کا کاغذ بھی مل آیا۔ جن میں سانی شا
 کے دکھلائیے ہر میں شہر طین قائم ہو کر دونوں فریق کی رضامندی سے پشکوئی کو میاں صدق و کتبہ ٹھہرایا
 گیا تھا چنانچہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں وہ کاغذ پڑھا گیا جس کے بیضمون تھا کہ جو پشکوئی لکھرام
 کے متعلق کی جائیگی وہ دین اسلام اور آریہ مذہب میں ایک فیصلہ ناطق ہوگی۔ اگر پشکوئی سچی تھی تو وہ دین اسلام
 کی ہم پائیگی گواہ ہوگی۔ اور نہ وہ مذہب کے ابطال پر دلیل ٹھہریگی۔ اور اگر جھوٹی تھی تو وہ ہندو مذہب کی
 سچائی پر گواہ ہوگی اور نہ تو دین اسلام کے ابطال پر دلالت کریگی۔ اور یہ شرط پنڈت لکھرام نے اپنے

اصرار سے لکھوائی تھی۔ اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدہ پر دثون تھا، اسلئے میں بھی اسکو قبول کر لیا تھا۔ اس وہ مسئلہ جسکے لئے اس استفادہ کی ضرورت پڑی صرف اس قدر نہیں کہ آریہ صاحبوں نے اس پر حصہ سازش کا الزام لگایا۔ بلکہ ہماری قوم کے بعض بزرگ لوگوں نے بھی اسلئے اتفاق کر لیا اور یہ جابا کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی جسکی تکذیب کا نتیجہ معاہدہ کے کاغذات کے روئے اسلام کی تکذیب ہو کسی طرح باطل ٹھہرائی جائے۔ چنانچہ مولوی ابوسعید محمد حسین جھٹاٹا مولوی اڈیٹر مشاعرہ السنہ اولیسا ہی اجض حجاز و مولو بوکن عام طو پر یہ رائے شائع کر دی ہے کہ ہر پیشگوئی جھوٹی نکل چنانچہ اچھوٹے ایک خط میر طرف بھی بہ جہد احسن بخون لکھا تھا کہ میں نے اسی بک بنی سے بہ بھلا کیا ہے کہ پیشگوئی دوری نہیں پڑی ہو لیکن کلام کی موت صرف ایک اتفاقی امر تھا حتیٰ حد کا کچھ دل ہمیں اور سب تہز و دیا کہوں بہ اثرات شدہ مان لیا جائے کہ پیشگوئی سچی ہوئی۔ اور کیوں یہ ہول بھیا جائے کہ یہ ایک اتفاقی موت ہے جو بیکہ جسکے زمانہ من وقوع ہو گئی۔

۱۔ کذب کی جہنم اب دانی و اعراض کیلئے تو کچھ پرواہ نہیں لیکن چونکہ معاہدہ کے کاغذات ملائی کی وقت میں پڑ گئے اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پبلشنگ سوسائٹی نے ہر گز سن و دست کو ان سے اطلاع ہو گئی تو اب ایسی سبائی حسین فرد گناشت کر نیسے اسلام پر بھیا حملہ ہوتا ہے قابل دگندہ ہیں۔ اسی اشد ضرورت کی وجہ سے یہ تمام روٹا دابل اگر کی خدین پیش کر نی پڑی۔ مگر وہ دیکھیں کہ اس قدر ظلم کا ارادہ کیا گیا ہے۔ انفس کہ ان لوگوں نے ان خیالات کے ظاہر کر نیسے وقت یہ نہیں سوچا کہ ان تابوٹ کے دنیا میں کسی نبی کی پیشگوئی قائم نہیں رہیگی کہ جو کہ ہر ایک جگہ اس ہم کا درہ ادا کھلا ہے کہ یہ اتفاقی واقعہ ہے۔ ہاں اگر یہی راسخ ہے تو انھیں اقرار کرنا چاہیے کہ تمام بیوتی نبوت پر کوئی بھی نبوت نہیں اور سب اتفاقی و ماضی ہیں۔ تو رب اور قرآن نے بڑا نبوت نبوت کا صرف پیشگوئی کو قرار دیا ہے۔ اور ایک مفید آدمی کسی سچی پیشگوئی کو بڑی آسانی سے اتفاقی امر کہہ سکتا ہے۔ لیکن جن زور سے کہتا ہیں کہ یہ تمام شبہات اس قسم کے جن کو جیسے ایک دہریہ مصلحتات کو ایک نیکو سلسلہ ٹھہرا کر خدا تعالیٰ کے وجود کی نسبت شبہات پھینکا کر لیا ہے وہ دنیا کے تمام نظام کو اتفاقی امر ٹھہراتا ہے اور ہر عجب سمجھاتی ہے اور خدا کا فضل ایک کے مشاغل حال ہونا ہے اور اس عالم کی ترتیب ارباب و محکم کاستادہ آیا ہے اور دقانی صحت نامی اور اسکی لطیف و محنتوں پر اطلاع ہاں تو ناچار پہلی رائے اسکو چھوڑنی پڑتی ہے۔ سو یقیناً سمجھنا چاہیے کہ یہ اعتراضات بھی ایسے ہی ہیں۔ اور یہ اعتراضات اس وقت تک ل میں اچھے ہیں کہ جنگ ایک پیشگوئی کے باریک پہلوؤں پر نظر نہیں پڑتی۔ اور خدا تعالیٰ کی خدائی کے انتظام کو ناقص سمجھا جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے شبہ ہمیشہ ان لوگوں کے

دلوں میں پیدا ہونے پرین جنکے دل خدا کی سچی معرفت سے بے نوبہا ہیں وہ ہمارے کا۔ تن سیرت زور
 ہو کر انکار کر بھی طرف جھک جاتے ہیں۔ اور واقعات کو اس میں لطف کیسے بے ہیں جس پہلو تک اٹھے
 موٹے اور سطحی خیال ٹھہر گئے ہیں اور اسی زور زور۔ نہ رہتے ہیں۔ ہم انہیں پوچھتے ہیں کہ اگر لیکچر عام اتفاقی
 طور پر در فیصل مرگنا سطور پہ بھی ہوا اتفاقی امر کا واقعہ ہوا ممکن تھا کہ کوئی شخص اسی نسبت اور داخل کا کرنا
 یا اگر کرتا تو ایسے ارادہ بن ناکام رہتا اگر اس قدر کہ تو ملین تھا کہ اس موت تک نوبت نہ یہ ہو چتی
 پھر کیا سبب کہ وہ سر پہلوؤں کے تمام اتفاقات ممکنہ طور پر نہ اٹھے اور یہ اتفاق جو ان پہلوؤں کی
 نسبت اپنے ساتھ مشکلات بھی رکھتا تھا ظہور میں آگیا۔ کیا یہ خدا نے ایسا ہی ارادہ پس وہ
 علیہم سبب خدا جسکے انصاف پر فرغین نے اس مقدمہ کو چھوڑا تھا اور بتی با۔ ایک ذوق نے خبر بھی
 دی تھی کہ اس نے مجھ پر کیا ہے کہ میں ایسا ہی کر دوں کیونکہ اسکی نسبت یہ مان کیا جانے کہ اٹھنے نہ خانہ
 نیکل نہ ہیں دیا۔ اور کیونکہ ایسا سمجھا جائے کہ اسنے مقدر کی حمایت کی۔ یہ مان لیا جائے کہ خدا کی یہ بھی
 عادت ہے کہ وہ اپنے بھوتے کی پیش گوئیوں میں بھی کچھ ایسا ہے جن پیش گوئیوں نے خود اپنے وقت کی وجہ
 ثبوت ٹھہراتے۔ نو کو یاد آئے گا کہ ایسا ہے۔ وہ سب کہ جبہ نوئے جوئے ساتھ با با کے پیچھے نام سلسلہ کو
 تیار اور دیوہ بر کر دے۔ اگرچہ حیرت سے کہہ دیاں ماں کا ماسی ہوا ہے۔ اپنا عدد بچو پورا ہے
 نہ اقراؤں کو تو اس اصل کو مانا ایک نصف لے نہ دے۔ و ذکا کہ بچیکہ نی خدا کے نام پر کیجا اور وہ پوری
 ہو گیا تو وہ خدا کی طرف سے ہو۔ اور اگر اس اصل کو نہ مانا جائے تو خدا کی ماں کی تاپن پہلے دلیل ہو جائیگی اور
 انکی تپانی پر تین کر نیکی راہیں بند ہو جائیگی۔ ا کی طرف خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے۔
 وان یلک صا قاصد بک بعض الذی یعد ک۔ یعنی صادق کی یہ نشانی ہے کہ انکی
 بعض پیش گوئیوں پر ہی ہو جاتی ہیں۔ بعض کی شرط اسلئے لگا دی کہ وہ عید کی پیش گوئیوں میں رجوع ان
 تو یہ کیا لیکن خدا کے متعلق جاننے سے کہ کوئی ہی شرط نہ ہو پس ممکن ہے کہ بعض عذاب کی پیش گوئیوں میں طوسی
 رکھی جائیں اور اپنی میناد کے اندر پوری نہ ہوں۔ جیسا کہ بونس کی قوم کیلئے ہوا غرض خدا کے نام پر ہو چکی
 پوری ہو جائے کہ نسبت شک کہ ادا سکہ اتفاق پر محمول کر دینا گویا خدا تعالیٰ کے دینی انتظام پر ایک
 حملہ ہے اور نبوت کی تمام عبارت لوگ انہے کا ارادہ ہے۔

ان تہید می ناموں کو یہاں تک بوج کر کے اب ہم ان سلسلہ دار الہامی شہاد تو بخوبی پیش
 کرتے ہیں جن کا دیا فست کر فستوی دینے سے پہلے ہم اور ضروری ہے۔ اور ان شہاد تو نہرچہ سہ الہات جتنی

ہو سکتے تھے پہلے سے بیانات مذکورہ بالا میں انکور ذکر دیا ہے اور شاید آئندہ بھی کچھ لکھا جائے۔
اب ہم ان نبیدی امور کو یہاں تک لکھ کر اول بندت لیکھرام کے اُن خطوط اور خلاصہ عہد نامہ کو معجوزاً
خود میں کہنے ہیں جو اس پیشگوئی سے پہلے ہلکے یا بھی خط و کتابت نمود میں آئے۔ اور وہ یہ ہیں :-
خط از طرف پندت لیکھرام۔ "بخدمت فیضد جت مرزا صاحب - ہستے - جسے من بہان
(قادیان میں) آیا ہوں بہت سی خطا و گناہت اتنی ہو چکی ہے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ اب چونکہ مجھے
بیمال احقان حق کوئی عمدہ فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ واسطے متصدعہ خدمت ہوں کہ رنج وں کو کوئی فت
مقرر فرما کر درسیہ میں آپ اشریف لادیں یا کوئی اور جگہ علاوہ دو تھانہ خود تجویز کر کے مطلع فرما دیں تاکہ
بندہ حادید کو معہ بھائی کشن سنگ و حکیم دیانام و پندت بہال چن جی کے آسمانی نشا اب والہامات
و عن کی بابت آپ سے کچھ فیصلہ کر لیں۔ ورنہ آپ بخوبی یاد رکھیں کہ اب ہر طرف سے تمام سخت ہو گئی
صدقات کے نیابت ہو چکا نا عقل مند نے بیدار کیا۔ زیادہ نیاز۔ طالب حق لیکھرام۔ ۵ دسمبر ۱۸۸۵ء"
دوسرا خط پندت لیکھرام۔ "عنایت فرماؤ بندہ جناب مرزا صاحب - ہستے - زبانی بھائی کشن سنگ کے
جمل زبانی مولوی دین محمد و محمد محمد کے مفصل طور پر آپ کا پیغام بوجواب میرے خط کے بدین مضمون پہنچا کہ آئیہم
و ذہب اسلام کے دو تین مسائل پر بحث کی جائے۔ اور قواعد مباحثہ حسب پسند فریقین مقرر کئے جائیں۔
پس بوجواب اسکے متصدعہ خدمت ہوں کہ میرا مدعا پشاو سے چلکر قادیان میں آئیے صرف یہی تھا اور
اب تک بھی اسی امید پر یہاں مقیم ہوں کہ آپ کے سبب و خرق عادات و کرامات والہامات و آسمانی
نشانات کی نصیحت کر کے شاہدہ کروں اور شہر اس کے کسی اور اصول پر بحث کی جائے یہی معاملہ ایک
خاص معزز کو گنجی مجلس میں بخوبی طے ہو جانا چاہیے۔ اور اگر اسکے اثبات کر نہیں آپ جاری ہو کر پہلو
تہی فرماؤں تو اور بحث سے بھی بچے کی طرح حکما انکار نہیں۔ یہاں نیز بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ
اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے معتقد و کسانے نبوت کر دینا ادبیات ہے اور مجلس علماء و فضلاء میں
تہدیب ہو یا اور چیز ہے۔ امید کہ آپ جواب بامداد سے سرفراز فرماؤں اور ہند معذرت درمیان
نہ لاؤں۔ نیاز مند لیکھرام انشا۔ یہ سلج قادیان۔ مکرر کرنا پسے گدازش کرنا ہوں کہ اگر ذرہ بھی آثار
صداقت رکھتے ہو تو وہ کھلیے درند خدا کے واسطے باز آئیے۔ بر سر ولان بلوغ باشد و پس۔ لیکھرام۔"
تیسرا خط پندت لیکھرام۔ "مرزا صاحب پندگی۔ مجھے طول طویل اللہ الیلہ کو فساد و
سے نفرت ہے۔ اس واسطے بخوار الفاظ سے ہی خطا کو لبا کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ خلاصہ عرض خدمت ہے

کہ وہی شرائط (استان رہی کے دیکھنے کے بارے میں) جوینہ مبارک کے اس سال کئے تھے جنگی نقل آپ کے پاس موجود ہے معشرۃ انطوخ کے پانچ صغون کے پاس۔ وہ ہونی چاہیے جو نصفونے طے کر آوے۔
 انہیں ہم ہر دو کو عمل کرنا چاہیے کسی حکیم کا دل ہے کہ یکہ و دیگر و حکم گیر نیز اپنی مثال ہے۔ کراف دس کہ آپ کسی بات پر ٹھہرتے نظر نہیں آنے۔ اس کو بھائی یہ توفیق و دروگلا (و انسان آسمانی کے صدق یا کذب ظاہر ہو چکے وقت) اگر یہ اسطے دین محمدی کی سند رہے تو آپ کے واسطے آجہاد ہم بھی نہ رہتی ہے بصورت ثانی عرض میں مسعود یہ پہلا اگر خداوند کریم نہ تھا امت کی نفع کی تو یہ پہلا، بجا، آجہاد، آپ کے حوالہ اور میری محبت زیادہ اور ایسی آمدنیات کی رتی ہم خود ہر دو ہم خواب۔ آپ کے تہہ بطن پانچون گمی میں ہیں گھبراتے کیوں ہو..... آپ کا عجیب الدعوات، یہ کیا دعویٰ ہے..... اور اگر اسطے زبان بی جہنم کا منظر غلط ہے تو خوب مدہ ہے خیالی یا دہکائیے اور تمام بنائیں کی سیکو خاطر شریعت میں نہ لائیے۔ آپ کا اختیار ہے نہ دست خود زبان خود۔ مجھے ترجیح یہاں آئے پوچھیں یوم کا موصوفہ گند گیا بن مل پرسوں آج جانیو لایمون اگر کچھ بحث کرنی ہے تو بھی اور اگر شرائط (یعنی نشان دکھلا کر بکا ہند نام) صغون کے پاس سوانہ کرتا ہے تو بھی طے فرمائیے۔ ورنہ بعد از ان یار و بن لاف و گراوٹ کہہ فائدہ نہ ہو۔ ایلین بہت دت ہوگا کہ اتنی ہی مدد سے کس میدان میں شریعت لاوین۔ شیطاں و شفاعت و شس اللہ کا ثبوت دین۔ انتہائی نصف بھی مقرر کر لیجئے میرے طریقے مرزا امام الدین صاحب غصہ تہذیب و فرما دین اگر آپ بھی آپ کو قیامت نہیں ہے تو خدا کی واسطے باز آئیے۔ نیا: منہ لکھو ام ۱۳۔ ستمبر ۱۳۱۷ء

چوتھا خط: جناب مرزا صاحب سے آپ کا دورانی ملا۔ وہ ہوا جس شرافت و علم و ہر واسعہ با قرآن شریف محسن ابابیم و موسیٰ و موسیٰ و یوسف و لوط و سکندر و اقصائے قصبہ و غصہ و لیا ت

۱۔ اس سب الدعوات کے لغت سے یکھام کی عربی دانی نہایت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ جس کو نہ پہلا قاعدہ صرف عربی کا بھی نہ تھا و مگادہ جانتا ہے کہ مجھ کے لفظ خدا تعالیٰ کیلئے آتے ہیں دعاؤں کا قبول کرنا والا۔ یہ باب افعال سے ماحل کا صحت ہے۔ پس ایکھام کو کہہنا چاہیے خدا کہ ایکھام الدعوات جو سننے کا دعویٰ ہے۔ وہ خود کر و کر یہ صاحب کے گندہ دعوت ہے کہ ایکھام کو عربی بھی آتی تھی۔ یہ اس کے ہاتھ کے خط انکھ ہونے میں ہے، ایکھام کے کئے جاتے ہیں۔ یہ نوبہ ہے کہ یہ شخص دونوں زبانوں سے بے نصیب تھا۔ سنکرت جانتا تھا۔ عربی۔ اور جھوٹا بولنے والے کی ہم زبان بند نہیں کر سکتے۔ منہ

سے سراپا لہ بیٹھ ہے۔ مجھے دیر وزہ خط کی شدت اور بحث کرنی منظور ہے اور آپ سر کا حیلہ و حوالہ
 نال مثال و حجت انگریزی کر رہے ہیں۔ مرزا جی افسوس افسوس آپ کو نصبہ منظور نہیں ہے کیسے کہیں
 کہا ہے۔ عندنا مقول ثابت می کند تفسیر را۔ علاوہ بران آپ یسوع نامی ہیں وہی خود کو انشان کر دکھاتے
 ہیں یہودہ شور و شر نہ مچائیے۔ لیکہرام از آریہ سلج قادیان و بکے دیکھے
 پانچ گوان خط۔ ”مرزا صاحب۔ کندن کوہ (اسکے آگے ایک شکستہ لعل ہے جو پڑھا نہیں جاتا) افسوس
 کہ آپ اسب خود کو اسب ادا اور دیکھے اسب کو خچر قرار دینے ہیں۔ مینے و دیک اعتراس کا غفل سے جواب
 دیا اور آپ نے قرآنی اعتراض کا نقل سے مگرہ نقل سے بسا بعید ہے اگر آپ فارغ نہیں تو بھی کام بہت
 ہے۔ اچھا آسمانی نشان تو دکھا دیں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الما کر بن سے مرئی بہت
 کوئی آسمانی نشان تو مانگیں۔ تا فیصلہ ہو۔ لیکہرام۔“

ان تمام خطوط کے جواب میں بفضل خط لکھے گئے تھے جن کا نقل کرنا اب تک ضروری نہیں۔ لیکہرام
 کی طبیعت میں انفرادیت کا مادہ بہت تھا۔ اسلئے وہ بار بار اپنے خطوط میں لکھتا ہے کہ بحث نہیں کرتے

لیکہرام نے نشان انگن کے دفت خدا تعالیٰ کا نام خیر الما کرین رکھا۔ اور خدا تعالیٰ کے ارمین ماکر کا لفظ اس
 صورت میں لولا جاتا ہے کہ جب وہ باریک اسباب سے مجرم کو ہلاک باذلیل کرتا ہے۔ پس لیکہرام کے
 منہ سے خود وہ الفاظ نکل گئے جسے ثابت ہوا ہے کہ وہ اسی موت کا نشان مانگتا تھا۔ بھائی ایشان جکے
 اسباب بہت باریک ہوں۔ سو خدا کی قدرت ہے کہ اسی طرح اسکی موت ہوئی مابیسے فائق کے اتحاد سے
 مارا گیا جسکی کارروائی ہر ایک کو نہایت عجیب و غریب دالسی ہے کہ کیوں بکواسنے عین روز روشن میں ہلاک کیا۔ اور کیوں بخیر
 آباد گھر میں ماتا تھا بخیر اسکو جزا ت ہوئی۔ اور کیوں بخیر مار کر صاف لکل گیا۔ اور کیوں بخیر ہندوؤں کی ایک
 آباد گھر میں بادھا تھا بخیر اسکو تلوں کے واروں کے سحر و آس کے بکڑا گیا۔ سو جب ہم ان واقعات کو دیکھتے ہیں تو
 فی القویٰ طبیعت اسطوت پائی جاتی ہے کہ یہی وہ کام ہے جسکو خیر الما کرین کی
 دفت منسوب کرنا چاہیے۔ ہم کو کہہ چکے ہیں کہ خدا کا نام قرآن شریف کی رو سے خیر الما کرین منسوب کیا جاتا ہے کہ
 جب وہ کسی مجرم کو سبب سزا کو لیک اسباب کے استعمال سے سزائیں گھٹا کرتا ہے۔ مینے ایسے اسباب
 اسکی سزا کے اٹکے لئے دیتا کرتا ہے کہ جن اسباب کو مجرم کسی ادا اورہ سے اپنے لئے آپ مہیا کرتا ہے۔ پس ہی
 اسباب جہاں بہتری یا مادی کیلئے مجرم جمع کرتا ہے وہی اسکی ذلت ادا لگان کا موجب ہو جاتا ہے۔ قانون

بچہ کوئی نشان نہیں دکھلائے اور معقول جواب نہیں دیتے سالانہ بحث کیلئے یہ مسالطین کے سامنے
پیش کیا گیا کہ وہ وید کی پابندی سے اور اسکی شریعتوں کے حوالہ سے بحث کرے اور ہم قرآن شریف کی پابندی
سے اور اسکی آیتوں کے حوالہ سے بحث کریں۔ پس چونکہ وہ محض جاہل تھا اور یہی اس میں طاقت نہیں تھی لہذا
مقام میں وہ بیکر شہرت میں کر سکے اسلئے وہ چالاکی سے بہتار حمل مطالبہ کو تحریر میں ہی نہیں لاتا تھا۔ ہاں
شخص اور ہنسی سے بار بار آسانی نشان مانگتا تھا۔ غرض ہم سب کا اپنا آخری خط نکل کر دیتے ہیں جو اس کے
آخری رقعہ کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

جناب پندت صاحب۔ آپ کا خط میں نے پڑھا۔ آپ یقیناً سبھی میں گاہیں نہ بحث سے انکار ہے
نشان دکھلائیے مگر آپ سیدھی نیت سے طلب ہی نہیں کرتے بجا شریعت یا وہ کہہ دیتے ہیں آپکی
ذہان بند بانی سے کہتی نہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الما کریم سے پرچہ
نسبت کوئی آسانی نشان مانگیں۔ یہ کس قدر ہنسی شخص کے گلے میں لگ گیا آپ اس خدا پر ایمان نہیں لائے
جو یہاں کون کو تنبیہ کر سکتا ہے۔ باقی رہا یہ اشارہ کہ خدا عرش پر ہے اور مگر کہتا ہے۔ بیچہ واپسی آج بھی
مکلفیت اور محنتی تدبیر کو کہتے ہیں جس کا اطلاق خدا پر ناجائز نہیں۔ اور عرش کا کلمہ ان کی عظمت کے
لئے آتا ہے۔ کیونکہ وہ سب اونچو نے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کی طرح
کسی تخت کا محتاج ہے۔ خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اسنے قیام ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جس کو کسی

قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات چھا اور سخت دل بھروسہ کی
سزا لگے اتھرتے دلاتا ہے۔ سو وہ لوگ اپنی ذلت اور دنیا ہی کے سامان اپنے اہمیت سے جھجھکتے ہیں اور
انکی نظر سے وہ امور اسوقت تک مخفی رہے جہاں میں وہ بہت عظمت والے تھے اور خدا ہوا جا۔ جس کی کار
کے لحاظ سے خدا کا نام جا کر ہے۔ دنیا میں ہزاروں نمونے اسکے پائے جاتے ہیں۔ سو یکہرام کے مساوی ہیں
خدا کی ہر شے کا دل ایسے نمونہ سے کھلوا یا کہ میں خیر الما کریم اپنی نسبت نشان مانگتا ہوں۔ سو اس حد ذات
میں اسنے ایسا عذاب مانگا جسکے اسباب مخفی ہوں۔ اور ایسا ہی تو ہمیں آیا کہ یہ کو جس شخص کو شہ کہہ گئے
اسنے اتوار کا دن مقرر کیا تھا اور تو اس کے دن آریو کل ایک خوشی کا ہلہ قرار پایا تھا جسکے عید کا دن ہوتا جا
تا اس شخص کو شہ کیا جا۔ سو وہی خوشی کے اسباب اسکے لئے اور اسکی قوم کیلئے نام کے اسباب
ہو گئے۔ اور خیر الما کریم کے نام کو خدا تعالیٰ نے تمام یوں کو خوب سمجھا دیا۔ مذکور

چیز کا سہارا نہیں دینا۔ پھر بربق قرآن شریف یہ فرماتا ہے تو عرش کا اعتراض کرنا کہ غلط ہے۔ آپ عربی سے بڑے بہترین آپ کو مکر کے معنی بھی معلوم نہیں۔ مکر کے مفہوم میں کوئی ایسا ناپا زار نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ شریون کو سزا دینے کے لئے خدا کی جو باریک اور محقق کام میں ان کی نام کر ہے۔ لغت دیکھو بعد ازاں آید۔ میں اگر بقول آپ کے وہ۔ سے اتنی ہوں تو کیا حرج ہے کیونکہ میں آپ کے مسلم اصول کو ہاتھ میں لے کر بیٹھتا ہوں۔ مگر آپ تو اسلام کے اصول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ صاف اقرار کرتے ہیں چاہیے ہمارا عرش پر خدا کا ہونا جس طور سے مانا گیا ہے اول مجھ سے دریافت کرتے۔ پھر اگر گنجائش ہوتی تو اعتراض کرتے۔ اور ایسا ہی مکر کے معنی اول یوں پختہ چدا عرض کرتے۔ اور نشان خدا نے پاس ہیں وہ قاد۔ ہے جو آپ کو نہ نکلا دے۔
والسلام علی من اتبع الهدی۔ خاکسار میرزا غلام احمد

۱۰۔ وہ معاہدہ جو نشانوں کے دیکھنے کیلئے اس اتم اور لیکھرام کے مابین نخر پر پایا تھا اس عنوان جو لیکھرام نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا یہ ہے :-

”اوم پرمانتہ پنج۔ ہی سجدہ اندر روپ پرمانتہ کا پرکاش کراداست کا ناش کرتا کہ تیری ست وہ دیار سب سنسار میں پرہرت ہو دیتے۔“ پھر بعد اسکے اس طول طویل معاہدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتلائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی۔ اور ذریعہ پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپیہ لیکھرام کو دے جو پہلے سے شرمیت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرادینا ہوگا۔ اور اگر پیشگوئی کرنا والا چنانچہ تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی۔ اور نہت لیکھرام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے ۱۸۸۶ء پھر بعد اسکے وہ پیشگوئی بتلائی گئی جس کی رو سے ۶ مارچ ۱۸۹۶ء کو لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ لیکن پہلے اس سے جو وہ پیشگوئی لیکھرام پر ظاہر کجباتی مکرانہ راجہ اشتہار ۲۰ فروردی ۱۸۸۶ء کو اسکا اطلاع دی گئی تھی کہ اگر انکو پیشگوئی کے ظاہر کریشے پنج۔ پہنچے تو انکو ظاہر نہ کیا جائے۔ مگر لیکھرام نے بڑی شغی اور دلیری سے جیسا کہ اشتہار ۲۰ فروردی ۱۸۹۶ء میں اس بات کا ذکر ہے ایک کاروانہا دستخطی میں لطیف روانہ کیا کہ میں آپ کی پیشگوئی کو کوہیات سمجھتا ہوں

۱۱۔ یہ شرط جو لیکھرام اسلام کو قبول کرے یا نہ کرے اس کی شرط ہو کہ کچھ معلوم تھا کہ جو پیشگوئی خدا تعالیٰ نے فرمائی اس کا مضمون کیا ہوگا۔ منہ

لیکھرام نے پیشگوئی کی انجام کیلئے دعا کی تھی کہ اگر اسلام صحیح ہے تو انکی پیشگوئی سچی نکلے اور اگر ہندو مذہب صحیح ہے تو انکی پیشگوئی جو سچی نہ نکلے۔ اب تمام ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس لیکھرام والی پیشگوئی کو سمجھ لیں تو کس ذریعہ پر اس دعا کا بنا پڑے گا۔ منہ

میرے حق میں جو چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔ " اسپر بھی ہماری
 طرف سے بڑی توقع ہوئی۔ اور نیز یہ باعث ہوا کہ ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے بکھرے پیشگوئی کی مبعاد
 نہیں کھلی تھی۔ اور لیکھرام کا اصرار تھا کہ یہ عادی قید سے پیشگوئی بتلائی جائے۔ آخر ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء
 کو بہت توجہ اور دعا اور تضرع کے بعد معلوم ہوا کہ آجکی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے پچھ برس کے
 درمیان لیکھرام پر عذاب شدید جبر کا نتیجہ موت ہے نازل کیا جائے گا۔ اور اسکے ساتھ یہ عربی الہام
 بھی ہوا **عجل جسدہ له خوار۔ له نصب وعذاب۔** یعنی یہ گوسالہ بجان ہے جس میں سے
 مہل آواز آ رہی ہے پس اس کے لئے دکھ کی مار اور عذاب ہے۔ اور اس استہار کے معنی ۲۰ فروری
 میں یہ عبارت ہے۔ اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں
 اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چند برس کے عذاب کا آجکی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء
 سے کوئی ایسا عذاب جو معمولی تکلیفوں سے زالا اور خارق عادت ہو یعنی جو عواض اور بیماریاں انسان کیلئے
 طبعی اور معمولی ہیں جن سے انسان کبھی صحت پاتا اور کبھی مرتبہ نہیں سے نہ ہو { اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو
 } یعنی الہی قبر کے نشان میں موجود ہوں { نازل نہ ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ انکی روح سے
 میرا یہ نطق ہے { یعنی میرے صدق اور کذب ملا یہی پیشگوئی ہے } اور اگر میں اس پیشگوئیں کا ذوق نکلا تو ہر ایک ہنر
 کے جھگٹنے کیلئے میں طیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے کچھ میں رسد ڈال کر سولی پر کھینچا جائے۔ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء
 اچھا نصف سوچیں کہ در صورت دفع نکلنے اس پیشگوئیکے کس ذلت کے اٹھانیکے نام میں
 طیار تھا۔ اور اپنے صدق اور کذب کا کس درجہ پر اس پیشگوئی پر چھڑ گیا تھا۔ پھر وہ لوگ جو خدا کی ہستی کو مانتے
 اور سب مانگو جانتے ہیں کہ اسکے ارادہ کے نیچے کچھ ہوتا ہے اور ہر ایک جھگڑے کا آخری فیصلہ اسکے
 ہاتھ سے ہوتا ہے وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان مقدمہ جسکے نتیجے کی رو بروی ہماری قومیں
 منتظر ہیں وہ خدا کے علم اور ارادہ کے بغیر روہی اتفاقی طور پر ظہور میں آگیا۔ گویا جو مقدمہ خدا کو سونپا گیا
 تھا وہ بغیر اسکے فیصلہ کر نیوالے فرمان سے مزین ہو رہی تھی اسکی لاعلمی میں داخلہ فرم ہو گیا۔ اگر
 ایسے خیالات بھردنہ کرنے کے لائق ہیں تو پھر تمام بتوں کا سلسلہ اور شریعتوں کا تمام نظام یک دفعہ
 درجہ برجم ہو جائے گا۔ کیونکہ جو امر متحد ہی کے بعد ذرا مقدمہ ہزار کے دوسری سے پیچھے نہیں کے مقابل
 آسانی کو امی کے طور پر ظہور میں آگیا اور نہایت روشن طور پر ہر گز وہ علامتوں کی موافق اسکا ظہور ہوا
 اگر قوی بیہودہ اور باطل سمجھا جاتا تو پھر کہاں کی مذمت اور جہان کی تصدیق ہوگی بلکہ تمام آسمانی حقیقتوں کی

بند مع خون ہو جائے گا۔

پھر دوسری اہامی بیگیونی جو ابھام کی نسبت ہوئی وہ رومات الصادقین کے صحیحہم دور
اور صحیحہم آخری نسل پرچ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

اَلَا اِنِّیْ فِیْ كُلِّ حَرْبٍ غَالِبٌ فَکَفِیْ بِمَا زُوِرَتْ فَالْحَقُّ یَغْلِبُ
وَبَشِّرْنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ مُبَشِّرًا سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیدِ وَالْعِیدِ الْاٰخِرِ

وَمِنْهَا مَا وَعَدَ فِیْ رَبِّیْ وَاسْتَجَابَ دَعَائِیْ فِیْ رَجُلٍ مَّعْسُودٍ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ الْمُسْتَعٰی
لِبَکْهُرَامِ الْفَسَادِ وَرِیْ وَخَبَرْنِیْ رَبِّیْ اِنَّکَ مِنْ اَهْلِ الْکِیْنِ اِنَّهٗ كَانَ
نَسَبُ نَبِیِّ اللّٰهِ وَتَبْکَلُمُ فِیْ شَاہِ بِکَلِمَاتِ حَیْثَہٗ ذَعُوبٌ عَلَیْہِ فَنَسَرْنِیْ رَبِّیْ
بِمَوْنِہٖ فِیْ سِتِّ سَنَہٗ اَنْ فِیْ ذٰلِکَ لَآیَۃٌ لِّلطَّالِبِیْنَ۔

ترجمہ میں ہر ایک جنگ میں غالب ہوں یہی ہر ایک مقابلہ میں مجھے ملے ہے۔ پس اوروہ سن ساری
ہو کچھ تو مکر کرتا ہے بیشک کہ آخر حق خدا در غالب ہو گا اور مجھے خدا نے ایک نشان کی خوشخبری دی کہ
کہا کہ توحید کا دن منقریب پہچان لے گا یعنی وہ خوشی کا دن ہمیں وہ نشان ظاہر ہو گا اور اس نشان
کی بے غلطی ہے کہ اس دن سے معمولی عید قریب ہو گی اور سدا سے مجھے دعوہ دیا اور آئندہ
خدا اور رسول کے دشمن کے امیرین میری دعائی ہو ابھام بناو سی سب ۱۱۔ مجھ خبر دی کہ وہ سب
اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان دیا کرتا اور اب اس میں نہ رہا تھا میں نے اس پر دعویٰ
کی سو خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر دی کہ وہ چھ برس سے عرصہ میں رہا ہے گا۔ اور اس کا
دعوہ نے والو کے لئے نشان ہیں۔

اور یہ اہام کہ **مَجْلُ جِسْمِہٖ خَوَارِ لَہٗ نَصَبٌ وَعَذَابٌ** بس کا
بھی ہم ذکر کر چکے ہیں یعنی ایک اہام کو سالہ سامری ہے اور اسی کو سالہ کی طرح اس کو عذاب ہو گا
یہ نہایت پر معنی اہام ہے جو کو سالہ سامری کی مشابہت کے برابر ہیں نہایت اعلیٰ سر اور غیب کے بیان
کر رہا ہے۔ سمجھان کے ایک یہ ہے۔ کہ کو سالہ سامری ہو دیوں کی جسد کے دن میں ٹکڑے ٹکڑے
کیا گیا تھا۔ جیسا کہ تورات خراج بائبل آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔ "ہاؤں نے بہ
کہہ کر منادی کی کہ کل خدا دن کی عید ہے" سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب بھی ۶ مارچ ۱۹۸۰
کو لیکھ اہم قتل ہوا۔ اور چونکہ کو سالہ سامری کے تباہ کرنے کے لئے خدا کی کتابوں میں جو کے دن کی خصوصیت

ایک وبا کی بیماری بھیجی جو غالباً طاعون تھی جیسا کہ توریت باب ۳۲ آیت ۳۵ میں ہے کہ خداوند نے اُنہیں بچھڑے بنانے کے سبب لوگوں پر مری بھیجی۔ ایسا ہی لیکھرام کی بھی تعریف پرستش تک پہنچانی گئی اور مسلمانوں کو ناحق دکھ دیا گیا۔ یہ لوگ خوب اپنے دلوں میں سمجھتے تھے کہ یہ خدا کا فعل ہے پیشگوئی کر نیوالے کا منصوبہ نہیں۔ تاہم بار بار فریاد کر کے گورنمنٹ سے اس راقم کی گھر کی تلاشی کرائی اور بہت سا بیجا شور ڈال کر گورنمنٹ پرستون سے مشابہت پوری کی۔ کوئی کیا جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہونی والا ہے۔ پر ہم سپر ایمان رکھتے ہیں کہ جو خدا مشابہت بیان نہ مانی وہ پوری مشابہت ہو۔

پھر لیکھرام کی نسبت ایک اور الہامی پیشگوئی ہے جو رسالہ برکات الدعا کے ٹائل پیج کے اول اور آخر کے ورق پر درج ہے۔ اور یہ پیشگوئی اپریل ۱۹۱۳ء میں یعنی پہلی پیشگوئی سے تین ماہ بعد کی گئی تھی۔ اس پیشگوئی کا مختصر بیان یہ ہے کہ سید احمد خان مساکے سی ایس آئی نے ایک رسالہ استجاب دعا کے انکار میں لکھا تھا اور اُس کی نام رسالہ الدعا والاستجاب رکھا تھا۔ یہ رسالہ سچائی کے بالکل برخلاف تھا۔ اسلئے میں نے اس کے جواب میں رسالہ برکات الدعا لکھا اور اس رسالہ کے لکھنے کی وقت مجھے یہ ضرورت پیش آئی کہ دعا کے قبول ہونے کا سیدھا شک اُگے کوئی نمونہ پیش کروں۔ سو خدا کے فضل سے انھیں دونوں میں لیکھرام کے بار میں میری دعا قبول ہو چکی تھی۔ سو میں نے برکات الدعا کے ٹائل پیج میں نمونہ پیش کر دیا۔ برکات الدعا کے پڑھنے والے جب اس رسالہ کو کھولیں گے تو ٹائل پیج کے پہلے صفحہ پر ہی جو انداز کا صفحہ ہے دیکھیں گا غدیہ لکھا ہوا پائینگے۔

نمونہ دُعاے مستجاب

ایسا جو ہے اس رسالہ کا نام برکات الدعا رکھا گیا تھا کہ دعا کی برکتوں کا نمونہ پیش کیا گیا۔ اس صفحہ میں لیکھرام کے حق میں یہ عبارت ہے کہ:- میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ مترنمون خیال فرمایا ہے {لیکھرام کے متعلق} پیشگوئی کا حاصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طوفان کوئی دروہو یا بیضہ ہوا اور پھر اسی حالت صحت کی قائم ہو گئی تو وہ پیشگوئی مقصود نہیں ہوگی۔ پس اگر ہویت میں ہیں بلاشبہ اس سز کے لائق تمہارے گناہوں کا ذکر کرتے کیا ہے۔ لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اُس طور سے ہوا جیسا کہ قرآن الہی کے نشان صاف صاف اور کھلے کھلے طور پر دکھائی دین تو پھر سمجھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف

ہے..... اگر پیشگوئی فی الواقع ایک عظیم الشان ہدایت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود بخود اپنی طرف متوجہ
 لیتی ہے۔ اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم
 ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کیساتھ اپنی ریاوت سے رجوع کرتے ہیں۔ ماسوائے یہ
 عاجز بھی تو قانون قدرت کی تحت میں ہے۔ اگر یہ طریقے بنیاداً پیشگوئی کی صرف اس قدر ہے کہ مینے
 صرف یا وہ کوئی کیطور پر چند احتمالی پیاریونکو ذہن میں رکھکھادو۔ شکل سے کام لیں یہ پیشگوئی شاخ کی ہے تو
 جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انھیں اٹھکھوئی بنیاد پر یہی نسبت پیشگوئی
 کر دے..... اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو
 ضرور ہدایت ناک نشان کیساتھ اس کے وقوع ہوگا اور ولوں کو ہلا دیگا۔ اور اگر اس کی طرف سے نہیں
 تو میری ذلت ظاہر ہوگی۔ اور اگر میں اس وقت تک ایک تادیلین کردنکا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔ وہ
 ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہیں دیتا
 یہ بالکل غلط ہے کہ یکھرام سے مجھکو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھکو ذاتی طور سے کسی سے بھی عداوت
 نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام خجانیوں کا چشمہ تھا
 تو میں سے یاد کیا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی عزت دنیا میں ظاہر کرے
 یہ وہ الہامی پیشگوئی کی تائید میں مضمون ہے جو برکات الدعائے اسلچ کے نسخہ میں لکھا
 ہوا ہے۔ پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر ایک اور الہامی پیشگوئی یکھرام کی نسبت ہے جس کا عنوان یہ ہے
لیکھرام پشاور کی نسبت ایک اور خبر۔ پھر اگلے عبارت ہے:- آج ہوماریل
 ۱۸۹۳ مطابق ۲۴ مارچ رمضان ۱۳۱۲ ہے جس کی وقت تیسری ہی غنڈہ کی کھالتیں پھینکے پکھارے
 ایک سے مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند روز سے بھی میرا اس عہدہ میں ایک شخص کوئی نہیں رہا
 گویا اس کے چہرہ پر خون پگھلا ہے میرا سامنے اگر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی
 خلقت اور شامل کا شخص ہے گویا انسان نہیں بلکہ شہاد غلاظین ہے اور اسکی ہدایت لونپواری تھی اور میں
 اسکو دیکھتا ہی تھا کہ اسنے مجھے پوچھا کہ **لیکھرام کہاں ہے؟** اور ایک شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے۔
 تب میں نے اسوقت سبھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی ہنر ادبی کیلئے امداد کیا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں
 کہ وہ دوسرے شخص کون سا ہوں یا یقینی طور پر یاد رہا ہے۔ میں نے عالم کشف میں ل میں گنہا ہی کہ وہ دوسرے شخص
 انھیں چند آدمیوں سے تھا جنکی نسبت میں اشتہار لکھا ہوں۔ میں نے ایسا شخص جو موچی پیشگوئی کے اشتہار کا

ہے میں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جو کفہ تعالیٰ کاذب کو قدرت نہیں دیتا اسلئے اگر میں کاذب ہوں تو یہ پیشگوئی میری نہیں ہوگی۔ اور نہ میری
 صاف کہہ دیتا تھا کہ یہ پیشگوئی حضرت علیؑ کے حکم کی عزت ظاہر کر کے لی ہے۔ پس جو شخص کہتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اسکو
 اقرار کرنا چاہیے کہ اسکا خدا تعالیٰ نے حضرت علیؑ کے حکم کی عزت کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ منقطع

اما یہ دیکھا ہے جسکی نسبت کسی وقت کہہ سکتے ہیں کہ اسکی نسبت اسنہار ہو چکا ہو۔ اور یہ کیشبہ کا دن اور
جاربے صبح کا وقت تھا۔ فالجھند علی والک فقط

یہ تمام پیشگوئیاں باور بند کہہ رہی ہیں کہ لیکھ رام کی زندگی کا بڑا قتل کے خاتمہ ہونا معدہ تھا۔ ہر سوچ
جو نظم لکھ رام کے تعلق ابھام کی پیشگیر کہی گئی تھی اسیں ایسے الفاظ و سچ ہیں جو لیکھ رام کے قتل پر دلالت کرتے ہیں
یہاں جو وہ ابھامی اسنہار جو دوبارہ موت لیکھ رام کتاب آئینہ کمالات اسلام کیساتھ شامل ہے اسکی پیشانی کے
چند شعور قتل پر دلالت کرنے ہیں ذیل میں لکھے جاسے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

عزت قدرت خان محمد	عجب لعلات دکان محمد	زلفنہا اسٹہ لگے شودھنا	اگر گرد از تھان محمد
عزت لعل لعل لعل لعل	کہ روان از خان محمد	مرام چ تقسے درد و عالم	کہ دار و شوکت شان محمد
خدا زان بعد پتر از صید	کہ سب از کینہ داران محمد	خدا خود سوزان کرم دنی را	کہ باشت از عدوان محمد
اگر خدای بنما از مستی نفس	بیاد ز ذیل بسان محمد	اگر وای کہ حق کہ یدنایت	شوار دل شان خوان محمد
اگر وای دیلے عاشق تپان	محمد بست بران محمد	سحر و اوم خدا خاک احمد	دلہم ہر وقت قربان محمد
بگستہ سول اللہ کہ ہستم	شاہ روئے تابان محمد	درین رہہ گشتند و سبوز	ستارہ روزایوان محمد
کار دین ترسم از جہانے	کہ دارم رنگ ایمان محمد	بسے ہل است از غنایان	با حسن اہسان محمد
مداشد ہش ہر قدم	کہ دیدم خرم پنہان محمد	دگر آسا دل سے نہ انم	کہ خواندم دردستان محمد
بہر گز دلہے کار سنام	کہ بہتیم کتہ آن محمد	مرآن گوشہ جستم باہ	تو اہم جہر گلستان محمد
دل دارم بہ پہلویم مجنید	کہ بیستم بدمان محمد	من آن شمع از درخان ہم	کہ دار و جا پائیمان محمد
نوجوان مامور کردی عشق	مدایت با نام اسجان محمد	درینا کہ ہم مدائن بنہ	نباشد نیز شایان محمد
پہستہا بداندین جوان	کہ ناپاکس میدان محمد	الا دشمن نادان و پیر	بہر شمع شمع بران محمد
رہ موی کہ گم کردم دم	بجو دمال دامحوان محمد	الا کسک از شان محمد	ہم از خود نمایان محمد

کرامت گرچہ بے نام نشان است

بابانگر ز غل خان محمد



لیکھ رام پشاور کی نسبت ایک پیشگوئی الخ

{ مسلسل دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۲-۱۳ حاشیہ آخر کتاب }

نخستین اس پنگوئی کے سر پر یہ چند شعروں میں چھینے ایک ہی ہے کہ بستر از تیغ بران محمد
جو صاف بتا رہا ہے جو لیکھرام کا انجام ہی تھا کہ وہ قتل کیا جائے۔ اور باخیر کے شعر پر لیکھرام کی طرف اشارہ کر کے
ما تصبنا ابوا ہے جیسا کہ اسجگہ بنا دیا گیا ہے۔ تا یہ اشا۔ وہ کہ تیغ بران اسی پریریگی اور اسی کی موت
سے کرامت ظاہر ہوگی۔

پند برکات الدعا کے صفحہ ۲۸ میں چند شعروں میں سید احمد خان صاحب پر ظاہر کیا گیا کہ وہ
میتگوئی لیکھرام بن دعائے حجاب کے نمونہ کی انتظار کریں۔ اور آخری شعر کے نیچے دیکھیں کہ ان صفحہ ۲۸ کے
کیطرت صفا کو ذریعہ دلائی گئی ہے جو چھین لیکھرام کی ہیبت ناک موت کا ذکر کرتے نمونہ دعا سنبھال کر ہے۔ اور وہ شعر

یہ ہیں

می درخشد و خور و می تا بد اندر ہاتھاب
عاشقے باید کہ بردارند از بہر نش آفتاب
یہج رہے نیست غیر از خجہ و درد و اضطراب
جان سلامت بایدت از خود رویہا سرتاپ
ہر کہ از خود گم شود ادبایدان راہ صواب
ذوق آن محو داند آن مستی کہ نوشد آن شراب
در حق ماہر چہ گوئی نیستی جامی عتاب
تا مگر زین مرہے بگردان زخم خراب
چون علاج می دہی وقت خلل و التہاب
سکون بستان بنگایم تر کہ چون آفتاب

روئے دلہ از طلبگار ان نمی دارد حجاب
لیکن این دو حسین اخا فلان ماند نہان
واسن باکش زخوت پانی آید بدست
بس خطر ناک است راہ کو چہ یار قدیم
تا کلامش عقل فہم ناسزا یان کم رسد
مشکل قرآن نہ از ابناء دنیا حل شود
ایک آگاہی ندادندت زانوار درون
از سر و عطف نصیحت این سخن ما گھنہ ایم
از دما گین چارہ از ازار انکار دعا
ایک گوئی کرد دعا ہمارا شر و کجاست

ہاں مکن انکار زین اسرار قدر تہا حق
قصہ کوتہ کن بہ بین از ما دعا و مستجاب

دیکھو صفحہ ۲۳-۲۴ سر ورق

یہ آخری شعر کا دوسرا مصرعہ جسکے نیچے مدثال کر نمبر ۲۳-۲۴ لکھے گئے ہیں یہ برکات الدعا میں اس بطور
مدد لکھے گئے ہیں تا سید احمد خان صاحب ان صفحات کو نکال کر پڑھیں۔ اور تا انھیں نمونہ دعا مستجاب پر غور

کر کے تیندہ آزمائش کے بعد اپنی غلط رائے کے چھوٹ نیکی کے لئے توفیق ملے۔ اور سالہ برکات الدعا جب تالیف کیا گیا تو اسی زمانہ میں سید صاحب کی خدمت میں بلا توقع بھیجا گیا۔ اور سید صاحب کا جواب بھی لیا تھا کہ میں برکات الدعا کو دیکھ رہا ہوں۔ پس ضرور سید صاحب نے ان منکلمات کو بھی دیکھا ہوگا جنہیں نمونہ دھائے تھے تاجاب پیش کیا گیا تھا۔ غرض لیکھرام کی موت کے لئے دعا کا اگرچہ بوجہ انکی بند بانی اور میاکی کے تھا لیکن یہ بھی مطلوب تھا کہ سید صاحب کی خدمت میں ایک نمونہ دھائے مستجاب پیش کیا جائے۔ اب سید صاحب کا فرض ہے اپنی اس ناقص رائے کو بدل دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک شخص کی توجہ ان گنی اور سید صاحب وہیں کے وہیں رہے۔

یہ وہ پیشگوئیوں ہیں جو لیکھرام کی موت کے بارے میں ۱۸۹۲ء میں عام طور پر شائع کی گئی تھیں اور جو شخص ان پر غور کرے گا اسکو ناظر لگا کر ان پیشگوئیوں میں قطعی طور پر ابتلائے ۱۲ فروری ۱۸۹۲ء سے ماہرہ کی موت کیلئے چھ برس کی میعاد بتلائی گئی تھی۔ اور کتنی واقعہ یہ بھی ظاہر کر رہا تھا کہ لیکھرام کی موت اتوار کے دن کو ہوگی کیونکہ وہ نہشتہ جو لیکھرام کی سزا کیلئے آیا اتوار کی رات کو کچھ ظاہر ہوا تھا جس سے پایا جاتا تھا کہ لیکھرام کی موت کا دن اتوار کا دن ہوگا۔ اور الہام میں یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ عید کے ساتھ کے دن میں یعنی دوسری شوال میں یہ واقعہ پیش آئیگا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ عید کا پتہ پہلے سے ہندوؤں نے خوب یاد کر رکھا تھا۔ مگر سوت یہ امر غیر ممکن سمجھ کر صرف تکذیب کی غرض سے یاد کر لیا تھا کیونکہ وہ اپنی جہالت سے خیال کرتے تھے کہ ایسا ہونا کسی طرح ممکن نہیں کہ پیشگوئی میں ایسا خاص نشان

چند لیکھرام کے متعلق ایک یہ پیشگوئی تھی کہ **لِقِضَىٰ أَمْرِهِ فِي سِتٍّ** یعنی چھ میں اس کا کام تمام کیا جائیگا اب تک کچھ معلوم نہیں کہ یہ پیشگوئی ہمارے کسی اشنہا ریا کتاب میں یا ہمارے کسی دوست کی تالیف میں ہو چکی یا نہیں لیکن ہمارے جماعت میں اسکی عام شہرت ہو اور یقین ہے کہ دوسروں تک بھی یہ پیشگوئی پہونچی ہوگی جیسا کہ آریوں میں عید کی پیشگوئی پہونچ گئی۔ کیونکہ ہماری کوئی بات راز کی طور پر نہیں رہتی۔ اس پیشگوئی کا جیسا کہ مفہوم ہے ایسا ہی ظہور میں آیا یعنی لیکھرام چھ ماہ کی عمر میں ہی ہوا اور دن کے چھ گھنٹے میں زخمی ہوا۔ بالکل یقیناً اگر اس زبانی روایت سے انکار کرتے ہیں تو حدیثوں کے قبول کرنے میں بڑی مشکل پڑیگی۔ کیونکہ وہ نہ صرف زبانی روایتیں ہیں بلکہ اسکو سو فیصد ہر بعد میں کھلی گئیں۔ جو بات مانہ ہو اور جسکے دیکھنے اور سننے والے نہ موجود ہیں اسکی انکار کرنا عقائد و کفر نزدیک رسوا ہونا ہے۔ منظر

ہوا اور وہ چٹا ہوا جاسے پس یاد رکھنے سے مدعا یہ تھا کہ تب پیشگوئی خطا جا سکی یا عید پر پوری نہیں ہوگی تو ہنسی ٹھٹھکے میں اڑائی گئی۔ لیکن جب نندا نے اسے طعنہ پیشگوئی کو دیا کہ وہ ایسا کہ لکھا گیا تھا تب ہندوؤں نے فی الفور اپنا پہلو بالایا اور کہا کہ عید پر قتل کرنے کے لئے پہلے سے سازش ہو چکی تھی۔ ورنہ خدا کی عادت ایسی نہیں ہے جو باریک انداز سے نشانوں کے ساتھ عیب کی خبر سن کر کسی کو تیرا لٹا دے۔ مگر وہ قاتل خدا جو سچائی کو شہید کرنا نہیں چاہتا اس نے اس خیال کو ہی پہلے سے روک رکھا تھا۔ کسی ہندو کو کوئی نہیں بھی۔ بیٹے اس نے لیکھ نام کے واقعہ قتل سے سترہ برس پہلے اس نشان کی بابت میں خبر لی ہے اور یہ خبر اس نے لکھی گئی اور شائع کی گئی تھی جبکہ لیکھ نام بارہ یا تیرہ برس کا ہو گا۔ ۱۰۔۔۔ ایسے مرتب اور سلسلہ وار طریقہ پر لکھا ہے۔ میں موجود ہے کہ اس شخص جو مرنے کے بن نہیں پڑتا۔ ہم بقتلہ تھے۔ سالہ براج منیر میں اس کو لکھ چکے ہیں اور مختصر طور پر اس کی یہ بیان ہے کہ براہمن احمدیہ کے الہامات میں میری نسبت تین فتنوں کی خبر دی گئی ہے۔ یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین موقعہ پر تین فتنے تمہارا ہو گئے۔

اب قبل اسکے جو ان تین فتنوں کا ذکر کیا جائے صفاتی بیان کیلئے اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ ہر ایک مذہب فتنہ کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صرف اسی حال میں کہ کسی مذہب کو فتنہ کے نام سے موسوم کیا جائے گا جبکہ وہ مذہب ایک بلوہ کے رنگ بن ہو اور ایک جماعت باہمی اتفاق کر کے کسی کے مال یا جان یا عزت کی نقصان رسانی کی غرض سے اپنی طاقتوں کو اس حد تک بچ کر بن جائے تاکہ ایک شخص پورے استعمال کیجا جان کر نہ رہتا ہے۔ پس فتنہ میں نہ درمی ہے کہ ایک جماعت ہو۔ اور وہ جماعت کی ضرورت رسانی کے ارادہ کیلئے پورے ہوش کیساتھ باہم اتفاق کر لیں۔ اور ایک بلوہ کی صورت میں ایک فتنہ جمع بنا کر کسی کی عزت یا جان یا مال پر حملہ کرے۔ لکھنے کے لئے مستعد ہو جائیں اور باہمی مشورہ سے ان تمام فریب کو اپنی طبیعت کے اندر ختم ہو چکی حالت میں ایک غیر معمولی جوش کی طرح استعمال میں لا دیں جس کے استعمال سے فریق مخالفت پر کوئی ناگہانی آفت آنے کا اندیشہ ہو۔ اب جبکہ فتنہ کے لفظ کی تعریف معلوم ہو چکی تو ان تین فتنوں کو بیان کرتا ہوں۔ مگر شاید سمجھائے گئے۔ یہ انب ہو گا کہ قبل اسکے میں ان تین فتنوں کی تفصیل براہمن احمدیہ کے صفحات سے پیش کروں۔ اول وہ تینوں فتنے بیان کروں جو براہمن احمدیہ کی ہیئت اور شائع ہوئے ہیں۔ بعد میں یہ کہہ چکے ہیں جس کے واقعات سے لکھو کہ انسان گواہ ہیں۔ بلکہ اگر میں کہوں گا کہ وہ ان تو یقیناً باغیہ ہو گا۔ اس وقت میں اس دعوے پر زور دینے کے بغیر یہ نہیں سکتا کہ میری زندگی کا وہ بڑا حصہ جو براہمن کی تالیف کے بعد اس وقت تک پورا ہوا ہے وہ ٹھیک ٹھیک میں فتنوں کے

نیچے ہو کر گر رہا ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ ان تین فتنوں کے ساتھ کوئی اور فتنہ بھی تھا جسکو فتنہ چہارم کہنا چاہیے۔ اور نہ کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ تین فتنے نہیں ہیں بلکہ دو ہیں۔ غرض تین کے عدد میں ایک ایسی حصر واقعی ہو گئی ہے کہ جو نہ کم ہو سکتی ہے اور نہ قابلِ زہانت ہو۔ ایک جنبی شخص بھی جی میری سوانح کے لکھنے کیلئے بیٹھے گا اور میری لائف کے سلسلہ میں تلاش کرے گا کہ باہرین احمد کے زمانہ سے ان دنوں تک ایسے غیر معمولی بلوے پورے جو شش سے سہ سے ہوئے مختلف جماعتوں کی طرف سے کس قدر پیش ہو چکے ہیں جنکو فتنہ کے نام سے موسوم کرنا پاپا میسے نوہ اہیات کے سمجھنے کیلئے کسی فکر کا محتاج نہ ہو گا کہ ایسے بلوے جو فتنہ کی حد تک پہنچ گئے۔ اور پورے جو شش کے ساتھ ظہور میں آئے مرفین تھے۔ اول اتم کے معاملہ میں پادریوں کا حملہ جنھوں نے داخلات کو چھپا کر پنجاب اور ہندوستان میں کذیب کا ایک طوفان مچا دیا چونکہ انکے دلوں میں بڑا مدعا یہ تھا کہ کسی طرح اسلام کی کذیب اور توہین کا موقع ملے سوا انھوں نے اتم کے زندہ رہنے کی وقت سمجھ لیا کہ اس سے بہتر شور و غوغا ڈالنے کیلئے اور کوئی موقع نہ ہو گا۔ چنانچہ پیسے پہلے امرتسر میں انھوں نے محس غلہ پن کی راہ سے خلاف واقعہ شور مچایا چاہے اور گلی کوچہ میں اتم کو ساتھ لیکر وہ زبان درازیاں کیں کہ جب سے انگریزوں

اتم کے عذاب کی نسبت جو بیگنی لگی تھی وہ نہایت صاف دکھلے دکھلے نظروں میں تھی۔ اس میں شرط موجود تھی کہ عذاب موت اس وقت نازل ہو گا جب اتم حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اتم پندہ بیٹھے کہ جو بیگنی لگی تھی تھی ایسے صاف عادت طریقے مذہبی مناظرات و تقررات سے دلکش اور چہرہ ماتھا جو اس کا چہرہ نہا ہی گئے دلی رجوع و دلالت کراتھا۔ پھر اُس نے میعاد کے بعد جب یہ چھوٹے بہانے پیش کئے کہ میں خدا تو فرمودہ! مگر وہ خوف تعلیم باقہ سانپ سے اور دوسرے حلوں سے تھا جو میرے گھر کو تھمتے تھے۔ تب اس پر جب اسکو کہا گیا کہ تعلیم ہمتیں نہ تھوڑا اور غیر معمولی ہیں مگر میعاد کے بعد بیاں لگیں ہیں انکو یا تو قسم سے ثابت کرنا چاہیے یا بالمشہد کیا کسی اور خفا کی طرح تھے۔ تو اسے کوئی طریق اختیار نہ کیا۔ بلکہ قسم پر چار ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تب بھی قسم کھا کر اپنی بریت ظلم نکر کا اور یہ تمام الزام اپنے ساتھ قبر میں لے گیا۔ اہم! اہم! یہ بھی تھا کہ اگر وہ انکشافات کر چکا تو جلد واریگا چنانچہ وہ ہمارے شہاد سے ملت جیسے کو اندر کر گیا۔ اب کیا اس بگڑی پر کوئی تائید تھی جس سے یہ سچا ہو جائے نہ چھپایا؟ نہیں بلکہ انکو اتم کے دوتے رہنے کی خیر خبر تھی۔ ہر گز انکے ایک بیکریا نہ تھی۔ یہ اتم نے سچ یا اگر کہا کہ ہائے میں پھر کیا کیا کرے گا جو یہی مسئلہ تھا کہ سبائی پر پردہ ڈالیں۔ انھوں نے اس میں بڑی ماضی کی۔ مہنگا

پادریوں نے یہ تیر سچ ہی بہت کیں کہ کہیں صبر اتم لاش کر کے حالت کے ذریعہ چھپا کر ادا کئے۔ لیکن جو کہ اتم در حقیقت حق کے رعب سے ہر گز تھا اس لئے اس نے اس طرف رخ نہ کیا۔ بلکہ وہ ان میں سے چاہا اور ادا کر دیوں کا یہ بلوہ میری مرضی کے مخالف ہوا۔ مہنگا

علاوہ اسی اس ملک میں آئی ہے اسکی نظیر کسی دقت میں نہیں پائی جاتی اور صرف اسی پانچ ماہ میں تھی بلکہ پشاور سے لیکر کوئی کھلتا آباد وغیرہ میں بڑے بڑے جلسے کئے اور اخبار میں محض ان کے طرز پر واقعات شائع کئے اور جاہل مولویوں اور عوام کا انعام کو برا سمجھتے کیا۔ اور ہزاروں اشتہار دانتہ ان سے بھرت ہو رہے تھے ملک میں تقسیم کئے۔ اور لوگوں پر یہ اثر ڈالنا چاہا کہ دین اسلام میں سب۔ اور بعض مولوی دنیا کے کتے انکی ہان کیساتھ ہان ملانے لگا اور یہ فتنہ تمام فتنوں سے بڑھا جا رہا تھا کہ دیکھ اس میں صرف یہی ذات پر ہی حملہ نہیں تھا بلکہ بڑا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو ذلیل اور خیر کر کے دکھلائیں۔ دہلوی دہلوی صفت انکے ساتھ تلمذ میں شامل ہو گئے اور کہا اگر عید مائی تلمذ میں کریں تو کیا حرج ہے یہ فتنہ خود کا فر ہے۔ اور حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ عیسائی اس نام کو بھی مسلمان جانتے ہیں۔ غایت کار مسلمانوں میں سے ایک فرقہ کا سرگروہ خیال کرتے ہیں سوان خالوٹ ناحق میری دشمنی سے عیسائیوں کی زبان سے دین اسلام سے منہ منہ کرے بلکہ بار بار بخواتین کر نیکی لئے ترغیب دی۔

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے شیخ محمد حسین ثالوی کا فتنہ ہے۔ اس نظام نے ہی وہ فتنہ برپا کیا کہ جسکی تاریخ میں گذشتہ علماء کی زندگی میں کوئی نظیہ نہ مل سکتا۔ جو بلا الجھاس نذیر حسین کی کفر نامہ پر مہر لگائی۔ صدام مسلمانوں کو کا فر اور جہنمی قرار دیا اور پورا دور سے گواہیان ثبت کرائیں کہ لوگ نصاریٰ سے بھی فرین بدتر ہیں۔ تمام رشتے نامے ٹوٹ گئے جہانیوں جہانیوں اور دیوانوں کے بیٹوں اور بیٹوں۔ نے اپونچو چھوڑ دیا اور اساطوفان فتنہ کا اٹھنا لگا تو کیا ایک لڑ لڑا۔ یہ سب جب تک ہزاروں خدا کے نیک بندہ سے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی کا فر اور بد مذہب سے سزا دار سمجھے جاتے ہیں۔ !!!

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے آریوں کا فتنہ ہے جو ایک چمکدار نشان کیساتھ ہوا اور یہ فتنہ اسلئے تیسرے درجہ پر ہے کہ باوجود سخت بلوہ کے اسکے ساتھ فتح نما نشان تھا یہ ہے کہ اس میں ہندوؤں کا بڑا شور و غوغا ہوا اور بار بار قتل کر نیکی دکھایا دین اور گالیوں سے بھرے ہوشیاری بھیجے۔ کئی اخباروں میں حد سے زیادہ سخت گوئی کی گئی۔ اور پھر آخر کو رنٹ کی مسرت خانہ تلاشی کرائی گئی۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے فتح کا جھنڈا ہمارے ہاتھ میں رہا۔ وہ معاہدہ جو لیکھ اکرم کریم نے ہی آزمائش کیلئے ہندو آسمانی نشان کے کیا گیا اسکی رو سے ہمارے مولیٰ کریم نے ہندوؤں پر جاری دگری کر کے بڑی صفائی سے ہمیں فتح دی۔ اور جیسا کہ پہلے برگین ہرین یہاں تھا لگا کر خدا کیساتھ کر رہے ایسا

پہلے نشان زد کھاتا تو دنیا میں اندھیر ٹھہر جاتا۔ ایسا ہی خدا نے اپنے ان تمام ارا دون کو پورا کیا۔ لیکھرام کیا مرثام آریون کو لگیا۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور ہندو خاک میں مل گئے۔ بڑی عزت کبسا تھ میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ اور ثابت ہو گیا کہ خدا وہی خدا ہے جو اسلام کا خدا اور قرآن کا نازل کیا ہوا ہے۔ اب اسکے ساتھ اگرچہ کالیان دی گئیں۔ اگرچہ قتل کر نیکی لئے ڈرایا گیا۔ اگر ہمارے گھر کی تلاشی کرائی گئی تو اس خوشی کی مقابل یہ تمام غم کچھ چیز نہیں ہیں بلکہ اس فتنہ سے ایک اور پیشگوئی پوری ہوئی جو بھی ہم بیان کریں گے۔ اور لیکھرام کے مرنے سے دشمن کا منہ خدا کا لانا ہو چکا تھا۔ مگر ہر گھر کی تلاشی نے اور بھی انکے گردن پر خاک ڈال دی اور چھوٹ کا انکے ٹیٹے صفا بیسے کا لگایا۔

تین فتنے ہیں جو براہین کے زمانہ سے آج تک ہیں پس آئے۔ اور یہ ایسے کھلے کھلے وقوع ہیں آئے ہیں کہ میں قین رکھتا ہوں کہ ہمارے ملک کا ہر ایک شخص انسان کہلانے کا حق رکھتا ہو ان تینوں فتنوں سے بھوجی واقف ہے۔ اب یہ تقیہ طلب یہ امر سنہ کہ آیا یہ تین فتنے براہین احمدیہ میں ذکر کئے گئے ہیں یا نہیں۔ سو میں درودشن کی طرح دیکھتا ہوں کہ یہ تینوں فتنے پادریوں کے فتنہ سے لیکر چلنا نشان کے فتنہ تک براہین احمدیہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ بلکہ ہر ایک ذکر کی وقت فتنہ کا لفظ بھی موجود ہے۔ سو اب ایک پاک لاد پاک نظر لیکر مندرجہ ذیل عبارات کو پڑھو جو براہین احمدیہ سے نقل کر کے میں ابجا لکھتا ہوں

اور وہ یہ ہیں

پہلا فتنہ سنہ ۱۳۴۲ ہجری میں احمدیہ۔ ولن ترضی عنک الیہود ولن نصاری۔ و خرقوا لہ بنین و بنات بغیر علم۔ قل هو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ و یمکرون و یمکروا اللہ واللہ خیر الماکرین الفتنہ تھنا فاصبر کما صبر اولو العزم و قل رب ادخلنی ماخل صدق۔ ترجمہ۔ پیٹھے یہود و عیسے راضی نہیں ہونگے۔ یہود سے مراد ہجرت یہود و صفت مولوی ہیں جو کچھ ذکر براہین میں اس کے پہلے صفو میں ہے اور پھر فرمایا کہ نصاری بھی تجھے راضی نہیں ہوں گے یعنی پادری۔ اور فرمایا کہ انھوں نے ادا فی ست خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بنا رکھی ہیں۔ ان پادریوں کو کہہ دے کہ خطا ایک ہے وہ ذات ہے نیاز ہے نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا ہم جنس ہے اسے نہ اس کی طرف اشارہ ہے نہ مثلث اور توہید ہے پادریوں کے اگر مارچ کا کوئی عظیم ہتھیار ہو تو اس سے چند روز پہلے کیا گیا تھا۔ اور پھر فرمایا کہ یہ عیسائی تجھے آباؤ گار نیکی اور بد راہی اُسے مکر کر گیا۔ یعنی

اول انکو لیر کر دیا اور پھر ذلت پر ذلت پہنچا دیا اور پھر نہ مایا کہ خدا بہتر مکر کرے والا ہے۔ اور پھر فرمایا لا تسوت
 با دینوں کی طرح سے ایک فتنہ ہو گا اور وہ ایک پرجوش بلوہ کی صورت میں مگزیب کر دینگے۔ سو اس فتنہ کی قوت
 جبر کے جیسا کہ اولوا العزم بنی صبر کرتے رہے۔ اور دُعا کر کہ خدا یا میرا صدق ظاہر کر۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ
 مکر سے مراد وہ طبع اور مخفی تدبیر ہے جو دشمن کو ذلیل یا معذب کر دینگے لے خدا تعالیٰ کی طرف سے ظہور میں آتی
 ہے۔ بعض وقت نادان دشمن ایک جھوٹی خوشی سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کی مخفی تدبیر جو دوسرے
 لشکر میں مکر کھلاتی ہے اسے کہتی ہے کہ اے نادان کیوں خوش ہوتا ہے دیکھ تیری ذلت کے دن نزدیک
 آ رہے ہیں۔ تب تیری خوشی غم سے تبدیل ہو جائیگی۔ غرض یہ پہلا فتنہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ
 ۲۴۱ میں لکھا گیا اور میرے پر گزرنیکا۔

ووسرافتنہ وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔ واذا میکر
 بك الذی كَفَر اَوْ قَدِیْ اِیْاهَا مَا نَ لِعَلِی اَطْلَعُ عَلٰی اِلٰهِ مُوسٰی وَ اِنِّیْ لَاطْلَمُ
 مِنَ الْكَاذِبِیْنَ۔ تبت ید اِبنی لب و تب ما كان له ان یدخل فیہا الا
 خائفا۔ وما اصاباك فمن الله الفتنۃ ههنا فاصبر كما صبر
 اولوا العزم۔ الا انہا فتنۃ من الله لیعب حبائجا۔ جہا من الله العزیز
 الا کرم عطاء آخر مجذو۔ یعنی یاد کرو وہ زمانہ جب ایک کفر چھپے مگر کیا جو تیرا ایمان سے
 انکاری ہے۔ اور کہے گا اے ایمان میرے لئے آگ بھڑکا (یعنی تجھ کی آگ بھڑکا ایمان سے مراد نذیر حسین دہلویؒ)
 میں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ ہلاک ہو گیا ابلیس
 اور اسکے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے (جیسے کفر کا فتویٰ لکھا)۔ اسکو نہیں چاہیے تھا کہ اس کی کفرت کا
 میں دخل دیتا چاہے اور جو کچھ پہنچے گا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسکا ایک فتنہ ہو گا پس صبر کر جیسا کہ
 اولوا العزم نبیوں نے صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گا تا وہ تجھے حد سے زیادہ دوست رکھے
 دیکھ یہ کیسا مرتبہ ہے کہ خدا کی سیکور دست رکھے وہ خدا جو ک نام عزیز اگر مہم ہے۔ یہ وہ بخشش ہے جو کبھی

چھ فرعون سے مراد محمد حسینؒ گا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کشت ظہر کر رہا ہے کہ وہ باقا خدایان
 لائے گا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اس بقدر ہو گا کہ آمندت
 بالذی آمنوا بہ بنوا اسرائیل یا پرہیزگار کو کئی طرح والا علم۔ منہ

قطع نہیں کی جائیگی۔ اس فتنہ میں صاف لفظ کفر کا موجود ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ کسی کفر کی فکر سے فتنہ ہوگا۔ کفر بڑھنا بھی جائز ہے جسکے یہ معنی ہوں گے کہ ہمارے ایمان سنگر۔ دونوں لفظوں کا مال ایک ہی ہے۔ غرض یہ لفظ کفر اب تفعیل سے ہے اور برحایت معنی مذکور ثلاثی مجرور بھی ہو سکتا ہے۔ الہام دونوں طور پر ہے۔ اور بعد کا یہ فقرہ کہ اُسکو نہیں چاہیے تھا جو اس فتنہ تکفیر میں دخل دیتا۔ یہ فقرہ اس تاریکی طوف اشارہ ہے کہ وہ شخص علم و فضیلت کا دعویٰ رکھتا ہوگا مگر مولوی کہلائیگا۔ پس جس شان کا اُسکو دعویٰ تھا اس نسبت بعید تھا کہ ایسا فاسقانہ کام کرتا۔ غرض یہ دوسرا فتنہ ہے جو دوسرا درجہ پر ہے۔ جو براہین حامیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں نہایت مفاد شرح سے مندرج ہے۔

تیسرا فتنہ چکر رنشاں کا فتنہ ہے جو براہین کے صفحہ {۵۶} {۵۵} {۵۴} میں کمال صفائی لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے یا عیسیٰ اِنی متوفیت و رافعت الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ۔ ثلثہ من الاولین۔ وثلثہ من اللاحقین۔ ترجمہ۔ میں نے اے عیسیٰ میں تجھ کو طبعی موت سے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھا دوں گا اور تیرے تابعین کو ان لوگوں پر قیامت تک غلبہ بخشنے کا جو تیرے منکر ہیں۔ اور تابعین کا ایک گروہ پہلا ہوگا اور ایک گروہ بعد میں ہو جائیگا۔ یہ خدا کا تسلی آمیز کلام اس وقت حضرت عیسیٰ پر اترا تھا جبکہ وہ نہایت گھبراہٹ میں تھے۔ اور انکو ایسی موت کی دھمکی دی گئی تھی جو جرائم پیشہ لوگوں کیلئے خاص ہے یعنی صلیب کی دھمکی جو لعنتی موت ہے۔ اور یہی الہام اور یہی وعدہ اس عاجز کو ہوا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہی ابتلا اس عاجز کو پیش آئے گا اور یہی انجام ہوگا اسی بنا پر اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور وعدہ دیا گیا کہ میں تجھ کو طبعی وفات دوں گا اور عزت کی مانند اٹھاؤں گا۔

غرض اس الہام کے اندر یہ مخفی پیشگوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی طرح اس غلبہ کے دشمن بھی قتل کر دیئے گئے مفسدوں کے پیچھے اور جرائم پیشہ کی موت یعنی پھانسی کیلئے ترمیریں مل میں لائی گئے مگر ان کو دوسری تکمیل میں ناکام رہی گئے۔ غرض عیسیٰ کا نام اس عاجز پر اطلاق کرنے سے اس کو تسلیہ کی طرف اشارہ ہوا کہ اسی طور پر جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی اس موت کے لئے جو جرائم پیشہ کی موت میں ہوتی ہیں تجویزین اور ترمیریں کی گئیں اس جگہ بھی ایسا ہی وقوعین آئے گا۔

پھر آگے دو سرا لہا آئیں جو اسکے بعد میں جنہیں صریح اشارہ فرمایا گیا ہے کہ یہ کب اور کس وقت ہوگا۔ اور اس قسم کے ارادہ اور قتل کے منصوبے کس زمانہ میں ہوئے اور اس سے پہلے کیا علامتیں ظاہر

توئی۔ اور وہ وہاں یہ سب پہنچا دیا۔ یہ کہ صفحہ ۵۵ میں ہے، میں اپنی چمکار دیکھا اور نگا
 اپنی قدرت نمائی سے جھکواٹھا ونگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا
 پر دنیا نے اسکو قبول کیا لیکن خدا نے اسکو قبول کر لیا اور یہ
 زور اور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنہ ہھنا
 فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ فلما تجلے ربہ للجمل
 جعلہ دکا ان الہامات میں صاف فرمادیا کہ وہ قتل نہ ہو۔ یہ وقت ہوں کہ

جیسا کہ ایک ہزار شان نام ہے۔ اس صوبہ سے ان مشہوروں کا نام اخیر کے الہام میں فتنہ رکھا اور فرمایا
 کہ اسکا ایک فتنہ ہوگا ایسا اولوالعزم نبی بھی ملے جس کا یہ ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ۱۰۰ فتنے نام ہو جائے
 یہ تین فتنے ہیں جن کا براہین میں ذکر ہوا۔ اور یہ تینوں نام میں ہی آئے ہیں۔ جیسا کہ
 کا فتنہ صرف زبانی شہر و خواہ نام محدود ہیں رہا بلکہ ۸ مارچ ۱۸۹۳ء کو ہوا۔ اس میں ملی لاشی بھی ہوئی
 تا وہ پیشگوئی پوری ہو رہی تھی کہ نام رکھنے میں تھی۔ اب جیسا کہ براہین میں یہ نسخہ ہے ان فتنوں کی
 خبر ملتی ہے ایسا ہی کہ کوئی ہماری سولہ کا وہ نسخہ ہے جو براہین کی وقت۔ وقت نہ ملے گا تب
 بھی اسکو ماننا پڑتا ہے کہ خارج میں ہی فتنہ نہیں آئے۔ اس فتنہ میں آئے۔ صرف وہ
 پیشگوئی جو لیکچر ام کی نسبت کی گئی تھی ان تائیدی ثبوتوں سے مضبوط ہوتی ہے۔ بلکہ ہماری پت
 جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ بھی ایسی مکمل جاتی ہے جیسا کہ دن چرھہ جاتا ہے۔ غرض ان تینوں فتنوں
 پر نظر غور ڈال کر نہ اکی قدرت کا مہ کا پتہ لگتا ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ اسکو یونہی یہود وہ باتوں سے
 ماننا نہیں چاہیے بلکہ پوری توجہ کیساتھ اس میں غور کرنی چاہیے۔ بلاشبہ ایک طالب حق کی پاک و ن
 اور پاک کشن اس مقام سے اطلاع پا کر بہت سے حجابوں گمات پاسکتی ہے۔ اور جیسا کہ جگہ جگہ مانیہ دل
 پیدا ہوتا ہے اگر آتم اد لیکچر ام کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ کوئی اتفاقی امر تھا تو
 کیونکہ یہ دونوں پیشگوئیاں آہستہ سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھی گئیں۔ اس بات سے کوئی منصف
 کہان احمد کہہ جھاگ سکتا ہے کہ جیسا کہ خارجی واقعات سے تین ہزار سال پہلے ایسا ہی براہین میں

بھی اُن تینوں فتوہ کی خبر دیتی ہے۔

اب کیا یہ شہادتیں بہت سے ترانے کے ساتھ مضبوط ہو کر اس درجہ
 نہایت پختہ ہیں کہ جس کو قطعی اور یقینی کہنے میں ۹ اور کیا یہ سترہ برس کا ممتد سلسلہ
 الہامات کا جو ہمارے زمانہ سے اُس غیر متعلق زمانہ تک جا پہنچتا ہے جہاں منصوبہ بازی کی قلم
 بکلی ٹوٹ جاتی ہے پوری تسلی پانے کیلئے کافی نہیں ہے؟ کیا اب بھی کوئی شبہ باقی ہے
 جیسے کوئی ذہبی طبیعت کا آدمی زور دے سکتا ہے؟ اور یہ کہنا کہ لیکھرام میعاد کے پانچویں برس
 میں مرا چھٹے برس میں نہیں مرا۔ کیا اس اعتراض سے زیادہ کوئی اور حماقت بھی ہوگی؟
 ایسے معترض نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ الہام میں چھٹے سال میں مرنا شرط
 ضروری تھا۔ یہ الہام تو صاف لفظوں میں بتلا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے موت کے خاص
 وقت کو مخفی رکھ کر چھٹے برس کے عرصہ کا نشان دیدیا تھا کہ اس میں تین جہتوں کا ارادہ الہی ہوگا
 لیکھرام کو ہلاک کیا جائے گا۔ کیا خدا پر یہ متمنع ہے کہ کوئی امر انہی مصلحت سے مخفی رکھے
 اور کوئی نظر ہر کرے۔ ایسے بیہودہ اعتراض صرف اُس بیوقوف کے موجد سے نکل سکتے
 ہیں جس کو الہی پیشگوئیوں کی فلاحی خبر نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں جب قدرتی پیشگوئی
 معرفت پیشگوئیوں کا ظہور میں آئیں اُن میں یہ منظور رہا ہے کہ کسی قدر پیشگوئی کے ظہور کے
 وقتوں کو پوشیدہ بھی رکھا جائے۔ سو اکثر سنت الہی اس طرح واقع ہے کہ ایک بات
 کے ہونے کے لئے ایک حد مقرر کر دی جاتی ہے۔ آئندہ خدا کا اختیار ہے چاہے تو
 اُس حد کے پہلے حصہ میں ہی اس بات کو پوری کر دے اور چاہے تو آخری حصہ میں پوری
 کرے اور چاہے کوئی حد نہ لگائے اور کوئی میعاد بیان نہ فرمائے۔ خدا کی کتابوں میں
 صد ایسی پیشگوئیاں پاؤ گے جن کے ظہور کا کوئی وقت نہیں بتلایا گیا۔ یہ نہایت

صاف بات ہو کہ اگر خدا تعالیٰ ایک وعدہ فرمائے کہ اس عرصہ تک ایک کام بدقت چاہوں کر دوں گا۔ تو کیا انسان پر اعتراض کر سکتا ہو کہ ایک خاص وقت کیونہیں بتلایا؟ ہاں اگر خدا تعالیٰ ایک میعاد مقرر کر کے صاف انکوائری یہ فرمائے کہ جب تک یہ نیک میعاد کو نہ جانے اور اس کا آخری منٹ یا آخری سیکنڈ نہ پہنچے تب تک یہ پیشگوئی ہونی چاہیے تو اس صورت میں ضروری ہو گا کہ اس میعاد کے آخری سیکنڈ میں پیشگوئی کا توبہ ہو۔ ایک جبکہ خدا اپنی مصلحت سے ایک میعاد مقرر کر کے یہ ظاہر فرمائے کہ اس میعاد کے اندر نہ صرف حصہ میں چاہوں گا ظالم کام کر دوں گا تو ایسی پیشگوئی پر اعتراض کرنا خدا تعالیٰ کے تمام کلمات پر اعتراض ہے۔ اور لیکھرام کے تعلق کی پیشگوئی میں ایک یہ بڑی غفلت ہو کہ اس میں صرف میعاد چھ سال کی نہیں بتلانی گئی بلکہ یہ بھی تو بتلایا گیا تھا کہ وہ ایسے دن میں اپنی سزا کو پہنچا جو عید کے دن سے ملا ہوا ہو گا۔ چنانچہ لیکھرام کا نام کو سالہ سامری ان کے رکھا گیا کہ کو سالہ عید کے دن جلایا گیا تھا۔ اور صریح الہام میں بھی عید کا دن آگیا اور ایسا شہرت پا گیا جو صد ہا ہندوؤں میں وہ الہام مشہور ہو گیا۔ اور الہام اور کشف نے صاف لفظوں میں یہ بھی بتلادیا کہ وہ بہت ناک موت ہوگی اور قتل کے ذریعہ سے وہ زمین آبی اور کشف نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ موت کا دن اتوار اور رات کا وقت ہو گا۔ اب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر اعلیٰ درجہ کی خفیہ کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ اب کیا یہ صحیح نہیں کہ اگر ان تمام امور کو بہتیت مجموعی اور بظاہر کجانی دیکھا جائے اور براہین کی پیشگوئی کو بھی ساتھ ملا جائے تو بیشک یہ ضرور قیامت مکتبہ ہو کہ یہ پیشگوئی ان فوق العادوں اور بالکل انسانی طاقتوں سے برتر ہیں۔ ہاں اگر کسی انسان کو یہ قوت حاصل ہے کہ ایسا دقیق در دقیق خفیہ بیان کر سکے اور ان امور کی سترہ

ہیں پہلے خبر دے جو بیان کرنے کے زمانہ میں معدوم کی طرح ہوں تو ایسے انسان کو بطور نظیر پیش کرنا چاہیے۔ اور اس کے واقعات معاینہ کے طور پر دکھلا چاہیں اور صرف پورے کرم خوردہ قصے اچھلکے کام نہیں آئیں گے۔

نذاریم اے یار بانسیہ کار اگر قدرت ہست نقدے بیار
آپ سن چکے ہیں کہ براہین اسمیہ میں صاف طور پر یہ پیشگوئیاں دکھلائی گئی ہیں۔ پس یہ سلسلہ وار شہادتیں کیونکر ٹوٹ جائیں گی؟

چونکہ بعض ظالم مولوی جیسا کہ محمد حسین ثالوی مہمیری دشمنی کے لئے اسلام پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ نشان جو اس دین کی سچائی پر گواہی دینے کیلئے آسمان سے نازل ہوئے ہیں انکو مٹا دینا ان لوگوں کا مقصود ہو۔ اسلئے یہ استغما قوم کے معزز اہل نظر کی

ۛۛۛ اس شیخ شمس حق کا یہ بھی میرے ہا قرا ہے کہ ادب بھی بعض پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ ہم بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم شیخ مذکور کو فی پیشگوئی شور و پیہ نقد دینے کو طیار ہیں اگر وہ ثابت کر سکے کہ فلاں پیشگوئی خلاف واقعہ تھی میں آئی۔ مگر کیا وہ یہ بات سنکر تحقیقات کے لئے درخواست کرے گا؟ نہیں اسکو سخت نے اندھا کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص نہایت درجہ کا مفرد اور دشمن حق ہے اسکو اسلام سے کچھ خاص دشمنی ہے اس کا دل نہیں چاہتا کہ اس پر آشوب زمانہ میں اسلام کی عزت اور شوکت اور ہزگی ظاہر ہو۔ مگر یہ اس ارادہ میں نا کام رہے گا۔ میری بات سن رکھو! اب سے خوب یاد رکھو کہ خدا بہت سے نشان دکھائے گا۔ نہیں چھوڑے گا جب تک ایسے لوگوں کو ذلیل کر کے نہ دکھلائے۔ منکر

خدا تعالیٰ پیش کیا جاتا ہو۔ تمام واقعات اور شہادتیں بننے سے پہلے ہی انھیں دیکھ لیتے ہیں اور کتابت کرتے ہیں۔ انھیں دیکھ لیتے ہیں کہ تیسے شیعہ ہیں۔ ہر ایک باطل الزام سے بیزاری رکھتا ہے۔ کتاب کو دیکھنا چاہتا ہے تو ہم طلب کر سکتا ہے۔ اسلئے ہم معذرت الیہ الیہ سے معذرتیں مانگتے ہیں کہ وہ اتنا جلد شائع ہو۔ انکے رسول کی عظمت اور عزت کیلئے اس فتویٰ کو جو رد و مداد موجود ہے یہاں بتا دیا کہ خدا تعالیٰ نے انھیں ہزار پر لکھوا دیا ہے اور دوسری گواہی ان پر ثبت فرما کر گم گشتہ لوگوں پر احسان فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ تحریرین بدیہہ خطا ہارے پاس بھیج دیں کہ وہ سب مجموعہ کے طور پر چھاپ دیے جائیں گی۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس بار میں منزل الیہ الیہ کی شہادتیں بڑے جوش سے ہر ایک طرف سے آئیں گی اور سچے ایماندار اس گواہی کو حسین اسلام کی شان ظاہر ہوتی ہے کہ کبھی پوشیدہ نہیں کرینگے مگر کیدہ طبع ذلیل خیال دنیا پرست ساریسے لوگ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو سچی گواہی کو چھپایا گیا اس کا دل خدا کا گنہگار ہو۔ جہاں میں دیکھتا ہوں سرکاری جہدہ داروں کو بھی کوئی قانون ایسی سچی گواہی نہیں روکتا جس میں جان و مال پر سچائی کی مدد ہو۔ انسان میں سچائی کی حمایت بڑی عمدہ صفت ہو کہ کسی ہی دنیا کی عزت اور وجاہت پادین خدا کے جذبہ سے باہر نہیں جاسکتے۔ یہ تجربہ ہے کہ اس نبردست حاکم کا لٹا نہ دیکھنا اللہ تعالیٰ کو گواہی کو چھپانا اور دولت کی مافریض ہونے پر جو شخص ایسی صاحبزادہ کو دیکھ کر پھر بھی گواہی پہنچا دے گی اگر ایسا کی نسبت نہیں کہہ سکے کہ یہ اقرار کیا ہے پڑھ کر یہ شخص خدا اور دین اور رسول مقبول کی حمایت عزت و سوا پر واہ۔ لیکن اگر وہ بھی گواہی دیکھا تو ہم کو کون کسے اس کے اسکے دین دنیا کی مراد دیکھ لے گا کہ اسے کیا ہوگا۔ اور ہم کیا مانگتے ہیں؟ صرف سچی گواہی۔

مبادا دل آں فردا یہ شاد کہ از بہر دنیا بد دین ببار

یہ ارادہ ہے کہ ان باتوں کو انجیری میں ترجمہ کر کر یہ سچے کے اہل نظر کو کون کسے بھی پیش کر دے کہ کون کون سے غلط چوائی کی حمایت کیلئے بڑی عزت پائی جاتی ہے بشرطیکہ ایک چوائی کافی الوان سپاہوں اور جہلین کو قتل دینا چاہے تو یہ حمایت دیکھنا سنے یہاں پیش کرتا ہوں اور انکو اس مردانہ شہادت کے ادا کرنے کا موقع دیتا ہوں جس کو دنیا کے ہرگز تک عزت کیساتھ دیکھ کر وہی فہرست میں ان کا نام درج رہے گا۔ الا تم میرا غلام محمد قادیانی

عبارت تصدیق	سکونت مع دیگریت بقید ضلع	ایم صدق نشان متعلق لی کام	نمبر شمار

نمبر شمار نام صدق و بیعت
بیانوت معنی کیرتیه عبارت تصدیق

--	--	--	--

[illegible]

نمبر شمار	نام مصدق نشان متعلق لیکن ام	۲ سکونت معہ دیگر تہ بقید ضلع	عبارت تصدیق
		<p>الف ۲۸</p>	

وَأَخْرَجَ مِنْهُمْ لِمَا يَقُولُونَ قُلُوبًا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُنْزِلُ الْوَحْيِ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا خَلَوْنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَزَلَتْ سُورَةُ الْحَمْدِ فَتَلَاهَا فَلَسْنَا بِسَلَمٍ

وعدہ کیا وہ پورا غرر و حکیم تھے
تفسیر حبیبی کی تھی رسول کریم نے

آیت پر معقران کی جو ہے اشاریہ
پھر دیکھ لو حدیث جو ہے متفق علیہ

إِنَّمَا لِلنَّاسِ حِصَّةٌ مِمَّا كَسَبُوا وَكَانَ اللَّهُ غَافِلًا عَنِ السَّافِهِينَ
مُتَّفَقٌ
مَوْلَى مُحَمَّدٍ أَحْسَنَ أَمْرٍ بِسَائِلٍ
يُنَجِّتُ لَيْسَ شَيْءٌ لَكُنَّ لَا مَقَادِرَ
فَضْلِهِ كِيَاهِمَا جِهَانِ

وعدہ نہ دیا مگر کیا بزرگ
تھا تھا مثل سب کے بزرگ

یہ بڑا بڑا بڑا بڑا بڑا
یہ بڑا بڑا بڑا بڑا بڑا

فان کی اصل جو وہ علم اب گیا
مگر تھا جو علم وہ ہی تھا

یہ بڑا بڑا بڑا بڑا بڑا
یہ بڑا بڑا بڑا بڑا بڑا

اب آخرین ہوویں کے ملحق باولیں
بیمچر و شکر وہ ہی جو ہیں اسکے حامدیں

حامد نے جس قرآن خبر کا بتا دیا
احسن نے نقل کر کے اسے اب بتا دیا

وَأَخْرَجَ مِنْهُمْ لِمَا يَقُولُونَ قُلُوبًا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُنْزِلُ الْوَحْيِ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا خَلَوْنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَزَلَتْ سُورَةُ الْحَمْدِ فَتَلَاهَا فَلَسْنَا بِسَلَمٍ

افتح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُكْسِلًا وَمُحْجِلًا لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَمُسْلِمًا عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ وَاعْمَلُوهُ
 الطَّاهِرِينَ | اما بعد یہ حصہ دوم ہے رسالہ اعلام الناس کا جہین ازالہ ہی اشاءہ الشعب غیر
 کے بعض وسواس کا واضح خاطر خاطر ناظرین ہو کہ ارادہ اس پیمان کا ہرگز نہیں تھا کہ جواب سالہ
 اشاءہ الشعب سلسلہ ۱۲ میں کلام ظرافت آمیز لاوے یا اشعار اساتذہ برعل ذکر کرے یا اپنی طرف
 سے کچھ نمک بندی کر کرے کیونکہ ایسے مسائل اسلام کی بحث میں یہ طریقہ مجھو اچھا نہیں معلوم
 ہوتا خصوصاً اس وقت سے کہ حضرت آدمؑ سے سید الانبیاءؑ سے شرف ابراہیمؑ حاصل ہوا ہے
 میں نے اپنی تحریرات میں اس طریقہ کو ترک کر دیا ہے قال اللہ تعالیٰ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ
 فَاكُلْ طَائِفَتَيْنِ مِنْهُمْ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّيسَ الَّذِي فِيكُمْ وَلِيُخْلِفَ فِي الْأَرْضِ لَكُمْ ذُرِّيًّا
 اِنے لکھ مخفیہ شاعری کو اس رسالہ میں اظہار فرما کر ملک الشعر بن گئے ہیں جبکہ بیشتر اشعار سراج شاعر
 ہیں لہذا احتصر ہی اونگی چاشنی مذاق کیواسطے بعض جگہ کلام ظرافت آمیز مہذبانہ اور اشعار اساتذہ
 یا اپنی نمک بندی لے آیا ہے کیونکہ مولوی صاحب کی سی شاعری ہم جیسوں سے پی ہو سکتی
 ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى اَلَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالٰحَاتِ وَلَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرًا كَثِيْرًا

وسیع علم لادین ظلم ای متقلب یقین ناظرین اس بارہ میں ہم کو معاف فرما دیں اور چونکہ کوئی تشکیل
 میرا خالی از کتاب سنت نہیں ہے لہذا میری اس کلام طرافت آمیز کو نہ لے کر تصور نہ فرما دیں اور
 مقصود لہذا کتاب و سنت کو جانیں میں مولوی صاحب کا تابع ہوں ہر جا کہ کشیدہ بر نہ میر و د
 و بہ رنگ کہ نگاہ کنندے شود **قال الفاضل اللہ ہوسی فی اشاعۃ الشبہ مطاب** ۱۳۳۷ ۷۷ آئین کہ خود
 ز ضعف و مرض لاغری کند ہم دعوی سیمی و پیگیری کند خوش گفت بملہ سنج کہن سال روزگار
 او خوشترن گم است کراہی کند **اقول** ناظرین متصفین سے انصاف طلب ہے کہ مولوی صاحب
 کا رسالہ جو بنام اشاعۃ السنہ نامزد ہے ایسے نامی رسالہ کا ایسا فرض منصب ہی ہوتا ہے کہ کسی ایسے
 مسلمان کی نسبت جسکی نظیر اسلام کی نصرت مالی و جاتی و قلمی و سائی و مالی و قالی میں جب قرار
 خود مولوی صاحب کے پہلے مسلمانوں میں نہایت ہی کم پائی گئی ہے سرتاپا افترا کیا جاوے
 جہلا میں دیافت کرتا ہوں کہ حضرت اقدس مولا صاحب نے کس جگہ کس کتاب میں دعوی
 پیگیری مافی خاتم النبیین ہونے آنحضرت علیہ السلام کے کیا ہے یا دعوی اصل سچ ہوگا
 کس رسالہ میں درج ہے اگر سچے ہیں تو صحیح نقل آپ پر فرض ہے ورنہ قرآن مجید میں جو وعدہ
 ایسے قول و فعل کیواسطے موجود ہے اُس سے ڈرنا چاہئے مولانا صاحب ایڈیٹر ان اخبار
 ہی ایسے قول خلاف نفس الامر کے کہنے سے نہایت اجتناب کرتے ہیں اور حتی الوسع خبر کو
 تحقیق کر کر لیتے ہیں اور آپ تو ہم اشاعۃ السنہ کے تھے آپ پر تو نہایت ہی ضرورت ہا کہ اول
 اس دعوی کی تحقیق کر لیتے پھر فرماتے جو کہہ کہ فرمایا پس ہم ایسی حالت میں کیونکہ کہیں کہ آپ کا
 رسالہ اشاعۃ السنہ اب اشاعۃ الشبہ ہو گیا ہے اگرچہ حکم انتہی تھا آپ کو تلخ معلوم ہو اور اگر
 شاعریت کے شوق و ذوق سے یہ بہ باقی تعریف فرمائی گئی ہے تو اس پر بہتر رنگ بند ہی اب ہر
 ہی موجود ہی ایسے ممکن کہ کس ز ضعف و مرض لاغری کند ہم دعوی سیمی و پیگیری کند
 نیز کہ خود سچ کہ چار و ناز ہو ہم دعوی سیمی و پیگیری نمود پس قول دلی ہم بطلان و گمراہی است

اور خوشنغم است انہری پست قولہ دعویٰ اسمائی و خود آپ ہیں بلکہ کیا خوب خود اپنا ہی
 مدد انہیں کرتے کیا فائدہ دعویٰ سے جو خود رہتے ہو بیمار۔ کیون صاف نہیں کہتے ہم اچھا
 نہیں کرتے۔ اقول جو اصل مسیحا ہو ہوئی وہ ہی تیار۔ یہ طعن جو کرتے ہو تم اچھا نہیں
 کرتے۔ بیمار ہوئے سحر سے وہ ختم رسل ہی۔ یہ باتیں جو تم کرتے ہو دانا نہیں کرتے۔ دیتا ہے
 شفا خاص جو شافی ہے حقیقی۔ وہ صاف تو کہتے ہیں ہم اچھا نہیں کرتے۔ ہوتے ہیں بیمار
 تو کرتے ہیں مدد۔ اے محض غلطیہ کہ مدد انہیں کرتے قرآن و خبر بھل گئے تم تو عہد
 کیون سینوں کو کنوٹوں سے مٹھا نہیں کرتے صفحہ ۳۴ قولہ قرآن کی ان آیات میں
 اشارات ہیں **وَرَأَىٰ مِنْ آيَاتِ الْكِتَابِ اِنَّ الْيَوْمَ لَكُم مِّنْ قَبْلِ نَزْلِ (نار ۳۴) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا بِالْاِسْمَاءِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بَهَا**
(ذخرف ۶۷) اور احادیث صحیحین وغیرہ میں تصریحات بکثرت ہیں ان سب کی تفصیل ریویو
میں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اقول پہلا مولانا صاحب جب قرآن مجید میں آپ کے خیالی نزول
مسیح کی نسبت صرف اشارات ہی ہیں اور احادیث صحیحین وغیرہ کی ابھی نوبت ہی نہیں
آئی صرف وعدہ ہی دے رہے کہ ریویویں آدین گے تو پھر اتنا تشدد اپنے ابھی سے کیوں کیا
کہ ایک خط نمبر ۱ مولوی حکیم نور الدین صاحب کے پاس بھیجا اور دو سر خود حضرت اقدس
مسیح الزمان صاحب کی خدمت میں اور تیسرا اس خادم قدیم کے پاس روانہ کیا وغیرہ خلافت
الافتاء و مسائل بلا تہود انجام کا را آپ حضرت اقدس مسیح الزمان صاحب سے نا حق مباحثہ کرتے ہیں
اور اوپر علاوہ یہ کہ شام میں شائع کرنا چاہتے ہیں میں دست بستہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ
آپ کو یہ اشاعت مباحثہ انجام کا راجحانہو گا اب یہی جو کچھ ہوا سو حوائد اس بحث کو آپ جانے دیجئے
ورنہ آپ کی خدمت میں اتنا گزارش کئے دیتا ہوں کہ سنبھل کے کہو قدم دشت خار پر مجنون
کہ اس نواح میں سودا ہر نہ پا رہی ہے اول اپنے اشارات قرآن شریف کی طرف رجوع
کر لیا ہوتا اور پھر احادیث صحیحین وغیرہ کی جانب اگر کتاب سنت نزول خیالی مسکیر نصیحا اور
قطعا ہدایت کرتے تب ہی آپ نے ایسا کچھ زور دیا ہوتا ورنہ ہرگز ہرگز تو ایسا کرنا مندرجہ تھا

یہ خط نمبر ۱ مولوی حکیم نور الدین صاحب کے پاس بھیجا اور دو سر خود حضرت اقدس مسیح الزمان صاحب کی خدمت میں اور تیسرا اس خادم قدیم کے پاس روانہ کیا وغیرہ خلافت الافتاء و مسائل بلا تہود انجام کا را آپ حضرت اقدس مسیح الزمان صاحب سے نا حق مباحثہ کرتے ہیں اور اوپر علاوہ یہ کہ شام میں شائع کرنا چاہتے ہیں میں دست بستہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کو یہ اشاعت مباحثہ انجام کا راجحانہو گا اب یہی جو کچھ ہوا سو حوائد اس بحث کو آپ جانے دیجئے ورنہ آپ کی خدمت میں اتنا گزارش کئے دیتا ہوں کہ سنبھل کے کہو قدم دشت خار پر مجنون کہ اس نواح میں سودا ہر نہ پا رہی ہے اول اپنے اشارات قرآن شریف کی طرف رجوع کر لیا ہوتا اور پھر احادیث صحیحین وغیرہ کی جانب اگر کتاب سنت نزول خیالی مسکیر نصیحا اور قطعا ہدایت کرتے تب ہی آپ نے ایسا کچھ زور دیا ہوتا ورنہ ہرگز ہرگز تو ایسا کرنا مندرجہ تھا

خصوصاً ایسے شخص کے مقابلہ میں جبکہ آپ اشاعہ میں تمام اولیا و علماء امت سے افضل قرار
 دیکھے ہیں کما فی الخرج الاول آپ نے یہی سمجھ لیا ہوتا کہ جو اکابر علما و اولیا گذرے ہیں ان کے مسائل متفقہ
 اکثر منقول ہیں حضرت اقدس مرزا صاحب جو پہلے اولیاء ماسبق سے آپ کے نزدیک افضل ہیں
 اس مسئلہ میں متفق رہی یہی مہدی کی نسبت ابن خلدون وغیرہ کا فترواً آپ کو معلوم ہی ہے اور یہی کتاب
 و مسلک آپ کا بھی ہے جو خلاف ہے تمام جمہور کے جب آپ کے نزدیک مہدی موجود کوئی نہیں ہوگا
 تو عیسٰی بن مریم کا خیالی نزول اگر واقع ہوا اور بجائے اوس کے مثل سیح آوے تو بموجب آپ کے مذہب کب کیا
 استنباط ہے۔ اب میں استفسار کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص آیات مندرجہ کے معنی جو آپ اشارہ نکالتے
 ہیں تسلیم کرے بلکہ وہ منہ سے ادا لے جو بمنزلہ ظہور کے ہیں تو حکم النصوص محل علی طواہر کے مورد
 اعتراض آپ ہونگے یا وہ یکتو الخیر و الخیر معنی آیت اول کے ظاہر تو یہی ہیں کہ ضمیر و راجع ہر طرف
 عیسٰی کی اور ضمیر قبل موتہ میں راجع ہے طرف کتابی کی جس پر لفظ اہل کتاب دلالت کرتا ہے علاوہ
 کہ اس معنی ظاہری میں ایک خوبی اور یہی ہے کہ مویہ ہے اوسکو قدرت دوسری جو آئی ہے
 اَنَّا الْيَوْمَ قَبْلَ مَوْتِهِمْ بِصُغُرِ الدُّنْيَا اندر بی صورت قاعدہ یفسر بعضہ بعضاً کا بھی موجود ہے
 اب اگر کسی کے نزدیک یہی معنی آیت کے مراد ہوں جو بمنزلہ ظاہر کے ہیں اور قدرت دوسری یہی
 اذی کو مویہ ہے اور آپ کی شرح اشارات سے اوسکو شفا ہووے تو فرمائیے اس پر کیا کیا رہی ہے اور ثبوت
 اشاعہ السنہ کے اشاعہ الشبہ ہو جائیگا۔ اور آیت دوم میں تسلیم کیا کہ ضمیر اللہ طرف قرآن مجید
 یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راجع نہیں حضرت عیسیٰ ہی کی طرف راجع ہے تو اوس کے ظاہری حق
 میں کہ حضرت عیسیٰ کا بغیر پاپ کے پیدا ہونا مفید ہے علم سامع کو یا حضرت عیسیٰ کا مرد و کو
 زندہ کرنا جو دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے احیاء موتے پر قیامت میں دلیل موجب علم پر بحث

جو ہمارے پیارے مولانا اشاکا آپ کو معلوم نہیں مولوی ابوسعید صاحب اپنی خط تراش کر کہ اشاعہ السنہ کو دم بکا ہو گیا تھا
 اپنا چہرہ چرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ خیال نہیں کرتے کہ مزاران کیلکس قدر فضیلت کا باعث ہوگا۔ حق پرست اہل انکس امر کا
 نصیحت کریں گے کہ مولوی صاحب! مہذب و مہذب اگر کائنات سچ ہوئے کے قابل ہو سکتے ہیں تو انہوں نے انہوں نے جو جملہ مانع ہوئے انہوں نے انہوں نے

آپ یہ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ نقلی یا عقلی دلائل سے آپ اور آپ کے حواریں آپکا وسیع وجود
 ہونا ثابت کر سکیں گے مولانا اس ایک کو ہی تو یاد رکھو کہ لَقِفَ مَا لَيْكَ لَكَ يَعْلَمُ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
 وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُورًا مَا حضرت خضر حضرت موسیٰ سے کہتے ہیں وَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْتَأْذِنِي
 عَنْ نَبِيِّ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ ^{دعوت} اَوْ حضرت اقدس مرزا صاحب نجف صاحب مقتضی فرماتے ہیں اور اشتہار دیتے
 ہیں کہ خَا سَلُّوْنِي اَلَا اَنْ اَتَّبَعَ مَا اَهْلُ الْاِسْلَامِ قَبْلَ اَنْ اُحْدِثَ لَكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا فِي اَزَالَةِ الْاَوَّلِ
 واما خاصا حضرت خضر صرف دو اعتراض نہ فرما بارشاد کرتے ہیں اِنْ سَأَلْتَنِي عَنْ نَبِيِّ
 بَعْدَ هَٰذَا فَلَا تَصَاحِبْنِي وَهَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ — اور حضرت اقدس مرزا صاحب
 مقتضی کی نصیح و غیر خواہی کیواسلئے ارشاد فرماتے ہیں ۵ اے حسرت این گروہ عزیزان
 مرادیدہ۔ مقتے بنید کہ ازین خاک بگذرم۔ گر خون شد است دل ز غم درویشان چہ شد بہست
 آرزو کہ سر بردہم دریں سرمہ ہر شب ہزار غم بمن آید ز درد قوم۔ یارب نجات بخش ازین روز پریشم
 یارب باب چشم من این کسل شان بشو۔ کامر وز تر شد است این درد بستم۔ اب ناظرین کو ثابت
 ہوا ہو گا کہ یہ دونوں قیاس مولوی صاحب کے قیاس مع الفارق میں بوجہ مذکورہ و نیز غیر مذکورہ
 ۵ مانی نے رومی و زلف میں ہستی تمام کی۔ تصویر کہینچ کی نہ سحر کی نہ شام کی یہ ہی ثبوت دیگر
 اشاعت السنہ کے اشاعت الشہد ہو جائیگا قولہ صفحہ ۲۵ حسن ظنی کی ایک مدقرر ہوئی چاہئے
 کیا اگر کوئی مسلمان یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی آخر الزمان ہوں یا مجھے الہام میں شرب کی اجازت
 ہو گئی ہے تو ہم اور آپ اوسکے حق میں حسن ظنی کریں گے ہرگز نہیں الخ قول مولوی صاحب
 نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے اس قول کی طرف مطلق توجہ فرمائی اس مسئلہ کو اصل
 اور بات اسلام سے کچھ تعلق اور مطلب نہیں اور حسن ظنی کی تو وہی حد ہے جو کتاب و سنت
 سے ثابت ہے مگر یہ دعویٰ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ہرگز ایسا عظیم نہیں جیسا کہ آپ کے یا میں
 آگیا ہے ایک دعویٰ تو ادنا کا یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم متوفی ہو چکے لہذا انکا نزول بوجہ عنصری
 آسمان سے نہیں ہو گا بلکہ مثیل مسیح آئیگا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ جس مسیح کے آئینی نسبت آحادیث

میں میں پیشین گوئی واقع ہے اسکا مصداق میں ہوں جو روحانی طور پر مسیح بن مریم سے ثابت
نام رکھتا ہوں دعویٰ اول تو کتاب اللہ سے ثابت ہے اگرچہ اسکی بحث مفصل تو تب ہی
کیجا ویگی جب آپ ریویو میں کچھ لکھیں گے یہاں پر واسطے شکین ناظرین کے مختصر عرض کرتا ہوں
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قُمْ وَاصْلِكَ إِلَىٰ النَّاسِ اِنَّهُمْ لَمُؤْمِنُونَ بِكَ قَالُوا نَحْنُ نَرٰكَ صَاحِبَ الْوَحْيِ
کہ بلاوجہ و جہیہ کلمات قرآن مجید کو تقدیم تاخیر کر کے ظاہری سے صرف کرنا ہرگز مناسب نہیں
کیونکہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مرادی کے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مانند سلک جواہر
سے منظم اور منسلک ہیں جبکہ وجہ سے وہ طرف اعلیٰ بلاغت حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے۔ پھر ہم کو کوئی
ضرورت واقع ہوئی ہے کہ اسکو طرف اعلیٰ حد بلاغت سے گرا کر تقدیم تاخیر کے قائل ہوں اور اگر
آپ کے نزدیک کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمائی جاوے مگر وہ ضرورت محتفانہ کتاب و سنت
بیان کیجاوے نہ مقتدانہ بنقل اقوال مفسرین و شارحین۔ اور جب کہ متوفی ہونا حضرت عیسیٰ کا
ثابت ہو گیا تو داخل ہونا جنت میں یہی آپ کو مسلم ہوگا کیونکہ وہ بنی برگزیدہ تھے قَالَا اللَّهُ تَعَالَى
ادْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ نَبِيِّهِ الَّذِي لَمْ يَرْفُقْ عَلَيْنَا وَهُوَ يَكْفُلُنَا اَلَمْ يَكُنْ لَكَ بِنَا اٰمَانَةٌ فَتَصَدَّقْنَا
نکالے نہیں جاتے اور اگر مسلم نہ ہو تو یہ آیت تسلیم کرنا زیادہ لی موجود ہیں۔ وَمَا مَعْزِفَانَا فِی الْخِزْيَانِ
اِیضًا قَالَا اللَّهُ تَعَالَى تِلْكَ اٰمَةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ قَالَا فِی الْبَيْضَاوِیِّ یَعْنِی اِبْرٰهیمَ وَعِیْصٰوَبَ
وَبَنٰیہِمَا اِلٰی الْخِزْیَةِ۔ اِیضًا قَالَا تَعَالٰی مَا الْبَیْضَاوِیُّ اَبْنُ رَافِیَا اَلَمْ یَكُنْ لَكَ قَدْ خَلَتْ عَنْ قَبْلِهِ الرَّسُلُ قَالَا
فِی الْبَیضَاوِیِّ اَتٰی مَا هُوَ اَرْسَلُ قُلُوبَهُ لَقَدْ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالٰی اٰیٰتٍ لِّمَا خَفَوْهُم بِمَا وَانْ اٰتٰی
اَلْمَوْتِ عَلٰی یَدِیْہِ فَقَدْ اٰتٰی الْعَصَا وَجَعَلَهَا حِیَّةً تَسْعٰی عَلٰی یَدِیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَهُوَ
اَحْبَبُ وَاِنْ خَلَقَ مِنْ غَیْرِ اَبٍ فَقَدْ خَلَقَ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ غَیْرِ اَبٍ وَاِمٌّ وَهَآءِ غَرَبُ
وَاُمُّہُ صِدِّیْقَةُ کَسٰ اِبْرٰہِیْمَ الَّذِیْ یَلٰہِ مِنْ الصِّدْقِ اَوْ یَصِدَّقُنَ الْاَنْبِیَاءُ کَانَ اٰیٰتُہُمْ
الطَّامَّ وَیَقْتَحِرُّ اِلَیْہِ اُفْتِقَارًا الْجِوَانِ اَتِیَ عَاشِیْتِ قَوْلَہُ کَانَ اٰیٰتُہُمْ اَلْاَمَانَةُ
اِلٰی رَتْمًا کَانَ مُحْتَاجِیْنِ اِلَی الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَاِلٰی مَخْرَجٍ یَخْرُجُ مِنْهُ الْبَوْلُ وَالْعَظْمُ

صاحب حاضر ہوئے تو بطور تعظیم کے ایک معاہد کسی کی نظر سرسری میں ایک شیخ معانظر
 اچیں اہذا عرض کیا جاتا ہے آپ تو امید دے ساقی ولا حقہ کو یاد دلاتے ہیں اور میں بعد افسوس یہی کہتا
 ہوں کہ عاشق ہوئے ہیں یا کہ ہم اس امید پر۔ جزا نہ مارا کوئی ایسا ہی نہیں۔ بہر حال توضیحا
 تو یہ ہیں کہ کون کا تحریر رسمی غلطی حاضر ہے (۱) براہین احمدیہ میں تکذیب اس دعویٰ کے موجود نہیں
 ہے صیح موعود کا جسمانی طور پر آنا جیسا کہ نیالات میں بسا ہوا ہے مذکور ہے اس مذکور کا غایتہ لامر یہ ہے
 کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا خیال یہی اور وقت تک یہی ہو اس خیال کو انہوں نے کہیں الہامی طور
 نہیں دیا اور ظاہر ہے کہ خیال کسی کا بیانات الہام کا کذب نہیں ہو سکتا البتہ الہام خیال کا کذب ہو سکتا
 ہے خصوصاً جبکہ شواہد کتاب و سنت اس الہام کے صدق و مؤید موجود ہوں علاوہ یہ کہ دعویٰ سابق
 گویا کہ مرتبہ اجمال میں نہاب اس کا بیان ہو گیا اور وہ یہی الہام سے۔ یہ کہ کوئی قاتل یہ کہہ سکتا ہے
 کہ بیان یا میں اجمال یا بھل گیا کہ کذب ہو کر تا ہے خصوصاً وہ بیان جو الہامی ہو (۲) اور بیکہ یہ الہام حضرت
 اقدس مرزا صاحب کا آپنے تسلیم کر لیا ہے **بَاعِطِلِيْ فِيْ مَنْوَفِيْكَ وَذَا فَوْكَ اِنِّيْ وَمُطَهَّرَكَ مِنْ لَّدِيْ**
كُفْرًا وَجَاعِلُ الدِّينِ اَسْبَغُكَ تَقَالِيْدِيْ كَعَرُوَانِيْ کیونکہ حاسی فکر اور سکی تفسیر کی ہے اگر تسلیم ہوتا تو حایانہ
 تفسیر کیوں کیجاتی پس میری مختصر تحریر سابق کا یہ مطلب ہے کہ یہ تسلیم آپ کی جو جو مستلزم ہے تسلیم اس
 دعویٰ جدید کو بھی کیونکہ **اَلَشَّيْءُ اِذَا تَجَبَّتْ ثَبَتَ يَكُوْنُ زَمِيْمًا** مقدمہ سلمہ ہی میں پوچھا ہوں کہ
 اگر یہ شیل مسیح وہی مسیح موعود آپ کے نزدیک نہیں تھا تو آپنے یہ الہام کیوں تسلیم کیا کہ **جَاعِلُ**
الدِّينِ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الدِّينِ كَعَرُوَانِيْ **وَ اِلَى يَوْمِ الْفِيْئَامَةِ** کیونکہ یہ صفت الی یوم القیامہ
 متبوع کذا الی ہو نیکی اسی صیح موعود کی ہو سکتی ہے نہ دوسرے کی الی حاصل یا تو آپ یہ
 فرماویں کہ وہ تصدیق میں نے اشاعت میں غلطی سے کی تھی اور اس غلطی سے میں نے اب رجوع کیا یا
 کوئی اور مفہید اگرین ورنہ تصدیق دعویٰ جدید ایسے مرتبہ پہرے جیسا کہ لازم کیواسطے لازم کی تصدیق
 (۲) اور کسی شے کے ایمان یا اذعان کیواسطے رویت ہرگز شرط نہیں یہ کیا معما آپنے لکھا
 آئنا جبکہ آپ کی رویت حاصل ہے اور آپکو حضرت اقدس مرزا صاحب کی رویت حاصل ہیں تو واسطے

رویت ہی حاصل ہوئی اور یہ احتمال کہ بوقت تحریر نیز اجلہ ہفتم کے حضرت اقدس مرزا ^{علیہ السلام} صاحب
 اقدس اور ملہم تھے اور اب غیر مقدس اور غیر ملہم ہو گئے اگر اس کا ثبوت کسی مرجع مفصل سے آپ
 کر سکیں تو بیان فرمائیے ورنہ اس قسم کا خیال و احتمال آپ کی نسبت ہی ممکن ہے پہر اگر قاعدہ اخلا
 نقادہ صحتاً قطعاً کو آپ پیش کریں تو اپنی کاشنس اور تیز موجود ہے نا ثنا آپ کا خادم قدیم بسبب قلماست
 خدمت کے گستاخانہ عرض کرتا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے نزدیکان - بے بصر و دور واران باہر و در حضور
 (۴) شیعہ بالیقین و خبیثین جمع یہم ہر جو ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی (۵) اشاعت میں ثابت ہو چکا ہے
 کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ملہم ہیں اب اگر اس کا نقیض ثابت ہوگا تو اجتماع النقیضین ہے ایسے
 اجتماع کا حال تو ہر شخص پر واضح ہے حاجت توضیح یا تلویح کی ہی نہیں اور اگر یہاں پر بھی قاعدہ فیکلہ
 راذاً نقادہ صحتاً قطعاً کو پیش کر دے تو ہر اپنا تجربہ اور تیز پیش کیا دے گی - انتہی موضع الحاجۃ - اس خط کا
 جواب جو مولوی صاحب نے لکھا ہے اس کو میں اپنی نقل کرنا نہیں چاہتا کیونکہ ناظرین پر اپنی سے مولوی
 صاحب کا علوم و فنون میں کمال و تعظا ہر موجد و جاوید لگا اور مجھ کو اپنی یہ ہم منظور نہیں اں البتہ اس شعر
 کے پڑھنے پر مجبور ہوں سہ زائل بہا رحن ہوئی خط یا رسے - اس باغ میں خزان نظر آئی بہا رسے
 آئندہ وہ خط ہی انشاء اللہ تعالیٰ کی بوقت مناسب میں پیش کش ناظرین کیا جاوے گا یہ ہی ثبوت
 دیگر اشاعت السنہ کے اشاعتہ الشبہ ہو جائیگا قولہ صفحہ ۳۵۹ بیشک میں اس طرح سے ناراض
 ہوں مولانا و شیخا و شیخ اکل کے معلومات سے میری معلومات کو وہ نسبت ہو جو بادشاہ کو ایک گدا سے اس تفضیل
 معلومات کو متبادل میں یہ وہ کلام لایق شان نہیں - اقل مولانا کے معلومات اس قدر ہیں کہ وہ میری توہین پرست پہلے مخالفت میں
 کیوں کر باز نہ رہے کیونکہ مولانا مروج تو مقام توقف میں کہڑے معلوم ہوتے ہیں کوئی تحریر بخلافانہ ہو
 اپنی تک شائع نہیں کی چنانچہ فیض ایک پوسٹ کارڈ بد دریافت ہاں حضرت اقدس مرزا صاحب کی
 بخدمت مولانا مروج پہنچا تھا اور اسکے جواب میں توقف فرمایا واللہ سلم بالصواب پہر آپ نے ہی توقف
 ہی کیا ہوتا خصوصاً تا شائع ہونے ازالہ الادلہ کے آپ پر توقف ضرور ہی تھا و تحقف مال الیقین
 قولہ صفحہ ۳۵۹ اس حدیث صحیح کا جسکی طرف اشارہ کرتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ خلاف شریعت

پر سکوت کیا جاوے اور نہ قرآن میں یہ اشارہ ہے اسکی تفصیل ہی ریویو میں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
اقول سنا لیکن حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہ دعویٰ خلاف شریعت ہرگز نہیں ہے کما رو
 سیاتی قولہ صفحہ ۳۵ ایضاً کوینے دیکھا اس نے میری مخالفت اسے کو اور پختہ کر دیا اور مجھے
 امید ہے کہ جو مخالف مضامین فتح اسلام اسکو دیکھے گا وہ اس مخالفت میں اور پختہ ہوگا **اقول**
 شکوہ فتح اسلام اور توضیح مرام کا جو بک کہ دلائل مندرجہ اوکی کو توڑا جاوے آپ جیسے فاضل سے
 نہایت بعید ہے اور عبث۔ اس مخالفت اسے کا پختہ ہونا صرف آپکی طبیعت ذاتیہ کا تقاضا ہے
 رسائل کا کچھ تصور نہیں **دَسَائِلُ اَخْوَانِ الصَّغَا وَكَبِيرَةٍ** وَلَكِنْ اِخْتُلُتِ الصَّغَا فَالْبَسَلُ
 سہ گل گلچین کا گلہ بلبل خوش لجنہ کر۔ تو گرفتار ہوئی اپنی صدائے باعث قولہ صفحہ ۳۴ اس خط
 سے خاص کر خاکسار سے گفتگو کرنے سے مرزا صاحب کا انکار شروع ہوا ہے **اقول** جب آپکی حرارت
 مخالفت کا تھرما میٹر نقطہ انتہائے درجہ ارتفاع پر چڑھا ہوا ہے تو اب حضرت اقدس مرزا صاحب انکار
 نمکین تو کیا کریں یہ حدیث ہی تو اوکی پیش نظر ہے **مَا كَانَ لِرَسُولٍ مِّنْ كُلِّ اُمَّةٍ مِّنْ كُلِّ اُمَّةٍ يَكُنِي فِيهَا نَبِيٌّ**
بِهَ الْاَعْلَاءُ اَوْ لِيَا رِيحِهِ السَّعْيَاءُ اَوْ لِيَكْفُرَ بِهِ وُجُوهُ النَّاسِ لِيَكُنْ اَخْلَهُ اللهُ النَّاسُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَدَّثَهُ
قوله مجھے آنحضرت کا یہ ارشاد کہ لایکھم بیکوہ تعذر منہ خدا اکثر
 اوقات پیش نظر رہا ہے اور مجھے خدا شیعائے سے قوی امید ہے کہ آپکے خطاب میں کوئی ایسی بات
 نہ کہوں گا جو آپکی کلام کے منطوق یا قطعی مفہوم سے ثابت نہ ہو اور میں اس جواب میں جس طبعی کو ہاتھ
 سے ندونگا اور سود غنی سے کام نہ لونگا اور میں کوئی کلمہ توہین و تحقیر کا آپکے حق میں نہ کہوں گا
الغہ **اقول** اس مہارت میں جو جو اقرار آپنے کئے ہیں اوکو آپنے بے جا لہجہ کہیں تو حضرت اقدس مرزا
 صاحب کی تحریر کو آپ مناظرہ قرار دیتے ہیں اور کہیں فرماتے ہیں کہ آپ مسلمانوں سے ہزار روپیہ
 وصول کر چکے ہیں اور کہیں کہتے ہو کہ اس چال کو ناظرین دیکھیں اور کہیں کہتے ہو کہ نیچریت اور طبیعت
 کا دروازہ کھول دیا اور کسی جگہ ارشاد کہتے ہو کہ نیچر نیکی ہی کان کاٹے بلکہ آریہ اور برہمن سماج کے اصول
 اختیار کئی وغیرہ وغیرہ مولانا صاحب جب ایک دفعہ کی تحریر میں آپکے ایسے جرح اللسان ہو دیں

توانیدہ دیکھئے کیسا دروازہ قہر کا کھلتا ہے۔ معنی ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہونگا کوئی زخم تیرے سینہ میں
 بہت کام رونکا نکلا۔ یہودی ثبوت دیگر اشاعت السنہ کے اشاعت الشبہ جو جاننا **قولہ** منہ ۳۶۷
 اس وعدہ کو آج ایک مہینہ کامل گزر گیا۔ یہ وعدہ ۲۳ فروری کا تھا آج ۲۳ مارچ ہے **اقول** مولوی عیاد
 آپ کا رسالہ درجہ کا جسکا وعدہ اشتہاری ماہوار کا ہے اور اکثر خط و دل سے قیمت ہی اسی وعدہ پر آپ
 پیشگی لے لیتے ہیں مہینہ چھ چھوہ کی تاخیر بلکہ ناندہ ہو جاتی ہے پھر حضرت اقدس پر آپ اس نوٹ دینے
 کے کب متح ہیں باوجودیکہ نہ آپنے اداسی قیہ۔ سہیلگی ادائی ہے اور نہ امید قیمت دینے کا ارادہ ہے
 مفت۔ سہیلگی کا تصدیق ہے اور وہ رسالہ بھی قیس جزد سے زیادہ ہو گیا ہے امدانیدہ نہیں معلوم کہ کس قدر
 دافوق شکوک و شبہات مقرر ضمیمین کے اور بڑا ہوا ہے یہ وعدہ فرمانا حضرت اقدس کا صوفی نظر
 ظاہری تھا علاوہ یہ کہ طبع کرنا اور سکا با اختیار اہل مطبع کے کوئی کل مطبع کے حضرت اقدس کے بیان
 جاری نہیں ہیں نظر امور مذکورہ جقدر تاخیر واقع ہو جاوے تو اس تاخیر پر آپ ایسے نوٹ دینے کے
 کب متح ہیں **قولہ** منہ ۳۶۷ جو مکان میں ریویو میں بیان کیچکا ہوں اس کا اب بھی قائل ہوں
قولہ آپ ان عبارات کو میرے سامنے پیش کر نیکیہ بغیر ان سے استشہاد کرینگے تو آپ نقصان اٹھائیگا
 بہتر ہے کہ آپ میری کلام کو مجھے دکھا کر شایع کریں **حکمۃ الدین** **اقول** مولانا شائد پکڑا اس
 ملاست سے جو فائیں باحق و جناب کے ہوئی تھی ذہول ہو گیا میں تو آپ کو اتوار کو جنبت وقوع
 اور ضلیت کے اشاعت السنہ میں مندرج ہے ثابت کر دیا تھا جسکے جواب میں آپ نے بحث سے معافی
 طلب کی تھی اب آپ نے بحث کے ٹلائی کے واسطے پھر خطاب حضرت اقدس مرزا صاحب دہی انکار کرنا
 شروع کیا باوجودیکہ میں نے آپ کو حد اقرار تک پہنچا دیا تھا میں نے ساکت کر دیا تھا اور یہ خیال نظر کیا کہ اگر
 منہ صاحب حکم والی نہ ہو عن اللغو معرضون کے ایسی بحث کی طرف توجہ نظر و پیگے تو یہ خاکسار
 احسن المناظرین موجود ہو گا ساہ جاؤ تم تنہا کہیں ایسا تو ہو سکتا نہیں۔ اور میں پہنچوں وہیں
 ایسا تو ہو سکتا نہیں اب میں بعض خطوط کا خلاصہ نقل کر کر یہ ناظرین کہ تمہوں کو یہ انکار اچکا پیش
 تھا جسکے تبنہ ان خطوط میں مطلق الہامات کی تصدیق جو مولوی صاحب نے کی ہے بیان کی گئی ہے

آئندہ انشاء اللہ قائلے جو تصدیق نسبت الہام خاص یعنی مسیح موعود موعودے کی مولو یصاحبت کی ہے آتی ہے فانتظر خلاصۃ خطوط موعودہ جناب محرمہ دوم رمضان سنہ ۱۲۸۵ھ منقل او عین رات کے جبکہ حوالہ بقید صفحہ خط مذکور میں دیا گیا ہے عنایت فرمایم نام ریویو سے بطور مفہوم کے ثبات ہوتا ہے۔ اس امر کا جس کا آپ انکار فرماتے ہیں لیکن اس بارہ یعنی بحث مفہوم میں بسبب لزوم طول لایعنی کی آویزش نہیں کرتا صرف وہ عبارت جس میں آپنے وقوع اور فعلیت کو بطور منطوق لکھا ہے پیش کرتا ہوں وہ ہوندا۔

صفحہ ۱۰۵ نمبر ۱ جلد ۱۰ ماہ میلہ میں جبکہ میں تلخ پر تھا ایک یا دو صاحب برہم سراج کے پھر ار و پرست رجومیر و ہمایہ تھی مجھے قانون قدرت دیکھ کر لوگوں نے قانون سمجھ لکھا ہے اور درحقیقت وہ خدا کی قدرت کا قانون نہیں ہے دیکھو شاہ ۱۲۸۵ نمبر ۸ جلد ۱۰ میں مضمون النچر کے تغیر و تبدل میں ہم کلام ہوئے جب میں نے یہ ثابت کر دیا اور ان کے تسلیم کر لیا کہ خدا کی قدرت انہی حالات و احوالات میں جو ہم دیکھ رہے ہیں محصور و محدود نہیں ہے بلکہ وہ اس سے فوق العز و ارادہ و وسعت رکھتی ہے اور ممکن ہے کہ خدا نے ان اسباب و موجودات سے وہ کام لے جو اس وقت تک ان سے نہیں لئے گئے یا نہیں نہیں دیکھے تو وہ صاحب بولے کہ امر ممکن تو ہے اور منظر قدرت وسیع و غیر محدود و خداوندی ہم اس امکان کو ملتے ہیں پر ہم اسکی فعلیت وقوع کو کیونکر مان لیں جب تک اسکا مشاہدہ نہ کر لیں اس پر میں نے مؤلف بڑھیں احمدیہ کے الہامات انگریزی زبان کو پیش کیا اور یہ کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہو کر حکوم روزمرہ کے مشاہدہ و تجربے سے بخوبی جانتے ہیں اور دوسرے کو ثابت و معلوم کر سکتے ہیں بلا تعلیم و تعلم اس زبان میں ایسی باتیں بیان کرنا ہر کمال انسان کی طاقت سے خارج ہوتا ہے اسے تجویزی قانون قدرت کے مخالف نہیں تو کیا ہے یہ سیکرنا بر صاحب موصوف نے سکوت کیا اور یہ فرمایا کہ ایسے شخص کو میں ہی دیکھنا چاہتا ہوں انہما لفظ مولانا اور سب امور سے قطع نظر فرمائی صرف کتاب کی نسبت صفحہ ۱۶۹ میں جو آپنے لکھا ہے ملاحظہ فرمائی وہ ہوندا ہمارا ہی رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں ضرور موجود

حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہو چکی نظیر تہنیک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی جنبہ پر
 لعل اللہ میٹھ کبھی لکھ لکھ اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلبی و مسانی و حالی و مالی نصرت
 میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں ہی پائی گئی ہے۔ اور عبارت مندرجہ صفحہ ۲۸۳ پر یہی غور
 فرمایا جاوے وہو نہا بھی جواب ہم الہامات مولف برہین کی طرف سے دیکھیں یوں کہہ سکتے ہیں کہ شیطان اپنی
 ان دوستوں کے پاس آتے ہیں اور انکو راگرنیزی خواہ عربی میں (کچھ پہنچاتے ہیں جو شیطان کے
 مثل فاسق بیکار اور چھوٹے دوکاندار ہیں اور مولف برہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور شاہد
 کے رو سے (واللہ حسید) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شامدین اور نیز شیطانی افوا
 اکثر جھوٹ نکلتے ہیں اور الہامات مولف برہین سے انگریزی میں ہون خواہ ہندی و عربی وغیرہ آج تک
 ایک ہی جھوٹ نہیں نکلا چنانچہ اس کے شاہدہ کرنیوالوں کا بیان ہے گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا پر وہ
 انقاہ شیطانی کیونکر ہو سکتے ہیں کیا کسی سلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو یہی بہت قوت مذہبی ہے
 کہ وہ انبیاء و انکار کی طرح خدا کی طرف سے نبیات پر اطلاع پائی اور اسکی کوئی خبر غیب صدق سے غالی
 سجاد سے حاشا و کلام۔ اقول یہ جو اپنے تحریر فرمایا کہ گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا اس سے یہ ثابت نہیں
 ہوتا کہ ہر کس کو اس کا علم ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ حصول علم تجربہ پر ہی موقوف نہیں اسباب علم اور یہی سبب
 ہیں وہ لازم آوے کہ آپ کے نزدیک معجزات نبویہ ہی ثابت ہوں کہ تجربہ تو انکا بھی انکو نہیں ہوا
 اور صفحہ ۲۱ میں آپ لکھتے ہیں خصوصاً ایسے شخص کے الہامات و کلمات جو اد کو اپنے نبی کی نبوت
 کی تائید و شہادت میں پیش کرے اور منکرین الہام نہ کرے اسکی نظائر دیکھاوے ۱۱ بعد زبان
 یہم کہ کہ ہم سب برکات میرے نبی افضل الرسل کے متبع اور غلام ہونیکا صدقہ ہے اور
 اسی کی کلمات و معجزات چنانچہ مولف برہین احمدیہ سے واقع ہوا ہے صفحہ ۲۱۸ حاشیہ میں آپ لکھتے
 ہیں اس کی کتاب کا صفحہ ۲۴۳ و صفحہ ۲۸۸ و صفحہ ۲۹۹ و صفحہ ۳۱۵ و صفحہ ۳۵۸ وغیرہ کو ملاحظہ
 میں لاؤ اور قیامت کو حساب کو ایمان کو قرآن کو پیش چشم رکھ کر خلافت ائمہ منین سے باز آؤ انتہی اور
 صفحہ ۲۸۸ میں ملاحظہ فرمایا جاوے مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور اس بات کو کہ مولف

براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا۔ اے۔ جی۔ جی کی صورت تک نہیں پہچانتا مثلاً شہادت سے محقق کرینگے اور ان الہامات کے مضامین مثل اغیارغیب کو رجحہ کوئی بشر بذات خود قادر نہیں انصاف کی نظر سے دیکھیں گے تو انصاف اور ان الہامات کی تسلیم پر مجبور کر دیگا اور صفحہ ۱۶۹ میں لکھا ہے ہمارے ان الفاظ کو کوئی کیسی بنا بھی تو کچھ کم سے کم ایک ایسی کتاب بناو جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و ہندو مت سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت آتی و جاتی و قلبی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بشیر ادا کیا ہو اور مخالفین اسلام اور ملحدین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تہمتی کے ساتھ ہم دعویٰ کیا ہو کہ جس کو جو الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقامہ غیر کو مزہ یہی چکھادیا ہو مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و خوبی اسلام نفع رسانی کو بعض مسلمانوں ہی نے اٹھا کر لیا ہے اور برطبق التجملون لا ذکر انکھ تکن بون اس اسان مولف کے مقابلہ میں کفران کر کے دکھادیا اور صفحہ ۲۸۹ حاشیہ میں آپ لکھتے ہیں اسلئے مذہب کا نئے انگریزی خوانوں پر جو عربی سے محض نا آشنا ہیں اور سماعی یا تو سپر ایمان نہیں لاتے دین محمدی اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہتا تو حضرت کے استیوں اور عبادوں میں سے ایک شخص کو انگریزی الہامات سے جو انگریزی خوانوں کے افہام یا افہام کا باعث ہوں ممتاز فرمایا اور صفحہ ۲۹۱ میں آپ لکھتے ہیں جناب مولف اس شہر ٹالہ میں جہان میں اب جوں تشریف لائے اور آپ کی ملاقات کا اتفاق ہوا تو میں آپ سے پوچھا کہ انگریزی الہامات آپ کو کس طور پر ہوتے ہیں انگریزی حروف دکھائے جاتے ہیں یا فارسی حروف میں انگریزی فقرات لکھے ہوئے دکھائے جاتے ہیں انہوں نے جواب میں فرمایا کہ فارسی حروف میں انگریزی فقرات کتب دکھائے جاتے ہیں جس سے مجھے اپنی تجویز کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ غلطی ہی تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہوں نے وہاں کو دیت پڑا اصل الہام کی غلطی نہیں اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر جس سے کوئی گمراہی پیدا نہ ہو اور

۵
نقوذاں از کتاب
تہذیب و تمدن

نہ اوس تہ صدق بلہم یا الہام میں فرق آوے، ایسے الہام مشتبہ یا مبہم میں کوئی نئی بات
 نہیں اور نہ محض تعجب و انکار ہے اس قسم کی غلطیاں پہلے ملہیں سلم الالہام سے ہی ہو چکی ہیں
 ۱۰۔ بہہ اذن کے الہام میں خلل انداز نہیں سمجھی گئیں صفحہ ۳۰۴ میں آپ تحریر کرتے ہیں اور ان سے
 خاصکہ الہامات براہیں احمدیہ کا منجانب شیطان ہونا ثابت کیا گیا ہے اور اسی صفحہ کے حاشیہ
 میں آپ کہتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ الہات براہین احمدیہ شیطان کی طرف سے نہیں اس کا
 نتیجہ یہ کہ ایسے الہامات شیطانی الہامات ہو ہی نہیں سکتے انتہی موضع الحاجت۔ ناظرین کو اب
 معلوم ہوا ہوگا کہ مولوی صاحب کا انکار وہی انکار ہے جو اس آیت میں مذکور ہے و جحد و اہمنا
 و استبفتہا انفسہم ظلماً و علواً مولوی صاحب میرے اس طول سے آپ ملول نہوں میں
 انہما حق میں مجبور ہوں ۷ میری آہ و فغاں سے مجبور ہو تو نہ اے گلو ٹکپڑ جانا ہے اک
 حسن گل میں شور بیل سے۔ اس خط کا جواب مولانا صاحب نے نہایت مختصر طور پر
 بمصدق ناقص و دال بذریعہ پوسٹ کارڈیوں اور افرا یا کہ عبارات منقولہ میں فعلی شہادت پہ
 نصی دالت نہیں ہو پس اسکے جواب میں احقر نے پھر بذریعہ خط مورخہ دوازدہم رمضان ۱۳۸۷ھ
 کے عرض کیا کہ یہ ارشاد آپکا اور یہی تعجب ہے کیونکہ مراد آپکی نصی دالت سے اگر عبارت النص
 تو اندر نہ صورت بیاس خاطر خباب نہ بلحاظ نفس الامر اگر تسلیم ہی کیا جاوے کہ فعلی شہادت
 عبارات منقولہ سے بطور عبارت النص ثابت نہیں ہوتی ہے تو کیا آپکے نزدیک استدلال
 و ثبوت حکم صرف عبارت النص پر ہی منحصر اور موقوف ہے جیسا کہ سابق میں آپکی تقریر سے یہ
 مفہوم ہوتا تھا کہ اسباب علم صرف تجربہ ہی ہے۔ مولانا اسکا تو کوئی متکلم یا اصولی قائل نہیں ہے
 اور اگر نصی دالت سے کچھ اور مراد ہے تو بیان فرمایا جاوے انتہی موضع الحاجت۔ بہہ ہی بیان
 سلق الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی تصدیق کا لیکن بیان تصدیق خاص ہوسی الہام میں
 ہو نیکا آگے آتا ہے فانتظر واصبر جبراً جمیلاً بعد اللہ والہی مولانا صاحب نے نہایت
 عاجز ہو کر بحث سے معافی طلب فرمائی اور نصیحت شیخ پر عمل کیا نہ ہر جانی مکر ثبات نہ حق

کہ جا اسپر یا یاد افق سے ہو گیا ہینیکا میرے جلوہ سے رنگ روئے گل۔ بے نمک نالہ سے میرے شور بلبل ہو گیا۔ یہی ہوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانے کا اور اسید وجہ سے مولانا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک اوسکی عبادت حضرت مرزا صاحب جیسے شخص آپکے روبرو پیش نہ کر لیں تب تک اونکا مطلب اونکی بھوپین د آویگا اور بغیر پڑوسی کے روبرو مولانا صاحب کے وہ نقصان اڈٹھا دینگے۔ ایسا صاحب اگر ایسے ہی آپ صاحب البیت اداری بمافیہ ہیں تو پھر اپنے بیت سے تن تھا باہرا و سکو کیوں نکالتے ہیں اب آئندہ سے آپ اوسکو بالضرور خانہ نشین کیجئے ورنہ آپکو اوسکے ساتھ ہر جگہ جانا پڑا کرے گا وہی مثل ہے کہ کہیں موسیٰ پڑ ہیں خود آ۔ اندر نہ صورت بغیر آپکے ساتھ گئے ہوئے اوس کی اشاعت کا نتیجہ اور فائدہ ہی کیا ہوا۔

اب ناظرین پر واضح ہوا ہوگا کہ مولوی صاحب نے جن مخالف کو حضرت اقدس کطیف نسبت کیا ہے وہ محض مخالف خود حضرت مولوی صاحب کا ہے۔ قولہ صفحہ ۳۲۷۔ مگر غلطی ہو تو ہم میں آوے اقول مولانا کلمہ تہیہ بالضرور سخت ہے اگرچہ تاویل بعید کر کر اس سختی سے آپ کو انکار ہو مگر ساتھ انکا کے پردہ میں کچھ اقرار ہی ہے قولہ صفحہ ۳۲۸۔ اور اگر آپ سچے ہوں گے تو پھر بخاری وسلم وغیرہ کتب صحاح مہل و بیجا نہ ہو جاویں گی بلکہ دین اسلام کے اکثر اصول و امہات مسائل بے اعتبار ہو جاویں گے اَعَاذَ اللہ من ذلک اقول مولانا پیشین گوئی کے مصداق واقع ہونے سے کتب حدیث کیونکر مہل اور بیجا ہو جاویں گی۔ اور اگر آپ کہیں کہ جب کوئی پیشین گوئی اپنی ظاہری معنی کے طور پر واقع نہ ہو بلکہ روحانی طور پر واقع ہوئی اور استقامت کی ضرورت پڑی تو بذیوجہ بے اعتبار ہونگے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پیشین گوئی کی بناء پر اکثر استعانت اور کنایات پر ہی ہوتی ہے اجمال و بہام اکثر اوسمیں ہوتا ہے کہ اکثر فی الجملہ الاول کے احکامات فرائض شرعیہ تو ہیں ہی نہیں جو قولا ہی مشیح میں کئے جاتے ہیں اور انکو فعل میں لا کر ہی دکھایا جاتا ہے ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزاروں مرتبہ اونکو فعل میں لا کر سمجھایا

جاتا ہے یہیں وجہ او کو اپنے ظاہر سے مصروف کرنا یا لضرور الحاد و زندقہ ہے۔

اندر مضمورت دین اسلام کے اکثر اصول و اہیات مسائل کیوں بے اعتبار ہو جائینگے بخلاف پیشینہ کیوں کہ جن کو تیشوں سے ہی میان کیا جاتا ہے اور اسکی عبارات ذوالوجہ ہی ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور حکمت اسمین وہی ہے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حکیم امت نے

بیان فرمائی ہے کہ۔ و در امثال اینصورت امتحان مخلصان و منافقان در میان می آید۔ اسکے مشاعرہ حصہ اول میں بیان ہو چکے ہیں وہ بھی کتب حدیث میں ہی مندرج ہیں آپکے مسلک پر لازم آتا ہے کہ اوکے اندراج سے بھی کتب حدیث مہل اور بیکار ہو جائیں۔ ماکھو جو ابکر جو حوالہ اور دیکھو حضرت یوسفؑ نے گیارہ ستارے اور چاند سورج کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا حالانکہ مصداق او سکا گیارہ پہاڑی اور ماں باپ تھے معین حضرت یوسفؑ نے اس مصداق تاویلی کی نسبت بڑی خوشی اور وہد سے لفظ حق ارشاد فرمایا ہذا تاویل روی فی ذل جعلنا ربی حقاً اللہ تعالیٰ نے تمام اس قصہ کو سورہ یوسف میں مفصلاً بیان فرمایا ہے تو کیا قرآن مجید آپکے نزدیک نعوذ باللہ مہل اور بیکار ہے۔ یاد رہی کہ یہ مسلک آپکو نہایت مضبوط کا اور آپ ہرگز ہرگز کامیاب نہ گئے اس مسلک کو آپ احکام فرایض و احیاء اور سنن وغیرہ میں ہی مقصور رکھیں یہ چاہئے حد سے زیادہ نہ بشر چل سکے۔ چٹے چال ایسی کہ کچھ کام ظفر چل سکے۔ اور اگر آپ کہیں کہ یہ اہم قسم عالم رویا ہی وہی نہیں ہے تو یہی گزارش ہے کہ خواب انبیاء کا وحی ہی ہوتا ہے بخادی شریف میں سب ابواب سے اول چوتھہ الامواب منعقد کیا ہے او میں دیکھو حضرت عائشہؓ سے روایت اول ما بدئی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحي الرؤيا الصالحة فی النوم مکان لاری رؤیا الا جارت مثل قلق العیم اور یہ تو آپکو ہی سلم ہو گا کہ اکثر رویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ اپنی ظاہری منہ پر واقع نہیں ہوئیں بلکہ تاویل اوکے مصداق کو معنی حقیقی سے مناسبت پیدا کی جاتی ہے اور معنی کنائی یا بطور استعارہ و مجاز کے اونے مراد ہوتی ہیں تو آپ کے مسلک سے لازم آتا ہے کہ کتاب الروایا کے کتب حدیث میں مندرج ہونے سے کتب حدیث مہل و بیکار

ہو جاوین نماھو جو ابکہ فصو جو ابنا اور آپ کیا جواب دیوینگے ادن پیشین گوئیوں کی نسبت
 جو حصہ اول میں مندرج ہو چکی ہیں اگر آپ بعد فاصلہ ثابت کرینگے کہ وہی اپنے ظاہری منہ پر محمول
 ہیں تو نفوذ باللہ تکذیب مجز صادق نبی علیہ السلام کی لازم آوینگی والا لازم باطل فالملزوم مثلاً
 مسیح بن مریم کا لفظ جو احادیث صحیحہ میں ہے اوس سے مثل سیح بن مریم مراد لینے میں کچھ پہلی استبعاد
 نہیں علم معانی و بیان میں واسطے نظر ہارشا بہت شدیدہ کے حرف تشبیہ کو حذف کر کر ہزاروں
 جگہ مشبہ بہ کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے کتب فن بلاغت موجود ہیں اونیں ملاحظہ فرمایا جاوے ورنہ
 یہ بھی چھوڑ ان تو کسی وقت میں یہ بحث تشبیہ و استعارہ وغیرہ ہی پیش کر نیکو مستعد اور امادہ ہے
 صرف آپ کے ریویو کا انتظار ہے۔ اور کسی قدر رفع استبعاد آپ کا اس حصہ دوم میں ہی آتا ہے
 فانتظرہ واصبر صبراً جمیلاً اور اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب میں وہ اوصاف
 نہیں پائے جاتے جو احادیث صحاح میں واسطے سیح موعود کے آئے ہیں اندر نہ صورت
 اگر حضرت اقدس مرزا صاحب کو سیح موعود قرار دیا جاوے گا تو وہ احادیث مہمل اور بیکار ہو چکا دیگی
 تو اس کا جواب اند کے از بسیار مشتتے نمونہ از خوار حصہ اول میں مذکور ہو چکا ہے اور جب کوئی
 وصف ایسا آپ حدیث صحیح سے ثابت کرینگے کہ اسکا صدق آپ کے زعم میں مرزا صاحب سے محال
 سے ہو گا تو بر وقت پیش ہونے ایسے وصف کے او میں گفتگو کیجا دیگی یا رہ باقی صحبت باقی حالت
 منتظرہ صرف استدلال ہے کہ آپ کے ریویو سے وصل میسر ہو جاوے گا مجھ کو اپنے دلربا کا دھیان ہے
 جو ہے سو ہو۔ اور دلیہ صل کا ارمان ہے جو ہے سو ہو اور یہی تو یہ زمانہ ابتداء سے حضرت مسیح الزمان
 کہے قال سیح الزمان سلمہ الرحمن سے اسے قوم من بگفتہ من تنگدل بباش۔ ز اول جنین پیش
 ہمیں تا باہترم۔ پس اس ابتداء وقت میں جملہ آثار اور علامات اور اوصاف کا بحیثیت مجموعی جمع
 ہو جائیگا نہ ممکن الوقوع ہے تمام انبیاء اور رسل کے احوال بعثت اور سوانح عمری پر غور کر خود
 حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ابتدائی کو دیکھو کہ اوس ابتداء سے زمانہ میں وہ تمام
 اوصاف و علامات جو کتب سبیل میں مندرج ہے دفعتاً کب موجود ہو گئی تھی لیکن مہند جو سید انلی تو

اور ہوں نے اول ہی سے تصدیق کیا اور حکم نصیب میں وہ سعادت تصدیق نہ تھی وہ آخر تک کذب ہی رہے اور اب تک کذب ہیں بہر حضرت اقدس مسیح الزمان مرزا صاحب کی واسطے وہ تمام اوصاف مندرجہ کل احادیث زمانہ ابتدائے میں بحیثیت مجموعی دفعتاً کیونکر جمع ہو سکتی ہیں۔ حدیث ہر قتل اور ورقہ بن نوفل کی جو صحیح بخاری کے ابواب میں مقدمۃ الابواب ہے اور بہت طویل ہے اور سکو دیکھو اور جو امد تصدیق کے ہر قتل نے اس حدیث میں بیان فرمائی ہیں اور کناہ دستور العمل اس تصدیق میں ہی کرو۔ اس حدیث کو معہ کی قدر شرح اور فوائد کے انشاء اللہ تعالیٰ یہم احقر چچاں کسی آئندہ حصہ میں لکھے گا۔ یہم ہے اور ثبوت اشاعت السنہ کے اشاعت الشبہ ہو جائیگا اور اسطرح اس قسم کے ثبوت آئندہ آتے رہیں گے۔ فلیتأمل۔

قولہ صفحہ ۳۶۸۔ اگر آپ تاریخ سے اطلاع دیتے تو میں امرتسر یا بٹالہ میں آپ کو ملتا اقول حضرت اقدس مرزا صاحب خط سابق میں فرما چکے ہیں کہ اس صورت میں بالفعل ملاقات مشکل معلوم ہوتی ہے لہذا اطلاعاً آپ کی خدمت میں لکھتا ہوں کہ اس عاجز کے لئے بٹالہ میں تشریف نہ لادیں۔ بہر حضرت اقدس مرزا صاحب اپنی روانگی کی تاریخ سے آپ کو کیوں اطلاع دیتے اور بہر جبکہ حضرت اقدس آپ کے کرایہ ریلوے کے بھی تکفل ہو چکے ہیں تو آپ لہیانہ میں ہی پہنچ جائے۔ ایسا ناظرین بہر ہی ایک اعجاز کمال تجربہ علمی مولانا صاحب کا ہے۔ کہ ایسے مباحثہ دقیقہ کو چاہتے ہیں کہ اسٹیشن وغیرہ پر کھڑے کھڑے مثل معرفت رفتار ریلوے کی طے کر لیں اور طول میں تو ایسا جس سے ناظرین کو بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ مدت عمر فوج میں بھی مولانا صاحب اس سہلہ کو طے فرما سکیں گے۔ کہ چنیں بناید و گدندہین۔ جہر کہ حیرانی ناشد کار دین سے ولنعمہ با قبل این کار از تواید و مردان چنیں کنند۔ مولانا مجھ کو یقین ہے کہ یہ سب آپ کے عزرات بارہ ہیں جو قلم نے جلسہ عام کے کئے جلتے ہیں قولہ صفحہ ۳۷، حاشیہ نمبر ۱۔ مگر مزاج میں قدرتی تیزی ہے اوائل عمر میں معولات کے پڑھنے کا اثر ہے اور اپنے مخالفین اعتقاد پر تشوک کی عادت ہے اقول آپ کو لکھو کیوں نہیں نصیحت کرتے اگر ہدایات کتاب و سنت واسطے ہی ایسی تیزی

بہر حضرت اقدس مرزا صاحب کی واسطے وہ تمام اوصاف مندرجہ کل احادیث زمانہ ابتدائے میں بحیثیت مجموعی دفعتاً کیونکر جمع ہو سکتی ہیں۔ حدیث ہر قتل اور ورقہ بن نوفل کی جو صحیح بخاری کے ابواب میں مقدمۃ الابواب ہے اور بہت طویل ہے اور سکو دیکھو اور جو امد تصدیق کے ہر قتل نے اس حدیث میں بیان فرمائی ہیں اور کناہ دستور العمل اس تصدیق میں ہی کرو۔ اس حدیث کو معہ کی قدر شرح اور فوائد کے انشاء اللہ تعالیٰ یہم احقر چچاں کسی آئندہ حصہ میں لکھے گا۔ یہم ہے اور ثبوت اشاعت السنہ کے اشاعت الشبہ ہو جائیگا اور اسطرح اس قسم کے ثبوت آئندہ آتے رہیں گے۔ فلیتأمل۔

اور تشدد کے اُن کو معلوم نہیں ہیں تو یہی رابعی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی اوکو سنا دیجئے۔
 شنیدم کہ مردان راہ خدا۔ دل دشمنان ہم نکردند تنگ۔ تیرا کہ پست شد ایں مقام۔ کہ باوثقات
 خلاف است جنگ بموجب فرمانے شیخ علیہ الرحمۃ کے یہ لوگ یکو ہرگز ہرگز الہامی نہیں معلوم ہوتے
 قولہ صفحہ ۳۷۲ حاشیہ نمبر ۲۱۶ پہلے تو یہ خیال تھا اب مرزا صاحب کے آخری خط اور اشتہار ۲۶ مارچ نے مجھے
 مدعی بنا دیا ہے الخ قول اتو آپ ذمہ دار ہوئے اور جو شرائط متعلق مجمع عام کے ہوں اور نہیں آپ
 تسلیم کیجئے اور اور ورنے یہی تسلیم کرائیے کیونکہ اتو آپ مدعی بھی ہو گئے مگر ہم خوب جانتے ہیں
 کہ یہ آپ کی دہکی ہی دہکی ہے دگر ہیج قولہ صفحہ ۳۷۲۔ اگر آپ اس خاکسار ناچیز کو اپنی دعاؤ
 تسلیم کرا دیجئے اور اُن کو نصوص حدیثیہ سے مطابق کر کے دکھا دیں گے تو میں مولوی عبد الجبار
 صاحب و مولوی عبد الرحمن صاحب کو گو آپ کے تابع اور موافق نہ کر سکوں گا مگر خاموش اور غیر معارض
 وغیرہ معترض تو ضرور کروں گا اے قولہ تو مجھے اجازت دین کریں اور پھر شرعی بحث و کلام
 کروں اقول حضرت اقدس مرزا صاحب کے اختیار میں کب ہے کہ اپنے دعاوے آپ کو تسلیم
 کرا دیں ان کے لئے من اجبت ولكن الله يهدي من يشاء ع وار د ہے
 فان البتہ اپنے دعاوے کو نصوص حدیثیہ کے مطابق کرنا یا غیر مخالفت کرنا اور ان کا فرض منصب
 ہے جو توضیح المرام اور فتح الاسلام میں نہایت خوبی سے کیا گیا ہے اور انزالہ ادا ہم میں سب
 شکوک اور وسوس کا ازالہ کیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جبکہ آپ نے مخالفت کا بیڑا اٹھا
 لیا ہے اور خلاف کرنا عزم بالمجرم کر لیا ہے تو اب حضرت اقدس مرزا صاحب سے آپ کیا
 اجازت چاہتے ہیں جبکہ آپ تاشیع ازالہ ادا ہم صبر نہیں کر سکتے تو بسم اللہ کیجئے آپ نے دن
 رسالہ پھر شوق سے شرعی بحث و کلام کریں کیونکہ اس صورت میں اشاعتہ الشبہ کی گرم بازاری
 خوب ہوگی مگر پادری کیجئے انما الاعمال بالنیات وانما الاہم ما نوى فمن كانت هجرته الى دینیا
 یحبہا والى اہمۃ ینکحہا فہجرته الى ہلکاء والہ
 یہ تحریری گفتگو اس انداز سے
 چلتی رہے گی جس انداز سے اب تک میری اور آپ کی مراسلت ہو رہی ہے اقول بیشک

چلتی کا نام گاڑی ہے علت غاشیہ سب اس گفتگو اور بحث کذاشی سے یہی ہے لہذا وہی
اشاعت الشبہ کے جواب ایک مدت تہم گئی تھی چلتی رہے کیونکہ داردار سب اصراف کا حرف
اسی گاڑی کے چلنے پر ہے مگر اس شعر کو یاد رکھئے ۵ لا کچھ بیچ و تاب کہا وے موج ویا پر کہا
کر سکے اوس آستین پر ٹپکن پراعتراض لان العافۃ للمتقین قولہ صفو ۳۷۳ حاشیہ
ممبر آپ کی یہ حالت جو کئی سال سے ہے آپ کے دعویٰ میں یسح ہو نیکو توڑ رہی ہے مثل اور مثل
ہونے کے لئے بہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے الخ اقول اس کے کیا مضائقہ
سیکڑوں برس تک حضرت عیسیٰ کی غیبت کبریٰ پیاروں اور دھیاروں سے تو اوکھے دعوے
مسیح کو نہ توڑے اور دو تین سال کی بیماری حقیقت میں کو توڑ دے ان ہذا لشی عجاب آگے
رہی مماثلت یا مشابہت نامہ سومشہ او شہ پہلے یہی نامہ مشابہت ہو مقارنت فی الجملہ کا
ہو تو آپ ہی تسلیم کرتے ہی ہونگے پہر اگر حضرت عیسیٰ دو چار مرد کو زندہ کر کر صدہا برس گزر سکے
کہ آسمان پر جا بیٹھے اور مثیل مسیح نے صدہا مردہ دلون کو وہ جاودانی بخشی جسکے ساتھ پروردگار
جل و علا نے اپنی کلام پاک میں امتنان فرمایا ہے تو کونسا احتمال اس تشبہ و تمثیل میں بموجب
محاورات عرب کے لازم آتا ہے بنو اوجہ و فرمایا اللہ تعالیٰ نے با اہل الذین امنوا استجبوا
للہ ولترسل اذا دعاکم لما یحییکم البصا لہم ملک من ہلک عن بینۃ و یحیی
من حی عن بینۃ بلکہ ہماری دانست میں اور نیز سب عقلا کے نزدیک یہ حیات
جاودانی اس حیات فانی سے بدرجہا افضل و بہتر ہے ہرگز نیز و اگر داش زندہ شد بعثت
ثبت است ہر جبریدہ عالم دوام ما۔ حضرت اقدس مرزا صاحب بعض اپنی تحریرات قلمی میں ایسا
فرماتے ہیں ۴، پہر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اوسکی روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اوسمیں محفوظ
چلی آتی ہیں یعنی یہ کہ اوسکی پیروی کرنے والے قبولیت الہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں
اور مکالمات الہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں خدا تبارک نے انکی دعاؤں کو سننا اور انہیں
محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دینا ہے اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کی طرح انکو مطلع فرمانا

ہے اور اپنی تائید اور نصرت کے نشانوں سے دوسری مخلوقات سے اونہیں ممتاز کرتا ہے
یہی ایسا نشان ہے جو قیامت تک امت محمدیہ میں قائم رہیگا اور ہمیشہ ظاہر ہوتا چلا آیا ہے
اور اب یہی موجود اور محقق الوجود ہے مسلمانوں میں سے ایسے لوگ اب بھی دنیا میں پائے
جاتے ہیں کہ جنکو اللہ جل شانہ اپنی تائیدات خاصہ سے مویذ فرما کر الہامات غیبیہ سے سرفراز فرماتا
ہے اور باطل فرقوں کے لوگ گودہ اپنی قوموں کے پیشواہوں اور انکی صحبت میں اگر اپنی ذلت
اور رسوائی اور اپنی مردودیت اور مخذولیت پر متنبہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص معارضہ اور
اور مقابلہ کی نیت سے ان مقبول بندوں کے پاس آوے تو اس پر صاف کہل جائے گا
کہ یہ لوگ خدا یتعالیٰ کے خاص پیارے ہیں اور یہ شخص معارضہ کنندہ مردودوں میں سے
ہے جسکے مقابلہ میں اونکی کوئی دعا سنی جاتی ہے اور نہ نصرت اور قبولیت اور تائید الہی کا انکو
کوئی اہام ہوتا ہے اور نہ امر خاصہ حضرت احدیت پر اوکو مطلع کیا جاتا ہے اس معجزہ کا ثبوت
دینے کے لئے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں اگر کوئی عیسائی سچا طالب نبوکرا ضر ہو دے تو میں امید رکھتا
ہوں کہ عنایت الہیہ بہت جلد او سپر کولڈ یسے کہ تمام قبولیت اور مجوبیت اور خدا یتعالیٰ
کا مقرب ہونا اور اوکا پیارہ بندہ بن جانا صرف اسی بات پر موقوف ہے کہ انسان اس پاک زمین
میں داخل ہو جاوے اور اس پاک اور برگزیدہ کی پیروی کرے جسکی پیروی سے یہ نور حاصل
ہوتا ہے اور ہم اسکی بھی تمام پادری صاحبوں کی خدمتیں عرض کرتے ہیں کہ کیوں وہ ناحق کا بغل
کرتے ہیں اور بغض ظاہر کر رہے ہیں اگر انہیں حق کی طلب ہے تو عیساکرم اشتہارات میں شائع
کر چکے ہیں کوئی نامی اور مغرزا نہیں سے جسکی شہادت پر اوکی قوم کو اعتبار ہو سکے ایک برس کے
لئے ہمارے پاس آجاوے اگر اس عرصہ میں ہم اپنے دعویٰ مشککہ بالا میں دروغ کو نکلیں تو بحساب
دوسروں پہ ماہوار کے اوکا خرچہ اوکو دیا جاوے گا اور اگر ہم سچے نکلیں تو بجز اس بات کے اور کچھ نہیں
چاہتے کہ وہ عیسائیت سے سچی تو ہو کر کے اور ایک بندہ عاجز کو جو سچ ہے حقیقت میں بندہ ہی ہمکا
مشرف باسلام ہو جاوے اب الحق کے طالبو اور سچے نشانوں کے بہرہ کو اور پیاسو انصاف کو کیجو

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانوں کا عندیہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس اعلیٰ درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانہ کے لئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیوں کی معجزات کا اب نام نشان باقی نہیں صرف قہقہے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کھانک درست ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلوں میں لکھے ہیں باوجود نقصوں اور رکھائیوں کے گرنگ میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو ادنیٰ پائے جاتے ہیں ایسے شکوک شبہات اور سپردار ہوتے ہیں کہ جن سے ادنیٰ بجلی صاف پاک کر کے دکھانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم انہیں کے طور پر تسلیم ہی کر لیں کہ جو کچھ انجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لوے اور ننگرے اور مفلوج اور اندھے وغیرہ بیمار ادنیٰ کے چہونے سے اچھے ہوتے تھے یہ تمام بیان بلبالب ہے اور ظاہر پر ہی محمول ہے کوئی اور معنی اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتوں سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اول تو ادنیٰ میں ایک تالاب ہی الیہا تہا کہ اوس میں ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرغیں فی الفور دور ہو جاتی تھیں جیسا کہ خود انجیل میں مذکور ہے۔ پہلے سوا اسکے زمانہ دراز کی تحقیقاتوں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جس کا اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں جیسے شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی مشق درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے فردی بھین اور قدیم سے یہ علم رائج ہوتا چلا آتا ہے مسلمانوں میں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب قصص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ ادنیٰ وقت میں ادنیٰ نظیر ملتے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے ہاڈنٹا لے لے لے گزرے ہیں کہ تازہ مردوں سے باتیں کر کے دکھلا دیتے تھے اور دو دوتین تین سو بیمار کو اپنے دامن بامیں بٹھال کر ایک ہی نظر سے تندرست کر دیتے تھے اور بعض جو اس مشق میں کچھ کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر بیمار کے کسی کپڑے کو چھو کر شفا بخشتے تھے اس مشق میں عامل عمل کی وقت میں

کس مرض کی ہیں وہاں پہلے بخش تری جان بحق ہو گئی ہوا از رحمت دلے۔ یا بقیہ الہیہ
تیرا پارہ سب نبھلا بوس نبھال لیکر۔ چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو بے جا لیکر۔ اور یہ قوائے سبہ شہد ہوتے
السی اذ خلا من مقصودہ لفی خصوصاً آپ کے مسلک پر کہ تین چار برس کی تانیہ عن ۱۰ من ۱۰
وغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و مذہب ہو گئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات تہذیب
سے قرار دیتے ہیں۔ پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اتنا رہے کہ اکیانوے برس کے اون کے نزول وجود دوسری
من السماء کا منکر ہو جاوے تو آپ اس کو کیونکر مزم کر سکتے ہیں علی الخصوص اس حالت میں کہ کتاب اللہ
وسنت صحیحہ و قتل سلیم و مسنت اللہ اتقی قد خلت فی عبادہ ہر اوس انکار کے موید ہو۔ اور پہر یہ
عرض ہے کہ اتو مدت سے قتل یہود کا بھی خوف نہیں ہے کیونکہ اونکی نسبت تو یہ حکم قطعاً ہو چکا و
ضربت علیہم الذلۃ و المسکنۃ و باؤ و انضب من اللہ ذالک یا تمہم کا تو یکفرت یا بات اللہ
و یقتلون البینین بغیر الحق۔ ایضا فرمایا۔ ضربت علیہم الذلۃ این ما تفتوا الا بجل من اللہ
وجل من الناس باؤ و انضب من اللہ و ضربت علیہم المسکنۃ ذالک یا تمہم کا تو یکفرت
بایات اللہ و یقتلون البینین بغیر حق اور پہر یہ عرض ہے کہ او کو خوف ہی کیوں ہے آپ کی
مسک کے بغیر جب اللہ تعالیٰ نے اونکا پورا اطمینان قطعی کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عینی انی متوفیہ
و ارضعت انی مہلک من الذین کفروا و باطل الذین اتبعوا فوق الذین کفروا انی مہلک من الذین کفروا
چس کہ اللہ تعالیٰ نے اون کے دشمنوں یعنی یہود کو الی یوم القیامہ ایسا ذلیل و نوار کر دیا جو مذکورہ او
اون کو ایسا مطمئن کر دیا کہ کوئی دشمن نہ ہو نہ پوچھا سکے گا اور نہ ہمارے متبعین قیامت تک کفار
مخالفین پر غالب رہیں گے اور یہ دونوں امر طفیل کوشش و حیا حضرت خادم النبیین اور خدا
اون کے کے حامل ہو گئے تو اب وہو کسیر مکافوف بھی نہیں رہا پر کیوں نہیں تشریف لاتے۔ اور
اگر کہا جائے کہ ابھی تک اونکو امر الہی نہیں ہوا اور ابھی تک اونکو مہلت و سائش دی گئی ہے
جب حکم الہی ہو گا تب آدینکے تو یہ گدازش ہو کہ حضرت آدم سو یکرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کسی نبی کو اور نہ نبوت و ملائکہ اور جنت و نار اور عیدت کبریٰ کی اجازت نہیں ہو سکتی بلکہ وقت

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانوں کا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس اعلیٰ درجہ کے نشان میں اور کیسے ہر زمانہ کے لئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیوں کی معجزات کا اب نام نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کھانک درست ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلوں میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کھانیوں کے رنگ میں ہو چکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو انہیں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک شبہات اور سپردار ہو جاتے ہیں کہ جیسے وہ نہیں بجلی صاف پاک کر کے دکھانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم ان کے طور پر تسلیم ہی کر لیں کہ جو کچھ انجیل مرد میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لوہے اور ننگ اور مصلوح اور اندھے وغیرہ بیمار اونکے چہرے سے اچھے ہوتے تھے یہ تمام بیان بلاشبہ ہے اور ظاہر پر ہی محمول ہے کوشی اور معنی اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتوں سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اول تو انہیں دنوں میں ایک تالاب ہی ایسا تھا کہ اس میں ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مریضیں فی الفور رو رہو جاتی تھیں جیسا کہ خود انجیل میں مذکور ہے۔ پہلے سوا اسکے زمانہ وراثت کی تحقیقاتوں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جبکہ اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں جس میں شدت تو صبح اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی شق درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاوہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے فردی خصیہ اور قدیم سے یہ علم رائج ہوتا چلا آتا ہے مسلمانوں میں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب مفصوص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ اونکے وقت میں اونکے نظیر ملتے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے ہاڈنڈا لے لے لے گزرے ہیں کہ تازہ مردوں سے باتیں کر کے دکھا دیتے تھے اور دو تین تین سو بیمار لوگو اپنے دامن بائیں جھلا کر ایک ہی نظر سے تندرست کر دیتے تھے اور بعض جو اس شق میں کچھ کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر بیمار کے کسی کپڑے کو چھو کر شفایت دیتے تھے اس شق میں عامل عمل کی وقت میں

کس مرض کی ہیں دو ماہ پہلے بخش تیر ہی جان بحق ہو گئی۔ ازرا محبت والے۔ یا بقول دیگر
تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر۔ چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو بچا لیکر۔ اور یہ منقولہ عربی شہو
السی اذ خلا من مقصودہ لہی خصوصاً آپ کے مسلک پر کہ تین چار برس کی تاخیر طبع برہین بہتر
وغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و کذب ہو گئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات مذکور
سے قرار دیتے ہیں۔ پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اٹھارہ سو اکیانوے برس کے ادن کے نزول بوجہ عنقری
من السماء کا منکر ہو جاوے تو آپ اس کو کیونکر مکرزم کر سکتے ہیں علی الخصوص اس حالت میں کہ کتاب اللہ
وست صیوہ و قتل سلیم و سنت اللہ الہی قد خلست فی عبادہ ہر اوس انکار کے موید ہو۔ اور پہر یہ
عرض ہے کہ ابودت سے قتل یہود کا بھی خوف نہیں ہے کیونکہ اونکی نسبت تو یہ حکم قطعاً ہو چکا و
ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ و باؤ الغضب من اللہ ذالک باتھم کا تو لیکھتے ہیں یا اب اللہ
و قتلون النبیین بغیر الحق۔ ایضا فرمایا۔ ضربت علیہم الذلۃ این ما تقفوا الا بجل من اللہ
وجل من الناس باؤ الغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ ذلک باتھم کا تو دیکھتے
ہا یا اب اللہ و قتلون النبیین بغیر حق اور پہر یہ عرض ہے کہ انکو خوف ہی کیوں ہے آپکی
بسکک کے بغیر جب اللہ تعالیٰ نے انکو پورا الطینان قطعی کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا حبیبی انی متوفیہ
و رفعت الی مہلک من الذین کفروا و جعل للذین اتبعولت فوق الذین کفروا الیوم القیامۃ
پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں یعنی یہود کو الی یوم القیامۃ ایسا دلیل و ثوار کر دیا جو مذکور ہو او
اون کو ایسا مطمئن کر دیا کہ کوئی دشمن نہ ہو نہ پوچھا سکے گا اور تہارے متبعین قیامت تک کفار
مخالفین پر غالب رہیں گے اور یہ دونوں امر طفیل کو شش چہا حضرت خادم النبیین و مخلص
اون کے کے حامل ہو گئی تو اب اونکو کس قدر خوف بھی نہیں رہا پر کیون نہیں تشریف لائے۔ اور
اگر کہا جاوے کہ ابھی تک اونکو لڑائی نہیں ہو اور ابھی تک اونکو مہلت و آسائش دی گئی ہے
جب تک اطمینان ہوگا تب کو نیگے تو یہ گدازش ہو کہ حضرت آدم کو لیکر تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کسی نبی کو اس قدر مہلت طویلہ اور نعمت دہازا و رعیت کبریٰ کی اجازت نہیں ہوئی بلکہ وقت

بعثت سے تنا آخر وفات تمام اعمار ونگی دعوت اسلام اور مجاہدات و ریاضات شاقہ میں صرف ہوئیں اور ایذا میں اور شقیۃ میں فی سبیل اللہ اڑھاتے رہے کیسکو ایک دم مارنے کی ہر مہلت نہیں ملی چہ جائیکہ اہل ہارہ سو کیا نوے برس یا زیادہ کی کیسکو مہلت دی گئی ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وکای من بنی قاتل معہ ہر بیتوں کثیرہ فا وحنوا لما اصا جہم فی سبیل اللہ ما ضعفوا وما استکفوا واللہ یحب الصابریں۔ اور عقل ہی تجویز نہیں کرتی کہ تمام انبیاء و رسل میں سے صرف حضرت عیسیٰ ہی کو یہ مہلت دراز اور رخصت قریب دو ہزار برس کے دیجاوے اور کسی نبی کو باوجود اڑھائے مشقتوں شاقہ اور مصیبتوں سخت کے ایک برس دن کی رخصت بھی نہ دیجاوے اس مجھے یاد آیا کہ صرف شیعوں کے امام مہدی کو اس قدر رخصت و راز و گئی ہے مگر کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ اور اہل سنت تو شیعوں کے امام مہدی سے ہی بہت تنگ ہو گئے ہیں اور ان کی امامت کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ اس امامت نشہ قیامت شد یہ حضرت عیسیٰ کی اس قدر تاخیر سے باوجود دیجات کے کب راضی ہوں گے۔ اور پھر یہہ عرض ہے کہ اگر ایسی مہلت دراز اور رخصت طویلہ کے مستحق تھے تو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا آپ کے خلفاء راشدین کیونکہ انہوں نے وہ کار نمایاں جہاد فی سبیل اللہ میں کی تھیں کہ کسی نبی نے نہیں کہیں اگر اس صلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا خلفاء راشدین کو یہ مہلت و رخصت دیجاتی تو عقل کے نزدیک تحسن تھا۔ اگر کہو کہ یہ بات متعلق نقل سے ہے نہ عقل سے تو یہ گواہی ہے کہ کوئی منقل حکم اور رخصت نامہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے ہی آپ پیش کرین داتی لہذا ہذا پھر ہم ایسی بات خلاف نقل و نقل کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں۔ اور پھر یہہ عرض ہے کہ اس وقت میں تو اوترنا اور نکا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ سچ موعود ہونیکا خلاف وجہوں کیا ہے اور انکا منصب غصب کرنا چاہا ہے اور تمام اقایم میں یہہ دعویٰ اور نکا پہلے ہاتا ہے اسوقت میں اگر اوترے تو انکا منصب مرزا صاحب کے حصہ میں آتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور ابھی ایسا کچھ زور شور ہی حضرت

مرزا صاحب کا نہیں ہوا جب تمام اقایم و بلاد میں یہ دعویٰ اور کوشاں ہو جائیگا اور کافر لڑکے قبول کر لیں گے تو بڑی دقت ہوگی لہذا آپ کے سچا کاوترنا بکل نہایت ہی ضروری ہے ورنہ اس شعر کا مصداق کہیں واقع نہ ہو جائے۔ ہر شہید شاید گرفتار ہو جائے۔ چوہدری شایہ گزشتہ پتیل۔ اور اگر گھاجا دے کہ حضرت عیسیٰ کے یہی نہ اوتار نہیں کوئی حکمت ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور ہر کوئی اسکی خبر نہیں تو یہ گزشتہ ہے کہ یہ جواب ہے ہر ایک شخص کے افعال خلاف عقل و نقل میں دے سکتے ہیں فرق باطلہ مثل یہود و نصاریٰ فرقہ ہیں اسلام مثل اہل تشیع کے نزدیک جو صاحب موعود و منتظر ہیں انکی نسبت سے وہ یہی کہتے ہیں تم اوتار کیوں نہیں تسلیم کرتے مآھو جاکہ فوجو جاننا۔ اور پھر آپکا اعتراض ہے اوپر تاخیر ہونے طبع براہین احمدیہ کے جو صرف تین چار برس کی تاخیر ہوئی ہے کیوں ہے یہ اعتراض تو سرتاپا اس تقریر سے بھلا منظور ہو گیا۔ میرے عزیز دوست ثابت۔ احمدیہ قد انقش پہلے حضرت عیسیٰ بن مریم کی واسطے وفات نہ پانا اور زندہ ہو جو عنصری رہنا اور آسمان پر صعود جسم عنصری نقل صحیح مرفوع سے ثابت کریں بعد اسکے نزول جسم خاکی آسمان سے پایہ ثبوت کو پہنچا پنا اور یہ سب امور ظاہر کتاب سنت صحیحہ مرفوعہ منطوقہ سے ثابت کئے جاویں نہ تقلید مجتہدین و مفسرین وغیرہم سے کہ اُس کو تو آپ اور ہم مدت سے چھوڑے بیٹھے ہیں یہاں تک کہ فہم صحابی کو یہی حجت نہیں گزرتی پیر عبدان مراتب معروضہ کے جو امور خلاف سنت اللہ لاتی قد خلعت فی عبادہ کے مصداق ہیں انہیں مرزا صاحب سے مناظرہ کا نام لیں ورنہ ہرگز ہرگز مرزا صاحب کو محل اعتراض آپ نہ ہاں سکین گے بلکہ صدرا اعتراضوں کے مورعہ آپ ہی ڈیپ گے۔ لاکھ پیچ و تاب کھائے موج دریا پر کھاں۔ کر سکے اوس آستیں پر شکن پر اعتراض۔ ناظرین کو ملاحظہ حاشیہ نمبر ۱۱۷ ص ۲۷ وغیرہ اشاعت سے بخوبی ثابت ہو گیا ہوگا کہ مولانا صاحب کو جلسہ عام مناظرہ کا منعقد کرنا منظور نہیں پس تاجر علمی حضرت مولانا صاحب کا اسی سے مفہوم و معلوم ہو گیا اس بار دیں زیادہ توضیح و تکیج کی ضرورت نہیں۔ قولہ

اے قولہ۔ صفحہ ۳۷۴۔ جسکے عوض میں آپ مسلمانوں سے ہزار روپیہ وصول کر چکے ہیں
اقول۔ چشم بداندیش کہ برکندہ با۔ عیب نماند نہر شہ در نظر۔ اپنے وصول کرنے پر تو نظری
 لیکن جو مسلمانوں کے واسطے وہاں ہزاروں روپیہ صرف کیا گیا اور کیا جاتا ہے اور سکون دیکھا باوجودیکہ
 آپ اقرار کر چکے ہیں کہ نصرت مالی و جہانی و قلبی و لسانی وغیرہ میں حضرت مرزا صاحب بے
 نظیر ہیں۔ لا یدلک الواصف الم طری خصائصہ وان باب سابقاً فی کل ما وصفا مولانا
 آپ کو ایسی بات فرمائی نہیں چاہتے تھی اور المذاہد باضراہہ کے مواخذہ کا خیال فرمایا ہوتا تو
 اگر اس اقرار کو ہول گھسے تھے تو صفحہ ۴۷۶ و ۴۷۸ وغیرہ فتح اسلام کر دیکھ لیا ہوتا مگر حد کیونکر دیکھنے
 دے جب تک کہ آپ حد سے باہر نہروٹیکے حضرت مرزا صاحب کی نصرت مالی کو جو اصل اسلام
 کیواسطے کر رہی ہیں کیونکر آپ دیکھ سکتے ہیں۔ ہفتاد و دو فریق جسکی عدد سے ہیں اپنا
 یہی طریق کہ باہر حد سے ہیں۔ اور مرزا صاحب کب مدعی اس بات کے ہیں کہ آسمانی
 نشان میں اپنے اختیار کئے کھلا سکتا ہوں یا امراض کو اپنے اختیار سے زائل کر سکتا ہوں مانتا
 و کلام تمام اپنا اور یا ایسے امور میں محض بے اختیار ہیں اور کہتے ہیں کہ اذا هر ضت فحق شیئین
 اور حضرت مسیح تو بالکل ہی نشان دکھلانے سے انکار کرتے ہیں مرقس ۸ باب گیارہ میں
 لکھا ہے فریسیوں نے مسیح کے نشانات طلب کئے اور سنئے آہ کھینچ کر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ
 کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہیں دکھایا
 جاوے گا۔ ایضاً اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یصلک
 المسیح بن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعاً۔ ایضاً فرمایا قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضرراً
 الا ما شاء اللہ ایضاً فرمایا ان یمسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا هو۔ تمام قرآن شریف
 سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ بیخ و غم سے نجات دینا اور دشمنوں پر نصرت دینا یا کوئی تندرستی
 بخشنا مشکل کو آسان کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے کسی نبی و ولی و فرستادہ کی نہ حضرت عیسیٰ
 کی نہ نبیل مسیح کی نہ پھر نہ خیر و فیاض علی ہذا آپ اصل مسیح سے بیخ و غم کی غلطی کا اشتہار۔

دلوائیں پھر حضرت مرزا صاحب بھی اپنے میٹل سیج ہونے کی غلطی کا اشتہار دیدینے
ابہا انظار میں ہم ہی فضیلت علمی مولانا صاحب ابوسعید کی۔ مسئلہ کہ ثالث کیواسطے شکا
نامہ شرط ہے لیکن شائبہ اور شبہ بیس مخالفت فی الجملہ کا ہونا بھی تو شرط ہے۔ مولانا
آپ کو یہ بات یاد رہے کہ جب قدر آپ مرزا صاحب پر بلا وجہ اعتراض کریں گے اوسے قدر آپ
خود مورد اعتراض نہیں گے۔ اور آپ کا کلام نہایت گرامر اور درجہ اعتبار سے اور عامیانہ اور
ساقط الا اعتبار عند اولی الابصار ٹھہریگا۔ نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب۔ اور تیاروں
نے بہت روز غزلیں مارا قول صفحہ ۳۷۳۔ آپ خاصے اور پکے پختہ ہیں اور برہو اور
آریہ سماج کے بہائی ہیں الخ اقول مولانا مرزا یاد و تراز فراموش۔ حضرت مرزا صاحب ہی یہ
جسکی نسبت آپ اقرار کر چکے ہیں۔ اولاً تو وہ اقرار دیکھو جو صفحہ ۱۷۹ جلد ہفتم نمبر ۶ میں موجود
ہے۔ وہ ہندو مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جب قدر ہم واقف ہیں ہمارے
معاشرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل
عمر کے رجب ہم قطبی۔ شرح لا پڑتے تھے، ہمارے ہم کتب۔ اُس زمانہ سے آج تک
ہم میں او نہیں خط و کتابت ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہ
کہنا کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دینے جانے کے لائق
ہے۔ انتہی بلفظ اور بعد اسکے اس اقرار پر نظر ثانی کرو جو صفحہ ۱۶۹ جلد ہفتم میں موجود ہے
اس کا مولف بھی اسلام کی نالی و جاتی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم
نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں نہایت ہی کم پائی گئی ہے۔ اور پھر یہ بھی آپ کا اقرار ہے کہ اس
ذو روشور سے فرقہ آریہ و برہو سماج کا رد و مقابلہ حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے ایسا کسی نے نہیں کیا
اور پھر یہ بھی آپ کا اقرار ہے دیکھو صفحہ ۱۷۹ حاشیہ میں۔ جلیل القدر مسلمان اور دلوں کے مسلمان
آپ کی فیض نیا رت اور شرف صحبت سے مشرف ہونے آپ کی برکات و اثر صحبت کو کچھ
اکثر چندہ دے لے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے الخ اور صفحہ ۱۷۹ پر مکرر نظر کرو مولف براہین احمدیہ مخالف

وموافقت کے تجربہ اور مشاہدہ کے روبرو (و اللہ حبیبہ) شریعت محمدی پر قائم و برہنہ گزارا اور صداقت
شعار ہیں انتہی میری محبت فی اللہ اور اخنی للہ مولف قول فصیح نے کیا عمدہ بات کہی ہے جس کو میں
اس مقام پر نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ ہوتا۔ اس بڑی بکی ناقابل شکست خطابی دلیل کو خود خداوند
عالم بھی ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اثبات نبوت میں پیش کرتا ہے قَالَتْ فَايَكُم مِّنْ قَوْلِهِ
اَفَلَا يَعْقِلُونَ یعنی میں تم لوگوں میں عمر کا ایک بڑا حصہ چالیس سال کا رہ چکا ہوں تم غور نہیں کرتے
کیا اس عرصہ میں تم نے میری صداقت میری امانت میرے ہر قسم کے معاملات کی درستگی کا امتحان
نہیں لیا جب میں گذشتہ لائف میں بے عیب ثابت ہو چکا ہوں اور کہی بھی بنے کسی قسم کا
جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ ہر معاملہ میں قوی پہلانی میرے پیش نظر رہی ہے تو کیا اب ہی اتنے بڑے
معاملہ میں اللہ پر افترا باندھنا جائز رکھوں گا انتہی اب مولانا خدمت عالی میں بھی عرض ہے کہ حضرت
مرزا صاحب نے کس تحریر میں معجزات مندرجہ قرآن مجید احیاء موتے والہ اکہ و انبص وغیرہ میں
معنی ظاہری کو بالکل ترک کر کر صرف تادل نیچر یا نہ کی ہے جو آپ ایسے الفاظ لکھ کر ایک اہل اللہ
کا دل دکھاتے ہیں ذرہ اس معبد سے بھی تو ڈرنا چاہئے مَن ذَالِی وَلَیْلَا فَقَدْ اُذِنْتَ بِالْمُحِبِّ اُوہر
تو آپ مرزا صاحب کو بلا وجہ و حجیہ نیچری پھر لکھ رہے ہیں اور اُدھر اکثر اہل حدیث آپ کو نیچری کا
خطاب دے رہے ہیں عجیب حال ہے صوفی و رند ہیں دونوں تیرے غمزدہ سے تباہ
خانقہ گر چہ ہے ویران تو خرابیات خواب **قوله** صفحہ ۳۳ حاشیہ۔ اور قرآن مجید اور محاورات عرب
کی طرف رجوع فرما کر یہ امر اپنے خیال میں لادیں کہ مماثلت کے لئے شاہیت تامہ کا ہونا مسترطہ
الئے **اقول**۔ مولانا صاحب نے کسی کتاب میں لغت فارسی میں مثل غیاث اللغات وغیرہ
کے دیکھ کر قطعی پھر رائے قائم کر دی کہ مثل یا ویشیل یا لفظ مماثلت کیو اسطے صحیح و بخیرہ ایک شے
کا دوسری شے میں شریک ہونا ضروری ہے اور پوری شاہیت کا ہونا شہادہ ہے بالانکہ بہرہ را بے
جس کو لغت میں کچھ دخل نہیں ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ لَیْسَ کَانَ اَعْنَ الْکُفَّارِ قَالُوْا اَنْتَ
اَلَا تَشْرَکُ عَلٰی اِسْ مٰثِلَتِکَ کُوْجُوْ بِالْفِطْرِ مَثَلِ بَیٰزِی ہوتی ہے انبیاء علیہم السلام نے مسلم کھا ہے

اور نفعی بھیجا بلکہ فرمایا قالت لعمد رسالہم ان نحن الا بشئ مثلکم ولکن اللہ یمین علیٰ موشیٰ من ہبہ
اگر لفظ مثل کیواسطے جمیع صفات و وجوہ میں مشارکت شرط ہوتی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں تو یہ
تسلیم غلط ہو جاتی۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل انما انا بشر مثکم یوحی الی انما اللہ احد
یہاں پر خود پروردگار جلّ علانے بصیغہ امر جو اصل میں وجوب کیواسطے ہی ارشاد فرمایا کہ اس
مماثلت کو تو خود ظاہر فرمادے ایضاً فرمایا فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نزلت الا بشر
مثلا یہاں نہی بھی اس مماثلت کی نفی نہیں کی گئی معلوم ہوا کہ یہہ مماثلت مسلم ہے ایضاً فرمایا
فقال الذین لبشرین مثنا و قومہما لنا عابدون ایضاً فرمایا ان جیسے کہ قرآن قدس من القوم قدس
مذللہ اس آیت میں مولوی صاحب ثابت کریں کہ جو زخم مسلمانوں کو پہونچے تھے وہ جمیع وجوہ
و صفات میں برابر ادن زخموں کے تھے جو کفار کو پہونچے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ الذی خلق
سبع سموات و من الارض مثلن مولوی صاحب ثابت کریں کہ زمینیں بہہ وجوہ اور جمیع صفات
میں آسمانوں کے برابر ہیں وانی لالت ہذا چہ نسبت خاک با عالم پاک ایضاً فرمایا و ما من
دابتہ فی الارض و الا ظاہر نتیجہ الامام امشاکم و غیر ذلک من الاشیاء الکثیرۃ الی اصل
قرآن مجید کے محاوروں میں ہرگز ہرگز لفظ مثل کیواسطے مشابہت تامہ اور بہہ وجوہ مشابہت
و مشارکت شرط نہیں ہے۔ ایہا الساطرین اب آپ کو ثابت ہوا کہ حضرت مولانا صاحب
کو علم تفسیر و محاورات قرآن مجید میں کمال درجہ کا تجربہ ہے اب ہم رجوع کرتے ہیں حدیث کی طرف
چونکہ لفظ مثل کا احادیث میں بہت کثرت سے واقع ہوا ہے لہذا صرف دو تین حدیثوں کو
ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ فی البخاری قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشجر شجرة لا یسقط ورقها و النخا
مثل المسلم فقد ثری ما ہی الی ان قال ہی النخلة مولانا انسان اور حیوان کا تو ذکر ہی کیا ہے۔
حدیث میں نباتات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل یا مثل مسلم کی ترادیا پھر آپ کی
مشابہت تامہ اور بہہ وجوہ اشتراک کھاں باقی رہا جمیع احوال میں کہا ہے وجہ نبی اللہ لہ
مثلاً ہی مثل المسجری فی القدم و المسافة و لا کذہ النفس منه بزیات کثیرۃ اور نیز او میں لکھا ہے

والمجازین مثل ذالک ای فی اصل الامر حتی القدر فله قد یحکم الخزان اکثر ایها الساطرین
یہرہر محاورہ دانی مولانا صاحب کی علم حدیث میں اب ہم لغت کی طرف رجوع کرتے ہیں
تاری فی عبون المفردات والثانی عبارة عن مشابہة لیکو فی معنی من المعانی ای معنی کان وهو
اعلم بالفاظ للوضوغة بمشابة ذالک ان التذ قال فیما یشارک فی الجوهر فقط والشبه
یقال فیما یشارک فی الکيفية فقط والسادی یقال فیما یشارک فی الکمية فقط واشکل یقال فیما یشارک
فی القدر والمسافة فقط والمثل عام فی جمیع ذالک ولکن الما اراد الله تبارک فی الشبه من کل
وجه خصه بالذكر فقال لیس کمثله شیء واما الجمع بین الکاف والمثل فقد قیل ذالک لتأكيد النفی
تنبہا علی نہ لا یصح استعمال المثل واما الکاف فنفی بلیس الامرین جمیعاً لم یہرہر واقفیت
حضرت مولانا صاحب کی لغات قرآن مجید اور لغات عرب میں یہرہر ہم علم بیان کی طرف
مراجعت کرتے ہیں قال فی المطول واداته ای اداة التشبه الکاف وکان ومثل ومعانی معناه
کسائر ما یشدق من المثلثة والمشاہدات والمضاهات وما ھدی معانھا۔ الحاصل یہاں نیز لفظ
مثل اور مشابہت کو صرف اداة تشبیه قرار دیا اور لفظ مشابہت اور مضادات کو اس کا
ہم معنی رکھا اور کوئی زیادت مشابہت نامہ اور مشارکت بہرہ وجوہ کی لفظ مثل اور مماثلت
میں اعتبار نہیں کی یہرہر مولوی صاحب کو نسے علم اور محاورہ کے رو سے فرماتے ہیں کہ لفظ مثل
اور مماثلت میں مشابہت نامہ اور بہرہ وجوہ مشارکت کا ہونا شرط ہے۔ اب ہم اپنی زبان
اردو کی طرف بھی رجوع کرتے ہیں ذوق کھتا ہے شو بلیں بھی رکھتا ہے ملک آج کل
بھی اکثر تشبہم سے نکداں کی مثال۔ شعریں اگرچہ لفظ مثال کا ہے مگر مطول سے اوپر
ثابت ہو چکا ہے کہ جو مشتقات لفظ مثل کے ہیں وہ سب اداة تشبیه سے ہیں اور نہیں کچھ
فرق میں متنبہ نہیں ہے ایضاً وہ داکیا معتدل ہے باغ عالم میں ہوا۔ مثل بنض صلیب
صحت ہی ہر موج صبا۔ یہاں نیز موج صبا مشبہ اور بنض صاحب صحت مشبہ ہے یکس بہرہ
وجوہ مشبہ کو مشبہ ہے پوری مشابہت اور بہرہ وجوہ مشارکت نہیں ہے۔ ایضاً

حاشیہ: یہ بھی ہے کہ کلیم اللہ کو نہ کسی بیرونی وجہ سے کہہ سکیں وہ خود بخود بن گیا کیسی تعلیم و تربیت
- یہ تفہیم الہی سے مشرف باسلام ہوئے ہیں نہ نہ۔ اور روحانی طور پر خدا کے ہر کلام میں اور لفظ کلیم
لنڈ کو کلیم سے ملتا ہوا ہے انتہی یافتہ نہیں جبکہ خود غرت و لذات صاحب نے ایک شخص عیسائی
کو - رف مشرف باسلام ہوئے ہیں وجہ یہ ہنسنا سب سے کہ وہ سانی طور پر اللہ تعالیٰ کا ہر کلام جو
مولانا کلیم اللہ نام رکھ دیا صرف اس مناسبت سے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی مناسبت مناسبت
روحانی رکھتا ہے تو پھر اگر ایسا مسلمان توحیدی کی نظر اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلبی و سانی
روحانی و مالی میں حسب اقرار خود مولوی صاحب کے پچھلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے
بنام مسیح بن مریم نامزد ہو گیا استبعاد ہے خصوصاً جبکہ مولوی صاحب نے الہام ذیل کو منکر
الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کو تصدیق و تسلیم کر لیا ہے وہو بذات ان مستحق لفحلف
آدمانی جاعلی فی الاوص خلیفہ اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو اٹھا دو
ہدایت کے لئے اللہ و میں الخلق واسطہ ہوا ہے قولہ بلکہ یہ محض روحانی مراتب
اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابوالبشر ہے مراد نہیں بلکہ
ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قائم ہو کر روحانی سیدائش کی بنیاد
ڈالی جاوے گو باوہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے اور یہ ایک
عظیم الشان پیشین گوئی ہے جس میں روحانی سلسلہ کے قائم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا
ہے ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہیں رہتا انتہی میں اشارہ مولوی صاحب
نے اپنے ریویو میں اس پر کوئی حرج نہیں کیا جو باعتبار کہنے ریویو کے ان کا فرض منصب تھا بلکہ اس
عبارت مفرانہ الہام سے موافق ہو کر اپنے دعویٰ پر استیفاء و استدلال کیا ہے - اور
جبکہ حکم اللہ متنازل و ارشاد کے اس قسم کے اسماء کا نزول آسمان سے ہوتا ہے تو یہ
کیا انصاف کی بات ہے کہ ایسے اسماء کا اطلاق اہل لسان بطور استعارات یا تشبیہ ہو کر کے
اپنے لسان میں استعمال کریں اور خالق اللسان کی نسبت یہ استعمال ناجائز محض حالانکہ

سہولتیں ایذا کی صورت میں دی گئیں۔

وخیل الوجل و صاحب المحض المورود والشفاعہ الی قوله وروح الحق وهو معنی الباطل
 فی الاجمل وقال تغلب الباطل قلیط بقرف بدین الحق والباطل ومن اسمائه فی الکتب المسلفہ
 ما دام معناه طیب طیب الی قوله اسمہ ایضاً فی التوراة اچمدی ذلک عن بن سیرین
 وغیرہ وغیرہ۔ اس سبب بیان سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ ہے کہ اپنے برگزیدوں
 اور مقبولوں کا نام بلحاظ بعض صفات حمیدہ کے جو انہیں غالب ہوتی ہیں اور ان صفات
 کے ساتھ خود نام تجویز فرما کر موسوم فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ الساکمہ المسلمین من قبل و
 فی ہذا اور اکثر وہ آسمان اور آسمان سے علاوہ ہوتے ہیں جو ان کے باپ نے رکھے ہوتے
 ہیں القاب صدیق فاروق ذی النورین مرتضیٰ وغیرہ کو دیکھو الحاصل اگر رسول کریم نے اپنی
 امت میں سے کسی شخص انسان کامل کا نام اپنی کلام الہامی میں بسبب مناسبات روحانی
 کے مسیح بن مریم رکھا تو اوس میں کوئی قباحت لازم آتی خصوصاً اوس حالت میں کہ فرمادیا کہ
 وہ مسیح بن مریم ایک امام تھیں سے پیدا ہوگا جبکہ حلیہ پہلے مسیح سے مختلف ہے یعنی
 پہلا سرخ رنگ بال گنگرولے اور دوسرا جو تم میں سے پیدا ہوگا وہ گندمی رنگ اور بال
 اوسکے گنگرولے نہیں بلکہ سیدہ ہے کندہوں اور کانوں کی بو کے درمیان ٹٹکتے ہوئے
 باوجود ان تصریحات مندرجہ احادیث اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے اس استعارہ میں
 کوئی استبعاد باقی رہا اور کوئی مقام شک و شبہ کا ہے اور جس حدیث کا حاصل بھیاں لکھا
 گیا اوس حدیث کی شرح حصہ اول میں کسی قدر گزرتی ہے اوس میں جملہ دامامکہ منکر جو
 واقع ہے یا معطوف ہے پہلے جملہ پر معطف تفسیری یا صفت ہے ابن مریم کی تہو سطح
 عطف واسطے تاکید مصوق کے اور باحال ہے فاعل نزل سے اسکی تفصیل بھی کسی حصہ
 آئندہ میں انشاء اللہ تعالیٰ علم بلاغت و معانی سے ہم بیان کریں گے قولہ صفحہ ۴۸ اس
 صورت میں جلسہ عام میں گفتگو کرینا کیونکہ دعویٰ کرتے ہیں الخ اقول جلسہ عام میں گفتگو
 کرنے کے فوائد جو ہیں وہ کوہر شخص پر ظاہر و باہر ہیں صرف آپ پر ہی مخفی ہیں اور آئندہ کو بھی

آپ پر مخفی رہیں گے زیر آنکہ مطلب سعدی دیگر است۔ منجملہ اون فوائد کے ایک یہ بھی
 غائدہ ہے کہ آپکا ساکت خاموش ہو جانا ہر کہ دمہ پر ثابت ہو جاویگا۔ اور اغلب ہے کہ اسی
 خوف سے آپ پرائیویٹ گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جلسہ عام کو پسند نہیں کرتے اور یہ جو
 آپ فرماتے ہیں کہ یہ جلسہ خاص بعکث تہر ہو جائیکے جلسہ عام کے حکم میں ہو جائیگا سو اسکی نسبت
 کچھ گزارش ہے کہ آپنے اس نمبر بارہ میں کچھ اپنے خطوط لایعنی کو درج کیا اور حضرت اقدس مرزا
 صاحب کے خطوط کی نقل کی اور کچھ اپنے حواشی قدیمہ جدیدہ اون پر چڑھائے اسطرح نمبر بارہ
 پورا ہو گیا اور آپکے دوبارہ ہو گئے آئندہ ریویو میں دیکھئے کیا ریویو ہوتا ہے جسکا ناظرین اشتیاق
 دلادیا گیا ہے میں استفسار کرتا ہوں کہ ان پرائیویٹ خطوط کے نقل کرینکی آپکو کیا ضرورت
 پیش آئی تھی جن کو آپنے ایک مسئلہ کی تحقیق میں نقل کر کرناظرین کو اسقدر اوجھا دیں ڈالیا ہے
 ۵ طرف نے قصہ زلف و راز جاناگو۔ کیا بیان تو کیا کیا بیان میں اوجھا۔ اگر کل خطوط
 کو جمع کر کر اور کاغذ عامہ لکھا جاوے تو تمام مضمون متعلق مسئلہ متنازعہ فیہا کا تین چار
 سطریں سما جاوے پھر میں نہیں جانتا کہ اس طول لایعنی سے جو حکم من جن ملاحظہ الما
 نوکہ ملاحظہ کے آپکو ہرگز لائق نہ تھا آپکا کیا مطلب ہے۔ میری دانست میں تو
 وہی دو تین باتیں جو حضرت اقدس مرزا صاحب سے متعلق مسئلہ کہانی تھیں کچھ کچھ
 حضرت اقدس مرزا صاحب جو اسکا جواب دیتے وہی جواب سوال اس نمبر میں چھاپ
 دیتے تو بھی بہ تحریر پرائیویٹ بعد چھپنے اور شہر مزینکے حکم عام میں ہو جاتی یہ گورکھ دمندا
 نقل خطوط اشاعر میں طبع کرنا کس واسطے شروع کیا گیا۔ اگر فرماو کہ نمبر بارہ کے پورا کرینکے واسطے
 تو اس کی نسبت آپنے بچسے ارشاد کیا ہوتا علام الناس کا مضمون آپ کے رسالہ کے پورا
 ہونے کے لئے بھیج سکتا تھا آپ اکثر اپنے اجاب کے مضامین کو واسطے پورا کرنے نمبر رسالہ
 کے بہرتی کیا کرتے ہیں میں تو آپ کا خادم قدیم ہوں جسوقت کہ اشاعت الشبہ جارہی ہوا
 تھا مصلح الادب آپکا پیشکار خاصہ جو خوشی میں ہی لایا تھا میں ہی دشت میں تہا بنیہ

میں ہی کو کہیں میں ہی تمہیں تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔ اور واضح خاطر خاطر ہو کہ انبیاء
 علیہم السلام کی سنت ہی کہ ایسے مجالس کا انعقاد عام جلسوں میں کیا کرتے تھے نہ بطور انجوش
 اور اخفا کے قال اللہ تعالیٰ حکایتاً عن موسیٰ علیہ السلام قال موعداکم یوم الزینۃ واطاعتکم
 الناس منی **قولہ**۔ صفحہ ۷۷۳۔ اس چال کو ناظرین دیکھیں کہ کھیں مباحثہ سے انکار ہو کھیں
 متحدی وافر اور تعجب کی بات یہ ہے کہ خلوت اور بدوستی گنگو کی طرف بلایا جاتا ہے
 تو ضعف و بیماری کے عذر سے انکار کیا جاتا ہے اور مجلس عام میں مباحثہ کرنے کو مستعدی
 نکلا ہو کھاتی ہے **الخ اقول**۔ ناظرین آپکی چال بھی دیکھ رہے ہیں اور حضرت اقدس
 مسیح الزمان کا اقتداء بسنت انبیاء کا بھی ملاحظہ کر رہے ہیں دونوں چالوں میں فرق
 بین معلوم ہوتا ہے۔ جوابہ الامتیاز و دونوں مراسلت خطوط میں ہے ایک انصاف
 ناظرین پر چھوٹا جاتا ہے عیان راہ بیان اور اگر آپکو پرائیویٹ تحریری گفتگو کرنی ہو تو بشرط
 نہ مکدر ہونے آپکے پیہ ماہر حاضر و موجود ہے نہ تو مکدر نہ ہو تو عشق میں ہم۔ ایک اندھی
 ہیں خاک اوٹا نیو۔ اور شرط گفتگو تحریری کی اس واسطے ہے کہ آپ کی تقریر زبانی جھکاؤ
 پسند نہیں نہایت خفت اور طیش سے ہوتی ہے اور شل رفتار ریلوے کی
 اوس میں محبت اور سرعت ہے۔ **قولہ**۔ صفحہ ۷۷۳ حاشیہ۔ پیہ الفاظ اور نئے دل میں
 ہوتے اور تواضعاً لکھے جاتے تو پیہ آپکی فضیلت اور کمال ثابت کرتے مگر ان الفاظ کا
 دل سے نکھا جانا لوگ تب مانتے جبکہ مولوی اس پر فیصل طلب ہاکن ملکیڈہ کے عامی ڈاکٹر جمال الدین
 نامی کے آپکے حق میں استقدر کہنے پر کہ آپ علمی یا قہت نہیں رکھتے اور انپی عجز بیانی اور
 خوف امتحانی کی وجہ سے ملکیڈہ میں دغط کہنے سے انکار کیا تھا آپ ناخوش نہوتے
اقول۔ مولانا صاحب حضرت مسیح الزمان کی مخالفت میں آپ تمام طرق مناظرہ
 اور آداب مباحثہ سے پیچھے ہو گئے نہ خبر تحریر عشق میں نہ جنون راہ پیہ رہی نہ وہ میں
 را نہ وہ تو را جو رہی سو پیچہ رہی۔ مولانا کیا بہت مبالغہ خصم کے اس کے خیالات اور

مسلمات کے بموجب کلام بخیں کیا جاتا چونکہ آپ اپنے خیال میں اپنے آپ کو سب
 علماء ہند سے اعلم تر سمجھ رہے ہیں اور حضرت مسیح الزمان کو مقابل اپنے محض ایک جاہل
 اور ایسا امی محض تصور کر رہے ہو کہ آپ کے رسالہ اشاعتیہ شبہ کی اردو عبارت یہی بغیر آپ کے
 سمجھائے ہوئے ان کی سمجھ میں بخیں آسکتی پس کلام حضرت مسیح الزمان کا ابجگہ آپ کے
 اس خیال غلط کے مطابق ہے اور جو کلام حضرت اقدس کا مقابلہ مولوی محمد اسماعیل صفا
 کے ہے وہ مطابق نفس الامر کے کیا گیا ہے اس میں کوئی نہایت ہے۔ اور یہ یہ گزاریں ہیں
 کہ احوال اولیاء اللہ کا مختلف ہوتا ہے کیا آپ کو ضرب الشل گلستان کی بھی یاد بخیں رہی
 ہے یہ کہ پر سید زان گم کردہ فرزند۔ کہ اسے روشن گہر پیر خرومند۔ زمشرش بوئے
 پیراہن شنیدی۔ چار و چاہ کننا نش ندیدے۔ گفت احوال بابر ق جہانست۔ مے
 پیدا و دیگر دم نہانست۔ گہے بر طارم اعلیٰ نشینم۔ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم
 اگر درویش بر حالے ماندے۔ سروسرست از دہ عالم بر فنا ندے مثل مشہور ہے
 مشاہدۃ الاحبار بین العلی والاقتدار مولانا حبیبی نکتہ چینیاں آپ نے حضرت مسیح الزمان
 کے پرائیویٹ خطوط میں جو ہمیشہ سرسری طور پر لکھے جایا کرتے ہیں کی ہیں اگر یہ عاجز
 آپ کے رسائل اشاعتیہ میں کرنا چاہے دبا وجودیکہ آپ اوس رسالہ دو جزئی کو چھ چھ ماہ
 میں بڑی محنت و جانفشانی سے حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور وغیرہ کی
 کتابوں سے تمخیص کر کر محروم و مہذب کرتے ہیں تو دفا تر کے دفا تر تالیف ہوا یہ
 مگر میں اس کو ایک نزاع فطری سمجھتا ہوں جو محض لالینی ہے اور لغو و فضل اور یہ جو
 ہجو ان نے اظہار خوشہ چینی آپ کے رسالہ کا حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور وغیرہ
 کی کتابوں سے کیا آپ نفا ہو کر طیش و غضب فرمایوں ورنہ آپ کے رسالہ کی قلم
 قلمی کہولہ بجا و یگی۔ اور یہ جو بعض نکتہ چینیاں جو ان چند سطور محروم جناب ہیں بتابع
 جناب بیٹے کیس ہیں میں انکو بھی لالینی سمجھتا ہوں مگر علت فاعلی میری اس سے

یہ ہے کہ آپ متنبہ ہوں اور حقیقت اپنے رسالہ اشاعہ شیعہ کی معلوم کر لیں
ورنہ آپ کیا اور آپ کا رسالہ کیا کفی یا اللہ شہیداً سوائے ان نمبروں کے جس میں
آپنے مضامین متعلق حضرت مسیح الزمان کے لکھے ہیں جو پینے کسی نمبر کو تمام و کمال
بنور و امان نظر دیکھا بھی ہو اور جھکوا لیا مضامین اڈیٹر لٹ کے دیکھنے کی فرصت ہی
کب ہوتی ہے۔ اور مولوی محمد اسماعیل صاحب علیگڑہ ناگروہ گناہ اور معصوم کیوں کر
ہو گئے انہوں نے تو بلا تحقیق و تفتیش حال کے ڈاکٹر جمال الدین صاحب سے پہلے
روایت بیان کر دی کہ درحقیقت حضرت اقدس مرزا صاحب کے پاس آلات نجوم
موجود ہیں وہ اونسے کام لیتے ہیں اور اس حدیث کا کچھ خیال نہ کیا کہ کفی بالمرکز کذا بات
یحدث بکلی ماسمع کیا اس حدیث کے مکلف مولوی صاحب مدوح نہیں ہیں جو
ایسا انکار کیا اور حضرت مرزا صاحب کو نجومی اور نپڈت بنا دیا اسے مولانا کجا آلات
رصد و نجوم اور کجا الہامات حضرت مسیح الزمان قال اللہ تعالیٰ هل یستوی الذین یفلتوا
والذین لا یعلمون سے نشان بدین مشرق و مغرب سے ہندو سے میرے آنسو کے
برابر قطرہ نیاں۔ اگر وہ گورہا ہوا ہو جاوے تو ہو جاوے ولتعم ما قبل مانجی اللہ
والہوعل معلن لسان الودی فکیف انا قولہ صفحہ ۳۷۶ فی الحاشیہ نمبر کافی نحیص
بلکہ لازمی اور ضروری تھا کہ اگر آپ اس الہام کو الہام سمجھتی تھی تو اس کو اپنے خاص
حواریوں پر ظاہر فرماتے نہ یہ کہ اردو زبان میں چپا پ کر تمام جہان میں شائع کرتے
اہل اللہ پر جو ایسے معارف اور حقائق کھلتے ہیں جن پر ظاہر شریعت کی شہادت
نحیص ہوتی تو وہ اونکو عامہ معتقدین شریعت پر ظاہر نحیص کیا کرتے کہ یہی کیسے
نہ سنا ہو گا کہ حضرت خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسے کاشفات کا
استہار دیا ہو الخ۔ اقول یہ قاعدہ آپنے کہاں سے نکالا کہ ایسے الہامات مویذ
کتاب و سنت کا انحصار ہم کو لازم اور ضروری ہے آیات فاصدع بآیاتہم اور فان لہ

تفعل فاعل و مبالغت و رسالۃ وغیرہ تو اس کے اعلان کا حکم نافذ کر رہے ہیں دوسری جگہ حضرت اوس مرزا صاحب کے الہامات کو آپ الہام ہی جانتے ہیں پہرہ او سکی اخفا کے کیا معنی اس مقام پر میں اپنے ایک خط کا نقل کرنا جو خدمت حافظ محمد یعقوب خاں صاحب الہام سجدہ ویرہ و دون لکھا ہے مناسب سمجھتا ہوں کہ الہام وغیرہ کی بحث میں بہت مفید ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ وہو ہذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخندہ و نصلی علی نبیہ الکریم۔ مجھی نے اللہ حافظ محمد یعقوب خان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ محبت نامہ نے صادر ہو کر مضامین مندرجہ سے مطلع کیا اور اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جو آپ نے اعتراضات اور سوالات نسبت حضرت مرزا صاحب کے کئے ہیں وہ نہایت عمدہ ہیں ضرورتاً قابل استفسار اور لائق سوال کرنے کے ہیں میرے پاس جو بعض خطوط علماء وقت کے آئے تو اودن خطوط میں بجز طوفان بے تمیزی کے اور کچھ بھی نہیں تھا انا للہ وانا الیہ راجعون ط واضح ہو کہ چچان نے اپنی اور بعض اپنے احباب کی شکایں کے واسطے ایک رسالہ مسمیٰ باعلام الناس تالیف کیا ہے جنہیں اودن اعتراضوں کا جواب ہی تفصیلاً لکھا ہے اور دیگر انجاث شریفہ جی اوس میں درج ہیں اوس کے چند حصص ہوں گے حق تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپ صاحبوں کی خدمت میں پہنچے گا اطمینان رکھئے اور اور صبر فرمائے۔ ان اللہ مع الصابرین۔ اور میرا یہ رسالہ کیا چیز ہے خود حضرت مسیح الزمان مجدہ الوقت ہدیٰ ہذا اللہ اوان نے قصد فرمایا ہے کہ تمام ادام کا انا لکھا گیا جاوے جو ان اللہ سے آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ گریڈیشن خواہی ازو سے رو کتاب آپ دیکھیں گے کہ جس وقت یہ رسالہ اذالہ ادام شائع ہوگا تمام مخالفین کو شکست فاش ہوگی اب میں بطور اختصار کے آپ کے سوالات کا جواب تحریر کرتا ہوں۔

سوال اول۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام جو صاحب انجیل ہیں اور انجیل

کیا ہوا یا زندہ آسمان پر اوٹھائے گئے یا موت عادی سے اونکا انتقال ہو گیا اس باب میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے بصراحت کیا ثابت ہوتا ہے۔

جواب سوال اول۔ کلام اعجاز نظام یعنی کلام اللہ الملک العلام نے اس شبہ واقعہ کا بکلی رفع و رفع کر دیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا عیسیٰ انی متوفیک و ارفعک الیّ الآبیہ ویکون لفظ متوفی کو اول ارشاد فرمایا اور لفظ ارفع کو بعد اسکے اور سب دلائل کو بالفعل لتوسی رکھئے اسی سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو وفات اول ہوئی اور رفع بعد کھدیا کہ مقربین کے ارواح کو مقام علیین یا فی مقعد صدق عند ملک مقدر ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ واؤ تو صرف جمع کیواسطے آتی ہے نہ ترتیب کیواسطے جیسا کہ علم معانی میں مذکور ہے تو جواب اوس کا یہ ہے کہ سلمنا لیکن واؤ اس واسطے بھی تو نہیں آتی کہ تابع یعنی معطوف جو موصوفہ اوس کو مقدم مانکر متبوع یعنی معطوف علیہ کر دیا جاوے اور متبوع جو مقدم ہے یعنی معطوف علیہ اوس کو تابع یعنی معطوف کر دیا جاوے بلکہ علم معانی وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ تابع اس حیثیت سے کہ تابع ہے مقدم اور متبوع نہیں ہو سکتا پھر اس آیت کے معنی جو بعض مفسرین یہ کہتے ہیں انی ارفعک الیٰ ثمر متوفیک یہ کیونکر درست ہوئے واؤ اگر صرف جمع کیواسطے آتی ہے تو حضرت مرزا صاحب کی مسلک کے بموجب ٹھیک ہو گئی کہ وفات کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ مرفوع الی اللہ بھی ہو گئے یہ معنی جو بعض مفسرین لکھتے ہیں اوس میں تو واؤ جمع کے واسطے ہی نہیں ہوتی بلکہ ہزاروں سال کی تراخی لازم آتی ہے۔ پھر اگر زندہ آسمان پر اوٹھائے جاتے تو یوں ارشاد ہوتا کہ یا عیسیٰ انی ارفعک الی السماء و یجدک الخضرای ثمر متوفیک بعد نزولک علی الارض و ینزلک من ذالک اور یہ امر تو سب پر واضح ہے کہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مراد سے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مثل موتیوں کے منظم اور منسلک کئے گئے ہیں ایسی نظم سے کہ وہ بلاغت کی طرف اعلیٰ حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے اب جو بعض

مفسرین کلمات آیہ کو اولٹ پلٹ کر بعضی مشہور اپنے خیال کے بموجب کرتے ہیں۔ بسبب پاس ادب کے میں اور کچھ تو نہیں کھتا مگر یہ ضرور کہوں گا کہ یہ ایک تاویل غلط اور بعید ہے جس کی طرف سوچ کرنا کچھ ضرور نہیں ہے مہربان من اس پھر ان نے رسالہ اعلام الناس کے ساتھ یہ اشتہار بھی دیا ہے کہ جو کوئی عالم صعود آسمان پر و نزل عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے بحکم غصری حدیث مرفوع صحیح صحیح الدالات یا اسی قسم کی آیت سے ثابت کر دے تو فی حدیث و آیت میں روپیہ حق اجرت دوں گا۔ **سوال۔** ووم۔ عیسیٰ بن مریم علیہم السلام جو انبیاء سابقین میں سے ہیں آخر زمانہ میں دنیا میں تشریف لادیں گے یا نہیں اور اگر تشریف لادیں گے تو کس مقام پر تشریف لادیں گے یہ پیشین گوئی جو مسلمانوں میں جناب ممدوح کی نسبت مشہور ہے حدیث صحیح سے حقیقتاً ثابت ہے یا نہیں اور اگر ثابت ہے تو آیا اس سے مثیل مشابہ بطور استعارہ مراد ہے یا حقیقتاً عیسیٰ بن مریم علیہم السلام مراد ہیں یا دونوں مراد ہیں۔

جواب۔ سوال۔ ووم جبکہ آیت مذکورہ کی نظم سے ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ کی وفات بطور مہود ہو چکی اور بحکم آیت قبل ادخل الجنة وغیرہ کے آپ جنت میں داخل ہوئے تو اب بہشت میں سے نکل کر دنیا میں کیوں کر آویں گے قال اللہ تعالیٰ و ما ہم منها ابجذو جین اور پھر ہم مسلمانوں کا بھیجی عقیدہ ہے کہ نبی اپنی نبوت سے معزول نہیں ہوتا پس اگر حضرت عیسیٰ نبی ہو کر نازل ہوئے تو نعوذ باللہ ہمارے حضرت قبول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہے اور اگر نبوت سے معزول ہو کر آئے تو اس عقیدہ مسلمہ کے خلاف ہو پس احادیث صحیحہ میں جو بشارت نازل ہونے سے مسیح ابن مریم کی وارد ہے اس سے مراد مثیل مسیح ہے جو بطور مبالغہ مصرعہ علم بیان کے مشبہ کو مشبہ ببولہ گیا ہے یا استعارہ۔ اور استعمال لفظ ابن مریم میں جو حوام و خواص کو استبعاد ہے وہ بعد حمد کے کچھ استبعاد نہیں ہے دیکھو قرآن مجید میں مسافر کو ابن السبیل متعدد

جگہ فرمایا گیا ہے کیا بافر حقیقتاً راہ کا مٹا ہوتا ہے یا عوب میں چاند کو ابن الیبل کہتے ہیں
 تو کیا چاند رات کا مٹا ہوتا ہے۔ ابن الارض نوعی از ترما اور نسبت الارض بھی نوعی از ترہ
 نبات الدہر حادث زائد۔ نبات الیبل احتلام یا حوادث۔ نبات الغلا اشتزان کہ پریشان
 در پیابان گذر نبات النایا تیر نبات الماد طائر۔ آبی۔ نبات النعشس ہفتہ رنگ
 و جادۃ نبات اللحد و خنزیرہ نبات الطریق راہ آئے خورد کہ از راہ بزرگ جدا شود و غیر
 لغات عرب کو دیکھو۔ اسی طرح حضرت مخبر صادق نے بسبب کمال مشابہت مماثلت
 کے اپنی امت کے مسیح کو سیح بن مریم اگر نام رکھ دیا تو کیا استبعاد و چرا اگر مضمحل
 سے کسی کو شک پیدا ہو تو یہ شبہ بھی بسبب نادانگی کے ہے ان آیات میں نور کیا جاوے
 انزلنا الحدید فیہ یاس شدید الا یہ انزلنا الیکہ لباساً الا یہ قد انزل الیکہ ذکر رسولنا یتلو حکیم
 آیات مہینا اب اور دیکھو انزل اللہ والذی انزل اللہ۔ لما نزلت بنورہ فیظہ۔ خرج من مکہ نزل
 بشرب وانزلکم من الکاف عام ثمانیۃ ازواج وغیرہ وغیرہ۔ مقام تشریف آوری مسیح امت
 اعا دیت صحیحہ میں بہت مختلف آیا ہے کسی میں شرقی دمشق انکھیں نزدیک سنارہ
 بیضا شرقی دمشق کسی میں مقام اردن کسی میں معسک مسلمان وغیرہ وغیرہ چونکہ پیشین گوئی
 مخبر صادق کی نسبت امور مستقبلہ کے ہیں لہذا پوری پوری بہت اور حقیقت او من کی
 قبل از وقوع معلوم نہیں ہو سکتی شاید ایک ہی مسیح کی واسطے یہ مقامات فرمائے ہوں
 یا متعدد سیحوں کے واسطے جیسا کچھ وقوع میں آوے البتہ وقوع اس کا ضرور ہے
 کیونکہ مخبر صادق نے خبر دی ہے البتہ نقطہ سنارہ کی نسبت اس قدر ہم کہہ سکتے ہیں کہ سنارہ
 دمشق میں شرقی جانب ہے اس کو کسی بادشاہ وغیرہ نے تسلیم جبری میں تمیز کیا ہے
 یہ کیا ضرور ہے کہ سنارہ بیضا مندرجہ حدیث سے مدعی مندرجہ مستحضر مراد ہو جو سنہ مذکور
 میں شہر دمشق میں کسی بادشاہ وغیرہ نے ہو جب اپنی فہم حدیث کے واسطے تصدیق
 پیشین گوئی کے تمیز کیا ہے کیونکہ فہم تو کسی کا بھی حجت شرعی نہیں ہے اگر ایسی بنا

یہاں فرمایا گیا ہے کہ مسیح کی آمد
 کے وقت ہر قوم میں سے ایک ایک
 شخص کو ایک ایک لباس عطا کیا جائے گا
 اور ان کے واسطے ایک ایک مقام
 مقرر کیا جائے گا اور ان کے واسطے
 ایک ایک زوجہ عطا کیا جائے گا
 اور ان کے واسطے ایک ایک مقام
 مقرر کیا جائے گا اور ان کے واسطے
 ایک ایک زوجہ عطا کیا جائے گا

مجعل و مستحدث کا مراد ہونا فقہ حدیث میں ضرور ہو تو چاروں مصلوں کا جو بیت اٹل
ہیں کسی نے تعمیر و احداث کئے ہیں مستند ہونا بھی کسی نہ کسی دلیل سے ثابت
ہو جاوے گا۔ اصل یہ ہے کہ اصلی معنی منارہ کے جاہ اور جگہ روشن کرنے کے ہیں۔

لغت عرب کے مطابق مراجعت کیجاو سے ہیں حدیث مسلم سے صرف اس قدر ثابت
ہوا کہ نزدیک ایک جاہ نور اور سفید کے دمشق کے شرق کی طرف مسیح بن یحییٰ آویں گے
یہ پیشین گوئیاں جو نسبت امور مستقبل کے ہیں اس میں کیسی آما و اقیہ کو کچھ دخل
نہیں صرف الفاظ عامی میں غور فرمنا چاہئے : خیالات، ماہنامہ، استنبہاد۔

سوال سوم۔ مسیح متعدد ہوں گے یا ایک اور اگر متعدد ہوں گے تو سب حق ہوں گے
بالبعض حق ہوں اور بعض مبطل۔

یہ مسیح نہیں ہے
اس کی کیا دلیل
کون سے کتب میں
مذکور ہے

جواب نمبر سوم۔ مسیح کا اطلاق احادیث صحیحہ میں مسیح مبطل پر ہی آیا ہے اور
مسیح حق پر ہی جو مثیل عیسیٰ بن مریم ہو گا وہ مسیح حق ہے والا مبطل اور یہی ہی ایک
دلیل ہے تقدیر سچوں کی اور علامت مسیح حق کی یہ ہے کہ متبع کتاب و سنت
حاکم بالشریعتہ عادل متقی پر ہیزگار ہو گا مقرب پروردگار و واسطے اثبات حقیقت
کتاب اللہ اور نبوت محمدیہ کے اور نیز دعوت اسلام کی آیات و بینات اور باہرین عالمہ
نکستہ ہو گا سو یہ روح القدس ہو گا نشانی آسمانی دکھا سکتا ہو گا اور مسیح مبطل کی علامت
اس کے برعکس ہے اور وہی دجال ہے۔

سوال چہارم۔ آپؐ اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ صحیحین میں اس مجدد ہوت
کا حلیہ موجود۔ نسب موجود۔ زمانہ موجود۔ ساری صفات اوس کی موجود الٰہی قولہ اس کا
مطلب بالتشبیح قلبی فرمئے۔

جواب نمبر چہارم۔ حلیہ حضرت اقدس منہ صاحب کا گندمی رنگ۔ بال گندمی
نہیں کندہوں کے قریب کانوں کی نوک کے نیچے تک لٹکتے ہوئے میم بخاری میں لکھا ہے

ادانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی النمار فاذا رجا آدم کا حسن ما قوامی من آدم الرجال تقریبتہ
 ہمیں منکبیدہ رجل الشحم الخ اور اسی صحیح بخاری میں اس کے قریب ہی مسیح اول کا علیہ
 یہ لکھا ہے مسیح زنگ اور بال گنہگارے چوڑا سینہ۔ فاما علیسی فاحمر جعدہ فی الصدس
 حضرت اقدس مرزا صاحب کا نسب انبار فارس سے ہے صحیح مسلم وغیرہ میں یہ نسب
 یہی موجود ہے لو کان العلم معلوماً بالثبوت لئلا رجا من انبار فارس اور اوصاف اوس کے
 اعلام الناس میں لکھے گئے ہیں اور زمانہ اوس کی بعثت کا اگر کبھی زمانہ شرور و فتن کا نہ ہوگا
 تو پھر اور کونسا زمانہ ہوگا۔ تمام تاخرین اکابر علماء امت مثل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب غیر
 کہ حضرت مسیح بن مریم کے نزول کے وقت میں کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی
 مگر کہ جس کی وجہ سے اون کی نزول میں کچھ بھی تاخیر خیال میں آوے یہ علماء ایسے منتظر تھے
 کہ جیسے اسٹیشنوں پر لوگوں کو بعد بیج جانے گھنٹے کے انتظار آمد ریلوے کا واسطے
 آدکسی اپنے دوست کے ہوتا ہے کہ اب آئے دہ آئے یہ آئے اگر اون کی نزول
 میں کوئی دقیقہ بھی باقی رہا ہوتا تو ہرگز یہ اکابر علماء جو جامع علوم معقول و منقول تھے ایسا
 میراج النزل ہونا اون کا خیال نہ کرتے اور یہ خیال اون کا کچھ تو مقتضائے احادیث و
 انبار خبر صادق کا تھا اور کچھ من جانب اللہ الثایا الہام تھا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کوئی ایسا
 واقعہ عظیم دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے تو عادات اللہ جاری ہے کہ کبر و عظماء کے خیالات کو
 اوس واقعہ کے استقبال کے واسطے متوجہ فرما دیتا ہے۔ اور یہ نہ دے تا فنیہ فی ہرملہ
 اوس گھنٹی کے ہو جاتی ہے جو وقت آمد ریلوے کے بجاکرتی ہے اور سعادت مندوں کو

بچہ اسی حالت اللہ کے موافق اس زمانہ میں ہمارے حضرت مثیل مسیح کے دعوے سے پہلے بیت سے علماء واقف اور صحیح
 اور پچھڑا اور مکاشفات ہوتے۔ بلکہ ہمیں اہل اللہ نے تاوس سے ہرے جس حال پہلے حضرت مرزا صاحب کے سرور و منشاء
 اور ان کے مقام پر وہی رہیادہ نام کا نام اور خود ان کا اسم گرامی متصل دہیں بلکہ پیشین گوئی بیان کر دیا
 چنانچہ یہ سب پیشین گوئیاں اور خواب ماہیات انال اولہم میں درج ہو چکے ہیں۔ - بعد لکھم۔

صرف اتنی ہی بات موجب تصدیق ہو جاتی ہے کہ ہر مذکر کے کہنا بالاکشید۔ ان نذرانہ
اداس کہ ازبالا رسید۔ اب بعد بچے گھنٹی کے ریلوے بھی آگئی اور وہ دوست بھی اوتر آیا
اور بہت سے اللہ کے بندوں نے اوس کو پہچان بھی لیا تو مہندا اگر کوئی شخص اب بھی
مکذب رہے تو بجز اوس کے غناہ و تعصب کے کیا کہا جاوے۔ اور اس چچان کو ایک
سبب تصدیق بخند دیگر اسباب کے وہ مذابھی ہوتی ہے جو ہمارے آقا و محسن و مقتدا مجدد
علوم ظاہری حضرت نواب صاحب بہادر مرحوم و مغفور نے اپنی کتاب اقتراب السامعہ
میں صفحہ ۱۵۰-۱۵۱ باور بند دی ہے وہ ہوندا۔ میں اپنی اولاد سے کہتا ہوں تم میں اگر
کوئی عیسیٰ علیہ السلام کو پاوے تو میرا سلام پہنچا دے اور جو وہ کہیں اسی صدی میں
آگئے اور میں اوس وقت تک زندہ رہا تو پھر کچھ حاجت اس وکالت کی نہیں ہے ع
چلوں میں آپ ہی فاضل جواب کے: لے۔ دوسری روایت انس میں نزدیک حاکم
کے یہ لفظ آیا ہے قال رسول اللہ صلعم ادرت منک عیسیٰ بن مریم نلقا منی السلام
تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم کو پاوے وہ اون سے میرا سلام کہے یہ خطاب ہے
ساری امت کو میں بھی ایک فرد اس امت کا ہوں اگر بیٹے اون کو پایا تو پہلے
میں ہی انتہاء اللہ تعالیٰ سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچاؤں گا ورنہ میری
اولاد میں سے جو کوئی اون کو پاوے پڑوسی حرص سے اس سلام نبوت کو اون تک پہنچاؤ
تاکہ پھلاشکر کتاب محمدیہ سے میں ہی ہوں یا میری اولاد ہووے وباللہ التوفیق
۵۰ زمانہ ابن مریم کا اگر توفیق فاتحہ آوے۔ تو سب سے پہلے تو کہو سلام پاک حضرت کا
انتہی۔ موضع الحاجۃ اگر کوئی لکھے کہ حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور نے جو ترتیب
قصہ نزول مسیح بن مریم کی اپنی کتاب اقتراب السامعہ میں لکھی ہے وہ کب حضرت قدس
مرزا صاحب پر مشتمل ہے تو جواب اوس کا یہ ہے کہ قصہ نزول بن مریم کی ترتیب جو کتب
اشاعہ لائٹس السامعہ وغیرہ میں یا کتب حدیث میں مرتب کی ہے وہ ترتیب تو قیغی

تھیں ہے جو الہام و وحی سے ثابت ہو بلکہ محدثین و شارحین حدیث نے اپنے فہم کے موافق احادیث صادرہ و وارده کو ترتیب دیا ہے اور بعدہ مصنفین رسائل مستقلہ نے اسی ترتیب کو موافق مفصلاً و متبوا قصہ نزول عیسیٰ بن مریم اپنی اپنی کتب میں بیان کیا ہے حتیٰ کہ اردو کی کتابوں میں بھی وہی ترتیب عوام و خواص بلکہ جملا

میں شہر ہو گئی ہے یہاں تک کہ حالت طفولیت سے وہی ترتیب تمام اذنان بین

مرکوز ہو گئی ہے اور یہی ایک بڑا مانع قومی اصل قصہ الہامی کے فہم کا ہوا ہے جس

سبب سے ہم اپنے مخالفین کو معذور سمجھتے ہیں۔ اور صرف بلفظ مخطی یاد کرتے ہیں لیکن

محققین پر یہ بات واضح ہے کہ یہ ترتیب قصہ مفصلاً و متبوا صرف محدثین نے محض اپنے

فہم سے مرتب کیا ہے نہ وحی اور الہام سے اور فہم محدثین ایسے امور الہامیہ میں حجت

نہیں ہو سکتا بلکہ فہم صحابی بھی حجت نہیں۔ یہاں تک کہ عبارت الہامی میں فہم علم

بھی پورا پورا حجت نہیں یہ مسئلہ اپنومحل پر ثابت کیا گیا ہے کہ انبیاء سے بھی اجتہادات

میں غلطامق ہو سکتی ہے اس کے ثواب بھی ہمارے رسالہ میں لکھے گئے ہیں پس اگر اصل

قصہ نزول عیسیٰ بن مریم خلاف اس ترتیب کے جو محدثین نے اپنے فہم سے قائم کی ہے

واقع ہو تو اس پشین گوئی کو صدق میں کوئی نقصان نہیں آئیگا بلکہ اس میں امتحان

مخلصان اور منافقان متصور ہے جیسا کہ حکیم امت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے

لکھا ہے۔

سوال نمبر پنجم۔ آیات ذیل کا کیا مطلب ہے اور ان کی تفسیر میں علماء معتبر کا

کیا قول ہے۔ وَاذْهَبْ إِلَىٰ آلِهَا وَلِیْسَ لَكَ مَوْلًیٰ مِنْهُنَّ وَانْفَعْتَ إِلَىٰ آلِهِمْ فَلَمَّا تَوَقَّعْتَ كُنْتَ

أَنْتَ الْمَرْغُوبُ عَلَيْهِمُ الْآیہ ۳۰ وَانْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْاَلِیَوْمَ مِنْ بَقْلِ مَوْتِهِ الْاِی قَوْلِهِ

رہی یہ بات کہ مولوی عبید اللہ وغیرہ کی تقلید نہیں کرنی چاہئے تو اس میں مرزا صاحب

کی بھی خصوصیت نہیں رہتی اگر مرزا صاحب اپنا مسلک صوب سے علیحدہ اختیار

کریں تو ان کی تقلید بھی ناجائز ہے بڑا خدشہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات محکم کیوں ٹھہرتے ہیں علماء سلف تو خطار الہامی کو مستثنیٰ تقلید جانتے ہیں اگر یقینی بھی ہوں تو خاص صاحب الہام کے لئے ہوں الیٰ اخر کتاب۔

جواب نمبر پنجم۔ تفسیر آیات کی تو یہی جا چکی ہے البتہ دوبارہ الہام و تقلید جو بدینا باقی رہا اس کی بحث طول ہے اگر سبب طول کے کچھ نہ کہا جاوے تو جو جوابات دئے گئے وہ سب دسی ہو جاویں گے اور اگر تفصیل سے لکھوں تو یہ خطا و سکی گنجائش نہیں رکھتا ہے لہذا حکم مالا بدلت کلام یقولہ کلام شتہ نمودن زمار تحریر کرتا ہوں۔ یہ قاعدہ متکلمین کا مشہور ہے اور کتب علم کلام میں مندرج کہ الہام و کشف اولیٰ کا کوئی ایسی شے نہیں جو اسباب علم و یقین سے ہو اور حجت شرعی گردانا جاوے جو غیر بر حجت ہو کہ اولہ شرعیہ صرف چار ہیں اگر الہام بھی حجت شرعی ہو تو اولہ شرعیہ پانچ ہوتے چار۔ الاول علیہ۔ اس قاعدہ کا بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ یہ قاعدہ اگرچہ بالتصريح کتاب سنت میں کھیر مذکور نہیں ہے آثار سلف میں پایا جاتا ہے مگر ایک عمدہ قاعدہ ہے کہ اسکی عمدگی خیر بیان میں نہیں آسکتی علماء اظہار نے واسطے حفاظت شریعت حقہ محمدیہ کی وضع کیا ہے جہاں اللہ خیر الخیر اس پر علماء کا اتفاق سا ہو گیا ہے اگرچہ اجماع نہیں ہے اس قاعدہ کو شریعت حقہ محمدیہ عوام خواص میں آج تک محفوظ چلی آتی ہے اور قیامت تک یہ قاعدہ حافظ شریعت حقہ محمدیہ کا رہیگا اور صحیحین مجالین بسبب اس قاعدہ کے مومنین حقہ کے دل نہیں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی شبہ اور شک پیدا نہ کر سکیں گے اور اگر یہ قاعدہ تسلیم نہ کیا جاوے تو ہر ایک مسیح و جال و کذاب مسائل شرعیہ کتاب سنت کو گڈمڈ کر دے اور ہر شخص صوفی جہاں پر پرست و مقبر پرست اپنی ہوا اور ہوس کی موافق احکام شرعیہ کو گھڑے اور حقیقت الحال یہ ہے کہ احکام شرعیہ وغیرہ میں ضرورت الہام و کشف کی باقی ہی نہیں رہی قال اللہ تعالیٰ یوم الکلمات اکمل دینکم و نعمت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا گو یا کہ یہ قاعدہ مذکورہ اسی

آیت سے مستنبط ہوا ہے یعنی احکام میں بسبب اکمال دین اور تمام نعمت کے اب الہام کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی تو اب الہام اولیاء اللہ کو اسباب علم سے قرار دینا کیا ضرورت تھا علاوہ
 یہ کہ در صورت اوس کے اسباب علم سے قرار دینے میں بالعوض نفع کے خواہ عام زیادہ تصور
 ہے خصوصاً جبکہ الہام ہر شخص پر نازل بھی نہیں ہوتا کسی خاص بندے مقرب پر نازل ہوتا ہی
 اور اس پر یہ علاوہ کہ ہر وقت بھی نازل نہیں ہوتا جب اوس کی ضرورت اشد ہوتی ہے تب
 نازل ہوتا ہے ان وجوہ اور اسباب اور مصالح سے علما ظاہر نے الہام کو اسباب علم سے بغیر
 گردانا لکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ الہام نفس الامر میں بھی اسباب علم سے بغیر یا اسرار
 اور معارف شریعہ کے سمجھنے کے لئے الہام کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اور دوسرا مقدمہ کہ الہام
 حجت شرعی نہیں اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ الہام کو بسبب اسباب مذکورہ اور مصالح معلومہ
 کی حجت شرعی گرداننے کی کوئی ایسی حاجت نہیں ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے
 کہ الہام فی الحقیقت اور فی نفس الامر بھی حجت شرعی نہیں یہیہ اس قاعدہ کا الہ ہے جو بیان
 ہوا۔ اب اس کا اعلیٰ بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ الہام کامل النور جس پر کسی ولی کو اصرار
 ہو وہ کیا چیز ہے وہی تو وحی ہے اور منجانب اللہ ہے جو انبیاء کو ہوتا ہے بسبب اصالت
 اور متبوع اور مقتدا ہونے انبیاء علیہم السلام کے الہام انبیاء کا نام تو علمائے وحی لکھا ہے
 اور بسبب فرع اور تابع اور مقتدی ہونے اولیاء کے ان کے وحی کا نام الہام رکھا ہے۔

وسیل اول۔ دیکھو فرمایا اللہ تعالیٰ نے واوحیا الی ام مومنہ ان اذ صغیرہ فاذا خفت
 علیہ فالقیہ فی السور ولا تخافی ولا تحزنی انما اودع الیک وجاعلہ من المرسلین۔

وسیل دوم۔ فرمایا واوحیت الی الخواریطین الایہ والدہ حضرت موسیٰ اور حواریتین
 عینی بنی نہیں تھے ان کے الہام کو وحی فرمایا گیا تو خط تک۔ **فائدہ** سمجھنا چاہئے
 کہ میں کشف کے کسی چیز کے مجہ پر سے پردہ کا اوٹھا دینا اور کھول دینا ہے یعون المفردات
 میں لکھا ہے کشف الثوب عن الوجه فصار یبصر اوٹھا دینے کی طرح کو مونہ پر سے

یا مومنہ کے غیر پرے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلشفا عننا سے عطارک فبرکات الیوم جاریا
یعنی پس کھول دیا جسے تجھ سے پردہ تیرا پس نظر تیری آج کے دن تیرے مجمع البہار میں باب
تعال سے بھالہ نہایہ لکھا ہے لو نکاشتم ما نزلنا منکم لعلکم بعضکم من بعض (مستقل
تشیع جنازہ و دفن یعنی اگر تم پر منکشف ہو جاوے اور جان لے بعض تمہارا عیب پوشیدہ
بعض تمہارے کے اہل بیت گراں ہو جاوے جنازہ میت کے پیچھے چلنا اور دفن کرنا میت کا
اور معنی الہام کے دلیں نیکی کا دلدینا اور سکھا دینا اوس کا عرب کہتا ہے المعص اللہ خیراً
ای لقمہ یا لقمہ یعنی اللہ نے ڈال دی اوس کے دل میں خیر یعنی اوس کو خیر تقویٰ کر دی
مجمع البہار میں لکھا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتٰی اللّٰہَ فِی النَّفْسِ اَمْرًا بَعَثَ عَلٰی الْفَعْلِ اَوَّلَ تَوَلَّتْ وَهَوَ
نَوَعَ مِنَ الْوَحٰی یَخْتَصُّ اللّٰہُ بِهِ مِنْ بَیْشَادٍ مِنْ عِبَادَہٗ یَعْنِیْ مَعْنٰی الْاِہَامِ کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
ڈال دیے نفس میں ایک امر کو کہ باعث ہو وہ اس راہ کو کسی چیز کے فعل پر یا ترک پر
اور وہ الہام ایک قسم ہے وحی کی خاص کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اوس کے کہ جس شخص کو
کچا تھا ہے بندوں اپنے سے انتہی۔ اور وسوسہ برعکس الہام کے ہے یعنی بری بات کا دل
میں ڈال دینا عیون المقدرات میں تفسیر الہام کی یوں لکھی ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتٰی اللّٰہَ فِی النَّفْسِ اَمْرًا
و یَخْتَصُّ ذٰلِكَ بِمَا کَانَ مِنْ حِجَّتِ الْمَلَائِکَہِ اَوَّلَیْ قَالْ فَاَلْعَمَلُ فَجَزَہَا وَتَقْوٰہَا وَذَکَ الْاَمْرُ
نَحْوَ مَا جَعَلَتْہُ بِاَمْرِ الْمَلَائِکَہِ وَبِالنَّفْسِ فِی الْوَحٰی کَمَا قَالْ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْمَلَائِکَہَ لَمُسْطَافَہُ
وَالْمَلَائِکَہُ لَمُسْطَافَہُ وَکَقَوْلِہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفْثٌ فِی رُوحِیْ وَاصْلٌ مِنَ الْعَالَمِ الشَّیْ
وَعُوْا بِلَہِہِ وَالتَّہْمُ الْفَعِیْلُ مَا فِی الْزُرْعِ اَنْتَہِیْ یَعْنِیْ الْاِہَامُ ڈال دینا ایک شے کا ہے
بیچ دل کے اور خاص ہے یہ ساتھ اوس الفا کے جو اللہ تعالیٰ یا ظاہر اعلیٰ کی طرف سے ہو
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا اوس کو طریق بدکاری اور پرہیزگاری اوس کی کا اور یہ
الہام مثل اوس کے ہے جس کو فرشتہ لکھو نا اور دل میں پہونگدینا فرمایا ہے چپکے فرمایا

آنحضرت علیہ السلام نے کہ ایک چھوٹا تو فرشتہ کا ہے اور ایک چھوٹا شیطان کا اور جیسا کہ قول آنحضرت علیہ السلام کا بہ تحقیق روح القدس نے پہونکدیا میرے دل میں اور اصل الہام کی یہ ہے کہ اوس میں مغنے نکل جائیگے پائے جاتے ہیں جیسا کہ کھتے ہیں نکل گیا بچاؤٹ کا اوس چیز کو کہ پستان میں ہے انتہی یعنی گویا کہ الہام تمام وساوس اور اہام کو نکل گیا اور بعد الہام کے کوئی وہم اور وسوسہ باقی نہ رہا اب چند آیات متعلق الہام اور کہی جاتی ہیں۔

ذیل سوم فرمایا اللہ تعالیٰ نے قلنا یاذا القرنین امان تعذب و امان تتخذ

فیہم حنا۔ یعنی کہا ہننے اسے ذوالقرنین یا یہ کہ عذاب کرے تو اون کو اور یا یہ کہ کپڑے تو بیچ اون کے پہلائی اس آیت کریمہ میں البتہ تبارک و تعالیٰ نے ذوالقرنین کو نذا فرما کر جو یہم حکم مندرجہ آیت ارشاد فرمایا تو اس نذا میں مضمرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ذوالقرنین نبی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نبی وقت کی معرفت یہ نہ فرمائی گئی لیکن یہ وہ نواویس درست اور صحیح نہیں معلوم ہوتیں۔ تاویل اول تو اس واسطے صحیح اور درست نہیں کہ ذوالقرنین کا نبی ہونا ثابت نہیں چنانچہ تفسیر فتح البیان میں حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً یہ حدیث نقل کی ہے لا ادری ذوالقرنین کان پیغام لا اخرجہ عبدالرزاق وابن المنذر والحاکم و صحیحہ وغیرہم و عن علی بن ابی طالب قل لہم یکن شیئا ولا ملک ولا کن کان عبد صالحا احب اللہ فاحبه اللہ و انعم اللہ ففصح اللہ الی آخر کہ یعنی روایت کیا اس حدیث کو عبد الرزاق اور ابن منذر اور حاکم نے اور صحیح کہا اوس کو اور غیر اون کے نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ذوالقرنین نبی نہیں تھے اور نہ فرشتہ تھے اور لکن وہ ایک بندہ صالح تھے کہ اونہوں نے اللہ کو درست رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اون کو درست رکھا یعنی وہ علی اللہ تھے اور اونہوں نے نصیحت کی اللہ کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اون کی خیر خواہی کی انہو مباہت ملک نہیں جبکہ نبی ہونا ذوالقرنین کا ثابت ہی نہیں ہیں یہ تاویل درست نہ ہوئی اور تاویل

دوم ظاہر قرآن مجید کے خلاف ہوا صرف عن الظاہ وجہ درست نہیں ہے پس تاویل دوسری بھی درست نہ ہوئی ایسا واسطے جلالین میں جو اصح التفسیر کو اختیار کرتا ہے لکھا ہے قلنا یا ذوالقرنین بالہام اور کمالین میں لکھا ہے قول للعصف بالہام رد لہ مستدکال من زعم انہ کان نبیا بانہ خاطبہ بان المراد منہ کلام الامام آخر تک یعنی قول مصنف کا بالہام رد ہے اس شخص کا جس کے زعم میں ذوالقرنین نبی تھے اور اس شخص کا استدلال نبی ہونے پر صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو مخاطب کر کر خطاب فرمایا تو صاحب جلالین نے تفسیر آپ میں اشارہ کیا طرف رد اس شخص کے اس طور پر کہ یہ خطاب بطور الہام کے ہے اور مراد اس سے الہام ہے۔ پس ثابت ہو کہ یہ خطاب اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضرت ذوالقرنین کو جبکا صالح اور ولی اللہ ہونا حضرت علی کی روایت سے ثابت ہے بطور الہام کے تھا۔ اور دیگر خوارق مادات و کرامات ذوالقرنین کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مذکور فرمایا ہے جس سے اُن کا ولی اللہ ہونا ثابت ہے

اول۔ ہر چیز کا سامان بہا فرما دینا قال اللہ تعالیٰ واتیناہ من کل شئی مبیا۔ اور دیا تھا اوسکو جسے ہر چیز کا سامان۔

دوم طحاوی۔ قال اللہ تعالیٰ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا غریب فی عین حمۃ۔ یعنی یہاں تک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کی پایا اوس کو ڈوبتا بیچ شیشے کی پور کے اور فرمایا حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدھا تطلع علی ثوب لم نجعل لحم من دو فضا استرا یعنی یہاں تک کہ جب پہنچا جگہ نکلنے سورج کی پایا اوس کو کہ نکلتا ہے اوپر ایک قوم کے کہ نہیں کیا جسے واسطے اونکو درے اوس سے پردہ یہ تو مغرب سے مشرق تک طے ارض کا ذکر ہوا اور ما بین مغرب اور مشرق کے طے ارض کا ذکر بھی یوں فرمایا حتی اذا بلغ بین السدین یعنی یہاں تک کہ جب پہنچا درمیان دو دیواروں کے چنانچہ تفسیر الرحمن میں لکھا ہے ثم تبع ببساطی الا ارض عما بین المشرق والمغرب والمقابلة اھل و دفع حیاھم۔

معلوم۔ سد سکندری جو اب تک موجود ہے اور جس کا طول سو فرسخ اور اونچائی دو سو ذراع

اور عرض بقولے پچاس فرسخ ہے اور اس سدکی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَمَا اسْتَطَاعُوا** **يَقْتُلُوهُ** **وَمَا اسْتَطَاعُوا** **الذَّقَابُ** **قَالَ** **هَذَا** **رَحْمَةً** **مِّنْ** **رَّبِّي** **يَعْنِي** **پس** **نہیں** **طاقت** **رکھتے** **یا** **حج** **و** **ما** **حج** **کہ** **چٹہ** **آویں** **اوپر** **اوس** **کے** **اور** **نخیں** **طاقت** **رکھتے** **کہ** **سوراخ** **کریں** **اوس** **میں** **اور** **کہا** **ذو** **القرنین** **نے** **کہ** **یہ** **صنعت** **دیوار** **کی** **رحمت** **پر** **وردگار** **میرے** **سے** **ہے** **اور** **جس** **طرح** **اللہ** **تبارک** **و** **تعالیٰ** **کی** **ذو** **القرنین** **کو** **بطور** **الہام** **کے** **ثابت** **ہوئی** **ویسی** **ہی** **عرض** **معرض** **ذو** **القرنین** **کی** **بجانب** **باری** **عزاسمہ** **قرآن** **شریف** **سے** **ثابت** **ہے** **چنانچہ** **قول** **ذو** **القرنین** **کا** **اللہ** **تعالیٰ** **نے** **بجواب** **بذکر** **نقل** **فرمایا** **ہے** **قال** **امان** **ظلم** **فصرف** **نذبه** **ثم** **يوداني** **رله** **في** **عذابه** **به** **عذاباً** **نكراً** **وامان** **امن** **وعلى** **صالحاً** **فانذره** **المسنى** **وسنقول** **له** **من** **امره** **نايلاً** **يغني** **عنه** **كها** **ذو** **القرنين** **نے** **بجواب** **جناب** **باری** **عزاسمہ** **کی** **ایسر** **جو** **شخص** **ظالم** **ہے** **پس** **البتہ** **عذاب** **کریں** **گے** **ہم** **اوس** **کو** **پھر** **پھر** **جادے** **کا** **طرف** **رب** **اپنے** **کی** **پس** **عذاب** **کریگا** **اوس** **کو** **عذاب** **بڑا** **اور** **ایسر** **جو** **شخص** **کہ** **ایمان** **لایا** **اور** **عمل** **کئے** **اچھے** **پس** **واسطے** **اوس** **کے** **بطور** **جزا** **کے** **ہے** **نیکی** **اور** **کہیں** **گے** **ہم** **کام** **اپنے** **سے** **آسانی** **-**

دلیل چھارم۔ **ایضاً** **فرمایا** **اللہ تعالیٰ** **نے** **فوج** **جدا** **من** **عبادنا** **اتینا** **رحمته** **من** **عندنا** **وعلما** **من** **لدنا** **علما** **یعنے** **پس** **پایا** **ان** **دونوں** **یعنے** **حضرت** **موسیٰ** **اور** **حضرت** **یوشع** **نے** **جو** **رفیق** **موسیٰ** **علیہ السلام** **کے** **تھے** **ایک** **خود** **کو** **نہدوں** **ہمارے** **سے** **یعنے** **خضر** **کہ** **دی** **ہتی** **ہم** **نے** **اوس** **کو** **رحمت** **مزدیک** **اپنے** **سے** **اور** **سکھایا** **تہا** **جہنے** **اوس** **کو** **اپنے** **پاس** **سے** **علم** **نفسین** **نے** **حضرت** **خضر** **کی** **نبوت** **میں** **بھی** **اختلاف** **کیا** **ہے** **لیکن** **حضرت** **خضر** **کا** **بنی** **اقتدار** **کا** **کسی** **وجہوں** **سے** **درست** **نہیں** **ہے** **-** **اول** **تو** **کسی** **جگہ** **اللہ** **تبارک** **و** **تعالیٰ** **نے** **قرآن** **مجید** **میں** **اون** **کا** **نبی** **ہونا** **ذکر** **نہیں** **فرمایا** **اور** **نہ** **کہیں** **احادیث** **میں** **کہیں** **اون** **کا** **نبی** **ہونا** **کو** **ہے** **پس** **جب** **تک** **کہ** **اللہ** **اور** **احادیث** **میں** **سے** **ثابت** **نبوت** **تک** **کسی** **کی** **نبوت** **کا** **اعتقاد** **نہیں** **کیا** **جاسکتا** **-** **وجہ** **دوسری** **یہ** **ہے** **کہ** **اگر** **حضرت** **خضر** **نبی** **ہوتے** **تو** **وہ** **اپنی** **امت** **میں** **بہر** **ہدایت** **اور** **ارشاد**

امت میں مشغول ہوتے لیکن یہ بات کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت خضر نے کسی امت کی ہدایت و دعوت فرمائی ہو وہ تیسری یہ ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث صحاح سے اون کی سکونت دریاؤں وغیرہ پر ثابت ہوتی ہے اور جنگلوں میں رہنا بھی پایا جاتا ہے ایسی سکونت جنگلوں اور دریاؤں کی نبوت کے مخالف ہے کیونکہ نبی کا کام خلق اللہ کی ہدایت و ارشاد ہے نہ جنگلوں اور دریاؤں میں رہنا پس صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر بنی نہیں تھے ایک ولی تھے اولیاء اللہ میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عنایت فرمایا تھا اس کا نام دوسرے لفظوں میں الہام ہے اور الہام بھی ایسا کہ قطعی اور یقینی کیونکہ خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ کی مصاحبت میں وہ کام کئے جو ظاہر خلاف شرع تھے کشتی کو توڑ ڈالا جس میں ضرر ایک جماعت کا ظاہر میں تھا ایک محصور بچہ کو قتل کر ڈالا۔ ایک غیر ضروری کام کو کسی اجرت کے بغیر اپنے ذمہ لے لیا باوجود حاجت اجرت لینے کے۔ اگر الہام خفراں امور میں قطعی اور یقینی نہ ہوتا بلکہ مظنون اور مشکوک ہوتا تو حضرت خضر کو کب جائز تھا کہ ایسے امور خلاف شرع کا ارتکاب کرتے۔ اور نیز حضرت موسیٰ کا آنا اون کی خدمت میں حبشہ ہو جانا علاوہ یہ کہ قرآن مجید کے عرف میں علم اوسی چیز کا نام ہے جو قطعی اور یقینی ہو۔ اور وہ جو بعض روایات میں حضرت خضر کا نبی ہونا آیا ہے چنانچہ ترمذی و ترمذی و ترمذی میں ایک روایت طویلہ بعضہ ۱۶ مثبت نبوة حضرت خضر لکھی ہے وہ روایت نہایت ضعیف ہے اول تو خود صاحب ترمذی و ترمذی و ترمذی اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں وہیہ مجعودہ سری بصیغہ ردی وہ حدیث بیان ہوئی ہے اور جو حدیث بصیغہ ردی مجہول ترمذی ترمذی میں بیان کی گئی ہے اس کا حال خود مصنف نے اول کتاب میں لکھا ہے۔ واذا کان فی الامسناد من قبل فیہ کذاب اور مقام او متهم او مجمع علی ترکہ او ضعفہ او اذا ہب الحدیث او ہالک او ساقط او لیس بشی او ضعیف جدا او لہ اذنیہ وثیقہ بحیث لا یطرق الیہ احتمال التحمین صدرتہ بلفظہ ردی الی آخر۔

دلیل پنجم

ایضاً فرمایا فادسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشراً سویتاً قالت انی
اعوذ بالرحمن منک ان کنت تعقیماً قال انما انا رسول ربک کما ہب لک ظاہراً کیا قالت
انی بکون لی ظلم ولا یمسسنی بشراً لہا کذ لیتاً قال کذلک قل رباعہ ہو علی ہدین
ولنجعلہ آیۃ للناس وجہ منہا وکان امرأ مقننیا یعنی پس بھیجا جنے طرف اوس کی روح
اپنی کو پس صورت پکڑی اوس نے واسطے اوس کی آدمی تدرست کی کہنے لگی تحقیق میں نے پکڑتی
ہوں ساتھ رحمن کے تجھے اگر ہے تو پر نہیگا کہنے لگا سو اس کے بغیر کہ میں بھیجا ہوا ہوں
پروردگار تیرے کا تو کہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ کہا کیونکہ لڑکا واسطے میرے لڑکا اور بغیر
لگا یا بھیکو کسی آدمی نے اور بغیر میں بدکار کہا اس طرح کہا پروردگار تیرے نے وہاں پر میرے
آسان ہے اور تو کہ کریں ہم اوس کو نشانی واسطے لوگوں کے اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہر کام
منکر کیا ہوا فادھا تخبہا الا حقہ فی قد جعل ربک تحتک سرّاً وھدی الیک مخرج
الخلق فسا قط علیک رطباً جنیاً فکلی والشرابی وقتیری عیناً فاما تروی من البشر صلاً
فقولی انی فذذت للرحمن صوماً فلن اکلمہ البوم انسیا پس پکارا اوس کو نیچے اوس کے
سے یہ کہ غم نہ کھا تحقیق کر دیا ہے پروردگار تیرے نے نیچے تیرے چشمہ اور مہر طواف اپنی تنہا جو رکھو رکھو ایگا
اپر تیرے جو رازی پس کہا اور پی اور ٹہنڈا رکھ انھوں کو پس اگر دیکھے تو آدمیوں میں سے کسی
کو پس تحقیق میں نے ذکر کیا ہے واسطے رحمن کے روزہ پس ہرگز نہ بولوں گی آج کے دن کسی آدمی
سے۔ یہ وہ الہام الہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو معرفت فرشتہ کی بھیجا۔ اور حضرت
مریم بموجب مذہب مسیح کے نبیہ بغیر تھیں وہ یہ تھیں۔ فتح الیمان میں لکھا ہے والمحقق للنفی
دعی الرسالۃ (مطلق الہی والہی لہنا انما ھو ببشارۃ الولد لہا الوسالۃ یعنی لبت
پر سب کا اتفاق ہے کہ اولیا کو وحی رسالت بغیر ہوتی نہ یہ کہ مطلق وحی نہ ہوتی ہو اور
یہاں پر جو وحی ہو تو بشارۃ ولد کی وحی ہے نہ وحی رسالت کی۔ سورہ ال عمران میں یہی
قصہ حضرت مریم کا بیان ہوا ہے۔

دلیل ششم۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاذْهَبْتَ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ

عَلَىٰ نَسَاءِ الْعَالَمِينَ يَا مَرْيَمُ اِقْنِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ یعنی اور جس وقت
کھانزشتوں نے اسے مریم تحقیق اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستر بنایا اور برگزیدہ کیا تجھ کو اور پوتوں
لوگوں کی اسے مریم فرمانبرداری کے واسطے پروردگار اپنے کے اور سجدہ کیا کہ اور رکوع کیا کہ ساتھ کوچ
کرنے والوں کے۔ تفسیر فتح الرحمن میں لکھا ہے وَالْمَعْنَى اِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ مَتَا فَهَلْ تَلَهَا بِالْكَلَامِ
یعنی یعنی یہ ہیں جبکہ فرشتوں نے آنا سامنے مریم سے یہ کلام کیا۔ تفسیر تھمیر الرحمن میں
لکھا ہے فِيهِ اِشَادَةٌ اِلَى جَوَازِ تَكْلُمِ الْمَلَائِكَةِ اِلَى الْوَلِيِّ وَفِي اِلِقَافِ الْبَغْيِ اِلَى دَعْوَةِ النُّبُوَّةِ يَعْنِي اِس
میں اشارہ ہے طرف اوس کے کہ کلام کرنا فرشتوں کا ولی سے جائز ہے اور نبی ممتاز ہوتا ہے
ولی سے دعویٰ نبوت میں بیضاوی میں لکھا ہے کَلَامُهَا شَافِهَا كَمَا مَتَّ لَهَا يَعْنِي كَلَامُ كَمَا
فرشتوں نے حضرت مریم سے آنا سامنے واسطے اوس کی کرامت کے۔

دلیل ہفتم ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ بِكَلِمَتِهِ

مِنْهُ اِسْمُ الْمَسِيحِ عَلِيِّ بْنِ مَرْيَمَ لِيُعْطِيَكَ جِسْمًا كَمَا فَرَسْتِ اِسْمَ اِسْمِ مَرْيَمَ تَحْقِيقُ اللّٰهُ بَشَارَتِ
دیتا ہے تجھ کو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اوس کا ہے سبح مینی بیٹا مریم کا۔ یہ
بشارت چہ سات آیتوں تک جن کا اخیر ہذا صراط مستقیم ہے علی گئی ہے نَحْنُ الرُّحَمَاءُ
لکھا ہے اَلْقَصْدُ اِيْن بَشَارَتِ وَرَقِّ عِيْنِي عَلَيْهِ السَّلَامُ تَحْقِيقُ شَدِيدُ يَهُودَا بَيْنِ خُودِ عَوْتِ خُودِ
تک۔ آگے کہ حضرت مریم کا غیب ہونا سو وہ بالکل خلاف ہے بعض تفسیرین جب دیکھتے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ کا کلام والہام اولیاء پیشین کو ہوتا تو بلا تامل قائل اون کی نبوت کے ہو جاتے ہیں حالانکہ
الہام وکلام الہی درمیان انبیاء اور اولیاء کے مشترک ہے حضرت مریم کی نبوت مخالف ہے اس
آیت کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا اَدْنٰلَنَا مِنْ قَبْلُ اِلَّا رَجَالًا فَخِی الْيَسْمُ اور
نہیں بھیجے پہلے تجھے رسول مگر وہ پہلے پہنچتے تھے ہم طرف اون کی۔ یہ آیت چند
جگہ قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے پس قول نبوت حضرت مریم کا اس آیت کے مخالف ہے۔

ولیل ششم۔ ایضا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذوحینا الی الامم علیہا السلام فیہ فی التابوت
 فاخذ فیہ فی البصر فلبقہ الیہم بالساحل یاخذہ حدولی وحدولہ۔ یعنی اوجس وقت کہ وحی ڈالی
 پہننے طرف ماتیری کی وہ چیز کہ وحی کیجاتی ہے پہہ کہ ڈال دے اوس کو بیچ صندوق کے پس
 ڈال دے اوس کو بیچ دریا کے پس چاہے کہ ڈال دے اوس کو دریا کنارے پر لے لیوے
 اوس کو دشمن میرا اور دشمن اوس کا۔ اوحینا کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے تفسیر بیضاوی
 فتح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ وحی یا تو بالہام تھی۔ یا خواب میں وحی کی گئی۔ یا فرشتہ کی
 معرفت۔ بطور نبوت کے جیسا کہ حضرت مریم کو ہوئی۔ یا انبیاء متقدمین کو یہ وحی ہوئی تھی مادور
 بانباراون کے یہ وحی والدہ موسیٰ کو پہنچی۔ اقل۔ دوم۔ سوم صورت میں تو مطلوب حاصل
 ہے اور چوتھے پانچویں صورت خلاف ظاہر ہے اور صرف عن الظاہر بلا وجہ درست نہیں
 اسی واسطے جلالین نے صرف صورت الہام ونام کو اختیار کیا ہے اور کمالین میں بنی ہوئے
 کو ام موسیٰ کے باطل کیا ہے چنانچہ لکھا ہے قولہ مناما واولھا فاکملہ منہ ام موسیٰ کما قبل
 وجمیل ان یكون علی لسان مدلس ولا یستلزم فالان نبوتہا فان النبی من اھی الیہ بالحکام
 الشریفہ ویدمر بتبلیغہا یعنی صاحب جلالین نے جو مناما واولھا کے ساتھ اوحینا کو تفسیر کیا
 تو اس سے لازم نہیں آئے کہ نبوت والدہ موسیٰ علیہ السلام کی جیسا کہ بعض کا قول ہے اور
 یہ ہی احتمال ہے کہ فرشتہ کی زبان سے یہ وحی ہوئی ہو اور ایسی وحی بھی مستلزم نبوت والدہ
 موسیٰ کی نہیں کیونکہ نبی تو وہ شخص ہے جس کو احکام شریعت وحی کئے جاویں اور اون کی
 تبلیغ کا اوس کو حکم ہو۔ تبصیر الرحمن میں لکھا ہے اوحینا ای القینا بطریق الاھوار۔ یعنی
 انفا کیا جنہ بطور الہام کے۔

رسولِ انجیل - ایسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ادا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخافون الذین امنوا وکانوا یقون احمد البشری فی الخیر الدنیا و فی الآخرة لا تبدل کلمات اللہ ذالست هو القز العظیم خبر دار ہو تحقیق دوست خدا کے بغیر ڈر اور پروا ان کے اور نہ وہ غلبیں ہونگے

جو لوگ کہ ایمان لائے اور سچے پرہیزگاری کرتے واسطے ان کو ہم خوشخبری پہنچ زندگانی
 دنیا کے اور سچ آخرت کے بغیر بدلنا کلام خدا کی کوہی جسے ادیان بزرگ - بشری میں مفسرین کا
 اختلاف ہے بیضاوی میں لکھا ہے وهو ما نشر به المنقین فی کتابہ و اللسان نبیاً وما یوہد
 فی القرآن الصالحۃ وما یمنع لہم من المکاشفات و بشری المکاشفۃ عند النزع یعنی بشری
 وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے متقین کو اپنی کتاب میں اور احادیث نبویہ میں بشارت دی
 ہے اور وہ یہی ہے جو ان کو روز بار سالحہ میں دکھلا دیتا ہے اور وہ علوم جو ان کو مکاشفات سے ظاہر
 ہوتے ہیں - اور بشارت دینا فرشتوں کا ان کو وقت نزع کے - جلالین و کمالین میں لکھا ہے
 قسرت اسی البشری فی حدیث رواہ احمد و الترمذی عن ابی الدرداء و صحیح - الحاکم و ابی
 الصالحۃ و اھا الوجه المومن او تویلہ یعنی تفسیر کی گئی ہے بشر کی ساتھ روایا سالحہ کے روایت
 ہے اس کو مرد مومن اپنے حق میں یاد کہلائی جاتی ہے وہ روایا واسطے اس کے یعنی یکسا
 ہے اس کو مومن اپنے غیر کے حق میں اور اس حدیث کو روایت کیا ہے احمد و ترمذی نے اور
 صحیح کیا اس کو حاکم نے تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے ان سب معانی کے اور تخریج کرنے احادیث
 متعلق روایا کے لکھا ہے کہ مراد بشری سے شام بھی ہے دنیا میں اور کہا آیا ہے ہوا اس کے
 اور لفظ بشری کا ان سب معانی کو گناہیں کہتا ہے - یعنی لفظ بشری کا عام ہے تنہا اس کی
 بلاخص کے درست نہیں پس بشارت آیا و یا یا صالحہ و الہام بشارت ہی میں داخل
 ہیں جیسا کہ بیضاوی سے مفہوم ہوتا ہے اور حدیث میں جو تفسیر بشری کے ساتھ روایا صالحہ کے
 کی گئی ہے وہ ایک فرد بشری کے افراد سے جس سے تخصیص ثابت نہیں ہوئی اور اگر تفسیر
 بھی تسلیم کیا دے تو بھی کچھ ضرر نہیں کیونکہ روایا صالحہ بھی ایک صورت ہے سو الہام سے علاج
 احمد و ابی ہتی عن بن عمر مرفوعاً قال الودیا للصالحۃ یبشر بها المومن جنتہ من سبتہ دار امین
 جنتہ من النبوة فمن رآی ذالک فلیجتج بها الحدیث یعنی روایت کیا اسماء و ابی ہتی نے بن عمر سے
 بطور مرفوع کے فرمایا روایا صالحہ کے جس کے ساتھ مومن بشارت دیا جائے نبوت کی جیسا کہ بن عمر

میں سے ایک جزو ہے یعنی چیمپالیہاں حصہ بنوۃ کا ہے پس جو شخص ایسی روایا دیکھے تو پائے کہ بیان کرے اوس کو اور بہت سی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ روایا صالحہ اجزاء بنوۃ میں سے ایک جزو ہے۔ اب میں بحث الہام کو زیادہ طول نہیں دیتا آئندہ کسی حصہ میں انشاء اللہ تعالیٰ مفصل لکھوں گا یہاں پر صرف ان دلائل عشرہ المتفکیا گیا دلائل حتمہ کا ملکہ۔ اورانا صاحب آپ جو فرماتے ہیں کہ کہی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسی مکاشفات کا اشتہار دیا ہو، اوس کی نسبت یہ کہ ارش ہے کہ اہل توحید حضرت خضرؑ بقابلہ حضرت موسیٰؑ جیسے نبی جلیل القدر کے اوس الہام کو جو بنطامہ محسن مخالف عقل و نقل تھا علی الفور بر ملا عمل میں لائے اور اوس پر یہ ہم علاوہ ہوا کہ پروردگار جل و علا نے اوس کے قصہ مفصل کو اپنی کلام پاک میں درج فرما کر ایسا مشہر کیا کہ کوئی بستی اور کوئی قریہ اور دیہہ اب باقی نہ رہا ہو گا جس میں وہ الہامات بر ملا نہ پڑے جلتے ہوں اور پھر رسول کریمؐ نے اپنی احادیث صحیحہ میں یہی اوس کا اعلان کیا اور تمام محدثین نے اپنی کتب حدیث میں درج کر کے تمام دنیا میں مشہر کیا۔ اور مترجمین نے تو حدیث کر دی کہ اردو فارسی مختلف السنہ میں اوس کو شہرت دیدی اور حضرت بیچ الزمان نے تو کمال ہی درجہ اشتہار دیا کہ تمام دنیا کے لوگوں کو بلکہ نئی دنیا کے لوگوں کو قرآن مجید مندرجہ اون الہامات کی طرف دعوت کرنی شروع کر دی تو وہ الہامات خضر علیہ السلام ہم لایوں کر مخفی رہ سکتے ہیں اور اب تو آپ نے بھی عنوان نمبر ۱۱ جلد ۱۲ کا انگلستان میں اسلام قائم کرنا اور صفحہ ۳۶۴ وغیرہ میں سکائیٹا عن شیخ انگلستان کلیم اللہ آپ کہتے ہیں کہ وہاں ایک ممبر کے اوپر ایک قرآن رکھا ہوا ہے ایضاً حکایت عن شیخ کلیم اللہ اور جب میں انگلستان پہنچا تو پہلی کتاب جو میں نے وہاں خریدی قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ تھا وغیرہ وغیرہ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ وہی قرآن مجید ہے جس میں الہامات خضر مندرج ہیں یا کوئی اور قرآن ہے اگر وہی قرآن مشمولہ الہامات خضر ہے تو پھر آپ یہہ کیا بطور متا فرماتے ہیں کہ کہی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت

حضرت علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنی ایسی مکاشفات کا اشتہار دیا جو ان ہذا الشی
 حجاب مولانا آپ کی اس نمبر بارہ میں جو تقریر ہے وہ ایسی ہے کہ اگر اس کو نفرا و حبستان
 کہوں تو بھی بجا ہے اور اگر معارف و درجہ لکھوں تو بھی زیبا ہے۔ ان سب سے خوب یاد آیا آپ پر
 تو اپنے رسالہ کو بیچ معارف و تجویز فرما چکے ہیں یہ ہا کس جگہ دلائل پر جہاں آپ نے لکھا ہے کہ حضرت
 مسیح الزماں جیسے شخص بھی آپ کے رسالہ کو بغیر آپ کے سمجھائے ہوئے خود بخود بخیر سمجھ
 سکتے اور فہم اوس کا صرف آپ ہی کو عطا ہوا ہے حیث قلت صاحب البیت ادھر ہی
 بمافیہ اور اوس کے سمجھنے کے لئے اس پہچان نے ہی تجویز نکالی ہے کہ پیکٹ پوسٹ کے
 ساتھ ملفوف ہو کر بذریعہ ڈاک آپ بھی روانہ ہوا کریں مولانا گستاخی معاف ہو یہ باتیں میں
 اپنی طرف سے نہیں کر رہوں یا تو آپ کی کلام کے فوائد میں سے ہیں یا مفہوم ہیں۔ اور
 بعض منطوق بھی ہیں پر میرا اس میں کیا قصور ہے نقل کفر کفر نباشد مثل شہور ہے۔
 مہر ہی کہوں گا جو ہو گا بجا سنو سنو۔ نہیں وہ میں کہ میری التماس بجا ہو۔ اور حضرت اقدس
 مرزا صاحب کو کسی کے ماننے نہ ماننے کی کیا پروا ہے کیا محافون وعتہ لا تدرکوا سطر
 اوان کی شان اور صفت ہے۔

تمت بحث الہام۔ ایہا اناس اگرچہ کلام میرا اس قول کے ذیل میں طویل ہو گیا مگر
 اس جگہ ایک تھوڑی سی عرض ہے تمہ بحث الہام اور سنبلیجے ہو ہذا۔ اولہ الہام سے
 آپ کو ثابت ہوا ہو گا کہ الہام بہت بڑا اسباب علم کا ہے کہ اوس سے بڑا کون سی اور
 اسباب علم کا ہی ہی نہیں لیکن علماء ظاہر نے بسبب ایک مصلحت عامہ کے اوس کو اسباب
 علم سے قرار نہیں دیا۔ اور جبکہ اسباب علم سے ہے تو حجت شرعی بھی ہوا لیکن واسطے
 مصلحت حفظ شریعت کے اور نیز اس سبب سے کہ ہر وقت اور ہر کسی پر نازل نہیں ہوتا
 اور اگر نازل بھی ہوتا تو بسا اوقات کامل النور جو مصداق ہونہ یحکم اللہ اما تہ کا نازل نہیں ہوتا
 علماء ظاہر نے اوس کو حجت شرعی نہیں گردانا اب اگر کسی وقت خاص میں اوس کی ضرورت

آپرے واسطے تائید و حقیقت کتاب اللہ اور نبوہ محمدیہ کے اور برہانیت مصلحت عامہ اللہ
 تعالیٰ اپنے کسی بندہ خاص کو الہام کے ساتھ مشرف فرما دے تو یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ الہام سبب
 علم سے نبوہ اور حجت شرعی نگرانا جاوے۔ یہ اس قاعدہ کا ما علیہ ہے جو مختصر بیان کیا گیا۔ اب یہی
 یہ بات کہ نتیجہ قاعدہ مذکورہ بھی نہ فوت ہو اور الہام اس باب علم سے اور حجت شرعی ہو جاوے
 سوا اس کی نسبت یہ گدازش ہے کہ جس شخص کو ہم متبع کتاب سنت پادین اور متقی و پرہیزگار اور
 واسطے اثبات حقیقت کتاب اللہ اور نبوہ محمدیہ کے دعویٰ الہام بھی کرتا ہوں اور اس دعویٰ کے ساتھ
 کوئی آسمانی نشان بھی دکھا دیوے تو بالفردہ الہام اس کا ہم پر حجت ہو جاوے گا کیونکہ ایسا
 الہام تو وہی علم لدنی ہے جس کو وحی کہا گیا ہے۔ علماء ظاہر نے تاویلاً اس کا نام وحی نہیں رکھا
 حدیث میں جو وارد ہے کاذب بعدی ہے نہ دھبی بعدی اور یہ الہام کامل النور نہ گزر کر نہ ہو
 پرنائل نہیں ہوگا اور نہ اس کی تائید آسمانی نشان سے کی جاوے گی بلکہ وہ تو بالآخر ہلاک ہوگا۔ فرمایا
 اللہ تعالیٰ نے ولو قتل علینا بعض الا فاولیٰ (خذلنا منہ بالبعین ثم قطعنا منہ لوتین۔ اور
 فرمایا ان اللہ لا یعدی من ہو سوف کذاب الحاصل اس الہام کامل النور کی پیروی سرسری
 دلیل کی پیروی ہے نہ تقلید ناجائز فرمایا اللہ تعالیٰ نے فخذ یصد اقتدا کا ایضاً فرمایا اھدنا الصراط
 المستقیم صراط الذین انعمت علیہم و انعمت علیہم کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے
 من النہین والعتد یقین والاشھاد والایمان نہیں ثابت ہوا کہ جن طرح پر تصدیق انبیاء اور
 اور اہل کافتد اسبب اصل مقتدا ہونے کے واجب اس طرح پر صدیقین اور شہداء علیہم السلام
 کا اقتد اسبب تابع اور مقتدی ہونے اور ان کے کے ضروری ہے۔ استغناء بخدشت علماء دین
 تصدیق انبیاء علیہم السلام کی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر یہی قاعدہ مذکورہ واسطے تصدیق کے
 کافی ہے یہے اگر اپنے دعویٰ نبوہ پر آسمانی نشان دکھا سکے تو وہ نبی صادق ہیں الا کاذب
 تو واسطے تصدیق ولایت و الہام اولیاء کے بھی کافی ہوگا کیونکہ مرتبہ ولایت مرتبہ نبوہ سے ادنیٰ
 درجہ پر ہے اور اگر ہم قاعدہ تصدیق ولایت کیواسطے کافی نہیں تو ضرور واسطے تصدیق نبوہ

کافی نہ کا تو... ہنسی انہی کا جو کچھ... قولہ صفحہ ۶۶ ما شہ

قاسم المذنب الیہ الرسول ابدا انہی کی ایک بات... بطینیت کا دورہ... کھول دیا انہی

اقول - اس کا اپنا دلیل تو... رفت و یا چاہیگا بیلہ آپ نفسیاتی اعتراض کریں گے بالفعل
 اتنا گذارش کیا جاتا ہے کہ نہ یہ نہایت اور بطینیت سے انہی کی یاد ہے کہ انہی کے انہی قرآن
 مجیب کی انہی باتوں سے صحیحہ نہ وہی نہجیت اور بطینیت سے او باطل خلاف قواس سے لازم آتا ہے کہ
 سوا تفسیر منقول اور مسجع مندرجہ روایات صحیحہ کے جتنی تفسیر ہزاروں علماء اعلام مصداق العلماء
 ورثہ الانبیاء نے اور اولیاء مصداق علمائے اہل بیت کیوں نہیں اور سبہوں نے
 دروازہ نہجیت اور بطینیت کا کھول دیا ہو اور سب باطل اور خلاف ہوں اندر یہ صورت اس آیت
 کے کیا سمجھتی ہیں گے قتل او کان الیہ مدد الکلیات دینی لہذا البتہ قبل ان تتقد کلمات دینی ولو
 جہنا مثله مدد او اس آیت کے کیا سمجھتی ہیں گے وان من تسی الاعند نا خزائن و ما
 ننزلہ الا بقدر معلوم کیا اس میں تفسیر مجید جس کی نسبت لا تقضی بجانہ وارہ افطشے سے
 آپ کے نزدیک مستثنیٰ ہیں - اور نیز اس آیت سے کیا مراد ہے ولوان صافی الارض من شجرۃ
 اولہم واللہ بعدہ سبعتہ اجماع مانفت کلمات اللہ اور یہ یہ جو حدیث میں آیا ہے
 کہ ولہ طلع بطن اس سے کیا مراد ہے - اور اس حدیث سے کیا مراد ہے کہ لا تقضی بجانہ ولہ
 یحاک من کشف الود - اور اس دعا نبی علیہم السلام سے کیا مراد ہے اللہم ففہ فی الدین
 علمہ التاویل اس واسطے کہ ہوا ثور و مسجع ہے اس میں تو سب اہل لسان برابر ہیں
 اور پھر اس حدیث سے کیا مراد ہے ان اللہ یبیت لہذا الامتد علی راس کل مائۃ سنۃ
 من یجدہ لہا بیکم ظاہر ہے کہ یہ مجدد کوئی شرع جدید تو لاتا ہی نہیں اگر تاویل اور فہم جدید بھی
 نہ لائے تو اس کو مجدد کیوں کہا جاتا ہے اور اس کے مبعوث ہونیکا کیا فائدہ مستند ہوا ہے - اور پھر
 وہ تقاسیر کون سی تھیں جس کی نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا یوشکت کلمات سبہوں
 بعین من تفسیر فاتحہ کتاب اور پھر اس آیت میں لعلہ الذین یتستطونہ علم کی تفسیریں ساتھ الذین

لیست بخطوند کے کیوں کی گئی ہے ظواہر قرآن مجید کے علم میں سب اہل لسان بہر ہیں۔ اور پھر قول
ابو رواہ کے کیا مٹنے میں کلا یفقد الرجل حتی یجعل للقدان وجوها اور اس قول ابن مسعود سے
کیا ماہد ہے میں ادا علم الہدیین والآخرین فلیشوا القرآن۔ اور اب تم دور مت جاؤ کتاب براہین احمدیہ
کو، کیا یہ باتیں مودالہا قلعیہ وبراہین تنظیہ اس میں قرآن مجید سے ہی اندک کئے گئے ہیں جس کے
بے نظیریت نے کا آپ ہی اقرار کر چکے ہیں اور یہ مسلمان کے دلیں اس کی محبت پیدا ہونے کیوا سٹے
آپ اسامیہ کی چکے ہیں اور مبر سے حق میں آپ کی دیکھنا سب بھی ہو چکی ہے۔ پس جیہ دلائل براہین
جو حضرت شیخ الزمان نے قرآن مجید سے استنباط لیں ہیں سلف صالح سے کب منقول ہیں اور اگر آپ کی
مراد نیچر و اہل طہنیت سے یہ ہے کہ مخالف نص و صحیحہ اور قواعد عربیہ کے ہیں تو آپ مخالفت
بالتفصیل ثابت کیجئے جو اب تفصیلی اوس کا دیا جاوے گا۔ اور پھر یہ گزاریں ہے کہ حضرت شیخ الزمان
جو معارف فرقانیہ اور اسرار قرآنیہ سولے اوان معانی کے جو ظواہر ہیں تحریر فرماتے ہیں اوس میں اکثر
جگہ تصریح فرمادیتے ہیں کہ ظاہری معنی تو وہی ہیں جو مشہور و معروف ہیں لیکن اشارہ ان اسرار عارف
کی طرف ہی ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں صفحہ ۱۵۳ فرماتے ہیں اور اس طرف ایک لطیف اشارہ ہے
اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں فرمایا ہے انا انزلنا فی لیلۃ القدر سورۃ القدر اگرچہ مشہور و منقول
کے رد سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اسلاف اس میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کی
ظلمانی حالت بھی اسی پوشیدہ و مخفیوں میں لیلۃ القدر کا ہی منکر رکھتی ہے آخر تک بلفظ اس
راہیے اس میں کون سی نچریت اور باطنیت ہے لیو یو سابقہ میں آپ ایسے اسرار اور معارف
کو تسلیم کر چکے ہیں اور اسی بنا پر کتاب کا بے نظیر ہونا آپ نے فرمایا ہے پھر آپ کیوں مستغض ہوتے ہو
شیخ عقاید و قیر میں لکھا ہے واما ما ذهب الیہ بعض المحققین من ان المفصوص مہر دفعہ علی
ظواہر ما وقع ذلک فیہا اشارات خفیۃ الی وقائن تکشف علی ارباب السلوک لیکن الظہور
یہا وریں انظر ہر المراءۃ فمن من کمال الا یمان و محض العرفان معہذا حضرت اقدس نے
نہیں لکھا کہ کوئی نئی بات بھی نہیں لکھی بلکہ اس قسم کے معانی و وقائن کتب سلف تصوف میں

نہ کو رہیں اجیار العلوم اور فصوص اور فتوحات وغیرہ کو دیکھو یہ اعتراض آپ کا منی ب اور نفقت کے کتب تصوف اہل حق سے رہا سخن شناس نئی دلبرانہ انجیاست۔ صدق اللہ تعالیٰ حدیث قال ما فرطنا فی الکتاب من شئی ایضاً قال ولا مطلب ولا باس الا فی کتاب مبین۔

قوله صفحہ ۳۷۶۔ اب اس قسم کا اقبال و اقار آپ کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔

اقول۔ اس کا جواب تفصیلی توضیح اول میں کس قدر گزر چکا اور حیب آپ ریلو یوں بات تفصیل اقصیٰ کریں گے اوس وقت یہی جواب تفصیل مع الزیادہ دیا جاوے گا بالفعل ہی گزراش ہے کہ اگر آپ نے اون روایات کو جن میں مقام نزول مسیح بن مریم مختلف آیا ہے سب کو ترک کر دیا ہے اور صرف یہی روایت مشرق دمشق اختیار کی ہے اور حفظت شیا وغایت عند انتیسا کے مصداق بنو میں۔ تو معہذا اوہر سے یہ گزراش ہے کہ اس میں آپ کو کیا تعجب ب۔ قادیان از روی جغرافیہ دمشق کے مشرق کی جانب واقع ہے نقشہ اور جغرافیہ دیکھ لو قال مسیح الزمان ۵۰ اکلہ سنارہ شرقی عجب مدار چوں خود مشرق است تجلی نیم۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک نظر آپ کی بہت قاصر ہے جو صرف ایک روایت مشرق دمشق کی آپ تحریر فرماتے ہیں باقی روایات کی طرف نظر نہیں یا اولن ت ذہل ہے جب روایات مختلفہ و بارہ مقام نزول کی طرف رجوع کرو گے تب ہم آپ سے وجہ توفیق و توفیق دریافت کریں گے پھر ہم آپ سے اوس وجہ جامع میں کلام کریں گے یا رہا باقی صحبت باقی اوالباقی عند التلا فی۔

قوله صفحہ ۳۷۶۔ میں سچ لکھا ہوں جس قدر آپ کے اس بیان قال اللہ وقال الرسول سے لوگوں کو آپ پر بگانی ہو گئی ہے اور اون کے دلوں میں آپ کی عداوت کی آگ شعل ہوئی ہے اس قدر آپ کے اس مجر و دعویٰ سے کہ میں مسیح ہوں ہرگز نہ ہوتی۔

اقول پھر مولانا صاحب آپ کے دل میں مجر د اس دعویٰ مرزا صاحب سے کہ میں مسیح موعود ہوں وہ عداوت کی آگ کیوں شعل ہوئی یہہ اشتعال تو آپ کے دل میں اوس وقت

یہ پیدا ہوا ہے کہ آپ نے جبریل - علیہ السلام - نزول قبض ارواح وغیرہ کے معنی جو توضیح المرام میں لکھے ہیں دیکھتے بھی نہیں جتنے چنانچہ خط اول آپ کا شاہد ہے جو میرے نام ہی آپ نے روانہ کیا تھا
قولہ صفحہ ۳۷۷ - یہ تاویل نزول بھی صریح انکار حدیث نزول سے بدتر ہے الخ

اقول - نزول کے معنی جو حضرت مسیح الزمان نے لکھے ہیں وہ معنی تاویلی نہیں ہیں بلکہ معنی نزول وہی ظاہر اور معروف عند اہل اللسان ہیں دیکھو کتب لغت موجود ہیں لفظ منزل جگہ اترنے مسافر کو ہی کہتے ہیں تحقیق اس کی مد شوہد گز چکی ہے - اور سچ سچ کے معنی جو آپ کے خیال میں ہیں اون کا اوترنا بحیثیت کذابیہ حیالیہ دلائل نقلیہ و فیزیکیہ سے خلاف ثابت ہو چکا نہ تو سافرانہ طور پر دمشق میں اوترنے سے سچ سچ کا کوئی سبب ہو سکتا ہے اور نہ کوئی تدبیر سے البتہ جو براہین کہ سچ سچ کے معنی کے نہ اوترنے پر قائم کی گئی ہیں آپ اون کو توڑ دیجئے اور پھر اپنے خیال کے بموجب مسیح بن مریم کو جو وجود حضری آسمان پر سے اوتا رو بیجئے اور ہم کو دکھا دیجئے تب سچ سچ کے معنی کے اوترنے کا نام لیجئے ورنہ خطر العتلاہ اور امتحان غیر توہمہ آپ کا غلام قاک نہیں ہو قبکہ کئی شیخ و شاہ کا -

قولہ صفحہ ۳۷۷ - اس میں آپ اپنی اس تاویل و جال پر پردہ ڈال کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سچ سچ کے جال سے ہم کو انکار نہیں شائد کوئی ہو الخ

اقول - لفظ و جال میں ہی کوئی تاویل نہیں کی گئی ہے معنی لغوی جو اس کے ہیں قوم زندگ یا اقبال وغیرہ کی وہی مراد ہے - دیکھو کتب قاموس وغیرہ و شمع حدیث کو غایت اللہ بعض احادیث کا یہ ہے کہ مغلہ جابلہ متعددہ کے ایک و جال اکبر بھی ہو گا لاکن صحابہ کا ہرگز اس بات پر اجماع نہیں کہ و جال آٹوسی زمانہ میں ہی پیدا ہو گا اور مسیح بن مریم اوس کے قتل کرنے کے لئے آسمان سے ہو جو حضری اوترے گا بلکہ مختلف روایات پاسے جاتے ہیں اور بعض صحابہ کا مذہب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکے ہیں اور و جال بھی فوت ہو چکا ہے ابھی تک نظر تہارہمی کتب حدیث و لغت وغیرہ میں قاصر ہے زید عمر بکر کے نقل غبار طبع سے ایسی باتیں جو بموجب پردہ درسی آپ کے علم کی ہیں کر رہے ہو جب احادیث مختلفہ

ماثر مخالفہ کی طرف رجوع کر گئے تب حقیقت حال دجال کی تمپر کسل جاوے گی ابھی تک مرتبہ تعلید میں پڑے موجب مقام تحقیق تک پہنچ گئے ایسی گفتگو مبتدیانہ پر تم کو خجالت و ندامت ہوگی یہ برے گل بھی تو نہ لایا ہی ناقص۔ چل ہوا ہوا سے صبا دیکھا تجھے جب تم دجال وغیرہ کی نسبت ریویو میں تفصیلی گفتگو کرو گے تب ادھر سے بھی تفصیلی گفتگو کیجاوے گی اور اگر آپ کو بہت اضطراب ہو تو حصہ اول اعلام کو دیکھو اور جو اس میں بابت دجال کچھ اندکے تحقیق کی گئی ہے اس کو دلائل سے محققانہ طور پر توڑو ورنہ ایسی نکتہ چینیوں سے آپ کی کیا ہوتا ہے۔
و کمن عائب قد ارجعنا۔ رافضہ من الذین السقیم۔

قولہ ۱۰۔ اس سے ہم اس حدیث کے جس میں دجال کا اور مسیح بن یرم کے نزول کا ذکر ہے اور اسی مسیح بن یرم کے ہاتھ سے دجال کے مارے جانیکا ذکر ہے۔ کب مصدق بنتے ہیں اس کی تفصیل ہی ریویو میں ہوگی۔

اقول جس طرح امام الدینانی الحدیث امام بخاری جو ان احادیث کو اپنی کتاب جامع صحیح بخاری میں پچیس لاکھ معہذا ان احادیث کے مصدق بن سکتے ہیں اور سیطح حضرت مسیح الزمان ہی ان احادیث کے مصدق ہو سکتے ہیں اور پہلے بھی گناہش سے کہ ان احادیث میں جو باہم خلاف اور تعارض ہے اون میں کوئی وجہ توفیق و تملیق کی بھی آپ پیدا کریں گے یا میں اس سے مایوس ہواں و ترک احادیث کثیرہ کا لازم آئے گا اور معرکہ مذکورہ کے آپ مصداق ٹھہریں گے یہ حفاظت شریعت و غایت عند الشیاء اول وہ وجہ توفیق کی میان فرامی جاوے ہم تسلیم کرینگے کیونکہ ہم کو وہ وجہ جامع مضر نہوگی اور آپ کو مفید نہوگی اس کی تفصیل بھی ہم آپ کے ریویو کے جواب میں انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے۔

قولہ صفحہ ۳۷۷۔ اس نفی کو ناظرین خیال میں رکھیں۔ اس نفی کے ساتھ آپ کسی اثبات سے جو حدیث مسیح کی نسبت ظاہر کریں مثبت و مصداق نہیں ہو سکتے البتہ

ہمزہ ہا و حضرت مرثد نے حال کے ساتھ اعتقاد لایا اور تارا اور ہم نے نفس امیہ پر پیش بحث کی ہے ناظرین دیکھیں، اڈیٹر۔

قول خیال میں رکھو یا نہ رکھو ہم تینوں حواشی کا رد لکھ چکے ہیں۔

قولہ صفحہ ۳۷۷-۱ احادیث کا زور آپ کو ہمارے ریویو سے معلوم ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

قول - آپ کے خیال پر سچ کیونکہ اسے کسی حدیث میں زور نہیں صرف آپ کے خیالات کا زور ہے کہ جو دغری آسمان پر سے منارہ شرقی دمشق کے اوپر اتریں گے ریویو کی جواب میں اس کا رد تفصیلی طور پر ہو گا۔

قولہ صفحہ ۳۷۷-۲ اس لفظ سے اپنے ہندوں اور عیسائیوں کے اس دعویٰ کو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ مدد دی اور اہل اسلام کے ان بیانات کی طرف توجہ نہ کی کہ اسلام اپنی صداقت سے پہلا ہے۔

قول ہم آپ کے مسلک کے بموجب کہا گیا ہے ورنہ ہمارے نزدیک تو بموجب اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کے اس سچ موعود کی ایک عمدہ صفت یہ ہے کہ یضع الحرب اذیعیہ الجنۃ اور یہ یہ موضوع ہے کہ اسلام کی اپنی صداقت کے پہلے میں اور سیفی طاقت کے موجود ہونے میں کیا تناقض ہے کیا آپ کے نزدیک زمانہ آنحضرت علیہ السلام و خلفاء راشدین و غیرہ ہمیں سیفی طاقت ہی تھی اسلام میں اپنی صداقت ذاتی نہیں تھی۔ اور حضرت مسیح الزمان کا تو کام ہی یہی ہے کہ اسلام کو صرف اپنی صداقت ذاتی سے تمام دنیا میں پہلا دیں نہ سیفی طاقت سے مولنا میں حیران ہوں کہ ایسی نزاع لفظی اور بیجا نکتہ چینیوں سے آپ کی کیا غرض ہے۔ یہ اعتراضات بیجا تو مسئلہ متنازع فیہا سے کچھ بھی علائق نہیں لیکن صرف کا خدا کا سیاہ کرنا اور اپنے نامہ اعمال کا تباہ کرنا ہے مگر میں انشاء اللہ تعالیٰ بحکم الوزر علی البادی کے اس کے جواب ترکی بہ ترکی میں ماجر ہو گا نہ موزور۔

قولہ صفحہ ۳۷۷-۳ میں نے جہانے کا وعدہ نہیں کیا صرف یہ وعدہ کیا ہے کہ میرے ملن لینے کے بعد وہ آپ پر مستتر نہ ہو گے اور معاملہ نہ کریں گے۔

قول ناظرین اس نکتہ چینی غلطی کو بھی ملاحظہ فرما دیں۔ مولنا صاحب نے اپنے خط میں ہم وعدہ کیا ہے کہ میں مولوی عبد الجبار صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب کو خاموش اور غیر معارض اور غیر مسترض کر دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ فقط اب میں دریافت کرتا ہوں کہ بغیر سمجھائے آپ ان کو

کیونکہ خاموشی غیر معارض اور غیر معترض کر دیوں گے آیا اون پر کوئی جادو کیا جادو کیا یا کوئی منتر پڑا جادو کیا ظاہر ہے کہ آپ ساحر اور راقی تو نہیں ہیں پس آپ اون کو کچھ فہمائش ہی کریں گے اور سمجھا دیں گے پھر یہ نکتہ چینی بچا آپ کیوں کرتے ہیں کہ میں نے سبھانے کا وعدہ تو نہیں کیا۔

کوئی مخالف اور منکر جو معارض اور معترض ہو بغیر سمجھائے اور سمجھے کیونکہ خاموشی غیر معترض اور غیر معارض ہو سکتا ہے۔ ناظرین کو ایسے اعتراضوں اور کٹھنچینیوں سے بخوبی ثابت ہو گیا ہو گا کہ سو لو یہ صاحب کو تحقیق مسئلہ تراز فہمائش ہرگز منظور نہیں ہے۔ اس طول الاغنی سے صرف

یہ علت غامضی معلوم ہوتی ہے کہ ناظرین کو گو رکھ دہندے میں پھنسا دیا جاوے تاکہ سالہ اون کا ایک مدت دراز تک بہت اشتیاق سے خرید لیا جاوے۔ لیکن ایسی نزاع لفظی اور بیجا نکتہ چینیوں سے ہم کو کچھ پروا نہیں ہے کچھ کام نہیں بیچ و خم زلف دوتا ہے۔ کہا یا کر سول سیکڑوں اب میری بلا ہے۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۔ لفظ فقط کا ہم مطلب بخین سمجھتے کہ کیا ہے ۱۶

اقول۔ ہرگز کیطرح ثابت نہیں ہوا کہ مسیح کا دوبارہ جہانی طوف سے آسمان سے اترنا حضرت مرزا صاحب نے الہام سے کہا ہے تفصیل اس کی مع الدلیل عنقریب آتی ہے ناظرہ۔

قولہ صفحہ ۳۸۱۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں بصرفہ ۵۵۱ منقول ہے الی قولہ کہ اس حدیث سے آپ کے سابق اعتقاد زول جہانی مسیح علیہ السلام کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ ~~یہ اعتقاد آپ کا نہیں ہے~~ تاویل سے ذہن بالکل نصوص صحیحہ سے۔

اقول۔ اول آپ پہ ثابت کیجئے کہ حضرت مسیح الزمان نے کس جگہ پر اس اعتقاد نصوص صحیحہ سے ثابت کیا ہے اور کہاں لکھا ہے کہ یہ اعتقاد نصوص صحیحہ سے ثابت ہے یہ آپ کا محض افتراف اور پھر میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ وہ نصوص صحیحہ آپ کے نزدیک الہامی ہیں یا غیر الہامی اگر غیر الہامی ہیں تو وہ نصوص، نصوص باطن فیہ سے ہی نہیں۔ اور اگر الہامی ہیں تو یہ اعتقاد مبنی بر تاویل ہو ا کیونکہ کسی حدیث صحیحہ مرفوعہ میں منطوقاً یہ نہیں وارد ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ جو جو ذعرہ آسمان سے بچھشت کدائی جو شہر درجہ نازل ہوئی گی پس اعتقاد مشہور کا ثبوت

احادیث تنازعہ فیہا سے تباویل ہو اوجہ بالا خلاف واقع نکلا معہذا اس میں کسی پر اعتراض بھی وارد نہیں جیسا کہ اول و ہلد میں خیال یا مہ کی طرف گیا مگر بالآخر معلوم ہوا کہ مصداق اوس کا وہ نہیں تھا بلکہ مصداق اوس کا مذنیہ نکلا اسی تعلق سے حضرت مسیح الزمان نے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ خود انہم لوگ بغیر چہا سے نہیں سمجھتے اور فہم عبارات الہامی میں خود ملہم میں سے خطا واقع ہو سکتی ہے اگر سنیے ہی ان احادیث تنازعہ فیہا کا مطلب جیسا کہ مستشرقین و متاویسین ہی سمجھا اور بالآخر وہ مطلب خلاف نفس الامہ نکلا تو اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۱۔ سیاق عبارت صفحہ ۷۹۹

برآمین احمدیہ او۔ اوس کا ایک فقرہ اس بیان سامی کے الہامی ہونے پر شاہد ہے الخ۔ **اقول** نہ سیاق شاہد ہے اور نہ سیاق آئینہ ثابت کیا جاوے گا کہ یہ محض آپ کی رائے کی خطا ہے جو ہمیشہ آپ کی رائے کو لازم ہے۔ **یلا ذممت لظاہر کل داعی**۔ عمر ہی انت اذکی الا ذکیاء

قولہ صفحہ ۳۸۱۔ تواضع صبر تہذیب اور نرمی کا ایک نمونہ بھی پرائیویٹ اور دوستانہ مراسلت ہے جس میں آخر آپ ایسے گہر کر گئے ہیں کہ اپنے مخاطب کے خیال اور استدلال کی نسبت ابو و لعب کے الفاظ استعمال کر گئے ہیں الخ۔ **اقول**۔ **ما قالہ وانا الیہ راجعون** حضرت اقدس نے اپنے خط نمبر ۷

میں آپ کے خیال و استدلال کی نسبت ہرگز نہ گزر لفظ ابو و لعب استعمال نہیں کیا ذرہ اوس خط کی عبارت پر نظر ثانی ہی کر لی جوتی تب ہی یہیم کتبی ملنی کی جوتی یا آپ ایسے حاکم ہیں کہ کیسی عبارت اور کلام کا مطلب جو آپ پر ہوتا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ **قولہ** دیے لیون بنے تو مسئلہ کی

یہہ سنا ہے کہ علم تابع معلوم کا ہوتا ہے نہ تابع عالم کا البتہ کلم تابع حاکم کا ہوتا ہے پھر آپ کیسے عالم ہیں کہ علم تابع اپنی خواہش اور ہوا کا کرتے ہیں نہ تابع معلوم کا۔ مجھ کو اندیشہ ہے کہ اس لہجہ کی تحریرات پر ہی بلا توجہ اور غصہ کے کہیں ایسے ہی اعتراضوں کے بوجہ ارتکاب کر دے غچہ کو مل ڈالتے پوچھی میں۔ مجھ کو ڈر ہے کہ

یہی ہی دل نہ کھیں مل ڈالو۔ اب عبارت حضرت مسیح الزمان کے دو برو ناظرین کے پیش کیجاتی ہے۔ ناظرین سے طلب انصاف ہے کہ اس عبارت ذیل ہے حضرت اقدس نے اپنے الہامات کو مخاطب کے نزدیک ابو و لعب قرار دیا ہے یا مخاطب کے استدلال و خیال کو اپنے نزدیک ابو و لعب کہا ہے

وہی نہا۔ آپ کا خط آج کی ڈاک میں بھجوا دیا اور اس کے پڑھنے سے مجھ کو بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ
 مکالمات الہیہ دیکھنے میرے الہامات کے امر کو لہو و لعب میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ ناظرین اند کے
 غور فرمادیں کہ مولوی صاحب کی یہ مکتبہ چینی کیسی بچا ہے۔ اور حضرت اقدس کے خطوط سے جو تواتر
 صبر و تہذیب۔ نرمی۔ خاکساری۔ خدا شناسی۔ اور روحانیت ہوا دیا، اللہ کے عبادات خاصہ سے
 ہے وہ یہی ناظرین کو معلوم ہو گئی ہوگی اور اس کا عکس ضد بھی جو مولوی صاحب کے خطوط سے
 ثابت ہے وہ بھی مخفی نہ رہا ہو گا کیونکہ یعرف الاستیاء باضداد ما مقولہ مشہور ہے۔ یہ تو حال ہی
 مراسلت حال کا آگے ہی وہ مراسلت جو ششہ میں ہوئی ہے سو وہ بھی بجز آپ کی طلبہ میرے
 پاس موجود ہے جس کی نقل میں حسب الطلب آپ کے پاس بھیج دی ہے انشاء اللہ تعالیٰ کیسوت
 میں عند الضرورت وہ بھی پبلک کے روبرو پیش کیا دے گی اور اس وقت ظاہر ہو گا کہ آپ کے
 خطوط اور حضرت مسیح الزبان کے خطوط میں وہی فرق ہے جو سحر و اعجاز
 میں یا طلسم و رنگ کے انفاس مسیحی میں ہے مقابل آپ کی آنکھوں کے آہو ہو نہیں سکتا۔
 انہیں کے آگے جا دو گے جادو ہو نہیں سکتا۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۳ حاشیہ مرزا صاحب کا حوصلہ نہوڑا
 ہے آپ گفتگو سے گھبرا جاتے ہیں **القول** مولوی صاحب مرزا دوترا فراموش حضرت مرزا صاحب
 کا حوصلہ نہوڑا ہے جس کو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کا تعلق مسیحی اسلام کی الی و جانی و ملی و نفسی
 وحالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی
 ہے اور آپ نے یہ مدح و ثنا حضرت اقدس مرزا صاحب کے بعد اپنے تجربہ کامل کی بجائی ہے یاد کرو
 عبارت صفحہ ۱۷۶ جلد ۷ نمبر ۶۔ اشاعت شبکہ البتہ آنحضرت کو امور دینی اور لغویات سے بالضرور
 اعراض و احتراز ہے والذین ہم من اللغی معہون۔ ومن جن اسکا المرید ترکہ ماکام بنیہ ورنہ
 بمقابلہ تائید روح القدس کے آپ کے وسوسوں اور ٹیکوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ ہے پاس اپنے
 اوس رخ پر نور سے چراغ۔ اپنے باہ توڑ کھانا ہیں دور سے چراغ سے یحول حول دارہ العالمون
 تو الجحیم۔ بیست اللہ متحرکا۔ یحییٰ نسیم دخی صبا الزمان فکرت حکام باطنی من مخطہ ہلکا۔

قول

اقول

صفحہ ۲۱۴۔ مگر اس جلسہ کا اہتمام ہم اپنے ذمہ نہیں لے سکتے یہہ اہتمام وہ اپنے ذمہ لیون لیں
 باوجودیکہ حضرت اقدس نے اپنے خط موخہ ۱۶ اپریل ۱۳۱۷ء میں جو آپ کے نام لکھا ہے
 یہہ سب اہتمام اپنے ذمہ لے لیا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس قائم رکھنے کے
 لئے انتظام کروادوں گا الی آخرہ لیکن یہہ بھی آپ نے جملہ اوزار ہا نہ ہی کیا اور مناظرہ پڑا مادہ نہ ہوئے کہہ ہی
 تو یہہ غدر کیا کہ اول آپ رسالہ ازالہ اودام میرے پاس بھیج دیجئے اوس کو دیکھ لوں اور آپ کے
 دلائل کا اندازہ کر سکوں اور کہیں یہہ غدر کیا کہ قبل از بساطہ چند اصول کی تہسید کر لوں اور آپ سے اونکو
 تسلیم کر لوں۔ مولوی صاحب جبکہ آپ نے دلائل رسالہ ازالہ اودام کے مضمون کو اندازہ و قیاس کر لیا تھا
 چنانچہ یہہ امر پہلے خطوط سے آپ کے ثابت ہے پھر اب یہہ آڈکسوا سٹے کی کہ بدوں دیکھنے رسالہ
 ازالہ اودام کی بحث ہی نہیں کر سکتے اور اصول موضوعہ اپنے آپ حضرت اقدس مرزا صاحب کو کیا
 تسلیم کرائیں گے حضرت مرزا صاحب وہی شخص ہیں جن کا نظیر حسب اقرار آپ کے پہلے علما اور ادیبان
 میں بہت ہی کم پایا گیا ہے اور فی الحقیقت آپ نے یہہ بہت سچ لکھا ہے کیونکہ جو مناسبت اور تعلق
 قرآن مجید کے عجائبات اسرار و مافوق کے ساتھ حضرت اقدس کو ہی دہ اولین میں سے کم کسی کو
 ہوئی ہوگی۔ حضرت عمر کے مقولہ حسب کتاب اللہ کو اسی سبب الزمان نے صادق کر دکھایا ہے۔
 اور ما فہطانی الکتاب من شیء کی تغیر اسی مجدد الوقت نے تمام دنیا میں شائع کی ہے اور کتاب اللہ
 کو مصداق لادطب ولا یمس الا فی کتابہ میں کا اسی ہادی اور مہدی نے ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے مدبر
 کو دکھایا ہے۔ منوکیں دلم رایا الہی از کتاب اللہ۔ بغیض آن امام قادیانی عارف آقاہ اسی تحت اللہ
 نے تفسیر سورہ فاتحہ کی درج کتاب براہین احمدیہ کر کر مادی و فکستہ فی رب مانولنا علیہ
 قادیان سورۃ من مشلہ کہ تمام دنیا میں مشہور کیا ہے جو معارف و اسرار مصداق مالا عین ذات و کائنات
 سمیت حضرت اقدس نے بتائید روح القدس اس سورہ فاتحہ کی بیان فرمائیں کوئی صاحب
 عالم بتائیں کہ وہ کس تفسیر میں بخیر بیان آئی ہیں۔ ہدفی کل لعلہ۔ نہ و من لسی دنی کل سطر
 منہ قلہ من الدنر باب مدیرہ العلم نے باوجود علم کے جو کسی حکمت کے ادن کو مخبر نہ فرمایا اور تفسیر

کے حصے میں چھوڑ کر یوں جتلیا کر دوشت لاؤ صرف سبعمین بیرومن، تفسیر فاتیح الکتاب۔ لہذا
باللہ شہیداً وہ دقائق و حقائق ایہ ہیں کہ سویدار قلوب اہل انصاف میں بیٹھ جاتے ہیں اور۔
قلب ہنس اور کواخذہ جی کے لیتا ہے صدق رسولہ انکریہ الخکمتہ صالۃ اللہ علیہ اجمعین۔
۵۔ نکالوں بس طے سینہ سے اپنی تیرہ جاں کو۔ بے بیکیاں دل کو چھڑ سے بہ نہ دل چھو بہشت
پیکان کو ۵ عدل العواد دل سولی قلب التائب۔ دھوی کاجہ من فی سوادہ۔

قولہ۔ صفحہ ۳۸ غیفہ نکا کہ کا کون خواستگار، دواست، اقول شنیہ بابت کے
آپ خواستگار ہوئے ہیں اسی سطر میں آپ لکھتے ہیں کہ اس پراسیٹ گفتگو میں جو میں قبل از
انقضاء جلسہ عام جاتے تھا وہاں آگے لکھتے ہیں مجھے گفتگو کرنے کو جلسہ عام پر موقوف نہ کہیں وہ وقت
آتا نظر نہیں آتا۔ بے نیس، یافت کرتا ہوں کہ وہ جلسہ عام وقت میں آتا ہو کیوں نہیں نظر آتا جب
ہی تو کہ آپ اور آپ کے ہم مشرب اس جلسہ عام کا وقوع میں آنا نہیں چاہتے۔ **قولہ**۔

صفحہ ۳۸ پراسیٹ گفتگو کا آپ میں خواستگار نہیں رہا، اقول پھر، بے بیکوں ازالہ اداہم کے
اول دیکھ لینے کی آڑ لکر نمٹ سے رک رہو **قولہ** صفحہ ۳۸۔ اسکے شروع میں جو الفاظ
لہو و لعب استہال کئے گئے ہیں وہ بڑے مدہم ہیں لہذا **قول** جواب اس کا گذر کا لفظ ہو
لب حضرت اقدس نے ہرگز برگز آپ کی استدلال کی نسبت کہا ہی نہیں لکھا تھا۔
قولہ صفحہ ۱۰۸، ۱۲۱ براہین احمدیہ کے مضمون نزول مسمیٰ مسیح کو آپ ایک غلط خیال جانتے

تھے تو اپنے ایک خط میں یہ کہیں لکھا تھا الی قولہ جس پر حکیم براہین احمدیہ اور یو یو براہین احمدیہ
کی طرف آپ کو بلا یا گیا تھا **قول**۔ فائدہ و معلیٰ حال نکون ہما۔ نکون کما نکون فی افواہا۔
القول براہین احمدیہ کے مضمون نزول مسمیٰ مسیح کو حضرت اقدس برز اصحاب وقت تقریر اس مبنی
کے حسب خیال مشہور ایسا ہی خیال فراتے تھے جیسا کہ حدیث مذہب دہلی میں مذکور ہو چکا اور یہ
امر ثابت ہو چکا۔ نہ کہ اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے مگر یہ تو فرمائے کہ یہ تو براہین احمدیہ کو واسطے
فیصلہ اس نزاع کے بڑے زور شور سے اپنے حکم قرار دیا تھا یا اب اس حکم سے بالکل پہچنے اسکی

کیا وجہ ہے اہل انصاف تو سمجھ گئے ہیں کہ جب آپ نے دیکھا کہ یہ دعویٰ حضرت اقدس کا دعویٰ ہے جس کو اشاعۃ الشبہ میں متعدد جگہ تصدیق کر چکا ہوں امکانی طور پر نہیں بلکہ فعلی طور پر اب اگر براہین کو حکم قرار دیتا ہوں تو دعویٰ مثل صادق ہوئی جاتی ہے یہ کیکے بر سر شاخ و بن سے برید خدا و زیستوں نگہ کر دیکھو۔ بگفتا اگر اس مرد سے کہند: با من کہ بانفس خود میکند۔ اب میں ناظرین کو ثابت کر دیکھاتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ دعویٰ ہی ہے جس کو مولوی صاحب تصدیق کر چکے ہیں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ عبارات اشاعۃ شبہ ناظرین کے رد و رد میں کی جاتی ہیں بصوفہ ۱۲ نمبر ششم جلد ہفتم مولوی صاحب نے یہ الہام حضرت اقدس کا مع ترجمہ نقل کیا ہے (۱) یا عیسیٰ انی متوفیاء۔ واخلع الی تو جاعل للذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی وہ الیقینامہ اسے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا اور تیرے پیرو کو تیرے منکروں سے قیامت تک اور پھر کہنے والا انتہی موافق اس الہام کے حضرت مرزا صاحب کے متعین قیامت تک مخالفین پر فائق رہیں گے ظاہر ہے کہ یہ شان سوار مسیح موعود کے اور کسی ولی کی نہیں ہو سکتی مولوی صاحب نے اس الہام پر کوئی حرج قدح نہیں کیا اگر یہ دعویٰ مولوی صاحب کو مسلم بظاہر ہوتا تو جو حرج قدح کرنے سے سکوت کب جائز تھا کیونکر یوں کہنے والے کا فرض منصب ہے کہ جو ناقص اور حرج قدح ہو اوس کو بیان کر دے یہ دھچیر تیرہ عقل است دم فرو بستن۔ بوقت گفتن گفتن بوقت خاموشی۔ اور پھر یہ عرض ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مشیل مسیح ہونا یہاں پر اپنے مسلم رکھا ہے اور انکار نہیں کیا اور اب میں یہ کہتا ہوں کہ جبکہ وفات پا جانا حضرت عیسیٰ کا کتاب اللہ واضح مکتب بعد کتاب اللہ ثابت ہے تو یہ فرمائے کہ مصداق اون احادیث کا جس میں ذکر نزول مسیح بن مریم ہے بجز مشیل مسیح کے اور کون ہو سکتا ہے۔ اور صفحہ ۸ میں نمبر ششم جلد ہفتم لکھا ہے دیکھو انتہا طو لانی جماعت معاذین کتاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جمین لفظ فتح و نصرت موجود ہیں اور بحق موافق یہ شرعاً معتدل ہے یہ سب مریضوں کی ہی تہنیں پانگاہ۔ تم سیمایا بنو خدا کے لئے انتہی۔ اس عبارت میں سیمایا حضرت مرزا صاحب کا مولوی صاحب نے مسلم لکھا ہے اور کوئی تعلق

یا حج قاصح اس سے زیادہ کیا اگر سلم نہ توایا بخروج و مقادح بہ تا تو بیان اوس کی نہ درسی تمام اقل
 شہر بورہنہ انسکوت فی مرض البیان بیان اور صفحہ ۱۶۱ نمبر شہر مہتمم میں لکھا ہے
 ۱۰ مولف کو بافظ یا عیسیٰ مخاطب کرتے ہیں یہ مراد نہیں ہے کہ مولف حقیقت کو وسیع موعودہ
 جس کا اہل اسلام یہ یانیوں رد و نوہ انتظار ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مولف نہت سبب
 علیہ السلام سے مشابہ اور بعض اوصاف میں مائل ہے سو یہی نہ اون کی جسمانی اور ریاست ملکی کے اوصاف
 میں بلکہ صرف روحانی اور تعلیمی صفت میں یہاں یہ مولوی صاحب کو حضرت مرزا صاحب کے
 مثیل مسیح ہونے کا اقرار ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے۔ ہاں مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے سے انکار
 ہے سو اوس وقت میں مرزا صاحب کا خیال ہی ہو جب خیال عام مسلمانوں کے بھی تھا۔ اب کہ
 کتاب منت دنیز الہام سے یہ امر ثابت ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم وفات پانچ پانچ اور بارہ بانی
 طور پر اس دنیا میں نہ آویں گے پس اندر ضرورت ہوا مثیل مسیح کے اور کون صدق اور حادث
 کا ہو سکتا ہے جنہیں مسیح کا نام دنیا میں نہ گور ہے۔ اگر آپ کو وفات میں کچھ شک و تردد ہو تو اوس
 کی نسبت مناظرہ کر لیجئے لیکن مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا آپ کا رس کر تصدیق تسلیم کر چکے ہیں
 اور اسی قول کے حاشیہ میں آپ کہتے ہیں یہ تشبیہ بعینہ ان تشبیہوں کی مانند ہے جو عیسائیوں کے
 اعتماد میں عہد متیق و جدید میں حضرت مسیح کے حق میں ابراہیم سے ویدائش (۱۵-۵) آدم سے
 (روم ۵-۱۷) اسحاق سے (پیدا ۲۲-۲۱) پناہ کے شہر سے (گنتی ۳۵-۶) پہلے پیل سے (خر ۲۲
 ۲۹) پیل کے حوض سے (خر ۳۰-۱۸) بزرگالہ سے (اجار ۱۶-۲۰) وغیرہ وغیرہ سے داد ہیں جن سے
 کوئی مسلمان یا عیسائی یہ سمجھ نہیں سکتا کہ مسیح و حقیقت آدم یا ابراہیم یا پیل کا حوض یا بزرگالہ
 وغیرہ ہوا انتہی۔ ہمارا صرف یہی ہے کہ مثیل مسیح ہونا حضرت مرزا صاحب کا آپ تسلیم کر چکے
 ہیں را وفات پا جانا حضرت عیسیٰ بن مریم کا اوس کو اب تحقیق کر لیجئے تاکہ آپ کو ثابت ہو جاوے
 کہ حضرت اقدس مسیح موعود وہی ہیں۔ اور حاشیہ میں صفحہ ۲۸۷ جو مولانا صاحب مکتبہ چینی کرتے ہیں
 کہ پچائے نمبر ۶ کے نمبر چلے اس مکتبہ چینی کا حال بھی ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ محض بیجا ہے نمبر ۷

بھی مدعا ثابت ہوتا ہے اور نمبر ۷ سے یہی ثابت ہے اور صفحہ ۱۹۰ و ۱۹۱ جلد ہفتم بیان اسی ممالکت میں
 آپ لکھتے ہیں۔ ایسا اتحاد امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلعم سے شیخ محی الدین ابن عربی
 کے مکاشفہ میں منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۲۶۳ میں آپ نے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ
 کا اتصال یہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جادے جیسے وہ ظاہر ہو اور خود نظر آوے جیسا کہ شیخ خواب
 میں آنحضرت کو دیکھا کہ آپ نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب
 ہو گیا بجز ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر نہ آیا۔ نواب صاحب بہوپال نے کتاب اتحاد
 النبلا میں اس کی تائید میں ایک عربی رہائی نقل کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں (قیس)
 نے شب کو ہمارے پاس ہمارے معشوق کے آئینہ گمان کیا تو ہم میں جدائی ڈالنے میں کوشش
 کرنے لگا پس شیخ اپنے معشوق کو گلے سے لگایا پہرہ رقیب آیا تو اس نے بجز مجھ ایک کے لیکو
 ندیکھا پہرہ شعرا سی نقل کیا ہے وہ جذبہ شوق بعدیت میاں میں دو۔ کہ قریب آمد و نشانی
 نشان میں دو۔ اس کے بعد یہ جملہ دعائیہ لکھا ہے رزقنا اللہ من ہذا لا اتحاد فی الدنیا والاخرۃ
 یعنی خدائے عالم کو بھی ایسا ہی اتحاد دینا و آخرت میں نصیب کرے اس اتحاد پر بعض اس وقت
 کے لوگوں نے کچھ اعتراض ہی کئے ہیں جتنے ضمیمہ اخبار سفیر منہ ۱۳۵۷ء کے نمبر ۱۳ و ۱۴ میں اونٹنے
 کافی جواب دیئے ہیں ناظرین ادون نمبروں کو دیکھیں انتہی بلطف یہاں پر تو آپ نے کمال ہی کیا
 ہے ممالکت کا لفظ یہ کہ جس سے اتحاد ہوتا ہے اس کا واسطہ مسیح بن مریم کے آپ اہل
 عقل و نقل سے ثابت کرتے ہیں جس سے ایک وجہ وجہ حذف کرنے لفظ مثیل یا دیگر اوقات
 تشبیہ کی احادیث متضمن نزول مسیح بن مریم میں ثابت ہو گئی ہے عروہ و سبب خیر گرد
 خیرایہ و کان شیشہ گر سنگ راست اور صفحہ ۱۹۱ میں آپ لکھتے ہیں اور صفحہ ۱۹۰
 پیش گوئی تھوڑی جہاں مولف کو بلطف یا عینی مخاطب کیا گیا ہے نقل کر کے اوس کا ترجمہ ابن الفاظ
 سے کیا۔ اے عیسیٰ میں تجھ کو کمال اجر بخشوں گا یا وفات دلوں گا اور اپنی طرف ادھٹاؤں گا اور
 میرے مابین کو اور میرے مابین قیامت تک غلبہ بخشوں گا یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم شریکوں کو حجت

اور پیمان اور برکات کی۔ دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا پہلوئیں سے ایک
 گروہ ہے اور پچھلوں میں سے ہی ایک گروہ ہے اس جا جیسی کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے یوں
 صاحب نے اس جگہ بھی الہام معجزہ نقل کر کے کوئی جرح نہیں کیا اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا
 عالم ملکوت و لاہوت میں مسیح ہونا مسلم رکھنا اور ظاہر ہے کہ مراد اس سے مثیل مسیح ہونا ہی
 اگر مسلم نہ ہوتا تو ترجیح کرنا آپ کا فرض منصب تھا کیونکہ آپ اوس پر یوں یوں کہہ رہے ہیں۔ اور صفحہ ۲۱۹
 وغیرہ میں تو آپ نے اور کمال کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف مثیل عیسیٰ ہی قرار دیا بلکہ مثیل
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مہدی مثیل ابراہیم مثیل آدم علی نبیا و علیہم السلام ہونا بھی تصدیق
 تسلیم کر لیا ہے عبارت اوس کی بہت طویل ہے ناظرین خود اوس کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور صفحہ
 ۵۱ میں آپ کہتے ہیں۔ اور آیت نمبر ۱۱ قرآن میں تو وہ لفظ یا عیسیٰ سے حضرت مسیح علیہ السلام
 سے خطاب مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور دفع سے اون کا جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اڑھایا
 جانا جیسا کہ تمام مسلمانوں کا خیال ہے اور جب اپنی الفاظ سے خدا تعالیٰ نے اون کو مخاطب
 فرمایا تو ان الفاظ میں نہ آیت قرآن میں وہ لفظ عیسیٰ سے اپنے آپ کو اس مناسبت روحانی
 کی نظر سے جو اون میں اور حضرت مسیح میں پائی جاتی ہے اور وہ صفحہ ۱۹۰ رسالہ نمبر ۶ بیان
 ہو چکی ہے مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور دفع سے صحیح ذرا ہیں اس کے ساتھ ہی
 کے الفاظ سے نمبر ۶ میں بخوبی ہو چکی ہے انتہی۔ واضح خاطر ناظرین ہو کہ براہین احمدیہ میں بھی
 ۱۹۸ حضرت مرزا صاحب موعود ہونے کا دعویٰ بھی بھلا کر چکے ہیں اور مولوی صاحب نے اوس
 دعویٰ کا رد نہیں کیا بلکہ تسلیم کر لیا ہے اگرچہ امکانی طور پر ہی سہی۔ ایک عبارت نمبر ۱۱ الہام
 نقل کی جاتی ہے ناظرین اوس کو غور سے ملاحظہ فرمادیں۔ وہ ہونا۔

یہ فقرہ ہی قابل اہتمام ہے۔ ۱۱۔

اس سے بھی ثابت ہو اگر کسی عینی مولوی صاحب کی مذکورہ حاشیہ نمبر ۱۱ حضرت موعود صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب

کو اپنی بھی جاتی ہے جو بنائیت ہی قریب زمانہ میں ہو چکی ہے یہی ہے۔

یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اوتار لیا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورت حقہ اوتار لیا ہے خدا اور اوس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا یہ آخری فقرات اسبات کی طرف اشارہ ہیں کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنی کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیہ میں ہے **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَ عَلَىٰ النَّبِيِّنَ كَلَّا** انتہی۔ اور اگرچہ آپ تکمیل براہین احمدیہ سے دست بردار ہو گئے لیکن یہ یہیچہاں آپ کے سال اشاعت شہ کبھی دوبارہ مثیل مسیح ہونے حضرت مرزا صاحب کے حکم نامہ ہے آگے راویات پا جا نا حضرت عیسیٰ بن مریم کا جس پر بقیہ بحث متفرع ہے سو وہ کتاب اللہ اور نیز اصح الکتاب بعد کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ آگے ہی یہ بحث کہ حل محمول کا موضوع پر مولوی صاحب کی کلام میں بالامکان ہے یا بالاعمال اس میں ہم کلام کو طول نہیں دیتے کیونکہ اس وقت ہم کو مولوی صاحب سے صرف حل بالامکان کو ہی ثابت اور حکم کرنا مقصود ہے و بس یا باقی صحبت باقی۔

قولہ ۳۸۵ و ۳۸۶ آپ اس گفتگو کے لئے انعقاد مجمع عام کو شرط ٹھراتے ہیں جس سے گفتگو میں التذاہن جاتا ہے الی آخرہ **اقول** انعقاد مجمع عام کے فوائد پہلے مذکور ہو اور اس مجمع عام جو ملت غامی آپ کے گریز کی بھی معلوم ہو چکی۔ اور یہ یہی عرض ہے کہ وہ دو حریفی بات آپ نے کیوں نہ کی کہ سبھی جو اس طول لایینی میں آپ بھی مبتلا ہوئے اور اپنے تمام معتقدین کو بھی اس گور کو نہ ہندستہ میں پھنسا یا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وقتاً فوقتاً شہر کیا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ زوالا آپ نے مجمع فرمایا وقتاً فوقتاً شہر ہونے میں ہی تو مطلوب اصلی حاصل ہوتا ہے یہ آیا نہ ہر بیچ سے بھر

خلیل میں مضمون زلف یا مقرر دراز تھا **قول** صفحہ ۳۸۵ د۳ آپ اعتقاد منقطع جہاں ہی مسیح کو جو
 زمانہ تالیف برائین میں آپ رکھتے تھے اور اس کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں ظاہر کر چکے ہیں آنحضرت
 کے اس فعل کی جو باقاعدہ اسمن مشہورہ انبیاء بنی اسرائیل اپنے کیا پہر عکرم وحی اوس کو چہڑو پایا اس
 خیال کی جو کسی الہام کے مینے سمجھنے میں آپ کے دل میں گذرا یہ وہ غلط ثابت ہوا۔ نظیر پڑاتے ہیں اور
 یہ نو غیبیہ ثابت ہے کہ وہ اعتقاد احادیث صحیحہ اور اون کے معانی قطعاً تعاقب سے آپ کے دل میں
 مستحکم تھا جس کو آپ نے کمال وضاحت سے بیان کیا اور اب اوس کا خلاف ایک ایسے خیال سے کیا
 جس کا ان احادیث پر ضرر ہو گا۔ رو صورت اختلاف اس خیال کو غلط سمجھنا آپ کو واجب تھا اگر
اقول چہ ثابت ہو چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی کتاب مصنفہ اپنی میں اعتقاد دیا
 خیال نزول مسیح بن مریم بحکم نصری آسمان سے بحیثیت کذانیہ کو احادیث صحیحہ اور اون کے معانی
 قطعیہ تعاقب سے نہیں لکھا اور نہ اس بارہ میں کسی جگہ کوئی ثبوت دیا۔ اور جبکہ وہ خود تصریح فرماتے
 ہیں اور استہوار دیتے ہیں کہ برائین کی مذکورہ بالا عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدہ کے رو سے
 ہیں جو سرسری اور عام طور پر اس زمانہ کے مسلمان مانتے ہیں نقطہ۔ تو پھر کوئی نصف کہہ سکتا ہے
 کہ وہ اعتقاد حضرت اقدس مرزا صاحب کے دل میں احادیث صحیحہ قطعاً سے
 مستحکم تھا۔ اب جبکہ بدلائل کتاب اللہ واضح الکتب بعد کتاب اللہ اوس خیال کا خلاف نفس الامر
 ہونا ثابت ہو چکا تو یہ الہام متنازعہ فیکہ کیونکر غلط سمجھا جاوے گا اور اس کا یقین و اذعان حضرت
 مرزا صاحب کو کیونکر حاصل نہ ہو گا کیونکہ آپ خود نمبر ۱۱ جلد ہفتم صفحہ ۳۲۷ میں لکھتے ہیں۔ اس کا
 جواب یہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعاً اوس کا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر
 عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت
 ہو جاتا ہے اس یقین حصول کے لئے تو اس کو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اوس کا عدم تمثال
 ثابت کرنا ہرگز ضروری نہیں یہ عرض تحقیق عدم تمثال تو صرف اس یقین کو شرعاً جائز بنانے کے
 لئے ہے و بس۔ اس کی نظیر وہ سونے کا گلاب ہے جس کو ایک شخص نے کسی کان سے پانی سے

یا وہ موتی یکتا جو دریا میں غوطہ لگانے سے اس کے اٹھ میں آیا ہے اس سونے یا موتی کے
 کے حصول کا تو اس کو کامل یقین ہوتا ہے جس میں وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہیں رہتا معہذا
 وہ اس سرزمین کے بادشاہ سے سونایا موتی دکھا کر پوچھتا ہے کہ اسی کام میں لانے کی آپ مجھ کو اجازت
 دیتے ہیں اور میں اس نعل میں آپ کی اطاعت سے خارج اور آزاد تو تصور نہوں گا اس عرض اور
 طلب اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس شخص کو اس سونے
 یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہیں ہے یقین ہوتا تو وہ اسی بادشاہ کو کیوں دکھاتا اور اس
 سے اس کے صرف کرنے کی اجازت کیوں مانگتا۔ اس نظیر کو پھر کراہید ہے کہ سیکوڈیشٹیکہ وہ
 فہم و انصاف سے کچھ بہرہ رکھتا ہو اس میں شک نہ ہوگا کہ ادیاء اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہوجاتا
 ہے شریعت پر اس کا عرض کرنا اور اس کی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف شرمی بناتا ہے
 اس کی حقیقت و اصلیت کو نہیں بدلتا اور نہ بڑا تہ ہے اصلیت حکم عرض الہام سے اس کی
 عظمت نکالنے والوں کی منشاء غلطی کا بیان۔ جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کے حکم
 سے اس کا غنی ہونا نکالتے ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ الہام غیر نبی میں دوسرے شیطانی کا احتمال
 ہے تب ہی ہم اس کو کتاب اللہ پر عرض کر کے یہ دیکھتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور دوسرے شیطانی
 تو نہیں اس میں یہ احتمال نہ ہوتا تو اس کو کتاب اللہ پر عرض کر کے اس کا مخالف کتاب اللہ نہ ہونا
 کیوں دیکھتا۔ اور اس خیال سے شاید وہ ہمارے پیش کردہ نظیر کا نظیر الہام ہونا تسلیم کریں اور
 الہام غیر نبی کو اس سونے کی نظیر قرار دیں جو کسی راستہ سے کوئی پاد سے۔ اور اس کے پتیل ہونے
 میں متروک ہو کر صرف سے پچھے کہ یہ پتیل تو نہیں ہے مگر یہ ادن کی غلطی ہے ہمارے اصول پر
 اس الہام میں جس کو ہم نے غلطی کہا ہے، گو شروع میں قبل استحکام و استقرار الہام و سوسہ کا
 احتمال ہے اور اس وقت اس کو غنی کہا جاسکتا ہے گرجب اس کا قیام و استقرار ہو جاتا ہے تب
 ہم کے دل میں اس کا یقین کوٹ کوٹ کے بہا جاتا ہے اور اس میں دوسرے شیطانی کا احتمال نہیں
 رہتا اور نہ اس وقت اس کو غنی کہا جاسکتا ہے اس وقت اس کا عرض کتاب اللہ پر

محضر ادب تنظیم و اظہار متابعت شریعت کے لیے برتا ہے نہ اس خیال احتمال سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہیں ہے اس حالت میں وہ کتاب اللہ کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا لہذا وہ اُس سونے کی نظیر نہیں بن سکتا جبکہ کسی نے راستہ سے پایا تو اور اوس کے سونے اور پتیل ہونے میں اسکو تردد ہو اور اس تردد کے سبب وہ نہ انہوں کو کتاب پھرنا ہو اس حالت میں تو وہ اپنی خالص ہونے کی وجہ کان سے یہاں گیا ہو، یا اوس درمیان کی برادری میں غلط لگانے سے ناگاہی ہو نظیر بچہ جس کے سونے اور موتی ہونے میں یا بدہ کو کوئی شک نہیں ہوتا اور بادشاہ وقت سے وہ اُس کے کام میں لانے کی اجازت صرف اسکی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہو انتہی بظن

قولہ - صفحہ ۳۸۵- اور اگر اب وہ اعتقاد آپ کے نزدیک سنن مشہورہ نبی اسرائیل یا الہام کی غلط تاویل کے نظیر ہو گیا تھا تو آپ پر اس امر کا اظہار واجب تھا اور اس مضمون کا اشتہار میں فرض کر لیا کہ صفحہ ۲۹۸ و ۲۹۹ میں جو نبی حضرت مسیح علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ آنا اور جہاں نازل فرمانا بیان کیا ہے وہ مطلب الہام کو غلط سمجھنے یا اوس وقت کے گمراہ سالانہ کی تقلید تھی تاہم

اقول - اظہار اور کتب کہتے ہیں حضرت اقدس کے خطوط وغیرہ میں اظہار و اشتہار سب موجود ہے علاوہ برین حضرت عیسیٰ کی وفات پا جانے اور دوبارہ نہ آنے کا اشتہار، مینا جو فتح اسلام و توضیح مرام میں مندرج ہے اُس خیال کا تعطیل کرتا ہے۔ اور غلام احمد بن غلام قمری کا عیسیٰ بن مریم ہونا جس کا ثبوت پہلے گزر چکا آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کما تر اور یہ بی ثبات ہو چکا کہ دعویٰ مثیل مسیح ہونے حضرت اقدس کا براہین احمدیہ میں مذکور ہے بلکہ موعود ہونا بھی بملا مذکور ہوا ہے اور وہی رسائل فتح اسلام و توضیح مرام میں مع زیادت بیان موجود ہے اور وفات پابنا حضرت عیسیٰ کا اور دوبارہ نہ آنا اس دنیا میں جسم غرضی مبرجین کتاب و سنت و الہام حق کے ہی ان دو امور کو ناخن منسوخ قرار دینا ایک کمال درجہ کا مغالطہ ہے جس سے ادنیٰ منصف ذی لب و اعتدال واجب سمجھتا ہے چہ جائیکہ آپ جیسے فاضل محلی صلیب اب بھی وقت ہے یا تو اپنے حال کے عقیدہ مخالف عقیدہ سابقہ کی غلطی کا اشتہار دیجئے ورنہ لوگ آپ کو ریویو لینے جانچ ساقی نہ دجے

اشاعہ شیعہ سے پورا الزام دیں گے اور آپ کی تحریر آپ پر محبت ہو جاوے گی یہ تیری اوصاف
 بلا سے جو اپنا بول بالا ہے۔ کیسکی بات اپنی بات پر اونچی نہیں ہوتی **قولہ** - صفحہ ۳۸۶ (۵۳)
 روحانی طور پر آپ کے شیخ المسیح ہونے (جس کا بیان صفحہ ۴۸۸ وغیرہ میں ہوا) میں اصرار کیا ہے،
 کے امکان پر پیر سکوت کیا اس کا صحیح اقرار اشاعہ مسندہ نمبر ۱۰ ص ۱۰۰ موجود ہے مگر اس
 سکوت یا اقرار سے آپ نے جدید دعوے کو کیا فائدہ پہنچا ہے پہر آپ کس خیال سے بار بار میری
 کلام کا حوالہ دیتے ہیں! **اقول** جبکہ روحانی طور پر حضرت اقدس مرزا صاحب کے مسیح یا مثیل
 ہونے کا آپ اقرار کر چکے ہیں تو ہم سوا اس اقرار کے اور کسی البام کی تصدیق پر آپ کو مجبور نہیں
 کرتے صرف یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم کا وجود عصری آسمان پر اٹھایا جانا کتاب اللہ سینت
 صحیحہ صریحہ الدلائل سے ثابت کر دیجئے جس کے آپ مدعی ہیں اور اگر آپ یہ ثابت کر سکیں
 اور بتائیں، مات پا جانا حضرت مسیح بن مریم کا کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے
 ثابت کر دیا تو پھر آپ ہی فرمائے کہ سوائے مثیل مسیح کے اور احادیث کا صدق جن میں مسیح
 بن مریم کا نام نہ ہے کون ہو گا خصوصاً اس حالت میں کہ مثیل موعود ہونے کی تصدیق
 آپ کر چکے ہیں سنا کہ تصدیق نہیں کی تسلیم کر چکے ہو سنا کہ تسلیم ہی نہ ہی آپ نے دیو یو میں
 اس پر سکوت کیا۔ نہ والد سکوت فی معرض البیان بیاں قاعدہ مسلمہ مشہور ہے اور حاشیہ
 نمبر ۱ میں جو کچھ آپ کو نظر نہیں آیا وہ سب کچھ پہلے نظر آچکا ہے اور اس کے دلائل کتاب سنت
 سے آپ کے رسالہ دیو یو میں مندرج ہیں اب اگر کسی غرض نفسانی سے نظر نہیں آتا تو پھر اون دلائل
 پر نظر ثانی کر دو اور اپنے دیو یو کا دیو لکھو اور اس شعر کو پڑھتے جاؤ کہ چوں غرض آمد نہر پوشیدہ شد
 صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد۔ آپ کی اس تحریر حال اور دیو یو سابقہ میں زمین اور آسمان

ملہ ناظرین اس اقرار کے اقرار کرنا دیکھیں کہ سب سے جگہ کا نام ہے۔

تھ کہ دیو یو میں حسب اقرار دیکھئے کے امکان کے قائل ہیں اور اس جگہ اسی نئے کے متعلق کے قائل

ہیں و شتان بینہما ختم

کافرق نظر آ رہے **قولہ** صفحہ ۳۸۶ جس حالت میں آپ خود اسکی تکذیب کر چکے ہیں الخ
اقول خیال مرزا صاحب کا خیال عام مسلمانوں کا ہرگز ہرگز الہام حق کی تکذیب نہیں کر سکتا۔
قولہ صفحہ ۳۸۷۔ اس عبارت کی سیاق سے اور اس کے ان الفاظ سے کہ اس
 عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اپنے اس مقام پر کہا ہے وہ الہام سے کہا ہے
 صرف یہودیوں (و زعم جناب مسلمانوں) کی تقلید سے نہیں کہا بنا علیہ یہ جدید الہام اس الہام
 قدیم کے مخالف ہے الخ **اقول** دیکھتے ہیں انہم تیرے سے ظلم کس تم۔ پہولتی تیری وفا
 پیارے لگا لگی تھیں۔ مولانا سابق میں جبکہ آپ خود صفحہ ۲۵۸ مسیح کا جسم کے ساتھ اوٹھایا جایا
 یا نزل اسبطرح پر عام مسلمانوں کا خیال فرما چکے ہیں اور حضرت اقدس مرزا صاحب نے جا بجا
 خطوط وغیرہ میں تصریح فرمادی کہ یہ مسئلہ الہامی نہیں ہے بلکہ خیالی ہے اور اسی خیال شہور
 کے سبب براہین میں درج ہوا پر اب اس کو الہامی قرار دینا کیسا بیجا اور بھل ہے اور لفظ
 رظاہر کیا گیا) سے جو آپ کا تشبہ و استدلال ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جملہ
 ناظرین کو اندھا بنائیں اور اپنے آپ کو بنیاد دیکھتا تصور فرما رہے ہیں بہلا میں دریافت کرتا ہوں
 کہ حضرت مسیح ارناں نے کس امر کی نسبت لفظ رظاہر کیا گیا، کا استعمال فرمایا ہے آیا مسیح
 کے دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنے کو اپنے روحانی طور پر مسیح کے مثیل ہونے کو بشق
 اول ضرورت تھا کہ یہ عبارت دیکھیں اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے) اول میں ان دونوں کی ہوتی رہے
 آپ کا یہ استدلال ایسا ہے جیسا کہ یہ شورش ہو رہے ہے چہ خوش گفت است سعدی
 در زینجا۔ الا ایاتہا الساقی اور کاسا دنا دلہا۔ اور بشق ثانی باوجود موجود ہونے لفظ لاکن کے
 آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مسیح کا دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنا بھی اسی عبارت رظاہر کیا گیا، کے
 تحت میں داخل ہے اور الہام ہے بذیہ و جہا۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۷۔ مگر شاید اس میں آپ
 یہ غدر کریں کہ الہام کی عبارت ایک حد تک ختم ہو چکی ہے اور اس کی آخری عبارت جس میں
 مسیح کے جسمانی مصداق ہونے کا بیان ہے غیر الہامی ہے الخ **اقول** یہ کیا خط مستور

اول عبارت جو قبل لفظ دظاہر کیا گیا، کے ہے کیطوریہا ہامی نہیں ہے بلکہ غیر الہامی ہے اور آخری عبارت جو تحت اور ذیل میں دلیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے) کی ہے وہ الہامی ہے جتنی ہے۔ اور الہام جدید آپ کو کوئی تسلیم نہیں کرتا آپ صرف مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا مسلم رکھئے۔ اور وفات پا جانا حضرت مسیح بن مریم کا اور دوبارہ نہ آنا اون کا بعد منصری جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے ہم کتاب اللہ و اصح الکتاب اللہ سے تسلیم کیا میں گے انشاء اللہ تعالیٰ پیرا مذہب صورت اول احادیث کا جنہیں نزول بن مریم مذکور ہے سوائے مثیل مسیح اور کون ہو سکتا ہے کما قدر مآداً۔ اور خیال مشہور کا خلاف نفس الامر ہونا حضرت اقدس کی طرف سے مشہور ہو چکا اور استہوار کے کیا معنی ہیں آگے رالفظ یعنی جو ذرا صاحب کی عبارت میں مذکور ہے سو وہ اپنی رائے سے تفسیر کے واسطے ہے نہ بیان نفس الہام کیا ہے۔ یعنی کے تحت میں داخل کر کر اوس کو آپ کہیں الہام نہ قرار دیجئے گا **قولہ** صفحہ ۳۸۷ (۷) مولوی نور الدین صاحب کے خط کی نسبت آپ نے ایک رائے ظاہر نہیں کی میں پیراس کا مطالبہ کرتا ہوں۔

اقول۔ ایسے امور کی بحث کر رہے کہ فضول و لاینی ہے حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے اباحت فضول کو کر رہے کہ اپنی تحریرات میں کیدوں درج فرما دیں گے۔ اور دعوے مثیل مسیح ہونے میں کوئی جڈت نہیں دہی دعوے قدیم ہے فقط **قولہ** صفحہ ۳۸۸۔ اس خط میں ہمارے خط نمبری ۱۲۰ کی کسی بات کا جواب نہیں صرف اسی پرانے دعوے کا اعادہ ہے کہ پرائیویٹ گفتگو میں کچھ فائدہ نہیں لہذا ہم جلسہ عام میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں **اقول**۔ آپ کے خط نمبری ۱۲۰ کا جواب مفصلاً لکھا گیا اور اس جواب آخری میں آپ نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جو قابل جواب ہو لہذا آپ کی تحریر آپ کی خدمت میں بہ تفسیر سیر الہیہ

۱۔ مولوی صاحب نے ہر ایک خط کے آخر میں بنا تخلص نامہ شفق لکھا ہے اور حدائق میں ہاں صحت کے ہوئے ہیں اور جو تخلص ۲۔ صحت کے ہیں وہ میں سے ایک شخص کہی دہنوں کیا بہار ملا ہے پشانت ہو گیا ہو کایں باسی نامہ کو اسطے اور کہ دعویٰ نہیں کرتا مضمون شعر کے ٹخنے پر لکھا کرتا ہوں ۳۔ حضرت نامہ جو آہیں دہدہ مل مرش ماہ۔ کوئی ہو کہ ہم تہجد کے کہہا ہو لکھا گیا خط ہے۔

کیجاتی ہے۔ انہیں کومت و فعل ماندا۔ بانہ سے آید نڈالا راصدا۔ اس تحریر کے اشاعہ اور
 اشتہار سے آپ نے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کو حسب اقرار خود قطع کر دیا ہے نہ حضرت
 اقدس مزار صاحب نے سے مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں۔ تم میں دو وصف
 ہیں بخوبی ہو خود کام بھی ہو۔ اور محاصرانہ مباحثہ کی بنا کو آپ نے قائم و مستحکم کر دیا۔ مہربان
 ہم آپ سے دوستانہ و برادرانہ بحث اپنی جانب سے ترک نہیں کرتے اور پرائیویٹ ملاقات
 بھی چاہتے ہیں کیونکہ ایسے مسائل کے اختلاف کذاشی میں بیہ بن من ہوتا ہے حسب اقرار خود
 اشاعہ ہرگز جائز نہیں اگر آپ محاصرانہ مباحثہ کے لئے حاضر ہو سکتے ہیں تو ہم منصفانہ مناظرہ عام
 کرنے جس دن اور جس مقام میں مباحثہ کرنا چاہیں ہم حاضر ہیں۔ ہمارے میدان ہمارے ہمارے
 ہمارے گو۔ اتفاقاً مجلس عام کا انتظام حضرت اقدس کے ہی ذمہ ہے اگرچہ بغیر انصاف آپ کے
 ذمہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ۔ ب۔ ت۔ پید آپ ہی مخالف اور راہ اور کذب نفرت مسیح الزمان کے
 بنی ہیں اور بعد تقرر تاریخ و مقام حسن نظام حاضر ہونا آپ کے ذمہ ہے خواہ آپ کہیں ہوں
 کیوں کہ آپ کے حاضر ہونے میں بڑی دہائی جو آپ کو پیدا ہوتی صرف راہ اور خرچ
 سفر ہی ہتی بقول شخص سے گر جاں طلبی۔ ضائع نہایت۔ ورنہ زر طلبی سخن برا نہایت۔ سو
 اوس کی نسبت نسبت ہی الزمان کھیل ہو چکے ہیں جس کو آپ نے بڑی خوشی سے لکھا کہ سفر کا
 خرچ دینا تو آپ مان ہی چکے ہیں۔ لانا۔ ہمارے پر اس صرف قلیل کی کیا پرواہ ہے جو آپ کی زاد راہ
 میں ہو گا ہزار ٹاڈو پیسے ایسے ہی مسافر میں صرف ہو رہا ہے جس کے آپ بی سہ ہیں۔ قراہ
 کف ازاد کاں نگیر مال۔ نہ صبر و دل عاشق نے آب و زرع مال۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ
 اپریل میں آپ کا غم سفر تھا اس غم سے کہ کچھ ہندوستان سے روپیہ تحصیل کیا جاوے
 اسی مباحثہ کے شوق سے آپ نے اس غم کو فراموش کیا ہے کیونکہ بیہ مباحثہ آپ کی مطلوب کیونکہ
 سہ۔ تجارت نیرضا جہنہ ملوی صاحب کی ہے جو انہیں بر ملا ہوتی ہے ناظرین بغیر انصاف ملاحظہ فرمائیں اور

بمترکہ ایک تہید کے پیشکار تحصیل زیرگیر گیا ہے۔ مگر جلسہ عام مناظرہ کو آپ نے ماہ اپریل میں بھی ٹھکایا۔
 جیسا کہ ۸ مارچ کو پیر کل ماہ مارچ کو بھی ٹھکایا اور کچھ ایفا و اہتمام نکلیا اور پیر بعد ملے جملہ عزت کے آپ نے
 ازالہ اودام کے دیکھ لینے کی ہرگز کی حسب ارشاد و ہدایت حضرت مسیح الزمان کے پہلے ہی سے اپنے
 ایسا کچھ کیا ہوتا ہر حال مثل شعبہ ہد ہے کہ ہرچہ دانکند کنہا داں لیک بعد از خطر بی بسیار۔
 اب اتنی قحج البتہ پیدا ہو گئی کہ لوگ آپ کو گریز کی طرف غصب کریں گے اور صاف کہیں گے کہ آپ جلسہ
 پرائیویٹ کے جیلہ وہانہ سے مباحثہ کو ٹلاتے ہیں یہ اصل دعا کا جواب ہے راجواب۔ سبب شتم و
 طعن و طعن جو آپ کے خطوط مابقیہ موسومہ احقر وغیرہ میں نسبت حضرت مرزا صاحب کے مندرج
 ہے اور فیضان خطوط موسومہ حضرت مسیح الزمان ہیں موجود ہے سو ہمارے طرف سے یہ ہے اور گیلٹ
 ہی ہمیشہ ہی رہیگا۔ بدگمتی و خورسندہ غفاک اللہ کو گفتی جواب تلخ ہے زمیند بصل شکر
 خارا۔ اگرچہ اس عہد و بیان کو آپ نے مدت سے تقض کر دیا ہے مگر ہم نشا اللہ تعالیٰ اس کا نقص
 نہ کریں گے۔ یہ بدگوئی ایسی مسیح نانی ہم کی نسبت جبکہ آپ تصدیق کر چکے ہیں کب منرا وار ہے
 اور روزانی روحانی اشخاص مصدق کی نسبت آپ کو ایسے ہی اخلاق سے پیش آنا چاہئے۔
 خصوصاً ایسے شخص منکسر اور متواضع کے مقابلہ میں جو آپ کو اون الفاظ سے یاد کرے
 جو خط نمبر ہی ۳۰ اور باقی خطوط کے فقرات زیر نشان میں مندرج ہیں آپ اون کو مکرر
 ملاحظہ فرمادیں اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر انصاف سے لکھیں کہ آپ کے الفاظ مندرجہ
 خطوط موسومہ احقر وغیرہ جو نسبت حضرت مسیح الزمان کے ہیں آپ کے اقراآت کی نسبت
 کیا لکھ ہے ہیں مرایا و توافر ازموش۔ لان اسی فرض سے آپ نے ان فقرات پر نوٹ لگائے
 تھے اپنے ہمہ پر احسان کیا کہ اپنے نوٹوں کی طرف ناظرین کو توجہ کرنے کا جلد موقع دیا اور اپنے
 حاشیہ نمبر صفحہ ۳۸۲ کو بخوبی نگذیب کیا۔ ان الفاظ کی تحریر سے آپ نے ایک احسان ہمہ پر کیا کہ
 ۳۸۲ یا قبل سے جو آپ کے دل میں سود غلنی کے بخارات اودھ رہے تھے اور وہ کسی معقول وجہ

پر بنے نہ تھے اسوجہ سے آپ اُن کے اناہار میں قائل فرماتے تھے وہ سب خلیلہ غنی میر ظاہر ہو گئی
 اور چوڑھواں آپ کے ساتھ حسن ظن، اتقا و اتباع کا تہا اور سکونہ باد کہلایا اور جو امکانی تصدیق ریویو برائین
 میں ہو چکی ہے وہ اب بھی قدیمہ الہامات کی نسبت جن کا نام آپ نے جریدہ الہامات رکھا ہے ایسی رائے
 خلاف کتاب و سنت ظاہر کرنے سے مانع ہے کیونکہ وہ تصدیق غنی یہ سہی امکانی ہی نہیں مہرہن بہ
 کتاب و سنت ہے اور کتاب و سنت صحیحہ حکم انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ محافظون اب تک
 موجود و محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہیں گے گو آپ نے بموجب اوس الہام کے جو حضرت
 اقدس کو ہوا ہے محمد و اہل و استیقتہا انفسہم ظلموا علوا اوس کو اناہاد یا لہذا ہم کو اوس
 بدگواہی کے مقابلہ میں شکر یہ وادب ہے اور اوس کی جوابدہی ترکی بہ ترکی جو کی گئی ہے وہ حرف
 اس غرض سے کہ آئندہ کو آپ کا زور کبر اور غرور علمی جاتا رہے اور حضرت اقدس مسیح الزمان نے
 آپ کے جواب تفصیلی کی طرف اس لئے التفات نہیں فرمایا کہ ایسے جواب کے لئے اور بہت لوگ ہیں
 اور مصرع سے کلوح انداز رپا و آتش سنگ است پر عمل کر کے مستعد بہتر ہے کہ آپ اس عادت اور
 عقیدہ کو جو بعد زمانہ تالیف یلویو براہین احمدیہ کی نسبت حضرت مسیح الزمان کے اختیار کیا ہے چھوڑ
 دیں ورنہ آپ کو یاد رہے کہ ہ آسمان یار سے اور شے کا قصد آتش نکر چھوڑا اس در کو مودیوار
 سے مکرانیکا۔ اور اس شعر کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھا کریں وہن خویش بہشت نام میلا صاحب
 زیر زرقاب ہر کس کہ دہی باز دہر۔ اور شہر تہار ۲۶ مارچ میں جو الفاظ علم کی پر وہ درمی اور
 حیا و ایمان کے مخالف، یکے گئے ہیں وہ تو نہایت تہذیب سے مستحال کئے گئے ہیں ثبوت اس کا
 یہ ہے کہ آپ نے اُن کی تاویل جمالی و صخی بہ قائلہ اپنی طرف سے کر کے مخالف تہذیب قرار دیئے
 ہیں اگر نفس الفاظ مندرجہ استہتاہر خلاف تہذیب ہوتے تو اُن کو دوسرے الفاظ سے بدل کر
 تاویل کرنے کی آپ کو کیا حاجت ہوتی ظاہر ہے کہ کسی فعل کو خلاف حیا و ایمان کے کہنا اور بات
 ہے اور رستہ تہذیب ہے اور کسی شخص خاص کو بے ایمان یا بے حیا کہنا چاہیو گئے ہے جو خلاف
 ہے کیونکہ جو بے سلسلہ مکانات میں حب و اڑ و لہذا عیاد داخل ہے وہ سلسلہ مشقتات میں کیونکہ داخل ہو سکتی ہے مگر نہ

تہذیب ہے آپ ان دونوں جہاتوں کو عفا سادی کو کیونکر کہہ سکتے ہیں باقی آئندہ۔ اب ہم اس حصہ دوم اعلام کو اور نہیں الفاظ کے ساتھ بتغییر یہ ختم کرتے ہیں جن کے ساتھ آپ نے ریویو براہین احمدیہ کو ختم کیا تھا وہ ہونا۔ یعنی اس کتاب براہین احمدیہ کی خوبی اور بخیر اسلام نفع دہانی اس کتاب کو چشم انصاف پرٹھنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں بخیر نہی لہذا بحکم اہل جلال و الا احسان کا ذہل اسلام پر دہل حدیث ہوں خواہ مخفی شیعہ ہوں خواہ مسلمانی و غیرہ یعنی خواہ مولوی محمد حسین صاحب ہوں اس کتاب کی اور اس کو مولف کی نصرت اور اس کے مصارف طبع کی امانت واجب ہے اور ترک واجب سے مولوی صاحب وغیرہ بالضرور گنہ گار ہوں گے۔ کیونکہ مولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا کر تہدی کی ہے اور یہ ہندو کی اکثر روئے زمین پر کدوسی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبویہ مجدیہ سے جس سے وہ اپنے الہامات و خواصق مراد رکھتے ہیں، بختم خود ملاحظہ کر لے پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہی حق نہیں ہے کہ فی کس دہسی فی گہرا یک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنی قیمت دیکر خرید کریں اور اسپریشٹر ٹریپس سے جماد سے چند و آدم جاں خرم بجز اللہ کہ بس ازراں خرم باب ہم اس ریویو کو دعا پر ختم کرتے ہیں۔ اسے خدا اپنے طالبوں کی رہنما و نیران کی ذات سے اور ان کے باب سے تمام جہان کے مشغفوں سے زیادہ رحم فرما تو اس کتاب اور اس کے مولف کی محبت لوگوں کے دلوں میں خصوصاً مولوی محمد حسین صاحب کے دل میں قال دے اور اس کی برکات سے اور ان کو مالا مال کر دے اور کسی اپنے صالح بندے کی اذیت اس خاکسار شمسار گنہ گار کو پہی اپنے فیوض و انعامات اور اس کتاب کے انحصار برکات سے فیض یاب کر آمین و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العزیز العلیم

سربا لا تنزع قلوبنا بعد اذ هدیتنا و هدب لنا من لدنک رحمۃ افان انت الوہاب العزیز العلیم

اشہارِ خدمتِ علما و مصار و دیار

اس عاجز پھر ان نے اکثر کتب متداولہ حدیث میں جستجو و تفحص کیا کہ یہ خیال ہم اہل اسلام کا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کا صعودِ اولیٰ آسمان پر اور دوبارہ نزولِ آسمان سے پہلے دونوں وجودِ عفریٰ میں کسی حدیث صحیح مرفوع متصل صریح الدلائل میں موجود ہو لیکن میری تھخص میں کوئی ایسی حدیث نہیں ملی اور قرآن مجید میں جو رنج ہے وہ بعد وفات کے ذکر ہے جیسا کہ سب مقدسوں کے واسطے ہوتا ہے نہ صافح الی الشما مجید عنصری۔ لہذا اگر کوئی اہل علم محدث ہوں یا مفسر اس خیال کو حدیث کذاشی موصوف الذاکر سے نصاً ثابت کر دیں تو فی حدیث یہ پھر اس ادنیٰ خدمت میں میں رہے حق المخت پیش کر گیا کیونکہ اعتقادات کیواسطے ادنیٰ درجہ ایسی دلیل کا ہونا نہایت ضروری ہے اور یہ میرا اقرار صحیح و قافیٰ تصور فرمایا جاوے فقط

المشاہور خاکسار محمد احسن امروہوی نزیل بہو پال

مناجات

يَا رَبِّ اِنْ عَمِلْتُ ذَنْبًا فَاَنْتَ كَتَبْتَهُ
اِنَّكَ لَا يَجُوزُ لَكَ اِلَّا الْحُسْنُ
فَلَقَدْ عَلِمْتُ يَا رَبِّ عَفْوَكَ اَعْظَمَ
مِنْ الَّذِي يَدْعُو وَيَجْأُ الْمَجْهُومُ
فَاِذَا رَدَدْتَ يَدِي فَمَنْ ذَا يَرْحَمُ
مَا لِي اِلَيْكَ وَسِيلَةً اِلَّا النَّبِيُّ
وَعَلَامَ اَحَدٍ كَتَمَ اِلَيَّ مُسْلِمًا

15

چونکہ آپ اپنی سونفنی پرعت سے نازاں ہیں اور اسی سونفنی کی بنا پر الفاظ غیر مناسب و ناملائم
و خلاف تہذیب غلط و موسومہ افتقر سابقہ میں بھی لکھ چکے ہیں جنہیں نیز صبر کیا ہے اور کچھ جواب
نہیں دیا۔ اور نیز حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تم کے مقابل میں بھی اپنے ہی شرط پیش کی تھی
حکیم صاحب مدد و ح نے یہی بسبب اپنے حکم کے اس کا جواب شافی و متحرکی بہ ترکی نہیں دیا لہذا
اسے قایم دوست نے آپ کے خط حال کے جواب میں واسطے آپ کی تنبیہ کے کسی قدر طول دیا ہے
آپ ملول و غمناک نہ ہو کہ سونفنی اور استعمال الفاظ مناسب کا ترک فرما دیں فقط
بِالْوَحْدِ

نحوہ ونسلی علی بنیہ الکریم ۱۱ فی بخاری قولہ یا ایہا الذین آمنوا اجبتوا کثیرا من الظن
الکثیر حدثننا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا ما مالک عن ابی الزناد عن ابراہیم
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والظن فان الظن کاذب
الحديث ولا تحسوا ولا تجسسوا ولا تاجسسوا ولا تقاسدوا ولا تباغضوا
ولا تتباغضوا ولا تحسدوا ولا تباہدوا ایضا قال صلی اللہ علیہ وسلم حب الیہا
من کل خلیفۃ من ذالک الحق ان میرے پرانے مرزا صاحب کے ہونے سے
میرے اس میں کہیں حال میں آیت محمد و اہل و اسرتہ علیہم السلام و علوم کے
مصدق حضرت مولوی محمد حسین صاحب اسلام علیکم و علی من لدیکم آپ کا نام نامی بدعت

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴

مناظرہ و گفتگو در بارہ حضرت مرزا اسلمہ و متضمن دیگر امور پیچیدہ ان کے پاس پہنچا مشکور و شاکر یا داری
 فرمایا۔ بعض ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور نسبت بعض کی مذکر کرتا ہوں یعنی امانت آپ کی خطوط
 چہار عدد بجنہ مرسل ہیں۔ اور قیمت اشاعتہ الشبہ مبلغ سہ روپیہ کلدا پیش کش کرتا ہوں اور سکو
 تو ضرور بالضرور آپ قبول ہی فرمائیں گے کیونکہ جو اصول و فروع کا وہی لب لباب ہے وہ فاضلہ
 کو جہہ در فکر فروع است اصول۔ گاہ اندیشہ معقول گذر معقول و اس ہمہ از پے آنت گذر میخورد۔
 مردمان را ہمہ خواند بخدا و بیسول (۲) ماشاء اللہ آپ کا ضبط جوش اور حوصلہ عالی تو عالمگیر
 مشہور ہو گیا ہے پر اب مکر آپ اوس کو جہانگیر کیوں مشہور کرنا چاہتے ہیں کہ تحصیل حاصل ہے
 اور پھر اس احقر سے پرائیویٹ طور پر اوس کی اثبات نفی کی کوئی ضرورت نہیں میں اس کا
 پابند ہوں من حسن اسلام المرأتی کہ سالہ یعلینہ (۳) جو افلاط آپ کے اس پیچہ ان
 کی رائے میں نیک نیتی سے معلوم ہوئی میں حصہ اول و دوم اعلام الناس میں جو مکر چکا ہوں۔
 حصہ اول آپ کی خدمت میں پہنچ چکا غفریب حصہ دوم ہی انشاء اللہ نکلتے پہنچے گا درجہ
 فرمائے ان اللہ مع الصابرین پر اب مجھ کو کر آپ کے افلاط کو اظہار کی کوئی ضرورت
 نہیں معلوم ہوئی مجھ کو آپ سے فرماتے ہیں۔ اور اگر آپ کو صبر نہیں ہے تو یا حصہ اول
 کا جواب تحریر فرمائے یا اوس کے مضامین مہندگی تصدیق کیجئے اور یا حصہ دوم کے جواب
 نزاع فعلی کی بحث اوس میں بذاتہ داخل کیجئے ورنہ آپ کی درخواست مناظرہ بغیر جواب دئے
 ہوئے اعلام الناس کے عکس القضیہ ہے فائت و رجوع یہ کہ بمنزلہ عکس النقیض کی ہوگی
 عکس ستوی تو نہیں ہے (۴) حکیم نور الدین صاحب اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام
 جو مباحثہ آپکا ہوا اوس میں آپ نے کون کون سے آداب مناظرہ کو استعمال کیا ہے چکیں
 امید ہے احترام آپ کے مناظرہ اور گفتگو میں کرے میں جواب البصاحۃ حلت بالذات
 مقولہ شہودہ ہے لہذا حکم الیاس احمدی الراحتین اس ناچیز کو آپ کی ذات بابرکات سے
 الہی راحت حاصل ہوگئی ہے کہ میں آپ سے بسبب آپ کے اعلیٰ مقام کے جو توفیق میں

وہدا میں بحد دلوفت سئلہ اللہ تعالیٰ فہ تخق ہذا لجماع الذی کان علیہ النبیون
والمرسلون والمصدیقون والشہداء والصالحون رضی اللہ عنہم اجمعین اللہم اھدنا
الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم فیہم لا مضوی علیہم ولا الضالین
امین۔ رابعاً آنکہ یہ استحقاق استعمال سبب و شتم یا الفاظ نامناسب کا جو بناء علی سوا النطن
آپنے حاصل کیا ہے خصوصاً تحقیق مسائل دین میں اس کا نتیجہ بجز جہال و مرا اور بغض اور
تھانہ نہی عنہا کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا پس ایسے سافرہ محض جث اور لغو ہے اور بدلت
غائی اور سکی کچھ بھی نہیں الستی اذا خلا من مقصودہ لغی تقیید مشہورہ مسلمہ ہے غائباً آنکہ
اگر کوئی صاحب سواد حق کے جو آپ کی نسبت سو مطنی رکھتا ہو مثلاً آپ کو دجا جہ کذاب سے
شمار کرے اور برلا اور بالمشافہہ آپ کو ان الفاظ ناملائم و نامناسب سے یاد کرے تو کیا آپ خوش
ہوں گے چونکہ آپ بشر ہیں ملک نہیں باغ فردنا خوش ہوں گے بلکہ ایسے صاحب کے کاغذین
قیام و طعام بھی آپ کو گوارا نہ ہوگا سجد میں رہنا منظور ہوگا اگر ان صاحب کے مکان میں فرسہ گے
از اخذہ عالی اسکا شاہد ہے بل الا انسان علی نقضہ بصیوۃ اور مینی سنا ہے کہ ایسے ہی الفاظ
نامناسب سے مولانا محمد بشیر صاحب کا کسی مسئلہ میں اپنے دل دکھایا اور انہوں نے صبر
فرمایا لیکن ہم جیسے لوگوں نے استقدر صبر کر رہا ہے اور اگر آپ کہیں کہ یہ استحقاق نہ ہوتا ہے
بھی حاصل نہ ہوتا دوسرے صاحب کو نہیں تو اسے میسے ہر بان دوست قدیم یہ ترجمہ بلا
برج ہے جو کسی بالغ عاقل کے نزدیک دست نہیں۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بردگر سے پسند
حاصل ترجمہ حدیث ہے ہر آپ جیسے فاضل عاقل کیونکر ایسی بات کہہ سکتے ہیں کہ ہرچہ بر خود
دیکھتے ہیں ایک اشتہا میں دیکھا تھا کہ مباحثہ کہ ہرچہ بر خود دیکھا تھا آپ کے اور حضرت درامنا صاحب
سلو کے واقع ہوا اس جلد میں آپ اپنے انوالی عقیقہ دستورہ کے طلاق دیتے ہیں متعدد آمادہ ہو گئے
اسوجہ سے کہ آپ کے نزدیک حضرت مرزا غلامی نے کوئی حوالہ غلط دیا تھا یہ روایت صحیح ہے یا غلط میں تو
ہیں روایت کو انکی نسبت بسبب آپ کے دیکھا تھا کہ مباحثہ کہ ہرچہ بر خود دیکھا تھا آپ کے اور حضرت درامنا صاحب

میں پجاری مستورت آپکی ازواج نے کیا تصور کیا ہے جو اونکی چمک حرمت آپ جیسے رفیقہ سے مل
 میں آوے بہر حال یہ روایت صحیح ہو یا غلط اشتہار ت میں شائع ہو چکی ہے مولانا اگر کوئی آپکا مخالف
 زمیں محبت قدیم نمودار باشد آپکی ازواج طاہرہ کی نسبت کچھ سوڑنی رکھتا ہو تو آیا دیکھو اس آپکو قاعدہ متحر
 اور اصل موضوعہ کی بنیاد الفاظ نامناسب کے استعمال کا استحقاق حاصل ہو گا اور اگر وہ شخص کم نجات
 خدا نخواستہ اپنی اس سوڑنی کی تائید میں اس قضیہ طلاق مستہ کو سند میں لاوے تو پھر اسکی جواب
 آپ پر بہت مشکل ہوگی مولانا کیا آپ اس سے خوش ہونگے کاظم کلا اور اگر آپ اس شخص کم نجات
 کی نسبت بھی بھی فرمایں کہ اے کم نجات جو کہ یہ استحقاق حاصل ہے مجھ کو حاصل نہیں تو مولانا گستاخی
 صاف آدس کی کم نجاتی اور آپکی خوش نجاتی تو کسی کے خیال میں نہ آویگی سب لوگ یہی کہیں گے کہ ترجیح
 بلا مرجح ہے اے میرے قدیم دوست یہہ استحقاق جدید جو اپنے حاصل کیا ہے مثل ام الجناۃ کو کم الفاسد
 ہے آپکے واسطے بہتر یہی ہے کہ اس استحقاق سے آپ دست بردار ہو جائے اور ایسے خیالات سے توبہ کیجئے
 سادسا انکہ تمام نظم و نسق ملکی اور دین میرمنزلی آپکو اس استحقاق سے مدہم بہم ہو جاوے گا اور امن وامان
 ملک میں ہرگز نہ ہوگا کیونکہ جب ہر شخص کو اپنی اپنی سوڑنی سے ایسے ایسے استحقاق حاصل ہوں گے تو
 ملک میں بجز جنگ کے بدل اور فتنہ و فساد کے اور کیا ہوگا بہتر ہے کہ آئندہ کو آپ اپنے اس استحقاق کے
 درپے ایات پہنچئے ورنہ گورنمنٹ انگلش اور نیز گورنمنٹ ریاستہائے اسلامی و غیر اسلامی آپ کے
 دشمن ہو جائینگے اور پھر آپکو ہندوستان اور ریاستہائے ہندوستان میں آمد رفت بھی مشکل ہوگی
 اور آپ بڑے بڑے مفاسد میں مبتلا ہوں گے ہمارا کام سمجھنا تھا یا رو۔ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو
 وضا علینا الا ابلاغ۔ مولانا اپنے اسی زمانہ کو یاد کرو کہ جو وقت میں نسبت ترمیم تبدیل بعض
 الفاظ کتاب تحفہ الہند کے (جو آپ کے نزدیک غیر لائحہ عمل تھے) حالانکہ ہندو کے مقتداؤں اور پیشواؤں کی
 نسبت موافق شرع دیکھے گئے تھے) آپ کو کشش کر رہے تھے اُس حال اور اس حال میں آپ کو کس قدر
 فساد ہے یہ آپ کا تلون با تلون مختلفہ و تشکل باشکال مبتلاؤں اس شر کو یاد دلاتا ہے وہ فنا تکون
 علی حال تکون جمعا تلون مکاتون فی اثنا جمعا۔ مگر چہ آپکی اس سوڑنی کے رفع کیواسطے

وہ شخص کم نجات

اور عدم استعمال الفاظ ملاحظہ کیے گئے جو کچھ مینے لکھا وہ اہل انصاف کیواسطے کافی وافی ہے۔ بعض
تقریب حضرت نجد و اوقت کے پیچ اس سو غلنی کے بارہ میں لکھا۔ مناسب سمجھتا ہوں وہ ہونا نیک غلنی
انسان میں ایک فطری قوت ہے اور جب تک کوئی وجہ بدکامی کی پیدا نہ ہو تب تک اس قوت کو استعمال
میں لانا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور اگر کوئی شخص بلا وجہ اس قوت کا برتنا چھوڑ کر باطلی کرنے کی
عادت پکڑا تو یہ انسان سودائی یا دہمی یا مجنون یا مسلوب النحوس کہلاتا ہے مثلاً جیسے کوئی بازار
کی شیرینی یا روٹی وغیرہ کو اس دہم سے کھانا چھوڑے کہ کہیں حلوانیوں یا مان یا میوں وغیرہ نے
اون چیزوں میں زہر ملا رکھی ہو یا سفر کی حالت میں ہر ایک راستہ تیلانے والے پر شک کرے کہ شاید
یہ بیچھے ہو گا ہی نہ تیار ہو یا حماقت کرانے کی قوت میں مجام سے ڈرے کہ جس راستہ ہمارے کچھے قتل ہی ہو گا
یہ سب خیال مقدمات خون اور دیوانگی کے ہیں اور جب کوئی دیوانہ ہونے لگتا ہے تو پہلے ایسے ہی
خیالات فاسدہ و لیس اوتھا کرتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ پکا سودائی ہو جاتا ہے پس اس سے ثابت ہے کہ
بغیر مقول وجوہ کہنے کے بذاتی کرنا ایک شعبہ دیوانگی کا ہے کہ جس سے عاقل آدمی ضرور بے کرب ہو کر
اور خدا نے قوت نیک غلنی کی جو انسان کی فطرت میں ڈال دی تو اوس میں یہ حکمت ہے کہ غلنی آدمی
میں راست گوئی اور راست روی ہی ایک فطری قوت ہے اور جب تک انسان کسی قاسر سے
مجبور نہ ہو نہ چھوٹ بولنا چاہتا ہے اور نہ کسی اور طرح کی ہسی کا ارتکاب جائز رکھتا ہے اور اگر نیک غلنی کی
قوت انسان کو عطا کیجاتی تو وہ تمام فوائد جو راست گوئی اور راست روی کی قوت کے ذریعے ایک
سے دوسرے کو پہنچتے ہیں اور جن پر تمام مہات تمدن اور معاشرت اور تدابیر مندری اور ملکی موقوف ہیں ضائع
ہو جاتے اور نفوس انسانی جمیع منافع سے جو قوت مذکور کے دستمال پر مرتب ہوتے ہیں محروم رہ جاتے
مثلاً یہ نیک غلنی کی ہی برکت ہے کہ چھوٹے بچے باسانی بولنا اور باتیں کرنا سیکھ لیتے ہیں اور بابا
کو بابا پکڑ کے جلتے ہیں اگر بذاتی کرتے تو کچھ ہی نہ سیکھتے اور دل میں کہتے کہ شاید ان سکھانے والوں کی
کچھ اپنی ہی غرض ہوگی اور اخلاص بذاتی سے گئے ہی رہ جاتے اور والدین کے والدین ہوئیں ہی
شک ہی رہتا۔ مولانا اپنے اس وقت کو یہی یاد کرو کہ جو قوت میں آپ حضرت مرزا سلیم اللہ تعالیٰ کی نسبت

بڑے زور شور سے یہ اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور وجود حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئینہ کی خبر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ بعد ذلک اصرار اور اس کا مولف یہی اسلام کی مالی و جانی و قلبی و روحانی و ملی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے و فی الواقع یہ تو یہ غایت درجہ کی جن فنی و یا یہ غایت درجہ کی سوچنی سے ہیں تفاوت راہ انکسارت تا بحال و شوق مانی و صنف سے و اکبر من اغراضه نشو و جمعه با کمال من یدعی العالم حکیم و جمیل الاطاعت طوعاً و تبارک۔ الی الس فیض ثم الجہار الکفر کا نصب و متبع طوعاً و تبارک و تقلد۔ و جبہ علی تصایری مرتبہ ناصر اصبہ۔ نزیازی الکفر بشری یہ الہدی و بغی مری الکفر فی سخط الرب و ماہاجہ شئی سوی حسد لہ۔ و ذلک داو لا یعاج با طرب و اذا بہت المراتب عندا احتیاجہ۔ تبارک للہ تعالیٰ و البغی و القشب و ولہ ید مرک اللہ نیصر جہدہ علی الجاہل المزاب و المبطل الخشب و من یخذل المبعوث یخذل ربہ و یجعلہ فی خلقہ عالی الکعب۔ و السلام خیر ختام مورخہ نہم ستمبر ۱۸۹۱ء

آپ کا ناچ مشتق پرانا دوست اور معاون

محمد احسن امرہ ہوسنی نزل بہو پال

مکر یہ کہ اگر آپ ضمانت بہ تعداد پنچاہ روپیہ تاوان دینے کے در صورت استعمال الفاظ نا ملائم کے مصدقہ مولانا محمد بشیر صاحب یا کسی دوسرے معزز کے داخل کریں تو تہماً نا الجہ سید محمد پران آپ کو گفتگو اور مناظرہ میں سب طرح کی آزادی دیتا ہے یعنی تقریر اور تحریر اچھلچل پر آپ چاہیں اور جس مسئلہ میں منظور ہو آپ مجھے گفتگو اور مناظرہ کر لیں کیونکہ اصل اصل مناظرہ اور مباحثہ تو ایک بہت بڑا آگے تحقیق علوم اور تعلیم مسائل غیر معلوم کا ہے اسی سے ترقی علم معلوم ہوتی ہے مثل مشہور ہے کہ ملک بے سیاست اور مال بے تجارت اور علم بے بحث بالکل بیکار ہے اور انسان نے

جس علم و فن میں ترقی کی ہے اس کا مراقبہ یہی مناظرہ اور مباحثہ نہ اولاً نہ جاہ کرام کی مباحثات
 پر نظر ڈالو کسی کسی احادیث و روایات بلکہ آیات قرآن مجید کی تحقیقات اس سے ہو گئی۔ اور
 پھر نظر ثانی ڈالو تمام مناظرات مجتہدین اور فقہاء محدثین پر کہ کیا کیا واقعات اسلام اور حقائق
 سنن خیر الانام اور معارف و اسرار کلام اللہ اعلام اس سے حل ہوئی ہیں مگر وہ مناظرات
 مشروط ایسی شرائط کے ساتھ نہیں ہوتے جبکہ آپ اول الشرائط قرار دیتے ہیں ایسا مناظرہ
 توسیاع اور کلاب میر، ہو کر تا ہے قصابوں کی دوکان پر آپ نے لائحہ فرمایا ہو گا اگر آپ کو ایسے
 ہی مناظرہ کا شوق ہے تو یا کسی جنگل میں واسطے شکار کے جا کر دنگل کیجئے در کسی قصابی
 کی دوکان پر تشریف لیجائے۔ یہم شرح ہے آپ کے خط اور جو صلہ عالی سچے اب کو اب یہ علم اور
 بردباری کے حکیم نور الدین صاحب سلمہ نے قلم انداز کر دیا تھا والسلام خیر تمام۔

اور ختم تاریخ و سنہ صادر

محمد حسن امروہوی نزیل بہو پال

